نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگار	صفحہ
۱	اصلاح جلد یازدہم	اڈیٹر	۱
۲	الاول والاصحاب	"	۳
۳	[illegible] - الحدیث	"	۳۶
۴	اسلام اور سائنس	جناب سید محمد صاحب بی۔ اے سینئر [illegible]	۴۵
۵	اصلاح کی پالیسی	ابوالفاروق جناب سید محمد عسکری صاحب	۵۰
۶	عرض اڈیٹر	اڈیٹر	۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً

اصلاح

نمبر ۱ | بابت یکم ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

عظم اللہ اجورنا بمصابنا بالحسین علیہ السلام وجعلنا من الطالبین بثارہ مع ولدہ الامام المھدی من آل محمد علیہم السلام

اصلاح جلد یازدہم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ اس سے بڑھکر کونسی نعمت ہوسکتی ہے کہ خدا نے ہمکو خلعت انسانیت عطا فرمایا کہ جسطرح بروز ولادت اول کام ہمارا رونا تھا جس سے تمامی اعزا و اقرباشاداں و فرحاں ہوے کہ لڑکا صحیح و سالم پیدا ہوا اسی طرح سال نو کے محرم الحرام کا چاند دیکھا اور ہم رودیے کہ آہ یہ وہی ماہ محرم ہے جسکی حرمت زمانہ جاہلیت میں اسقدر کی جاتی کہ سالہا سال کی خونریزی اور مخاصمانہ جنگیں موقوف ہوجاتیں مگر اون مسلمانوں نے جو بوجہ قبول کیے پیغمبر خدا کے اہل اسلام ہوچکے تھے یہ شامت آئی کہ اپنے نبی کے فرزند کو اس بیرحمی اور بے دردی سے شہید کیا کہ تاریخ عالم کوئی نظر اوسکی نہیں پیش کرسکتی

ہمارا گریہ و بکا مصائب سید الشہدا ہر سال نو میں ہی فال نہیں ہے بلکہ یہ ہم اب گنا ہو سے اسطرح پاک ہونگے جسطرح بچہ بروز ولادت معصوم ہوتا ہے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ہم عالم وجود کے ایک نئے عالم میں قدم رکھ رہے ہیں جس سے آجتک آشنا نہ تھے۔

یہ ہمارا گریہ و بکا اس امر کی بھی خبر دیتا ہے کہ خدا اور رسول ہمسے خوش ہونگے جسطرح ولادت مولود سے جو رونا اوسکے والدین خوش ہوتے ہیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ سال نو کی آمد ہم اوس علامت فارقہ کو ترک کریں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم انسان ہیں کیونکہ گریہ و بکا ہی وہ خصلت ہے جو مخصوص انسان

میں پائی جاتی ہے اور کوئی حیوان اوسکا شریک نہیں

اس سال ایک نیا سبب موجب گریہ یہ بھی ہوکہ اصلاح جو خدمت قوم کی قدر دانی میں ۱۳۲۴ھ سے پندرہ روزہ ہوا کیے ای ایک مہینے کے پندرہویں روز شایع ہو۔ قوم کی ہمت افزائی نے پھر اس ۱۳۲۸ھ میں اوسے ماہانہ کر دیا جس سے قوم کا صرف یہی نقصان نہیں ہوا کہ اوسکی قوت اوسکی کم ہوگئی۔ بلکہ بظاہر اسباب ترقی کی راہ رک گئی حالانکہ دوسری قوموں کے رسالے ماہانہ سے پندرہ روزہ ہوگئے اور پندرہ روزہ سے ہفتہ وار سے روزانہ ہو رہے ہیں۔

خیر رونا تو مومنین کے لوازم سے ہے جس سے کسیوقت مفارقت نہیں ہو سکتی۔ مگر زیادہ رونا اسیکا ہے کہ ماہانہ چلنے کا بھی سامان نہیں اسلئے کہ تو سو ویلیو ویلیو والے والپی نے اسقدر جبر زور کر دیا ہے کہ ایک ایک قدم اوٹھانا دشوار ہو رہا ہے۔

بیشک اس سال قحط عظیم کا سامنا تھا جس سے مومنین کو سخت زحمتیں اوٹھانی پڑیں اور وی پی ویلیو کا سبب قوی یہی تھا۔ مگر اسپر بھی لحاظ کرنا ضروری تھا کہ دفتر اصلاح بھی مومنین کی توجہ سے قایم ہے اور ماہانہ مصارف صاحب کہاں سے آسکتے ہیں اگر مومنین نہ توجہ کریں۔

مجھے مجبوراً پہلے ہی مجبور ہو کر قصد کیا تھا کہ اصلاح کو بندہ سے بند کریں۔ اب بھی وہی عزم برقایم تھے مگر ایک طرف مومنین کے اصرار نے اور دوسری طرف شماتت مخالفین نے مجبور کیا کہ ایک حرکت مذبوحی اور کرکے پھر سے اصلاح کو سابق بدستور جاری رکھوں۔ دیکھئے قوم کیا امداد کرتی ہے کیونکہ دفتر کی حالت موجودہ کسی انتظام کی امید دلاتی ہے کسی وعدہ کی۔ مگر خیال خدمت قوم اوبھار رہا ہے کہ جسطرح ہوسکے اس مہم کو انجام دوں۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

اسی غرض سے حسب مشورہ اسید ہو رہی ان قوم اصلاح پرنٹنگ کمپنی کا مسودہ شایع کیا گیا کہ عمدہ سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کی جائے جسکی اصلی غرض اشاعت ترجمہ قرآن مجید اور ترجمہ و شرح نہج البلاغہ کا شایع کرنا ہے جسکے لئے مدت سے قوم سے وعدہ ہو رہا ہے اور بفضل خدا سے قوم بھی اسپر مستعد نظر آتی ہے جس سے امید ہے کہ اسی مستعدی سے کام لیا گیا تو بہت جلد اسکا افتتاح کیا جائے اسمیں شبہ نہیں کہ ہماری معزز قوم کا یہ پہلا کام ہے جو قوم کی مجموعی قوت سے انجام دیا جائے

اسلئے جہانتک اسمیں پس وپیش کیا جائے کم ہے کیونکہ جن قوموں نے ایسے کام جاری ہو چکے ہیں وہاں بھی آسانی سے نہیں شروع ہوا بلکہ دو تین تحریک پر اسکا عملی قایم ہوا۔
مگر ہماری معزز قوم نے جس سرگرمی سے اسمیں اقدام کیا اسکا شکریہ نہیں ادا کرسکتا اسامی گرامی اونکے صفحہ ٹائٹل پر ملاحظہ ہو۔

الآل والاصحاب

اگرچہ اسلام کی تقسیم ابتدا سے اسی دو حصہ پر ہو کہ اسلام کا وجود اور نشو ونما بھی جو کچھ ہوا انکی مداخلت ومشارکت سے کیونکہ بانی اسلام تنہا ایک شخص اور بغیر مشارکت معاونین ترقی ناممکن تھی۔ اسیطرح خاتمہ یا زوال یا اضمحلال بھی جو کچھ ہوا انھیں دونوں قسمونکی مشارکت سے یا علحدگی سے۔ لہذا امید ہے کہ یہ مضمون عموم اہل اسلام کے لئے حد درجہ مفید ہو۔

ہاں اس مضمون میں ایک خصوصیت یہ بھی ہو کہ ایک شخص نے جو آجکل انکار شہادت سے مشہور ہو رہا ہو۔ ایک موقع پر یہ بھی لکھا تھا کہ امام حسین علیہ السلام نہیں شہید ہوئے کیونکہ ناممکن تھا ایک مسلمان بھی ہوتا اور حضرت شہید ہوجاتے جسکے مطلب یہ ہوئے کہ چونکہ اُسوقت کوئی مسلمان نہ تھا اس وجہ سے حضرت شہید ہوگئے اسلئے کہ شہادت تو ایک ایسا واقعہ ہو جس سے انکار ہو نہیں سکتا۔

دوسری خصوصیت یہ ہو کہ امام غزالی نے جو اسکا فتوے دیا کہ ذکر شہادت امام حسین حرام ہے کیونکہ اس سے بغض صحابہ میں ہیجان ہوتا ہو۔ وہ بھی حل ہوجائیگا کیونکہ ابھی تک یہ معما تھا کہ ذکر شہادت امام حسینؑ سے بغض صحابہ کو کیا تعلق ہو صواعق محرقہ میں ہے قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ وماجری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یہیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیھم صـ ۱۳۳ یعنی حرام ہو واعظ وغیرہ پر ذکر امام حسن وامام حسین علیہم السلام اور بیان کرنا اُن حکایات کا جو صحابہ میں باخودہا واقع ہوئے اختلاف اور نزاع سے کیونکہ وہ ہیجان میں لاتا ہو بغض صحابہ کو اور اُنپر طعن کرنے کو۔

اُس تحریر سے یہ معما حل ہوجائیگا کہ تذکرہ شہادت جناب امام حسن اور امام حسین سے بغض صحابہ کو کیوں ہیجان ہوتا ہو؟ اسلئے کہ جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام خود ہی صحابی ہیں اور فرزند رسول اور نائب رسول جس سے مناسب تو یہ تھا کہ اہل سنت کو اُن لوگوں سے عداوت اور نفرت ہوتی جو قاتل امام تھے کیونکہ

اگر بحیثیت اولادِ رسول ہونے کے نہ مانتے تو اس حیثیت سے مانتے کہ وہ صحابی رسول بھی ہیں۔ اور دشمن صحابی رسول مطابق عقیدہ اہل سنت کافر ہے لہذا بغرض ہدایت خلق اللہ ضرور تھا کہ وہ مصائب امام کو زیادہ بیان کرتے تاکہ دشمنان اہل بیت یعنی صحابہ سے لوگوں کو نفرت ہوتی۔ مگر واہ رے قسمت کہ مصائب امام کا ذکر حرام بتایا جاتا ہے۔ کیوں۔ اسوجہ سے کہ بعض صحابہ میں ہیجان ہوتا ہے! حالانکہ ان واقعات سے محبت صحابہ میں ترقی ہونی چاہیے۔

اب ہم تمہید میں زیادہ طول دینا نہیں چاہتے بلکہ بطور مثال چند واقعات کیطرف اشارہ کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو کہ آل و اصحاب میں باخود ہا کیا تعلقات تھے۔ اور ان تعلقات سے رسول اللہ راضی تھے یا ناراض جسکے بعد یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ ان میں کون مسلم تھا کون کافر کون مومن تھا کون منافق

(۱) قرۃ العینین شاہ ولی اللہ میں ہے عن عبد المطلب بن ربیعہ ان العباس دخل علی رسول اللہ مغضبا و انا عندہ فقال ما اغضبک ص احمر وجہہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم اللہ و لرسولہ ثم قال ایھا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ و در حدیث او ما شعرت یا ابن الخطاب ان عم الرجل صنو ابیہ از بخاری مذکور است صد ۲۰۲

عبد المطلب بن ربیعہ ناقل ہیں کہ حضرت عباس عم رسول اللہ خدمت رسول میں حاضر ہوئے درحالیکہ غضبناک تھے اور میں وہاں موجود تھا حضرت نے پوچھا کس چیز نے تمکو غضبناک کیا۔ کہا یا رسول اللہ صلعم کیا سبب ہے کہ قریش جب باخود ہا ہیں ملاقات کرتے ہیں تو خوش اور مسرور ہوتے ہیں۔ اور جب ہم لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں تو یہ خوشی نہیں ہوتی۔ پس غصہ ہوئے رسول اللہ صلعم یہاں تک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہو گیا اور کہا قسم اُسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کبھی نہ داخل ہو گا ایمان۔ کسی آدمی کے دل میں جب تک کہ تم لوگوں کو وہ دوست نہ رکھے

خدا ورسول کے لیئے ہے پھر فرمایا ایّھا الناس جسنے ایذا دی میرے عم کو اُسنے مجھے ایذا دی کیونکہ چچا بجائے باپ کے ہے۔ اور دوسری روایت میں حضرت نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا اے پسر خطاب کہ چچا قائم مقام باپ کا ہے"

ہماری غرض صرف اس فقرہ سے ہے کہ حضرت عباس نے کہا کہ قریش باوجودیکہ جب ملتے ہیں تو خوش اور مسرور ہوتے ہیں اور جب ہم لوگوں سے ملتے ہیں تو وہ چہرہ نہیں رہتا۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب خود حضرت کی حیات میں صحابہ کی یہ حالت تھی تو آیندہ کے حالات پر کیا تعجب ہو سکتا ہے۔

ہمکو حضرت کے اس کلام سے کہ فرمایا والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ قسم خدا کی کسی شخص کے دل میں ایمان نہ داخل ہو گا جب تک تم لوگونکو خدا ورسول کے لیئے دوست نہ رکھے۔ چنداں بحث نہیں کیونکہ حضرت کے اس قسم کے کلمات کو جو ایکمرتبہ نہیں۔ ہزارہا مرتبہ فرمایا ہے بلکہ خود خدا نے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ فرمایا جو آجتک قرآن میں موجود ہے۔ ان لوگوں نے کبھی نہ مانا نہ سچ سمجھا نہ اُسکو قابل تعمیل جانا پھر اُس سے کیا بحث۔ مگر اسقدر تو یقیناً معلوم ہوا کہ خود عمر صاحب سے خطاب کر کے یہ فرمایا تھا وما شعرت یا ابن الخطاب کیا تو نہیں جانتا اے پسر خطاب جس سے بالیقین معلوم ہوا یہ بھی اُنخصیں صحابہ سے تھے جو اہل بیت سے اُس صورت سے ملاقات تے جسکو وہ لوگ نا پسند کرتے

جب جنگ طائف میں جناب رسالتمآب نے کچھ دیر تک جناب امیر سے راز کی باتیں کی تھیں تو اُسوقت خلیفہ اول نے اعتراض کیا لقد طال مناجاتک منذ الیوم چنانچہ کنز العمال میں ہے عن جندب بن ناجیہ او ناجیہ بن جندب ما کان یوم غزوۃ الطائف قام النبی مع علی ملیا ثم مر فقال لہ ابوبکر یا رسول اللہ لقد طالت مناجاتک منذ الیوم فقال ما انا انتجیتہ لکن اللہ انتجاہ علیہ یعنی رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر یعنی جندب

بن ناجیہ یا ناجیہ بن جندب سے روایت ہے کہ بروز غزوہ طائف آنحضرت دیر تک
سرگوشی کرتے رہے حضرت علی سے پھر وہاں سے چلے گئے تو ابوبکر نے کہا یا حضرت
آج تو بڑی دیر تک آپ سرگوشی کرتے رہے حضرت نے فرمایا یہ فعل ہمارا نہ تھا بلکہ خدا
نے اُنسے مناجات کی۔

اس حدیث کی تفصیلی بحث تو تنقید بخاری حصہ دوم صفحہ ۳ میں لغایت ۹، قابل
دید ہے مگر اصل مطلب ہمارا تو بخوبی ظاہر ہوا کہ صحابہ کو خصوصاً شیخین کو اور اُنکے
طرفداروں کو جناب امیرؑ اور اہل بیت طاہرینؑ سے کس رتبہ کی حسن عقیدت تھی
کہ اگر آنحضرت جناب امیرؑ سے بات چیت کرتے تو ان لوگوں کو ناگوار ہوتا کچھ زیادہ عنایت
فرماتے تو انکے چہرے بگڑ جاتے۔

(۳) جنگ یمن کا حال تو سب کو معلوم ہے کہ باوصفیکہ خالد بن ولید لشکر اسلام لیکر
وہاں چھ مہینے پڑا رہا مگر نہ کوئی مہم سر ہوئی نہ کوئی متنفس اسلام لایا۔ آخر حضرت نے
جناب امیرؑ کو بھیجا جسے حضرت نے چند روزوں میں سر کیا اور ہزاروں آدمی اسلام
لائے۔ بہت کچھ مال غنیمت خدمت رسولؐ میں حاضر کیا تو چار صحابیوں نے
بالاتفاق سازش کر کے حضرت کی شکایت کی قرۃ العینین شاہ ولی اللہ میں ہے

عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ ص جیشا واستعمل علیھم علی بن
ابیطالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقدوا اربعۃ
من اصحاب رسول اللہ ص فقالوا اذا لقینا رسول اللہ اخبرناہ بما صنع
علیؑ وکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدءوا برسول اللہ فسلموا
علیہ ثم انصرفوا الی رحالھم فلما قدمت السریۃ سلموا علی النبی
فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر الی علی بن ابیطالب
صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ ص ثم قام الثانی فقال مثل
مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ
فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیہ

رسول اللہ و الغضب یعرف فی وجھہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیا منی و انا منہ وھو ولی کل مومن بعدی اخرجہ الترمذی ص ۲۰۶ قرۃ العینین

پھر ترمذی میں ہے عمران بن حصین سے کہ حضرت نے ایک لشکر روانہ کیا جسکا سردار جناب امیرؑ کو بنایا تھا۔ حضرت نے ایک لونڈی کو لے لیا جسپر لوگوں نے انکار کیا اور چار آدمیوں نے اصحاب رسول اللہ سے باخود باعہد کیا کہ جب حضرت سے ملاقات کرینگے تو جناب امیرؑ کی شکایت کرینگے۔ اور قاعدہ مسلمانوں کا یہ تھا کہ جب باہر سے آتے تو پہلے رسول اللہ سے ملاقات کرتے پھر اپنے اپنے گھر جاتے۔ جب وہ لوگ حضرت رسول میں حاضر ہوئے تو ایک نے کھڑے ہوکر جناب امیرؑ کی شکایت کی حضرت نے اُس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا حضرت نے اُس سے بھی منہ پھیرا۔ اسیطرح تیسرے کی شکایت سے بھی حضرت نے منہ پھیرا۔ پھر جو چوتھا کھڑا ہوا اُسنے بھی اپنی تقریر کو ختم کیا تب حضرت اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور غضب آپ کے چہرہ سے نمایاں تھا پھر فرمایا کیا چاہتے ہو علی سے کیا چاہتے ہو علی سے۔ بتحقیق علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ ولی ہیں ہر مومن کے بعد میرے۔ روایت کی ہے اسکی ترمذی نے۔

اس روایت سے بھی ظاہر ہے کہ بمخالفت جناب امیرالمومنین علیہ السلام کس طرح کی سازش رکھتے کہ چار صحابی نے باخود با معاہدہ کیا تھا کہ حضرت سے جناب امیر کی شکایت کرینگے۔ جسکو انھوں نے اسطرح نباہا کہ حضرت نے پہلے ہی صحابی کی تقریر پر منہ پھیر لیا۔ مگر اسپر بھی دوسرا صحابی کھڑا ہوا۔ اس سے بھی حضرت نے منہ پھیرا۔ مگر جو چوتھا بھی کھڑا ہوا پھر ایسے صحابہ کے اسلام پر وہی لوگ نازش کرسکتے ہیں جو مخالف خدا و رسول ہیں۔

حضرت نے صرف اعراض ہی نہیں کیا بلکہ نہایت غیظ و غضب سے جو آپ کے چہرہ سے نمایاں تھا فرمایا کیا چاہتے ہو علی سے کیا چاہتے ہو علی سے تین مرتبہ کہکر فرمایا

کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے اور علی ولی ہیں ہر مومن کے بعد میرے۔
تو کیا اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ مدعی اسلام ہوکر وہ حضرت کی ولایت سے خارج ہوسکتا ہے
ہرگز نہیں۔
مگر اسقدر تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جن صحابہ کو حضرت کی حیات میں اور ایسے ایسے
فضائل و مناقب سنکر اور وہ بار ہا نمایاں دیکھکر بھی جناب امیر سے محبت
نہ ہوئی اور دل انکا کرہ آتش حسد ہی رہا۔ بعد حضرت کے انکی کیا حالت ہوئی ہوگی
(۴) یہانتک تو باہر کی سیر تھی۔ اب اندرون خانہ تشریف لائیے کہ صحیح بخاری کی
یہ حدیث بامزہ ملاحظہ فرمائی پوری حدیث تو اصلاح نمبر ۲۱ و ۲۲ جلد ۹ میں مرقوم
ہوچکی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۹۔
یہاں بقدر ضرورت لکھی جاتی ہے۔ کہتے ہیں عمر کہ میں نکل کر ام سلمہ کے پاس گیا
جنسے قرابت بھی تھی۔ انسے بھی میں نے ایسا ہی کلام کیا (جیسا کہ اپنی صاحبزادی
حفصہ سے کرچکے تھے) فقالت ام سلمۃ عجبا لک یا ابن الخطاب دخلت
فی کل شئ حتی تبتغی ان تدخل بین رسول اللہ و ازواجہ فاخذ تنی
واللہ اخذا کسرتنی عن بعض ما کنت اجد) پس کہا ام سلمہ نے تعجب ہے
تجھ سے اے پسر خطاب کہ ہر امر میں تو نے مداخلت کی یہانتک کہ اب چاہتا ہے
کہ رسول اللہ اور حضرت کے ازواج میں بھی مداخلت کرے حضرت عمر کہتے ہیں
واللہ انہوں نے اسطرح مجھے پکڑا کہ بعض باتیں جو اپنے دل میں پاتا تھا اُس سے
شکستہ کر دیا۔ صحیح بخاری صفحہ ۔ جلد ۲ مطبوعہ مصر
یہاں اسقدر اور سمجھ لینا چاہیے کہ ازواج نبی دو فرقہ پر منقسم تھیں ایک وہ جن کے
باپ زندہ تھے اور صحابی سمجھے جاتے تھے یہ عائشہ حفصہ۔ ام حبیبہ ایک پارٹی
تھیں۔ دوسری وہ جنکے باپ زندہ نہ تھے حضرت ام سلمہ صفیہ۔ زینب وغیرہ
یہ کمزور پارٹی تھیں جنھیں اولاد رسول سے کچھ ہمدردی تھی۔ مگر چونکہ بیرونی
مددگار نہ رکھتی تھیں کمزور تھیں۔

حضرت عائشہ اور حفصہ کی زور آوری ایسی تھی کہ آجتک قرآن میں اُسکا ذکر خیر موجود ہے
ان تتوبا الیہ فقد صغت قلوبکما وان تظاہرا علیہ فان اللہ ھو مولیہ
وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظہیراً اگر تم دونوں عورتیں
اللہ کی طرف توبہ کرو (تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تمھارے دل (نبی کی ایذا پر)
جھک پڑے ہیں۔ اور اگر تم دونوں (نبی کی ایذا پر) ایک دوسرے کی معاونت
کروگے تو خدا اُسکا مولی ہے۔ اور جبرئیل۔ اور نیکوکار مومن۔ اور ملئکہ بعد اسکے مددگار
ہیں جس سے معلوم ہوا اُن دو نوں عورتوں کا زور ایسا بڑھا ہوا تھا کہ خدا کو
اپنی پوری قوت اُنکے مقابلہ میں صرف کرنی پڑی۔
یہاں آپکو وہ سب واقعات خود یاد پڑ گئے ہونگے کہ لشکر اسامہ کی روانگی میں جو حکم
تاکیدی حضرت نے دیا تھا لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامۃ۔ الخیص عورتوں
کے ذریعہ سے حضرت کے حالات زیادتی مرض اُن لوگوں کو معلوم ہوئے جس سے وہ
اِس موقع کے منتظر رہے۔ ابوبکر کی پیشنمازی اِسی بنیاد پر قائم ہوئی جسکے دفعیہ کے
لئے حضرت نے جناب امیر اور فضل بن عباس پر بکمال ضعف ونقاہت تکیہ کرکے
باہر آنے کی تکلیف گوارا کی۔ حضرت اپنے حبیب اور اخی کو بلاتے ہیں عائشہ اپنے
باپ کو بلاتی ہیں حفصہ اپنے باپ کو اور ہر دفعہ حضرت منہ چھپا لیتے ہیں آخر
حضرت ام سلمہ نے کہا حضرت علی کے سوا کون رسول اللہ کا بھائی یا حبیب ہے؟
جب آپ تشریف لائے تو رسول اللہ نے منہ کھولکر دیر تک باتیں کیں اور جو کہنا تھا کہا
جب حضرت نے وصیت نامہ لکھنا چاہا تو اہل بیت چاہتے تھے کہ لکھا جاوے اور عمر
صاحب مانع رہے جس سے نہ لکھا جا سکا۔ ان سب واقعات سے پوری روشنی
پڑتی ہے اصل مطلب پر۔
(۵) صحابہ کے یہ حالات ایسے نہ تھے کہ خود آنحضرت انسے بیخبر ہوں۔ آپکا کام ہدایت
کرنا تھا اُسکو جہانتک ہوا انجام دیا اور اپنے فرض کو انجام دیا۔ مگر حضرت اُس قانون
کو نہیں توڑ سکتے تھے جسکو خود جاری کیا تھا کہ بلا اصدور جرم سزا نہیں ہو سکتی۔

اسی لیے آپنے اُن صحابہ کو بھی نہ قتل کیا جو خود حضرت کی ہلاکت پر آمادہ تھے اور شب عقبہ آپکو ہلاک کرنا چاہا۔

محقق دہلوی شیخ عبدالحق اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں قیل لحذیفۃ کیف عرفت امر المنافقین ولم یعرفہ ابوبکر ولا عمر قال انی کنت اسیر خلف رسول اللہ ص فنام علی راحلتہ فسمعت اناسا منھم یقولون لو طرحناہ عن راحلتہ فاندق عنقہ فاسترحنا منہ فسرت بینھم وبینہ وجعلت ارض صوتی فانبتہ فقال من ھذا قلت حذیفۃ قال من اولئک قلت فلان وفلان حتی عددا سمائھم منافقون لا تخبرن احدا وجاء عن نافع بن جبیر قال لم یخبر رسول اللہ ص باسماء المنافقین الذین صحبوا بہ لیلۃ العقبۃ غیر حذیفہ وھم اثنا عشر رجلا انتھی۔ یعنی کسی نے حذیفہ سے سوال کیا کہ تمکو نام منافقین کے کیونکر معلوم ہوئے حالانکہ ابوبکر و عمر تک نہیں جانتے تھے حذیفہ نے کہا کہ شب عقبہ ہم سواری رسول ص کے پیچھے پیچھے جاتے تھے حضرت کو کچھ نیند آگئی تھی کہ ہمنے سنا کچھ لوگ کہتے ہیں اگر ہملوگ حضرت کو اونٹ سے گرادیں کہ گردن ٹوٹ جائے تو انکے ہاتھ سے خلاصی پائیں حذیفہ کہتے ہیں کہ یہ سنکر ہم درمیان میں آگئے اور آواز کو بلند کیا حضرت بیدار ہو گئے پوچھا کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں ہوں حذیفہ۔ پھر پوچھا یہ کون لوگ ہیں میں نے سب کے نام بتائے حضرت نے فرمایا یہ سب منافق ہیں کسیکو انکا نام نہ بتانا۔ اور نافع سے منقول ہے کہ رسول خدا ص نے بجز حذیفہ کسیکو منافقین کے نام نہ بتائے وہ لوگ بارہ آدمی تھے۔ اسی کتاب میں ہے وکان عمر یسال حذیفہ عن حدیث العقبہ ویسالہ عن علامات النفاق ھل یری فیہ شیئا منھا اور عمر پوچھا کرتے تھے حذیفہ سے حدیث عقبہ کو اور یہ کہ کچھ علامات نفاق سے اُن میں پاتے ہیں۔

علامہ نورالدین علی بن ابراہیم حلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ لیلۃ العقبہ

(جس رات کو منافقین نے حضرت کو ہلاک کرنا چاہا تھا) کی صبح کو اسید بن حضیر
(جو انصار سے تھے) حاضر خدمت ہوئے عرض کیا یا حضرت شب کو کوچ کیوں
موقوف رہا حالانکہ اس وادی سے چلنا سہل تھا بنسبت عقبہ کے۔ آپ نے
فرمایا تم جانتے ہو منافقین کا کیا ارادہ تھا بعدہ حضرت نے سارا قصہ
بیان کیا۔ اسید نے عرض کیا یا حضرت اب ہر قبیلے کے لوگ فرود ہو چکے ہیں آپ
حکم دیجئے کہ جو منافق جس قبیلہ کا تھا اسکو قتل کریں اور اگر مناسب ہو
تو انکے نام بتائیے قسم خدا کی ابھی انکے سر لاتا ہوں حضرت نے فرمایا میں اس سے
کراہت کرتا ہوں کہ لوگ کہیں جنکی بدولت کفار سے جہاد کیا اور فتح و غلبہ
پایا اب انھیں کو قتل کرتے ہیں اسید نے کہا یا رسول اللہ وہ آپ کے اصحاب
نہیں ہو سکتے حضرت نے فرمایا کیا وہ اظہار شہادتین نہیں کرتے بعدہ حضرت نے
انکو جمع کیا اور یہ حال کہہ سنایا سبھوں نے قسمیں کھائیں جسپر آیہ یحلفون باللہ
ما قالوا نازل ہوا۔ تعجب ہے کہ اس قصہ میں خلیفۂ دوم کو حرارت نہیں آئی نہ جوش آیا
حالانکہ ادنے ادنے بات پر دوسروں کی نیام سے تلوار نکل پڑتی قتل پر آمادہ ہو جاتے تھے
یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جو تمام مشہور ہے جس سے آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ جب خود
حضرت کے ساتھ یہ حالت تھی تو اہل بیت رسول کے ساتھ کیا ہوگا۔ مگر
سب مسلمات ہیں ان میں نہ کوئی کافر ہے نہ مشرک بلکہ وہی صحابہ ہیں جنھیں آیندہ چلکر
خلافت بھی ملی اور اسلام کے مالک و مختار قرار پائے۔
(۶۷) شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں ایک خاص عنوان اسکے لئے مقرر کیا ہے
کہ حضرت نے کن کن صورتوں سے اپنا رنج و ملال صحابہ کے ان حالات پر ظاہر کیا ہے
کہ اہل بیت رسول سے انکا کیا سلوک ہوگا۔
ازالۃ الخفا میں ہے باز آنحضرت خبر داد کہ امت بعد حضرت [illegible]
و تا الم خاطر مبارک [illegible] اخرج الحاکم [illegible] قال ان مما عهد
الی النبی صلعم ان الامۃ ستغدر بی بعدہ و اخرج الحاکم عن ابن عباس قال النبی ص

لعلی اما انک مستلقی بعدی جہدا قال فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک واخرج ابو یعلی عن علی بن ابیطالب قال بینما رسول اللہ اخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سکک المدینۃ اذا اتینا علی حدیقۃ فقلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منہا حتی مررنا بسبع حدائق کل ذالک اقول احسنہا ویقول لک فی الجنۃ احسن منہا فلما خلا لہ الطریق اعتنقنی ثم اجہش باکیا قال قلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونہا لک الا من بعدی قلت یا رسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک واخرج احمد عن علی حدیثا فی آخرہ وان تومروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم واخرج الطبرانی عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ لعلی انک مومر مستخلف وانک مقتول وان ھذہ مخضوبۃ من ھذہ یعنی لحیتہ راسہ انتہی ص ۱۲۵ مقصد اول

ترجمہ حدیث اول حاکم نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے جناب رسالت مآب صلعم نے مجھے خبر دی کہ یہ امت بعد میرے تمکو ترک کر دیگی اور چھوڑ دیگی حدیث دوم حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا کہ حضرت رسول نے جناب امیر سے فرمایا کہ ای علی بہت قریب زمانہ ہے جو تم ہمارے بعد مشقت و محنت میں مبتلا ہو جناب امیرؑ نے عرض کیا اسوقت دین ہمارا سالم رہیگا فرمایا ہاں تمھارے دین کی سلامتی کے ساتھ یہ امور پیش آئیں گے۔

حدیث سوم ابو یعلی نے جناب امیر سے روایت کیا کہ ایکدفعہ ہم ہمراہی رسول مقبول کوچہ ہاے مدینہ میں سیر کرتے تھے کہ ایک باغ پر گذر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا خوب باغ ہے رسول نے فرمایا جنت میں اس سے بہتر تمہارے لئے باغ ہے یوں ہی سات باغ ملے ہر دفعہ میں نے اسکی تعریف کی اور حضرت

نے وہی جواب دیا جب آگے بڑھے اور راہ اغیار سے خالی ہوئی تو توجہ کیا میری طرف روتے ہوئے اور فرمایا ان لوگوں کے دلوں میں کینے ہیں جسکو ہمارے بعد تیرے ظاہر کرینگے۔ میں نے عرض کیا کہ اسوقت میرا دین سالم رہیگا فرمایا ہاں تمھارے دین کی سلامتی میں یہ امور واقع ہونگے۔ حدیث چہارم فرمایا حضرتؐ نے اگر تم لوگ علی کو اپنا امیر اور سردار بناؤ تو تم اُسکو ہادی و مہدی پاؤ گے کہ راہ مستقیم پر لیجلیگا مگر خوب جانتے ہیں کہ تم اُسکو امیر اپنا نہ بناؤ گے۔ حدیث پنجم فرمایا رسول نے کہ اے علی تم ایک روز ضرور امیر اور خلیفہ ہو گے اور یہ ریش خون سے رنگی جاویگی انتہٰی۔

اِن حدیثوں کو اہل فہم بغور ملاحظہ فرمائیں کہ بقول شاہ ولی اللہ صاحب حضرتؐ نے اسکی خبر دی کہ صحابہ آپکی مخالفت کرینگے اور آپکو اس بات سے ملال ہوا۔ تو کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ جن صحابہ نے حضرت کو رنج دیا وہ مسلمان تھے۔ اُس حدیث سے آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ صحابہ کس طرح حضرت کو گھیرے رہتے کہ آپ اپنا درد دل بھی پورے طور پر نہ ظاہر کر سکتے اسکے منتظر رہتے کہ کہیں موقع خالی ملے تو درد دل ظاہر کریں۔

اس حدیث میں اصل لفظ رسول سیغدر ہے کہ قریب ہے میری امت (صحابہ) غدر کریں جیسا کہ اب بھی قلمی نسخوں میں ازالۃ الخفا کے موجود ہے مگر مطبع والوں نے اُسمیں تحریف کیا کہ سیقذر بنایا جسکی غرض یہ ہے کہ الزام غدر صحابہ سے رفع کریں مگر اب بدتر ہو گیا کیونکہ قذر شئے گندہ کو کہتے ہیں جسکے مطلب یہ ہوئے کہ صحابہ ہمسے نفرت کرینگے۔

(۲) رسول اللہؐ نے اس مضمون کو دوسرے لفظوں میں واضح کر دیا کہ یہ قریش بوجہ اپنی سرکشی و تمرد کے قابل قتل ہیں۔ جسکے لئے خداوند عالم۔ جناب امیر کو انپر مسلط کریگا اور وہ قتل کرینگے جیسا کہ اُسی ازالۃ الخفا میں ہے۔

وہم دریں سفر با مرتضےٰ معاملہ منتظر الخلافہ بجا آورد ونذ اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی رضی اللہ عنہ قال جاء النبیؐ اناس من قریش

فقالوا یا محمد انا جیرانك وحلفاءك وان من عبیدنا قد اتوك لیس
لهم رغبة من الدین ولا رغبة من الفقه وانما فروا من ضیاعنا واموالنا
فاردد هم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم لجیرانك
وحلفائك فتغیر وجه النبیؐ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم
لجیرانك وحلفاءك فتغیر وجه النبیؐ ثم قال یا معشر قریش والله
لیبعثن الله علیکم رجلا قد امتحن الله قلبه للایمان وسیضربکم
علی الدین او یضرب بعضکم قال ابوبکر انا هو یا رسول الله قال لا
قال عمر انا هو یا رسول الله قال لا ولکن ذلك الذی یخصف النعل
وقد کان اعطی علیا نعله یخصفها ص ۲۵۶ مقصد دوم۔

یعنی حضرت نے جناب امیرؑ سے اس سفر (جنگ طائف میں) حضرت سے وہ معاملہ
کیا جو امیدوار خلافت سے کیا جاتا ہے کچھ لوگ قریش سے آئے اور کہا یا حضرت
یہ لوگ جو اہل طائف سے مسلمان ہوئے ہیں درحقیقت انکو نہ اسلام سے مطلب ہے
نہ دین سے۔ صرف ہمارے اموال او ضیاع سے فرار کرکے آئے ہیں آپ انھیں واپس
کریں ہم آپکے ہم حلف اور ہمسایوں سے ہیں حضرت نے ابوبکر سے پوچھا انھوں نے
بھی کفار کی تصدیق کی جس سے حضرت کا چہرہ متغیر ہوا پھر عمر سے پوچھا انہوں
نے بھی ابوبکر کی موافقت کی جس سے پھر حضرت کا چہرہ متغیر ہوا۔ اور فرمایا اے
گروہ قریش (جس میں شیخین بھی داخل ہیں) قسم خدا کی تم پر ایسے شخص کو مسلط کریگا جسکے
قلب کا اُسنے امتحان لیا ہے اور تمکو وہ دین پر ماریگا یا اور بعض کو ماریں۔ کہا ابوبکر نے کہ
میں ہوں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر عمر نے کہا کہ میں ہوں حضرت نے
فرمایا کہ نہیں۔ لیکن یہ صفت اُس شخص کی ہے جو پیوند لگاتا ہے نعل میں۔ اور یہ تحقیق دیا
تھا علی کو نعل اپنی کہ پیوند لگائیں اسمیں۔

اس روایت نے حضرت قریش او نیز [illegible] اتفاق اور آپکا مقابلہ رسول بتایا
[illegible] اس سے ظاہر ہو کہ قریش اور صحابہ اس درجہ باخود ہا متفق تھے کہ

رسول کا چہرہ انکے اس اتفاق پر متغیر ہوتا اور یہ اپنی حرکت سے باز نہ آتے۔ پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخین صفت امتحان قلب اور نصارت علی الدین ہونے سے مبرا تھے اور یہ صفت منحصر تھی جناب امیر المومنین علیہ السلام میں اب مسلمانوں کو اختیار ہے وہ رسول اللہ پر ایمان لائیں یا رسول کی تکذیب کرکے شیخین پر ایمان لائیں۔ ان روایات کے بعد تو نہ کچھ کہنے کی ضرورت ہے نہ لکھنے کی کہ حضرت نے بصراحت تمام فرمایا کہ صحابہ کے دل میں تمسے بغض اور کینہ بھرا ہوا ہے جسے وہ لوگ بعد ہمارے مرنے کے تمسے ظاہر کرینگے۔ یہ کہکر حضرت کس طرح گلے ملکر روئے۔

اب آپ ہی فرمائیے اس بغض و عناد کا نتیجہ کیا ہوتا؟ وہی ہوا جو سبکے پیش نظر ہے کہ حضرت رسول کے مرض ہی سے تیور لوگونکے بدل گئے اور پہلا بغض جو نکالا گیا وہ خود رسول اللہ کی نعش مطہر سے کہ نہ کوئی غسال ہے نہ گورکن۔ نہ سقا۔ نہ خیاط۔ کیونکہ سب سقیفہ کے دنگل میں ہیں۔ اگر جناب امیرؑ اسکی فکر نہ کرتے تو شاید رسول اللہ دفن ہی نہ ہوتے۔ کیونکہ جناب امیر کے اس اہتمام پر بھی تیسرے روز حضرت دفن ہوئے

(۸) دفن رسول اللہ کی اہمیت اہل بیت طاہرین کے نزدیک اس کلام سے ظاہر ہے جسے امام ابن قتیبہ دینوری اپنی کتاب الامامہ والسیاسہ مطبوعہ مصر صد ۲۱ میں لکھتے ہیں

فوقفت فاطمہ رضی علی بابہا فقالت لاعہد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول اللہ جنازۃ بین ایدینا و قطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا و لم تردوا لنا حقا۔ پس کھڑی ہوئیں حضرت فاطمہ اپنے مکان کے دروازہ پر اور کہا مجھے ہرگز ایسی قوم کا علم نہیں ہے جو تم سے بدتر محضر پر حاضر ہوئی ہو کہ چھوڑ دیا رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے اور اپنے امرونکا فیصلہ کرلیا باخود ہاکہ نہ ہمسے مشورہ لیا نہ ہمارے حق کا خیال کیا۔

دیکھئے کس درد سے بضعۃ الرسول صحابہ سے شکایت کرتی ہیں کہ آجتک ہمکو تمسے بدتر کسی قوم کا حال نہیں معلوم جسنے یہ کام کیا ہو کہ رسول اللہ کا جنازہ بے غسل و کفن ہمارے سامنے چھوڑ کر خلافت کے۔ لئے چلے گئے۔ اگر حضرات اہل سنت کو

کسی امت کا حال معلوم ہو جسنے ایسی بدعنوانی اپنے نبی کے ساتھ کی ہو تو براہ کرم تواریخ سے پتہ دیں۔

جناب سیدہ کا یہ کلام صحابہ سے اُسوقت ہوا کہ جناب امیر کو بغرض بیعت گرفتار کرنے گئے تھے

(۹) اب صحابہ کی شکایت سنئے کہ وہ اس دفن رسول سے متعلق کیا شکایت کرتے ہیں جس سے کمال ایمانداری اُنکی ظاہر ہو روضۃ الاحباب میں ہے بشیر بن سعد انصاری گفت ای ابو الحسن این داعیہ کہ تو امروز ظاہر میکنی پیش ازیں اگر معلوم مردم شدے ہر آئینہ با تو مضائقہ و منازعہ نمی کردند و با تو بیعت نمی نمودند لیکن چوں در خانہ نشستی و در اختلاط بر مردم بستی۔ ایشاں را گمان شد کہ از خلافت کنارہ میکنی و رفع اعبائے ایں امر از خود میکنی اکنوں کہ جماعت مسلماناں کسے دیگر را قبول کردہ اند بہ پیشوائی از پے در می آئی و خود را طرز دیگر می نمائی علی مرتضیٰ فرمود ای بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالم را غسل ناکردہ و تجہیز و تکفین او ننمودہ و از دفن او فراغت حاصل نکردہ دم از طلب حکومت زدے و با مردم در منازعت و خصومت شدمے۔ ابو بکر صدیق چوں دید کہ کلمات علی بجملہ مستحکم و استوار و ہر یکے از ینہا مقابل صد بلکہ صد ہزار کلمہ ہست از در رفق و مدارا در آمد و گفت ای ابو الحسن مرا گمان ایں بود ترا با من مضائقہ نباشد و اگر میدانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز ایں را قبول نمی کردم اکنوں کہ مردم اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشاں اتفاق نمودی ظن مرا مطابق واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ دریں تامل و تفکر نمائی ہیچ حرج نیست پس از مجلس برخواست و متوجہ خانہ خویش گشت انتہیٰ۔

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ صحابہ نے جناب امیر کے اس امر کو کہ آپ متوجہ غسل و کفن رسول ہوئے اور تجہیز و تکفین رسول کو سب امور پر مقدم کیا۔ اسکی دلیل قرار دیتے ہیں کہ آپ کو خلافت سے کوئی مطلب نہیں۔ ایسے ایماندار صحابہ کس نبی کو ملے ہیں اہل سنت بتائیں۔

افسوس ہے کہ بخیال اختصار مانع ہے جو میں یہاں زیادہ تفصیل سے کام لوں۔ مگر اس سے

ہر شخص نے سمجھ لیا ہوگا کہ اہل بیت رسول۔ اور صحابہ میں کس قسم کے تعلقات تھے کہ تجہیز و تکفین رسول میں بھی نہ شریک ہوا نہ اسکو ضروری سمجھا۔

(۱۰) خود خلیفہ اول جو حصول خلافت کے بعد حضرت عباس سے سازش کرنے کیلئے کلام کرتے ہیں اسی کتاب الامامہ والسیاسہ میں ہے کہ ابوبکر حضرت علی کے پاس سے نکلے

ثم خرج فأتی المغيرة بن شعبة فقال: اتری يا ابابکر ان تلقوا العباس فتجعلوا له فی هذا الامر نصيباً يكون له ولعقبه وتكون لكما الحجة علی علی وبنی هاشم اذا كان العباس معكم قال فانطلق ابوبكر وعمر وابو عبيدة حتی دخلوا علی العباس رضی الله عنه فحمد الله ابوبكر واثنی عليه ثم قال: ان الله بعث محمداً صلی الله عليه وسلم نبياً وللمومنين ولياً فمن الله تعالی بمقامه بين اظهرنا حتی اختار له الله ما عنده فخلی علی الناس امرهم ليختاروا لانفسهم والا فی مصلحتهم متفقين لا مختلفين فاختاروني عليهم واليا ولامورهم راعيا وما اخاف بحمد الله وهنا ولا حيرة ولا جبنا وما توفيقی الا بالله العلی العظيم عليه توكلت

تو مغیرہ بن شعبہ کے یہاں گئے۔ اُس نے کہا اے ابوبکر اگر عباس (عم رسول) سے ملاقات کرو اور کچھ حصہ اُنکا بھی اس خلافت میں مقرر کر دو جو اُنکے لئے نسلاً بعد نسل قائم رہے۔ تو اس ذریعہ سے تمکو حضرت علی اور تمامی بنی ہاشم پر ایک بڑی حجت ہوگی۔ کہ عباس تمہارے ساتھ ہیں۔ پس ابوبکر۔ عمر۔ ابوعبیدہ حضرت عباس کے یہاں گئے ابوبکر نے بعد حمد و ثنا بیان کیا کہ خدا نے محمد ص کو نبی بنایا اور تمامی مومنین کا ولی۔ پھر اُنکے قیام کی بدولت درمیان ہملوگوں کے احسان کیا یہانتک کہ خدا نے اُنکے۔ لئے وہ اختیار کیا جو اُسکے نزدیک تھا (یعنی انتقال فرمایا) پس چھوڑ دیا حضرت نے آدمیوں پر اُنکے امر کو کہ اختیار کریں اپنے نفسوں کے لئے مطابق اپنی مصلحت کے اتفاق کرکے نہ بصورت اختلاف۔ پس لوگوں نے ہمکو پسند کرکے والی بنایا اور اپنے

والیه انیب ومازال یبلغنی
عن طاعن یطعن بخلاف ما
اجمعت علیه عامة المسلمین
ویتخذونکم لجأ فاحذروا
ان تکونوا جهد المنیع فاما ادخلتم
فیما دخل فیه العامة او دفعتموهم
عما مالوا الیه وقد جئناك
ونحن نرید ان نجعل لك فی
هذا الامر نصیبا یکون لك
ولعقبك من بعدك اذ کنت
عم رسول الله وان کان الناس
قد راوا مکانك ومکان اصحابك
فعدلوا الامر عنکم علی رسلکم
بنی عبد المطلب فان رسول الله
منا ومنکم. ثم قال عمر ای والله
واخری انا لم نأتکم حاجة
الیکم ولکنا کرهنا ان یکون
الطعن منکم فیما اجتمع علیه
العامة فیتفاقم الخطب بکم
وبهم فانظروا لانفسکم ولعامتکم
فتکلم العباس فحمد الله واثنی علیه
ثم قال ان الله قد بعث محمدا کما
زعمت نبیا وللمؤمنین ولیا فمن الله

امور کا نگہبان اور میں بحمد اللہ نہ ضعف و
جبن سے خائف ہوں نہ جبن و نامردی
سے اور نہیں ہے توفیق میری مگر خدا اعلی عظیم
سے۔ ہمکو ہمیشہ خبریں پہونچتی ہیں انلوگوں
سے جو طعن کرتے ہیں بمخالفت اُسکے کہ عامہ
مسلمین نے اُسپر اتفاق کیا ہے اور وہ لوگ
تمکو لجائے بناتے ہیں۔ بس ڈرو اس سے
کہ تم جہد منیع ہو۔ یا تو تم بھی داخل ہو جاؤ
اُسمیں جسمیں عامہ داخل ہیں۔ یا اُنلوگوں کو
اپنے پاس سے دفع کرو اور ہم اس غرض
سے آئے ہیں کہ تمھارے لئے بھی ایک
حصہ اس امر خلافت میں قرار دیں جو
تمھارے لئے بھی ہو اور تمھاری اولاد
کے لئے بھی۔ کیونکہ تم عم رسول اللہ ہو۔
اگرچہ لوگوں نے تمھاری قدر و منزلت
دیکھی ہے اور تمھارے اصحاب کی مگر اسپر
بھی پھیر دیا امر خلافت کو
تمسے۔ اپنی جگہ پر رہو اے فرزندان عبد
المطلب کہ رسول اللہ تمسے بھی ہیں اور
ہمسے بھی۔

عمر نے کہا ہاں قسم خدا کی ہم کچھ اسوجہ سے
تمھارے پاس نہیں آئے ہیں کہ کسی امر میں
تمھارے محتاج ہوں۔ مگر یہ مکروہ معلوم

بمقامہ بین اظہرنا حتی اختار لہ ماعندہ فخلی علی الناس امرھم یختاروا لانفسھم مصیبین للحق لا مائلین عنہ بزیغ الھوی فان کنت برسول اللہ طلبت فحقنا اخذت وان کان ھذا الامر انما یجب لک بالمومنین فنحن متقدمون فیھم وان کان ھذا الامر انما یجب لک بالمومنین فما وجب اذ کنا کارھین فاما ما بذلت لنا فان یکن حقا لک فلاحاجۃ لنا فیہ وان یکن حقا للمومنین فلیس لک ان تحکم علیھم وان کان حقنا لم نرض عنک فیہ ببعض دون بعض واما قولک ان رسول اللہ منا ومنکم فانہ کان من شجرۃ نحن اغصانھا وانتم جیرانھا ص ۲۶ مطبوعہ مصر

ہوتا ہے کہ تم لوگوں کی طرف سے طعن ہوا اس بات پر جس پر عامہ نے اجتماع کیا پس مشکل ہوا امر تمھارے لئے بھی اور اُنکے لئے بھی پس غور کرو اپنے نفسوں کے لئے اور عامہ کیلئے۔

پس کلام کیا عباس نے اور بعد حمد و ثنا کہا کہ بیشک خدا نے محمد کو نبی مبعوث کیا جیسا کہ تو نے بھی اپنا گمان ظاہر کیا۔ اور مومن کے لئے حضرت کو ولی بنایا اور جبتک قیام رہا۔ یہ بھی خدا کا احسان تھا پھر خدا نے اُنکے لئے وہ اختیار کیا جو اسکے نزدیک تھا۔ پس حضرت نے چھوڑ دیا آدمیوں کے لئے اُنکے امر کو کہ اختیار کریں اپنے نفسوں کے لئے درحالیکہ مصیب ہو حق کے لئے نہ کہ مائل ہوں اُس سے اپنی خواہش کے مطابق پس اگر تمنے بذریعہ رسول اس خلافت کو لیا ہے تو ہمارا حق لیا۔

اور اگر بوجہ مومنین تیرے لئے واجب ہوا تو ہم سب سے مقدم ہیں (تو پھر تمکو تقدیم کیونکر ہوسکتا ہے) اور اگر بذریعہ مومنین تمھارے لئے واجب ہوا۔ تو کیونکر واجب ہوا جب ہم اس سے کراہت کرنے والے ہیں۔

رہا وہ عطیہ جو ہمکو تم دیتے ہو پس اگر وہ حق تمھارا ہے تو ہمکو اُسکی حاجت نہیں اور اگر وہ حق مومنین ہے تو تمکو کوئی حق نہیں کہ اُنپر حکومت کرو۔ اور اگر وہ حق ہمارا ہے تو ہم اسپر راضی نہیں کہ بعض لیں اور بعض نہ لیں۔ رہا تمھارا یہ قول

یا ابن عباس ما ارى صاحبك الا مظلوما فقلت في نفسي والله ما يسبقني بها فقلت يا امير المومنين فاردد اليه ظلامته فانتزع يده من يدي ومضى يهمهم ساعة ثم وقف فلحقته فقال يا ابن عباس ما اظنهم منعهم الا انهم استصغروا سنه فقلت في نفسي هذا شر من الاولى فقلت والله ما استصغره الله ورسوله حين امره ان ياخذ براءة من صاحبك فاعرض عني واسرع فرجعت عنه۔

دوسری روایت میں یہ ہے کہ عمر صاحب نے کہا ابن عباس سے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے صاحب (علی ابن ابیطالب) مظلوم ہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا مجھ کو انکے جواب میں سبقت نہ [illegible] کہا کہ یا امیر المومنین پھیر دیجئے انکے جس سے انپر ظلم ہوا ہے پس کھینچ لیا اپنے ہاتھ سے اپنا ہاتھ اور ہمہمہ کرتے ہوئے چلے گئے۔ پھر ٹھہرے کہ میں بھی پہنچ گیا تو کہا اے ابن عباس۔ میں جہانتک گمان کرتا ہوں قوم نے انکو صغیر السن جانا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو پہلے سے بدتر ہوا۔ پس کہا میں نے واللہ کہ خدا و رسول نے تو انکو کمسن نہ جانا جسوقت انکو حکم دیا کہ تمہارے صاحب سے سورہ برائت لے لیں۔ یہ سنکر منہ پھیر لیا اور جلدی سے چلے گئے میں بھی واپس آیا۔

ان دونوں روایتوں سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اہل بیت طاہرین اور صحابہ میں کیسے تعلقات تھے کہ خود عمر صاحب اقرار کرتے ہیں کہ میں [illegible] علی کو مظلوم پاتا ہوں اور یہ بھی کہتے تھے کہ قوم نے انکو سن میں چھوٹا سمجھ کر [illegible] دیا اور اسیوجہ سے ہم بغیر انکے اذن و مشورہ کے کوئی کام نہیں کرتے اور ابن عباس جو خاندان رسالت سے ہیں جواب دے رہے ہیں کہ رسول انکو کیسے کیسے معرکوں میں بھیجتے اور وہ سر کرتے خدا اور رسول نے تو انکو اسوقت کمسن نہ جانا جسوقت ابوبکر صاحب سے سورہ برائت لینے کا حکم دیا اور تم لوگ انکو کمسن کہہ رہے ہو۔

میں اس تقریر کو خلیفہ دوم کی اس تقریر پر ختم کرتا ہوں جو علامہ ابن اثیر جزری [illegible]

(۲۱) فقال (عمر) یا ابن عباس اتدری ما منع قومکم منکم بعد محمد
فلم دمت ان احیبیه انلم اکن ادری فان امیرالمومنین
یدرینی فقال عمر کرهوا ان یجمعوا لکم النبوة والخلافة فتبتجحوا
علی قومکم بجحا بجحا فاختارت قریش لانفسها فاصابت
ووفقت فقلت یا امیرالمومنین ان تاذن لی فی الکلام و
تمیط عنی الغضب تکلمت قال تکلم قلت اما قولک یا امیر
المومنین اختارت قریش لانفسها فاصابت ووفقت فلوان
قریشا اختارت لانفسها حین اختار اللہ لها لکان الصواب
بیدها غیر مردود ولا محسود واما قولک انهم ابوا ان تکون
لنا النبوة والخلافة فان اللہ عزوجل وصف قوما بالکراهة
فقال ذلک بانهم کرهوا ما انزل اللہ فاحبط اعمالهم فقال
عمر هیهات واللہ یا ابن عباس قد کانت تبلغنی عنک
اشیاء کنت اکره ان اقرک علیها فتزیل منزلتک منی فقلت
ماهی یا امیرالمومنین فان کانت حقا ینبغی ان یزیل منزلتی
منک وان کانت باطلا فمثلی اماط الباطل عن نفسه فقال عمر بلغنی
انک تقول انما صرفوها عنا حسدا وبغیا وظلما فقلت اما قولک
یا امیرالمومنین ظلما فقد تبین للجاهل والحلیم واما قولک
حسدا فان آدم حسد ونحن ولده المحسودون فقال عمر هیهات
هیهات ابت واللہ قلوبکم یا بنی هاشم الا حسدا لا یزول
فقلت مهلا یا امیرالمومنین لا تصف قلوب قوم اذهب
اللہ عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا عن الحسد والغش فان قلب
رسول اللہ من قلوب بنی هاشم فقال عمر الیک عنی یا ابن
عباس فقلت افعل فلما ذهبت اقوم استحی منی فقال یا

ابن عباس مكانك فوالله انى لراع لحقك محب لما سرك فقلت يا امير المومنين ان لى عليك حقا وعلى كل مسلم فمن حفظه اصاب ومن اضاعه فحظه اخطا ثم قام فمضى تاريخ كامل جلد ۳ صفحہ ۲۵ مصر

کہا عمر نے کہ اے ابن عباس کچھ جانتے ہو تمہاری قوم نے تم لوگوں کو کیوں محروم کیا۔
ابن عباس (جواب دینا مکروہ معلوم ہوا) کہا اگر ہم نہیں جانتے تو امیر المومنین بتلا دیں گے۔ (اشارہ ہے طرف عمر کے)
(عمر) تمہاری قوم نے نہ چاہا کہ نبوت و خلافت دونوں تمہارے خاندان میں رہیں جس سے تم اپنی قوم پر فخر و مباہات کرو (مگر جس لب و لہجہ سے خلیفہ نے ان الفاظ کا استعمال کیا ہو اُسکا مطلب اُردو زبان میں پوری طرح سے ادا نہیں ہو سکتا جن لوگوں کو عربی سے موانست ہو وہ اسکا مطلب سمجھینگے۔)
لہذا قریش نے خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی طرف سے خلیفہ بنایا اس کارروائی میں قریش صواب پر ہیں اور نیک توفیق پائی۔
(ابن عباس) اے امیر المومنین اگر اجازت کلام کی دیجئے اور غصہ کو دور کر ڈالئے تو کچھ میں بھی کہوں۔
(عمر) کہو۔
(ابن عباس) امیر المومنین کا یہ کہنا کہ قریش نے خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی اور باختیار خود خلیفہ مقرر کرنے میں نیک توفیق پائی اور اچھا کیا۔ اگر مطابق حکم و اختیار خدا ایسا کرتے تو بیشک صواب اُنکے ہاتھ لگتا اور نہ کوئی اُنپر رد کرتا اور نہ کوئی اُنسے حسد کرتا۔ باقی یہ کہ قریش نے ہم میں نبوت و خلافت کے جمع ہونے سے کراہت کی تو خدا ایک قوم کی کراہت کے بارے میں کہتا ہے (ترجمہ آیہ) اور یہ بسبب اسکے ہے کہ اُنھوں نے کراہت کی اُس چیز سے جسکو نازل کیا خدا نے پس حبط کر دیا خدا نے اُنکے اعمال کو الا یہ (اِس آیت کی تلاوت اس مقام پر نہایت ہی قابل غور ہے)

(عمر) ہیہات ہیہات افسوس افسوس ای ابن عباس ضرور مجکو تمھاری بہت سی باتوں کی خبریں پہونچی تھیں جنکو اسوجہ سے تم سے نہ پوچھا کہ اُسکے اقرار سے تمھارا مرتبہ میرے نزدیک زائل ہو جائیگا (جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ باوصف علم ان امور کے کہ یہ لوگ ایسا سمجھتے ہیں از راہ ظاہر داری تعظیم و احترام کرتے تھے یہی تقیہ و نفاق ہی)

(ابن عباس) وہ کونسی باتیں ہیں ای امیر المومنین اگر حق ہیں تو ضرور میری منزلت گھٹنی چاہیئے اور اگر باطل خبریں پہونچی ہیں تو میں اپنی برات ثابت کرونگا

(عمر) میں نے سنا ہی کہ تم کہتے ہو خلافت ہم لوگوں سے از راہ حسد و بغاوت و ظلم چھینی گئی۔

(ابن عباس) ظلم کا حال تو جاہل و حلیم سب کو معلوم ہی۔ باقی رہا حسد پس حضرت آدم سے حسد کیا گیا (بجز شیطان کسنے اُنکا حسد کیا) اور ہملوگ انھیں کی اولاد ہیں اور ہم سے بھی لوگ حسد رکھتے ہیں۔

(عمر) ہیہات ہیہات ای ابن عباس واللہ تملوگ بنی ہاشم کے دل نے بجز حسد کے ہر باتوں سے انکار کیا (یعنی بنی ہاشم کے دل میں محض حسد بھرا ہی)

(ابن عباس) بس بس ای امیر المومنین جس قوم کے دلونکی تعریف خدا نے اذہب اللہ عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا سے فرمائی ہے (خدا نے اُنسے رجس ناپاکیزگی کو دور یا پاک کیا پورے طور پر) حسد اور کینہ سے پہلے اُنکی طہارت اور غش کی نسبت نہ کرو کہ حضرت رسول کا دل بھی انھیں بنی ہاشم سے ہو لوہ بھی آپ مانتے ہیں)

(عمر) تم میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔

(ابن عباس) ایسا ہی کرونگا جب اُٹھنے لگے تو عمر شرما گئے اور کہا اے ابن عباس ٹھہر جاؤ قسم بخدا میں تمھارے حقوق کی رعایت کرتا ہوں اور تمھاری خوشی کو دوست رکھتا ہوں ابن عباس نے کہا ای امیر المومنین

ضرور میرا حق تمہیر ہو اور ہر مسلمان پر جسنے اُسکی حفاظت کی وہ اپنے نصیب کو پہنچا اور جسنے ضائع کیا اُسنے اپنا نصیب کھویا بعد اُسکے ابن عباس اٹھکر چلے گئے۔ تاریخ کامل صفحہ ۲۵ جلد ۳ مصر۔

یہ تقریر حضرت عباس سے اور خلیفہ دوم سے اگر ہوتی تو نہ کسی ایسے موقع پر جہاں کسی ملکی یا مالی امر کی بحث ہو نہ خلافت کی حقیقت وغیرہ بلکہ ایک قطعہ شعر کی تعریف پر یہ سارا قصہ چھڑ گیا جسکا اصلی واقعہ یہ ہے کہ عمر ابن خطاب اپنے احباب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کچھ شعر و شاعری کا تذکرہ کر رہے تھے کہ فلاں زیادہ شاعر ہے فلاں خوب کہتا ہے۔ اسیر ابن عباس آگئے عمر نے کہا مجھا جاننے والا شاعر و نکلا آگیا پوچھا کہ سب شاعروں سے بڑھکے کون شاعر گذرا ہے۔ ابن عباس نے کہا زہیر بن ابی سلمی عمر نے کہا کچھ اُسکے اشعار پڑھو ابن عباس نے یہ اشعار پڑھے ؎

لوکان یقعد فوق الشمس من کرم قوم باولهم او مجدهم قعدوا
قوم ابوهم سنان حین تنسبهم طابوا وطاب من الاولاد ما ولدوا
انس اذا امنوا جن اذا فزعوا امازرون بهالیل اذا احتشدوا
محسدون علی ما کان من نعم لا ینزع الله عنهم ماله حسدوا

اگر بیٹھ سکے آفتاب پر از روے کرم کے کوئی قوم تو بسبب اپنی پہلی بزرگی اور مجد کے بیٹھے گی۔ وہ قوم کہ باپ انکا سنان ہے جسوقت نسب انکا بیان ہو۔ پاک ہیں وہ اور پاک ہیں اولاد انکی جو اُنسے پیدا ہوئی۔ آدمی ہیں جب وقت امن ہو۔ جن ہیں جب وقت خوف ہو۔ قوی دل ہیں اور ہنسنے والے ہیں جبکہ مجتمع ہوں۔ حسد کرتے ہیں لوگ انکی نعمتوں کا خدا نہ زایل کرے اُنسے وہ چیز جسکے سبب سے وہ محسود ہیں۔
عمر نے بھی ان اشعار کی تعریف کی اور کہا خدا کی قسم جہانتک میں جانتا ہوں ان اشعار کا مصداق اولی بجز اس قبیلہ بنی ہاشم کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا بسبب فضل و قرابت رسول صلعم کے ابن عباس نے کہا اس سمجھ میں تمنے توفیق پائی اور

ہمیشہ توفیق پاتے رہے۔ اسپر عمر نے وہ تقریر کی جو مذکور ہوئی صفحہ ۲۴

ایک دوسرا واقعہ مؤید اسکا تاریخ مروج الذہب علامہ مسعودی میں ہے
وذکر عبد اللہ بن عباس ان عمر ارسل الیہ فقال یا ابن العباس
ان عامل حمص هلک وکان من اهل الخیر واهل الخیر قلیل وقد
رجوت ان تکون منهم وفی نفسی منک شیء لم اره منک واعیانی
ذلک فما رایک فی العمل قال لن اعمل حتی تخبرنی بالذی فی
نفسک قال وما ترید الی ذلک قال اریده فان کان شیء اخاف
منه علی نفسی خشیت منه علیها الذی خشیت وان کنت بریا من
مثله علمت انی لست من اهله فقبلت عملک هنالک فانی قلما
رایت او ظننت شیئا الا عاینته فقال یا ابن عباس انی خشیت
ان یاتی علی الذی هو آت وانت فی عملک فتقول هلم الینا دون
غیرکم مروج الذہب برحاشیہ تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۳

عمر نے ابن عباس سے کہا کہ حمص کا حاکم مر گیا اور وہ اہل خیر سے تھا اور اہل خیر
ہمیشہ کم ہوتے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ تم بھی اہل خیر سے ہو مگر ہمکو تمھاری طرف
سے ایک کھٹکا ہے جسکو تمسے دیکھا نہیں اور اُس نے ہمکو تھکا دیا ہے تو تمھاری رائے
کیا ہے وہاں کا عمل قبول کروگے۔ ابن عباس۔ جبتک تم اُس خلش کو نہ بیان کروگے
اس منصب کو قبول نہ کرینگے۔ عمر۔ تمھیں اُس بات سے کیا غرض ہے۔

ابن عباس۔ غرض ہے اگر وہ بات وہی ہے جسکا خوف ہمکو اپنی نفس سے ہے تو بے شک
اُس سے خوف کرنا چاہئے اور اگر جسکا خوف ہمکو ہے وہ نہیں ہے کوئی دوسری بات
ہے جس سے ہم بری ہیں تو بیشک تمھارے حکم کو قبول کرینگے کیونکہ میں اکثر کسی بات
کو دیکھتا یا گمان کرتا ہوں مگر یہ کہ اسکا مشاہدہ کر لیتا ہوں۔

عمر۔ وہ بات یہ ہے کہ مجھکو اسکا خوف ہے کہ اگر کہیں اجل معین اُس زمانہ
میں آگئی کہ تم ہماری طرف سے عامل ہو تو ضرور تم لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے لگو

آؤ ہماری طرف اور نہ جائینگے تم لوگوں کی طرف سوائے تم لوگوں کے (دیکھو مروج الذہب

(۱۲) اب میں اس تمہید کو اس عبارت پر ختم کرتا ہوں کہ علامہ مسعودی مروج الذہب میں لکھتے ہیں وقام المقداد فقال ما رایت مثل ما اوذی بہ اہل هذا البیت بعد نبیهم فقال عبد الرحمن بن عوف وما انت وذالك یا مقداد فقال واللہ انی لاحبهم بحب رسول اللہ وان الحق معهم وفیهم یا عبد الرحمن اعجب من قریش وانت تطولهم علی الناس اهل هذا البیت قد اجتمعوا علی نزع سلطان رسول اللہ بعده من ایدیهم اما وایم اللہ یا عبد الرحمن لو اجد علی قریش انصارا لقاتلتهم کقتالی یاهم مع رسول اللہ مروج الذہب ص ۳۶۶ برحاشیہ تاریخ کامل

حضرت مقداد نے کھڑے ہو کر کہا جیسی ایذا اہل بیت رسالت کو بعد رسول اللہ پہونچائی گئی کوئی ایسی ایذا میں نہیں مبتلا ہوا عبد الرحمن بن عوف نے کہا اے مقداد تمکو ان باتوں میں کیا دخل ہے مقداد نے کہا واللہ ہم انکو بسبب محبت رسول اللہ دوست رکھتے ہیں یہ لوگ حق کے ساتھ ہیں اور حق انھیں میں ہے اے عبد الرحمن تعجب ہے قریش سے کہ تو اورونکو غلبہ دے رہا ہے خاندان رسالت پر اور تم لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے کہ سلطنت رسول اللہ کو بعد آں حضرت کے اہل بیت سے نکال لو اے عبد الرحمن قسم خدا کی اگر مجکو انصار و مددگار ملتے تو میں قریش سے پھر ویسا ہی جہاد کرتا جیسا رسول اللہ کی ہمراہی میں ان سے جہاد کیا تھا۔ (یہ کلام [illegible])

یہ چند اتفاقات جزئیہ ہیں [illegible] کہ اہل بیت رسول سے کس قسم کی معاندت تھی کہ خود رسول اللہ نے اسپر گریہ و بکا لیا ہے اور جناب امیر سے کہہ دیئے ہیں کہ ان لوگونکے دلوں میں تمسے کینے ہیں جسے بعد وفات میرے ظاہر کرینگے۔ حضرت عباس عم رسول اللہ۔ اور ابن عباس نے اسکی شکایتیں کی ہیں کہ اہل بیت رسول سے یہ سب منحرف ہیں۔ جناب سیدۃ النسا بضعۃ الرسول نے

اسپر نوحہ زاری فرمائی ہی کہ یہ قوم بدترین اقوام ہی جسنے وہ ظلم کئے جو آجتک کسی امت سے نہ ہوے۔ خود عمر صاحب نے اقرار کیا کہ جناب امیر مظلوم ہیں اور حضرت مقداد نے کہا جو خود ایک اعلےٰ درجہ کے صحابی ہیں کہ اگر مجھے اعوان و انصار ملتے تو میں ان قریشیوں سے پھر اسیطرح جہاد کرتا جسطرح عہد رسول میں انسے جہاد کیا تھا تو اب کسکو تامل ہو سکتا ہی اس میں کہ واقعہ کربلا انھیں مخالفتونکا نتیجہ تھا جس میں فرزند رسول اس بیکسی اور ظلم سے شہید کیا گیا اور یہی وجہ ہی کہ امام غزالی نے اسکی ممانعت کی کہ ذکر شہادت جناب امام حسن و امام حسین علیہما السلام نہ کرنا چاہیے کہ موجب ہیجان بغض صحابہ ہوتا ہے۔

شہادت جناب امام حسینؑ اور صحابہ کی ایمانداری

اب میں اصل مطلب پر آتا ہوں کہ واقعہ شہادت جناب امام حسین علیہ السلام میں صحابہ نے اپنے اسلام اور ایمان کا کیسا ثبوت دیا ہی اور پھر اس ترک رفاقت کا نتیجہ کیا ملا۔ کیونکہ اسکے بعد اس ذلت کی موت سے وہ صحابہ مارے گئے کہ دنیا میں کوئی انکے نام کا رونے والا نہ رہا۔ اور میں جہانتک جانتا ہوں جو حالات آج اصلاح کی بدولت ظاہر ہو رہے ہیں بڑے بڑے علماے فریقین بھی اس سے ناواقف ہونگے اگر ان حالات پر ذرہ برابر بھی غور کیا جائے تو معلوم ہو کہ جو روش صحابہ نے اہل بیت اطہار کے ساتھ بعد رسول اللہ اختیار کی تھی اسکا لازمی نتیجہ یہی نہ تھا کہ خاندان رسالت تباہ و برباد ہو جسکا اثر باطنی احیاء اسلام ہی۔ بلکہ یہ بھی ضروری تھا کہ وہ صحابہ جو باقی تھے اور انکی اولاد ایسی ذلت اور مصیبت میں مبتلا ہو کہ دنیا کو معلوم ہو جاے ترک حق کا یہی نتیجہ ہی اور یہی ہونا چاہیے۔

اس میں کسی مورخ کو اختلاف نہیں کہ معویہ نے اپنی زندگی ہی میں اسکی کوشش کی تھی کہ اسکا کافر بیٹا یزید خلیفہ بنایا جاے جسکے نسبت علامہ سیوطی تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں قال الحسن البصری کہا حسن بصری نے کہ

افسد امر الناس اثنان عمرو بن
العاص یوم اشار علی معویہ
برفع المصاحف فحملت وقال ابن
الفراء فحکم الخوارج فلا یزال ھذا
التحکیم الی یوم القیمہ والمغیرہ
بن شعبہ فانہ کان عامل معویہ
علی الکوفہ فکتب الیہ معویۃ
اذا قرات کتابی فاقبل معزولا
فابطاء عنہ فلما ورد علیہ قال ما
الطائبك قال امر کنت اوطیہ
واھیئہ قال وما ھو قال البیعۃ
لیزید من بعدك قال او قد فعلت
قال نعم قال ارجع الی عملك فلما
خرج قال لہ اصحابہ ما وراءك
قال وضعت رجل معویہ فی
غرز غی لا یزال فیہ الی یوم القیمہ
قال الحسن فمن اجل ذلك بایع
ھولاء لابنائھم ولولا ذلك
لکان شوری الی یوم القیمہ
ص ۱۲۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی

مسلمانوں کے امر کو دو شخصوں نے
فاسد کیا۔ ایک تو عمرو عاص (صحابی)
جسنے معویہ کو مشورہ دیا تھا جنگ صفین
میں کہ مصحف نیزوں پر بلند کئے جائیں
اور وہ بلند کئے گئے ابن فراء نے خوارج
کا مسئلہ تحکیم اسیکی بدولت پیدا ہوا
جو قیامت تک رہیگا۔
دوسرے مغیرہ بن شعبہ (صحابی دوست
خلیفہ دوم) جو معویہ کیطرف سے
عامل کوفہ تھا۔ معویہ نے اُسکو معزول
کیا اور لکھا کہ تو حکومت کوفہ سے معزول
ہوکر میرے پاس چلا آ۔ مغیرہ نے کچھ
دیر لگائی اور بعد اُسکے معاویہ کے پاس
گیا تو معویہ نے پوچھا کیوں دیر لگائی
اُسنے کہا میں ایک امر مہم کے سامان
اور تہیہ میں تھا معویہ نے پوچھا وہ کیا
کہا بیعت یزید بعد تیرے۔ کہا
پھر کیا۔ کہا ہاں۔ معویہ نے کہا تو اچھا
پھر اپنی جگہ پر بحال ہوکر چلا جا جب
مغیرہ وہاں سے نکلا اور لوگوں نے

پوچھا تو کہا میں نے معویہ کے پیر ونکو ضلالت و غوایت کے ایسے رکابوں میں
ڈالدیا ہے جس سے قیامت تک نہ نکلے گا۔ کہا حسن بصری نے کہ خلافت خاندانی
کا سلسلہ اُسی وقت سے قائم ہوا اگر یہ نہ ہوتا تو قیامت تک امر خلافت بذریعہ شوریٰ کے

ہوتا رہتا۔

اِس روایت سے بھی ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ بنص امام حسن بصری آخری فساد کے بانی یہی دو صحابی ہیں ایک عمرو عاص دوسرا مغیرہ جو خود کہہ رہا ہو میں نے معٰویہ کے پیرُ ونکو ایسی ضلالت کے رکابوں میں ڈالا ہو جس سے قیامت تک نہ نکلے۔ پھر حیف ہو اُن صحابہ پرستوں پر جو معٰویہ کی نجات کے قائل ہیں۔

موت معٰویہ۔ بہرحال اسکے بعد جو جو سامان بیعت یزید کے معٰویہ نے کئے ہیں اسکے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں مگر اسقدر اتفاقی امر ہو کہ اواخر رجب سنہ ۶۰ھ میں معٰویہ مرا اور یزید خلیفہ ہوا جسنے اپنے عامل مدینہ کو خط لکھا کہ تمام قوم سے میری بیعت لے

بیعت یزید۔ اُس خط کو امام ابن قتیبہ نے کتاب الامامہ والسیاسہ میں پورے طور سے نقل کیا ہو جسکا آخری حصہ یہ ہو۔

ولیکن اوّل من یبایعک من قومنا واھلنا الحسین وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن زبیر وعبد اللہ بن جعفر ویحلفون علی ذلک بجمیع الایمان اللازمۃ ویحلفون بصدقۃ اموالھم غیر عشرھا وحریۃ رقیقھم و طلاق نسائھم بالثبات الوفاء بما یعطون من بیعتھم ولا قوۃ الا باللہ والسلام ص ۱۲۲ مطبوعہ مصر

یعنی چاہیئے کہ پہلا وہ شخص جو میری بیعت تیرے ہاتھو نپر کرے میرے قوم و قبیلہ سے حسین ہوں اور عبداللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن جعفر اور حلف کریں اُسپر ساتھ کل قسمونکے جو لازم ہوں اور اسکا حلف کریں کہ اگر مخالفت کریں تو مال اُنکا صدقہ قرار پاے اور جتنے غلام اور لونڈی ہیں وہ سب آزاد ہوجائیں۔ اور اُنکی عورتونکو طلاق ہو اگر اس بیعت پر وفا نہ کریں۔

یہاں پہلا سوال یہ ہو کہ آیا خدا ورسول نے اس قسم کی بیعت اور حلف کو کبھی جایز کیا تھا جو کوئی مسلمان اسے قبول کرتا؟ کیا خلفائے ثلثہ نے اسی طرح

سے بیعت لی تھی جو کوئی مسلمان قبول کرتا۔

اگر غور کرو تو غلامی اس سے ہزار درجہ بہتر ہے جسمیں نہ یہ قسم ہے نہ عہد و پیمان۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی باغیرت مسلمان ایسا حلف کرتا اور ایسی قسم کھاتا جسکے بعد اُسکو کسیطرح کا اختیار نہیں رہتا کہ جس قسم کا چاہے یہ ظلم کرے یا کفر و فسق مگر بیعت کرنیوالا مجبور ہے کہ ایک کلمہ زبان سے نہیں نکال سکتا

چونکہ اہل سنت کو تعلیم خلفا ایک خاص طور کی خلش اہل بیت اطہار سے ہے لہذا بے دھڑک کہدیتے ہیں کہ آخر جناب امیرؑ نے خلفائے ثلثہ کی بیعت از راہ تقیہ کی تھی اور جناب امام حسن نے معاویہ کی۔ پھر جناب امام حسینؑ نے بھی کیوں نہ اُسی طرح یزید کی بیعت کر لی جو اس مصیبت میں مبتلا ہوئے

جسکے مطلب یہ ہوئے کہ جسطرح جناب امام حسین درجہ امامت میں مساوی تھے جناب امیر اور امام حسن کے۔ اُسیطرح یزید بھی مساوی تھا خلفائے ثلثہ کا۔ اگر سے اہل سنت راضی ہیں اور خلفا کو ہمسر یزید مانتے ہیں تو بھی جناب امام حسینؑ کی بیعت نہ کرنے کی وجہ ظاہر ہے کہ خلفائے ثلثہ کی بیعت کا طریقہ یہ نہ تھا جسطرح یزید نے بیعت لینا چاہی کہ ہر شخص سے خط غلامی لکھوا تا تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی سچا مسلمان اسکا اقرار کرتا چہ جائیکہ فرزند رسول اسکا اقرار کرے۔ حالانکہ خود بیعت جناب امیرؑ و امام حسنؑ محل نظر ہے کہ کسیطرح ثابت نہیں بجز اسکے کہ انحضرات نے صرف نزاع سیف و سناں کو بمصلحت اسلام ترک کیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اکثر فرمایا لا اقر لکم اقرار العبید یعنی یہ ممکن نہیں کہ ہم وہ اقرار کریں جو غلاموں کا اقرار ہوتا ہے۔

ہاں بعض علمائے اہل سنت نے یہ مضمون لکھا تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے فرمایا تھا کہ ہماری تین خواہشوں سے ایک خواہش قبول کرو ایک یہ کہ ہمکو چھوڑ دو کہ جہاں سے ہم آئے ہیں وہیں چلے جائیں۔ دوسری یہ کہ لے چلو یزید کے پاس وہاں جاکر سمجھا جائیگا۔ تیسری یہ کہ کسی سرحدی مقام پر بھیجا

کبھی جو کہ کبھی ایک مجاہدین فی سبیل اللہ سے ہو جائینگے مگر خود علمائے اہل سنت نے آخر اسکی تصریح کردی کہ غلط ہی ہرگز امام نے یہ نہیں فرمایا چنانچہ تاریخ کامل میں ہے وقیل بل قال لہ اختاروا منی واحدہ من ثلاث اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ واما ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویہ فیری فیما بینی وبینہ رایہ۔ واما ان تسیروا بی الی ثغر من ثغور المسلمین سنتم فاکون رجلا من اھلہ لی ما لھم وعلی ما علیھم وقد روی عن عقبہ بن سمعان انہ قال صحبت حسین من المدینہ الی مکۃ الی العراق ولم افارقہ حتی قتل وسمعت جمیع مخاطباتہ الناس الی یوم قتلہ فواللہ ما اعطاھم ما یتذاکر بہ الناس من انہ یضع یدہ فی ید یزید ولا ان یسیروہ الی ثغر من ثغور المسلمین ولکنہ قال دعونی ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ او دعونی اذھب فی ھذہ الارض العریضۃ حتی ننظر الی ما یصیر الیہ امر الناس فلم یفعلوا صفحہ ۲۲ جلد ۴ تاریخ کامل مطبوعہ مصر۔

یعنی کہا گیا ہے کہ جناب امام حسینؑ نے عمر سعد سے فرمایا تھا یا تم ہمکو جانے دو جہاں سے آئے ہیں وہاں چلے جائیں۔ یا یزید کے پاس لیچلو کہ جو رائے ہوگی اُس پر عمل کیا جائیگا۔ یا یہ کہ ثغور مسلمین کیطرف جانے دو۔ عقبہ بن سمعان راوی ہے کہ میں حضرت کے ساتھ تھا مدینہ سے مکہ تک اور مکہ سے کربلا تک اور نہ جدا ہوا اُسوقت تک کہ حضرت شہید ہوئے اور حضرت کے کل خطبوں کو میں نے سنا جو آپنے لوگوں سے فرمایا روز قتل تک مگر کبھی یہ کلمہ نہ فرمایا جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے کبھی کہا ہو کہ ہمکو یزید کے پاس لیچلو یا ثغور مسلمین کیطرف جانے دو۔ بلکہ حضرت یہ فرماتے تھے کہ یا تو ہمکو جانے دو اپنے وطن کیطرف یا چھوڑ دو کہ ہم اس زمین پر کہیں چلے جائیں کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے امر ناس مگر کسی نے نہ مانا۔“
اسی واقعہ سے سمجھ سکتے ہیں کہ طرفداران یزید نے کس کس طرح کی باتیں بنائی

ہیں کہ حضرت سے اسکا اقرار کرائیں کہ کسی طرح ہو آپنے بیعت یزید کا اقرار کیا تھا جو ایک محال امر ہے۔

جناب امام حسین کا ثبات قدم اور استقلال اس امر پر کہ اس بیعت یزیدی کو آپ بالکل ناجایز سمجھتے تھے۔ ایسا یقینی اور بدیہی ہے کہ خود عمر بن سعد نے اسکو بیان کیا کہ یہ ناممکن ہے چنانچہ جب شمر ملعون نامہ ابن زیاد لایا ہے تو عمر بن سعد نے کہا جیسا کہ تاریخ کامل میں ہے فلما اتی شمر بکتاب ابن زیاد الی عمر قال له مالک ویلک قبح الله ما جیت به والله انی لاظنک انت ثنیته ان تقبل ما کنت کتبت الیه به افسدت علینا امرا کنا رجونا ان یصلح والله لا یستسلم الحسین ابدا والله ان نفس ابیه لبین جنبیه فقال له شمر ما انت صانع قال اتولی ذلک ونهض الیه عشیه الخمیس لتسع مضین من المحرم ص ۲۳ جلد ۴

کہ جب شمر خط ابن زیاد لایا تو عمر سعد نے کہا وائے ہو تجھ پر یہ کیا کیا تو نے ہمکو تو امید تھی کہ اصلاح ہو جائیگی مگر معلوم ہوتا ہے تو ہی نے ابن زیاد کو اس رائے سے برگشتہ کیا۔ قسم خدا کی امام حسینؑ ہرگز اطاعت اُسکی نہ قبول کرینگے۔ اُنکے باپ کا نفس اُنکے پہلووں میں موجود ہے شمر نے پوچھا پھر تیرا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا ہم لڑینگے"

ہم جہانتک سمجھتے ہیں ذاکرین چونکہ اس پہلو پر نہیں نظر کرتے اسلئے بے تامل اس روایت کو پڑھ دیتے ہیں کہ حضرت نے اُنسے تین باتوں میں سے ایک کی خواہش کی تھی مگر اُسے بھی اُسنے نہ منظور کیا حالانکہ دراصل شان امام حسینؑ اس سے بہت ارفع ہے کہ کبھی آپ اسکا اقرار کرتے کہ ہمکو یزید کے پاس لے چلو یا کسی سرحد پر نکل جانے دو کیونکہ مقصود امام ہر فعل سے اتمام حجت ہے کہ لوگونکو معلوم ہو یہ بالکل امر باطل ہے اور مخالف اسلام۔

بیعت یزید ایک ایسی کھلی ہوئی ذلت اسلام تھی کہ ہر شخص جو کچھ بھی نور اسلام رکھتا تھا اسے ناجایز اور ناروا جانتا تھا چنانچہ جب ابن عباس کو بیعت

کے لئے لے چلے۔ تو حاضرین جلسہ نے بھی اعتراض کیا چنانچہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ
ابن قتیبہ میں ہے صد ۲۲۱ ۳

جاء رسول خالد فقال یقول لک الامیر لابد لک ان تاتینا قال فان کان لابد فلابد مما لابد منہ یا نوار ہلمی ثیابی ثم قال وما ینفعکم اتیان رجل ان جلس لم یضرکم قال فقلت لہ اتبایع یزید وھو یشرب الخمر ویلھو بالقیان ویستھتر بالفواحش قال مہ فاین ما قلت لکم وکم بعدہ من آت ممن یشرب الخمر وھو شر من شاربھا انتم الی بیعتہ سراع اما واللہ انی لانہاکم وانا اعلم انکم فاعلون ما انتم فاعلون حتی یصلب مصلوب قریش بمکۃ یعنی عبد اللہ بن الزبیر

یعنی خالد ابن حکم امیر مکہ کا فرستادہ ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ امیر کہتا ہے ضرور ہے تمھارا آنا ہمارے پاس ابن عباس نے کہا اگر ضرور ہے تو ضرور ہوگا وہ بھی جو ضرور ہے ای نوار (نام ہے لونڈی کا) لا میرا کپڑہ۔ پھر کہا کیا فائدہ تمکو ایسے شخص کے لیجانے سے کہ اگر وہ بیٹھ رہے تو تمکو کوئی ضرر نہ پہونچائے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کیا تم یزید کی بیعت کروگے حالانکہ وہ **شارب الخمر** ہے اور **زناکار**۔ اور فواحش کو علانیہ کرتا ہے۔ ابن عباس چپ رہو وہ باتیں کیا ہوئیں جو میں نے بیان کی تھیں تمسے کہ کتنے لوگ اسکے بعد ایسے خلیفہ ہونگے جو شارب الخمر ہونگے اور بدتر ہونگے شارب الخمر سے۔ اور تم انکی بیعت میں جلدی کرنے والے ہو یہانتک کہ سولی دیا جاے مصلوب قریش **یعنی عبد اللہ بن زبیر** دیکھیے حضرت ابن عباس نابینا ہیں آنکھیں جاچکی ہیں کوئی کام نہیں رسکتے کہہ رہے ہیں کہ ہم اگر مخالفت بھی کریں تو تمکو کوئی ضرر نہ ہوگا مگر کسطرح مجبور کئے جاتے ہیں بیعت پر۔ اسپر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیونکر آپ ایسے شخص کی بیعت کرتے ہیں جو شارب الخمر اور بدکار ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ جناب امام حسین حالت موجودہ میں دیدہ و دانستہ حرمت اسلام کو ضائع کرتے اور یزید کی بیعت

کر لیتے جس سے ہمیشہ کو اسلام تباہ و برباد ہو جاتا۔

اگر حضرات اہل سنت جیسا کہ زبانی طرفداری صحابہ کا دم بھرتے ہیں ویسے ہی طرفدار ہوتے تو اس واقعہ جانسوز کربلا میں انکی ہمدردی جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ زیادہ ہوتی کیونکہ خود امام حسینؑ صحابی رسول بھی ہیں اور بنص قرآن فرزند رسول بھی ہیں لہذا وہ حضرت زیادہ مستحق حمایت وطرفداری تھے۔ مگر اہل سنت صرف زبانی دعوے محبت صحابہ کرتے ہیں اور اصلی محبت اُن کی شیخین سے ہی اور اُنکے طرفدار ہیں۔ لہذا جناب امام حسین علیہ السلام سے بھی مخالفت ہی کیونکہ حضرت نے اُس بیعت کی مخالفت کی تھی جسکے موجد اور بانی شیخین تھے۔

ہم صرف اسی ایک واقعہ پر نہیں اکتفا کرتے بلکہ آیندہ چلکر بتا دینگے کہ کتنے صحابہ اہل سنت نے بھی وہی کیا جو آج امام حسین علیہ السلام نے مردانہ وار کام کیا کہ حجت خدا کو تمام کیا اور اسلام کو بلند نام کیا۔ فرق ہی تو اسقدر کہ صحابہ نے اہل بیت رسول کا ساتھ چھوڑ دیا جس سے وہ باین بیکسی گو مارے گئے مگر اسلام کا نام روشن کر کے۔ اور صحابہ نے جو یزید کی مخالفت کی تو ذاتی اغراض کو شامل کر کے۔ لہذا خدا نے یہ انتقام ترک رفاقت امام اُنپر وہ بلا نازل کی کہ ذلیل موت سے مارے بھی گئے اور عذاب خدا سے تا قیامت نجات نہ پائینگے۔ اسیوجہ سے اہل سنت کو بھی کسی طرحکی ہمدردی اُنسے نہیں ہے۔

(باقی آیندہ)

تحفہ حیرت۔ اہلحدیث

انتحاد ثلثہ تو معلوم ہی جس سے خاندان رسالت تباہ کیا گیا۔ اور اسلام کی جگہ **نفاق** نے رواج پایا جسے مدعیان اسلام۔ اسلام کہتے ہیں اب اس اتحاد کا اقبال دیکھیے کہ بمضمون آیہ کریمہ فاغرینا بینھم العداوۃ

والبغضاء خدا نے کس طرح ان بیہودان امت میں اختلاف ڈالا کہ کبھی اتحاد ہونے والا نہیں۔
عمر فاروق کا باپ۔ منکر شہادت امام حسین علیہ السلام ہے۔ ہمکو اس سے بحث نہیں معہ فرزند بجہنم۔ علمائے اہل سنت نے جہاں تہاں خوب انکی خبر لی۔ مگر ان چیگادڑوں کو خبر ہی نہ ہو جنکو دنیا مانتی ہے۔ صلح کل پالیسی والے اخبار بھی خاموش رہے نہ وطن کو جوش آیا نہ پیسہ اخبار کو نہ البشیر کو کہ مسلمانوں سے اس الزام کو دفع کریں کہ اولاد نبی کو قتل بھی کرتے ہیں اور تیرہ سو برس بعد انکار کرتے ہیں ہمکو ان جھگڑوں سے مطلب نہیں۔ مگر حال ہیں دو سنی اخبار نویسوں نے بھی اپنے عمر فاروق کے باپ کو دھمکایا ہے مگر کس کمزور لہجہ میں شرماتے شرماتے کہ خود طرز لوا انکی کہہ رہی ہے۔ کس دباؤ سے کس مجبوری سے یہ چند جملے لکھ رہے ہیں۔
نجم لکھنؤ جو انکا قدیم نمکخوار ہے اس طرح گہر ریز ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا حیرت صاحب نے انکار شہادت سے شیعی دنیا میں ہل چل مچادی آجتک کوئی جواب شافی شائع نہیں ہوا۔ مگر اہل علم جانتے ہیں کہ اس انکار سے یا ایسی شہادت کے پیش نہ ہونے سے جو مشروط الشرائط مقررہ و مفروضہ مرزا صاحب ہے اصل واقعہ غلط نہیں ہو سکتا باقی نجم نے جو کام کیا ہے اسکی شان ہی دوسری ہے شہادت کی شان موقوف ہو
اس تحریر سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ عمر فاروق کا باپ اور نجم لکھنؤ ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں فرق ہے تو صرف شان کا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ گو شیعی دنیا میں ہل چل پڑ گئی کیونکہ قائل منکر شہادت بھی ہے مگر اہل علم کے نزدیک اس انکار کو کوئی وقعت نہیں نہ یہ واقعہ غلط ہو سکتا ہے۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ عمر فاروق کے باپ اپنے اس قدیمی نمکخوار کو کیا سزا دیتے ہیں کیونکہ اس تحریر نے صرف یہی نہیں کیا کہ واقعہ شہادت کو ثابت اور صحیح کیا بلکہ انکی کل تحریر کو جاہلانہ بتایا کیونکہ انھوں نے لکھا ہے "اہل علم جانتے ہیں" جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے

کہ مرزا کی تحریریں جاہلانہ ہیں۔

دوسرا مخالف مرزا اڈیٹر اہلحدیث ہے جو رقمطراز ہے "ہمارے احباب ہمیں
مختلف جانبوں کیطرف متوجہ کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ **دہلی کے مرزا حیرت** کی
تردید کرو جو کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت نہیں ہوئی۔ کوئی کہتا ہے کہ
شیعوں کی طرف توجہ کرو جو ایسے ہیں اور ویسے ہیں حقیقت میں یہ انکا کہنا بجا ہے
کیونکہ اہلحدیث اسی لئے ہے کہ سب معاندین **قرآن و مخالفین** حدیث
خیر الانام کے جوابات دے مگر بات اصل یہ ہے کہ **مرزا حیرت** کا قصہ تو بہت
مختصر ہے انہوں نے ایکدفعہ علما کو مباحثہ کے لئے دعوت دی تھی اور چند ایک مقام
مباحثہ کے لئے تجویز کئے تھے جنمیں سے لاہور کو ہمنے انتخاب کر کے بذریعہ اخبار
منظوری لکھدی تھی کہ لاہور آن کر بحث کر لو مگر حیرت صاحب نے پھر وفا نہ کی
اس سے بعد انہوں نے اپنا تمام رخ شیعوں کی طرف پھیر لیا اسلئے ان سے کسی
بڑی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہ رہی۔ باقی رہا شیعوں سے روئے سخن۔ سو
اسکی وجہ یہ ہے کہ شیعوں کے رسالوں میں ممتاز رسالے اسوقت **اصلاح** اور **شیعہ**
ہیں جنکی حالت زار خدا کو معلوم ہے کہ کسقدر قابل اصلاح ہیں۔ ان بیچاروں کو اتنی
بھی خبر نہیں کہ مناظرہ اور مباحثہ کسکا نام ہے وہ تو سوائے بیہودہ گالیوں اور
بدزبانیوں اور دل آزاریوں کے کچھ جانتے ہی نہیں۔ مثال کے لئے اصلاح کی
تحریر "نبوت یزید" کے متعلق قابل ملاحظہ ہے جسکو وہ محض اہل سنت کا دل
دکھانے کے لئے نہایت ہی دلخراش طریق سے بار بار لکھتا ہے کہ یزید سنیوں کا نبی
ہے کبھی یزیدی امت لکھتا ہے کبھی کچھ نام رکھتا ہے کبھی کچھ حالانکہ اہلحدیث میں
اسکا جواب مفصل دیا گیا ہے کہ یہ تمہارا محض کذب اور زور ہے۔ اسلئے ایسے قابل
اصلاح کو ہمنے مدت سے اسکے حال پر چھوڑ رکھا ہے مورخہ یکم شوال۔

اب دیکھنا یہ ہے عمر فاروق کا باپ اپنے ان امتیوں کی کیا خبر لیتا ہے۔ کیونکہ دونو
اخبار کے اڈیٹر آتش حسد سے اس وجہ سے کباب ہو رہے ہیں کہ مرزا نے انکا

شہادت کر کے لاکھوں روپیہ کا سرمایہ فراہم کرلیا اور یہ سب منہ تکتے رہگئے۔

ہم آخر میں اسقدر یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ "گوشت خر دندان سگ" کاش اصحاب ثلثہ ایک امر کا فیصلہ کر لیتے تو خوب ہوتا۔ میاں اہلحدیث نے چونکہ قسم کھالی ہے کہ اخبار میں بجز کذب و دروغ۔ جھوٹھ کبھی سچ نہ لکھینگے حالانکہ فخریہ بیان کرتے ہیں کہ ہر حال میں وہ لوگوں سے سچ بولنے کی قسم لیتے ہیں۔ لہذا انکے جواب کی ضرورت نہیں۔ مثال کے لئے اسی مسئلہ نبوت یزید کو لیجئے جس سے وہ انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ انکے جواب کا جواب الجواب بعنوان "ٹھیکہ داران یزید" اصلاح ۲ جلد ۱ میں کس وضاحت سے دیا گیا اور نہ صرف یہی ثابت کیا گیا کہ بتصریح انکے امام اعظم ابن تیمیہ کے مشائخ اہل سنت نبوت یزید کے قائل تھے۔ بلکہ بتصریح علامہ سمعانی ایک فرقہ کا فرقہ یزیدیہ نام ہونا۔ اور علمائے اہل سنت کا آیات قرآنی کو جسمیں لفظ یزید موجود ہے بشان یزید وارد ہونا نہایت توضیح سے ثابت کیا گیا۔ مگر یہ آجتک یہی کہے جاتے ہیں کہ یہ کذب و زور ہے۔ یہ بیان بھی کسقدر افتراؤں سے مملو ہے۔ "اسلئے ایسے قابل اصلاح کو ہمنے مدت سے اپنے حال پر چھوڑ رکھا ہے"، کیونکہ اسکے معنی تو یہ ہیں کہ اہل حدیث۔ اصلاح کا جواب نہیں دیتا۔ حالانکہ ناظرین اصلاح کو بخوبی معلوم ہے کہ کتنے مباحث میں اہلحدیث نے اصلاح سے تعرض کیا اور جب جواب قاطع ملا تو پھر ایسا دم دبا کر بھاگا کہ پھر جواب الجواب کی قدرت نہ ہوئی۔ ایسی حالت میں یہ کہنا "ہمنے مدت سے اپنے حال پر چھوڑ رکھا ہے"، کسقدر بیجا لغو اور غلط ہے۔

اہلحدیث کو کم سے کم یہ لازم ہے کہ اگر وہ مذہب حق نہیں قبول کرتا تو اتنا کام ضرور کرے کہ بمقابلہ اصلاح جھوٹھ نہ بولا کرے جو علامات نفاق سے ہے اور یہ فرقہ بتصریح علمائے احناف اس صفت سے موصوف ہے۔

ہمنے اصلاح ۱۹ میں انکی یہ دعوت قبول کی تھی کہ از روئے قرآن و عقل انسے مباحثہ کیا جائے جسپر یہ بھی عرض کیا تھا کہ براہ مہربانی پہلے وہ

اپنا ایک مسئلہ میں بھی متبع قرآن ہونا ثابت کریں۔ پھر کسی مسئلہ کو۔ اپنے مسائل مخصوصہ سے قرآن سے ثابت کریں مگر آجتک میں چشم براہ ہی رہا اور انہوں نے ایسا قرار کیا کہ ایک عرصہ گذرا اور انہوں نے ایفائے عہد نہ کیا۔

یا وفا خود نبود در عالم   یا مگر ہیچکس وفا ننمود

اڈیٹر

تاج شہادت

(منقول از آفتاب دہلی)

یوں تو دنیا میں ایک سے ایک زیادہ پارسا ہی ایک سے ایک زیادہ خداترس اور متقی ہی کونسا ایسا فسانہ ہی جسکا جواب نہو کونسی ایسی مصیبت ہی جس سے بڑھکر اور سخت مصیبتیں نہ موجود ہوں مگر حسینؑ کا قصہ بھی عجیب فسانہ ہی سچ پوچھو تو اپنی وضع میں لاثانی ہی خدا کی نشانی ہی دنیا میں راہ راست کا ایک جھنڈا ہی جسکے پھریرے کی چھاؤں میں بھٹکے ہوے دم لیتے ہیں استعارہ کی ایک مضبوط لوہے کی لاٹھ ہی جو راستہ بھولے ہوے کو منزل مقصود کا اشارہ کرتی ہی کون ہی جو واقعہ کی سرگذشت سے واقف نہو حسین سے کہا گیا۔ یا مذہب اسلام چھوڑ دو۔ شراب خواری اختیار کرو دنیا کے عیبونکو ثواب سمجھو۔ یا جان سے ہاتھ دھو۔ تمھارا سر تہ تیغ بیدریغ ہوگا حسینؑ نبی کا نواسا تھا خدا کا سچا بندہ تھا ایک نہ مانی آخر لڑائی ٹھنی۔ میدان کارزار گرم ہوا۔ ایک طرف حسین اور انکے اکثر عزیز و اقربا دوست احباب جمع تھے یا اُن کی بیٹیاں بہنیں تھیں دوسری طرف فوج سیاہ بادل کیطرح چھائی ہوئی تھی حسین کو تین دن بھوکا پیاسا رکھا۔ اُن کے عزیز و اقربا اور شیر خوار معصومونکو ان کے سامنے آب شمشیر پلایا پھر انکو خود کو بھی ذبح کیا۔ اکتفا اسپر نہ کی انکے بعد اُن کی ذریت کو بھی گرفتار رنج و محن کیا مدتوں قیدخانوں میں رکھا

نبی کی نواسیوں کو سر بازار بے ردا پھرایا سب کچھ ہوا مگر حسین اپنے ارادے سے نہ پھرے۔ لوگ کہتے ہیں حسین نے اسلام کو زندہ رکھنے کی خاطر سر دیا ہم کہتے ہیں حسین نے دنیا میں سچائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس فسانہ نے ثابت کر دیا کہ جو لوگ نیکی کے راستے پر چلتے ہیں وہ حیات بے ثبات کی پرواہ نہیں کرتے۔ اُن کے نزدیک مساوی ہے خواہ وہ تخت زبرجدی پر ہوں یا تو وہ خاک پر بیٹھے ہوں کسی محلسرا کی بارہ دری میں ہوں یا کسی جنگل میں جھونپڑے میں ہوں اُن کو ہر وقت خدا حاضر و ناظر معلوم ہوتا ہے اُن کی غفلت کے پردے دور ہو جاتے ہیں انھیں ہر رنگ میں اسی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے ہر گل میں اُسی کی بو آتی ہے۔ وہ جانتے ہیں دنیا میں شیطانی زندگی بسر کرنے سے موت ہزار درجہ بہتر ہے موت حیات کیا چیز ہے لوگ اندھے ہیں جو حیات کو ممات سے افضل جانتے ہیں سب خدا کا عطیہ ہے راستی کی رسی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ خواہ در سے لگیں نیک لوگوں کے نزدیک مساوی ہیں خواہ اُنکے سر پر ہیرے کا تاج ہو یا خود اُن کا سر نیزے پر ہو خواہ وہ کسی کے آقا ہوں یا خود کسی ظالم کے سامنے زنجیر میں بندھے کھڑے ہوں حسینؑ کے فسانہ نے ثابت کر دیا کہ دنیا کی خاطر کیا کیا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں حسینؑ کے قاتل جانتے تھے کہ حسین نبی کا نواسا ہے احکام رسول کا پابند ہے خود قاتل اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے حسین کو ذبح کرتے جاتے تھے اور محمدؐ رسول اللہ کہتے جاتے تھے جو لوگ دنیا میں سچائی کا جھنڈا گاڑنے کھڑے ہوتے ہیں انکو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اپنی حیات سے ہاتھ دھو چلے اپنے آپکو مردوں میں شریک کر چکے خواہ وہ کیسے ہی بے قصور ہوں مگر ان کے خون سے ہاتھ لال کئے جائیں گے۔ کوئی ایسا ستم نہیں ہے جو ان پر نہ ٹوٹے گا خنجر بران اور نیزے کی انی ہر وقت انکے واسطے تیار رہے گی۔

حسین کے فسانے نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ گو کتنی ہی دقتیں ہوں آخر میں فتح نیکی کی ہوگی راستی کے سبب سے خود حسین کو کیا پھل ملا سوا رنج و تعب

اور کیا ہاتھ آیا تھا یہ کہ سر دنیا تھا اسوقت معلوم ہوتا ہوگا کہ سچائی کا نتیجہ دنیا
میں رنج ومحن ہو مگر اب ملاحظہ فرمائیے امام حسین کو جس کو خاص اُس زمانے کے
آدمیوں نے قابل دار سمجھا اب کیا سمجھا جاتا ہو کروڑوں آدمی اس متبرک شخص
کو فرشتہ رحمت مانتے ہیں ہزاروں ملکوں میں ان کا نام صبح وشام لیا جاتا
ہو لاکھوں گمراہ ان کے نام سے ہدایت پاتے ہیں شکستہ دل یہ نام سنکر
فرحان وشادان ہوجاتا ہو یہ سمجھنا کہ دنیا میں سچائی تیر ہی نہیں سکتی حماقت ہو
دنیا ذات پاک نے بنائی ہو جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں مکاری کام دیتی ہے وہ خدا
کو الزام دیتے ہیں کہ اُسنے ایسی دنیا بنائی جہاں سچائی ذلیل وخوار رہتی ہو
گویا خود صانع قدرت کو جھوٹا اور دغا باز ٹھیراتے ہیں مانا کہ راستباز کو
تکلیفیں ہوں یہ تکلیفیں بھی امتحان ہیں امتحان اسلئے لیا جاتا ہو کہ لوگو نپر
ثابت ہوجائے کہ راہ راست کی ہدایت کرنیوالا خود کہانتک اسے راہ راست
سمجھتا ہو جو چیز ہمیں پیاری ہوگی اسکے لئے ہم تکلیفیں اُٹھانے کو تیار ہوں گے
خدا کی بھیجی ہوئی مصیبتیں لوگوں پر یہ ثابت کردیتی ہیں کہ راستی سے تادم حیات
کبھی منہ نہ موڑا جائے پھر یہ ہدایت کرنے والے کا کوئی پیرو کیوں ہو اس سے لوگ
ہمدردی کیوں کریں۔ اسلئے نیک لوگوں پر مصیبتیں بھیجی جاتی ہیں کون دنیا میں
ایسا سنگدل ہوگا جو کسی ستم دیدہ کی جلی ہوئی آہ کے ساتھ ہی خود بھی نہ رو دے
کسکا ایسا پتھر کا دل ہوگا کہ کسی بے گناہ کے ذبح ہوتے دیکھے اور آنسو
نہ بہائے خلقت کو ہدایت کرنے والے کیطرف مائل کرنے کیلئے لوگوں کو اس سے
ہمدردی کرنے کے لئے۔ عالم کو اسکا پیرو کرنے کے لئے راستباز حقیقی دنیا میں
راہ راست کے پیرو کا طرح طرح کی مصیبتوں سے امتحان لیتا ہو تاج شہادت
پہناتا ہو دشمن کو انکے قتل پر آمادہ کرتا ہو شہید کو دوسری دنیا میں اسکا صلہ
ملتا ہو رنج وتعب کے بدلے راحت وآرام ہوتا ہے۔ دشمنوں کے بدلے خدمت
کرنے والے ملتے ہیں بیتابی کے عوض پردے اُٹھ جاتے ہیں اور دنیا کی

اصل حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ کانٹوں کے تاج کے بدلے نور کا تاج سر پر ہوتا ہے اور رحمت یزداں شریک حال ہوتی ہے۔

اور یہ شہادت دنیا والوں کو بےچین کر دیتی ہے لوگوں کی آنکھیں کھل جاتی ہیں معلوم ہوتا ہے عالم بالا کا نظارہ ہوا جسوقت قاتل سینے پر سوار ہوتا ہے اپنے خیال ہوتا ہے کہ خنجر براں کی چمک سے شاید اب بھی یہ ڈر جائے قاتل سمجھتا ہے کہ اسوقت تک ڈرانے دھمکانے کو یہ محض باتیں سمجھتا تھا۔ اب جب سفاک قاتل کو سینے پر سوار دیکھے گا اپنی موت کا پیغام سامنے دیکھے گا۔ اجل کے فرشتہ کو خنجر کی دھار میں چھپا ہوا پائے گا ممکن ہے اپنی ہٹ سے ہٹ جائے۔ مگر اللہ کے سچے بندوں کو وہ قاتل فرشتہ رحمت معلوم ہوتا ہے۔ ان کا بڑا دوست ہوتا ہے انھیں خدا سے ملاتا ہے خنجر براں کی دھار میں جلوۂ حق دکھا دیتا ہے ہر چمک سے اُسی کا نور ٹپکتا ہے خنجر کی رگڑ میں شہد کا مزا آتا ہے جب قاتل اپنا کام کر چکتا ہے اُسوقت وہ پریشان ہوتا ہے اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہے۔ دل میں کہتا ہے یہ کیا ہوا میں کیا سمجھتا تھا یہ کیا دیکھا اپنا سر دھنتا ہے بیگناہ کے خون سے اپنے آپ کو بری کرتا ہے دل میں توبہ کرتا ہے خدا سے معافی مانگتا ہے خود قاتل ہی مقتول کا پیرو ہوتا ہے خون جو شہید کی گردن سے اُبلتا ہوا گرتا ہے زمین کو ہلا دیتا ہے آسمان پر سناٹا آجاتا ہے پرندے سکتے کے عالم میں جہاں رہتے ہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں اور اپنی چونچیں آسمان کیطرف بلند کر کے فریاد کرتے ہیں خونخوار اور وحشی درندے حیران و ششدر چاروں طرف تکتے ہیں ماہیان دریا اچھل اچھل کر ریت پر تڑپتی ہیں۔ سمندر کا پانی ٹھیر جاتا ہے سورج اور چاند کو گہن لگ جاتا ہے وہی خون جو شہید کی گردن سے گرم گرم اُبلتا ہوا نکلتا ہے وہی خون لوگوں کے دلوں میں جوش مارتا ہے اور دنیا والے آہ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں ظالم سے بدلا لیتے ہیں مظلوم کا مزار بناتے ہیں اُسکی تربت پر پھول چڑھاتے ہیں اسکی قبر پر اشک حسرت بہاتے ہیں اور مایوسی کے عالم میں اسکا جھنڈا عالم میں پھیلاتے ہیں یا پہلے وہ ایک شخص

بے یار و مددگار چیختا تھا اور کوئی نہ سنتا تھا یا اب ہزاروں آدمی اسکی نصیحتیں لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں لوگ اس شہید ظلم کی باتوں کو حق سمجھتے ہیں اسکے قولوں کو سونے کے حرفوں میں لکھکر دیواروں میں لٹکاتے ہیں اسکے دیدار کی تمنا میں اُسکے مزار کی زیارت کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ایسے افعال کبھی کسی آدمی سے نہیں ہو سکتے ہونہ ہو یہ تو خود خدا انسان کی ہدایت کے لئے جسم خاکی میں ظاہر ہوا تھا صدیوں لوگ اس برگزیدہ حق کی پیروی کرتے ہیں اور اس شہید کا کام دنیا میں ابدالآبدین تک جاری رہتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں وہ شہید ہوا ہم کہتے ہیں وہ زندہ جاوید ہوگیا ہم اسی کو زندہ جانتے ہیں جو ہم پر کچھ اثر کرسکے مثلاً اسکی آواز ہمارے کانوں تک پہنچے اسکی صورت اس میں دکھائی دے ۔ وہ خود کسی کام میں مصروف ہو۔ ہم کہتے ہیں شہید کا اثر کس کان تک نہیں پہنچتا اپنی زندگی میں وہ دو چار کو بتا سکتا ہے مرنے کے بعد ہزاروں آدمی اسکی باتیں سنتے ہیں اور متاثر ہوتے ہیں کسی زندہ آدمی کی بات کا ایسا اثر نہیں ہوتا ہے جیسے شہید کی سنی ہوئی باتوں کا اثر ہوتا ہے اسکی صورت ہر وقت راستباز آدمی کے سامنے رہتی ہے آئینہ دل میں ہر وقت وہ صورتِ زیبا دکھائی دیتی ہے اور دنیا میں ہمیشہ اسکا کام جاری رہتا ہے یہ غلط ہے کہ وہ مرگیا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اسکی عمر بہت بڑھ گئی اس کی قوتیں زیادہ ہوگئیں۔ پہلے وہ ایک دو آدمیوں کو نصیحتیں کرسکتا تھا اب اسکی آواز تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ شہید نے وفات نہیں پائی بلکہ حیاتِ ابدی حاصل کی۔

دنیا میں کامیابی کا یہی راز ہے اگر تم واقعی سچے ہو اور اپنے خیالات کی اشاعت کرنا چاہتے ہو تو پہلے اپنی سچائی ثابت کردو اور خدا سے دعا کرو کہ وہ تم پر مصیبتیں نازل کرے تمھیں بھوکا سلائے تمھیں ننگا پھرائے لوگ تمھیں پتھر ماریں کوئی شخص تمھیں اپنے پاس نہ بٹھائے کوئی تم سے بات نہ کرے جدھر سے گذرو لوگ پکاریں سودائی جاتا ہے جو کام کرو لوگ کہیں دیوانہ ہے جانور کبھی تمھیں دیکھکر تمھاری طرف

لپکیں کیڑے مکوڑے تمھیں ڈنک اگر تم چاہتے ہو کہ لوگ تمھاری طرف مائل ہوں
خدا سے دعا کرو تمھیں کوڑے لگیں تمھیں قید خانہ میں بھیجا جائے سچائی کا جھنڈا
بہت بھاری ہے بڑی مشکل سے سنبھل سکتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری طرح لوگوں کے
دلوں میں بھی راستی کے لئے جوش پیدا ہو تو تم اپنا خون بہاؤ خدا سے التجا کرو کہ تمھیں
شہادت نصیب ہو سچا خون جو تمھارے جسم سے نکلے گا لوگوں کے سر چڑھ کر بولے گا
لوگوں کے دل ہلا دیگا پھر اُنمیں وہ جوش پیدا ہو گا اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں تمھارے
خیالات پھیلیں تو راستی کے لئے جان دو بعد مردن روح جو تمھارے جسم سے
نکلیگی لوگوں کے جسم میں داخل ہو گی لوگوں کو معلوم ہو گا ہم میں نئی روح خدا نے
پھونکی یہ سمجھ لو کہ دنیا میں حق ظاہر کرنا مشکل ہے جب تک تم خود عیش و آرام
میں پڑے رہو گے کوئی بات نہ سنے گا جب تک تم معمولی آدمیوں میں ملے رہو گے
کوئی تمھیں نہ دیکھے گا لوگوں کی آنکھ ہمیشہ کسی اونچی چیز پر پڑے گی تمھیں لوگ
اس وقت دیکھینگے جسوقت تم سولی پر چڑھو گے اور تمھارا سر نوک نیزہ پر ہو گا
تمھیں لوگ اسوقت سنیں گے جب تمھارے کانوں میں میخیں ٹھوکی جائیں گی۔
لوگ تمھاری اسوقت مدد کرینگے جب تمھارے ہاتھ پانوں کاٹ کر کتوں کو کھلانے
جائیں گے تمھارے سر پر اسوقت تاج کامیابی رکھیں گے جب تمھارے سر پر
کانٹوں کا تاج دیکھ لیں گے تمھارے پاؤں اسوقت چومیں گے جب تمھارے
پاؤں چھلنی ہو جائینگے تلوؤں میں آبلے پڑ جائینگے چھالے ستائینگے کانٹے کھائے
جائینگے لوگ تمھیں اسوقت پوجیں گے جب تم نہ رہو گے اور جب وہ دیکھ لینگے
کہ انکی عزت کرنے سے تم مغرور نہیں ہو جاتے راہ راست بڑی کٹھن ہے ذرا
ہوشیار ہو کر قدم اُٹھانا۔

سائنس اور اسلام

یسبح لله ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس

العزیز الحکیم۔
ظاہراً مطلب تو اس آیہ کا صرف اسیقدر ہو کہ تمام وہ چیزیں جو زمین و آسمان
میں ہیں تسبیح و تقدیس خداوند عالم میں مشغول ہیں اور بس۔
قدماء مفسرین نے اس آیہ کی تفسیر میں صدہا صفحہ رنگ دئے ہیں لیکن
یہ کل بزرگان دین اصل مطلب اور اہم تر مسائل آیۂ مذکورہ تک نہیں پہونچے
کسی عالم نے تو اسپر دریا بہا دیا ہو کہ آیا یہ ممکن بھی ہو اور اگر ہو تو صرف ذی روح
کے تسبیح پر زور دیا گیا ہو اور غیر ذی روح کے متعلق صرف قدرت الٰہی کیطرف
رجوع کر کے قلم روک لیا ہو۔ بعض مفسرین نے جن کے جز لکھے ہیں اور اسپر بحث
کی ہو کہ بنی نوع کو ذی روح کی تسبیح کے ادراک کے کیا کیا ذرایع ہیں اور بعض نے
عجیب و غریب دلائل روح کے بقا کے پیش کر کے تسبیح کے مسئلہ کو بالکل نا تمام
چھوڑا ہی چند کم رتبہ مفسرین نے اپنے کل دلائل کو اعتقاد کے سانچے میں ڈھال
کر نہایت عام فہم کر دکھایا ہو۔ نہایت ہی قلیل جماعت علماء سابق نے روح کے مسئلہ
کو عمدہ طریقہ اور عالمانہ تحقیق سے لکھا ہو اور طول طویل بحث اس آیہ کے متعلق
کیا ہو جسکا نتیجہ صرف اسیقدر نکلتا ہو کہ انسان کو دیگر ذی روح کی تسبیح کا ادراک
محال نہیں ہو البتہ دشوار ہو۔ اس سلسلہ میں سرسید احمد خاں کا نام ہمارے
اکثر احباب کو ناپسندیدہ ہوگا لیکن ہم کو صرف اسی قدر کہنا ہو کہ اس زبردست
مصنف نے جواب تہ خاک ہو چکا ہو اپنی ایک نایاب کتاب میں اسی آیہ پر عقلی
دلائل پیش کئے ہیں اور ایک موقعہ پر سائنس کا ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے
لکھتے ہیں کہ " کائنات کا سلسلہ بھی عجیب ہو نیچر (یعنی خداوند عالم) نے
ہر شے میں ایک ایسی روح پھونک رکھی ہو جسے فنا نہیں اور اسی کو اس
(خداوند جلیل) نے تسبیح فرمایا ہو ورنہ واقعہ سے اسکو کوئی تعلق نہیں ہے"
ہم ابھی اصول کے آخر فقرہ سے متفق نہیں ہوں اور انشاء اللہ نتیجہ پر
پہونچکر یہ واضح ہو جاویگا کہ اسکو بالکل واقعہ سے تعلق ہے۔

حال کے مفسرین نے بھی صرف ایک پہلو پر اس آیۃ کے بحث کی ہے اور جو سہل تر ہے اور وہ بھی اجتہادی طریقہ سے۔ ان حضرات نے ذی الروح کی تسبیح کو اپنی ہی اصطلاح میں تسبیح قرار دے لیا ہے اور کوئی پرندا انکی نظر میں حق سرّہٗ کا نعرہ بلند کرتا ہے کوئی کو کو کی صدا سے اسی خالق کو دوسرے الفاظ میں یاد کرتا ہے کوئی اسکی مدح میں نغمہ سرائی کرتا ہے کوئی اس آیہ کی تلاوت میں یوں مشغول ہے کہ

صبح کو طائران خوش الحان پڑھتے ہیں "کل من علیہا فان"

لیکن یہ سب قیاسی امور میں کوئی آواز پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتی ہے۔ اسی قیاسی بنا پر ایک جدید مفسر نے جسکی تفسیر کسیقدر مقبولیت عام کا درجہ رکھتی ہے ستاروں کی چمک بادلوں کی اجتماع بجلی کی کڑاک وغیرہ وغیرہ آثار فلکی کو تسبیح قرار دیا ہے۔ اور وہ دلائل عقلی میرے خیال میں کسی محقق کی نظر میں قابل قدر نہیں کہے جا سکتے۔ حال کا واقعہ ہے کہ مجھ سے ایک فرنگی محل کے (لکھنو) حنفی عالم سے زیارت کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے مجھ سے قرآن شریف کے متعلق چند سوال کئے اثنار گفتگو میں میں نے ممدوح سے اس آیہ کے مطلب بحیثیت ایک طالبعلم کے دریافت کیا۔ اس پر بڑی ردوقدح مولانا نے دیگر علما کی فرمائی اور مجھے انھیں تمثیلوں سے اپنا معتقد کرنا چاہا جنکو اوپر گذارش کر چکا ہوں میں نے انکے جواب میں عرض کیا کہ اگر آپ مجھے اسکا ثبوت دیدیں کہ ریل گاڑی اللہ اکبر کا نعرہ نہیں بلند کرتی ہے اور کوئی اور لفظ سے اس خالق حقیقی کو یاد کرتی ہے تو میں آپ کے ان کل ایسے قیاسی دلائل کو صحیح مانکر اس آیہ کو سمجھ جاؤنگا۔ اس پر مولانا بہت بر افروختہ ہوے اور . . . .

یہ ظاہر ہے کہ گھڑی کی آواز پر اعتقاد کرنا ہر شخص کا حسن ظن ہے یا منطق کا چمکتا ہوا روغن چڑھاکر اسکو حقیقی عبادت دکھا دینا ان خاص طبیعتوں کی

تیری ہو لیکن یہ کسی ذی فہم کو درجہ قبولیت پر مجبور نہیں کرسکتی البتہ ایسی سینہ
زوری کمزور طبیعت کو اپنا مطیع کریگی۔

اوپر کے بیان سے معلوم ہوگا کہ اب تک جو کچھ لکھا گیا وہ اول اصول سے
درست نہ تھا۔ اس آیہ کے صریح دو بڑے حصے قابل غور ہیں۔ ایک تو وہ حصہ
مخلوق جسکو ہم لوگ اپنی اصطلاح میں ذی روح سے تعبیر کرتے ہیں اور دوسرا
حصہ غیر ذی روح۔ قیاس جب تک کہ کسی دلیل کا ماخذ نہ ہو وہ بذاتہ کوئی شئے
نہیں ہے۔ اس بنا پر حصہ اول کے متعلق زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہو
اسلئے کہ یہ مسلم ہو کہ وہ کل مخلوق جنمیں نقل و حرکت کی طاقت خداوند عالم نے
عطا فرمائی ہو اور جسکا مشاہدہ عام طور سے قوت بشری کرتی ہو ان میں لطیف
جوہر موجود ہو جسکو ہم روح کہتے ہیں اور چونکہ یہ علت اسکی واقع ہوئی ہو کہ وہ
عبادت باری میں مشغول رہے اسلئے یہ بہت قرین قیاس ہو کہ کل ذی روح اسکی
تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو اور بس۔ یہ بھی واضح رہے کہ ہم کو ہر موقعہ پر اعتقاد
سے مفر نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ہم مسلمان ہو کر اس پر ضرور ایمان رکھتے ہیں کہ یہ آیہ
کلام باری ہو۔ قطع نظر اسکے حکما دیو رپ بھی اسکے قایل ہوتے جاتے ہیں کہ خداوند
عالم نے ضرور ہر شئے کو عبادت کے لئے خلق فرمایا ہو اور ذوالدمن کی
یادگار اب صرف ایک ٹوٹا سا مقبرہ باقی رہ گیا ہو۔ عظیم الشان حصہ جو اس
آیہ کا ہو وہ غیر ذی روح کی تسبیح ہو۔ اس حصہ میں ظاہرا تو یہ معلوم ہوتا ہو
کہ اسکا لقب درست دیا گیا ہو لیکن حقیقت میں خداوند عالم نے کوئی شئے
ایسی خلق نہیں فرمائی ہو جسکو ہم درست طور سے غیر ذی روح سے یاد کرسکیں
اب اس دعوے کے ثبوت کے لئے تھوڑے انتظار کی ضرورت ہوگی۔

اس مقام پر پہونچکر یہ لازم آتا ہو کہ پہلے روح کی حقیقت بیان کیجاوے اور
مختلف مذہب پر تفصیل سے بحث کیجاوے لیکن یہ بہت طول ہوگا اور
شاید ہمارے نئے ناظرین اسکے متحمل نہ ہوں اسلئے میں اسکو قلم انداز کرتا

ہوں اور ایک مجمل طریقہ سے اشارہ کرنا چاہتا ہوں ۔

روح

روح کے متعلق حکما قدیم میں بہت اختلاف ہے اور ان میں دو فرقے پیدا ہو گئے ایک **طبعین** ہیں جن میں **جالینوس و فیثاغورس وغیرہ** شامل ہیں اور جنکا یہ مذہب ہے کہ روح خود کوئی جداگانہ شے نہیں ہے بلکہ مختلف ترکیب عناصر ہے جو ایک خاص مزاج پیدا کرتے ہیں اور جنکے اثر سے مختلف صورتیں اور حرکات وقوع میں آتے ہیں اسیکا نام روح ہے ۔ چنانچہ ارسطو **اثولوجیا** میں لکھتا ہے (مطبوعہ یورپ صفحہ ۴۰)

"فان اصحاب فیثاغورس وصفو النفس فقالوا انها ایتلاف الاجرام کالایتلاف الکائن فی اوتار العود" (فیثاغورس کے پیرو اس بات کے قایل ہیں کہ روح ترکیب عناصر کو کہتے ہیں جو مثل عود (باجے کا نام ہے) کے تاروں کی طرح سے ہے) ۔ باقی آیندہ ۔ معدوم ہستی نما

سید محمد نونہروی ۔

سائنس ۔ جون ۱۹۰۷ء میں امریکہ کے ایک فلسفی نے برقی قوت سے پانی کے صاف کرنیکا طریقہ ایجاد کیا ہے ۔ اسکے امتحان ہوئے اور اس طریقہ کو پوری کامیابی ہوئی ۔ امید ہے کہ سرکار ہند بہت جلد اس جدید طریقہ کو عمل میں لاکر رعایا ہند کی جسمانی صحت میں ترقی دیگی ۔

برلن کا دوسری اگست ۱۹۰۷ء کا تار ہے ۔ کہ پروفیسر کودن (جرمن کا باشندہ) نے اپنی کوشش میں پوری کامیابی حاصل کی ۔ اسکی کوشش مدت سے تھی کہ تار برقی کے ذریعہ سے تصویر (عکسی) کھینچے چنانچہ ۲ اگست ۱۹۰۷ء کو میونیخ میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر شہنشاہ جرمن کی تصویر بجنسہ بذریعہ تار برقی چند منٹ میں اوتار لیگئی اور ۰۰۰ میل کے فاصلہ تک کوئی دشواری معلوم نہیں ہوتی ہے

سید محمد نونہروی

اصلاح کی پالیسی

رسالہ اصلاح کے متعلق مختلف طور پر مختلف خیالات اور وضع کے لوگوں نے بحثیں کی ہیں۔ بنا اس رسالہ کی شروع سے اس امر پر رکھی گئی تھی کہ اہل اسلام میں جو بدقسمتی سے دینی اور دنیاوی کمزوریاں اور نقائص پیدا ہو گئے ہیں انکی اور نیز قوم کی عام سوشیل اور اخلاقی امور میں درستی اور اصلاح کیجاوے یہ ظاہر ہے کہ مجرد اصلاح دنیاوی امور میں بدرجہ کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ روحانی اصلاح اُسکے ساتھ کافی طور پر نہ ہو کہ مذہب اسلام اصلاح روحانی اور جسمانی دونوں کے لئے آیا ہے اور دونوں میں اعتدالی ترقی اور اصلاح کی ضرورت ہے۔

رسالہ اصلاح نے اس نہایت ضروری اور مہتم بالشان کام کا بیڑا اٹھایا اور جہانتک اُس سے ہو سکا اپنی امکانی خدمت میں کوئی دقیقہ اُسنے فروگذاشت نہیں کیا۔ اوّل اوّل اس رسالہ سے مسلمانونکے ہردوفریق شیعہ اور سنی کے وہ افراد جو اپنے آپکو بادی النظر میں معتدل اور صلح کل ظاہر کرنا پسند کرتے ہیں بہت خوش رہے اور کبھی کسی نے اُسکی شکایت نہیں کی۔ لیکن اصلاح جس غرض اور غایت کے لئے وجود میں آیا تھا اُن مقاصد کی انجام دہی میں اُسکو سعی اور مناسب عمل کرنا ناگزیر تھا۔ اُسنے جب یہ دیکھا کہ اکثر مفسد اور فتنہ پرداز انسان اور نفاق سے معلم حقیقی اسلام کے نورانی چہرہ کو بیجا الزامات اور ہفوات کے گردوغبار سے آلودہ کرنا چاہتے ہیں، تب بلاخیال لومۃ لائم کے علانیہ اپنی توجہ کو اُن کے انسداد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف پھیرا۔

یہی اُسکا ایسا گناہ کبیرہ تھا کہ ہمارے معتدل اور صلح پسند حضرات اُسکے مخالف بنگئے۔ بعض صاحبوں نے تو یہ رائے دی کہ اصلاح کا بالکل بند ہو جانا ہی بہتر ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ مخالفین کے الزاموں اور حملوں اور اسلام کی توہین اور تذلیل کو سرد مہری کے ساتھ سن لیا جاوے۔

اسلام آنکھوں کے سامنے ذبح ہو اور اصلاح خاموش بیٹھا ہوا دیکھا رہے۔ مسلمان اپنے پاک عقیدہ سے برگشتہ ہو کر ضلالت او رگمراہی کے عمیق گڑھے میں گرتے جاویں اور وہ راہبر اصلاح حسرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اُنکی واجب الرحم حالت زار پر کلمۂ افسوس تک زبان سے نکالے۔

دوسری طرف قوم و مذہب کے سچے فدائی اور ہمدرد اس بات کی دل سے تمنا رکھتے ہیں کہ وہ شریعت بیضا اور ملت حقہ جسکو اُنکے اسلاف قدسیہ نے انتہائی مظالم اور صعوبتیں جھیلنے پر بھی اُسکے حقیقی تحفظ اور نگہداشت سے منہ نہیں موڑا اور اپنی عزیز جانیں تک اُسپر نثار کرنا گوارہ کرلیں وہ اب اس زمانۂ آزادی اور امن میں جبکہ تقیہ کی بیڑیاں اُسکے پاؤں سے نکل چکی ہیں معراج ترقی پر فائز ہو کر محسود خلائق ہو۔ وہ ہمدرد پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایسا اہم اور سخت ذمہ واری کا کام اصلاح کے ذریعہ سے یقینی طور پر انجام پاسکتا ہے اور اصلاح کو یہ تمام قومی اور ملی اور دینی خدمتیں اپنے ذمہ لینا چاہئیں۔

اصلاح پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اُس میں عامیانہ اور اشتعال آمیز تحریریں کچھ عرصہ سے نکلنے لگی ہیں اور بعض اوقات باہم شیعہ و سنی کے مخاصمت اور منافرت کی ہدایت کیجاتی ہے۔

ایک خوش فہم نو تعلیم یافتہ بزرگ جو اپنے آپکو کل قوم کا لیڈر اور ریفارمر بلکہ مجتہد العصر منوانے کی فکر میں غلطاں او رپیچاں رہتے ہیں ایسے قومی اور مذہبی رسالوں کی نسبت یہ رائے دیتے ہیں کہ اُنکا اصلی مقصد یہ ہے کہ وہ مذہب کی آڑ میں ایک گہری پولیٹکل چال سے کام لیکر اول اول مذہب کے نام سے شیعوں کو سنیوں سے علیحدہ کرلیویں اور انجام کار اس اشتعال کو ترقی دیکر اُنکو کانگرس سے ملاویں۔

وہی مجتہد العصر ایک دوسرے موقع پر جہاں اُنکا روئے سخن بالخصوص اصلاح کیطرف پایا جاتا ہے اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ فحش مضامین دوسروں کی کتب فقہ سے نکالکر مناظرہ کے نام سے شائع کئے جاتے ہیں۔

عصر جدید کے ایک لائق مضمون نگار اصلاح پر ریویو کرتے ہوئے

اُسکے تنزل اور انحطاط کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اُسکا طرز تحریر معتدل اور عام پسند نہیں ہو بلکہ عامیانہ اور نفرت انگیز ہو۔ غرض صلح پسندی کے نمایشی حامیوں نے **اصلاح** کی موجودہ پالیسی کو ملک کے تباہ کن اور تفرقہ انداز اخبار و رسائل کا ہم پلہ اور ہم اثر قرار دیا ہو۔

ایسے متضاد خیالات کے ہوتے ہوئے جو سادہ لوح اور زود اعتقاد مسلمانوں ہو ، اس اکیلے مذہبی اور قومی میگزین کے مختلف مفہوم پیدا کرنیکا اندیشہ دلاتے ہیں، رفع اشتباہ اور اُسکے حسن و قبح کی تشخیص کے لیئے میں اس رسالہ کے اصلی اور واقعی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اسی ذیل میں میں یہ بھی دکھاؤنگا کہ معترضین کی نکتہ چینیاں کہانتک صحیح ہیں۔ مفروضہ عیوب و نقائص بصورت موجود ہونے کے کیونکر دور کیئے جا سکتے ہیں اور آخر آیہ کہ اگر قوم کی دینی اور دنیاوی ضرورتیں بغیر اسکے بوجہ احسن پوری نہیں ہوسکتی ہیں تو اُسکے بقا اور استحکام کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنا چاہئیں۔

جس سال سے اس قومی صحیفہ کی ولادت ہوئی ہو جو غالباً ۱۳۱۵ ہجری تھا میں کہہ سکتا ہوں کہ اُسی سال سے برابر اُسکے پرچوں کو بالاستیعاب اور بالالتزام دیکھنے کی مجکو عزت حاصل ہوتی رہتی ہو۔ اور جہانتک معلوم ہوا اُسکا اصلی مقصد شروع سے حمایت اسلام اور نصیحت مسلمین " ہو جسکی اہمیت اور شدید ضرورت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اگر مذہبی تحقیقات جسکی بنا علم کلام پر ہو اور جسپر **اصلاح** میں زیادہ زور دیا جاتا ہو داخل اُس بدتہذیبی کے ہو جسکو ہمارے صلح پسند حضرات نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو میری سمجھ میں یہ سخت غلطی ایسے معترضوں کی ہو۔ یہ کہا جاتا ہو کہ مضامین مناظرہ اور کلام کا شائع ہونا دوسرے فرقوں کی ناراضی کا باعث ہوتا ہو۔ لیکن افسوس ہو کہ مناظرہ اور کلام کو ہم معنی مفسدہ کا قرار دیا گیا ہو۔ مسلمانوں کے عقائد اور خیالات، عادات اور فضائل

عبادات اور معاملات کی اصلاح میں ایک مصلح ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ وہ اپنے قول کو قرآن و سنت سے سچا اور مدلل کر کے نہ دکھاوے۔ اگر ایسی ہدایت کو سنکر مسلمان کانوں میں انگلیاں دے لیں تو یہ خود اُنھیں کی شومی قسمت اور تقصیر کا سبب ہوگا کہ وہ مذہبی علمی تحقیقات اور دلائل سے اس درجہ متنفر ہیں حالانکہ ہر مسئلہ کی حقیت اور عدم حقیت کا معیار آیہ قرآنی "قل ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین" کے روسے دلائل اور براہین پر رکھا گیا ہے۔ اگر وہ صلح پسند یہ چاہتے ہیں کہ اصلاح محض اُنکی ناراضی کے خوف سے ناواجب تالیف قلوب کے لئے دانستہ اُنکی غلطی اور کجروی دیکھکر اُنکی اندرونی اور بیرونی اصلاح سے چشم پوشی کرلے اور کلمہ حق اپنی زبان پر نہ لاوے تو نہایت قابل افسوس امر ہے۔ حق ضرور کڑوا ہوتا ہے اور ایک سچا محسن اور مصلح بغیر کسی اشد موانع کے اعلاء کلمۃ اللہ سے باز نہیں آسکتا۔

رہا یہ امر کہ ایسا لہجہ اور طریقہ تحریر اختیار نہ کیا جاوے جو باعث ناخوشی دیگر فرق اسلامیہ کا ہو میں کہتا ہوں کہ جو طبائع اپنے آبائی عقائد یا خیالات کے خلاف کوئی بات سننا پسند نہیں کرتی ہیں وہ کسی حالت میں ایسے مضامین سے خوش نہیں رہ سکتیں جنسے اُنکے اُن پشتینی اور آبائی خیالات کی تردید ہوتی ہو جسمیں انھوں نے نشو ونما پائی ہو اور جنسے اُنکو قلباً محبت ہو جاے وہ کیسے ہی ملائم اور متین پیرایہ میں کیوں نہ ہوں ہر شخص اسکا تجربہ کرسکتا ہے۔ باانیہمہ میں نے جہانتک مجلدات اصلاح کا مطالعہ کیا آجتک کوئی ایسی تحریر ذی علم اڈیٹر کے قلم سے نکلی ہوئی میری نظر سے نہیں گذری جسپر خلاف واقع اور عامیانہ یا بیجا اشتعال انگیز کا اطلاق ہوسکتا ہو بلکہ ہر شخص اُن مضامین کو دیکھکر بے تامل یہ کہسکتا ہے کہ اصلاح نے اس دس برس کے عرصہ میں قوم کی جیسی بے لوث اور سچی خدمت کی ہے اور مسلمانونکی دینی اور دنیاوی

بہبود کے لئے جیسے بے مثل اور عالمانہ محققانہ مضامین سے بدترین اطوار اور اخلاق و خیالات کے چھوڑانے اور دین حق کی تبلیغ بطریق احسن کرنے کے لئے ہمدردانہ جد و جہد کی ہے اور ایک عالم اُس سے مستفیض ہو رہا ہے اُسکی نظیر ہندوستان کے کسی اسلامی رسالہ یا اخبار میں ڈھونڈھے سے نہیں مل سکتی۔ اُن سچی اور خالص خدمتوں کی ناقدری میرے نزدیک کفرانِ نعمت ہے۔

اسی کے ساتھ میں اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ دو تین سال سے جب سے کہ بعض اشرار امت نے ائمۂ اطہار کی نسبت علانیہ کلمات ناسزا و فحش لکھنا شروع کئے ہیں اور اُن برگزیدہ خاصانِ خدا پر جھوٹے اتہامات اور حملوں کے ذریعے سے عوام کو صراط مستقیم سے بہکانے اور اسلامی دنیا میں ضلالت و گمراہی پھیلانے کا ارادہ کیا ہے اُسی عرصہ سے اصلاح میں بیشک اُن حملوں کے اندفاع اور اظہار حقیقت اور ضعفائے امت کے تحفظ کے لئے ایسے مضامین بھی شائع ہوئے ہیں جنکا لہجہ اور طرز تحریر باقتضائے بشریت اصلاح کی پالیسی کے فی الجملہ خلاف ہو گیا ہے اگرچہ اکثر اُن میں سے دوسرے مضامین نگاروں کے ہیں اور اڈیٹر کا اُنسے کچھ تعلق نہیں ہے۔

اُن مضامین نگاروں کو نہایت صبر و تحمل کے ساتھ جواب لکھنا چاہئے تھا یہ ضرور ہے کہ ابتداً ایسی تحریر ونکی اصلاح کی طرف سے نہیں ہوئی اور بانی اور محرک اُن تحریروں کے بے شبہ وہ مفسدہ پرداز نواصب ہیں جو سنیوں کے بھیس میں بزدلانہ اور منافقانہ حملے کر رہے ہیں اور اُنکا اندفاع بھی ایسی حالت میں جبکہ عام طور پر عوام میں غلط فہمی اور سوء اعتقادی اور اشتعال پھیلنے کا اندیشہ ہو نہایت ضروری بلکہ میرے خیال میں حد وجوب سے بھی متجاوز ہے۔ لیکن یکطرفہ فیصلہ کرنا ہمارے ہمدرد و نکا میں ضرور کہونگا کہ دانائی اور عاقبت اندیشی کے بالکل خلاف ہے۔ کوئی مرض خارجی علاجوں سے زائل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اولاً اسکے اصلی اسباب اور علل کا کافی طور پر استیصال نہ کیا جاوے۔ اگر مہذب تعلیم یافتہ

حضرات یہ خواہش کرتے ہیں کہ کسی دوسرے فرقہ اسلام کے مذہبی عقائد اور خیالات پر کوئی حملہ نہ کیا جاوے تو یہ بدون اسکے نہیں ہو سکتا کہ سب سے پہلے روک تھام فرقہ مخالف کے اُن اشتعال آمیز حملوں کی کیجاوے جو درحقیقت اصلاح کو مجبور کر کے اُسکی روش کو کلوخ انداز را پاداش سنگ است کا مصداق بنا رہے ہیں۔

کیا اصلاح کا بالکل سکوت کرنا درانحالیکہ صاحبان تطہیر اور اُنکے پاک مذہب پر چار و نطرف سے اعتراضوں اور حملوں کی بوچھار اور بھرمار ہو رہی ہو یہ نتیجہ پیدا نہ کریگا کہ وہ ناواقف لوگ جو تعلیم کی اُس حد تک نہیں پہونچے ہیں، نواصب کے مفتریانہ اور گمراہ کن پھندوں میں پھنس کر شاہراہ ہدایت سے بھٹک جاوینگے؟ میں نہایت افسوس سے دیکھتا ہوں کہ اصلاح کی حالت بالکل اس شعر کی مصداق ہے

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است وگر خاموش بنشینم گناہ است

یہ ناصبیت اور عداوت اہل بیت رسول کی جو مسلمانوں میں بڑھتی جاتی ہے اور جسکے بانی مبانی دو مفسد خارجیت انگیز اخبار لکھنؤ اور دہلی کے ہیں، اگر ابھی سے اُسپر توجہ نہ کی گئی تو اُسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دونو فرقوں شیعہ و سنی میں علانیہ جنگ و جدال اور مذموم جوش پھیل کر ایک دوسرے کا دشمن جانی ہو جاویگا اور آخرکار تمدنی اور معاشرتی معاملات میں وہ بھاری رخنہ پڑیگا جسکی روک تھام فریقین کے لیڈروں کے قابو اور اختیار سے باہر ہوگی۔

کیا جدید تعلیم یافتہ حضرات اہل سنت میں، یا علی گڈھ کے ڈپلومہ یافتہ صلح کل کے شیدائیوں میں، یا ندوۃ العلما کے اتحاد و اتفاق پکارنے والے قوم کے فدائیوں میں، یا فرنگی محل کے نیک نفس عالموں اور سچی محبت کا دم بھرنیوالوں اور اتباع ثقلین کا سچا دعوے کرنیوالوں میں کوئی ذی ہوش اور بصیرت رکھنے والا ایسا نہیں ہے کہ وہ اُن گندہ دہن اخباروں کی بدزبانیوں اور خارجیانہ سب و شتم کو روکے اور اپنے محب اہل بیت ہونیکا ایک ادنے ثبوت دکھاوے؟ کیا

قیامت خیز بات نہیں ہو کہ جس پیغمبر کی کلمہ گوئی پر یہ مسلمان فخر کرتے ہیں جسکی شفاعت کے بھروسہ پر نجات ابدی کے امیدوار ہیں، اُسی رحمۃ للعالمین کے اہلبیت عصمت و طہارت کی شان میں علی الاعلان فحش اور ناسزا الفاظ استعمال کریں!!!

ہمارے مشفق ناصح اس بات کو یاد رکھیں کہ اگر واقعی وہ ان مفسدات کے دور کرنے پر کمربستہ ہیں تو محض اصلاح کو زجر و توبیخ کرنا کوئی نتیجہ پیدا نہیں کریگا جب تک اسلام پر حملے ہوتے رہینگے اصلاحؑ اُنکے دفعیہ پر مجبور رہیگا۔ البتہ اس روک تھام کی یہ ضرورت ہے کہ اس کام کیلئے ایک علحدہ باقاعدہ کمیٹی خاص شہر لکھنؤ میں دونو فریق کے معززا ور با اثر علما او رعقلا کی شرکت سے قرار دیجاے اور اُنکی متفقہ کوشش سے اولاً ایسے مفسدات کی بناڈالنے والے اخبار و نکی خبر لیجاوے اور اُنکے انسداد کا قرار واقعی انتظام عمل میں آوے۔ اِس انتظام کے بعد میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اصلاح خود بخود چپ ہوجاویگا اور پھر کوئی مضمون اُس میں آپ ایسا نہ پائینگے جو کسی فریق کی دل آزاری کا باعث ہو۔ دوسرے کسی شیعہ اخبار میں اگر کوئی اشتعال آمیز تحریر شائع ہوگی تو اُسکے بند کرنے کے لئے اُس مجوزہ کمیٹی کو مداخلت کا پورا پورا حق حاصل ہوگا۔ اگر وہ مدعیان اصلاح قوم کے سچے بہی خواہ ہیں تو اس کمیٹی کی تجویز اور انعقاد کی فکر کریں اور جلد کریں کہ یہ شورش انگیز فتنے فرو ہوں۔

میں اصلاح کے لائق مضمون نگارونکی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ اسقدر کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آپکو تو مذہب اہلبیت کا نمونہ بنکر پبلک اسٹیج پر آنا چاہئے کیا سیرت ائمہ اہلبیت کی آپکے پیش نظر نہیں ہیں کہ ایسے پرخطر وقت میں جبکہ اسلام معرض زوال میں آکر عدم آباد کو رخصت ہونیوالا تھا باوجود کافی قدرت اور طاقت ہونے کے اُن حقیقی وارثان نبوت نے اُسکے احیا و تحفظ کیلئے کیا تدابیر اختیار کیں؟ کیا یہی دلشکن اور دل آزار طریقہ تھا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ اور کچھ نہ تھا مگر اخلاق محمدی کا اتباع اور مصلحتِ وقت پر عمل۔

ؑ حالانکہ تجویز اب بھی کوئی کارگر نہیں ہوا۔

وہی مصلحت وقت کہ جب تک ابتداے اسلام میں کافی قوت مسلمانونکی پیدا نہو گئی لکم دینکم ولی دین پر عمل ہوتا رہا اور جہاد کا حکم نہ آیا۔ وہی اخلاق محمدی جنھوں نے پتھر سے پتھر دلونکو بھی مقناطیسی اثر سے اپنی طرف کھینچ لیا اور عرب کی سی سرکش اور جاہل قوم جو آجتک کسی کے قابو میں نہ آئی تھی آپنی ہاشمی کے اخلاق حسنہ اور عادات حمیدہ پر قربان ہو گئی۔ پس ہمکو اُسی سرچشمہ علم و اخلاق سے سبق لینا چاہیے۔

وہ ذیعلم مضمون نگار جو ایسے برگزیدہ مقدسین کے متبع اور پیرو ہونے کی عزت رکھتے ہیں اگر مضمون لکھتے وقت عنان صبر و اختیار کو ہاتھ سے نہ دیں اور تحریر جواب میں صرف اصلی واقعات اور دلائل سے بغیر کسی طنز یا دلشکن الفاظ کے کام لیں تو مطلب اس سے بھی حاصل ہو سکتا ہی بلکہ وہ طریقہ ایسا نتیجہ خیز اور موثر ہوگا کہ انصاف پسند اہل سنت ضرور اُس سے کچھہ نہ کچھہ استفادہ حاصل کرینگے اور عوام اہل سنت کو اُن مہذبانہ محققانہ مضامین سے ظاہر بظاہر مشتعل ہونے کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔

مناظرہ اور علم کلام کا جو بطریق احسن ہو دونو فریق کے تعلیم یافتہ اور مہذب حضرات میں بظاہر کوئی مخالف نہیں معلوم ہوتا۔ گفتگو تو صرف اس میں ہی کہ عامیانہ اور اشتعال آمیز تحریرونکا واقعی سد باب کیا جاوے یہ استدعا شیعہ تعلیم یافتہ حضرات کی بالخصوص رسالہ اصلاح سے صرف اس وجہ سے ہی کہ وہ اُسکو اپنی قوم کا ایک نہایت مقتدر اور قابل قدر پرچہ سمجھتے ہیں اور یہ امر اُنکو نہایت شاق گذرتا ہی کہ ایسے مسلم الثبوت عالمانہ پرچہ میں کوئی مضمون خلاف اُسکی شان اور وقعت کے شائع ہو جس سے لوگونکی نظر میں اُسکی بے وقعتی پیدا ہو جاوے۔

البتہ مسایل فقہ کا کسی فریق کے واجب التعظیم اور مستند کتابوں سے نقل کرنا جو بغرض تنقید اور تحقیق کسی مسئلہ فقہ کے ہو غیر مشروع یا خلاف

تہذیب نہیں ہو سکتا۔ جو مسائل کسی فریق کی مسلمہ کتابوں میں سے بجنسہ لیکر استدلالاً تحریر کئے جاویں اُنسے وہ فریق ناخوش اور بیزار اسی وقت ہو سکتا ہے یا اُنکو فحش اُسی حالت میں کہہ سکتا ہے جبکہ وہ اپنی مسلمہ کتابوں اور اپنے علما و مجتہدین کے فتاوے کو فحش قرار دیکر اُنسے دست بردار ہو جاوے اسلئے یہ اعتراض اصلاح پر اُن معترضین کی ناواقفیت کے سبب سے ہے جو اصول علم کلام سے کچھ بہرہ نہیں رکھتے ہیں۔

میں اُن بیدار مغز خوش فہموں کی اِس رائے سے کبھی متفق نہیں ہو سکتا ہوں جنھوں نے اپنے ذاتی اجتہاد سے سچائی کے خلاف ایسے مذہبی رسائل پر ایک سخت اور بے بنیاد الزام ناواقفوں میں ایک سخت غلط فہمی پیدا کرنے کی نیت سے لگایا ہے۔ مجھے اسوقت صرف اصلاح کی پالیسی اور مضامین سے بحث ہے اور اُسی اعتبار سے اُسکی حقیقی مفہوم کو دریافت کرنے کے بعد میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اصلاح کا ہرگز یہ مقصود نہیں ہے کہ فرقہ اہل سنت سے شیعوں کو علیحدہ کرنے اور باہم دونوں کے جائز تعلقات قطع کرنے اور نا اتفاقی اور مخاصمت اور عناد پیدا کرنے کی ہدایت کیجاوے۔ اور ہنود اور آریہ سماجیوں کے ساتھ ناواجب ربط و ارتباط بڑھائے جاویں۔ البتہ اُن کھلے ہوئے نواصب اور خوارج سے جو دہلی اور لکھنؤ اور امرت سر کے بعض یزیدی مفسدوں کے نام لیوا ہیں اور جنکو حضرات اہل سنت خود عام طور پر نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اُنکو دشمن اہل بیت پیغمبر کا بتلاتے ہیں، بیشک علیحدگی اور بیزاری اور منافرت کی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ درحقیقت علانیہ عداوت اہل بیت پیغمبر کی وجہ سے حقیقی اسلام کی مخالفت اور بیخ کنی میں آریہ سماجیوں سے بھی زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔

اُن ایسے منافقین امت سے شیعوں یا دوسرے خالص سنیوں کو علیحدہ کرنے کی کوشش مانع اور منافی اُس اتحاد شیعہ وسنی کی نہیں ہو سکتی جو شرع

سے اس وقت تک چلا آتا ہے کہ خود حضرات اہل سنت اُن لوگوں سے جو علی مرتضےٰ
اور دیگر اہل بیت پیغمبر (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی اہانت اور تذلیل کے درپے
ہیں متنفر اور بیزار ہیں اور انکو اہل سنت والجماعت میں شامل نہیں کرتے ہیں۔

علمائے شیعہ اس قسم کی نہ ہدایت کر سکتے ہیں اور نہ کسی ایسے بیجا اشتعال دلانے
والے کے حامی ہو سکتے ہیں جب کہ وہ خود "لا اخوۃ بین المومنین والکافرون" کے
عامل اور ہادی ہیں دیگر فرق اسلامیہ سے میل اور محبت کو چھوڑ کر ہنود اور کانگریسی
لیڈروں کے ساتھ برادرانہ میل جول اور اختلاط نہیں ہو سکتا ہے تاوقتیکہ خدا کے
کھلے ہوئے حکم سے سرتابی کرنے پر آمادگی نہ کر لیجاوے۔ غیر فرقہ شیعہ اگر ایسا کرے
تو بنظر اُسکے مذہبی اصول کے یہ امر قابل تعجب نہیں ہو سکتا مگر وہ فرقہ جو تمام تر
ماکولات اور مشروبات میں اپنے ہی اسلامی بھائیوں سے لین دین کو ضروری سمجھتا
ہو اور غیر مسلمانوں سے ایسے امور میں علحدگی سے مذہباً مجبور ہو ہرگز ایسی جرأت
خلاف فتاوے اپنے علمائے و مجتہدین کے نہیں کر سکتا۔

ایسی ہی یہ کوشش بھی بعض ہوا خواہوں کی قابل مضحکہ ہے کہ گورنمنٹ کو
ان مذہبی رسائل اور شیعہ کمیونٹی سے بدظن کیا جاوے۔

برٹش گورنمنٹ کی جیسی کامل اطاعت اور فرمانبرداری طوعاً و کرہاً نہیں بلکہ
سچے دل سے جیسی اصلاح کو یا اُسکے ہم مذہب اور ہم خیالوں کو ہونی چاہئے وہ محتاج
کسی ثبوت کی نہیں ہے۔ کیا دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو انتہائے شدائد اور
مظالم کسی متعصب سلطان جور کے ہاتھوں اُٹھانے کے بعد کسی معدلت
پسند اور رعایا پرور فرماں روا کے پُر امن دامن میں پناہ لیکر اور اُسکے لاانتہا
فیوض و احسانات اور غیر متناہی اشفاق اور الطاف سے متمتع اور مستفیض
ہو کر اپنے اُس شفیق محسن کی اطاعت اور وفاداری سے کسی وقت میں پھر
گیا ہو۔ لا حول و لا قوۃ۔ کوئی بد نصیب سے بد نصیب اور جاہل سے اجہل
انسان بھی ایسا نہیں کر سکتا۔

فرقۂ شیعہ کی حالت کیا بلحاظ اُسکی گذشتہ ہسٹری کے اور کیا باعتبار اُسکے مذہبی عقائد اور اصول کے ہر شخص بتلا سکتا ہو کہ سلطنت برطانیہ کے ساتھ اُنکے وفادارانہ خیالات نمایشی نہیں بلکہ حقیقی ہیں۔

اصلاح پر یہ صریح بہتان ہو کہ وہ مذہب کی آڑ میں کسی پولٹیکل چال سے کام لے رہا ہو جسکے یقین کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہو اور وہ اتہام لگانے والے درحقیقت نفسانیت اور اپنی ذاتی شہرت او ناموری کے خیال سے ایک قومی اور مقتدر میگزین کی عزت اور وجاہت کم کرتے اور اپنی بے سود کارگزاریونکے فروغ دینے کے لئے اپنی لغویانہ آواز کو قوم پر غالب کیا چاہتے ہیں لیکن وہ خوب یاد رکھیں کہ اُنکی ایسی نفرت انگیز اور ناواجب کوششوں سے بجاے اسکے کہ اصلاح پر اُنکے حسب لخواہ کچھ اثر پڑے یا اُسکی وقعت اور اشاعت کم ہو کر اعلاء کلمۃ اللہ میں کچھ فرق آوے ۔ خود اُنھیں کو قوم ایک بہکانیوالا اور خطرناک پولیٹیشن سمجھنے لگےگی اور اُنکے تفرقہ انداز تخیلات کی کساد بازاری بہت جلد ہو جاویگی۔

اُن معترضین کی مجتہدانہ نکتہ چینیوں اور الزاموں پر نظر کرنے کے بعد میں نہایت ادب کے ساتھ شیعہ پبلک میں عموماً اور فاضل اڈیٹر **اصلاح** کی خدمت میں خصوصاً صرف دو امرونکے لئے اپیل پیش کرنا چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اُنپر کافی غور اور عمل درآمد بہت جلد شروع کیا جاویگا۔

(۱) چونکہ یہ امر مسلمہ ہو کہ رسالہ **اصلاح** مسلمانونکا سچا بہی خواہ اور شریعت محمدی کا زبردست حامی اور مددگار ہو اور قوم کو اُسپر پورا اعتماد اور بھروسہ ہو اسلئے سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ ذیعلم اڈیٹر اُسکے مضامین کو مفید اور دلاویز بنانے کے لئے اُسکا معتدبہ حصہ ائمۂ اطہار کی مبارک سوانح اور پاک تعلیمات میں صرف کریں۔ مذہبی عالمانہ تحقیقات میں اساتذۂ قدیم کی مایۂ ناز اور قابل قدر تصنیفات کا ترجمہ اور زمانۂ حال کے علماے متبحرین خصوصاً

جناب ظہیر الملۃ والدین فخر الحکما دام ظلہ کے مواعظ حسنہ کا انتخاب ہر اشاعت میں درج اصلاح کیا جاوے۔ کل مضامین نگار مذہبی اور اخلاقی مضامین ایسے معتدل اور متین پیرایہ میں لکھیں کہ جسکو حضرات اہل سنت بھی دیکھ سکیں اور فائدہ اٹھا دیں۔ اور کوئی مذہبی مضمون بغیر منظوری تقدس مآب فخر الحکما دام ظلہ کے شائع نہ کیا جاوے۔

(۲) دوسرا امر یہ ہے کہ موجودہ انتظام دفتر کا ہرگز ایسی اطمینانی حالت میں نہیں ہے کہ جس سے کافی امید رسالہ کے استحکام اور بروقت اشاعت کیجا سکے اور زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ پچھلے عرصہ میں قوم کی ناقدری اور بے توجہی کیوجہ سے دفتر کو ناقابل برداشت خسارہ اٹھانا پڑا اور ابتک اسکی تلافی نہ ہو سکی۔

رسالہ الشمس جو اسی دفتر سے شائع ہوتا ہے اور جو اپنی جدید عالمانہ تحقیقات کے لحاظ سے ایک عدیم النظیر اور عظیم الشان تصنیف ہے اُسکی اشاعت بھی افسوس ہے کہ سال بھر سے باقاعدہ نہیں ہو سکی۔ محض اسوجہ سے کہ کوئی مستقل سرمایہ نہیں ہے۔

اس اہم ضرورت کے پورا کرنے کے لئے سید محمد صاحب بی۔ اے نے حال میں ایک تحریر پیش کی ہے کہ دفتر اصلاح کے مصارف اور نیز خریداری مشین کے لئے ایک علیحدہ فنڈ بنام اصلاح فنڈ کھولا جاوے اور اُسکے لئے قواعد اور ضوابط تجویز کئے گئے ہیں۔ لیکن ایسا فنڈ اگر کوئی کھولا جاوے تو اُسکا چلنا اور ترقی پا کر قائم رہنا تجربتہً نہایت دشوار بلکہ قریب غیر ممکن کے ہے جیسا کہ خود فاضل اڈیٹر نے اپنی رائے بر بنائے تجربہ کے ظاہر فرمائی ہے اور یہی رائے میرے نزدیک نہایت انسب اور ضروری ہے کہ ایک ایجنسی بنام "اصلاح پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی" سردست دس ہزار روپیہ کے سرمایہ سے کھولی جاوے۔

دس ہزار کے حصص کا مہیا ہونا اگر کم سے کم دس روپیہ کا حصہ رکھا جاوے کوئی بڑی بات نہیں ہے البتہ ہمدردان قوم کی ایک ادنے توجہ درکار ہے۔

اس قسم کی کمپنیوں سے جو ہندوستان کی ہر قوم و ملت میں باستثنائے فرقۂ شیعہ قایم ہیں جیسے غیر مترقبہ فوائد اور منافع کمپنی اور اُسکے شرکا کو حاصل ہوتے ہیں وہ کسی شخص پر مخفی نہیں ہیں۔ کاش اگر اصلاح کمپنی ابتک قایم ہوگئی ہوتی تو آج ہم ترجمہ قرآن مجید اور ترجمہ نہج البلاغہ کے بیچین کن اشتیاق اور تمنا میں سراسیمہ اور پریشان نہوتے اور وہ مشتاق نگاہیں جو ان مبارک اور پاک کتابوں کی زیارت کے شوق میں چاروں طرف جکر لگا رہی ہیں مایوسی کے ساتھ واپس نہ آتیں۔ مقدس ائمہ کی سوانح عمریاں اور وہ نادر الوجود شیعہ لٹریچر جو ہماری بدقسمتی سے آج تک باوجود سالہا سال گذرجانے کے گمنامی کے بکس میں بند پڑا ہوا ہے ہم سے ناآشنا نہ ہوتا۔

تاہم اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ کوشش کر کے اصلاح پرنٹنگ کمپنی اگر آپ قایم کر دیں تو یقین کرنا چاہیئے کہ تلافی مافات کے اطمینان بخش ذرائع بہت جلد پیدا ہو جاوینگے جو نقائص آپ اصلاح میں بتاتے ہیں انشاءاللہ پھر آپکو ان کی کوئی شکایت نہ ہوگی۔

تنقید بخاری جو اسلامی دنیا میں خیر المرسلین کی سچی شریعت کی تنزیہ اور ترویج کے لئے عالم شہود میں آئی ہے اور حضرت امام بخاری کی محنت کو ٹھکانے لگا رہی ہے وہ بھی جداگانہ مجلد کی شکل میں آپکو ملجائیگی۔

رسالہ الشمس جسکی بے نظیر تحقیقاتیں آجتک چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہیں استحکام اور استقلال کے ساتھ شائع ہوکر قوم مسلمانان میں ایک نئی روح پھونکے گا۔

قوم میں جو علمی اور مذہبی مذاق ناداری اور فلاکت کے سبب سے مفقود ہوتا جاتا ہے اُسکو پورا کرنے کے لئے اصلاح پرنٹنگ کمپنی کافی قوت

حاصل ہوجانے پر قوم کے غیر مستطیع اور ناداروں لوگونکو بقدر ضرورت مفت کتابیں دے سکیگی
اور اصلاح ایک بڑا اور اہم فرض جس سے چشم پوشی قوم کیلئے زہر ہلاہل کا کام کر رہی ہے
اس کمپنی کے ذریعہ سے بوجہ کلی انجام پائیگا۔

یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ جو لوگ کمپنی کے شریک ہونگے وہ اپنی قوم کی ایک بڑی خدمت
انجام دینے اور توشہ آخرت کے مہیا کرنے کے علاوہ منافع کے حصول میں ہم خرما و ہم ثواب کے
مصداق ہونگے۔ لہذا میں اڈیٹر صاحب اصلاح کیخدمت نہایت التجا کے ساتھ یہ عرض کرنا ضروری
سمجھتا ہوں کہ بغیر کسی کشمکش و پیچ کے آپ جہانتک ہوسکے کمپنی کے اصول و قواعد ایک علیحدہ
ضمیمہ کے شکل میں جلد مرتب فرماویں اور بعد مرتب ہونیکے گورنمنٹ میں اوسکی رجسٹری ہوکر
کمپنی باضابطہ ہوجاوے۔ مجھکو کامل امید ہے کہ ہمدردان قوم اصلاح پرنٹنگ کمپنی
سے ضرور متفق ہونگے۔ اور ہر ضلع اور ہر قصبہ کے لوگونکو آمادہ کرکے سردست مبلغ دس ہزار
روپیہ کے سرمایہ سے کمپنی کی بنا ڈالینگے۔

العبد المذنب
سید ابو الفاروق محمد عسکری نقوی الواسطی مرو ہوی
از بدایون (یو۔ پی)

عرض اڈیٹر

چونکہ یہ نمبر قبل از ماہ محرم بایں غرض ترتیب دیا گیا تہا کہ عشرہ میں شایع ہوجاوے اور اسکے مضامین
سے ہر شخص مستفید ہو۔ مگر بوجوہ ناگفتہ بہ ایسی تاخیر ہوئی کہ ماہ صفر میں یہ پرچہ شایع ہوتا ہے۔ لہذا
وہ واقعات فساد محرم جو بمبئی۔ لکہنو۔ رنگون۔ ڈہاکہ۔ جیرہ کو ہمنہ اس سال پیش آئے نہ درج
ہوسکے کیونکہ حجم رسالہ بجاے ۸۰ صفحہ کے ۹۴ صفحہ ہوچکا تہا۔ کاپیاں لکہی جاچکی تہیں۔ مضامین
بہی ایسے ضروری اور مسلسل تہے کہ اونکا اخراج نامناسب تہا اور تاخیر بہی بعید ہوچکی تہی لہذا
بہت سے ضروری مضامین اس نمبر میں نہ شایع ہوسکے بعض ضروری مضامین کیطرف اشارہ کیا جاتا ہے

قبول حق بہر بہی فضل خدا ہے کہ جب تمام ملک میں شعب ہورہا ہے **خارجیت** کا طوفان برپا ہے
تو بعض بعض گوشوں سے قبول مذہب حق کی صدا بلند ہورہی ہے جناب **محمد ادریس خان**
صاحب بدایوں سے چہہ آدمی کا شیعہ ہونا لکہتے ہیں جنمیں سے تین آدمی اپنا نام ظاہر کرنا خلاف
مصلحت سمجہتے ہیں اور ہم کل کا نام مخفی رکہتے ہیں جناب سید **محمد اصغر حسین** صاحب
متولی چالیس ضلع رائے بریلی سے چار آدمی مذہب شیعہ قبول کرنا لکہتے ہیں جنمیں سے ایک

شخص نو عمر تعلیم یافتہ ہو کسی مدرسہ میں اوسکا انتظام کیا جاوی جناب مولوی سید محمد زکی صاحب شید فتحپور سو تین آدمی کا مشرف بمذہب حق ہونا لکھتے ہیں جنمیں سی دو آدمیوں کے اخراجات کی کفالت جناب مولوی محمد ابو القاسم صاحب رئیس نے قبول فرمائی۔ اور آپ ہی کی وجہ سے وہاں کا فساد بھی ملتوی رہا ورنہ اہلسنت نے ہندو دیکھو پیشتر کا کر وہاں بھی فساد کرنا چاہا تھا۔

یثبتھم اللہ بالقول الثابت وھداھم الی صراط مستقیم

تحصیل بلوداباز ار **موضع** ہیراڈیہہ ضلع رائپور کے مالگذار حافظ عبد العظیم بیگ صاحب عرف نتھے میاں جو مذہب اہلسنت والجماعت کی ایک مشہور ممبر ہیں تعزیہ کو پہلے شرک و بدعت سمجھتے تھے اس سال ان تمام اعتقادات فاسدہ سے تائب ہو کر بڑے اہتمام اور خلوص سے سرگرم عزاداری امام مظلوم ہوے اور ایک شاندار تعزیہ بنایا۔

منشی نراین دین عرائض نویس رائپور کی تین عورتیں مبتلای طاعون ہوئیں ایک کے مرنے پر اونہوں نے امام باڑہ سید اولاد حسین صاحب سجاد میں ے محرم کو نذر مانی۔ خدا نے دو عورتوں کو شفای عاجل عطا کی حالانکہ ڈاکٹر وغیرہ مایوس ہو چکے تھے۔ شخص مذکور نے ۸ محرم کو ایفاے نذر کی۔

افسوس کہ ایک شخص محلہ گولکھ پور ڈاکخانہ ہندرو ڈپٹہ سے لکھتے ہیں کہ بوجہ ناتوجہی روسای پٹنہ جو اونکی خبر نہیں لیتے۔ مذہب عیسائی قبول کرنا چاہتے ہیں۔ دفتر اصلاح نے پانچ روپیہ ماہانہ مقرر کیا کہ آپ یہاں آکر دفتر کا کام کریں بشرط لیاقت ترقی بھی کی جائیگی حضرات پٹنہ سے امید ہے کہ وہ اپنے اس دینی بھائی کی خبر لینگے اور دفتر کو اصلیت وغیرہ اصلیت سے مطلع کرینگے بہتر ہوتا کہ ایک فنڈ قایم کیا جاتا جس سے اون نومسلموں کی کفالت کیجاتی جو مذہب باطل چھوڑ کر مذہب حق قبول کرتے مگر ہای کہاں ایسی توفیق ۔ مدرسہ احسن المدارس سکندر پور ضلع بلندشہر کی ایک شاخ جب تحریک اصلاح حافظان قران کیلئے قایم کی گئی ۔ اوسکے نسبت جناب سید محمد اظہر حسین صاحب وکیل تحریر کرتے ہیں کہ ماہ ذیحجہ ۱۳۲۵ھ کے سالانہ امتحان میں ایک طالب العلم مسمی عنایت اللہ صاحب بعمر دوازدہ سالگی ورجہ حفظ قران میں پاس کیا اور حافظ کامل ہوئے دوسرے لڑکے بھی حفظ میں مشغول ہیں مجالس عزا میں حسب تحریک اصلاح قران خوانی بھی ہوتی ہے ۔ روسای قوم اگر متوجہ ہوں تو کم سے کم عدہ بطور انعام دیا جائے کہ اس طالب العلم کو بطور انعام دیا جاوے۔ اگر قوم متوجہ نہوئی تو انشاء اللہ دفتر اصلاح خود دیگا۔

رجسٹرڈ سی ۳۷۸

الاقتل الحسین بکربلا

اصلاح

عظم اللہ اجورنا بمصابنا بالحسین علیہ السلام وجعلنا واياكم من الطالبين بثاره مع وليه الامام المهدي من آل محمد

السلام علیك یا ابا عبد اللہ لقد عظمت
الرزیۃ وجلت المصیبۃ بك علینا وعلی جمیع
اهل الاسلام وجلت وعظمت مصیبتك
فی السموات علی جمیع اهل السموات فلعن اللہ
امۃ اسست اساس الظلم والجور
علیکم اهل البیت ع

یا لیتنی کنت معهم فافوز فوزاً عظیماً

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگار
۱	اصلاح جلد یازدہم الآل والاصحاب	اڈیٹر

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

اگرچہ اسکے متعلق کسی سے کوئی خاص مطالبہ نہیں کیا گیا مگر جس فیاضی سے ہماری معزز قوم آمادہ ہوئی رسید حسب ذیل سے معلوم ہوگا۔ اب صرف اجازت ہی نہیں بلکہ التماس کیا جاتا ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنی اپنی حصہ کا روپیہ جلد بھیجنا دور فرما کر عنایت فرمائیں کہ ثلث سرمایہ کے جمع ہونے پر باضابطہ رجسٹری کرائی جائے اور جہانتک ہو سکے اس کمپنی کا افتتاح کیا جائے کیونکہ جب تک یہ کمپنی نہ قائم ہوگی نہ اشاعت اصلاح و الشمس باقاعدہ ہو سکتی ہے نہ ترجمہ قرآن و نہج البلاغہ شایع ہو سکتا ہے۔ اس کمپنی کی شرم آپکے ہاتھ ہے۔

رسید روپیہ جو ۵ا مارچ سنہ ۱۹۰ء تک دفتر اصلاح میں موصول ہوا حسب ذیل ہے رسید باضابطہ عقب سے روانہ ہوگی۔

(۱) جناب سید شرف حسین صاحب ناگلپور سہارنپور ۲۲۸۴ ایک حصہ عـہ
(۲) جناب سید معقول حسین صاحب سب انسپکٹر تھانہ موسیلا دگورکھپور ۲۳۲۴ نصف حصہ صہ
(۳) جناب فقیر محمد صاحب پٹھوٹ ۲۲۲۳ رنہ ڈیرہ سندہ صہ
(۴) جناب منشی مظفر مہدی صاحب رئیس کرنورہ ضلع سارن عـہ
(۵) جناب آقا مرزا محمد جواد صاحب شیرازی رئیس کرنشاہ کہ مسلمیّ ۲۹۷۹ صہ
(۶) جناب بیوہ سید محبوب علی صاحب مرحوم سیفی پریس حویلی میاں ن لاہور صہ
(۷) جناب قاضی سید رضا حسین صاحب منیجر جاگیردار دہنورا ضلع جھنڈوا صہ
(۸) جناب منشی امانت علی صاحب اکونٹنٹ تحصیل سیجا ضلع الہ آباد ۱۴۹۳ صہ
(۹) جناب سید الطاف حسین صاحب سررشتہ دار حصار ۴۸۳ صہ
صہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اصلاح

جلد ١١	بابت یکم ماہ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ	نمبر ١

عظم اللہ اجورنا بمصابنا بالحسین علیہ السلام وجعلنا من الطالبین بثارہ مع ولیہ الامام المہدی من آل محمد علیہم السلام

اصلاح جلد یازدہم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ اس سے بڑھکر کونسی نعمت ہوسکتی ہے کہ خدا نے ہمکو خلعت انسانیت عطا فرمایا کہ جسطرح بروز ولادت اول کام ہمارا رونا تھا جس سے تمامی اعزا و اقربا شاداں و فرحاں ہوے کہ لڑکا صحیح و سالم پیدا ہوا اسی طرح سال نو کے محرم الحرام کا چاند دیکھا اور ہم رودئے کہ آہ یہ وہی ماہ محرم ہے جسکی حرمت زمانہ جاہلیت میں ایسی کی جاتی کہ سالہا سال کی خونریزی اور رخانہ جنگی موقوف ہوجاتی مگر اون مسلمانوں پر جو بہ صحابہ پرستی خلوج از اسلام ہوچکے تھے یہ شامت آئی کہ اپنے نبی کے فرزند کو اس بیرحمی اور بے دردی سے شہید کیا کہ تاریخ عالم کوئی نظر اوسکی نہیں پیش کرسکتی

ہمارا گریہ و بکا مصائب سید الشہدا پر سال نو میں یہی فال نہیں پیش کرتا کہ ہم اب گناہوں سے اسطرح پاک ہونگے جسطرح بچہ بروز ولادت معصوم ہوتا ہے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ہم عالم وجود کے ایک نئے عالم میں قدم رکھ رہے ہیں جس سے آجتک آشنا نہ تھے۔

یہ ہمارا گریہ و بکا اس کی بھی خبر دیتا ہے کہ خدا و رسول ہم سے خوش ہونگے جسطرح ولادت مولود سے جو رو رہا ہے اوسکے والدین خوش ہوتے ہیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ سال نو کی آمد پر اوس علامت فارقہ کو ترک کریں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم انسان ہیں کیونکہ گریہ و بکا ہی وہ خصلت ہے جو مخصوص انسان

میں پائی جاتی ہی اور کوئی حیوان اوسکا شریک نہیں

اس سال ایک نیا سبب موجب گریہ یہ بھی ہی کہ اصلاح جو خدمت قوم کی قدر دانی میں ۱۳۲۲ھ سے پندرہ روزہ ہوا کہ بجای ایک مہینہ کے پندرہویں روز شایع ہو۔ قوم کی ہمت افزائی نے اس ۱۳۲۳ھ میں اوسی ماہانہ کر دیا جس سے قوم کا صرف یہی نقصان نہیں ہوا کہ آدھی قوت اوسکی کم ہو گئی۔ بلکہ بظاہر اسباب ترقی کی راہ رک گئی حالانکہ دوسری قوموں کے رسالے ماہانہ سے پندرہ روزہ ہوے اور پندرہ روزہ سے ہفتہ وار سے روزانہ ہو رہے ہیں۔

خیر رونا تو مومنین کے لوازم سے ہی جس سے کسیوقت مفارقت نہیں ہو سکتی۔ مگر زیادہ رونا اسپر ہے کہ ماہانہ چلنے کا بھی سامان نہیں اسلیے کہ نوسو ویلو ونکے والپی نے اسقدر تنگ کر دیا ہی کہ ایک ایک قدم اوٹھانا دشوار ہو رہا ہے۔

بیشک اس سال قحط عظیم کا سامنا کرنا پڑا جس سے مومنین کو سخت زحمتیں اوٹھانی پڑیں اور واپسی ویلو کا سبب قوی بھی تہا۔ مگر اسپر بھی لحاظ کرنا ضروری تھا کہ دفتر اصلاح بھی مومنین کی توجہ سے قایم ہی اور ماہانہ مصارف ساٹھ کہاں سے آسکتے ہیں اگر مومنین نہ توجہ کریں۔

ہمنے جیسا کہ پہلے ہی مجبور ہو کر قصد کیا تھا کہ اصلاح کو بندہ سے بند کریں۔ اب بھی اوسی عزم پر قایم ہے مگر ایک طرف مومنین کی اصرار نے اور دوسری طرف شماتت مخالفین نے مجبور کیا کہ ایک حرکت مذبوحی کر کے پھر سے اصلاح کو سابق بدستور جاری رکھوں۔ دیکھئے قوم کیا امداد کرتی ہی کیونکہ دفتر کی حالت موجودہ نہ کسی انتظام کی امید لاتی ہی نہ کسی وعدہ کی۔ مگر خیال خدمت قوم اوبھار رہا ہی کہ جسطرح ہو سکے اس مہم کو انجام دوں۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

اسی غرض سے حسب صلواح بہ ہمدردان قوم اصلاح پرنٹنگ کمپنی کا مسودہ شایع کیا گیا کہ ۔ ہزار کے سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کی جای جسکی اصلی غرض اشاعت ترجمہ قران مجید اور ترجمہ و شرح نہج البلاغہ کا شایع کرنا ہی جسکے لئے مدت سے قوم سے وعدہ ہو رہا ہی اور بفضل خدا اسی قوم بھی اسپر مستعد نظر آتی ہی جس سے امید ہی کہ اگر اسی مستعدی سے کام لیا گیا تو بہت جلد اسکا افتتاح کیا جائیگا اسمیں شبہہ نہیں کہ ہماری معزز قوم کا یہ پہلا کام ہوگا جو قوم کی مجموعی قوت سے انجام دیا جا

الآل والاصحاب

اگرچہ اسلام کی تقسیم ابتدا سے اسی دو حصہ پر ہو کہ اسلام کا وجود اور نشو ونما بھی جو کچھ ہوا انکی مداخلت ومشارکت سے کیونکہ بانی اسلام تنہا ایک متنفس تھا اور بغیر مشارکت معاونین ترقی ناممکن تھی۔ اسیطرح خاتمہ یا زوال یا اضمحلال بھی جو کچھ ہوا انھیں دونوں قسمونکی مشارکت سے یا علحدگی سے۔ لہذا امید ہے کہ یہ مضمون عموم اہل اسلام کے لئے حد درجہ مفید ہو۔

ہاں اس مضمون میں ایک خصوصیت یہ بھی ہو کہ ایک شخص نے جو آجکل انکار شہادت سے مشہور ہو رہا ہو۔ ایک موقع پر یہ بھی لکھا تھا کہ امام حسین علیہ السلام نہیں شہید ہوئے کیونکہ ناممکن تھا ایک مسلمان بھی ہوتا اور حضرت شہید ہو جاتے جسکے مطلب یہ ہوئے کہ چونکہ اُسوقت کوئی مسلمان نہ تھا اس وجہ سے حضرت شہید ہو گئے اسلئے کہ شہادت تو ایک ایسا واقعہ ہو جس سے انکار ہو نہیں سکتا۔

دوسری خصوصیت یہ ہو کہ امام غزالی نے جو اسکا فتوے دیا کہ ذکر شہادت امام حسین حرام ہے کیونکہ اس سے **بغض صحابہ** میں ہیجان ہوتا ہو۔ وہ بھی حل ہو جائیگا کیونکہ ابھی تک یہ **معما** تھا کہ ذکر شہادت امام حسینؑ سے بغض صحابہ کو کیا تعلق ہو صواعق محرقہ میں ہے قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسین وحکایاتہ وماجری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یہیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیہم صـ ۱۳۳ یعنی حرام ہو واعظ وغیرہ پر ذکر امام حسن وامام حسین علیہم السلام اور بیان کرنا اُن حکایات کا جو صحابہ میں باخود ہا واقع ہوئے اختلاف اور نزاع سے کیونکہ وہ ہیجان میں لاتا ہو بغض صحابہ کو اور اُنپر طعن کرنے کو۔

اس تحریر سے یہ معما حل ہو جائیگا کہ تذکرہ شہادت جناب امام حسن اور امام حسین سے بغض صحابہ کو کیوں ہیجان ہوتا ہو؟ اسلئے کہ جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام خود ہی صحابی ہیں اور فرزند رسول اور نائب رسول جس سے مناسب تو یہ تھا کہ اہل سنت کو اُن لوگوں سے عداوت اور نفرت ہوتی جو قاتل امام سمجھے کیونکہ

اگر بحیثیت اولاد رسول ہونے کے نہ مانتے تو اس حیثیت سے مانتے کہ وہ صحابی رسول بھی ہیں۔ اور دشمن صحابی رسول مطابق عقیدہ اہل سنت کافر ہے لہذا بغرض ہدایت خلق اللہ ضرور تھا کہ وہ مصائب امام کو زیادہ بیان کرتے تاکہ دشمنان اہل بیت یعنی صحابہ سے لوگوں کو نفرت ہوتی مگر واہ رے قسمت کہ مصائب امام کا ذکر حرام بتایا جاتا ہے۔ کیوں۔ اس وجہ سے کہ بعض صحابہ میں ہیجان ہوتا ہے! حالانکہ ان واقعات سے محبت صحابہ میں ترقی ہونی چاہیے۔

اب ہم تمہید میں زیادہ طول دینا نہیں چاہتے بلکہ بطور مثال چند واقعات کیطرف اشارہ کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو کہ آل و اصحاب میں باخود ہا کیا تعلقات تھے۔ اور ان تعلقات سے رسول اللہ راضی تھے یا ناراض جسکے بعد یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ ان میں کون مسلم تھا کون کافر کون مومن تھا کون منافق

(۱) قرۃ العینین شاہ ولی اللہ میں ہے عن عبد المطلب بن ربیعہ ان العباس دخل علی رسول اللہ مغضبا و انا عندہ فقال ما اغضبک[۲] احمر وجھہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم اللہ و لرسولہ ثم قال ایھا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ ودہ حدیث او ما شعرت یا ابن الخطاب ان عم الرجل صنو ابیہ از بجاری مذکور ہست صہ ۲۰۲

عبد المطلب بن ربیعہ ناقل ہیں کہ حضرت عباس عم رسول اللہ خدمت رسول میں حاضر ہوئے درحالیکہ غضبناک تھے اور میں وہاں موجود تھا حضرت نے پوچھا کس چیز نے تمکو غضبناک کیا۔ کہا یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ قریش جب باخود ہا ہیں ملاقات کرتے ہیں تو خوش اور مسرور ہوتے ہیں۔ اور جب ہم لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں تو یہ خوشی نہیں ہوتی۔ پس غصہ ہوئے رسول اللہ یہانتک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہو گیا اور کہا قسم اُسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کبھی داخل ہو گا ایمان۔ کسی آدمی کے دل میں جب تک کہ تم لوگوں کو وہ دوست نہ رکھے

[۲] ثم قال یا رسول اللہ ما لنا ولقریش اذا تلاقوا بینھم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ واذا لقونا لقونا بغیر ذلک فغضب رسول اللہ حتی

خدا و رسول کے لئے۔ پھر فرمایا ایّہا النّاس جسنے ایذا دی میرے عم کو اُسنے مجھے ایذا دی کیونکہ چچا بجائے باپ کے ہے۔ اور دوسری روایت میں حضرت نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا اے پسر خطاب کہ چچا قائم مقام باپ کا ہے"

ہماری غرض صرف اس فقرہ سے ہے کہ حضرت عباس نے کہا کہ قریش باخود ہا جب ملتے ہیں تو خوش اور مسرور ہوتے ہیں اور جب ہم لوگوں سے ملتے ہیں تو وہ چہرہ نہیں رہتا۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب خود حضرت کی حیات میں صحابہ کی یہ حالت تھی۔ تو آئندہ کے حالات پر کیا تعجب ہو سکتا ہے۔

ہمکو حضرت کے اس کلام سے کہ فرمایا والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ و لرسولہ قسم خدا کی کسی شخص کے دل میں ایمان نہ داخل ہوگا جب تک تم لوگونکو خدا و رسول کے لئے دوست نہ رکھے۔ چنداں بحث نہیں کیونکہ حضرت کے اس قسم کے کلمات کو جو ایکمرتبہ نہیں۔ ہزارہا مرتبہ فرمایا اور خود خدا نے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ فرمایا جو آجتک قرآن میں موجود ہے۔ ان لوگوں نے کبھی نہ مانا نہ سچ سمجھا نہ اسکو قابل تعمیل جانا پھر اُس سے کیا بحث۔ مگر اسقدر تو یقیناً معلوم ہوا کہ خود عمر صاحب سے خطاب کرکے یہ فرمایا تھا او ما شعرت یا بن الخطاب کیا تو نہیں جانتا اے پسر خطاب جس سے بالیقین معلوم ہوا یہ بھی انھیں صحابہ سے تھے جو اہل بیت سے اُس صورت سے ملاقات کرتے جسکو وہ لوگ ناپسند کرتے

(۲) جب جنگ طائف میں جناب رسالتمآبؐ نے کچھ دیر تک جناب امیرؑ سے راز کی باتیں کی تھیں تو اُسوقت خلیفۂ اول نے اعتراض کیا لقد طال منجاتک منذ الیوم چنانچہ کنز العمال میں ہے عن جندب بن ناجیہ او ناجیہ بن جندب لما کان یوم غزوۃ الطائف قام النبی مع علی ملیا ثم مر فقال لہ ابوبکر یارسول اللہ لقد طالت مناجاتک منذ الیوم فقال ما انا انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ طب یعنی رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر یعنی جندب

بن ناجیہ یا ناجیہ بن جندب سے روایت ہی کہ بروز غزوہ طائف آنحضرت دیر تک سرگوشی کرتے رہے حضرت علی سے پھر وہاں سے چلے گئے تو ابوبکر نے کہا یا حضرت آج تو بڑی دیر تک آپ سرگوشی کرتے رہے حضرت نے فرمایا یہ فعل ہمارا نہ تھا بلکہ خدا نے اُنسے مناجات کی۔

اس حدیث کی تفصیلی بحث تو تنقید بخاری حصہ دوم صفحہ ۲۳ میں لغایت ۲۷ قابل دید ہی مگر اصل مطلب ہمارا تو بخوبی ظاہر ہوا کہ صحابہ کو خصوصًا شیخین کو اور اُنکے طرفدارونکو جناب امیرؑ اور اہل بیت طاہرینؑ سے کس درجہ کی حسن عقیدت تھی کہ اگر آنحضرت صلعم جناب امیرؑ سے بات چیت کرتے تو ان لوگونکو ناگوار ہوتا کچھ زیادہ عنایت فرماتے تو انکے چہرے بگڑ جاتے۔

(۳) جنگ یمن کا حال تو سب کو معلوم ہی کہ باوصفیکہ خالد بن ولید لشکر اسلام لیکر وہاں چھ مہینہ پڑا رہا مگر نہ کوئی مہم سر ہوئی نہ کوئی متنفس اسلام لایا۔ آخر حضرت نے جناب امیرؑ کو بھیجا جسے حضرت نے چند روز وں میں سر کیا اور ہزاروں آدمی اسلام لائے۔ بہت کچھ مال غنیمت خدمت رسولؐ میں حاضر کیا تو چار صحابیوں نے بالاتفاق سازش کر کے حضرت کی شکایت کی قرۃ العینین شاہ ولی اللہ میں ہی

عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلعم جیشا و استعمل علیھم علی بن ابیطالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد واربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ اخبرناہ بما صنع علیؑ وکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدوا برسول اللہ فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالہم فلما قدمت السریۃ سلموا علی النبی فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر الی علی بن ابیطالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیہ

رسول اللہ والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیاً منی و انا منہ وھو ولی کل مومن بعدی اخرجہ الترمذی ص ۲۰۵ قرۃ العینین

صحیح ترمذی میں ہے عمران بن حصین سے کہ حضرت نے ایک لشکر روانہ کیا جسکا سردار جناب امیرؑ کو بنایا تھا۔ حضرت نے ایک لونڈی کو لے لیا جسپر لوگوں نے انکار کیا اور چار آدمیوں نے اصحاب رسول اللہ سے باخود ما عہد کیا کہ جب حضرت سے ملاقات کرینگے تو جناب امیرؑ کی شکایت کرینگے۔ اور قاعدہ مسلمانوں کا یہ تھا کہ جب باہر سے آتے تو پہلے رسول اللہ سے ملاقات کرتے پھر اپنے اپنے گھر جاتے۔ جب وہ لوگ خدمت رسول میں حاضر ہوئے تو ایک نے کھڑے ہو کر جناب امیرؑ کی شکایت کی حضرت نے اُس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا حضرت نے اُس سے بھی منہ پھیرا۔ اسیطرح تیسرے کی شکایت سے بھی حضرت نے منہ پھیرا۔ پھر جو چوتھا کھڑا ہوا اُسنے بھی اپنی تقریر کو ختم کیا تب حضرت اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور غضب آپ کے چہرہ سے نمایاں تھا پھر فرمایا کیا چاہتے ہو علی سے کیا چاہتے ہو علی سے۔ بتحقیق علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ ولی ہیں ہر مومن کے بعد میرے۔ روایت کی ہے اسکی ترمذی نے۔

اس روایت سے بھی ظاہر ہے کہ مخالفت جناب امیرالمومنین علیہ السلام کس طرح کی سازش رکھتے کہ چار صحابی نے باخود ما معاہدہ کیا تھا کہ حضرت سے جناب امیر کی شکایت کرینگے۔ جسکو انھوں نے اسطرح نباہا کہ حضرت نے پہلے ہی صحابی کی تقریر پر منہ پھیر لیا۔ مگر اسپر بھی دوسرا صحابی کھڑا ہوا۔ اس سے بھی حضرت نے منہ پھیرا۔ مگر چوتھا بھی کھڑا ہوا پھر ایسے صحابہ کے اسلام پر وہی لوگ نازش کر سکتے ہیں جو مخالف خدا و رسول ہیں۔

حضرت نے صرف اعراض ہی نہیں کیا بلکہ نہایت غیظ و غضب سے جو آپ کے چہرہ سے نمایاں تھا فرمایا کیا چاہتے ہو علی سے کیا چاہتے ہو علی سے تین مرتبہ کہکر فرمایا

کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے اور علی ولی ہیں ہر مومن کے بعد میرے۔
تو کیا اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ مدعی اسلام ہو کر وہ حضرت کی ولایت سے خارج ہو سکتا ہے
ہرگز نہیں۔
مگر اسقدر تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جن صحابہ کو حضرت کی حیات میں اور ایسے ایسے
فضائل و مناقب سنکر اور وہ کارہائے نمایاں دیکھکر بھی۔ جناب امیر سے محبت
نہ ہوئی اور دل اُنکا کرۂ آتش حسد بنا رہا۔ بعد حضرت کے اُنکی کیا حالت ہوئی ہوگی
(۴) یہانتک تو باہر کی سیر تھی۔ اب اندرون خانہ تشریف لائیے کو صحیح بخاری کی
یہ حدیث بامزہ ملاحظہ فرمائی پوری حدیث تو اصلاح نمبر ۲۱ و ۲۲ جلد ۱ میں مرقوم
ہو چکی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۹۔
یہاں بقدر ضرورت لکھی جاتی ہے۔ کہتے ہیں عمر کہ میں نکل کر ام سلمہ کے پاس گیا
جنسے قرابت بھی تھی۔ اُنسے بھی میں نے ایسا ہی کلام کیا (جیسا کہ اپنی صاحبزادی
حفصہ سے کر چکے تھے) فقالت ام سلمۃ عجبا لک یا ابن الخطاب دخلت
فی کل شئ حتی تبتغی ان تدخل بین رسول اللہ وازواجہ فاخذتنی
واللہ اخذا کسرتنی عن بعض ما کنت اجد) پس کہا ام سلمہ نے تعجب ہے
تجھ سے اے پسر خطاب کہ ہر امر میں تو نے مداخلت کی یہانتک کہ اب چاہتا ہے
کہ رسول اللہ اور حضرت کے ازواج میں بھی مداخلت کرے۔ حضرت عمر کہتے ہیں
واللہ المخصوص نے اسطرح مجھے پکڑا کہ بعض باتیں جو اپنے دل میں پاتا تھا اُس سے
شکستہ کر دیا، صحیح بخاری صفحہ ۱۲۸ جلد ۲ مطبوعہ مصر۔
یہاں اسقدر اور سمجھ لینا چاہیئے کہ ازواج نبی دو فرقہ پر منقسم تھیں ایک وہ جن کے
باپ زندہ تھے اور صحابی رسول کہلاتے جنمیں عائشہ حفصہ۔ ام حبیبہ ایک پارٹی
تھیں۔ دوسری وہ جنکے باپ نہ زندہ تھے حضرت ام سلمہ صفیہ۔ زینب وغیرہ
یہ کمزور پارٹی تھیں جنھیں اولاد رسول سے بھی ہمدردی تھی۔ مگر چونکہ بیرونی
مددگار نہ رکھتی تھیں کمزور تھیں۔

حضرت عائشہ اور حفصہ کی زور آوری ایسی کہ آجتک قرآن میں اُسکا ذکر موجود ہے
ان تتوبا الیہ فقد صغت قلوبکما وان تظاہرا علیہ فان اللہ ھو مولیہ
وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظہیراً اگر تم دونوں عورتیں
اللہ کی طرف توبہ کرو (تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تمھارے دل (نبی کی ایذا پر)
جھک پڑے ہیں۔ اور اگر تم دونوں (نبی کی ایذا پر) ایک دوسرے کی معاونت
کروگے تو خدا اُسکا مولی ہے۔ اور جبرئیل۔ اور نیکو کار مومن۔ اور ملئکہ بعد اسکے مددگار
ہیں جس سے معلوم ہوا اُن دونوں عورتوں کا زور ایسا بڑھا ہوا تھا کہ خدا کو
اپنی پوری قوت اُنکے مقابلہ میں صرف کرنی پڑی۔

یہاں آپکو وہ سب واقعات خود یاد پڑ گئے ہونگے کہ لشکر اسامہ کی روانگی میں جو حکم
تاکیدی حضرت نے دیا تھا لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامۃ۔ الغرض عورتوں
کے ذریعہ سے حضرت کے حالات زیادتی مرض اُن لوگوں کو معلوم ہوئے۔ جس سے وہ
اس موقع کے منتظر رہے۔ ابوبکر کی پیشنمازی اسی بنیاد پر قائم ہوئی جسکے دفعیہ کے
لئے حضرت نے جناب امیر اور فضل بن عباس پر بکمال ضعف ونقاہت تکیہ کرکے
باہر آنے کی تکلیف گوارا کی۔ حضرت اپنے حبیب اور اخی کو بلاتے ہیں عائشہ اپنے
باپ کو بلاتی ہیں حفصہ اپنے باپ کو اور ہر دفعہ حضرت منہ چھپا لیتے ہیں آخر
حضرت ام سلمہ نے کہا حضرت علی کے سوا کون رسول اللہ کا بھائی یا حبیب ہے؟
جب آپ تشریف لائے تو رسول اللہ نے منہ کھولکر دیر تک باتیں کیں جو کہنا تھا کہا
تب حضرت نے وصیت نامہ لکھنا چاہا تو اہل بیت چاہتے تھے کہ لکھوا دے اور عمر
صاحب مانع رہے جس سے نہ لکھا جا سکا۔ ان سب واقعات سے پوری روشنی
پڑتی ہے اصل مطلب پر۔

(۵) عمر کے یہ حالات ایسے نہ تھے کہ خود آنحضرت نہ بیخبر ہوں۔ آپ کا [illegible]
کرنا تھا جسکو باتمام ہوا انجام دیا اور اپنے فرض کو انجام دیا۔ مگر حضرت [illegible]
نہیں توڑ سکتے تھے جسکو خود [illegible] کر سکتا اگر [illegible]

اسی لئے آپنے اُن صحابہ کو کبھی نہ قتل کیا جو خود حضرت کی ہلاکت پر آمادہ تھے اور شب عقبہ آپکو ہلاک کرنا چاہا۔

محقق دہلوی شیخ عبدالحق اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں قیل لحذیفۃ کیف عرفت امر المنافقین ولم یعرفہ ابوبکر ولا عمر قال انی کنت اسیر خلف رسول اللہ فنام علی راحلتہ فسمعت انا سا منھم یقولون لو طرحناہ عن راحلتہ فاندقت عنقہ فاسترحنا منہ فسرت بینھم وبینہ وجعلت ارض صوتی فانبتہ فقال من ھذا قلت حذیفۃ قال من اولئک قلت فلان وفلان حتی عد اسمائھم منافقون لا تخبرن احدا وجاء عن نافع بن جبیر قال لم یخبر رسول اللہ ص باسماء المنافقین الذین صحبوا بہ لیلۃ العقبۃ غیر حذیفۃ وھم اثناعشر رجلا انتھی۔ یعنی کسی نے حذیفہ سے سوال کیا کہ تمکو نام منافقین کے کیونکر معلوم ہوئے حالانکہ ابوبکر و عمر تک نہیں جانتے تھے حذیفہ نے کہا کہ شب عقبہ ہم سواری رسول کے پیچھے پیچھے جاتے تھے حضرت کو کچھ نیند آگئی تھی کہ ہمنے سنا کچھ لوگ کہتے ہیں اگر ہملوگ حضرت کو اونٹ سے گرادیں کہ گردن ٹوٹ جائے تو انکے ہاتھ سے خلاصی پائیں حذیفہ کہتے ہیں کہ یہ سنکر ہم درمیان میں آگئے اور آواز کو بلند کیا حضرت بیدار ہو گئے پوچھا کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں ہوں حذیفہ۔ پھر پوچھا یہ کون لوگ ہیں میں نے سب کے نام بتائے حضرت نے فرمایا یہ سب منافق ہیں کسیکو انکا نام نہ بتانا۔ اور نافع سے منقول ہے کہ رسول خدا نے بجز حذیفہ کسیکو منافقین کے نام نہ بتائے وہ لوگ بارہ آدمی تھے۔ اسی کتاب میں ہے وکان عمر یسال حذیفۃ عن حدیث العقبۃ ویسالہ عن علامات النفاق ھل یری فیہ شیئا منھا اور عمر پوچھا کرتے تھے حذیفہ سے حدیث عقبہ کو اور یہ کہ کچھ علامات نفاق سے اُن میں پاتے ہیں۔

علامہ نورالدین علی بن ابراہیم حلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ لیلۃ العقبہ

(جس رات کو منافقین نے حضرت کو ہلاک کرنا چاہا تھا) کی صبح کو اسید بن حضیر (جو انصار سے تھے) حاضر خدمت ہوئے عرض کیا یا حضرت شب کو کوچ کیوں موقوف رہا حالانکہ اس وادی سے چلنا سہل تھا بہ نسبت عقبہ کے۔ آپ نے فرمایا تم جانتے ہو منافقین کا کیا ارادہ تھا بعدہ حضرت نے سارا قصہ بیان کیا۔ اسید نے عرض کیا یا حضرت آپ ہر قبیلے کے لوگ فرود ہو چکے ہیں آپ حکم دیجئے کہ جو منافق جس قبیلہ کا تھا اُسکو قتل کریں اور اگر مناسب ہو تو اُنکے نام بتائیے قسم خدا کی ابھی اُنکے سر لاتا ہوں حضرت نے فرمایا میں اس سے کراہت کرتا ہوں کہ لوگ کہیں جنکی بدولت کفار سے جہاد کیا اور فتح و غلبہ پایا اب انھیں کو قتل کرتے ہیں اسید نے کہا یا رسول اللہ وہ آپ کے اصحاب نہیں ہو سکتے حضرت نے فرمایا کیا وہ اظہار شہادتین نہیں کرتے بعدہ حضرت نے انکو جمع کیا اور یہ حال کہہ سنایا سبھوں نے قسمیں کھائیں جسپر آیہ یحلفون باللہ ما قالوا نازل ہوا۔ تعجب ہے کہ اس قصہ میں خلیفۂ دوم کو حرارت نہیں آئی۔ جوش آیا حالانکہ ادنے ادنے بات پر دوسروں کی نیام سے تلوار نکل پڑتی قتل پر آمادہ ہو جاتے تھے

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جو تمام مشہور ہے جس سے آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ جب خود حضرت کے ساتھ یہ حالت تھی تو اہل بیت رسول کے ساتھ کیا ہوگا۔ مگر سب مسلمان ہیں ان میں نہ کوئی کافر ہے نہ مشرک بلکہ وہی صحابہ ہیں جنھیں آیندہ چلکر خلافت بھی ملی اور اسلام کے مالک و مختار قرار پائے۔

(۲) شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں ایک خاص عنوان اسکے لئے مقرر کیا ہے کہ حضرت نے کن کن صورتوں سے اپنا رنج و ملال صحابہ کے ان حالات پر ظاہر کیا ہے کہ اہل بیت رسول سے انکا کیا سلوک ہوگا۔

ازالۃ الخفا میں ہے باز آنحضرت خبر دادند کہ امت بر حضرت مرتضے جمع نشوند تا الم خاطر مبارک خود تقریر فرمودند اخرج الحاکم عن علی قال ان مما عهد الی النبی ان الامة ستغدر بی بعده واخرج الحاکم عن ابن عباس قال النبی

لعلی اما انک مستلقی بعدی جہدا قال فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ
من دینک واخرج ابو یعلی عن علی بن ابیطالب قال بینما رسول اللہ
اخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سکک المدینۃ اذا اتینا علی حدیقۃ
فقلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منہا
حتی مررنا بسبع حدایق کل ذالک اقول احسنہا ویقول لک فی الجنۃ
احسن منہا فلما خلا لہ الطریق اعتنقنی ثم اجہش باکیا قال قلت
یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونہا لک
الا من بعدی قلت یا رسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی
سلامۃ من دینک واخرج احمد عن علی حدثنا فی آخرہ وان تؤمروا
علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ہادیا مہدیا یاخذ بکم الطریق
المستقیم واخرج الطبرانی عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ
لعلی انک مؤمر مستخلف وانک مقتول وان ہذہ مخضوبۃ من
ہذہ یعنی لحیتہ راسہ انتہی ص ۱۲۵ مقصد اول

ترجمہ حدیث اول حاکم نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا
حضرت نے جناب رسالت مآب نے مجھے خبردی کہ یہ امت بعد میرے تمکو ترک
کردیگی اور چھوڑ دیگی **حدیث دوم** حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا کہ
حضرت رسول نے جناب امیر سے فرمایا کہ اے علی بہت قریب زمانہ ہے جو تم ہمارے
بعد مشقت ومحنت میں مبتلا ہو جناب امیرؑ نے عرض کیا اسوقت دین ہمارا سالم
رہیگا فرمایا ہاں تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ یہ امور پیش آئیں گے۔
حدیث سوم ابو یعلی نے جناب امیر سے روایت کیا کہ ایکدفعہ ہم ہمراہی رسول
مقبول کوچہ ہائے مدینہ میں سیر کرتے تھے کہ ایک باغ پر گذر ہوا میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ کیا خوب باغ ہے رسول نے فرمایا جنت میں اس سے بہتر تمہارے
لئے باغ ہے یوں ہی سات باغ ملے ہر دفعہ میں نے اسکی تعریف کی اور حضرت

نے وہی جواب دیا جب آگے بڑھے اور راہ اغیار سے خالی ہوئی تو توجہ کیا میری طرف
روتے ہوئے اور فرمایا ان لوگوں کے دلوں میں کینے ہیں جسکو ہمارے بعد تم پر ظاہر
کرینگے۔ میں نے عرض کیا کہ اسوقت میرا دین سالم رہیگا فرمایا ہاں تمھارے دین
کی سلامتی میں یہ امور واقع ہونگے۔ حدیث چہارم فرمایا حضرت نے اگر تم لوگ علی کو
اپنا امیر اور سردار بناؤ تو تم اُسکو ہادی و مہدی پاؤ گے کہ راہ مستقیم پر لے چلیگا
مگر خوب جانتے ہیں کہ تم اُسکو امیر اپنا نہ بناؤ گے۔ حدیث پنجم فرمایا رسول نے کہ اے
علی تم ایک روز ضرور امیر اور خلیفہ ہوگے اور یہ ریش خون سے رنگی جاویگی انتہیٰ۔

ان حدیثوں کو اہل فہم بغور ملاحظہ فرمائیں کہ بقول شاہ ولی اللہ صاحب حضرتؐ
نے اسکی خبر دی کہ صحابہ آپکی مخالفت کرینگے اور آپکو اس بات سے ملال ہوا۔
تو کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ جن صحابہ نے حضرت کو رنج زیادہ مسلمان تھے۔
اس حدیث سے آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ صحابہ کس طرح حضرت کو گھیرے رہتے
کہ آپ اپنا درد دل بھی پورے طور پر نہ ظاہر کرسکتے اسکے منتظر رہتے کہ کہیں موقع
خالی ملے تو درد دل ظاہر کریں۔

اس حدیث میں اصل لفظ رسول سیغدر ہے کہ قریب ہے میری امت (صحابہ) غدر
کریں جیسا کہ اب بھی قلمی نسخوں میں ازالۃ الخفا کے موجود ہے مگر مطبع والوں نے اسمیں
تحریف کیا کہ سیقذر بنایا جسکی غرض یہ ہے کہ الزام غدر صحابہ سے رفع کریں
مگر اب بدتر ہوگیا کیونکہ قذر شئے گندہ کو کہتے ہیں جسکے مطلب یہ ہوئے کہ صحابہ ہمسے
نفرت کرینگے۔

(۷) رسول اللہ نے اس مضمون کو دوسرے لفظوں میں واضح کردیا کہ یہ قریش
بوجہ اپنی سرکشی و تمرد کے قابل قتل ہیں۔ جسکے لئے خداوند عالم جناب امیر کو
انپر مسلط کریگا اور وہ قتل کرینگے جیسا کہ اُسی ازالۃ الخفا میں ہے۔

وہم دریں سفر با مرتضےٰ معاملہ منتظر الخلافت بجا آورد ونیز اخرج النسائی والحاکم
واللفظ للنسائی عن علی رضی اللہ عنہ قال جاء النبیؐ اناس من قریش

فقالوا یا محمد انا جیرانک و حلفاءک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لهم رغبة من الدین ولا رغبة من الفقه وانما فروا من ضیاعنا و اموالنا فاردهم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم لجیرانک و حلفائک فتغیر وجه النبیؐ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجیرانک و حلفاءک فتغیر وجه النبیؐ ثم قال یا معشر قریش واللہ سیبعثن اللہ علیکم رجلا قد امتحن اللہ قلبه للایمان وسیضربکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابوبکر انا هو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا هو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطے علیا نعله یخصفها ص ۲۵ مقصد دوم۔

یعنی حضرت نے جناب امیرؑ سے اس سفر (جنگ طائف میں) حضرت سے وہ معاملہ کیا جو امید وار خلافت سے کیا جاتا ہے کہ کچھ لوگ قریش سے آئے اور کہا یا حضرت یہ لوگ جو اہل طائف سے مسلمان ہوئے ہیں در حقیقت انکو نہ اسلام سے مطلب ہے نہ دین سے۔ صرف ہمارے اموال اور ضیاع سے فرار کرکے آئے ہیں آپ انھیں واپس کریں ہم آپکے ہم حلف اور ہمسایوں سے ہیں حضرت نے ابوبکر سے پوچھا انھوں نے بھی کفار کی تصدیق کی جس سے حضرت کا چہرہ متغیر ہوا پھر عمر سے پوچھا انہوں نے بھی ابوبکر کی موافقت کی جس سے پھر حضرت کا چہرہ متغیر ہوا۔ اور فرمایا اے گروہ قریش (جس میں شیخین بھی داخل ہیں) قسم خدا کی تم پر ایسے شخص کو مسلط کریگا جسکے قلب کا اسنے امتحان لیا ہے اور تمکو وہ دین پر ماریگا یا اور بعض کو ماریگا۔ کہا ابوبکر نے کہ میں ہوں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر عمر نے کہا کہ میں ہوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں۔ لیکن یہ صفت اس شخص کی ہے جو پیوند لگاتا ہے نعل میں۔ اور تحقیق دیا تھا علی کو نعل اپنی کہ پیوند لگائیں اسمیں۔

اس روایت نے نہ صرف قریش اور صحابہ کا اتفاق اور آپکا بمقابلہ رسول بتایا بلکہ یہ بھی اس سے ظاہر ہوا کہ قریش اور صحابہ اس درجہ باخود ہا متفق تھے کہ

رسول کا چہرہ انکے اس اتفاق پر متغیر ہوتا اور یہ اپنی حرکت سے باز نہ آتے۔ پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخین صفت امتحان قلب اور ضارب علی الدین ہونے سے مبرا تھے اور یہ صفت منحصر تھی جناب امیرالمومنین علیہ السلام میں اب مسلمانوں کو اختیار ہے وہ رسول اللہ پر ایمان لائیں یا رسول کی تکذیب کرکے شیخین پر ایمان لائیں۔ ان روایات کے بعد تو نہ کچھ کہنے کی ضرورت ہے نہ لکھنے کی کہ حضرت نے بصراحت تمام فرمایا کہ صحابہ کے دل میں تمسے بغض اور کینہ بھرا ہوا ہے جسے وہ لوگ بعد ہمارے مرنے کے تمسے ظاہر کرینگے۔ یہ کہکر حضرت کس طرح گلے ملکر روئے۔

اب آپ ہی فرمائیے اس بغض وعناد کا نتیجہ کیا ہوتا، وہی ہوا جو سبکے پیش نظر ہے کہ حضرت رسول کے مرض ہی سے تیور لوگونکے بدل گئے اور پہلا بغض جو نکالا گیا وہ خود رسول اللہ کی نعش مطہر سے کہ نہ کوئی غسال ہے نہ گورکن۔ نہ سقا۔ نہ خیاط۔ کیونکہ سب سقیفہ کے دنگل میں ہیں۔ اگر جناب امیرؑ اسکی فکر نہ کرتے تو شاید رسول اللہ دفن ہی نہ ہوتے۔ کیونکہ جناب امیر کے اس اہتمام پر بھی تیسرے روز حضرت دفن ہوئے

(۸) دفن رسول اللہ کی اہمیت اہل بیت طاہرین کے نزدیک اس کلام سے ظاہر ہے جسے امام ابن قتیبہ دینوری اپنی کتاب الامامۃ والسیاسہ مطبوعہ مصر صہ۱۲ میں لکھتے ہیں

فوقفت فاطمہ رض علی بابہا فقالت لاعہد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول اللہ جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تروا لنا حقا۔ پس کھڑی ہوئیں حضرت فاطمہ اپنے مکان کے دروازہ پر اور کہا مجھے ہرگز ایسی قوم کا علم نہیں ہے جو تم سے بدتر محضر پر حاضر ہوئی ہو کہ چھوڑ دیا رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے اور اپنے امرونکا فیصلہ کرلیا باخود ماکہ نہ ہمسے مشورہ لیا نہ ہمارے حق کا خیال کیا۔

دیکھئے کس درد سے بضعۃ الرسول صحابہ سے شکایت کرتی ہیں کہ آجتک ہمکو تمسے بدتر کسی قوم کا حال نہیں معلوم جسنے یہ کام کیا ہو کہ رسول اللہ کا جنازہ بے غسل و کفن ہمارے سامنے چھوڑکر خلافت کے لئے چلے گئے۔ اگر حضرات اہل سنت کو

کسی امت کا حال معلوم ہو جیسے ایسی بے عنوانی اپنے نبی کے ساتھ کی ہو تو براہ کرم
تواریخ سے پتہ دیں۔

جناب سیدہ کا یہ کلام صحابہ سے اُسوقت ہوا کہ جناب امیر کو بغرض بیعت گرفتار کرکے لئے گئے تھے

(۹) اب صحابہ کی شکایت سنئے کہ وہ اس دفن رسول سے متعلق کیا شکایت کرتے ہیں
جس سے کمال ایمانداری اُنکی ظاہر ہو روضۃ الاحباب میں ہے بشیر بن سعد انصاری
گفت ای ابو الحسن ایں داعیہ کہ تو امروز ظاہر میکنی پیش ازیں اگر معلوم مردم شدے
ہر آئینہ با تو مضائقہ و منازعہ نمی کردند و با تو بیعت می نمودند لیکن چوں در خانہ نشستی
و در اختلاط بر مردم بستی۔ ایشاں را گماں شد کہ از خلافت کنارہ میکنی در رفع اعیائے
ایں امر از خود میکنی اکنوں کہ جماعت مسلماناں کسے دیگر را قبول کردہ اند بہ پیشوائی
از پے درمی آئی و خود را طرز دیگر می نمائی علی مرتضیٰ فرمود ای بشیر تو روا میداری کہ من جسد
اطہر و قالب انور سید عالم را غسل نا کردہ و تجہیز و تکفین او نمودہ و از دفن او فراغت
حاصل نکردہ دم از طلب حکومت زدے و با مردم در منازعت و خصومت شدے
ابوبکر صدیق چوں دید کہ کلمات علی بجملہ مستحکم و استوار و ہر یکے ازینہا مقابل صد
بلکہ صد ہزار کلمہ ہست از در رفق و مدارا در آمد و گفت ای ابو الحسن مرا گمان ایں بود
ترا با من مضائقہ نباشد و اگر میدانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز ایں را
قبول نمی کردم اکنوں کہ مردم اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشاں اتفاق نمودی ظن
مرا مطابق واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ دریں تامل و تفکر نمائی
ہیچ حرج نیست پس از مجلس برخاست و متوجہ خانہ خویش گشت انتہیٰ۔

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ صحابہ نے جناب امیر کے اس امر کو کہ آپ
متوجہ غسل و کفن رسول ہوئے اور تجہیز و تکفین رسول کو سب امور پر مقدم کیا۔
اسکی دلیل قرار دیتے ہیں کہ آپ کو خلافت کا کوئی مطلب نہیں۔ ایسے ایماندار
صحابہ کس نبی کو ملے ہیں ذرا اہل سنت بتائیں۔

افسوس کہ خیال اختصار مانع ہے ورنہ میں یہاں زیادہ تفصیل سے کام لوں۔ مگر اس سے

ہر شخص نے سمجھ لیا ہوگا کہ اہل بیت رسول۔ اور صحابہ میں کس قسم کے تعلقات تھے کہ تجہیز و تکفین رسول میں بھی نہ شریک ہوا نہ اُسکو ضروری سمجھا۔

(۱۰) خود خلیفہ اول جو حصول خلافت کے بعد حضرت عباس سے سازش کرنے کیلئے کلام کرتے ہیں اُسی کتاب الامامہ و السیاسہ میں ہو کہ ابوبکر حضرت علی کے پاس سے نکلے

ثم خرج فأتى المغيرة بن شعبة فقال: الرأي يا ابا بكر ان تلقوا العباس فتجعلوا له في هذا الامر نصيباً يكون له ولعقبه وتكون لكما الحجة على علي وبني هاشم اذا كان العباس معكم قال فانطلق ابوبكر وعمر و ابو عبيدة حتى دخلوا على العباس رضي الله عنه فحمد الله ابوبكر واثنى عليه ثم قال: ان الله بعث محمداً صلى الله عليه وسلم نبياً وللمومنين ولياً فمن الله تعالى بمقامه بين اظهرنا حتى اختار له الله ما عنده فخلى على الناس امرهم ليختاروا لانفسهم والا مصلحتهم متفقين لا مختلفين اختاروني عليهم والياً ولامورهم راعياً وما اخاف بحمد الله وهنا لا حيرة ولا جبنا وما توفيقي الا بالله العلي العظيم عليه توكلت

تو مغیرہ بن شعبہ کے یہاں گئے۔ اُس نے کہا اے ابوبکر اگر عباس (عم رسول) سے ملاقات کرو اور کچھ حصہ اُنکا بھی اس خلافت میں مقرر کر دو جو اُنکے لئے نسلاً بعد نسل قائم رہے۔ تو اس ذریعہ سے تمکو حضرت علی اور تمامی بنی ہاشم پر ایک بڑی حجت ہوگی۔ کہ عباس تمہارے ساتھ ہیں۔ پس ابوبکر۔ عمر۔ ابوعبیدہ حضرت عباس کے یہاں گئے ابوبکر نے بعد حمد و ثنا بیان کیا کہ خدا نے محمد ص کو نبی بنایا اور تمامی مومنین کا ولی۔ پھر اُنکے قیام کی بدولت درمیان ہملوگوں کے احسان کیا یہانتک کہ خدا نے اُنکے لئے وہ اختیار کیا جو اُسکے نزدیک تھا (یعنی انتقال فرمایا) پس چھوڑ دیا حضرت نے آدمیوں پر اُنکے امر کو کہ اختیار کریں اپنے نفسوں کے لئے مطابق اپنی مصلحت کے اتفاق کر کے نہ بصورت اختلاف۔ پس لوگوں نے ہمکو پسند کر کے والی بنایا اور اپنے

والیه انیب ومازال یبلغنی
عن طاعن یطعن بخلاف ما
اجتمعت علیه عامة المسلمین
ویتخذ ونکم لجاً فاحذروا
ان تکونوا جهد المنیع فاما دخلتم
فیما دخل فیه العامة او دفعتموهم
عما مالوا الیه وقد جئناك
ونحن نرید ان نجعل لك فی
هذا الامر نصیباً یکون لك
ولعقبك من بعدك اذ کنت
عم رسول الله وان کان الناس
قد راوا مکانك ومکان اصحابك
فعدلوا الامر عنکم علی رسلکم
بنی عبد المطلب فان رسول الله
منا ومنکم. ثم قال عمر ای والله
واخری انا لم ناتکم حاجة
منا الیکم ولکنا کرهنا ان یکون
الطعن منکم فیما اجتمع علیه
العامة فیتفاقم الخطب بکم
وبهم فانظروا لانفسکم ولعامتکم
فتکلم العباس فحمد الله واثنی علیه
ثم قال ان الله قد بعث محمدا کما
زعمت نبیاً وللمومنین ولیاً فمن الله

امور کا نگہبان اور میں بحمد اللہ نہ ضعف و جبن سے خائف ہوں نہ جبن و نامردی سے اور نہیں ہے توفیق میری مگر خدا اعلیٰ عظیم سے۔ ہمکو ہمیشہ خبریں پہونچتی ہیں انلوگوں سے جو طعن کرتے ہیں بمخالفت اُسکے کہ عامہ مسلمین نے اُسپر اتفاق کیا ہے اور وہ لوگ تمکو لجا ف بناتے ہیں۔ پس ڈرو اس سے کہ تم جہد منیع ہو۔ یا تو تم بھی داخل ہو جاؤ اُسمیں جسمیں عامہ داخل ہیں۔ یا اُنلوگونکو اپنے پاس سے دفع کر دو اور ہم اس غرض سے آئے ہیں کہ تمھارے لئے بھی ایک حصہ اس امر خلافت میں قرار دیں جو تمھارے لئے بھی ہو اور تمھاری اولاد کے لئے بھی۔ کیونکہ تم عم رسول اللہ ہو۔ اگرچہ لوگوں نے تمھاری قدر و منزلت دیکھی ہے اور تمھارے اصحاب کی مگر اسپر بھی پھیر دیا امر خلافت کو تمسے۔ اپنی جگہ پر رہو اے فرزندان عبد المطلب کہ رسول اللہ تمسے بھی ہیں اور ہمسے بھی۔

عمر نے کہا ہاں قسم خدا کی ہم کچھ اسوجہ سے تمھارے پاس نہیں آئے ہیں کہ کسی امر میں تمھارے محتاج ہوں۔ مگر یہ مکروہ معلوم

بمقامہ بین اظہرنا حتی اختار لہ ما عندہ فخلی علی الناس امرہم لیختاروا لانفسہم مصیبین للخیر لا مائلین عنہ بزیغ الھوی فان کنت برسول اللہ طلبت فحقنا اخذت وان کان ھذا الامر انما یجب لک بالمومنین فنحن متقدمون فیہم وان کان ھذا الامر انما یجب لک بالمومنین فما وجب اذ کنا کارھین فاما ما بذلت لنا فان یکن حقا لک فلاحاجۃ لنا فیہ وان یکن حقا للمومنین فلیس لک ان تحکم علیہم وان کان حقنا لم نرض عنک فیہ ببعض دون بعض واما قولک ان رسول اللہ منا ومنکم فانہ کان من شجرۃ نحن اغصانہا وانتم جیرانہا اصد... مطبوعہ مصر

ہوتا ہے کہ تم لوگوں کی طرف سے طعن ہو اس بات پر جسپر عامہ نے اجتماع کیا پس مشکل ہو امر تمھارے لئے بھی اور اُنکے لئے بھی پس غور کرو اپنے نفسوں کے لئے اور عامہ کیلئے۔

پس کلام کیا عباس نے اور بعد حمد و ثنا کہا کہ بیشک خدا نے محمد کو نبی مبعوث کیا جیسا کہ تو نے بھی اپنا گمان ظاہر کیا۔ اور مومن کے لئے حضرت کو ولی بنایا اور جبتک قیام رہا۔ یہ بھی خدا کا احسان تھا پھر خدا نے اُنکے لئے وہ اختیار کیا جو اسکے نزدیک تھا۔ پس حضرت نے چھوڑ دیا آدمیوں کے لئے اُنکے امر کو کہ اختیار کریں اپنے نفسوں کے لئے درحالیکہ مصیب ہوں حق کے لئے نہ کہ مائل ہوں اُس سے اپنی خواہش کے مطابق پس اگر تمنے بذریعہ رسول اس خلافت کو لیا ہے تو ہمارا حق لیا۔

اور اگر بوجہ مومنیں تیرے لئے واجب ہوا تو ہم سب سے مقدم ہیں۔ (تو ہمپر تمکو تقدم کیونکر ہو سکتا ہے) اور اگر بذریعہ مومنین تمھارے لئے واجب ہوا۔ تو کیونکر واجب ہوا جب ہم اس سے کراہت کرنے والے ہیں۔

رہا وہ عطیہ جو ہمکو تم دیتے ہو پس اگر وہ حق تمھارا ہے تو ہمکو اُسکی حاجت نہیں۔ اور اگر وہ حق مومنین ہے تو تمکو کوئی حق نہیں کہ اُنپر حکومت کرو۔ اور اگر وہ حق ہمارا ہے تو ہم اسپر راضی نہیں کہ بعض لیں اور بعض نہ لیں۔ رہا تمھارا قول

اور رسول اللہ ہمسے بھی ہیں اور تم سے بھی۔ پس بیشک وہ ایسے شجر سے تھے جسکی شاخیں ہملوگ ہیں اور تم لوگ اُسکے ہمسایہ سے ہو۔

اس کلام میں خلیفہ صاحب نے صحابہ کی حالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا ہے کہ اگرچہ انہوں نے حضرت عباس اور جناب امیرؑ کی قدر و منزلت کو پیش خدا و رسول ملاحظہ کیا تھا مگر خلافت کو اُنسے پھیر دیا۔

اور حضرت عباس نے بھی اُسکے جواب میں پوری قلعی کھولدی کہ اگر بذریعہ رسول لیا تو ہمارا حق غصب کیا اور اگر بذریعہ مومنین لیا تو باوصف ہماری کراہت کے کیونکر جایز ہوا اور جو تم دیتے ہو اگر وہ مال تمھارا ہے تو ہمکو حاجت نہیں اور اگر مال مومنین ہے تو تمکو حکومت کا کوئی حق نہیں اور اگر ہمارا مال ہے تو کم کیوں لیں پورا کیوں نہ لیں کیا اسکے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ آل و اصحاب میں صفائی تھی اور کسی قسم کا اتفاق تھا۔ اور کیا باوصف مخالفت وہ صحابہ مسلمان رہ سکتے ہیں

(۱۱) خلیفہ دوم فرماتے ہیں جیسا کہ کتاب المحاضرات امام راغب اصفہانی میں ہے

عن بن عباسؓ قال کنت اسیر مع عمر بن الخطاب فی لیلۃ وعمر علی بغلۃ وانا علی فرس فقرا ایۃ فیھا ذکر علی بن ابیطالب فقال اما واللہ یا بنی عبد المطلب کان علیؑ فیکم اولی بھذا الامر منی ومن ابی بکر فی نفسی لا اقالنی اللہ ان لم اقلہ فقلت انت تقول ذالک یا امیر المومنین وانت وصاحبک اللذان وثبتما وانتزعتما منا الا مر دون الناس فقال الیکم	ابن عباس سے کہ میں ایک رات عمر کے ساتھ سیر کر رہا تھا وہ خچر پر تھے اور میں گھوڑے پر۔ کہ ایک آیت پڑھی جسمیں حضرت علی کا ذکر تھا۔ کہا اے فرزند عبد المطلب قسم خدا کی علی تم لوگوں میں اس خلافت کے لئے ہم سے بھی بہتر تھے اور ابوبکر سے بھی۔ میں نے اپنے دلمیں کہا اگر میں یہاں جواب سے درگذر کروں تو خدا ہم سے نہ درگذر کرے۔ میں نے کہا کہ آپ ایسا کلمہ کہتے ہیں یا امیر المومنین حالانکہ آپ اور آپ کے صاحب ہی وہ

فقلت

یا بنی عبد المطلب اما انکم
اصحاب عمر بن الخطاب فتاخرت
وتقدم هنیئة فقال سر
لا سرت فقال اعد علی کلامك
فقلت انما ذکرت شیئا
فرددت علیك جوابه ولو سکت
سکتنا فقال اما واللہ ما فعلنا
الذی فعلنا عن عداوة ولکن
استصغرناه وخشینا ان
لا یجتمع علیه العرب وقریش
موانروه قال فاردت ان اقول
کان رسول اللہ یبعثه فی الکتیبه
فینطح کبشها ولم یستصغره
فتستصغره وانت وصاحبك
فقال لاجرم فکیف نری واللہ
ما نقطع امرا دونه ولا نعمل
شیئا حتی نستاذنه کما فی استقصاء
الافحام ص ۶۱۹

اور یہی روایت کتاب الموفقیات زبیر بن بکار
میں اسطرح ہے کما فی الاستقصاء ص ۶۲۲
عن عبد اللہ بن عباس قال انی
لا ماشی عمر بن الخطاب فی سکة
من سکك المدینة اذ قال لی

دو شخص تھے جو اس موقع پر کود پڑے
اور اُنکے حق کو چھین لیا اور کوئی تو اسکا
باعث نہیں ہوا۔ کہا عمر نے
دور ہو جاؤ ای فرزندان عبد المطلب
تمھیں معلوم رہنا چاہئے کہ تم اصحاب
عمر سے ہو۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں
یہ کلام سنکر کچھ پیچھے ہٹا اور وہ کچھ
دیر کے لئے آگے بڑھ گئے۔ پھر کہا کہ تم
جاؤ ہم نہ جائینگے۔ پھر کہا اپنے کلام کا پھر
سے اعادہ کرو۔ میں نے کہا کہ تمنے ایک بات
کہی تھی۔ اسکا جواب دیا۔ اگر تم سکوت
کروگے تو ہم بھی سکوت کر جائینگے عمر نے کہا
کہ واللہ ہمنے یہ کام عداوت سے نہیں کیا۔
مگر کمسن جانا انھیں اور ڈرے اس سے
کہ عرب اُنپر نہ مجتمع ہوں حالانکہ قریش
اُنسے علیحدہ رہنے والے ہونگے۔ کہا ابن
عباس نے کہ میں نے چاہا کہوں کہ رسول
اللہ تو اُنکو تنہا بھیجتے تھے اور سپہ کو
پچھاڑ دیتے۔ حضرت نے کبھی نہ اُنکو صغیر
جانا۔ اب تم اور تمھارے صاحب اُنکو صغیر
جانتے ہو؟ کہا ہاں۔ پھر دیکھتے ہو کس
طرح ہم اُنکے بغیر کوئی امر نہیں کرتے
اور نہ کوئی کام بغیر اُنکے اذن کے کرتے ہیں

یا ابن عباس ما اری صاحبك الا مظلوما فقلت فی نفسی واللہ ما یسبقنی بها فقلت یا امیر المومنین فاردد الیہ ظلامتہ فانتزع یدہ من یدی و مضی یھمھم ساعۃ ثم وقف فلحقتہ فقال یا ابن عباس ما اظنھم منعھم الا انھم استصغروا سنہ فقلت فی نفسی ھذا شر من الاولی فقلت واللہ ما استصغرہ اللہ و رسولہ حین امرہ ان یاخذ براۃ من صاحبك فاعرض عنی و اسرع فرجعت عنہ۔

دوسری روایت میں یہ ہے کہ عمر صاحب نے کہا ابن عباس سے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے صاحب (علی بن ابیطالب) مظلوم ہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دلمیں کہا ہمیر کوئی انکے جواب میں سبقت نہ کر سکا کہا کہ یا امیر المومنین پھیر دیجئے اُسے جس سے انپر ظلم ہوا۔ بس کھینچ لیا میرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ اور ہمہمہ کرتے ہوئے چلے گئے۔ پھر ٹھہرے کہ میں بھی پہونچ گیا تو کہا ای ابن عباس۔ میں جہانتک گمان کرتا ہوں قوم نے اُنکو صغیر السن جانا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو پہلے سے بدتر ہوا۔ بس کہا میں نے واللہ کہ خدا و رسول نے تو اُنکو کمسن نہ جانا جسوقت اُنھیں حکم دیا کہ تمھارے صاحب سے سورہ برائت لے لیں۔ یہ سنکر منہ پھیر لیا اور جلدی سے چلے گئے۔ میں بھی واپس آیا۔

اِن دونوں روایتوں سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اہلبیت طاہرین اور صحابہ میں کیسے تعلقات تھے کہ خود عمر صاحب اقرار کرتے ہیں کہ میں حضرت علی کو مظلوم پاتا ہوں اور یہ بھی کہتے تھے کہ قوم نے اُنکو کمسن سمجھکر یہ کام کیا اور اسیوجہ سے ہم بغیر اُنکے اذن و مشورہ کے کوئی کام نہیں کرتے۔ اور ابن عباس جو خاندان رسالت سے ہیں جواب دے رہے ہیں کہ رسول اُنکو کیسے کیسے معرکوں میں بھیجتے اور وہ سر کرتے خدا و رسول نے تو اُنکو اُسوقت کمسن نہ جانا جسوقت ابوبکر صاحب سے سورہ برائت لینے کا حکم دیا اور تملوگ اُنکو کمسن کہہ رہے ہو۔

میں اس تقریر کو خلیفہ دوم کی اس تقریر پر ختم کرتا ہوں جسے علامہ ابن اثیر جزری نے تاریخ کامل میں لکھا ہے

(۱۲) فقال (عمر) یا ابن عباس اتدری ما منع قومکم منکم بعد محمد فکرهت ان اجیبه انلم اکن ادری فان امیر المومنین یدرینی فقال عمر کرهوا ان یجمعوا لکم النبوة والخلافة فتبجحوا علی قومکم بجحا بجحا فاختارت قریش لانفسها فاصابت ووفقت فقلت یا امیر المومنین ان تاذن لی فی الکلام و تمیط عنی الغضب تکلمت قال تکلم قلت اما قولک یا امیر المومنین اختارت قریش لانفسها فاصابت ووفقت فلو ان قریشا اختارت لانفسها حین اختار الله لها لکان الصواب بیدها غیر مردود ولا محسود واما قولک انهم ابوا ان تکون لنا النبوة والخلافة فان الله عز وجل وصف قوما بالکراهة فقال ذلک بانهم کرهوا ما انزل الله فاحبط اعمالهم فقال عمر هیهات والله یا ابن عباس قد کانت تبلغنی عنک اشیاء کنت اکره ان اقرک علیها فتزیل منزلتک منی فقلت ماهی یا امیر المومنین فان کانت حقا فما ینبغی ان یزیل منزلتی منک وان کانت باطلا فمثلی اماط الباطل عن نفسه فقال عمر بلغنی انک تقول انما صرفوها عنا حسدا وبغیا وظلما فقلت اما قولک یا امیر المومنین ظلما فقد تبین للجاهل والحلیم واما قولک حسدا فان آدم حسد ونحن ولده المحسودون فقال عمر هیهات هیهات ابت والله قلوبکم یا بنی هاشم الا حسدا لا یزول فقلت مهلا یا امیر المومنین لا تصف قلوب قوم اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا عن الحسد والغش فان قلب رسول الله من قلوب بنی هاشم فقال عمر الیک عنی یا ابن عباس فقلت افعل فلما ذهبت اقوم استحیی منی فقال یا

ابن عباس مکانک فواللہ انی لراع لحقک محب لما سرک فقلت یا امیر المؤمنین ان لی علیک حقا وعلی کل مسلم فمن حفظہ اصاب ومن اضاعہ فحظہ اخطا ثم قام فمضی تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۲۱ مصر

کہا عمر نے کہ اے ابن عباس کچھ جانتے ہو تمھاری قوم نے تم لوگونکو کیوں محروم کیا۔

ابن عباس (جواب دیتا اگر وہ معلوم ہوا) کہا اگر ہم نہیں جانتے تو امیر المومنین بتلادیں گے۔ (اشارہ ہے طرف عمر کے)

(عمر) تمھاری قوم نے نہ چاہا کہ نبوت وخلافت دونوں تمھارے خاندان میں رہیں جس سے تم اپنی قوم پر فخر ومباہات کرو (مگر جس لب ولہجہ سے خلیفہ نے ان الفاظ کا استعمال کیا ہو اُسکا مطلب اُردو زبان میں پوری طرح سے ادا نہیں ہوسکتا جن لوگونکو عربی سے موانست ہے وہ اسکا مطلب سمجھینگے۔)

لہذا قریش نے خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی طرف سے خلیفہ بنایا اس کارروائی میں قریش صواب پر ہیں اور نیک توفیق پائی۔

(ابن عباس) اے امیر المومنین اگر اجازت کلام کی دیجیے اور غصہ کو دور کر ڈالئے تو کچھ میں بھی کہوں

(عمر) کہو۔

(ابن عباس) امیر المومنین کا یہ کہنا کہ قریش نے خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی اور باختیار خود خلیفہ مقرر کرنے میں نیک توفیق پائی اور اچھا کیا۔ اگر مطابق حکم واختیار خدا ایسا کرتے تو بیشک صواب اُنکے ہاتھ لگتا اور نہ کوئی اُنپر رد کرتا اور نہ کوئی اُنسے حسد کرتا۔ باقی یہ کہ قریش نے ہم میں نبوت وخلافت کے جمع ہونے سے کراہت کی تو خدا ایک قوم کی کراہت کے بارے میں کہتا ہے (ترجمہ آیہ) اور یہ بسبب اسکے ہے کہ اُنھوں نے کراہت کی اُس چیز سے جسکو نازل کیا خدا نے پس حبط کردیا خدا نے اُنکے اعمال کو الایہ (اِس آیت کی تلاوت اس مقام پر نہایت ہی قابل غور ہے)

(عمر) ہیہات ہیہات افسوس افسوس ای ابن عباس ضرور مجکو تمہاری بہت سی
باتونکی خبریں یہ پہونچتی تھیں جنکو اسوجہ سے تم سے نہ پوچھا کہ اُسکے اقرار سے تمہارا
مرتبہ میرے نزدیک زایل ہوجائیگا (جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ باوصف علم ان
امور کے کہ یہ لوگ ایسا سمجھتے ہیں از راہ ظاہرداری تعظیم واحترام کرتے تھے
یہی تو عین نفاق ہی)
(ابن عباس) وہ کونسی باتیں ہیں ای امیر المومنین اگر حق ہیں تو ضرور میری
منزلت گھٹنی چاہئے اور اگر باطل خبریں پہونچی ہیں تو میں اپنی برارت ثابت کرونگا
(عمر) میں نے سنا ہی کہ تم کہتے ہو خلافت ہم لوگوں سے از راہ حسد و بغاوت
و ظلم چھینی گئی۔
(ابن عباس) ظلم کا حال تو جاہل و حلیم سب کو معلوم ہی۔ باقی رہا حسد
پس حضرت آدم سے حسد کیا گیا) (بجز شیطان کسنے اُنکا حسد کیا) اور
ہملوگ انھیں کی اولاد ہیں اور ہم سے بھی لوگ حسد رکھتے ہیں۔
(عمر) ہیہات ہیہات ای ابن عباس واللہ تملوگ بنی ہاشم کے دل نے بجز
حسد کے ہر باتوں سے انکار کیا (یعنی بنی ہاشم کے دل میں محض حسد بھرا ہی)
(ابن عباس) بس بس ای امیر المومنین جس قوم کے دلونکی تعریف خدا نے
اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا سے فرمائی ہے
(نکالدیا خدا نے اُنسے رجس ناپاکیزگی کو اور پاک کیا پورے طور پر) حسد اور
کھوٹے پنے سے اُنکی طرف حسد اور غش کی نسبت نہ کرو کہ حضرت رسول کا
دل بھی انھیں بنی ہاشم سے ہی (وہ بھی کب مانتے تھے)
(عمر) تم میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔
(ابن عباس) ایسا ہی کرونگا جب اُٹھنے لگے تو عمر شرمائے اور کہا اے
ابن عباس ٹھہر جاؤ قسم بخدا میں تمہارے حقوق کی رعایت کرتا ہوں اور
تمہاری خوشی کو دوست رکھتا ہوں ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین

ضرور میرا حق تیرا ہے اور ہر مسلمان پر جسنے اُسکی حفاظت کی وہ اپنے نصیب کو پہنچا
اور جسنے ضائع کیا اُسنے اپنا نصیب کھویا بعد اُسکے ابن عباس اُٹھکر چلے
گئے۔ تاریخ کامل صفحہ ۲۵ جلد ۳ مصر۔

یہ تقریر جو حضرت عباس سے اور خلیفہ دوم سے آگئی تو نہ کسی ایسے موقع پر جہاں
کسی ملکی مالی امر کی بحث ہو نہ خلافت کی حقیت وغیرہ بلکہ ایک قطعہ شعر کی
تعریف پر یہ سارا قصہ چھیڑ گیا جسکا اصلی واقعہ یہ ہے کہ عمر ابن خطاب
اپنے احباب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کچھ شعر و شاعری کا تذکرہ کر رہے تھے
کہ فلاں زیادہ شاعر ہے فلاں خوب کہتا ہے۔ اسیر ابن عباس آگئے عمر نے کہا
بڑا جاننے والا شاعروں کا آگیا پوچھا کہ سب شاعروں سے بڑھکے کون شاعر گذرا
ہے۔ ابن عباس نے کہا زہیر بن ابی سلمی عمر نے کہا کچھ اُسکے اشعار پڑھو
ابن عباس نے یہ اشعار پڑھے ؎

لو کان یقعد فوق الشمس من کرم	قوم باوّلھم او مجدھم قعدوا
قوم ابوھم سنان حین تنسبھم	طابوا وطاب من الاولاد ما ولدوا
انسٌ اذا امنوا جن اذا فزعوا	امازرون بھا لیل اذا احتشدوا
محسدون علی ما کان من نعم	لا ینزع اللہ عنھم مالہ حسدوا

اگر بیٹھ سکتے آفتاب پر ازروے کرم کے کوئی قوم تو بسبب اپنی پہلی بزرگی اور مجد کے
بیٹھے گی۔ وہ قوم کہ باپ اُنکا سنان ہے جسوقت نسب اُنکا بیان ہو۔ پاک ہیں
وہ اور پاک ہیں اولاد اُنکی جو اُنسے پیدا ہوئی۔ آدمی ہیں جب وقت امن ہو جن ہیں
جب وقت خوف ہو۔ قوی دل ہیں اور ہنسنے والے ہیں جبکہ مجتمع ہوں۔ حسد کرتے
ہیں لوگ اُنکی نعمتوں کا خدا نہ زائل کرے اُنسے وہ چیز جسکے سبب سے وہ محسود ہیں۔
عمر نے بھی ان اشعار کی تعریف کی اور کہا خدا کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں ان
اشعار کا مصداق اولی بجز اس قبیلہ بنی ہاشم کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا بسبب
فضل و قرابت رسول صلعم کے ابن عباس نے کہا اس سمجھ میں تمنے توفیق پائی اور

ہمیشہ توفیق پاتے رہے۔ اسپر عمر نے وہ تقریر کی جو مذکور ہوئی صت ۲۴

ایک دوسرا واقعہ موید اسکا تاریخ مروج الذہب علامہ مسعودی میں ہو۔

وذکر عبد اللہ بن عباس ان عمر ارسل الیہ فقال یا ابن العباس ان عامل حمص ھلک وکان من اھل الخیر واھل الخیر قلیل وقد رجوت ان تکون منھم وفی نفسی منک شی لم اره منک واعیانی ذلک فما رایک فی العمل قال لن اعمل حتی تخبرنی بالذی فی نفسک قال وما ترید الی ذلک قال ارید ہ فان کان شئ اخاف منه علی نفسی خشیت منه علیھا الذی خشیت وانکنت بریا من مثله علمت انی لست من اھله فقبلت عملک ھنالک فانی قلما رایت اوظننت شیئاً الا عاینته فقال یا ابن عباس انی خشیت ان یاتی علی الذی ھو ات وانت فی عملک فتقول ھلم الیکم دون غیرکم مروج الذہب برحاشیہ تاریخ کامل ج ۵ صت ۱۳۰

عمر نے ابن عباس سے کہا کہ حمص کا حاکم مرگیا اور وہ اہل خیر سے تھا اور اہل خیر ہمیشہ کم ہوتے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ تم بھی اہل خیر سے ہو مگر ہمکو تمھاری طرف سے ایک کھٹکا ہو جسکو تمسے دیکھا نہیں اور اس نے ہمکو تھکا دیا ہو تو تمھاری رائے کیا ہو وہاں کا عمل قبول کروگے؟ ابن عباس جبتک تم اُس خلش کو نہ بیان کروگے اس منصب کو قبول ذکرینگے۔ عمر۔ تمھیں اُس بات سے کیا غرض۔

(ابن عباس) غرض ہو اگر وہ بات وہی ہو جسکا خوف ہمکو اپنی نفس سے ہو تو بے شک اُس سے خوف کرنا چاہئے اور اگر جسکا خوف ہمکو ہو وہ نہیں ہو کوئی دوسری بات ہو جس سے ہم بری ہیں تو بیشک تمھارے حکم کو قبول کرینگے کیونکہ میں کمتر کسی بات کو دیکھتا یا گمان کرتا ہوں مگر یہ کہ اسکا مشاہدہ کر لیتا ہوں۔

(عمر) وہ بات یہ ہو کہ مجکو اسکا خوف ہو کہ اگر کہیں اجل معین اُس زمانہ میں آگئی کہ تم ہماری طرف سے عامل ہو تو ضرور تم لوگونکو اپنی طرف کھینچےگے کہ

آؤ ہماری طرف اور مصیبتیں آئینگے تم لوگوں کی طرف سوا تم لوگوں کے (دیکھو مروج الذہب

(۱۲) اب میں اس تمہید کو اس عبارت پر ختم کرتا ہوں کہ علامہ مسعودی مروج الذہب میں لکھتے ہیں وقام المقداد فقال ما رأیت مثل ما اوذی بہ اہل هذا البیت بعد نبیھم فقال عبد الرحمن بن عوف وما انت وذالک یا مقداد فقال واللہ انی لاحبھم بحب رسول اللہ وان الحق معھم وفیھم یا عبد الرحمن اعجب من قریش وانت تطولھم علی الناس اہل هذا البیت قد اجتمعوا علی نزع سلطان رسول اللہ بعدہ من ایدیھم اما وایم اللہ یا عبد الرحمن لو اجد علی قریش انصارا لقاتلتھم کقتالی ایاھم مع رسول اللہ ۔ مروج الذہب ص ۲۲۶ ج ۵ برحاشیہ تاریخ کامل

حضرت مقداد نے کھڑے ہو کر کہا جیسی ایذا اہل بیت رسالت کو بعد رسول اللہ پہونچائی گئی کوئی ایسی ایذا میں نہیں مبتلا ہوا عبد الرحمن بن عوف نے کہا اے مقداد تمکو ان باتوں میں کیا دخل ہے مقداد نے کہا واللہ ہم انکو بسبب محبت رسول اللہ دوست رکھتے ہیں یہ لوگ حق کے ساتھ ہیں اور حق انھیں میں ہے اے عبد الرحمن تعجب ہے قریش سے کہ تو اور ونکو غلبہ دے رہا ہے خاندان رسالت پر اور تم لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے کہ سلطنت رسول اللہ کو بعد آں حضرت کے اہل بیت سے نکال لو اے عبد الرحمن قسم خدا کی اگر مجکو انصار و مددگار ملتے تو میں قریش سے پھر ویسا ہی جہاد کرتا جیسا رسول اللہ کی ہمراہی میں ان سے جہاد کیا تھا ۔ (یہ کلام وقت بیعت عثمان کا ہے)

یہ چند واقعات جزئیہ ہیں جنسے اہل فہم سمجھ سکتے ہیں کہ صحابہ کو اہل بیت رسول سے کس قسم کی معاندت تھی کہ خود رسول اللہ نے اسپر گریہ و بکا کیا ہے اور جناب امیر سے گلے ملکر روئے ہیں کہ ان لوگوں کے دلوں میں تمسے کینے ہیں جسے بعد وفات میرے ظاہر کرینگے حضرت عباس عم رسول اللہ اور ابن عباس نے اسکی شکایتیں کی ہیں کہ اہل بیت رسول سے یہ سب منحرف ہیں جناب سیدۃ النساء الطاہرۃ البتول نے

اسپر خود حضرت عمر فرماتے ہیں کہ یہ قوم بدترین اقوام ہے جس نے وہ کام کئے جو آج تک کسی امت سے نہ ہوئے۔ خود عمر صاحب نے اقرار کیا کہ جناب امیرؑ مظلوم ہیں اور حضرت مقداد نے کہا جو خود ایک اعلےٰ درجے کے صحابی ہیں کہ اگر مجھے اعوان و انصار ملتے تو میں ان قریشیوں سے پھر اسیطرح جہاد کرتا جسطرح عہد رسول میں انسے جہاد کیا تھا تو اب کسکو تامل ہو سکتا ہے اس میں کہ جو واقعہ کربلا انھیں مخالفتوں کا نتیجہ تھا جس میں فرزند رسولؐ اس بیکسی اور ظلم سے شہید کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ امام غزالی نے اسکی ممانعت کی کہ ذکر شہادت جناب امام حسن و امام حسین علیہما السلام نہ کرنا چاہیے کہ موجب ہیجان بغض صحابہ ہوتا ہے۔

شہادت جناب امام حسینؑ اور صحابہ کی ایمانداری

اب میں اصل مطلب پر آتا ہوں کہ واقعہ شہادت جناب امام حسین علیہ السلام میں صحابہ نے اپنے اسلام اور ایمان کا کیسا ثبوت دیا ہے اور پھر اس ترک رفاقت کا نتیجہ کیا ملا۔ کیونکہ اسکے بعد اس ذلت کی موت سے وہ صحابہ مارے گئے کہ دنیا میں کوئی انکے نام کا رونے والا نہ رہا۔ اور میں جہانتک جانتا ہوں جو حالات آج اصلاح کی بدولت ظاہر ہو رہے ہیں بڑے بڑے علماے فریقین بھی اس سے ناواقف ہونگے اگر ان حالات پر ذرہ برابر بھی غور کیا جائے تو معلوم ہو کہ جو روش صحابہ نے اہل بیت اطہار کے ساتھ بعد رسول اللہ اختیار کی تھی اُسکا لازمی نتیجہ یہی نہ تھا کہ خاندان رسالت تباہ و برباد ہو جسکا اثر باطنی احیاء اسلام ہے۔ بلکہ یہ بھی ضروری تھا کہ وہ صحابہ جو باقی تھے اور اُنکی اولاد ایسی ذلت اور مصیبت میں مبتلا ہو کہ دنیا کو معلوم ہو جائے ترک حق کا یہی نتیجہ ہے اور یہی ہونا چاہیے۔

اس میں کسی مورخ کو اختلاف نہیں کہ معٰویہ نے اپنی زندگی ہی میں اسکی کوشش کی تھی کہ اُسکا کافر بیٹا یزید خلیفہ بنایا جائے جسکے نسبت علامہ سیوطی تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں قال الحسن البصری کہا حسن بصری نے کہ

فافسد امرالناس اثنان عمرو بن العاص یوم اشار علی معویہ برفع المصاحف فحملت وقال ابن الکوا لحکم الخوارج فلایزال ھذا التحکیم الی یوم القیمۃ والمغیرۃ بن شعبۃ فانہ کان عامل معویۃ علی الکوفۃ فکتب الیہ معویۃ اذا قرات کتابی فاقبل معزولا فابطاء عنہ فلما ورد علیہ قال ما ابطأبک قال امر کنت اوطیہ واھیئہ قال وما ھو قال البیعۃ لیزید من بعدک قال اوقد فعلت قال نعم قال ارجع الی عملک فلما خرج قال لہ اصحابہ ما وراءک قال وضعت رجل معویۃ فی غرز غی لایزال فیہ الی یوم القیمۃ قال الحسن فمن اجل ذلک بایع ھولاء لابنائہم ولولا ذلک لکان شوری الی یوم القیمۃ

صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی

مسلمانوں کے امر کو دو شخصوں نے فاسد کیا۔ ایک تو عمرو عاص (صحابی) جنہنے معویہ کو مشورہ دیا تھا جنگ صفین میں کہ مصحف نیزوں پر بلند کئے جائیں اور وہ بلند کئے گئے ابن کوا نے کہ خوارج کا مسئلہ تحکیم اسی کی بدولت پیدا ہوا جو قیامت تک رہیگا۔

دوسرے مغیرہ بن شعبہ (صحابی دوست خلیفہ دوم) جو معویہ کیطرف سے عامل کوفہ تھا۔ معویہ نے اسکو معزول کیا اور لکھا کہ تو حکومت کوفہ سے معزول ہو کر میرے پاس چلا آ۔ مغیرہ نے کچھ دیر لگائی اور بعد اسکے معاویہ کے پاس گیا تو معویہ نے پوچھا کیوں دیر لگائی اُسنے کہا میں ایک امر مہم کے سامان اور تہیہ میں تھا معویہ نے پوچھا وہ کیا کہا بیعت یزید بعد تیرے۔ کہا پھر کیا کہا ہاں معویہ نے کہا تو اچھا پھر اپنی جگہ پر بحال ہو کر چلا جا جب مغیرہ وہاں سے نکلا اور لوگوں نے پوچھا تو کہا میں نے معویہ کے پیر ونکو ضلالت و غوایت کے ایسے رکابوں میں ڈال دیا ہے جس سے قیامت تک نہ نکلے گا۔ کہا حسن بصری نے کہ خلافت خاندانی کا سلسلہ اُسی وقت سے قائم ہوا اگر یہ نہ ہوتا تو قیامت تک امر خلافت بذریعہ شوریٰ کے

ہوتا رہتا۔

اس روایت سے بھی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بنص امام حسن بصری آخری فساد کے بانی یہی دو صحابی ہیں ایک عمرو عاص دوسرا مغیرہ جو خود کہہ رہا ہے میں نے معٰویہ کے پیر انکو ایسی ضلالت کے رکابوں میں ڈالا ہے جس سے قیامت تک نہ نکلے۔ بکمر حیف ہے اُن صحابہ پرستوں پر جو معٰویہ کی نجات کے قائل ہیں۔

موت معٰویہ۔ بہرحال اسکے بعد جو جو سامان بیعت یزید کے معٰویہ نے کئے ہیں اسکے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں مگر اسقدر اتفاقی امر ہے کہ اواخر رجب سنہ ۶۰ھ میں معٰویہ مرا اور یزید خلیفہ ہوا جسنے اپنے عامل مدینہ کو خط لکھا کہ تمام قوم سے میری بیعت لے

بیعت یزید۔ اُس خط کو امام ابن قتیبہ نے کتاب الامامہ والسیاسہ میں پورے طور سے نقل کیا ہے جسکا آخری حصہ یہ ہے۔

ولیکن اوّل من یبایعک من قومنا واھلنا الحسین وعبداللّٰہ بن عمر وعبداللّٰہ بن عباس وعبداللّٰہ بن زبیر وعبداللّٰہ بن جعفر ویحلفون علی ذلک بجمیع الایمان اللازمۃ ویحلفون بصدقۃ اموالھم غیر عشرھا وحریۃ رقیقھم و طلاق نسائھم بالثبات الوفا بما یعطون من بیعتھم ولا قوۃ الا باللّٰہ والسلام ص ۲۲۲ مطبوعہ مصر

یعنی چاہیئے کہ پہلا وہ شخص جو میری بیعت تیرے ہاتھ پر کرے میرے قوم و قبیلہ سے حسین ہوں اور عبداللّٰہ بن عمر اور عبداللّٰہ بن عباس اور عبداللّٰہ بن زبیر اور عبداللّٰہ بن جعفر اور حلف کریں اُسپر ساتھ کل قسموں کے جو لازم ہیں اور اسکا حلف کریں کہ اگر مخالفت کریں تو مال اُنکا صدقہ قرار پائے اور جتنے غلام اور لونڈی ہیں وہ سب آزاد ہوجائیں۔ اور اُنکی عورتوں کو طلاق ہو اگر اس بیعت پر وفا نہ کریں۔

یہاں پہلا سوال یہ ہے کہ آیا خدا و رسول نے اس قسم کی بیعت اور حلف کو کبھی جایز کیا تھا جو کوئی مسلمان اسے قبول کرتا؟ کیا خلفاے ثلثہ نے اسی طرح

سے بیعت لی تھی جو کوئی مسلمان قبول کرتا۔

اگر غور کرو تو غلامی اس سے ہزار درجہ بہتر ہے جسمیں نہ یہ قسم ہے نہ عہد و پیمان۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی باغیرت مسلمان ایسا حلف کرتا اور ایسی قسم کھاتا جسکے بعد اسکو کسیطرح کا اختیار نہیں رہتا کہ جس قسم کا چاہے یہ ظلم کرے یا کفر و فسق مگر بیعت کرنیوالا مجبور ہے کہ ایک کلمہ زبان سے نہیں نکال سکتا

چونکہ اہل سنت کو تعلیم خلفا ایک خاص طور کی خلش اہل بیت اطہار سے ہے لہذا یہ دھوکہ کہدیتے ہیں کہ آخر جناب امیرؑ نے خلفائے ثلثہ کی بیعت از راہ تقیہ کی تھی اور جناب امام حسن نے معاویہ کی۔ پھر جناب امام حسینؑ نے بھی کیوں نہ اُسی طرح یزید کی بیعت کر لی جو اس مصیبت میں مبتلا ہوئے •

جسکے مطلب یہ ہوئے کہ جسطرح جناب امام حسین درجہ امامت میں مساوی تھے جناب امیر اور امام حسن کے۔ اُسیطرح یزید بھی مساوی تھا خلفائے ثلثہ کا۔ اگر ہمسے اہل سنت راضی ہیں اور خلفا کو ہمسر یزید مانتے ہیں تو بھی جناب امام حسینؑ کی بیعت نہ کرنے کی وجہ ظاہر ہے کہ خلفائے ثلثہ کی بیعت کا طریقہ یہ نہ تھا جسطرح یزید نے بیعت لینا چاہی کہ ہر شخص سے خط غلامی لکھوا تا تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی سچا مسلمان اسکا اقرار کرتا چہ جائیکہ فرزند رسول اسکا اقرار کرتے حالانکہ خود بیعت جناب امیرؑ و امام حسنؑ محل نظر ہے کسیطرح ثابت نہیں بجز اسکے کہ انحضرات نے صرف نزاع سیف و سناں کو بمصلحت اسلام ترک کیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اکثر فرمایا لا اقر لکم اقرار العبید یعنی یہ ممکن نہیں کہ ہم وہ اقرار کریں جو غلاموں کا اقرار ہوتا ہے۔

ہاں بعض ہوا خواہان یزید نے یہ مضمون تراشا تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے فرمایا تھا کہ ہماری تین خواہشوں سے ایک خواہش قبول کرو ایک یہ کہ ہمکو چھوڑ دو کہ جہاں سے ہم آئے ہیں وہیں چلے جائیں۔ دوسری یہ کہ لیجاؤ یزید کے پاس وہاں جاکر سمجھا جائیگا۔ تیسری یہ کہ کسی سرحدی مقام پر ہمکو

بھیجدو کبھی ایک مجاہدین فی سبیل اللہ سے ہو جاؤنگی مگر خود علمائے اہل سنت نے آخر اسکی تصریح کر دی کہ غلط ہے ہرگز امام نے یہ نہیں فرمایا چنانچہ تاریخ کامل میں ہے وقیل بل قال له اختاروا منی واحدة من ثلاث اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منه واما ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویه فیری فیما بینی وبینه رایه۔ واما ان تسیروا بی الی ای ثغر من ثغور المسلمین شئتم فاکون رجلا من اهله لی ما لهم وعلیّ ما علیهم وقد روی عن عقبه بن سمعان انه قال صحبت حسین من المدینه الی مکة الی العراق ولم افارقه حتی قتل وسمعت جمیع مخاطباته الناس الی یوم قتله فواللہ ما اعطاهم ما یتذاکر به الناس من انه یضع یده فی ید یزید ولا ان یسیروه الی ثغر من ثغور المسلمین ولکنه قال دعونی ارجع الی المکان الذی اقبلت منه او دعونی اذهب فی هذه الارض العریضة حتی ننظر الی ما یصیر الیه امر الناس فلم یفعلوا (صفحہ ۲۰ جلد ۴ تاریخ کامل مطبوعہ مصر)

یعنی کہا گیا ہے کہ جناب امام حسینؑ نے عمر سعد سے فرمایا تھا یا تم ہمکو جانے دو جہاں سے آئے ہیں وہاں چلے جائیں۔ یا یزید کے پاس لیچلو کہ جو رائے ہوگی اسپر عمل کیا جائیگا۔ یا کسی ثغور مسلمین کیطرف جانے دو۔ عقبہ بن سمعان راوی ہے کہ میں حضرت کے ساتھ تھا مدینے سے مکہ تک اور مکہ سے کربلا تک اور نہ جدا ہوا اسوقت تک کہ حضرت شہید ہوئے اور حضرت کے کل خطبوں کو میں نے سنا جو آپ نے لوگوں سے فرمایا روز قتل تک مگر کبھی یہ کلمہ نہ فرمایا جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے کبھی کہا ہو کہ ہمکو یزید کے پاس لیچلو یا ثغور مسلمین کیطرف جانے دو بلکہ حضرت یہ فرماتے تھے کہ یا تو ہمکو جانے دو اپنے وطن کیطرف یا چھوڑ دو کہ ہم اس زمین پر کہیں چلے جائیں کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے امر ناس مگر کسی نے نہ مانا۔"

اسی واقعہ سے سمجھ سکتے ہیں کہ طرفداران یزید نے کس کس طرح کی باتیں بنائی

یہیں کہ حضرت سے اسکا اقرار کرائیں کہ کسی طرح ہو آپنے بیعت یزید کا اقرار کیا تھا جو ایک محال امر ہے۔

جناب امام حسین کا ثبات قدم اور استقلال اس امر پر کہ اس بیعت یزیدی کو آپ بالکل ناجایز سمجھتے تھے۔ ایسا یقینی اور بدیہی ہے کہ خود عمر بن سعد نے اسکو بیان کیا کہ یہ ناممکن ہے چنانچہ جب شمر ملعون نامہ ابن زیاد لایا ہے تو عمر بن سعد نے کہا جیسا کہ تاریخ کامل میں ہے فلما اتی شمر بکتاب ابن زیاد الی عمر قال له مالك ویلك قبح الله ما جیت به واللہ انی لاظنك انت ثنیته ان تقبل ما کنت کتبت الیه به افسدت علینا امرا کنا رجونا ان یصلح واللہ لا یستسلم الحسین ابدا واللہ ان نفس ابیه لبین جنبیه فقال له شمر ما انت صانع قال اتولی ذلك ونهض الیه عشیه الخمیس لتسع مضین من المحرم صفحہ ۲۳ جلد ۴

کہ جب شمر خط ابن زیاد لایا تو عمر سعد نے کہا وائے ہو تجھپر یہ کیا کیا تو نے ہمکو تو امید تھی کہ اصلاح ہو جائیگی مگر معلوم ہوتا ہے تو ہی نے ابن زیاد کو اس رائے سے برگشتہ کیا۔ قسم خدا کی امام حسین ہرگز اطاعت اسکی نہ قبول کرینگے۔ انکے باپ کا نفس انکے پہلووں میں موجود ہے شمر نے پوچھا پھر تیرا کیا ارادہ ہے اُنہنے کہا ہم لڑینگے" ہم جہاں تک سمجھتے ہیں ذاکرین چونکہ اس پہلو پر نہیں نظر کرتے اسلئے بے تامل اس روایت کو پڑھ دیتے ہیں کہ حضرت نے اُنسے تین باتوں میں سے ایک کی خواہش کی تھی مگر اُسے بھی اُسنے نہ منظور کیا حالانکہ دراصل شان امام حسین اس سے بہت ارفع ہے کہ کبھی آپ اسکا اقرار کرتے کہ ہمکو یزید کے پاس لے چلو یا کسی سرحد پر نکل جانے دو کیونکہ مقصود امام ہر فعل سے اتمام حجت ہے کہ لوگونکو معلوم ہو یہ بالکل امر باطل ہے اور مخالف اسلام۔

بیعت یزید ایک ایسی کھلی ہوئی ذلت اسلام تھی کہ ہر شخص جو کچھ بھی نور اسلام رکھتا تھا اسے ناجایز اور نا روا جانتا تھا چنانچہ جب ابن عباس کو بیعت

کے لئے لے چلے۔ تو حاضرین جلسہ نے بھی اعتراض کیا چنانچہ کتاب الامامۃ السیاسۃ ابن قتیبہ میں ہے صفحہ ۲۱۳

جاء رسول خالد فقال یقول لک الامیر لابد لک ان تاتینا قال فان کان لابد فلابد مما لابد منہ یا نوار هلمی ثیابی ثم قال وما ینفعکم اتیان رجل ان جلس لم یضرکم قال فقلت له اتبایع یزید وهو یشرب الخمر ویلهو بالقیان ویستهتر بالفواحش قال مه فاین ما قلت لکم وکم بعده من آت ممن یشرب الخمر وهو شر من شاربها انتم الی بیعته سراع اما والله انی لا ابنا لکم وانا اعلم انکم فاعلون ما انتم فاعلون حتی یصلب مصلوب قریش بمکة یعنی عبد الله بن الزبیر

یعنی خالد ابن حکم امیر مکہ کا فرستادہ ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ امیر کہتا ہے ضرور ہے تمھارا آنا ہمارے پاس ابن عباس نے کہا اگر ضرور ہے تو ضرور ہو گا وہ بھی جو ضرور ہے اے نوار (نام ہے لونڈی کا) لا میرا کپڑہ۔ پھر کہا کیا فائدہ تمکو ایسے شخص کے لیجانے سے کہ اگر وہ بیٹھ رہے تو تمکو کوئی ضرر نہ پہونچائے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کیا تم یزید کی بیعت کرو گے حالانکہ وہ **شارب الخمر** ہے اور **زناکار**۔ اور فواحش کو علانیہ کرتا ہے۔ ابن عباس چپ رہو وہ باتیں کیا ہوئیں جو میں نے بیان کی تھیں تم سے کہ کتنے لوگ اسکے بعد ایسے خلیفہ ہونگے جو شارب الخمر ہونگے اور بدتر ہونگے شارب الخمر سے۔ اور تم انکی بیعت میں جلدی کرنے والے ہو یہانتک کہ سولی دیا جاے مصلوب قریش **یعنی عبد اللہ بن زبیر**

دیکھے حضرت ابن عباس نابینا ہیں آنکھیں جا چکی ہیں کوئی کام نہیں کر سکتے کہہ رہے ہیں کہ ہم اگر مخالفت بھی کریں تو تمکو کوئی ضرر نہ ہو گا مگر کسطرح مجبور کئے جاتے ہیں بیعت پر۔ اسپر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیونکر آپ ایسے شخص کی بیعت کرتے ہیں جو شارب الخمر اور بدکار ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ جناب امام حسین حالت موجودہ میں دیدہ و دانستہ حرمت اسلام کو ضائع کرتے اور یزید کی بیعت

کر لیتے جس سے ہمیشہ کو اسلام تباہ و برباد ہو جاتا۔

اگر حضرات اہل سنت ایسا کہ بانی طرفداری صحابہ کا دم بھرتے ہیں ویسے ہی طرفدار ہوتے تو اس واقعہ جانسوز کربلا میں انکی ہمدردی جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ زیادہ ہوتی کیونکہ خود امام حسین ع صحابی رسول بھی ہیں اور بنص قرآن فرزند رسول بھی ہیں لہذا وہ حضرت زیادہ مستحق حمایت و طرفداری تھے۔

مگر اہل سنت صرف زبانی دعوے محبت صحابہ کرتے ہیں اور اصلی محبت اُن کی شیخین سے ہی اور اُنکے طرفدار ونسے۔ لہذا جناب امام حسین علیہ السلام سے بھی مخالفت ہی کیونکہ حضرت نے اُس بیعت کی مخالفت کی تھی جسکے موجد اور بانی شیخین تھے۔

ہم صرف اسی ایک واقعہ پر نہیں اکتفا کرتے بلکہ آیندہ چلکر بتا دینگے کہ کتنے صحابہ اہل سنت نے بھی وہی کیا جو آج امام حسین علیہ السلام نے مردانہ وار کام کیا کہ حجت خدا کو تمام کیا اور اسلام کو بلند نام کیا۔ فرق ہی تو اسقدر کہ صحابہ نے اہل بیت رسول کا ساتھ چھوڑ دیا جس سے وہ باین بیکسی گو مارے گئے مگر اسلام کا نام روشن کر کے۔ اور صحابہ نے جو یزید کی مخالفت کی تو ذاتی اغراض کو شامل کر کے۔ لہذا خدا نے بہ انتقام ترک رفاقت امام اُنپر وہ بلا نازل کی کہ ذلیل موت سے مارے بھی گئے اور عذاب خدا سے تا قیامت نجات نہ پائینگے۔ اسیوجہ سے اہل سنت کو بھی کسی طرح کی ہمدردی اُنسے نہیں ہی۔

(باقی آیندہ)

تحفہ حیرت۔ اہلحدیث

اتحاد ثلثہ تو معلوم ہی جس سے خاندان رسالت تباہ کیا گیا۔ اور اسلام کی جگہ **نفاق** نے رواج پایا جسے مدعیان اسلام۔ اسلام کہتے ہیں۔ اب اس اتحاد کا اختلاف دیکھیے کہ بفحواے آیہ کریمہ فاغرینا بینہم العداوۃ

والبغضاء خدا نے کس طرح ان یہود ان امت میں اختلاف ڈالا کہ کبھی اتحاد ہونے والا نہیں۔

عمر فاروق کا باپ۔ منکر شہادت امام حسین علیہ السلام ہے۔ ہمکو اس سے بحث نہیں معہ فرزند بجہنم۔ علماے اہل سنت نے جہاں تہاں خوب انکی خبر لی۔ مگر ان دیگاؤں کو خبر ہی نہ ہو جنکو دنیا مانتی ہے۔ صلح کل پالیسی والے اخبار بھی خاموش رہے نہ وطن کو جوش آیا نہ پیسہ اخبار کو نہ البشیر کو کہ مسلمانوں سے اس الزام کو دفع کریں کہ اولاد نبی کو قتل بھی کرتے ہیں اور تیرہ سو برس بعد انکار کرتے ہیں ہمکو ان جھگڑوں سے مطلب نہیں۔ مگر حال میں دو سنی اخبار نویسوں نے بھی اپنے عمر فاروق کے باپ کو دھمکایا ہے مگر کس کمزور لہجہ میں غراتے شرماتے کہ خود طرز ادا انکی کہہ رہی ہے۔ کس دباؤ سے کس مجبوری سے یہ چند جملے لکھ رہے ہیں۔

نجم لکھنؤ جو انکا قدیم نمکخوار ہے اس طرح گہر ریز ہے "اس میں شک نہیں کہ مرزا حیرت صاحب نے انکار شہادت سے شیعی دنیا میں ہل چل مچادی آجتک کوئی جواب شافی شائع نہیں ہوا۔ مگر اہل علم جانتے ہیں کہ اس انکار سے یا ایسی شہادت کے پیش نہ ہونے سے جو مشروط الشرائط مقررہ ومفروضہ مرزا صاحب ہے اصل واقعہ غلط نہیں ہوسکتا باقی نجم نے جو کام کیا ہے اسکی شان ہے دوسری شہادت اس تحریر سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ عمر فاروق کا باپ اور نجم لکھنؤ ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں فرق ہے تو صرف شان کا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ گو شیعی دنیا میں ہل چل پڑگئی کیونکہ قائل منکر شہادت بھی ہے مگر اہل علم کے نزدیک اس انکار کو کوئی وقعت نہیں نہ یہ واقعہ غلط ہوسکتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ عمر فاروق کے باپ اپنے اس قدیمی نمک خوار کو کیا سزا دیتے ہیں کیونکہ اس محرر نے صرف یہی نہیں کیا کہ واقعہ شہادت کو ثابت اور صحیح کیا بلکہ انکی کل تحریر و نکو جاہلانہ بتایا کیونکہ انھوں نے لکھا ہے "اہل علم جانتے ہیں" جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے

کہ مرزا کی تحریریں جاہلانہ ہیں۔

دوسرا مخالف مرزا اڈیٹر اہلحدیث ہے جو رقمطراز ہے "ہمارے احباب ہمیں مختلف جانبوں کیطرف متوجہ کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ دہلی کے **مرزا حیرت** کی تردید کرو جو کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت نہیں ہوئی۔ کوئی کہتا ہے کہ شیعوں کی طرف توجہ کرو جو ایسے ہی اور ویسے ہیں حقیقت میں یہ انکا کہنا بجا ہے کیونکہ اہلحدیث اسی لئے ہے کہ سب معاندین **قرآن و مخالفین** حدیث خیر الانام کے جوابات دے مگر بات اصل یہ ہے کہ **مرزا حیرت** کا قصہ تو بہت مختصر ہے انہوں نے ایکدفعہ علما کو مباحثہ کے لئے دعوت دی تھی اور چند ایک مقام مباحثہ کے لئے تجویز کئے تھے جنمیں سے لاہور کو ہمنے انتخاب کر کے بذریعہ اخبار منظوری لکھ دی تھی کہ لاہور آن کر بحث کر لو مگر حیرت صاحب نے پہلو تہی کر کے خاموشی کی اس سے بعد انہوں نے اپنا تمام رخ شیعوں کی طرف پھیر لیا اسلئے ان سے کسی بڑی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہ رہی۔ باقی رہا شیعوں سے روے سخن۔ سو اسکی وجہ یہ ہے کہ شیعوں کے رسالوں میں ممتاز رسالے اسوقت **اصلاح** اور **شیعہ** ہیں جنکی حالت نا رخدا کو معلوم ہے کہ کسقدر قابل اصلاح ہیں۔ ان بیچاروں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ مناظرہ اور مباحثہ کسکا نام ہے وہ تو سوا بیہودہ گالیوں اور بدزبانیوں اور دل آزاریوں کے کچھ جانتے ہی نہیں۔ مثال کے لئے اصلاح کی تحریر "**نبوت یزید**" کے متعلق قابل ملاحظہ ہے جسکو وہ محض اہل سنت کا دل دکھانے کے لئے نہایت ہی دلخراش طریق سے بار بار لکھتا ہے کہ یزید سنیوں کا نبی ہے کبھی یزیدی امت لکھتا ہے کبھی کچھ نام رکھتا ہے کبھی کچھ حالانکہ اہلحدیث میں اسکا جواب مفصل دیا گیا ہے کہ یہ تمہارا محض کذب اور زور ہے۔ اسلئے ایسے قابل اصلاح کو ہمنے مدت سے اسکے حال پر چھوڑ رکھا ہے مورخہ یکم شوال۔

اب دیکھنا یہ ہے عمر فاروق کا باپ اپنے ان امتیوں کی کیا خبر لیتا ہے۔ کیونکہ دونو اخبار کے اڈیٹر آتش حسد سے اس وجہ سے کباب ہو رہے ہیں کہ مرزا نے انکا

شہادت کرکے لاکھوں روپیہ کا سرمایہ فراہم کرلیا اور یہ سب منہ تکتے رہ گئے۔

ہم آخر میں اسقدر یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ "گوشت خر و دندان سگ" کاش اصحاب ثلثہ ایک امر کا فیصلہ کر لیتے تو خوب ہوتا۔ میاں اہلحدیث نے چونکہ قسم کھالی ہے کہ اخبار میں بجز کذب و دروغ جھوٹ کبھی سچ نہ لکھینگے حالانکہ فخر یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر حال میں وہ لوگوں سے سچ بولنے کی قسم لیتے ہیں۔ لہذا انکے جواب کی ضرورت نہیں۔ مثال کے لئے اسی مسئلہ نبوت یزید کو لیجئے جس سے وہ انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ انکے جواب کا جواب الجواب بعنوان "ٹھیکہ داران یزید" اصلاح نمبر جلد ۱۰ میں کس وضاحت سے دیا گیا اور نہ صرف یہی ثابت کیا گیا کہ بتصریح انکے امام اعظم ابن تیمیہ کے مشائخ اہل سنت نبوت یزید کے قائل تھے بلکہ بتصریح علامہ سمعانی ایک فرقہ کا فرقہ یزیدیہ نام ہوتا۔ اور علمائے اہل سنت کا آیات قرآنی کو جسمیں لفظ یزید موجود ہے بشان یزید وارد ہونا بہت توضیح سے ثابت کیا گیا۔ مگر یہ آنکھ بھی کہے جاتے ہیں کہ یہ کذب و زور ہے۔

یہ بیان بھی کسقدر رانتراؤں سے مملو ہے "اسلئے ایسے قابل اصلاح کو ہمنے مدت سے اپنے حال پر چھوڑ رکھا ہے" کیونکہ اسکے معنی تو یہ ہیں کہ اہل حدیث۔ اصلاح کا جواب نہیں دیتا۔ حالانکہ ناظرین اصلاح کو بخوبی معلوم ہے کہ کتنے مباحث میں اہلحدیث نے اصلاح سے تعرض کیا اور جب جواب قاطع ملا تو پھر ایسا دم دبا کر بھاگا کہ پھر جواب الجواب کی قدرت نہ ہوئی۔ ایسی حالت میں یہ کہنا "ہمنے مدت سے اپنے حال پر چھوڑ رکھا ہے" کسقدر لغو اور غلط ہے۔

اہلحدیث کو کم سے کم یہ لازم ہے کہ اگر وہ مذہب حق نہیں قبول کرتا تو اتنا کام ضرور کرے کہ بمقابلہ اصلاح جھوٹ نہ بولا کرے جو علامات نفاق سے ہے اور یہ فرقہ بتصریح علمائے احناف اس صفت سے موصوف ہے۔

ہمنے اصلاح نمبر ۱۱ میں انکی یہ دعوت قبول کی تھی کہ از روئے قرآن و عقل انتے مباحثہ کیا جائے جسپر یہ بھی عرض کیا تھا کہ براہ مہربانی پہلے وہ

اپنا ایک مسئلہ میں بھی متبع قرآن ہونا ثابت کریں۔ پھر کسی مسئلہ کو اپنے مسائل مخصوصہ سے قرآن سے ثابت کریں مگر آجتک میں چشم براہ ہی رہا اور انہوں نے ایسا فرار کیا کہ ایک عرصہ گذرا اور انہوں نے ایفائے عہد نہ کیا۔

یا وفا خود نبود در عالم   یا مگر ہیچکس وفا ننمود

ایڈیٹر

تاج شہادت

(منقول از آفتاب دہلی)

یوں تو دنیا میں ایک سے ایک زیادہ پارسا ہے ایک سے ایک زیادہ خدا ترس اور متقی ہے کونسا ایسا فسانہ ہے جسکا جواب نہ ہو کونسی ایسی مصیبت ہے جس سے بڑھکر اور سخت مصیبتیں نہ موجود ہوں مگر حسینؑ کا قصہ بھی عجیب فسانہ ہے سچ پوچھو تو اپنی وضع میں لاثانی ہے خدا کی نشانی ہے دنیا میں راہ راست کا ایک جھنڈا ہے جسکے پھریرے کی چھاؤں میں بھٹکے ہوئے دم لیتے ہیں استبازی کی ایک مضبوط لوہے کی لاٹھ ہے جو راستہ بھولے ہوئے کو منزل مقصود کا نشان بتاتی ہے کون ہے جو واقعہ کی سرگذشت سے واقف نہ ہو حسینؑ سے کہا گیا۔ یا مذہب اسلام چھوڑو۔ شراب خواری اختیار کرو دنیا کے عیبوں کو ثواب سمجھو۔ یا جان سے ہاتھ دھو۔ تمہارا سر تہ تیغ بیدریغ ہوگا حسینؑ نبیؐ کا نواسا تھا خدا کا سچا بندہ تھا ایک نہ مانی آخر لڑائی ٹھنی۔ میدان کارزار گرم ہوا۔ یکطرف حسینؑ اور انکے گنتی کے عزیز و اقربا دوست احباب جمع تھے یا ان کی بیٹیاں بہنیں تھیں دوسری طرف فوج سیاہ بادل کیطرح چھائی ہوئی تھی حسینؑ کو تین دن بھوکا پیاسا رکھا۔ ان کے عزیز و اقربا اور شیر خوار معصوموں کو انکے سامنے آب شمشیر پلایا پھر انکو خود کو بھی ذبح کیا۔ اکتفا اسیر نہ کی انکے بعد ان کی ذریت کو بھی گرفتار کیا مدتوں قید خانوں میں رکھا

نبی کی نواسیونکو سر بازار بے ردا پھرایا سب کچھ ہوا مگر حسین اپنے ارادے سے نہ پھرے۔ لوگ کہتے ہیں حسین نے اسلام کو زندہ رکھنے کی خاطر سر دیا ہم کہتے ہیں حسین نے دنیا میں سچائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس فسانہ نے ثابت کر دیا کہ جو لوگ نیکی کے راستے پر چلتے ہیں وہ حیات بے ثبات کی پرواہ نہیں کرتے۔ اُن کے نزدیک مساوی ہے خواہ وہ تخت زبرجدی پر ہوں یا تودہ خاک پر بیٹھے ہوں کسی محلسرا کی بارہ دری میں ہوں یا کسی جنگل میں جھونپڑے میں ہوں اُن کو ہر وقت خدا حاضر و ناظر معلوم ہوتا ہے اُن کی غفلت کے پردے دور ہو جاتے ہیں انھیں ہر رنگ میں اسی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے ہر گل میں اُسی کی بو آتی ہے۔ وہ جانتے ہیں دنیا میں شیطانی زندگی بسر کرنے سے موت ہزار درجہ بہتر ہے موت حیات کیا چیز ہے لوگ اندھے ہیں جو حیات کو ممات سے افضل جانتے ہیں سب خدا کا عطیہ ہے راستی کی رسی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ خواہ در بدر لگیں نیک لوگوں کے نزدیک مساوی ہیں خواہ اُنکے سر پر ہیرے کا تاج ہو یا خود اُن کا سر نیزے پر ہو خواہ وہ کسی کے آقا ہوں یا خود کسی ظالم کے سامنے زنجیر میں بندھے کھڑے ہوں حسینؑ کے فسانہ نے ثابت کر دیا کہ دنیا کی خاطر کیا کیا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں حسینؑ کے قاتل جانتے تھے کہ حسین نبی کا نواسا ہے احکام رسول کا پابند ہے خود قاتل اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے حسین کو ذبح کرتے جاتے تھے اور محمدؐ رسول اللہ کہتے جاتے تھے جو لوگ دنیا میں سچائی کا جھنڈا گاڑنے کھڑے ہوتے ہیں انکو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اپنی حیات سے ہاتھ دھو چکے اپنے آپکو مردوں میں شریک کر چکے خواہ وہ کیسے ہی بے قصور ہوں مگر ان کے خون سے ہاتھ لال کئے جائیں گے۔ کوئی ایسا ستم نہیں ہے جو ان پر نہ ٹوٹے کا خنجر بران اور نیزے کی انی ہر وقت انکے واسطے تیار رہے گی۔

حسین کے فسانے نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ گو کتنی ہی دقتیں ہوں آخر میں فتح نیکی کی ہوگی راستی کے سبب سے خود حسین کو کیا پھل ملا سوا رنج و تعب

دور کیا جا سکتا یا انتہا یہ کہ سر دینا پڑا اس وقت معلوم ہوتا ہوگا کہ سچائی کی حقیقت دنیا
میں رنج و محن ہے مگر اب ملاحظہ فرمائیے اسی حسین کو جس کو خاص اس زمانہ کے
آدمیوں نے قابل ملامت سمجھا اب کیا سمجھا جاتا ہے کروڑوں آدمی اس متبرک شخص
کو فرشتۂ رحمت مانتے ہیں ہزاروں ملکوں میں ان کا نام صبح و شام لیا جاتا
ہے لاکھوں گمراہ ان کے نام سے ہدایت پاتے ہیں شکستہ دل ان کا نام سنکر
فرحاں و شاداں ہو جاتا ہے یہ سمجھنا کہ دنیا میں سچائی تیر ہی نہیں سکتی حماقت ہے
دنیا ذات پاک نے بنائی ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں مکاری کام دیتی ہے وہ خدا
کو الزام دیتے ہیں کہ اس نے ایسی دنیا بنائی جہاں سچائی ذلیل و خوار ہوتی ہے
گویا خود صانع قدرت کو جھوٹا اور دغا باز ٹھیراتے ہیں مانا کہ راستبازوں کو
تکلیفیں ملیں یہ تکلیفیں بھی امتحان ہیں امتحان اسلئے لیا جاتا ہے کہ لوگوں پر
ثابت ہو جائے کہ راہ راست کی ہدایت کرنیوالا خود کہاں تک اسے راہ راست
سمجھتا ہے جو چیز ہمیں پیاری ہوگی اسکے لئے ہم تکلیفیں اٹھانے کو تیار ہوں گے
خدا کی بھیجی ہوئی مصیبتیں لوگوں پر یہ ثابت کر دیتی ہیں کہ راستی سے تا دم حیات
کبھی منہ نہ موڑا جائے پھر یہ ہدایت کرنے والے کا کوئی پیرو کیوں ہو اس سے لوگ
ہمدردی کیوں کریں اسلئے نیک لوگوں پر مصیبتیں بھیجی جاتی ہیں کون دنیا میں
ایسا سنگدل ہوگا جو کسی ستم دیدہ کی جلی ہوئی آہ کے ساتھ ہی [illegible]
کسکا ایسا پتھر کا دل ہوگا کہ کسی بے گناہ کے ڈرتے لگتے ہوئے دیکھے اور آنسو
نہ بہائے خلقت کو ہدایت کرنے والے کیطرف مائل کرنے کیلئے لوگوں کو اس سے
ہمدردی کرنے کے لئے خلائق کو اسکا پیرو کرنے کے لئے راستباز حقیقی دنیا میں
راہ راست کے پیرو کا طرح طرح کی مصیبتوں سے امتحان لیا جاتا ہے شہادت
پہنچاتا ہے دشمن کو اسکے قتل پر آمادہ کرتا ہے شہید کو دوسری دنیا میں اسکا صلہ
ملتا ہے رنج و تعب کے بدلے راحت و آرام ہوتا ہے دشمنوں سے بدلے خدمت
کرنے والے ملتے ہیں جنیا [illegible] کے عوض پردے اٹھ جاتے ہیں [illegible]

اصل وحقیقت معلوم ہوجاتی ہے۔ کانٹوں کے تاج کے بدلے نور کا تاج سر پر ہوتا ہے اور رحمت یزدان شریک حال ہوتی ہے۔

اور یہ شہادت دنیا والونکو بے چین کر دیتی ہے لوگونکی آنکھیں کھل جاتی ہیں معلوم ہوتا ہے عالم بالا کا نظارہ ہوا جسوقت قاتل سینے پر سوار ہوتا ہے لانے خیال ہوتا ہے کہ خنجر براں کی چمک سے شاید اب بھی یہ ڈر جائے قاتل سمجھتا ہے کہ اسوقت تک ڈرانے دھمکانے کو یہ محض باتیں سمجھتا تھا۔ اب جب سفاک قاتل کو سینے پر سوار دیکھے گا اپنی موت کا پیغام سامنے دیکھے گا۔ اجل کے فرشتہ کو خنجر کی دھار میں چھپا ہوا پائے گا ممکن ہے اپنی ہٹ سے ہٹ جائے۔ مگر اللہ کے سچے بندوں کو وہ قاتل فرشتہ رحمت معلوم ہوتا ہے۔ ان کا بڑا دوست ہوتا ہے انکو خدا سے ملاتا ہے خنجر براں کی دھار میں جلوہ حق دکھا دیتا ہے ہر چمک سے اُسی کا نور ٹپکتا ہے خنجر کی رگڑ میں شہد کا مزا آتا ہے جب قاتل اپنا کام کرچکا ہے اُسوقت وہ پریشان ہوتا ہے اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہے۔ دل میں کہتا ہے کیا ہو میں کیا سمجھا تھا یہ کیا دیکھا اپنا سر دھنتا ہے بیگناہ کے خون سے اپنے آپ کو بری کرتا ہے دل میں توبہ کرتا ہے خدا سے معافی مانگتا ہے خود قاتل ہی مقتول کا پیرو ہوتا ہے خون جو شہید کی گردن سے اُبلتا ہوا گرتا ہے زمین کو ہلا دیتا ہے آسمان پر سناٹا آجاتا ہے پرندے سکتے کے عالم میں جہاں رہتے ہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں اور اپنی چونچ آسمان کیطرف بلند کر کے فریاد کرتے ہیں خونخوار اور وحشی درندے حیران وششدر چاروں طرف تکتے ہیں ماہیان دریا اُچھل اُچھل کر ریت پر تڑپتی ہیں۔ سمندر کا پانی ٹھیر جاتا ہے سورج اور چاند کو گہن لگ جاتا ہے وہی خون جو شہید کی گردن سے گرم گرم اُبلتا ہوا نکلتا ہے وہی خون لوگونکے دلوں میں جوش مارتا ہے اور دیکھنے والے آہ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں ظالم سے بدلا لیتے ہیں مظلوم کا مزار بناتے ہیں اُسکی تربت پر پھول چڑھاتے ہیں اسکی قبر پر اشک حسرت بہاتے ہیں اور مایوسی کے عالم میں اسکا جھنڈا عالم میں پھیلاتے ہیں یا پہلے وہ ایک شخص واحد

بے یار و مددگار چیختا تھا اور کوئی نہ سنتا تھا یا اب ہزاروں آدمی اسکی نصیحتیں لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں لوگ اس شہید ظلم کی باتوں کو وحی سمجھتے ہیں اسکے قولوں کو سونے کے حرفوں میں لکھکر دیواروں میں لٹکاتے ہیں اسکے دیدار کی تمنا میں اُسکے مزار کی زیارت کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ایسا فعال کبھی کسی آدمی سے نہیں ہو سکتے ہوں نہ ہو یہ تو خود خدا انسان کی ہدایت کے لئے جسم خاکی میں ظاہر ہوا تھا صدیوں لوگ اس برگزیدہ حق کی پیروی کرتے ہیں اور اس شہید کا کام دنیا میں ابدالآبدین تک جاری رہتا ہی۔ لوگ کہتے ہیں وہ شہید ہوا ہم کہتے ہیں وہ زندہ جاوید ہوگیا ہم اسی کو زندہ جانتے ہیں جو ہم پر کچھ اثر کر سکے مثلاً اسکی آواز ہمارے کانوں تک پہنچے اسکی صورت اس میں دکھائی دے۔ وہ خود کسی کام میں مصروف ہو۔ ہم کہتے ہیں شہید کا اثر کس کان تک نہیں پہنچتا اپنی زندگی میں وہ دو چار کو بتا سکتا ہی مرنے کے بعد ہزاروں آدمی اسکی باتیں سنتے ہیں اور متاثر ہوتے ہیں کسی زندہ آدمی کی بات کا ایسا اثر نہیں ہوتا ہی جیسے شہید کی سنی ہوئی باتوں کا اثر ہوتا ہی اسکی صورت ہر وقت راستباز آدمی کے سامنے رہتی ہی آئینہ دل میں ہر وقت وہ صورتِ زیبا دکھائی دیتی ہی اور دنیا میں ہمیشہ اسکا کام جاری رہتا ہی یہ غلط ہی کہ وہ مرگیا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اسکی عمر بہت بڑھ گئی اس کی قوتیں زیادہ ہو گئیں۔ پہلے وہ ایک دو آدمیوں کو نصیحتیں کر سکتا تھا اب اسکی آواز تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہی۔ شہید نے وفات نہیں پائی بلکہ حیاتِ ابدی حاصل کی۔

دنیا میں کامیابی کا یہی راز ہی اگر تم واقعی سچے ہو اور اپنے خیالات کی اشاعت کرنا چاہتے ہو تو پہلے اپنی سچائی ثابت کردو اور خدا سے دعا کرو کہ وہ تم پر مصیبتیں نازل کرے تمھیں بھوکا سلائے تمھیں ننگا پھرائے لوگ تمھیں پتھر ماریں کوئی شخص تمھیں اپنے پاس نہ بٹھائے کوئی تم سے بات نہ کرے جدھر سے گذرو لوگ پکاریں سودائی جاتا ہی جو کام کرو لوگ کہیں دیوانہ ہی جانور بھی تمھیں دیکھکر تمھاری طرف

لیکن کیڑے مکوڑے تمھیں ڈنک اگر تم چاہتے ہو کہ لوگ تمھاری طرف مائل ہوں خدا سے دعا کر وتمھیں دُرّے لگیں تمھیں قید خانہ میں بھیجا جاے سچائی کا جھنڈا بہت بھاری ہے بڑی مشکل سے سنبھل سکتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری طرح لوگوں کے دلوں میں بھی راستی کے لئے جوش پیدا ہو تو تم اپنا خون بہا دُخدا سے التجا کرو کہ تمھیں شہادت نصیب ہو سچا خون جو تمھارے جسم سے نکلے گا لوگوں کے سر چڑھ کر بولے گا لوگوں کے دل ہلا دیگا پھر اُنمیں وہ جوش پیدا ہو گا اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں تمھارے خیالات پھیلیں تو راستی کے لئے جان دو بعد مردن روح جو تمھارے جسم سے نکلیگی لوگوں کے جسم میں داخل ہو گی لوگونکو معلوم ہو گا ہم میں نئی روح خدا نے پھونکی ہے یہ سمجھ لو کہ دنیا میں حق ظاہر کرنا مشکل ہے جب تک تم خود عیش و آرام میں پڑے رہو گے کوئی بات نہ سنے گا جب تک تم معمولی آدمیوں میں ملے رہو گے کوئی تمھیں نہ دیکھے گا لوگوں کی آنکھ ہمیشہ کسی اونچی چیز پر پڑے گی تمھیں لوگ اس وقت دیکھینگے جسوقت تم سولی پر چڑھو گے اور تمھارا سر نوک نیزہ پر ہو گا تمھیں لوگ اسوقت سنیں گے جب تمھارے کانوں میں میخیں ٹھوکی جائیں گی. لوگ تمھاری اسوقت مدد کرینگے جب تمھارے ہاتھ پانوں کاٹ کر کتوں کو کھلانے جائیں گے تمھارے سر پر اسوقت تاج کامیابی رکھیں گے جب تمھارے سر پر کانٹوں کا تاج دیکھ لیں گے تمھارے پاؤں اسوقت چومیں گے جب تمھارے پاؤں چھلنی ہو جائینگے تلوؤں میں آبلے پڑ جائینگے چھالے ستائینگے کانٹے کھاے جائینگے لوگ تمھیں اسوقت پوجیں گے جب تم نہ رہو گے اور جب وہ دیکھ لینگے کہ انکی عزت کرنے سے تم مغرور نہیں ہو جاتے راہ راست بڑی کٹھن ہے ذرا ہوشیار ہو کر قدم اُٹھانا۔

سائنس اور اسلام

یسبح لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض الملک القدوس

العزیز الحکیم۔

ظاہرا مطلب تو اس آیہ کا صرف اسیقدر ہو کہ تمام وہ چیزیں جو زمین و آسمان
میں ہیں تسبیح و تقدیس خداوند عالم میں مشغول ہیں اور بس۔
قدما مفسرین نے اس آیہ کی تفسیر میں صدہا صفحہ رنگ دئے ہیں لیکن
یہ کل بزرگان دین اصل مطلب اور اہم تر مسائل آیہ مذکورہ تک نہیں پہونچے
کسی عالم نے تو اسپر دریا بہا دیا ہو کہ آیا یہ ممکن بھی ہو اور اگر ہو تو صرف ذی روح
کے تسبیح پر زور دیا گیا ہو اور غیر ذی روح کے متعلق صرف قدرت الٰہی کیطرف
رجوع کرکے قلم روک لیا ہو۔ بعض مفسرین نے جز کے جز لکھے ہیں اور اسپر بحث
کی ہو کہ بنی نوع کو ذی روح کی تسبیح کے ادراک کے کیا کیا ذرایع ہیں اور بعض نے
عجیب وغریب دلائل روح کے بقا کے پیش کرکے تسبیح کے مسئلہ کو بالکل ناتمام
چھوڑا ہو چند کم رتبہ مفسرین نے اپنے کل دلائل کو اعتقاد کے سانچے میں ڈھال
کر نہایت عام فہم کر دکھایا ہو۔ نہایت ہی قلیل جماعت علماء سابق نے روح کے مسئلہ
کو عمدہ طریقہ اور عالمانہ تحقیق سے لکھا ہو اور طول طویل بحث اس آیہ کے متعلق
کیا ہو جسکا نتیجہ صرف اسیقدر نکلتا ہو کہ انسان کو دیگر ذی روح کی تسبیح کا ادراک
محال نہیں ہو البتہ دشوار ہو۔ اس سلسلہ میں سرسید احمد خاں کا نام ہمارے
اکثر احباب کو ناپسندیدہ ہوگا لیکن ہم کو صرف اسی قدر کہنا ہو کہ اس زبردست
مصنف نے جو اب تہ خاک ہو چکا ہو اپنی ایک نایاب کتاب میں اسی آیہ پر عقلی
دلائل پیش کئے ہیں اور ایک موقعہ پر سائنس کا ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے
لکھتے ہیں کہ "کائنات کا سلسلہ بھی عجیب ہو نیچر (یعنی خداوند عالم) نے
ہر شے میں ایک ایسی روح پھونک رکھی ہو جسے فنا نہیں اور اسی کو اُس
(خداوند جلیل) نے تسبیح فرمایا ہو ورنہ واقعہ سے اسکو کوئی تعلق نہیں"
میں اس اصول کے آخر فقرہ سے متفق نہیں ہوں اور انشاء اللہ نتیجہ پر
پہونچکر یہ واضح ہو جاویگا کہ اسکو بالکل واقعہ سے تعلق ہے۔

حال کے مفسرین نے بھی صرف ایک پہلو پر اس آیہ کے سمجھنے کی ہر اور جو سہل تر ہو اور وہ بھی اجتہادی طریقہ سے۔ ان حضرات نے ذی روح کی تسبیح کو اپنی ہی اصطلاح میں تسبیح قرار دے لیا ہے اور کوئی پرند انکی نظر میں حق حق کا نعرہ بلند کرتا ہے کوئی کو کو کی صدا سے اسی خالق کو دوسرے الفاظ میں یاد کرتا ہے کوئی اسکی مدح میں نغمہ سرائی کرتا ہے کوئی اس آیہ کی تلاوت میں یوں مشغول ہے کہ

صبح کو طائران خوش الحان پڑھتے ہیں "کل من علیہا فان"

لیکن یہ سب قیاسی امور ہیں کوئی آوازہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتی ہے اسی قیاسی بنا پر ایک جدید مفسر نے جسکی تفسیر کسیقدر مقبولیت عام کا درجہ رکھتی ہے ستاروں کی چمک بادلوں کی اجتماع بجلی کی کڑک وغیرہ وغیرہ آثار فلکی کو تسبیح قرار دیا ہے۔ اور وہ دلائل عقلی میرے خیال میں کسی محقق کی نظر میں قابل قدر نہیں سمجھے جاسکتے۔ حال کا واقعہ ہے کہ مجھے ایک فرنگی محل کے (لکھنو) حنفی عالم سے زیارت کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے مجھ سے قرآن شریف کے متعلق چند سوال کئے اثناء گفتگو میں میں نے ممدوح سے اس آیہ کے مطلب بحیثیت ایک طالبعلم کے دریافت کیا۔ اس پر بڑی قدوقدح مولانا نے دیگر علما کی فرمائی اور مجھے انھیں تمثیلوں سے اپنا معتقد کرنا چاہا جنکو اوپر گذارش کرچکا ہوں میں نے انکے جواب میں عرض کیا کہ اگر آپ مجھے اسکا ثبوت دیدیں کہ ریل گاڑی اللہ اکبر کا نعرہ نہیں بلند کرتی ہے اور کوئی اور لفظ سے اس خالق حقیقی کو یاد کرتی ہے تو میں آپ کے ان کل ایسے قیاسی دلائل کو صحیح مانکر اس آیہ کو سمجھ جاؤنگا۔ اس پر مولانا بہت بر افروختہ ہوے اور . . . .

یہ ظاہر ہے کہ کھڑی کی آواز پر اعتقاد کرنا ہر شخص کا حسن ظن ہے یا منطق کا چھکنا ہوا روغن چڑھا کر اسکو حقیقی عبادت دکھا دینا ان خاص طبیعتوں کی

تیزی ہی لیکن یہ کسی ذی فہم کو درجۂ قبولیت پر مجبور نہیں کر سکتی البتہ ایسی سینہ زوری کمزور طبیعت کو اپنا مطیع کریگی۔

اوپر کے بیان سے معلوم ہوگا کہ اب تک جو کچھ لکھا گیا وہ اول اصول سے درست نہ تھا اس آیۃ کے صریح دو بڑے حصے قابل غور ہیں۔ ایک تو وہ حصہ مخلوق جسکو ہم لوگ اپنی اصطلاح میں ذی روح سے تعبیر کرتے ہیں اور دوسرا حصہ غیر ذی روح۔ قیاس جب تک کہ کسی دلیل کا ماخذ نہ ہو وہ بذاتہ کوئی شی نہیں ہی۔ اس بنا پر حصۂ اول کے متعلق زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہی اسلئے کہ یہ مسلم ہی کہ وہ کل مخلوق جنھیں نقل و حرکت کی طاقت خداوند عالم نے عطا فرمائی ہی اور جسکا مشاہدہ عام طور سے قوت بشری کرتی ہی ان میں ہی لطیف جوہر موجود ہی جسکو ہم روح کہتے ہیں اور چونکہ یہ علت اسکی واقع ہوئی ہی کہ وہ عبادت باری میں مشغول رہے اسلئے یہ بہت قرین قیاس ہی کہ کل ذی روح اسکی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہی اور رہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ ہم کو ہر موقعہ پر اعتقاد سے مفر نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ہم مسلمان ہوکر اس پر ضرور ایمان رکھتے ہیں کہ یہ آیہ کلام باری ہی۔ قطع نظر اسکے حکما یورپ بھی اسکے قایل ہوتے جاتے ہیں کہ خداوند عالم نے ضرور ہر شی کو عبادت کے لئے خلق فرمایا ہی اور ڈارون کی یادگار اب صرف ایک ٹوٹا سا مقبرہ باقی رہ گیا ہی۔ عظیم الشان حصہ جو اس آیہ کا ہی وہ غیر ذی روح کی تسبیح ہی۔ اس حصہ میں ظاہرا تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکا لقب درست دیا گیا ہی لیکن حقیقت میں خداوند عالم نے کوئی شے ایسی خلق نہیں فرمائی ہی جسکو ہم درست طور سے غیر ذی روح سے یاد کر سکیں اب اس دعوے کے ثبوت کے لئے تھوڑے انتظار کی ضرورت ہوگی۔

اس مقام پر پہونچکر یہ لازم آتا ہو کہ پہلے روح کی حقیقت بیان کیجاوے اور مختلف مذہب پر تفصیل سے بحث کیجاوے لیکن یہ بہت طویل ہوگا اور شاید ہمارے نئے ناظرین اسکے متحمل نہوں اسلئے میں اسکو قلم انداز کرتا

ہوں اور ایک مجمل طریقہ سے اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔

روح

روح کے متعلق حکماء قدیم میں بہت اختلاف ہے اور ان میں دو فرقے پیدا ہو گئے ایک **طبعین** ہیں جن میں **جالینوس** و **فیثاغورس** وغیرہ شامل ہیں اور جنکا یہ مذہب ہے کہ روح خود کوئی جداگانہ شے نہیں ہے بلکہ مختلف ترکیب عناصر ہی جو ایک خاص مزاج پیدا کرتے ہیں اور جنکے اثر سے مختلف صورتیں اور حرکات وقوع میں آتے ہیں اسیکا نام روح ہے چنانچہ ارسطو اثولوجیا میں لکھتا ہے (مطبوعہ یورپ صفحہ ۴۰)

"فان اصحاب فیثاغورس وصفوا النفس فقالوا انها ایتلا الاجرام کالایتلاف الکائن فی اوتار العود" (فیثاغورس کے پیرو اس بات کے قایل ہیں کہ روح ترکیب عناصر کو کہتے ہیں جو مثل عود (باجے کا نام ہے) کے تاروں کی طرح سے ہے)۔ باقی آیندہ۔ معدوم ہستی نما

سید محمد نونہروی۔

سائنس۔ جون ۱۹۰۷ء میں امریکہ کے ایک فلسفی نے برقی قوت سے پانی کے صاف کرنیکا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ اسکے امتحان ہوئے اور اس طریقہ کو پوری کامیابی ہوئی۔ امید ہے کہ سرکار ہند بہت جلد اس جدید طریقہ کو عمل میں لاکر رعایا ہند کی جسمانی صحت میں ترقی دیگی۔

برلن کا دوسری اگست ۱۹۰۷ء کا تار ہے۔ کہ پروفیسر کورن (جرمن کا باشندہ) نے اپنی کوشش میں پوری کامیابی حاصل کی۔ اسکی کوشش مدت سے تھی کہ تار برقی کے ذریعہ سے تصویر (عکسی) کھینچے چنانچہ ۲ اگست ۱۹۰۷ء کو میونیخ میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر شہنشاہ جرمن کی تصویر بجنسہ بذریعہ تار برقی چند منٹ میں اوتار لیگئی اور ۰۰۷ میل کے فاصلہ تک کوئی دشواری معلوم نہیں ہوتی ہے

سید محمد نونہروی

اصلاح کی پالیسی

رسالہ اصلاح کے متعلق مختلف طور پر مختلف خیالات اور وضع کے لوگوں نے بحثیں کی ہیں۔ بنا اس رسالہ کی شروع سے اس امر پر رکھی گئی تھی کہ اہل اسلام میں جو بدقسمتی سے دینی اور دنیاوی کمزوریاں اور نقائص پیدا ہو گئے ہیں انکی اور نیز قوم کی عام سوشیل اور اخلاقی امور میں درستی اور اصلاح کیجاوے۔ یہ ظاہر ہے کہ مجرد اصلاح دنیاوی امور میں بدرجہ کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ روحانی اصلاح اُسکے ساتھ کافی طور پر نہ ہو کہ مذہب اسلام اصلاح روحانی اور جسمانی دونوں کے لئے آیا ہے اور دونوں میں اعتدالی ترقی اور اصلاح کی ضرورت ہے۔

رسالہ اصلاح نے اس نہایت ضروری اور مہتم بالشان کام کا بیڑا اُٹھایا اور جہانتک اُس سے ہو سکا اپنی امکانی خدمت میں کوئی دقیقہ اُسنے فروگذاشت نہیں کیا۔ اوّل اوّل اس رسالہ سے مسلمانوں کے ہردو فریق شیعہ اور سنّی کے وہ افراد جو اپنے آپکو بادی النظر میں معتدل اور صلح کل ظاہر کرنا پسند کرتے ہیں بہت خوش رہے اور کبھی کسی نے اُسکی شکایت نہیں کی۔ لیکن اصلاح جس غرض اور غایت کے لئے وجود میں آیا تھا اُن مقاصد کی انجام دہی میں اُسکو سعی اور مناسب عمل کرنا ناگزیر تھا۔ اُسنے جب یہ دیکھا کہ اکثر مفسد اور فتنہ پرداز انسان اور نفاق سے معلم حقیقی اسلام کے نورانی چہرہ کو بیجا الزامات اور ہفوات کے گرد وغبار سے آلودہ کرنا چاہتے ہیں، تب بلا خیال لومۃ لائم کے علانیہ اپنی توجہ کو اُن کے انسداد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف پھیرا۔

یہی اُسکا ایسا گناہ کبیرہ تھا کہ ہمارے معتدل اور صلح پسند حضرات اُسکے مخالف بنگئے۔ بعض صاحبوں نے تو یہ رائے دی کہ اصلاح کا بالکل بند ہو جانا ہی بہتر ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ مخالفین کے الزاموں اور حملوں اور اسلام کی توہین اور تذلیل کو سرد مہری کے ساتھ سن لیا جاوے۔

اسلام آنکھوں کے سامنے ذبح ہو اور اصلاح خاموش بیٹھا ہوا دیکھتا رہے۔ مسلمان اپنے پاک عقیدہ سے برگشتہ ہو کر ضلالت اور گمراہی کے عمیق گڑھے میں گرتے جاویں اور وہ راہبر اصلاح حسرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اُنکی واجب الرحم حالت زار پر کلمۂ افسوس تک زبان سے نہ نکالے۔

دوسری طرف قوم و مذہب کے سچے فدائی اور ہمدرد اس بات کی دل سے تمنا رکھتے ہیں کہ وہ شریعت بیضا اور ملت حقہ جسکو اُنکے اسلاف قدسیہ نے انتہائی مظالم اور صعوبتیں جھیلنے پر بھی اُسکے حقیقی تحفظ اور نگہداشت سے منہ نہیں موڑا اور اپنی عزیز جانیں تک اُسپر نثار کرنا گوارہ کرلیں وہ اب اس زمانۂ آزادی اور امن میں جبکہ تقیہ کی بیڑیاں اُسکے پاؤں سے نکل چکی ہیں معراج ترقی پر فائز ہو کر محسود خلائق ہو۔ وہ ہمدرد پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایسا اہم اور سخت ذمہ واری کا کام اصلاح کے ذریعہ سے یقینی طور پر انجام پاسکتا ہے اور اصلاح کو یہ تمام قومی اور ملی اور دینی خدمتیں اپنے ذمہ لینا چاہئیں۔

اصلاح پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اُس میں عامیانہ اور اشتعال آمیز تحریریں کچھ عرصے نکلنے لگی ہیں اور بعض اوقات باہم شیعہ و سنی کے مخاصمت اور منافرت کی ہدایت کیجاتی ہے ایک خوش فہم نو تعلیم یافتہ بزرگ جو اپنے آپکو کل قوم کا لیڈر اور ریفارمر بلکہ مجتہد العصر منوانے کی فکر میں غلطاں اور پیچاں رہتے ہیں ایسے قومی اور مذہبی رسالوں کی نسبت یہ رائے دیتے ہیں کہ اُنکا اصلی مقصد یہ ہے کہ وہ مذہب کی آڑ میں ایک گہری پولیٹیکل چال سے کام لیکر اول اول مذہب کے نام سے شیعوں کو سنیوں سے علیحدہ کرلیویں اور انجام کار اس اشتعال کو ترقی دیکر اُنکو کانگرس سے ملادیں۔

وہی مجتہد العصر ایک دوسرے موقع پر جہاں اُنکا روئے سخن بالخصوص اصلاح کیطرف پایا جاتا ہے اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ مخش مضامین دوسروں کی کتب فقہ سے نکالکر مناظرہ کے نام سے شائع کئے جاتے ہیں۔

عصر جدید کے ایک لائق مضمون نگار اصلاح پر ریویو کرتے ہوئے

اُسکے تنزل اور انحطاط کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اُسکا طرز تحریر معتدل اور عام پسند نہیں ہے بلکہ عامیانہ اور نفرت انگیز ہے۔ غرض صلح پسندی کے نمایشی حامیوں نے اصلاح کی موجودہ پالیسی کو ملک کے تباہ کن اور تفرقہ انداز اخبار و رسائل کا ہم پلہ اور ہم اثر قرار دیا ہے۔

ایسے متضاد خیالات کے ہوتے ہوئے جو سادہ لوح اور زود اعتقاد مسلمانوں میں اس اکیلے مذہبی اور قومی میگزین کے مختلف مفہوم پیدا کرنیکا اندیشہ دلاتے ہیں، رفع اشتباہ اور اُسکے حسن و قبح کی تشخیص کیلئے میں اس رسالہ کے اصلی اور واقعی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اسی ذیل میں میں یہ بھی دکھاؤنگا کہ معترضین کی نکتہ چینیاں کس حد تک صحیح ہیں۔ مفروضہ عیوب و نقائص بصورت موجود ہونے کے کیونکر دور کئے جا سکتے ہیں اور آخر آیہ کہ اگر قوم کی دینی اور دنیاوی ضرورتیں بغیر اسکے بوجہ احسن پوری نہیں ہو سکتی ہیں تو اُسکے بقا اور استحکام کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنا چاہئیں۔

جس سال سے اس قومی صحیفہ کی ولادت ہوئی ہے جو غالباً ۱۳۱۵ ہجری تھا میں کہہ سکتا ہوں کہ اُسی سال سے برابر اُسکے پرچوں کو بالاستیعاب و بالالتزام دیکھنے کی مجھکو عزت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اور جہانتک معلوم ہوا اُسکا اصلی مقصد شروع سے "حمایت اسلام اور نصیحت مسلمین" ہے جسکی اہمیت اور شدید ضرورت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اگر مذہبی تحقیقات جسکی بنا علم کلام پر ہے اور جسپر اصلاح میں زیادہ زور دیا جاتا ہے داخل اُس بدتہذیبی کے ہے جسکو ہمارے صلح پسند حضرات نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو میری سمجھ میں یہ سخت غلطی ایسے معترضوں کی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مضامین مناظرہ اور کلام کا شائع ہونا دوسرے فرقونکی ناراضی کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مناظرہ اور کلام کو ہم معنی مفسدہ کا قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانونکے عقائد اور خیالات، عادات اور فضائل

عبادات اور معاملات کی اصلاح میں ایک مصلح ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ اپنے قول کو قرآن و سنت سے سچا اور مدلل کر کے نہ دکھاوے۔ اگر ایسی ہدایت کو سنکر مسلمان کانوں میں انگلیاں دے لیں تو یہ خود انکی شومیٔ قسمت اور تقصیر کا سبب ہوگا کہ وہ مذہبی علمی تحقیقات اور دلائل سے اس درجہ متنفر ہیں حالانکہ ہر مسئلہ کی حقیقت اور عدم حقیت کا معیار آیہ قرآنی "قل ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین" کے رو سے دلائل اور براہین پر رکھا گیا ہے۔ اگر وہ صلح پسند یہ چاہتے ہیں کہ اصلاح محض انکی ناراضی کے خوف سے ناواجب تالیف قلوب کے لئے دانستہ انکی غلطی اور کجروی دیکھکر انکی اندرونی اور بیرونی اصلاح سے چشم پوشی کر لے اور کلمہ حق اپنی زبان پر نہ لاوے تو نہایت قابل افسوس امر ہے۔ حق ضرور کڑوا ہوتا ہے اور ایک سچا محسن اور مصلح بغیر کسی اشد موانع کے اعلاء کلمۃ اللہ سے باز نہیں آسکتا۔

رہا یہ امر کہ ایسا لہجہ اور طریقہ تحریر اختیار نہ کیا جاوے جو باعث ناخوشی دیگر فرق اسلامیہ کا ہو میں کہتا ہوں کہ جو طبائع اپنے آبائی عقائد یا خیالات کے خلاف کوئی بات سننا پسند نہیں کرتی ہیں وہ کسی حالت میں ایسے مضامین سے خوش نہیں رہ سکتیں جنسے انکے ان لیتنی اور آبائی خیالات کی تردید ہوتی ہو جسمیں انکھوں نے نشو و نما پائی ہو اور جنسے انکو قلباً محبت ہو جا ہے وہ کیسے ہی ملائم اور متین پیرایہ میں کیوں نہ ہوں ہر شخص اسکا تجربہ کر سکتا ہے۔

بااینہمہ میں نے جہانتک مجلدات اصلاح کا مطالعہ کیا آجتک کوئی ایسی تحریر ذی علم اڈیٹر کے قلم سے نکلی ہوئی میری نظر سے نہیں گذری جسپر خلاف واقع اور عامیانہ یا بیجا اشتعال انگیز کا اطلاق ہو سکتا ہو بلکہ ہر شخص ان مضامین کو دیکھکر بے تامل یہ کہہ سکتا ہے کہ اصلاح نے اس دس برس کے عرصہ میں قوم کی جیسی بے لوث اور سچی خدمت کی ہے اور مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی

بہبود کے لئے جیسے بے مثل اور عالمانہ محققانہ مضامین سے بدترین اطوار اور اخلاق وخیالات کے چھوڑانے اور دین حق کی تبلیغ بطریق احسن کرنے کے لئے ہمدردانہ جد وجہد کی ہے اور ایک عالم اُس سے مستفیض ہو رہا ہے اُسکی نظیر ہندوستان کے کسی اسلامی رسالہ یا اخبار میں ڈھونڈھے سے نہیں مل سکتی۔ اُن سچی اور خالص خدمتوں کی ناقدری میرے نزدیک کفرانِ نعمت ہے۔

اسی کے ساتھ میں اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ دو تین سال سے جب سے کہ بعض اشرارِ امت نے ائمہ اطہار کی نسبت علانیہ کلمات ناسزا اور فحش لکھنا شروع کئے ہیں اور اُن برگزیدہ خاصانِ خدا پر جھوٹے اتہامات اور حملوں کے ذریعہ سے عوام کو صراطِ مستقیم سے بہکانے اور اسلامی دنیا میں ضلالت و گمراہی پھیلانے کا ارادہ کیا ہے اُسی عرصہ سے اصلاح میں بیشک اُن حملوں کے اندفاع اور اظہارِ حقیقت اور ضعفائے امت کے تحفظ کے لئے ایسے مضامین بھی شائع ہوئے ہیں جنکا لہجہ اور طرزِ تحریر باقتضائے بشریت اصلاح کی پالیسی کے فی الجملہ خلاف ہو گیا ہے اگرچہ اکثر اُن میں سے دوسرے مضامین نگاروں کے ہیں اور اڈیٹر کا اُنسے کچھ تعلق نہیں ہے۔

اُن مضامین نگاروں کو نہایت صبر و تحمل کے ساتھ جواب لکھنا چاہیئے تھا یہ ضرور ہے کہ ابتدا ایسی تحریروں کی اصلاح کی طرف سے نہیں ہوئی اور بانی اور محرک اُن تحریروں کے بے شبہہ وہ مفسدہ پرداز نواصب ہیں جو سنیوں کے بھیس میں بزدلانہ اور منافقانہ حملے کر رہے ہیں اور اُنکا اندفاع بھی ایسی حالت میں جبکہ عام طور پر عوام میں غلط فہمی اور سوءِ اعتقادی اور اشتعال پھیلنے کا اندیشہ ہو نہایت ضروری بلکہ میرے خیال میں حد وجوب سے بھی متجاوز ہے۔ لیکن یکطرفہ فیصلہ کرنا ہمارے ہمدردو نکاہیں ضرور کھونگا کہ دانائی اور عاقبت اندیشی کے بالکل خلاف ہے۔ کوئی مرض خارجی علاجوں سے زائل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اولاً اسکے اصلی اسباب اور علل کا کافی طور پر استیصال نہ کیا جاوے۔ اگر مہذب تعلیم یافتہ

حضرات یہ خواہش کرتے ہیں کہ کسی دوسرے فرقہ اسلام کے مذہبی عقائد اور
خیالات پر کوئی حملہ نہ کیا جاوے تو یہ بدون اسکے نہیں ہو سکتا کہ سب سے پہلے
روک تھام فرقہ مخالف کے اُن اشتعال آمیز حملوں کی کیجاوے جو درحقیقت
اصلاح کو مجبور کرکے اُسکی روش کو کلوخ انداز را پاداش سنگ است کا مصداق
بنا رہے ہیں۔

کیا اصلاح کا بالکل سکوت کرنا درانحالیکہ صاحبان تطہیر اور اُنکے پاک مذہب پر
چاروں طرف سے اعتراضوں اور حملوں کی بوچھار اور بھرمار ہو رہی ہو یہ نتیجہ پیدا
نہ کریگا کہ وہ ناواقف لوگ جو تعلیم کی اُس حد تک نہیں پہونچے ہیں، نواصب کے
مفتریانہ اور گمراہ کن پھندوں میں پھنس کر شاہراہ ہدایت سے بھٹک جاوینگے؟
میں نہایت افسوس سے دیکھتا ہوں کہ اصلاح کی حالت بالکل اس شعر کے حسب حال ہے

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است   وگر خاموش بنشینم گناہ است

یہ ناصبیت اور عداوت اہل بیت رسول کی جو مسلمانوں میں بڑھتی جاتی ہے اور جسکے
بانی مبانی دو مفسد خارجیت انگیز اخبار لکھنؤ اور دہلی کے ہیں، اگر ابھی سے اُسپر
توجہ نہ کی گئی تو اُسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دونو فرقوں شیعہ و سنی میں علانیہ جنگ و
جدال اور مذموم جوش پھیل کر ایک دوسرے کا دشمن جانی ہو جاویگا اور آخر کار
تمدنی اور معاشرتی معاملات میں وہ بھاری رخنہ پڑیگا جسکی روک تھام فریقین
کے لیڈروں کے قابو اور اختیار سے باہر ہوگی۔

کیا جدید تعلیم یافتہ حضرات اہل سنت میں، یا علی گڈھ کے ڈپلومہ یافتہ صلح کل
کے شیدائیوں میں، یا ندوۃ العلما کے اتحاد و اتفاق پکارنے والے قوم کے
فدائیوں میں، یا فرنگی محل کے نیک نفس عالموں اور سچی محبت کا دم بھرنیوالوں
اور اتباع ثقلین کا سچا دعوے کرنیوالوں میں کوئی ذی ہوش اور بصیرت رکھنے
والا ایسا نہیں ہو کہ وہ اُن گندہ دہن اخباروں کی بدزبانیوں اور خارجیانہ سب و
شتم کو روکے اور اپنے محب اہل بیت ہونیکا ایک ادنے ثبوت دکھاوے ؟ کیا یہ

قیامت خیز بات نہیں ہے کہ جس پیغمبر کی کلمہ گوئی پر یہ مسلمان فخر کرتے ہیں جسکی شفاعت
کے بھروسہ پر نجات ابدی کے امیدوار ہیں، اُسی رحمۃ للعالمین کے اہل بیت
عصمت و طہارت کی شان میں علے الاعلان فحش اور ناسزا الفاظ استعمال کریں!!!

ہمارے مشفق ناصح اس بات کو یاد رکھیں کہ اگر واقعی وہ ان مفسدات کے
دور کرنے پر کمربستہ ہیں تو محض اصلاح کو زجر و توبیخ کرنا کوئی نتیجہ پیدا نہیں کریگا
جب تک اسلام پر حملے ہوتے رہینگے اصلاح اُنکے دفعیہ پر مجبور رہیگا البتہ
اس روک تھام کی یہ ضرورت ہے کہ اس کام کیلئے ایک علیحدہ باقاعدہ کمیٹی
خاص شہر لکھنو میں دونو فریق کے معزز اور با اثر علما اور عقلا کی شرکت سے
قرار دیجاے اور اُنکی متفقہ کوشش سے اولاً ایسے مفسدات کی بنا ڈالنے والے
اخباروں کی خبر لیجاوے اور اُنکے انسداد کا قرار واقعی انتظام عمل میں آوے
اِس انتظام کے بعد میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اصلاح خود بخود چپ
ہوجاویگا اور پھر کوئی مضمون اُس میں آپ ایسا نہ پائینگے جو کسی فریق کی دل
آزاری کا باعث ہو۔ دوسرے کسی شیعہ اخبار میں اگر کوئی اشتعال آمیز تحریر شائع
ہوگی تو اُسکے بند کرنے کے لئے اُس مجوزہ کمیٹی کو مداخلت کا پورا پورا حق حاصل
ہوگا۔ اگر وہ مدعیان اصلاح قوم کے سچے بہی خواہ ہیں تو اس کمیٹی کی تجویز اور انعقاد
کی فکر کریں اور جلد کریں کہ یہ شورش انگیز فتنے فرو ہوں۔

میں اصلاح کے لائق مضمون نگاروں کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ
اسقدر کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آپکو تو مذہب اہل بیت کا نمونہ بنکر مسلک تشیع
پر آنا چاہئے کیا سیرت ائمہ اہل بیت کی آپکے پیش نظر نہیں ہیں کہ ایسے پُرخطر وقت
میں جبکہ اسلام معرض زوال میں آکر عدم آباد کو رخصت ہونیوالا تھا باوجود کافی
قدرت اور طاقت ہونے کے اُن حقیقی وارثان نبوت نے اُسکے احیا و تحفظ کیلئے
کیا تدابیر اختیار کیں؟ کیا یہی دلشکن اور دل آزار طریقہ تھا؟ نہیں ہرگز نہیں۔
وہ اور کچھ نہ تھا مگر اخلاق محمدی کا اتباع اور مصلحت وقت پر عمل۔

وہی مصلحت وقت کہ جب تک ابتدائے اسلام میں کافی قوت مسلمانوں کی پیدا نہ ہوگئی "لکم دینکم ولی دین" پر عمل ہوتا رہا اور جہاد کا حکم نہ آیا۔ وہی اخلاق محمدی تھا جنھوں نے پتھر سے پتھر دلونکو بھی مقناطیسی اثر سے اپنی طرف کھینچ لیا اور عرب کی سی سرکش اور جاہل قوم جو آجتک کسی کے قابو میں نہ آئی تھی، نبی ہاشمی کے اخلاق حسنہ اور عادات حمیدہ پر قربان ہو گئی۔ پس ہمکو اُسی سرچشمہ علم و اخلاق سے سبق لینا چاہئے۔

وہ ذیعلم مضمون نگار جو ایسے برگزیدہ مقدسین کے متبع اور پیرو ہونے کی عزت رکھتے ہیں اگر مضمون لکھتے وقت عنان صبر و اختیار کو ہاتھ سے نہ دیں اور تحریر جواب میں صرف اصلی واقعات اور دلائل سے بغیر کسی طنز یا دلشکن الفاظ کے کام لیں تو مطلب اس سے بھی حاصل ہو سکتا ہی بلکہ وہ طریقہ ایسا نتیجہ خیز اور موثر ہوگا کہ انصاف پسند اہل سنت ضرور اُس سے کچھ نہ کچھ استفادہ حاصل کرینگے اور عوام اہل سنت کو اُن مہذبانہ محققانہ مضامین سے ظاہر بظاہر مشتعل ہونے کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔

مناظرہ اور علم کلام کا جو بطریق احسن ہو دونو فریق کے تعلیم یافتہ اور مہذب حضرات میں بظاہر کوئی مخالف نہیں معلوم ہوتا۔ گفتگو تو صرف اس میں ہی کہ عامیانہ اور اشتعال آمیز تحریرونکا واقعی سد باب کیا جاوے یہ استدعا شیعہ تعلیم یافتہ حضرات کی بالخصوص رسالہ اصلاح سے صرف اس وجہ سے ہی کہ وہ اُسکو اپنی قوم کا ایک نہایت مقتدر اور قابل قدر پرچہ سمجھتے ہیں اور یہ امر اُنکو نہایت شاق گذرتا ہی کہ ایسے مسلم الثبوت عالمانہ پرچہ میں کوئی مضمون خلاف اُسکی شان اور وقعت کے شائع ہو جس سے لوگونکی نظر میں اُسکی بیوقعتی پیدا ہو جاوے۔

البتہ مسایل فقہ کا کسی فریق کے واجب التعظیم اور مستند کتابوں سے نقل کرنا جو بغرض تنقید اور تحقیق کسی مسئلہ فقہ کے ہو غیر مشروع یا خلاف

تہذیب نہیں ہو سکتا۔ جو مسائل کسی فریق کی مسلمہ کتابوں میں سے بجنسہ
لیکر استدلالاً تحریر کئے جاویں اُنسے وہ فریق ناخوش اور بیزار اُسی وقت
ہو سکتا ہے یا اُنکو تحش اُسی حالت میں کہہ سکتا ہے جبکہ وہ اپنی مسلمہ کتابوں او
اپنے علما و مجتہدین کے فتاوے کو تحش قرار دیکر اُنسے دست بردار ہو جا
اسلئے یہ اعتراض اصلاح پر اُن معترضین کی ناواقفیت کے سبب
سے ہے جو اصول علم کلام سے کچھ بہرہ نہیں رکھتے ہیں۔

میں اُن بیدار مغز خوش فہموں کی اس راے سے بھی متفق نہیں
ہو سکتا ہوں جنھوں نے اپنے ذاتی اجتہاد سے سچائی کے خلاف ایسے
مذہبی رسائل پر ایک سخت اور بے بنیاد الزام ناواقفوں میں ایک سخت
غلط فہمی پیدا کرنے کی نیت سے لگایا ہے۔ مجھے اسوقت صرف اصلاح
کی پالیسی اور مضامین سے بحث ہے اور اُسی اعتبار سے اُسکی حقیقی مفہوم
کو دریافت کرنے کے بعد میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اصلاح کا ہرگز
یہ مقصود نہیں ہے کہ فرقہ اہل سنت سے شیعوں کو علیحدہ کرنے اور باہم دونوں
کے جایز تعلقات قطع کرنے اور نااتفاقی اور مخاصمت اور عناد پیدا کرنے
کی ہدایت کیجاوے۔ اور ہنود اور آریہ سماجیوں کے ساتھ ناواجب رسم
بڑھائے جاویں۔ البتہ اُن کھلے ہوئے نواصب اور خوارج سے جو دہلی اور
لکھنؤ اور امرتسر کے بعض یزیدی مفسدوں کے نام لیوا ہیں اور جنکو حضرات اہل سنت
خود عام طور پر نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اُنکو دشمن اہل بیت پیغمبر کا بتلاتے
ہیں، بیشک علیحدگی اور بیزاری اور منافرت کی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ درحقیقت
علانیہ عداوت اہل بیت پیغمبر کی وجہ سے حقیقی اسلام کی مخالفت اور بیخ کنی
میں آریہ سماجیوں سے بھی زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔

اُن ایسے منافقین امت سے شیعوں یا دوسرے خالص سنیوں کو علیحدہ
کرنے کی کوشش مانع اور منافی اُس اتحاد شیعہ و سنی کی نہیں ہو سکتی جو شروع

سے اس وقت تک چلا آتا ہو کہ خود حضرات اہل سنت اُن لوگوں سے جو علی مرتضی
اور دیگر اہل بیت پیغمبر (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی اہانت اور تذلیل کے درپے
ہیں متنفر اور بیزار ہیں اور انکو اہل سنت والجماعت میں شامل نہیں کرتے ہیں۔
علمائے شیعہ اس قسم کی نہ ہدایت کرسکتے ہیں اور نہ کسی ایسے بیجا اشتعال کے لانے
والے کے حامی ہو سکتے ہیں جب کہ وہ خود لا اخوۃ بین المومنین والکافرین کے
عامل اور ہادی ہیں دیگر فرق اسلامیہ سے میل اور محبت کو چھوڑ کر ہنود اور کافر کسی
ایگروں کے ساتھ برادرانہ میل جول اور اختلاط نہیں ہو سکتا ہو تاوقتیکہ خدا کے
کھلے ہوئے حکم سے سرتابی کرنے پر آمادگی نہ کرلیجاوے۔ غیر فرقہ شیعہ اگر ایسا کرے
تو بنظر اُسکے مذہبی اصول کے یہ امر قابل تعجب نہیں ہو سکتا مگر وہ فرقہ جو تمام تر
ماکولات اور مشروبات میں اپنے ہی اسلامی بھائیوں سے لین دین کو ضروری سمجھتا
ہو اور غیر مسلمانوں سے ایسے امور میں علحدگی سے مذہباً مجبور ہو ہرگز ایسی جرأت
خلاف فتاوے اپنے علمائے و مجتہدین کے نہیں کرسکتا۔
ایسی ہی یہ کوشش بھی بعض ہوا خواہوں کی قابل مضحکہ ہو کہ گورنمنٹ کو
ان مذہبی رسائل اور شیعہ کمیونٹی سے بدظن کیا جاوے۔
برٹش گورنمنٹ کی جیسی کامل اطاعت اور فرمانبرداری طوعاً وکرہاً نہیں بلکہ
سچے دل سے جیسی اصلاح کو یا اُسکے ہم مذہب اور ہم خیالوں کو ہونی چاہئے وہ محتاج
کسی ثبوت کی نہیں ہو۔ کیا دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہو جو انتہائے شدائد اور
مظالم کسی متعصب سلطان جور کے ہاتھوں اُٹھانے کے بعد کسی معدلت
پسند اور رعایا پرور فرماں روا کے پرامن دامن میں پناہ لیکر اور اُسکے لاانتہا
فیوض و احسانات اور غیر متناہی اشفاق اور الطاف سے متمتع ہو یا مستفیض
ہوکر اپنے اُس شفیق محسن کی اطاعت اور وفاداری سے کسی وقت میں بھی
گیا ہو؟ لاحول ولا قوۃ۔ کوئی بدنصیب سے بدنصیب اور اجہل سے اجہل
انسان کبھی ایسا نہیں کرسکتا۔

فرقۂ شیعہ کی حالت کیا بلحاظ اُسکی گذشتہ ہسٹری کے اور کیا باعتبار اُسکے مذہبی عقائد اور اصول کے ہر شخص بتلا سکتا ہے کہ سلطنت برطانیہ کے ساتھ اُسکے وفادارانہ خیالات نمائشی نہیں بلکہ حقیقی ہیں۔

اصلاح پر یہ صریح بہتان ہے کہ وہ مذہب کی آڑ میں کسی پولیٹکل چال سے کام لے رہا ہے جسکے یقین کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہے اور وہ اتہام لگانے والے درحقیقت نفسانیت اور اپنی ذاتی شہرت اور ناموری کے خیال سے ایک قومی اور مقتدر رسالہ کی عزت اور وجاہت کم کرتے اور اپنی بے سود کارگزاریوں کے فروغ دینے کے لیے اپنی لغویانہ آواز کو قوم پر غالب کیا چاہتے ہیں لیکن وہ خوب یاد رکھیں کہ اُنکی ایسی نفرت انگیز اور ناواجب کوششوں سے بجاے اسکے کہ اصلاح پر اُنکے حسب دلخواہ کچھ اثر پڑے یا اُسکی وقعت اور اشاعت کم ہو کر اعلاء کلمۃ اللہ میں کچھ فرق آوے، خود اُنھیں کو قوم ایک بھڑکانیوالا اور خطرناک پولیٹیشن سمجھنے لگے گی اور اُنکے تفرقہ انداز تخیلات کی کساد بازاری بہت جلد ہو جاویگی۔

اُن معترضین کی مجتہدانہ نکتہ چینیوں اور الزاموں پر نظر کرنے کے بعد میں نہایت ادب کے ساتھ شیعہ پبلک میں عموماً اور فاضل اڈیٹر **اصلاح** کی خدمت میں خصوصاً صرف دو امر کے لئے اپیل پیش کرنا چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اُنپر کافی غور اور عمل درآمد بہت جلد شروع کیا جاویگا۔

(۱) چونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ رسالہ **اصلاح** مسلمانوں کا سچا بہی خواہ اور شریعت محمدی کا زبردست حامی اور مددگار ہے اور قوم کو اُسپر پورا اعتماد اور بھروسہ ہے اسلئے سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ ذیعلم اڈیٹر اُسکے مضامین کو مفید اور دلاویز بنانے کے لئے اُسکا معتدبہ حصہ ائمہ اطہار کی مبارک سوانح اور پاک تعلیمات میں صرف کریں۔ مذہبی عالمانہ تحقیقات میں اساتذۂ قدیم کی نایاب اور قابل قدر تصنیفات کا ترجمہ اور زمانۂ حال کے علماے متبحرین خصوصاً

جناب ظہیر الملۃ والدین فخر الحکما دام ظلہ کے مواعظ حسنہ کا انتخاب ہر اشاعت میں درج اصلاح کیا جاوے - کل مضامین نگار مذہبی اور اخلاقی مضامین ایسے معتدل اور متین پیرایہ میں لکھیں کہ جسکو حضرات اہل سنت بھی دیکھ سکیں اور فائدہ اٹھاویں - اور کوئی مذہبی مضمون بغیر منظوری تقدس مآب فخر الحکما دام ظلہ کے شائع نہ کیا جاوے -

(۲) دوسرا امر یہ ہے کہ موجودہ انتظام دفتر کا ہرگز ایسی اطمینانی حالت میں نہیں ہے کہ جس سے کافی امید رسالہ کے استحکام اور بروقت اشاعت کیجا سکے اور زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ پچھلے عرصہ میں قوم کی ناقدری اور بے توجہی کیوجہ سے دفتر کو ناقابل برداشت خسارہ اٹھانا پڑا اور اب تک اُسکی تلافی نہ ہوسکی -

رسالہ الشمس جو اسی دفتر سے شائع ہوتا ہے اور جو اپنی جدید عالمانہ تحقیقات کے لحاظ سے ایک عدیم النظیر اور عظیم الشان تصنیف ہے اُسکی اشاعت بھی افسوس ہے کہ سال بھر سے باقاعدہ نہیں ہوسکی - محض اسوجہ سے کہ کوئی مستقل سرمایہ نہیں ہے -

اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سید محمد صاحب بی - اے نے حال میں ایک تحریر پیش کی ہے کہ دفتر اصلاح کے مصارف اور نیز خریداری مشین کے لئے ایک جداگانہ فنڈ بنام اصلاح فنڈ کھولا جاوے اور اُسکے لئے قواعد اور ضوابط تجویز کئے گئے ہیں - لیکن ایسا فنڈ اگر کوئی کھولا جاوے تو اُسکا چلنا اور ترقی پاکر قائم رہنا تجربتہً نہایت دشوار بلکہ قریب غیر ممکن کے ہے جیسا کہ خود فاضل اڈیٹر نے اپنی رائے بروئے تجربہ کے ظاہر فرمائی ہے اور یہی رائے میرے نزدیک نہایت انسب اور ضروری ہے کہ ایک ایجنسی بنام "اصلاح پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی" سردست دس ہزار روپیہ کے سرمایہ سے کھولی جاوے -

دس ہزار اسکے حصص کا مہیا ہونا اگر کم سے کم دس روپیہ کا حصہ رکھا جاوے
کوئی بڑی بات نہیں ہے البتہ ہمدرد دان قوم کی ایک ادنے توجہ درکار ہے۔
اس قسم کی کمپنیوں سے جو ہندوستان کی ہر قوم و ملت میں باستثنائے
فرقۂ شیعہ قایم ہیں جیسے غیر مترقبہ فوائد اور منافع کمپنی اور اُسکے شرکا کو حاصل
ہوتے ہیں وہ کسی شخص پر مخفی نہیں ہیں۔ کاش اگر اصلاح کمپنی ابتک
قایم ہو گئی ہوتی تو آج ہم ترجمہ قرآن مجید اور ترجمہ نہج البلاغہ کے بیچین
کن اشتیاق اور تمنا میں سراسیمہ اور پریشان نہوتے اور نہ وہ مشتاق نگاہیں
جو اُن مبارک اور پاک کتابوں کی زیارت کے شوق میں چار و نطرف جکر
لگا رہی ہیں مایوسی کے ساتھ واپس نہ آتیں۔ مقدس ائمہ کی سوانح عمریاں
اور وہ نادر الوجود شیعہ لٹریچر جو ہماری بدقسمتی سے آج تک باوجود سالہا
سال گذر جانے کے گمنامی کے بکس میں بند پڑا ہوا ہے ہم سے ناآشنا نہ ہوتا۔
تاہم اب بھی کچھہ نہیں گیا ہے۔ کوشش کر کے اصلاح پرنٹنگ کمپنی اگر
آپ قایم کر دیں تو یقین کرنا چاہیئے کہ تلافی مافات کے اطمینان بخش
ذرائع بہت جلد پیدا ہو جاوینگے جو نقائص آپ اصلاح میں بتاتے ہیں
انشاء اللہ پھر آپکو اُن کی کوئی شکایت نہ ہوگی۔
تنقید بخاری جو اسلامی دنیا میں خیر المرسلین کی سچی شریعت کی تنزیہ
اور ترویج کے لئے عالم شہود میں آئی ہے اور حضرت امام بخاری کی محنت کو
ٹھکانے لگا رہی ہے وہ بھی جداگانہ مجلد کی شکل میں آپکو ملجائیگی۔
رسالہ الشمس جسکی بے نظیر تحقیقاتیں آجتک چشم فلک نے
بھی نہ دیکھی ہیں استحکام اور استقلال کے ساتھہ شایع ہو کر قوم مسلمانان
میں ایک نئی روح پھونکے گا۔
قوم میں جو علمی اور مذہبی مذاق ناداری اور فلاکت کے سبب سے مفقود
ہوتا جاتا ہے اُسکو پورا کرنے کے لئے اصلاح پرنٹنگ کمپنی کافی قوت

اصل ہوجائے ہر قوم کے غیر مستطیع اور نادار لوگونکو بقدر ضرورت مفت کتابیں دے سکیگی
اصلاح ایک بڑا اور اہم فرض جس سے چشم پوشی قوم کیلئے زہر ہلاہل کا کام کر رہی ہے
کمپنی کے ذریعہ سے بوجہ کلی انجام پائیگا -
یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ جو لوگ کمپنی کے شریک ہونگے وہ اپنی قوم کی ایک بڑی خدمت
انجام دینے اور توشہ آخرت کے مہیا کرنے کے علاوہ منافع کے حصول میں ہم خرما و ہم ثواب کے
مصداق ہونگے - لہذا میں اڈیٹر صاحب اصلاح کیخدمت نہایت التجا کے ساتھ یہ عرض کرنا ضروری
سمجھتا ہوں کہ بغیر کسی پس و پیش کے آپ جہانتک ہوسکے کمپنی کے اصول و قواعد ایک علیحدہ
ضمیمہ کے شکل میں جلد مرتب فرماویں اور بعد مرتب ہونیکے گورنمنٹ میں اوسکی رجسٹری ہوکر
کمپنی باضابطہ ہوجاوے - مجھکو کامل امید ہے کہ ہمدردان قوم اصلاح پرنٹنگ کمپنی
سے ضرور متفق ہونگے - اور ہر ضلع اور ہر قصبہ کے لوگونکو آمادہ کرکے سردست مبلغ دس ہزار
روپیہ کے سرمایہ سے یہ کمپنی کی بنا ڈالینگے -

العبد المذنب
سید ابو الفاروق محمد عسکری نقوی الواسطی مرو ہوی
از بدایون (یو - پی)

عرض اڈیٹر

یہ نمبر قبل از ماہ محرم باین غرض ترتیب دیا گیا تھا کہ عشرہ میں شایع ہوجاے اور اسکے مضامین
سے ہر شخص مستفید ہو - مگر بوجوہ ناگفتہ - ایسی تاخیر ہوئی کہ ماہ صفر میں یہ پرچہ شایع ہوتا ہے - لہذا
واقعات فساد محرم جوبلپی - لکھنؤ - رنگون - ڈہاکہ - جیرہ کو امسال پیش آئے نہ درج
ہوسکے کیونکہ حجم رسالہ بجاے ۴۸ صفحہ کے ۹۶ صفحہ ہوچکا تھا - کاپیاں لکھی جاچکی تہیں - مضامین
ایسے ضروری اور مسلسل تھے کہ اونکا اخراج نامناسب تہا اور تاخیر بھی بعید ہوچکی تھی لہذا
جو ضروری مضامین اس نمبر میں نہ شایع ہوسکے بعض ضروری مضامین کیطرف اشارہ کیا جاتا ہے
قبول حق یہ بھی فضل خدا ہے کہ جب زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے **خارجیت** کا طوفان برپا ہے
بعض بعض گوشوں سے قبول مذہب حق کی صدا بلند ہورہی ہے جناب **محمد ادریس خان**
صاحب بدایوں سے چھ آدمی کا شیعہ ہونا لکھتے ہیں جنمیں سے تین آدمی ابھی نام ظاہر کرنا خلاف
مصلحت سمجھتے ہیں اور ہم کل کا نام مخفی رکھتے ہیں جناب سید **محمد اصغر حسین** صاحب
تحصیلی جائس ضلع راے بریلی سے چار آدمی مذہب شیعہ قبول کرنا لکھتے ہیں جنمیں سے ایک

شخص نوعمر تعلیم یافتہ ہے کسی مدرسہ میں اوسکا انتظام کیا جاتا ہے جناب مولوی سید محمد زکی صاحب شید فتحپور سے تین آدمی کا شرف بمذہب حق ہونا لکھتے ہیں جنمیں سے دو آدمیوں کے اخراجات کی کفالت جناب مولوی حکیم ابوالقاسم صاحب رئیس نے قبول فرمائی ۔ سرور آپہی کی وجہ سے وہانکا فساد بھی ملتوی رہا ورنہ اہلسنت نے ہندو و بگوپیہ کا کر وہاں بھی فساد کرنا چاہا تھا ۔

یثبتہم اللہ بالقول الثابت وھداھم الی صراط مستقیم

تحصیل بلودا بلدار موضع مبرا ڈیہہ ضلع رائپور کے مالگذار حافظ عبد العظیم بیگ صاحب عرف نھے میاں نے جو مذہب اہلسنت و الجماعت کی ایک مشہور ممبر ہیں تعزیہ کو پہلے شرک و بدعت سمجھتے تھے اس سال ان تمام اعتقادات فاسدہ سے تائب ہوکر پورے اہتمام اور خلوص سے سرگرم عزاداری امام مظلوم ہوے اور ایک شاندار تعزیہ بنایا ۔

منشی نراین دین عرایض نویس رائپور کی تین عورتیں مبتلائی طاعون ہوئیں ایک کے مرنے پر انہوں نے امام باڑہ سید اولاد حسین صاحب سجاد میں ۷ محرم کو نذر مانی ۔ خدا نے دو عورتوں کو شفائے عاجل عطا کی حالانکہ ڈاکٹر وغیرہ مایوس ہو چکے تھے ۔ شخص مذکور نے ۹ محرم کو ایفائے نذر کی ۔

افسوس کہ ایک شخص محلہ گولکھ پور ڈاکخانہ جہندر و پٹنہ سے لکھتے ہیں کہ بوجہ ناواقفی رہنمای شیعہ جو ادنکی خبر نہیں لیتے ۔ مذہب عیسائی قبول کرنا چاہتے تھے ۔ دفتر اصلاح نے پانچ روپیہ ماہانہ مقرر کیا کہ آپ یہاں آکر دفتر کا کام کریں بشرط لیاقت ترقی بھی کی جائیگی حضرات شیعہ سے امید ہے کہ وہ اپنے اس دینی بھائی کی خبر لینگے اور دفتر کو اصلیت و غیر اصلیت سے مطلع کرینگے بہتر ہوتا کہ ایک فنڈ قایم کیا جاتا جس سے ادن نومسلموں کی کفالت کیجاتی جو مذہب باطل چھوڑکر مذہب حق قبول کرتے مگر ہای کہاں ایسی توفیق ۔ مدرسہ احسن المدارس سکندرپور ضلع بلند شہر کی ایک شاخ جب تحریک اصلاح حافظان قران کیلئے قایم کی گئی ۔ اوسکے منتظم جناب سید اعجاز حسین صاحب وکیل تحریر کرتے ہیں کہ ماہ ذیحجہ ۱۳۲۵ھ کے سالانہ امتحان میں ایک طالب العلم مسمی بہ عنایت اللہ صاحب عمر دوازدہ سالگی درجہ حفظ قران میں پاس کیا اور حافظ کامل ہوئے دوسرے شیعہ بچے حفظ میں مشغول ہیں مجالس عزا میں حسب تحریک اصلاح قران خوانی بھی ہوتی ہے ۔۔۔ سپارہ قوم اگر متوجہ ہو تو کم سے کم ۔۔۔ انعام ۔۔۔ اس ۔۔۔ طالب العلم کو ۔۔۔ انعام دیا جاوے ۔ اگر قوم متوجہ ہوئی تو انشاء اللہ ۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

اصلاح پرنٹنگ کمپنی لمیٹڈ کجھوہ

ضلع سارن

اغراض ومقاصد

(۱) اصلی مقصد اس کمپنی کا قومی سرمایہ سے ایک ایسی تجارت کا قایم کرنا ہے جس سے دینی و دنیوی دونوں فوائد حاصل ہوں ۔ اور فرقۂ حقہ شیعہ کو قواعد تجارت کی تعلیم دینا جس سے عام میلان تجارت کی طرف پیدا ہو

(۲) چونکہ ہماری قوم کا کوئی قومی پریس نہیں ہے جو بہ اصول تجارت چلتا ہو کہ جو شخص چاہے تاجرانہ حیثیت سے اوسمیں اپنی کتابیں چھپوائے جس سے اکثر مصنفین و مولفین کی کتابیں بند پڑی پڑی سڑ گل جاتی ہیں ۔ یا انواع و اقسام کی زحمتیں اور مصارف کثیرہ خرچ کرکے نہایت ابتری اور غلط دوسرے مطبع میں کتابیں چھپتی ہیں لہذا سب سے مقدم کام اس کمپنی کا یہی ہوگا کہ مشین منگائے اور کاغذ وپتھر جس سے تجارتی اصول پر ایک اعلی درجہ کا پریس قایم ہو کہ ہر قسم کی مذہبی کتابیں اسمیں طبع ہوں اور ہر شخص کی مصنفات و مولفات یا کتب قدیمہ سے جو مناسب ہو طبع ہوں اور فروخت کی جائیں ۔

(۳) اس کمپنی کا پہلا فرض یہ ہوگا کہ نہایت عمدہ اور صحیح ترجمہ قرآن مجید مع مختصر یا مفصل تفسیر کے شایع کرے جسکا ترجمہ مطابق حق اور واقع ہوگا ۔ کیونکہ آجتک جو ترجمے ملک میں شایع ہوے کوئی بھی مذہبی تعصب سے پاک نہیں اور بعض میں تو ایسی غلطیاں اور خرابیاں ہیں جس سے کلام خدا اپنے اصلی حالت پہ باقی نہیں

مگر سب سے انسب یہ ہے کہ پورا حصہ ایک دفعہ آجاسے کیونکہ جہاں ہماری تعداد کم ہے وہاں سرمایہ کی مقدار بھی کم رکھی گئی ہے لہذا پوری رقم کا ایک دفعہ آنا مناسب ہے کیونکہ مراسلات وغیرہ کا خرچ کمپنی پر پڑیگا مگر اسکی پابندی لازمی نہیں

(۵) فارم مطبوعہ بغرض شرکت کمپنی حاضر ہے جسمیں خریداران اصلاح والشمس کو نمبر خریداری لکھنا نہایت ضروری ہے

(۶) ہر حصہ دار کو اختیار ہوگا کہ اپنا حصہ واپس لے مگر تاریخ افتتاح کمپنی سے دو سال کے اندر مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ الا اینکہ اپنی ضرورت سے کمپنی کو مطلع کریں اور کمپنی اگر خود واپس لیسکیگی تو واپس دیگی۔ ورنہ خریدار فراہم کرنیکی کوشش کریگی۔

محافظین کمپنی

(۱) جناب فخر الحکمٰی مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ دام ظلہ سرپرست اصلاح والشمس رئیس کھجوہ ضلع سارن (۲) جناب مولوی سید وزیر حسن صاحب بی اے بی ال وکیل ہائیکورٹ رئیس کھجوہ پلیڈر چھپرہ (۳) جناب مولوی سید اظہار الحسن صاحب بی اے ڈپٹی کلکٹر چھاپی کوٹھی رئیس کھجوہ (۴) جناب سید محمد عسکری صاحب رئیس و زمیندار اعظم کھجوہ (۵) جناب سید حید رحسین صاحب اوڈیٹر رسالہ الشیعہ

منیجنگ ڈائرکٹر سید علی حیدر اوڈیٹر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

(نوٹ) چونکہ اس کمپنی کی غرض نہ نمایش ہے نہ فضول ریاکاری لہذا صرف وہی لوگ ڈائرکٹر یا محافظ مقرر رکئے جاتے ہیں جنکی شرکت اور جنکا مشورہ ہر جزئی کاروبار میں ضروری اور لازمی ہے اور بغیر انکی راے و مشورہ کے کوئی کام جو مشورہ طلب ہے نہوگا۔

ترجمہ و تصنیف و تالیف کتب میں خصوصاً ترجمہ کلام اللہ میں علاوہ دیگر علماے اعلام ایدہم اللہ کے خصوصاً جناب ناصر الملۃ والدین سرکار شریعتمدار مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان لکھنؤ دام ظلہ العالی سے خاص طور پر

امداد لی جائیگی انشاء اللہ

(منافع)

فضل خدا سے امید ہے کہ اس کمپنی کے منافع سب سے زیادہ ہوں کیونکہ اسمیں نفع دین و دنیاء دونو شریک ہیں۔ نفع دینی تو ترویج و اشاعت دین حق ہے جسکے اجر و ثواب سے کسیکو انکار نہو گا۔ نفع دنیوی یہ ہے کہ جسطرح کل کمپنیاں منفع ہوتی ہیں یہ کمپنی بھی منفع ہوگی کیونکہ ہماری قوم جسقدر فیاض اور شایق علم ہے کسی سے مخفی نہیں۔ پہر اگر اپنے ہی کارخانہ سے اپنی ضرورتیں پوری ہوں تو کون کہ سکتا ہے کہ ہماری قوم اوس سے اعراض کریگی کیونکہ اپنا نفع اپنے ہی جیب میں رہیگا۔

حساب کتاب کا جانچ پرتال محافظین کمپنی کے متعلق ہوگا جو اصل سرمایہ کو محفوظ رکہکر اخراجات واجبی کے بعد جو نفع ہوگا آخر سال میں ڈائرکٹران کمپنی غلبہ راے سے فیصلہ کرینگے کہ کسقدر روپیہ ترقی کے لئے محفوظ رکہنا ضروری ہے اور بقیہ روپیہ حصہ داروں کو تقسیم کیا جاے جسمیں چار حصہ ہونگے ایک حصہ یتیمخانہ کے لئے علیحدہ کیا جائیگا جسمیں اور کار خیر بھی شامل ہیں تین حصے قوم کے ہونگے جنہیں وہ چاہیں بصورت نقد وصول کریں یا پہر اصل سرمایہ میں شامل کریں۔ جیسی راے ہوگی مطابق اوسکے عمل کیا جائیگا

حساب کتاب کا جانچ پرتال سہ ماہی پر کیا جائیگا جسکا رپورٹ بذریعہ اصلاح یا دیگر قومی اخبار و رسائل کے بغرض اطلاع عام شایع ہوگا۔

(نوٹ) :- سواے اون لوگوں کے جو خاص طرح پر کمپنی کے ملازم ہونگے پہلی سال کوئی دوسرا شخص جو مہتمم وغیرہ کا کام انجام دیگا کوئی اجرت نہ پائیگا۔ بلکہ محض قومی ہمدردی سے وہ اپنا وقت عزیز اس کمپنی کی خدمت میں صرف کریگا۔

(نوٹ) یہ فہرست اون حصہ دارونکی ہے جنہونے آخر محرم ۱۳۲۲ھ تک حصہ داری منظور کی

(التماس آخری)

چونکہ اس کمپنی کی غرض اصلی اشاعت وحمایت دین ہے بشمول تجارت اور ہماری اشغال
اصلاح و الشمس کے بدولت بہت بڑھے ہوئے ہیں لہذا بغیر کسی لائق منیجر یا مہتمم کے ملازم رکھے ہوئے
ہر کام کا اپنے وقت پر انجام پانا مشکل ہے۔ اسلئے برادران ایمانی سے امید ہے کہ اگر وہ اس کمپنی کو مفید
اور ضروری سمجھتے ہیں جیسا کہ اونکی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے تو جہانتک جلد ہو سکے اس طرف توجہ
کریں کہ اپنے حصہ کا روپیہ بلا کسی تردد کے دفتر اصلاح میں روانہ کریں جو ہر طرح محفوظ رہیگا۔
حصہ داران کمپنی اگر اسکا خیال کرینگے کہ جب کمپنی باضابطہ قایم ہو جائے تب ہم شرکت کرینگے تو آپ
سمجھ سکتے ہیں کہ پھر یہ کمپنی کیونکر قایم ہو سکتی ہے کیونکہ یہ کمپنی کوئی بینک نہیں ہے کہ جب چاہا اپنا
روپیہ جمع کیا یا نہ کیا بلکہ یہ کمپنی ہے جسمیں فی الحال دس ہزار روپیہ مطلوب ہے کہ پانچہزار میں
مشین آئے اور پانچہزار میں کاغذ وغیرہ جسمیں یہ کل سرمایہ صرف ہوگا اور سرمایہ محفوظ [illegible]
ہوگا جو علاوہ اسکے مطلوب ہے کیونکہ اصلی سرمایہ [illegible] ہزار قرار دیا گیا ہے۔
لہذا اگر حصہ داران نے تساہل کیا یا اسکی طرف سے غفلت تو نہ کمپنی قایم ہوگی نہ کوئی کام چلیگا۔
اور غیروں کی شماتت جو ہوگی اوسکے علاوہ خود حصہ داروں میں کمپنی کی بدنامی ہوگی اور بدظنی
جسکا سارا الزام دفتر اصلاح پر قایم ہوگا حالانکہ اوسکا کوئی قصور نہ ہوگا۔

لہذا یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ہر حصہ دار اپنا نصف یا کل تاریخ نہم
ربیع الاول روانہ کرے کہ کم سے کم پانچہزار روپیہ جمع ہو جائے کہ مشین
وغیرہ کی فکر کی جائے۔

اگرچہ پانچہزار روپیہ کا سرمایہ اندر ایکماہ کے جمع ہوگیا تو ہم امید کرتے ہیں کہ دوسری سہ ماہی میں
رجسٹری باضابطہ بھی اس کمپنی کی ہو جائیگی اور مشین وغیرہ بھی آجائیگی کیونکہ کلکتہ سے مراسلات
کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے صرف روپیہ کا انتظار ہے۔
قوم کے اطمینان کے لئے ابھی تو صرف دفتر اصلاح کو اسکی کفالت میں دیتا ہوں اور بعد رجسٹری
خود کمپنی آپ اپنی ضامن ہوگی۔ لہذا اب کسیطرح تاخیر کا موقع نہیں ہے۔ ہمدردان

[illegible]

رسالہ

اصلاح

[illegible]

نمبر ۲ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگار	صفحہ
۱	رسید زر چندہ اصلاح پرنٹنگ کمپنی	.... اڈیٹر	۱
۲	الال والاصحاب	.... //	۳
۳	مناظرہ امروہہ	جناب سید محمد مجتبی صاحب	۲۸
۴	سائنس اور اسلام	جناب سید محمد صاحب بی اے نونہروی	۳۷
۵	فساد محرم	.... اڈیٹر	۴۱
۶	اخبار اہل فقہ کی بے تعصبی	.... اڈیٹر	۵۲
۷	اربعین لکھنو وغیرہ	.... اڈیٹر	۵۳
۸	اعظم حوادث	.... //	۵۷

مرتبہ علی حیدر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

قیمت سالانہ [illegible] فی پرچہ [illegible]

مظفری یتیمخانہ فنڈ - جس کس مپرسی عالم میں یہ غریب فنڈ پڑا ہوا ہے رسید حسب ذیل سے اسکی حالت ظاہر ہو - جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب گوالیار (۱۲ ۲/۱) اہلیہ جناب سید عابد علی صاحب رئیس پان دریبہ بتقریب ولادت باسعادت نور سلامتی سید محمد عسکری سلمہ اللہ والبقاہ عـــہ

میزان سابق سے ... میزان الکل ...

(نوٹ) اب مناسب ہے کہ یہ رقم کسی مصرف خیر میں صرف کی جاوے - مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ میں کچھ یتیم تعلیم پاتے ہیں اگر قوم کی اجازت ہو تو اوس مدرسہ کی کچھ امداد اس فنڈ سے کی جائے

اعانت حافظ علی حسین صاحب بکولیا ضلع بستی جناب مرزا علی حسین صاحب دار الشفا حیدر آباد دکن مع چندہ اصلاح پرنٹنگ کمپنی -

قبول حق میں نے بدایوں کے متعلق لکھا تھا کہ وہاں چھ آدمیوں نے مذہب حق قبول کیا ہے جنمیں سے تین آدمیوں کا نام نامی حسب ذیل ہے (۱) سید دلبر علی صاحب عرف انیس دولہ محلہ سرائے میران بدایوں (انکی ایک ذاتی تحریر آیندہ نمبر میں شایع ہوگی) (۲) جناب عون علی صاحب مع زوجہ ساکن ایضاً - ان حضرات نے بعد تحقیق مذہب حق قبول کیا

انعام حافظ قران گذشتہ نمبر میں حافظ کفایت اللہ صاحب کا بعمر دوازدہ سالگی حافظ قران ہونا لکھا گیا تھا - اور قوم سے اپیل کی تھی کہ عہ بطور انعام دینا چاہئے - الحمد للہ کہ مکرمی جناب احمد میاں قور صاحب سیٹھ جاملی محلہ بمبئی نے میری یہ آرزو پوری کی اور اپنے جیب فتوت سے یہ رقم عنایت کی جو بہت جلد موصول ہوتی ہے انشاء اللہ

آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

چونکہ اجلاس مرکزی کمیٹی منعقدہ ماہ فروری میں آیندہ تاریخ جلسہ شیعہ کانفرنس ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - نومبر ۱۹۱۶ء مقرر کی ہے - مگر بوجہ شدت گرما و کثرت کار ہنوز ڈیپوٹیشن وغیرہ کی روانگی بیرونجات کی طرف نہو سکی - لہذا جن حضرات مومنین کو بطور ممبر یا وزیٹر کانفرنس میں شرکت منظور ہو - براہ مہربانی وہ براہ راست زر چندہ مع اپنے مفصل پتہ کے بنام راقم ارسال فرما کر شکر گذار فرمائیں - مثل سال گذشتہ فیس ممبری ہے فیس وزیٹری عہ

المشتہر سید علی غضنفر آنریری سکرٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

نوٹ - مندرجہ بالا تاریخ پر بہت سے لوگوں کا اعتراض ہے جسکو ہم آیندہ نمبر میں لکھینگے مگر قدیمیں ہی اور روز بھری میں کسیکو عذر نہیں جلد اسطرف توجہ کرنی چاہئے شیعہ کانفرنس کی شرم مومنین کے ہاتھ ہے

راؤ بیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۲ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۶ہجری | جلد ۱۱

عرض ضروری

جن حضرات کے پاس یہ نمبر بذریعہ وی۔پی۔نہ پہونچے اونکی خدمت میں نمبر ۳ بذریعہ ویلیو جائیگا۔ لہذا اگر بعد وصول ہذا اپنا چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائیں تو دفتر نہایت درجہ اونکا شکرگذار ہوگا۔ مگر نمبر خریداری اپنا کوپن میں ضرور لکھیں

رسید زر وصولی حصہ داران اصلاح پرنٹنگ کمپنی

لغایت ۱۳ ربیع الاول

بقیہ حصہ ہذا جناب فقیر محمد صاحب بہو نصف — صہ

(۱۱) جناب سید محمد جعفر صاحب رئیس اور پیم ڈپارٹمنٹ فتحگڈھ فرخ آباد بمد ۲۶ یہ ا نصف — صہ

(۱۲) جناب مرزا محمد باقر بیگ صاحب معرفت جناب مرزا علی حسن صاحب۔ دار الشفا حیدرآباد دکن ۵ حصہ — ے عہ

(۱۳) جناب مرزا محمد مظفر و مرزا محمد حیدر صاحب بولایت جناب مرزا علی حسین صاحب ۲ و حصہ — عہ

(۱۴) جناب حمید النسا بیگم صاحبہ بولایت مرزا دبیر حسین صاحب ۱ حصہ — صہ

(۱۵) جناب زائر حسین صاحب بولایت مرزا مقبول حسن صاحب ۱ حصہ — صہ

(۱۶) جناب سید محمد صاحب ای ڈی رئیس نوابزادہ بارہ بنکے — صہ

(۱۷) جناب سید وارث علیشاہ کلرک سیالکوٹ ۱ حصہ — عہ

(۱۸) جناب مرزا مظفر علی صاحب گرداور قانونگو تحصیل جالون ت ۲۰۲۸ ۱ حصہ — عہ

(۱۹) جناب قاضی سید وارث حسین صاحب کلانوری ۱۲۹۹ ۱ حصہ — صہ

(۲۰) جناب احمد میاں فور صاحب جالی محلہ بمبئی ت ۲۰۵۴ — صہ

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

کے قواعد وضوابط آپکے نظر سے گذر چکے ۔ فوائد ومنافع اسکے آپکو بخوبی معلوم ہو چکے جس مستعدی و سرگرمی سے آپ حضرات مستعد و آمادہ ہیں خدا ہی اسکی جزای خیر عنایت کرے کیونکہ ایک تو اس کمپنی سے تجارت کو وہ حقیقتاً شیعہ میں رایج کرنا منظور ہے جس سے ہماری قوم ابتک غافل تھی ۔ دوسرے ہم چشموں اور ہم ملکوں میں اعتبار پیدا کرنا مقصود ہے کہ ہم بھی زندہ قوموں میں ہیں جو اپنی قوم کیلئے سرمایہ جمع کرکے قومی سرمایہ سے کام کر رہے ہیں تیسرا ایسی تجارت کرنا چاہتے ہیں جس سے دین و دنیا دونوں کا فائدہ کیونکہ ترجمہ قران مجید صحیح صحیح شایع ہوگا جسکی بیحد ضرورت ہے ۔ پھر ترجمہ و شرح نہج البلاغہ جسکے اشتیاق میں ایک مدت گذر گئی ۔ حالانکہ یہ وہ کتاب ہے جسکے ترجمے لوتھر جیسے پیرس ۔ جرمن مصر میں مگر رشایع ہو چکیں اور دوسری قومیں اسکو دستور العمل بنا رہی ہیں مگر ہم اسکی زیارت سے بھی محروم ہیں ۔

لیکن یہ مستعدی قوم کی اور اسطرح کی ولدہی اوسیوقت بکار امد ہو سکتی ہے کہ یہ کمپنی قایم ہو جسکا سرمایہ ۲۵ ہزار رکہا گیا ہے ۔ اور دس ہزار سے اسوقت ابتدا منظور ہے کہ پانچہزار روپیہ فراہم ہونے پر باضابطہ رجسٹری کرائی جاے جسکے لئے ضرور ہے کہ قوم پوری مستعدی سے کام لے اور قوت مجتمعہ سے یکوقت سرمایہ فراہم کرے ۔

کوئی کام ایسا نہیں ہے جسمیں نفع ضرر دونوں کا پہلو نہ نکلتا ہو ۔ مگر خدا نے عقل اسواسطے دی ہے کہ ضرر سے بچیں اور راہ نفع کو اختیار کریں یہی اصول اس کمپنی کا بھی ہے کہ عقل سے دیانت سے تدبیر سے کام کرنا چاہتی ہے ۔ اور فضل خدا سے امیدوار ہے ۔ اب اگر قوم نے قواعد وضوابط سے یہ نتیجہ نکالا کہ کمپنی قایم ہوگی ۔ کام ہو رہا ہے سال بہر کے بعد نفع کا استحقاق ہوگا تو خدا ہی حافظ ہے اس کمپنی کا جسکا سرمایہ یہی ہے جو آپ دیکھ چکے ۔ اور اگر قوم کو تاریخ نہم ربیع الاول کا انتظار ہے تو الحمد للہ کہ وہ تاریخ سعید بھی آگئی ایک دفعہ ہمت مردانہ سے کام لیجئے ۔ اتن ۔ ما ۔ ہو را ہو گے

مسلم ہیرلڈ

جس انگریزی اخبار کا ہمنے وعدہ کیا تہا الحمد للہ کہ تاریخ ۱۱ سے مہینہ میں دو بار شایع ہو رہا ہے سالانہ چندہ سے ہے عزیزی سید حیدر حسین صاحب سلمہ منیجر شیعہ کے منیجری سے بازار بندی لکھنؤ ضلع سارن سے شایع ہوتا ہے ۔ دو نمبر اسکے نکل چکے ہیں جسکا اثر یہ ہوا کہ ہکا اور دیگر اقوام میں ہمارا خاص اثر پیدا ہو چلا

[illegible]

الآل والاصحاب

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو اصلاح ۔ جلد۱۱

جناب امام حسینؑ نے جس قوت ایمانی اور روحانیت حقہ سے محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اس بیعت یزیدی سے مخالفت کی ہے اگرچہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ مگر اسطرح کی شجاعت اور جرأت اور شفقت سے کام لیا ہے کہ اس سے بڑھکر ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اسلام تو نام ہے محض اطاعت خدا و رسول کا۔ اسکو دنیاداری ۔ مکاری ۔ عیاری سے کیا واسطہ اسکا کام تو محض حقانیت و روحانیت پھیلانا ہے نہ درندگی و سبعیت جو کہ رہبانیت ہے

یہ تو عام حکم اسلام ہے اور امام کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے افعال و اقوال سے بتلائے رسول اللہ کی شریعت کیا ہے وہ کس طریق سے حق کو رائج کرتا ہے کہ عقل و شرع میں منافات نہ ہو کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ہم غافل رہے حجت ہم پر ناتمام رہی ۔ اسیوجہ سے حضرت کے کل حرکات و سکنات اس مخالفت یزیدی میں ایسے رہے کہ حق سے ایک نقطہ برابر بھی علیحدگی نہو۔

طلبی امام حسینؑ برائے بیعت ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مخالفت یزید میں تین آدمی کا نام پہلے سے مشہور تھا جناب امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر اگرچہ عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن عباس کی نسبت بھی حکم خاص تھا۔ مگر زیادہ تشدد دو ہی آدمی پر تھا کیونکہ عبداللہ بن عمر پہلے ہی بیعت کرچکے تھے اور لاکھ درہم ہضم کرچکے تھے تو اب رہ گئے جناب امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر۔ ان دونو آدمیوں سے بیعت لینے کے بارے میں علامہ ابن اثیر جزری تاریخ کامل میں کہتے ہیں

ولم یکن لیزید ھمہ الا بیعۃ النفر الذین ابوا علی معاویہ بیعتہ فکتب الی الولید بخبرہ بموت معویہ وکتابا اخر صغیرا فیہ اما بعد فخذ حسینا وعبداللہ بن عمر وابن الزبیر بالبیعۃ

اخذا لیس فیہ رخصة حتی یبایعوا والسلام (ص ۵ جلد ۴)
یعنی تمامتر ہمت یزید یہ تھی کہ اونلوگوں سے بیعت لے جنہوں نے بعہد معویہ انکار کیا تھا ۔
پس لکھا ولید عامل مدینہ کو خبر موت معویہ اور دوسرا ایک چھوٹا رقعہ لکھا کہ امابعد
پس پکڑو حسین کو اور عبداللہ بن عمر اور ابن زبیر کو بیعت پر یہ مواخذہ ایسا ہو کہ
کسی قسم کی اسمیں رخصت نہیں ہے یہانتک کہ بیعت کریں ۔
اس رقعہ میں ایک حکم ہے تینوں آدمیوں کے لئے اگرچہ ابن عمر خود مستثنی ہیں مگر ولید
نے جو آدمی بھیجا وہ بھی صرف جناب امام حسین اور ابن الزبیر کے پاس گیا تاریخ کامل
میں ہے فارسل الولید عبد اللہ بن عمرو بن عثمان وھو غلام حدث
الی الحسین وابن الزبیر فوجدھما فی المسجد وھما جالسان ص ۷
یعنی ولید نے عبداللہ بن عمر بن عثمان (یعنی عثمان کے پوتے کو) بھیجا حالانکہ وہ ابھی
تازہ جوان لڑکا تھا جناب امام حسین اور ابن الزبیر کے طرف اوسنے پایا دونوکو مسجد
میں بیٹھی ہوئی ۔
خود ابن الزبیر نے جناب امام حسین سے پوچھا کہ آپ کہ سکتے ہیں اسوقت رات کو
کیوں ہملوگونکو بلاتا ہے حضرت نے فرمایا اظن ان طاغیتھم قد ھلک
فبعث الینا لیاخذنا بالبیعة قبل ان یفشوا فی الناس الخبر
کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انکا طاغیہ ہلاک ہوا اور اسلئے بلایا ہے کہ قبل فاش ہونے
خبر کے ہملوگوں سے بیعت لے لے ابن الزبیر نے بھی اسکی تصدیق کی اور پوچھا کہ پھر آپ
کیا کیجیگا فرمایا کہ میں جاونگا ابن الزبیر نے کہا مجھے خوف آتا ہے کہ آپکو کوئی صدمہ
نہ پہونچے امام نے فرمایا ہم اس طرح جائینگے کہ اپنی حفاظت کا سامان کرلینگے ۔

فرق امام وغیر امام یہیں سے امام اور غیر امام کا فرق نمایاں ہوتا ہے
کہ جو معاہدہ پہلے ہو چکا تھا بزمان امام حسن و معویہ حضرت اوسکے پابند ہیں انکار
نہیں کرتے بکمال شجاعت و جرات تشریف لے جاتے ہیں اور آپکے اعزا اقربا
بیرون در مستعد و آمادہ موجود ہیں کہ اگر آواز بلند ہو تو یہیں فیصلہ کرلیا جائے

بیعت کے بارے میں فرمایا۔ ہمارا ایسا آدمی نہ رات کو بیعت کرسکتا ہے نہ چھپ کر نہ تم اسپر راضی ہوسکتے ہو صبح کو جب سب جمع ہونگے دیکھا جائیگا یہ فرما کر چلے تھے کہ مروان نے ولید کو رائے دی یا اسیوقت بیعت لے لو یا قتل کرو کہ پھر انکی غبار بھی نہ ملیگی جسپر حضرت نے بھی بکمال جرأت و جلالت جواب دیا کیا تیری مجال ہے کہ تو مجھے قتل کرسے واللہ یہ ممکن نہیں۔

یہ ہے حضرت کی جرأت اور جلالت کہ وہاں تشریف لیگئے اور مردانہ وار گفتگو کی اور دولتسرا میں تشریف لائے کہ نہ کوئی یہ کہ سکتا ہے آپ خائف و ترسان ہوکر چھپ رہے نہ کوئی یہ کہ سکتا ہے کہ حیلہ حوالہ کر رہے ہیں چور کی طرح دبک رہے ہیں بخلاف ابن زبیر کے تو وہ گھر میں جا کر چھپ رہا ولید کے پیادہ پر پیادہ آرہے ہیں وہ گھر سے نکلتا نہیں آخر یہ حیلہ کیا کہ اپنے بھائی جعفر بن زبیر کو ولید کے پاس بھیجا اوسکی سفارش پر کہ عبد اللہ بن زبیر خوف زدہ ہو رہا ہے آج کی شب مہلت ملے کل حاضر ہونگے۔ ایک شب کی مہلت ملی اور وہ اوسی شب کو جانب مکہ فراری ہوا۔

تاریخ کامل میں ہے واما ابن الزبیر فقال الان اتیکم ثم اتی دارہ فکمن فیھا ثم بعث الیہ الولید فوجدہ قد جمع اصحابہ واحترز فالح علیہ الولید وھو یقول امھلونی فبعث الیہ الولید موالیہ فشتموہ وقالوا یا ابن الکاھلیہ لتاتین الامیر او لیقتلنک فقال لھم واللہ لقد استربت لکثرۃ الارسال فلا تعجلوا لی حتی ابعث الی الامیر من یاتینی برایہ فبعث الیہ اخاہ جعفر بن الزبیر فقال رحمک اللہ کف عن عبد اللہ فانک قد افزعتہ وذعرتہ وھو یاتیک غداً انشاء اللہ فمر رسلک فلینصرفوا عنہ فبعث الیھم فانصرفوا وخرج ابن الزبیر من لیلتہ فاخذ طریق الفرع ھو واخوہ جعفر لیس معھما ثالث

وسار الخو مكة براح الرجال فى طلبه فلم يدركوه صرف

یعنی ابن زبیر نے کہا ابھی آتا ہوں یہ کہکر گھر آیا اور چھپ رہا پھر ولید نے اوسکے پاس لوگونکو بھیجا تو دیکھا کہ وہ چھپ گیا ہے ولید نے اصرار کیا اور وہ کہتا کہ مہلت پس ولید نے اپنے غلامونکو بھیجا اونہونے آکر خوب گالیاں دیں اور کہا کہ اے پسر کاہلیہ (اونکی ماں بدنام کا نام ہے) چلو امیر کے سامنے ورنہ وہ قتل کریگا تب ابن زبیر نے کہا میں قاصدونکی آمد سے پریشان ہو گیا اتنی مہلت دو کہ امیر کی راے دریافت کرلوں پھر اپنے بھائی جعفر کو بھیجا اوسنے کہا کہ عبداللہ خوف زدہ ہو گیا ہے آج کی مہلت دو کل صبح کو ضرور حاضر ہوگا۔ ولید نے اپنے آدمیونکو بلا لیا۔ اوسی شبکو عبداللہ اور جعفر بھاگ گئے براہ فرع کوئی تیسرا آدمی اونکے ساتھ نہ تھا ولید نے لوگونکو تعاقب میں دوڑایا مگر وہ نہ ملا۔

دیکھئے ابن زبیر بھی صحابی ہیں اور ابو بکر صاحب کے نواسے اور شجاعت کا بھی دعوی ہے یار و انصار بھی رکھتے ہیں کیونکہ یہ اوس قریش سے ہیں جنکا اتفاق واتحاد معلوم ہے جس سے غصب خلافت کیا۔ انکے لئے اور جناب امام حسین کے لئے یزید کا ایک حکم ہے ولید دونوںکو بلا رہا ہے اور دونو مخالف بیعت یزید ہیں دونو کا فعل بھی ایک ہے مگر فرق دیکھو تو امام معصوم کیا کرتے ہیں کہ حاکم کے پاس بے خوف وخطر جاتے ہیں۔ ابن زبیر وعدہ کرکے روپوش ہوتا ہے۔ امام اپنے اعوان وانصار کو لیکر حاکم کے یہاں تشریف لے گئے۔ ابن زبیر نے بھی اپنے اعوان وانصار کو جمع کیا مگر اپنے گھر حاکم کے یہاں نہیں جاتے۔ امام نے آنے کا وعدہ کیا اور ایفا فرمایا ابن زبیر نے خلاف وعدگی کی اور چھپ رہا۔ امام سے وہاں مروان سے رد و بدل ہوئی آپنے کلہ بکلہ جواب دیا اور گھر تشریف لائے۔ ابن زبیر غلامان ولید کی گالیاں سن رہا ہے اور خوشامدیں کرتا ہے۔ امام خود بنفس نفیس تشریف لیجاتے ہیں اور کمال شجاعت وجرات جواب وسوال معقول کر رہے ہیں۔ ابن زبیر اپنے بھائی کو بھیجتا ہے وہ خوشامد کرتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ کل ضرور آئیگا

اور رات ہی کو فرار کر گیا ۔

بخوف یزید و ولید دونوں نے مدینہ کا قیام ترک کیا اور مکہ کی طرف دار امن سمجھکر روانہ ہوئے ۔ مگر کس طرح کہ امام مظلوم نے شاہ راہ کو نہ چھوڑا اور ابن زبیر نے فرع کی راہ لی جو اوس زمانہ میں غیر معروف راہ تھی ۔

امام مظلوم نے جب مدینہ چھوڑا اور مکہ کی راہ لی تو اوس آیہ کی تلاوت کی جو حضرت موسی نے مصر چھوڑتے وقت کیا تھا تاریخ کامل میں ہے ولما سار الحسین بحو مکۃ قرء فخرج منھا خائفا یترقب

اور جب وارد مکہ معظمہ ہوئے فلما دخل مکۃ قرء ولما توجہ تلقاء مدین

میری غرض اس تحریر سے صرف اسقدر ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو آل و اصحاب کے افعال میں کیا فرق ہے کیونکہ امام حسینؑ کا جو فعل ہے وہ مردانہ غیورانہ ملکیانہ روحانیت اور حقانیت لئے ہوئے ۔ ابن زبیر جو صرف صحابی ہے وہ بھی وہی کام کر رہا ہے مگر مکاری عیاری رذالت لئے ہوئے کیوں ؟ اسیوجہ سے کہ امام کا جو فعل ہے بغرض رضاے باری تعالی اور غیر معصوم کا جو فعل ہے وہ دنیا داری کا کسیطرح دنیا ہاتھ آے ۔ اگرچہ کیسی ہی ذلت و رذالت کے ساتھ

یہاں آپکو جناب امیرؑ کی مخالفت پر خلافت خلیفہ اول سے بھی نظر کرنا چاہئے کہ حضرت دیکھ رہے ہیں یاران طریقت کس طرح اوچھل کود لگا رہے ہیں سقیفہ کے دنگل میں کیسی گاؤ زوریاں ہو رہی ہیں ۔ آپکو مطلق اوسکی پروانہیں اپنے فرض دفن و کفن رسول کو بکمال اطمینان انجام دے رہے ہیں حضرت عباس کہتے ہیں لاؤ ہم بیعت کرلیں کہ کہنے کو ہو جائے عم رسول نے بیعت کی مگر جسطرح جناب امام حسین نے فرمایا تھا مثلی لا یبایع مثلہ جناب امیرؑ نے بھی فرمایا اس امر خلافت میں کون شخص مسلمان ہو کر طمع کر سکتا ہے ۔

بعد دفن رسول جناب امیر نے جمع قران کی طرف توجہ کی جو بحکم رسول خاص آپکا کام تھا جب ابوبکر نے حضرت کو طلب کیا تو قنفذ نے جا کر کہا خلیفہ

رسول بلاتے ہیں فقال علی لسریع ما کذبتم علی رسول اللہ تو جناب امیر نے فرمایا کسقدر جلد افترا کیا تمنے رسول اللہ پر دوبارہ ابوبکر نے بھیجا اور کہا امیر المومنین یدعوک، فرفع علی صوتہ فقال سبحان اللہ لقد ادعی ما لیس لہ کہ امیر المومنین تمکو بلاتے ہیں حضرت نے باواز بلند فرمایا سبحان اللہ اوسنے ایسا دعوی کیا ہے جو کسیطرح اوسکے لئے نہیں ہے۔

اسکے بعد خانۂ زہرا میں آگ لگائی یا آگ لکڑی لیکر عمر صاحب گئے اور حضرت کو پکڑ لائے عمر صاحب تلوار نکال رہے ہیں قتل کی دہمکی دے رہے ہیں مگر کسیطرح نہ حضرت اونسے عاجزی کرتے ہیں نہ اونکی خوشامد کر رہے ہیں نہ چپ رہے ہیں نہ دبکتے ہیں حکیمانہ حجت تمام کر رہے ہیں یہانتک کہ بعد وفات جناب سیدہ مصالحت ہوئی۔

اگر غور کیجئے تو جو کام جناب امیر نے کیا تھا وہی کام جناب امام حسین ع نے کیا فرق ہے تو اسقدر کہ جناب امیر نے اوسوقت تلوار سے نہیں فیصلہ کیا جسکی وجہ بھی حضرت نے خود بتادی کہ اگر میں ایسا کرتا تو دین اسلام مٹ جاتا اور رکفر عود کر آتا اور جناب امام حسین نے تلوار سے فیصلہ کیا کیونکہ ایسا نہ کرتے تو اسلام ہمیشہ کے لئے مٹ جاتا پس مقصود اصلی دونو حضرت کا حفاظت اسلام ہے۔

ہاں اگر جناب امیر اوس روز تلوار نکالتے تو ظاہر اسباب نتیجہ یہی ہوتا کہ جناب امیر شہید ہوتے اور خاندان رسالت مٹ جاتا۔ کیونکہ حضرت نے بچشم خود دیکھ لیا تھا کہ قوم نے دوسرے شخص کو خلیفہ بنایا اور خود بضعۃ الرسول کے درپے آزار ہوگئے حالانکہ ابھی تک نہ آپنے صف کشی کی تھی نہ جہاد کا کوئی سامان کیا تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ آپ یا حسنین علیہم السلام قتل سے بچتے حالانکہ بقائے اسلام بقای عالم کے لئے وجود نسل آل محمد ضروری تھا۔

نبی یا امام کوئی ایسا فعل نہیں کرتے جس سے کسی قانون مروجہ کی مخالفت کا الزام آئے اور وہ کسی حیثیت سے مجرم کہلائیں اسی لئے بالخصوص جناب

نے اوسوقت خاص طور پر طرح دیا کیونکہ آپ جانتے تھے بغاوت اور ایذا و کا بازار گرم ہو رہا ہے اگر حضرت جنگ کرتے تمام مخالفین نہ آپکے نہ صرف آپکے دفعیہ کو سب پر مقدم سمجھتے بلکہ عام طور پر وہی جرایم حضرت پر عائد کیے جاتے اور عام طور سے مشہور کیا جاتا اسی لئے آپنے تلوار کے فیصلہ کو عمداً موقوف رکھا۔

یہی وجہ تھی کہ جناب امام حسینؑ نے تاحیات معاویہ سکوت کیا کیونکہ ایک طرح کا معاہدہ جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے ہو چکا تھا جسکی پابندی عقلائی طریق سے آپ پر لازم تھی۔ مگر حضرت نے اسکو مکروہ سمجھا کہ جس امر کا معاندہ بڑا بھائی کر چکا ہے اوسکے خلاف کریں اور فعل امام خالی از مصلحت نہیں ہوتا لہذا اوسوقت بالکل سکوت کیا اور جب خود معاویہ نے اوس معاہدہ کے خلاف ورزی کرکے یزید کو ولیعہد بنایا اور مرکز اس معاہدہ کو تمام کیا تو حضرت نے نئے معاہدہ کی ابتدا ہی میں نہایت جرأت وشجاعت وشجاعت سے مخالفت کا اعلان کیا اور مردانہ وار حاکم کے گھر سے چلے آئے۔

ہاں ایک دوسرا فرق یہ ہے کہ جناب امیرؑ کے گھر میں عرب کے بدمعاش گھس آئے اور آگ لگادی کیونکہ جناب امیرؑ بالکل تنہا تھے خاندان بنی ہاشم میں صرف تین مرد تھے ایک جناب امیرؑ دوسرے حضرت عباسؓ عم رسول تیسرے حضرت عقیل برادر جناب امیر مگر یہ دونوں آدمی بوجہ پیرانہ سالی یا ضعف جسمانی ایسے تھے کہ جنگ بدر میں مشرکین قریش نے مجبور کرکے اونکو اپنے ساتھ اس غرض سے لیا کہ جناب رسالتمآب سے جنگ کریں۔ اور وہ یہاں آکر اسلام کے قیدی بنے۔

پھر وہ جناب امیرؑ کی کیا حمایت کر سکتے۔ پس اگر جناب امیرؑ اسوقت جنگ کرتے تو مخالفت لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ لازم آتی۔ اور جناب امام حسینؑ خود حاکم مدینہ کے گھر گئے اور اوس سے کلمہ بکلمہ جواب سوال کیا۔ اور بصحت وسلامت واپس تشریف لائے کیونکہ خود آپکے اعزا اجوان بنی ہاشم آپکے ساتھ تھے جنہوں نے اپنی جان امام پر بروز عاشورہ قربان کی علاوہ جان نثار کے جو دوست احباب تھے۔

اب آپکے سامنے دو امام معصوم کی مخالفت ایک ناجائز **خلافت** سے موجود

خانہ خدا کی تعظیم و احترام کو تمامی اہل اسلام پر لازم کیا۔ یہانتک کہ حضرت نے خود فرمایا خدا نے صرف ایک ساعت کے لئے مجھے اسمیں (قتل) کو جائز کیا ورنہ ہمیشہ کے لئے اسمیں جنگ و پیکار حرام ہے۔ بلکہ کفار بھی قدیم الایام سے اسکا احترام کرتے اور ہر طرح کے ظلم وستم سے باز رہتے۔ پھر کیونکر جناب امام حسینؑ اسے محل امن سمجھ کر نہ قیام کرتے حالانکہ اسمیں بھی یہ مصلحت تھی کہ حضرت اپنے قیام سے تمام عالم پر احکام خدا و رسول کی تصدیق ظاہر کریں کہ دیکھو جب وقت خوف ہوا ہمنے بھی یہاں آکر پناہ لی اور اسکو محل امن قرار دیا۔

مگر خدا نہ بخشے اون صحابہ مسلمان نما فرونکو جنہوں نے اپنی دنیاواری سے بتادیا کہ خدا اور رسول کے احکام کے ہم پابند نہیں نہ اوسپر عمل کرتے ہیں بلکہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور اسیکا نام اسلام ہے۔ پھر کون کہسکتا ہے کہ یہ صحابہ مسلمان تھے

دیکھو جب ابن الزبیر بھاگکر مدینہ سے مکہ میں آئے ہیں اور اوسکے دوسرے رخ جناب امام حسینؑ نے بھی مدینہ چھوڑکر حرم خدا میں پناہ لی۔ تو اوسی زمانہ میں یزید کی فوج مدینہ سے چلی ہے اور مکہ میں آکر خونریزی کی۔

تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری میں ہے کہ وفات معویہ اوایل ؁۶۰ھ میں ہوئی اور جناب امام حسینؑ اوائل ماہ شعبان میں وارد مکہ معظمہ ہوئے ماہ رمضان میں ولید بن عتبہ جو پہلے سے حاکم مدینہ تھا معزول ہوا (اس جرم پر کہ امام حسینؑ و ابن زبیر کو بلا اخذ بیعت کیوں چھوڑا) عمرو بن سعید اشدق حاکم مدینہ ہوکر آیا عمرو بن زبیر کو۔ اوسنے کوتوال بنایا کیونکہ اسمیں اور اسکے بھائی عبداللہ بن زبیر میں قدیم سے عداوت تھی۔ اسی خیال سے عمر بن سعید اشدق نے اسی کو کوتوال بنایا کوتوال نے اپنے بھائی منذر بن زبیر اور اوسکے بیٹے محمد بن منذر اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام (اسی خاندان سے تھا) اور محمد بن عمار یاسر رضی اللہ عنہ کو اسی جرم پر گرفتار کیا کہ یہ سب ہوادار عبد اللہ بن زبیر تھے اور ۴۰۔ ۵۰۔ ۶۰ کوڑے سب کو لگوائے جلد ۴ صفحہ

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر جناب امام حسینؑ مدینہ منورہ میں رہتے۔ یا عبداللہ بن زبیر بھی نہ فرار کرتا تو مدینہ میں کیا نتیجہ ہوتا۔ چونکہ عبداللہ بن عمر نے جناب امام حسینؑ کو یہی رائے دی تھی کہ آپ مدینہ ہی میں قیام کریں۔ اسلئے اسقدر اشارہ کیا گیا۔ کیونکہ اسکا تو اہلسنت کو بھی اقرار ہے "مدینہ میں جسقدر انصار و مہاجرین تھے اسمیں وہ مثل اپنے پدر بزرگوار کے ہر دل عزیز نہ تھے۔ خارجی گزٹ ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء

ہمارا مطلب اس سے تخاطب کرنا ایسے ذات شریف سے نہیں ہے۔ بلکہ صرف اسقدر ہے کہ معلوم ہوا اہلسنت کو بھی اسکا اقرار ہے کہ صحابہ کو اہلبیتؑ سے محبت نہ تھی۔ جسکے صریحی مطلب یہ ہوئے کہ اگر رسول اللہ صادق تھے تو یہ صحابہ یقیناً صفت ایمان سے خالی تھے کیونکہ احادیث رسول بھی کہ رہی ہیں کہ جسمیں محبت اہلبیت نہیں وہ مومن نہیں۔ اور اگر معاذ اللہ وہ حضرت صادق نہ تھے تو بیشک مذہب اہلسنت حق ہے۔

بہرحال انسب انتظام ہونیکے بعد اب اسکی فکر ہے کہ عبداللہ بن زبیر جو مکہ میں پناہ گیر ہے اوسکی نسبت کیا کرنا چاہئے۔ فوج بھیجی جائے قید کیا جائے قتل ہو کیا تدبیر کیجائے تاریخ کامل میں ہے فاستشار عمرو بن سعید الاشدق عمر بن الزبیر فیمن یرسله الی اخیه فقال لا توجه الیه رجلا انکا له منی فجهز معه الناس وفیهم انیس بن عمرو الاسلمی فی سبعمائة فجاء مروان بن الحکم الی عمرو بن سعید فقال له لا تغز مکة واتق الله ولا تحل حرمة البیت واتی ابو شریح الخزاعی الی عمرو فقال لا تغز مکة فانی سمعت رسول اللهؐ یقول انما اذن لی بالقتال فیها ساعة من نهار ثم عادت کحرمتها بالامس فقال له عمرو نحن اعلم بحرمتها منک ایها الشیخ ص ۷ جلد ۴

ہمنے اصل عبارت عربی کو بخیال طول مختصر کر دیا ہے مگر ترجمہ بلفظہ کیا جاتا ہے۔ عمرو بن سعید اشدق (حاکم مدینہ) نے عمر بن زبیر سے مشورہ لیا کہ قتل ابن الزبیر کیلئے

لکسے جانب مکہ روانہ کریں۔ عمر بن زبیر (برادر عبد اللہ بن زبیر) نے کہا ہمارے سوا کسیکو نہ بہیجو کہ عبد اللہ بن زبیر کیلئے ہم سے بہتر عذاب دینے والا کوئی نہوگا (یہاں خیال رہے کہ حاکم مدینہ نے اسکو کوئی حکم نہیں دیا بلکہ خود اسنے خواہش کی یہی حال عمرو بن سعد بھی ہوا کہ ابن زیاد نے اوسکو کوئی خاص حکم نہیں دیا تھا بلکہ اوسنے خود اپنی خواہش سے اسکی درخواست کی۔ اور یہ دو نو عمر مہاجرین کی اولاد سے ہیں کیونکہ سعد وقاص اور زبیر دو نو صحابی۔ مہاجر عشرہ مبشرہ اہلسنت سے تھے جسمیں سے زبیر کا بیٹا از خود عازم قتال مکہ اور اپنے حقیقی بہائی کے قتل پر آمادہ ہوا اور عمر بن سعد نے فرزند رسول کو قتل کیا) پس حاکم مدینہ نے اوسکے ساتھ سات سو سپاہیونکو ہمراہ کیا جنمیں انیس بن عمر اسلمی بھی تھا۔ یہ خبر سنکر مروان بن حکم (جو پہلے حاکم مدینہ بھی تھا) آیا اور کہا کہ مکہ پر چڑہائی نہ کر۔ خدا سے خوف کر ابن زبیر کو چھوڑ دے کہ بڈہا ہوا ساٹھ برس کا سن ہے اور وہ لجوج (ضدی) ہی ہے (یہ سفارش ہے مروان کی دربارہ ابن الزبیر۔ اور یہی مروان وہ ہے جسنے ولید کو رائے دی تھی کہ امام حسینؑ سے اسیوقت بیعت لے یا قتل کر جسپر امام حسینؑ نے فرمایا تھا یا ابن الزرقا انت تقتلنی ام ھو کذبت واللہ ولومت کاملؔ اے پسر زرقا (خاندان بنی امیہ کی ماں جو ذوات الاعلام سے تھی) کیا تو مجھے قتل کریگا یا وہ جہوٹا ہے تو قسم خدا کی اگرچہ میں مرجاؤں۔ اس سے آپنے سمجھ لیا کہ صحابہ کس درجہ کے ایماندار تھے کیونکہ مروان بھی صحابی ہے جو امام حسینؑ کے قتل کی رائے دے رہا ہے اور ابن الزبیر کی سفارش کر رہا ہے کہ اوسکو چھوڑ دو) مروان کی اس رائے پر عمر بن زبیر نے کہا قسم خدا کی ہم اوس سے جنگ کرینگے جوف خانہ کعبہ میں اگرچہ کسیکی ناک رگڑ دی جائے (اشارہ ہے مروان کی طرف) اسکے بعد آئے ابو شریح خزاعی اور کہا حاکم مدینہ سے کہ مکہ پر چڑہائی نہ کر اسلئے کہ میں نے خود رسول اللہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے صرف ہمکو اجازت دی گئی تھی کہ دن کو ایک ساعت قتال کریں مکہ میں پھر اوسکی حرمت ویسی ہی ہوگئی جیسی کہ پہلے تھی۔ عمر نے جواب دیا کہ ہم تجہسے زیادہ واقف ہیں

حرمت خانہ کعبہ سے اے شیخ ۔ اسکے بعد عمر روانہ ہوا دو ہزار فوج لیکر اور مقدمہ لشکر میں انیس تھا ۔

اب حضرات اہلسنت خود انصاف کریں کہ یہ صحابہ و تابعین کیسے ایماندار تھے کہ حدیث رسول بیان کی جاتی ہے ۔ حرمت خانہ کعبہ بتائی جاتی ہے ۔ مگر کوئی نہیں مانتا ۔ کیا اسکے بعد بھی آپ انکو مسلمان کہینگے ۔ مزہ تو یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر کو بھی خلیفہ برحق مانتے ہیں ۔ اور راونکے قاتلین کو بھی مسلمان کہتے ہیں ۔ کیونکہ اوسکا بھائی **عمرو بن زبیر** تو ٹ رہا ہے پھر حضرت زبیر کو کیا منہ دکہا ئینگے جو اوسکے کفر کے قائل ہوں ۔

اے مدعیان اسلام اگر تمکو رسول اللہ سے محبت نہیں ہے تو خدا اور خانہ خدا کی تعظیم و احترام سے تو نہ دست بردار ہو ۔ اونکو کافر سمجھو جنہنے حرمت خانہ خدا برباد کی اب نتیجہ اسکا سنیے کہ اوسے کامل میں ہے

انیس مقدمہ لشکر وارد مکہ ہوا **ذی طوی** میں اسنے منزل کیا ۔ اور عمرو بن زبیر نے ابطح میں (یہ دونو مقام حدود مکہ میں داخل ہیں) عمر نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کو یہ پیام بھیجا کہ یزید نے چونکہ قسم کہائی ہے کہ جب تک تمکو قید نہ کرے تمہاری بیعت نہ قبول کرنے لہذا تم ہمارے پاس چلے آؤ کہ چاندی کے زنجیر میں قید کرلیں اوسکے بعد بیعت کر لو پھر چلے جاؤ کہ خونریزی نہو کیونکہ تم حرم خدا میں ہو ۔

عبداللہ بن زبیر نے اودہر سے اپنی فوج بھیجی جسنے پہلے انیس کا خاتمہ کیا جو لشکر مدینہ کا مقدمہ تھا اور مصعب بن عبدالرحمن نے عمر بن زبیر کو گرفتار کیا پہلے تو وہ ابن علقمہ کے مکان میں پناہ گزین ہوا ۔ مگر عبداللہ بن زبیر نے نہ مانا اور اوسکو پکڑوا کر اتنے کوڑے مروائے کہ وہ مرگیا صفحہ تاریخ کامل جلد ۴

دیکھیئے یہ سب صحابہ و تابعین سے ہیں مہاجرین و انصار ہیں اور اونکی اولاد جو اسطرح مکہ معظمہ میں خونریزی کررہی ہیں نہ کسیکو اونکے اسلام میں عذر رہے نہ اونکے ایمان میں بلکہ اہلسنت خوشی سے یزید کو بھی اپنا خلیفہ برحق مان رہے ہیں جسکے حکم

سے خانہ کعبہ پر فوج کشی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر کو بھی خلیفہ مانتے ہیں جو خاص حرم خدا میں خونریزی کر رہا ہے اور لشکر مدینہ کو قتل کرکے اپنے بھائی کو کوڑوں سے مارتا ہے جو مرگیا۔ یہ سب کیوں مانے جاتے ہیں (اسلیئے) کہ صحابی ہیں اور صحابی زادے یزید معاویہ کا بیٹا ہے۔ عبداللہ زبیر کا بیٹا ابوبکر صاحب کا نواسا۔ مگر جناب امام حسین سے کسیکو ہمدردی نہیں کیونکہ آپ تو اہلبیت رسول اللہ میں داخل ہیں۔ اور اہلسنت کا مذہب محبت صحابہ پر ہے۔

اب بتایئے کہ امام حسین علیہ السلام جو فرزند رسول ہیں اور شریعت اسلام کے حافظ و حامی کیونکر اس قسم کی بیذیر نکو قبول فرماتے اور آپ اسکے باعث ہوتے کہ آپکی وجہ سے حرمت خانہ خدا ضایع ہو۔

یہی وجہ ہے کہ جتنے صحابہ و تابعین ہیں جو غیر معصوم ہیں وہ تو یہ رائے دیتے ہیں کہ آپ مکہ میں قیام کریں اور یہیں اپنی خلافت قایم کریں۔ مگر حضرت سب کا ایک ہی جواب دے رہے ہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ حفاظت احکام پیغمبر کو سب پر مقدم سمجھتے ہیں اور بمقابل اسکے اپنی جان دینا گوارا ہے۔

عبداللہ بن مطیع کی رائے

لما خرج الحسین من المدینة الی مکة لقیہ عبد اللہ بن مطیع فقال لہ جعلت فداك این ترید

قال اما الآن فمکة واما بعد
فانی استخیر اللہ قال خار اللہ
لك وجعلنا فداءك فاذا اتیت
مکة فایاك ان تقرب الکوفة
فانها بلدة مشومة بها قتل ابوك
واخذل اخوك واغتیل بطعنة
کادت تاتی علی نفسہ الزم الحرم
فانك سید العرب لا تعدل

جب امام حسین نے مدینہ سے قصد مکہ
کیا تو عبداللہ بن مطیع (صحابی)
سے ملاقات ہوئی اوسنے کہا کہاں کا
ارادہ کیا ہے آپنے۔ فرمایا ابھی تو مکہ
جاتا ہوں پھر وہاں جاکر استخارہ کرونگا
عبداللہ نے کہا خدا آپکو خیر دکہائے
اور مجھے آپ پر فدا کرے جب مکہ
پہونچیے تو ہرگز کوفہ کا نہ قصد کیجیے کہ

بلد اهل الحجاز احد ويدا عى
اليك الناس من كل جانب
لو تقاربت الحرم فداك عمى وخالى
فوالله لئن هلكت لنسترقن بعدك
تاریخ کامل صفحہ

گروہ بلد شوم ہے اوسمیں آپکے والد
بزرگوار شہید کئے گئے۔ اور آپکے برادر
بزرگ کو محروم کیا یعنی زہر دیا اور زخم لگایا
کہ قریب تھا اوس سے ہلاک ہوں۔
آپ حرم میں قیام کیجیے کیونکہ آپ سید

عرب ہیں اہل حجاز آپکا ہمسر کسیکو نہیں جانتے اور ہر طرف سے لوگوں کی دعوت کیجیے مگر حرم
سے نہ نکلیے کیونکہ اگر آپ ہلاک ہونگے تو پھر ہم سب غلام بنا لیے جاوینگے
بنظر مصالح ملکی تو یہ رائے انسب معلوم ہوتی ہے کہ آپ حرم خدا میں یہ کار روائی
کیجیے جسکے یہ مطلب ہوئے کہ جسطرح عبد اللہ بن زبیر فوج یزید سے لڑا کئے اور جہاد فرما
جو شرعاً کسیطرح جائز نہ تھا ہاں یہ بھی قابل غور ہے کہ عبد اللہ بن مطیع یہ رائے دے
رہے ہیں مگر یہ نہیں ہوتا کہ حضرت کی معیت اختیار کریں اور حق اسلام ادا کریں
یہی رائے عمر بن عبد الرحمن بن حرث بن ہشام نے بھی دی ہے اور بہت
مبالغہ کیا ہے پھر حضرت ابن عباس تشریف لائے ہیں اور یہی مشورہ دیا ہے
اور محمد بن حنفیہ نے بھی یہی رائے دی تھی اوسکے بعد عبد اللہ بن زبیر
آئے اور اونسے حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

اخبرنی ما ترید ان تصنع فقال
الحسین لقد حدثت نفسی باتیان
الکوفة ولقد کتبت الی شیعتی
بها واشراف الناس واستخیر الله
فقال له ابن الزبیر اما لو کان لی
بها مثل شیعتک لما عدلت عنها
ثم خشی ان یتهمه فقال له اما انک
لو اقمت بالحجاز ثم اردت هذا الامر

ابن زبیر نے پوچھا بتائیے آپکا کیا ارادہ ہے
حضرت نے فرمایا میرے دل میں تو یہ ہے کہ
میں کوفہ جاؤں میں نے اپنے شیعوں کو لکھا
بھی ہے۔ اور استخارہ بھی کرونگا۔
ابن الزبیر نے کہا اگر وہاں میرے اسقدر
شیعہ ہوتے تو میں اوسے چھوڑ کر دوسری
جگہ نہ جاتا پھر ڈرا وہ ابن زبیر کہ
کہیں حضرت اوسکو متہم نہ کریں کہ
مشورہ خلاف دیتا ہے تو کہا اگر

ههنا لما خالفنا عليك وساعدناك
وبايعناك ونصحنا لك فقال له
الحسين ان ابي حدثني ان بها
كبشا به تستحل حرمتها فما احب ان
اكون ذلك الكبش قال فاقم
ان شئت وتوليني انا الامر فتطاع
ولا تعصى قال ولا اريد هذا ايضا
ثم انهما اخفيا كلامهما فالتفت
الحسين الى من هناك فقال اتدرون
ما قال قالوا لا ندري جعلنا الله
فداءك قال انه يقول اقم في هذا
المسجد اجمع لك الناس ثم قال
له الحسين والله لان اقتل خارجا
منها بشبر احب الي من اقتل فيها
ولان اقتل خارجا منها بشبرين
احب الي من ان اقتل خارجا
منها بشبر وايم الله لو كنت
في جحر هامة من هذه الهوام
لاستخرجوني حتى يقضوا بي حاجتهم
والله ليعتدن علي كما اعتدت
اليهود في السبت فقام ابن الزبير
فخرج من عنده فقال الحسين ان
هذا ليس شيء من الدنيا احب اليه

آپ مکہ میں قیام کریں اور اسکا قصد
کریں تو ہم لوگوں میں سے کوئی بھی آپکے
خلاف نہوگا سب آپکی مدد کرینگے
بیعت کرینگے اور خیر خواہی۔ جناب
امام حسینؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار
نے مجھسے یہ حدیث بیان کی ہے کہ مکہ
کے لئے ایک مینڈھا ہے (سردار) جس سے
حرمت خانہ کعبہ حلال کر دی جائیگی پس
میں کسیطرح نہیں پسند کرتا کہ وہ مینڈھا
میں ہوں عبد اللہ بن زبیر نے کہا کہ آپ
یہیں قیام فرمائیے اور چاہئے تو مجھے
متولی امر بنائیے کہ ہر طرح آپکی اطاعت
کی جائیگی اور کسی قسم کی نافرمانی نہوگی
حضرت نے فرمایا میں یہ بھی نہیں چاہتا
پھر کچھ کلام مخفی کیا دونوں نے۔ پھر
ملتفت ہوئے امام حسینؑ اون
لوگوں کی طرف جو وہاں تھے اور فرمایا
کہ تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے اون لوگوں
نے کہا نہیں حضرت نے فرمایا یہ
کہتا ہے کہ آپ یہیں قیام کیجئے تو لوگوں کو
آپکے لئے جمع کرونگا۔ پھر کہا امام حسینؑ
قسم خدا کی اگر میں ایک بالشت علیحدہ
ہو کر خانہ کعبہ سے قتل کیا جاؤں تو یہ

من ان اخرج من الحجاز وقد علم
ان الناس لا یعدلونه
بی شیئاً الی خرجت حتی یخلولہ
ص ۱۶ تاریخ کامل جلد ۴

زیادہ وہ مجھے محبوب ہے بہ نسبت اسکے
کہ خانہ کعبہ میں قتل ہوں۔ اور اگر
دو بالشت علیحدہ قتل ہوں تو زیادہ
احب ہے بہ نسبت اسکے کہ ایک بالشت کے
فرق پر مارا جاؤں قسم خدا کی اگر میں کسی سوراخ میں مورچہ کے چھپ رہوں تو یہ
اوس سے بھی ہمکو باہر نکالینگے اور اپنی غرض پوری کرینگے قسم خدا کی یہ ہم پر اوسی قسم کی
تعدی کرینگے جس طرح کی تعدی یہود نے سبت میں کی۔ پس کھڑے ہوے ابن الزبیر اور
چلے گئے پس حضرت نے فرمایا اسکے نزدیک دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی امر نہیں کہ میں
چلا جاؤں حجاز سے کیونکہ اوسکو خوب معلوم ہے کہ کوئی اوسکو کوئی چیز نہیں سمجھیگا
جب تک میں یہاں رہونگا لہذا یہ چاہتا ہے کہ میں خالی کردوں واسطے اسکے اس ملک
یہ ہے **جواب** جناب امام حسین علیہ السلام جو کس وضاحت سے فرمارہے ہیں کہ
میرے پیش نظر رسول اللہ کی یہ حدیث ہے جسمیں حضرت یہ خبر دے گئے ہیں کہ خانہ کعبہ
کا ایک مینڈھا ہے جس سے اسکی حرمت برباد ہوگی میں کسی طرح نہیں چاہتا وہ مینڈھا میں
ہوں جہانتک ہوسکے اس سے دور ہوکر قتل ہوں تو وہ ہمکو پسند ہے بہ نسبت اسکے
قرب خانہ کعبہ میں قتل ہوں۔

اس جواب میں حضرت نے یہ بھی فرمادیا کہ میرا قتل ہونا یقینی ہے کہ اگر حشرات
الارض کے سوراخ میں بھی میں چھپونگا تو یہ مجھے نکالکر قتل کرینگے تا کہ یہود
کے مماثل بنیں

جس حدیث کا جناب امام حسین نے ابن زبیر سے تذکرہ کیا ہے ایک ایسی حدیث
مشہور و معروف ہے کہ اوس زمانہ کے کل صحابہ قریب قریب اس سے واقف تھے
چنانچہ سابقاً حضرت ابن عباس کا اشارہ اس حدیث کی طرف مذکور ہوچکا اور
کنز العمال میں ہے یلحد رجل من قریش بمکۃ یقال لہ عبد اللہ علیہ

ـــــــــــــــــــ
۵ دیکھو صفحہ ۳۵ اصلاح ملا جلد ۱۱

شطر عذاب العالم طب عن ابن عمر انه ليلحد في الحل رجل من قريش لو توزن ذنوبه بذنوب الثقلين لرجحت طب حم لہ عن ابن عمر يحلها ويحل به رجل من قريش لو وزنت ذنوبه بذنوب الثقلين لوزنتها حم عن ابن عمر يلحد بمكة كبش اى سيد من قريش اسمه عبد الله عليه مثل اوزار نصف الناس حم عن عثمان يلحد رجل من قريش بمكة يكون عليه نصف عذاب العالم حم عن عثمان ورجال احمد سين ثقات

خلاصہ انسب روایات کا یہ ہے کہ جناب رسالتماب نے فرمایا ایک شخص الحاد کریگا حرم خانہ کعبہ میں جس سے اوسکی حرمت برباد ہوگی اور نام اوسکا عبد اللہ ہوگا اوسپر نصف عالم کا عذاب ہوگا اگر اوسکی گناہ وزن کیے جائیں تو اوسکا پلہ بھاری ہوگا اور دونو جہان کی گناہ سے گناہ اوسکا زیادہ ہوگا۔

یہیں سے آپکو اہلبیت اور اصحاب کا فرق اچھی طرح معلوم ہوگا کہ جناب امام حسین چونکہ اہلبیت نبی سے ہیں اور امام حق وصی رسول رب العالمین محافظ شریعت خیر المرسلین لہذا کس احتیاط سے آپ کام کر رہے ہیں کہ اس حدیث نبوی کے مصداق نہیں حالانکہ بالیقین آپکو معلوم تھا کہ ہم اسکے مصداق نہیں ہیں اور ہمسے ان احکام کو کسی قسم کا تعلق نہیں مگر تاہم بنظر احتیاط کسی طرح آپ اسکے روادار نہیں ہیں کہ ایک شائبہ بھی ان احادیث وعیدیہ کا آپ پر انے پائے بلکہ آپ بکمال تقوی فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک بالشت علیحدہ اس سے مارے جائیں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ خاص حرم میں شہید ہوں اور اگر دو بالشت علیحدہ ہوں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ ایک بالشت قریب ہوں

بخلاف ابن الزبیر کے جو صحابی ہے اور غیر معصوم خود اوسکے سامنے جناب امام حسین اس حدیث کو یاد دلا رہے ہیں مگر اوسکو مطلق پروا نہیں اور بمقابلہ اسکے چندروزہ سلطنت ہاتھ آجائے عذاب ابدی قبول ہے

اور نصف زمانه کی حقیقت

جناب امام حسینؑ نے اس حدیث میں اسکی طرف بھی اشارہ کیا کہ قتل ہونا یقینی ہے کیونکہ ظاہر ہے امام معصوم کبھی قبائح شرعیہ پر باعدا اختیار سکوت نہیں کر سکتا اور عدم سکوت پر یہی نتیجہ ہوگا تو جب یہ یقینی ہے پھر ایسا امر کرنا جس سے ملحد قرار پائیں اور عذاب اخروی میں مبتلا ہوں کون عاقل قبول کر سکتا

جناب امام حسینؑ نے نہ صرف اپنے ہی شہادت کو نہیں ظاہر کیا کہ یہ یقینی ہے بلکہ ابن الزبیر کو بھی بتا دیا کہ تو بھی ضرور مارا جائیگا کیونکہ حضرت خبر دے رہے ہیں کہ اسکے لیے ایک کبش ہے اور اپنے اس قول سے کہ میں اگر ایک بالشت دور قتل ہوں اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ وہ کبش مارا بھی ضرور جائیگا ہم نہیں پسند کرتے کہ وہ کبش ہم ہوں یہیں سے ناظرین کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ ان صحابہ کو کسدرجہ حضرتؑ کے احادیث و اقوال پر اعتماد تھا کہ ابن الزبیر حدیث آنحضرتؐ کی سنتا ہے مگر ذرہ برابر ایمان نہیں لاتا اور جناب امام حسینؑ اسدرجہ اوسپر ایمان رکھتے ہیں کہ گویا ہر وقت مکاشفہ ہو رہا ہے۔

یہ جواب تو حضرتؑ نے ابن الزبیر کو دیا تھا جس سے اوسکی ہدایت اور اصلاح منظور تھی کہ کسیطرح وہ بھی اپنے اس ارادہ سے باز آئے اور حرمت خانہ کعبہ کو نہ ضائع کرے مگر وہ ایک دنیا دار آدمی تھا کب اسکی پروا کرتا

اب آخری جواب سنئے کہ جب جناب امام حسینؑ مکہ سے بروز ترویہ یعنی آٹھویں ذیحجہ کو سفر کیا ہے جسروز سے اعمال حج شروع ہوتے ہیں تو عبداللہ بن جعفر نے ... بن سعید حاکم مکہ سے ایک خط امان لیا ہے اور بتعجیل تمام مع برادر حاکم مکہ یحیی بن سعید وارد خدمت اقدس امام ہوئے فلحقاہ وقرءا علیہ الکتاب وجہدا ان یرجع فلم یفعلہ وکان مما اعتذر الیہما ان قال انی رایت رویا رایتہا فیہا رسول اللہ وامرت فیہا بامر انا ماض لہ علی کان اولی فقالا ما تلک الرویا قال ما حدثت بہا احدا وما انا محدث بہا حتی القی ربی تاریخ کامل ص ۱۰ جلد ۴

یعنی عبداللہ بن جعفر و یحیی بن سعید حاضر خدمت ہوئے اور خط ابن سعید حاکم مکہ

سنایا اور کوشش کیا کہ آپ پلٹ چلیں مگر حضرت نے نہ مانا اور منجملہ اون کے جو حضرت نے
اپنا عذر عدم مراجعت میں ظاہر کیا یہ بھی تھا کہ فرمایا مینے ایک خواب دیکھا ہے جسمیں
رسول اللہ نے ایک حکم دیا ہے مجھے میں اوسکو انجام دونگا خواہ اوسمیں میرا نفع ہو
یا میرا ضرر اون دونوں نے پوچھا وہ خواب کیا ہے حضرت نے فرمایا نہ مینے اوسکو بیان
کیا ہے نہ بیان کرونگا یہاں تک کہ اپنے رب سے ملاقات کروں۔

اِس زمانہ کے خوارج تو اس خواب پر ضرور مضحکہ کرینگے اور اسکو خواب و خیال بتائینگے
مگر جو شخص وارث ابراہیم خلیل اللہ ہو اور سارے انبیا کا وارث وہ تو اس خواب
کو ویسا ہی واجب التعمیل سمجھے گا جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے فرزند اسمٰعیل
کے ذبح میں اوسکی تعمیل کی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر کی نظر بھی ظاہری امور پر ہے اور انکے اختیار میں یہی تھا کہ
حاکم مکہ سے خط امان لیں جسکو انجام دیا مگر وہ علم آپکو کیونکر ہو سکتا ہے جو جناب امام حسین
کو ہر طرح سے حاصل تھا کیونکہ اگر حاکم مکہ کچھ کر سکتا تھا تو یہی کہ کسیوجہ سے حضرت پر تشدد نہ کرتا
اور آپکو تکلیف نہ دیتا۔ مگر یزید کا حکم جو دوسری طرح سے انجام پاتا اوسکو کیونکر روک
سکتا تھا کیونکہ سبکو معلوم ہے یزید نے حاجیوں کے لباس میں کچھ لوگونکو شام سے روانہ
کیا تھا جو حضرت کو حالت حج میں اسیر کریں یا قتل پھر اسکو وہ کیونکر روک سکتا تھا
یہی وجہ ہے کہ جب فرزدق نے حضرت سے وجہ تعجیل پوچھا ہے تو آپنے فرمایا لو لم
اعجل لاخذ یعنی اگر میں جلد نہ نکلتا تو گرفتار ہو جاتا۔

یہاں ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ یوں تو عموماً مکہ میں جنگ و پیکار کی ممانعت ہے
اور حالت حج میں تو بجز دو لنگ کہ ایک رد ا ہو ایک لنگ کسی شی کے ساتھ رکھنے کا
حکم نہیں ایسی حالت میں جناب امام حسین ع کیونکر بچا سکتے تھے کیونکہ یہ لوگ تو وہی ہیں
جنکو بجز دنیا کوئی مطلب نہیں۔ ابھی ابن الزبیر سے جنگ ہو چکی ہے پھر وہی صورت
تھی یا امام حسین جنگ کرتے جو خلاف شریعت تھا یا بے اختیار ہو کر قید ہوتے یا قتل ایسی

ذلت کی موت یا قید کو کون عاقل قبول کر سکتا ہے ۔

لہذا ہر عاقل یہی کہیگا کہ جناب امام حسینؑ نے جو کام کیا وہی حکم عقل و شرع تھا اور کوئی شخص دیندار ہو کر ایسے حال میں نہیں رہ سکتا تھا جس سے یہ نتیجہ پیدا ہو کہ حرمت خانہ کعبہ ضایع ہو ۔

رہا یہ خیال کہ حرمت خانہ کعبہ کہاں باقی رہی جب ابن الزبیر نے وہ کام کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اسکے ذمہ وار وہ لوگ ہیں جو اسکے مرتکب ہوتے نہ امام دنیا میں تو ہزاروں قسم کے فسق و فجور ہوتے ہیں انبیاؑ و رسل پر اوسکا کیا الزام ۔

یہی وجہ تھی کہ جب ابن الزبیر نے حضرت سے اسکی خواہش کی کہ آپ مجھے اپنا نائب بنائیں تو آپنے بالکل انکار کیا کیونکہ اگر وہ نائب قرار پاتا تو اوسکے کل افعال کے ذمہ وار حضرت ہی قرار پاتے حالانکہ حضرت خوب جانتے تھے کہ یہ بھی یزید ثانی ہے کیونکہ واقعات جنگ جمل و صفین سب آپکے پیش نظر تھے کہ جناب امیرؑ کی بیعت سب سے پہلے طلحہ و زبیر نے کی اور سب سے پہلے انہیں دونوں نے نکث بیعت کیا اور زبیر کا بہکانے والا یہی عبداللہ تھا پھر کیونکر آپ اسکے مشورہ کو قبول کرتے ۔ آپ تو جانتے تھے کہ اسکو قابو ملیگا تو کسیطرح یزید سے کم نہوگا پھر کیونکر آپ اوسکی راے مان سکتے تھے

ہم جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں نبی اور امام کا کام خلق اللہ کی ہدایت ہے خواہ ملکی اقتدار حاصل ہو یا نہو اگر سلطنت ہو یا چاہا تو اوسمیں بھی اوسکی نظر رضاے باری پر رہیگی نہ ذاتی منافع پر جو ناجائز طریقہ سے حاصل ہو اگر اسکا نمونہ تم دیکھنا چاہتے ہو تو جناب امام حسینؑ کی سیرت و اخلاق پر نظر کرو کہ کسطرح آپ اسلام کی حقانیت و روحانیت ہر پہلو سے لحاظ رکھتے ہیں ۔

آپ کو خوب معلوم ہے کہ جب تک ہم مکہ میں ہیں ابن الزبیر کی خلافت نہیں چل سکتی ہمارے مقابلہ میں کوئی فروغ اوسکو نہوگا جسکو آپنے ظاہر کر دیا جسکے یہ بھی مطلب ظاہر ہیں کہ اگر ہم زمام خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیں تو کم سے کم اہل حجاز ضرور مطیع و منقاد ہونگے مگر اسکا بھی آپکو علم ہے کہ بغیر جنگ کے مکہ معظمہ میں چارہ نہیں جس سے

عزت اسکی برباد ہوگی پھر جو شخص نائب رسول ہے وہ خلاف شریعت کیونکر اسکو گوارا کرسکتا ہے ۔

دوسرے حضرت یہ بھی جانتے ہیں کہ اہل مکہ گو اسوقت مطیع ہونگے مگر کہاں تک دل سے مطیع ہوسکتے ہیں کیونکہ اونکے آبا و اجداد و سب جناب امیرؑ کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں وہ مادہ انتقام انکے دلوں سے کہاں گیا ہے کیونکہ اسی وجہ سے تو جناب امیرؑ کو لوگوں نے خلیفہ ہونے دیا ۔

تیسرے آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ خلفائے ثلٰثہ کے زمانہ سے انکے اخلاق و عادات بگڑے ہوئے ہیں حق کی طرف کسیطرح مائل نہیں ہوتے فتنہ و فساد و مخالفت شرع پر تلے ہوئے ہیں ۔ پھر انسے کیا امید ہوسکتی ہے کہ یہ حق کی رفاقت کرینگے ۔

چوتھے یہ بھی تو آپکو معلوم ہے یہ ملک زرخیز نہیں ذریعہ معاش یہاں کوئی نہیں اگر کچھ لوگ فراہم بھی ہونگے تو نتیجہ کیا ہوگا چندروز کے بعد ساتھ چھوڑ دینگے اور وہی نتیجہ ہوگا جو ہوا ۔ چنانچہ عبد اللہ بن زبیر کو یہی معاملہ پیش آیا ۔ پھر کیونکر آپ یہاں قیام کرتے ۔

نظر برین حالات حضرت نے اوسوقت تک یہاں قیام کیا جو اتمام حجت کے لئے ضروری تھا اور جب آپ ہر طرح مایوس ہوئے کہ یہ صحابہ کسی طرح حق کی طرف نہ راجع ہونگے اور آپکا یہ خیال کہ اگر یہاں میں رہا تو گرفتار ہو جاونگا حد یقین پر پہونچا تو اپنے یہاں کے قیام کو ترک کیا اور جانب منزل مقصود روانہ ہوئے

مصالح قیام امام علیہ السلام ہیں امام مظلوم کا یہ قیام اور اس مجبوری سے قیام خانہ کعبہ کو ترک کرنا اسقدر مصالح پر مبنی تھا کہ احاطہ اون مصالح کا ناممکن ہے مختصراً بعض مصالح کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے مگر یہ ملحوظ رہے کہ اس الاصول مصالح امام اتمام حجت ہے نہ حصول سلطنت ۔ لہذا پہلی **مصلحت**

تو یہ کہ جو صحابہ اور تابعین اوسوقت موجود تھے دیکھو کہ سوا صحابہ کے

اوس زمانہ میں کوئی نہ تہا وہ اس اختلاف اور مخالفت کو سمجھتے کہ فرزند رسول اس خلافت سے خصوصاً جب اور اس بیعت سے ناراض ہیں۔ لہذا یہ خلافت کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ عمر صاحب کے بیٹے عبداللہ نے اسی عذر پر جناب امیر کی بیعت نہیں کی تھی کہ بوجہ مخالفت معویہ ابھی پورا اجماع نہیں ہوا۔ پس اگر وہ لوگ امام مظلوم کو عیاذاً باللہ معویہ کے درجہ کا بھی صحابی جانتے تو اس خلافت سے پرہیز کرتے اور ساتھ نہ دیتے۔ تو حضرت نے اپنے طول قیام سے یہ حجت بھی تمام کر دی کہ جو قاعدہ تمنے بنایا ہے اوس سے بھی یہ خلافت ناجائز ہے

دوسرے حضرت نے مدینہ سے کوچ کرکے اور مکہ میں پناہ لیکر بتا دیا تھا کہ آپ پر کیسا ظلم ہوا کہ آپنے وطن چھوڑا گھر بار چھوڑا۔ روضہ رسول کو چھوڑا خانہ خدا میں پناہ گزین ہو صرف یہی دیندار ونکے تنبہ کو کافی تھا کہ آخر فرزند رسول پر کیا ظلم ہوا جو آپنے وطن چھوڑکر خانہ خدا میں پناہ لیا ہے

تیسرے طول قیام سے لوگ نتیجہ نکالتے کہ آخر اتنے عرصہ تک آپنے کیوں مکہ میں قیام کیا حالانکہ حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ مسلم الثبوت حدیث بین الفریقین ہے جس سے یا تو امام حسین علیہ السلام کی شان میں عیاذاً باللہ سوء ظن ہوتا ہے کہ معاذاللہ حضرت نے امام زمان سے مخالفت کی یا اون مسلمانوں کے ایمان میں کلام ہوتا ہے جو اوسوقت موجود تھے اور کسینے حضرت کی نصرت نہ کی۔

چوتھے اس طول قیام میں یہ بھی مصلحت ہوسکتی ہے کہ صحابہ اور تابعین کو کوئی عذر کا موقع نہ رہے کہ یہ واقعہ دفعتہ بلا اطلاع و بلا علم واقع ہوا۔ اسلئے آپنے اتنا قیام کیا کہ اب بھی صحابہ سمجھیں حق کدہر ہے اور کیا ہے

پانچویں یہ کہ اس عرصہ میں پورا سامان جنگ مہیا ہوسکتا تھا اطراف و جوانب سے لشکر جمع ہوسکتا تھا آلات حرب فراہم ہوسکتے تھے جسکے بعد پوری طور سے حق کی نصرت کی جاسکتی تھی۔ مگر افسوس بجز اون چند نفس کے جو حضرت کے ساتھ تھے ایک صحابی یا تابعی میں حمیت اسلامی نہ تھی جو اسطرف توجہ کرتا۔

یہاں یہ جواب دے سکتے ہیں کہ صحابہ اوس وقت کمزور تھے یا تعداد اونکی کافی نہ تھی جو نصرت کرتے۔ مگر واقعات مابعد اسکو غلط ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہی صحابہ تھے جنہوں نے ایک سال کے بعد یزید کو خلافت سے خلع کیا اور مدینہ میں پوری طور سے لڑائی ہوئی۔ اگر آج وہی لوگ فرزند رسول کا ساتھ دیتے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے یہ واقعہ اس آسانی سے طے ہو جاتا۔

اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اوس زمانہ کے صحابہ و تابعین کے دلمیں کسقدر ایمان تھا اور کسقدر اسلام کی محبت کہ انکے سامنے فرزند رسول اس طرح دن دوپہر قتل کیا گیا اور کسی نے اف نہ کیا

جناب امام حسین کا قصد عراق کرنا بروز ترویہ مرقوم ہے جس روز سے اعمال حج شروع ہوتے ہیں کہ حاجی لوگ احرام باندھ کر جانب منی روانہ ہوئے ہیں اور امام حسین جانب عراق خود بتا ہے کہ آپ پر کیا گزر رہی تھی۔

کیونکہ حضرت ماہ شعبان سے مقیم خانہ کعبہ میں جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کسقدر آپکو شوق حج ہوگا اور صرف دو روز اتمام حج کو باقی ہیں کہ ہر دیکھ کو آخر وقت منی جائیں شبکو وہاں قیام رہے صبح کو عرفات جائیں۔ دسویں کو منی میں قربانی کرکے محل ہو جائیں۔ اور دو روز اور وہاں قیام رہے۔ مگر فرزند رسول کو اتنی مہلت نہ ملی اور مجبوری آپکو خانہ کعبہ چھوڑنا پڑا مگر غور کیجئے تو اسمیں بھی عجب مصلحت تھی کیونکہ تمام حاجیوں کا مجمع ہے صحابہ و تابعین جمع ہیں مسلمانوں کے سوا ایک متنفس بھی نہیں سب اسلام کے مدعی ہیں اعمال حج کے لئے جمع ہیں اونہا رہے ہیں اور فرزند رسول اس حیرت و تشدد سے خانہ کعبہ کے حج کو چھوڑ کر قتل گاہ کی طرف جا رہا ہے۔ مگر ان حاجیوں اور صحابیوں اور تابعین میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جسکے دلمیں رسول اللہ کی اتنی محبت ہوتی کہ وہ فرزند رسول کی حمایت اور نصرت کو ضروری سمجھتا اور آمادہ نصرت ہوتا بجز اون چند النفس کے جو امام مظلوم کے ساتھ ہیں

اگر اہل فہم صرف اس واقعہ پر واقعہ پر غور کریں اور اسکے نتیجہ پر پہنچیں تو اونکو معلوم ہو سکتا ہے صحابہ کیسے مسلمان تھے اور کیسے ایماندار کہ فرزند رسول کی اس مصیبت پر کسیکو

رحم نہ آیا اور کسیکے ایمان نے اتنا اثر نہ دکہایا کہ وہ حج کو ترک کرکے نصرت امام مظلوم کرتا جسکو سب جانتے ہیں کہ دنیا میں یہی ایک فرزند رسول ہے

نہ اون صحابہ کے دلسے وہ حدیثیں فراموش ہوئی تہیں جنہیں خود اپنے کانوں رسول اللہ سے سنا تہا نہ وہ آیتیں قرآن کی بہولے تھے جو خدا نے بذریعہ روح الامین نازل کئے اور حضرت نے اونکی تبلیغ کی نہ وہ واقعات اور وہ حالات بہولے تھے جنہیں بچشم خود دیکھا تھا کہ کسطرح رسول اللہ ان حضرات سے محبت کرتے اور تمام عالم پر انکی محبت و اطاعت کو فرض بتاتے ۔

اگرچہ صحابہ کا فرض تو یہی تھا کہ جسوقت یزید کا حکم بغرض طلب بیعت آیا تھا اور امام نے مدینہ چھوڑنے کا مصمم ارادہ کیا اوسیوقت وہ نصرت فرزند رسول پر آمادہ ہوتے اور اپنی جانوں کو نثار کرتے اور مدینہ سے نہ نکلنے دیتے ۔ مگر وہاں اگر چوکے تھے تو یہاں اوسکی تلافی کرتے کہ مکہ سے جانے دیتے اور اگر یہ نہو سکتا تہا کہ حج ترک کرکے کیونکہ آخر امام نے بہی بدرجہ مجبوری حج کو ترک کیا تہا تو بعد حج وہ پہونچ سکتے تھے اور عین معرکہ میں امداد کر سکتے تھے چنانچہ جن مسلمانوں کے دلمیں دردِ دین تھا وہ پہونچے اور اونہوں نے سعادت حاصل کی اور امام پر اپنی جان قربان کی

مگر ہائے کس دلمیں دردِ ایمان تھا کس دلمیں محبت رسول تھی سب بندہ درہم و دینار تھے جب تک حصول دنیا کی امید تھی یہی صحابہ لڑتے رہے اور جان دیتے رہے جب اطرف سے ناامید ہوئے تن آسانی اور خواہش زندگانی نے کل سعادتوں سے محروم رکہا اور شقاوت ازلی سے کامیاب ہوئے ۔

جناب سید الشہداء روحی لہ الفداء کا اس اعلان اور اس جہاد سے خانہ کعبہ سے تشریف لیجانا محض بغرض اتمام حجت تھا کہ کوئی یہ نہ کہ سکے ہمکو اس تشریف بری کی خبر نہ معلوم ہوئی ۔ ہمکو یہ نہ معلوم ہوا امام پر کسنے ظلم کیا اور کون ستا رہا تہا ۔ اسی لیے حضرت نے ایسے موقع پر یہ سفر پر خطر اختیار فرمایا کہ کوئی عذر نہ کر سکے کوئی اپنی لاعلمی ناواقفیت کو حیلہ قرار دے سکا سب کو معلوم ہوا کہ فرزند رسول خانہ کعبہ میں بہی جو

جو عام خلایق کے لئے جائے امن ہے۔ نہ رہنے پایا۔ باقی باقی

مناظرہ امروہہ

بسملاً و حامداً و مصلیاً

۴ ار فروری ۱۹۱۲ء کا اخبار موسومہ اہلحدیث مطبوعہ امرتسر اتفاقاً میرے ایک عزیز دوست کے ذریعہ سے موصول ہوا جسمیں رفتہ رفتہ میری نگاہ اوس مضمون پر بھی پہونچی جسکی سرخی مناظرہ امروہہ کے نام سے تحریر ہے۔ چونکہ یہ مناظرہ تمامتر مجھسے متعلق تھا اسلئے نتیجہ مرتب کرنے کو کہ لایق نامہ نگار نے کہانتک منصف مزاجی اور کس حدتک مختارانہ پالیسی سے کام لیا ہے مینے اوسے از اول تا آخر بخوبی غور کے ساتھ دیکھا مگر افسوس کہ ذیعلم نامہ نگار نے خلاف امید معاملہ کی اصل حالت اور واجبیت پر خود رائی اور نا انصافی کا ایسا پردہ ڈالا ہے جو مخصوص واقف حال بزرگوار کے علاوہ دیگر نادیدہ ناظرین کو ضرور ایک حدتک حیرت زدہ بنا سکتا ہے مگر تاہم مہذب اور انصاف پسند بزرگوار ہمارے مہربان مخاطب کی طرز تحریر کو ملاحظہ فرما کر غالباً اسقدر تو ضرور کہدینگے کہ اظہار خیالات کا انداز جسقدر غیر مہذبانہ ہے اوسیقدر بناوٹی بھی اور جب ایسا ہے تو یہ کلیہ بخوبی محفوظ رہ سکتا ہے کہ تعلیم سے ابدی برکتیں حاصل کرنیوالے پاک نفوس اپنی ہر ایک نقل و حرکت میں تہذیب الاخلاق کے مسلمہ مسئلہ کو پیش نگاہ رکھتے ہیں ورنہ مہذب سوسائٹی میں اونپر مکمل تعلیم یافتہ ہونے کا پورا اطلاق نہیں ہوسکتا اور جب ایسا ہے تو اونسے خلاف واقعہ اظہار سرزد ہونا بالکل ممکن ہے جیسا کہ مخاطب دوست کی تحریر سے بخوبی ظاہر ہے جسمیں چوتھے جلسہ کی روئداد اور اوسکے مقاصد کو کسی فی الذہن مصلحت کی آڑ میں چھپا کر باقی ہر ایک جلسکے واقعی نتائج کو جو غلبہ و مغلوبیت سے متعلق تھے معکوس طریقہ سے ظاہر کیا ہے اور جسکی وجہ سے ضرورت ہے کہ میں تصویر کے دونوں رخ ناظرین باتمکین کی عالی خدمات میں پیش کروں تاکہ نتیجہ مرتب کرتے وقت اونکا انصاف مناسب پہلو اختیار کرسکے۔ اور یہ بہر کہ ذیعلم مخاطب کو ان تحریرات میں جو کچھ کلام ہو یا اپنے

یا اپنے دعوی کی سچائی میں کامل اعتماد ہو تو اوسے بذریعۂ اشاعت روشنی
میں لاویں۔ اگر نامہ نگار مذکو اپنی صرف اس راستی پر غور کرتے کہ بجائے مجیب
بندہ سید مجتبیٰ ہے والد بزرگوار جناب مولوی سید مصطفےٰ صاحب دام ظلہ
تعالی کا نام لکھا حالانکہ بوجہ کبر سنی و ضعف پیری اور نیز بوجہ فقدان بصارت
معمولی نقل و حرکت کے بھی قابل نہیں۔ تو اونکا ضمیر ضرور ایسے کذب و افترا
پر ملامت کرتا مگر کاذبین و غادرین کی پیروی نے اونکو ایسا مجبور کیا ہے کہ نہ
صرف جناب والد ماجد دام ظلہ کی طرف نسبت مناظرہ کرنے میں اوسنے کذب و افترا
سے کام لیا بلکہ مجتہد کا خطاب دیکر اور بھی مصداق آیہ معلوم ہے کیونکہ نہ خود
جناب ممدوح کو دعوی اجتہاد ہے نہ آجتک کسینے اونکو مجتہد کہا یا سمجھا۔ اب آپ
سمجھ سکتے ہیں کہ جو نامہ نگار ایسا ایماندار ہو گا وہ کہانتک راست گفتار ہو سکتا ہے۔ اب
اصل مناظرہ کی حالت ملاحظہ ہو۔

تمہید مناظرہ

سید مجتبیٰ - یہ جلسہ صرف آپکے شوق اور علمی مذاق کی بناپر ہوتا ہے جو باہمی
قرابتونکی وجہ سے محض آپکی اور ہماری ذات تک محدود ہے ورنہ بمقابل دیگر
اہلسنت کے ہم ہرگز تحریری و تقریری مناظرہ کرنیوالے نہیں ہیں اگر آپ اپنے قول
کے موافق اسی حدتک علمی بحث رکھیں تو بسم اللہ گفتگو شروع کیجاوے ورنہ
مکابرہ کرنا کسیطرح ہمکو منظور نہیں ہے۔
مولوی عبد الرؤف - یہ کیا خیال ہے میں تو اس باہمی بحث کو مذہبی مناظرہ
ہی نہیں جانتا ہوں بلکہ بنظر تحقیق حق اوسکو علمی مذاکرہ کہتا ہوں۔
مولوی عبد الرؤف مدعی
سید مجتبیٰ مجیب

دعوی اثبات ایمان اصحاب ثلثہ

مدعی اللہ تعالی فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہیں جو لوگ آپکے ساتھ ہیں بیعت ہی جنگ کرتے ہیں کفار پر اور آپس میں رحمدل مثل شیر و شکر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اس آیہ کریمہ بشارت عظیمہ سے اصحاب ثلثہ کا ایمان ثابت ہے اسلئے کہ اصحاب ثلثہ ہمیشہ آنحضرت کے ساتھ علاوہ جنگ میں حضرت ابو بکر کا غار میں ساتھ ہونا۔

مجیب اس آیہ کریمہ میں اون لوگوں کی بیعت مذکور ہے جو اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تھے اور اصحاب ثلثہ آنحضرت کے ساتھ کسی جنگ میں اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّار نہیں ہوئے بلکہ قصد احراق بیت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اور زدوکوب عمار یاسر وابن مسعود و اخراج بلد ابوذر سے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے خلاف اونکا اَشِدَّاءُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ہونا آپکے یہاں کی کتابوں سے بخوبی ثابت ہے۔ محض بیعت سے مومن صادق اور اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ نہیں ہو سکتے اسلئے کہ مولفۃ القلوب کا بھی آنحضرت کی بیعت میں ہونا ایک یقینی امر ہے۔ ایمان کی دلیل اور اشدیت کا سبب محض بیعت کسطرح ہوسکتی ہے اولاً اصحاب ثلثہ کی بالنفسہ اشدیت علی الکفار ثابت کیجئے اوسکے بعد اونکو اس آیہ کریمہ کا مصداق بنانے کا حوصلہ فرمائیے۔

مدعی میرا یہ دعوی نہیں ہے بلکہ یہ کہتا ہوں کہ منافق آپکے ساتھ نہیں رہ سکتا اور نہ وہ اس بشارت کا مصداق ہو سکتا ہے اصحاب ثلثہ آپکے ساتھ موجود رہتے تھے اسلئے منافق نہیں تھے

مجیب اسکی کیا دلیل ہے کہ منافق آنحضرت کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔

مدعی اسکے ثبوت میں ایک آیت پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ترجمہ اگر منافق باز نہ آئے اور جن لوگونکے دلمیں روگ ہے اور بدخبریں اوڑانیوالے مدینہ میں البتہ ہم تہرکا دینگے تجکو (ای نبی) اونپر پہر تیرے پڑوس

رہیں گے مگر تھوڑی سی مدت پھٹکارے ہوئے جہاں پکڑے جاویں مارے جاوینگے

مجیب اس آیت سے کیا بات ثابت ہوئی منافقین کی عدم معیت یا اونکی عدم مجاورت اگر عدم معیت ثابت کرتے ہو تو اوسکا اس آیتوں میں ذکر نہیں اور اگر عدم مجاورت ثابت کرتے ہو تو بحث معیت میں ہے نہ مجاورت و عدم مجاورت میں ہی آسمان کھیل میدان

مدعی لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا ... اِلخ سے صاف ظاہر ہے کہ منافقین مدینہ میں نہیں رہ سکتے اور جبکہ مدینہ میں نہیں رہ سکتے تو انہیں بشارت وَالَّذِينَ مَعَهُ کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں اسکے مصداق وہی ہیں جو مدینہ میں سکونت پذیر تھے اونہیں پر وَالَّذِينَ مَعَهُ اطلاق ہو سکتا ہے۔

مجیب اس تقریر سے یہ لازم آتا ہے کہ بعد نزول آیۂ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ جو لوگ مدینہ میں سکونت پذیر تھے وہ سب اس بشارت وَالَّذِينَ مَعَهُ کے مصداق ہو جائیں قبل اسکے کہ میں آپ سے لَمْ يَنْتَهِ اور اوسکے منتہی عنہ میں بحث کروں یہ دریافت کرتا ہوں کہ آیت میں بنابر قاعدہ نحو کیا مجاورین کی ضمیر سے قَلِيلًا مستثنیٰ نہیں واقع ہوا۔

مدعی لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا اِلَّا قَلِيلًا کے معنی جیسے ترجمۂ آیت میں ظاہر کردہ ہیں کہ وہ منافقین تیرے پڑوسی نہیں گے مگر تھوڑی سی مدت اِلَّا قَلِيلًا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تھوڑے لوگ باقی رہیں گے۔

مجیب يُجَاوِرُونَ کی ضمیر فاعل سے قَلِيلًا مستثنیٰ کیوں نہیں ہو سکتا اور مستثنیٰ یعنی زمانہ مقدر ماننے کی کیا وجہ ہے۔

مدعی ہم اسوقت قاعدۂ نحو سے بحث نہیں کرتے اوس قطع نظر کرکے آپ ہی کی تفسیر سے ثابت کئے دیتے ہیں تفسیر صافی دیکھیے کہ قَلِيلًا کے معنی زمانًا او جوارًا مرقوم ہیں۔

مجیب اگر تفسیر صافی میں یہ معنی تحریر ہیں تو آپکے بیان کی تفسیر کشاف میں اِلَّا قَلِيلًا کی تفسیر الا قلاء والا ذلاء بھی ہے اسلئے آپکی حجت قابل تسلیم نہیں۔

مدعی دیکھو کہ کچھ تامل کے بعد نماز عشا میں تاخیر ہوتی ہو نماز پڑھ لی جائے۔

مجیب بہت اچھا تو جلسہ ملتوی کیجئے رات بھی زیادہ آئی۔

دوسرا جلسہ بمکان مدعی

مدعی ہاں جناب زماناً او جواراً قلیلاً کا شافی جواب عنایت کیجئے اور تفسیر کشاف کی نسبت ہمارا جواب بس اسقدر کافی ہو کہ یہ معتزلی کی تفسیر ہے اور معارضہ کا جواب اسلئے تسلیم نہیں ہو کہ یہ مناظرہ بغرض تحقیق حق علمی مذاق کے اعتبار سے ہو

مجیب صاحب صافی کا لفظ قلیلاً کو تفسیر زماناً یا جواراً مستثنیٰ قرار دینا اسی معنی آیہ اور مصداق ایذادہندگان وبدگویان کی بنا پر ہو یعنی ایذادہندگان وبدگویان مدینہ میں رہیں گے مگر تھوڑے عرصہ یا تھوڑی مجاورت اور یہ ظاہر ہے کہ مجاورت کی قلت مجاورین کی قلت تعداد سے ثابت ہوتی ہو تو یہی معنی ہوئے کہ مجاور نہونگے مگر تھوڑے لوگ اور اسی طرح زمانہ کے لحاظ سے بھی اور صاحب صافی نے امر منتہی عنہ نفاق کو قرار نہیں دیا جو آپکا استدلال ہم پر حجت ہو۔ اور تفسیر کشاف ہر چند معتزلی کی ہے اصول وقواعد عربیہ میں بالاتفاق معتبر ہے اور کل صحابہ کی تعظیم کا مسئلہ عقائد معتزلہ میں اصول مذہب اہلسنت کے موافق ہو لہذا آپ پر تفسیر کشاف ضرور حجت ہے آپکا مدعا باستدلال تفسیر صافی اوسیوقت ثابت ہوسکتا تھا کہ امر منتہی عنہ نفاق ہوتا یہاں تو بلحاظ آیہ ماسبق ایذای مومنین ومومنات امر منتہی عنہ (دیکھو تفسیر حقانی)

مدعی میرے نزدیک اس آیت سے مدعا ہمارا بخوبی واضح ہو کیونکہ جسقدر تفاسیر میں نے اپنے مذہب کی دیکھی ہیں سب میں عن النفاق ہی صلہ نکالا ہے دیکھیے معالم التنزیل ومدارک التنزیل وغیرہ سب میرے کلام کی تائید کر رہے ہیں اب رہی تفسیر حقانی وہ میرے ہرگز مخالف نہیں ہو کیونکہ اوسنے یہ التزام کیا ہو کہ صرف ربط کلام بتلاتا جاتا ہو اور یہ ہمارے یہاں کی تفسیر مختصر ہے مگر از روے قواعد صرف ونحو دیکھا جائے کہ عن النفاق کی صورت میں کیا خرابی لازم آتی ہو اور کونسا فساد معنے میں پیدا ہوتا ہے۔

مجیب — آپکو اپنے مذہب کی تفاسیر سے استدلال کرنا استشہاد اپنی آدمی مذہب سے کم نہیں جو مناظرہ کے داب وآداب سے بالکل باہر ہے اور تفسیر رحمانی مختصر ہو یا مطول آپ پر ضرور حجت ہے خصوصاً جبکہ ادسکو ربط کلام بتلانیوالا فرماتے ہیں تو ضرور ہے کہ غیر مربوط کلام کو بے معنی تسلیم کرنا پڑے اور جب ایسا ہی تو آپ کو مربوط کلام ضرور ماننا پڑیگا وہو مطلوبنا وعلیکم مجتنا۔ افسوس کہ آپنے نفس نفاق کے امر نہی عنہ ہونے میں فساد معنی پر غور نہیں ورنہ یہی نفاق آپکے دل میں ہی نہ آتا۔

مدعی — اچھا تو آپ اس صلہ عن النفاق کی خرابی بیان فرمائیے جسکو اکابر اہل علم و اصحاب تفسیر نے ادراک نہیں کیا۔

مجیب — آپ اول اپنے دعوی کو ثابت کر دیجیے کہ امر نہی عنہ نفس نفاق قائم کرنیکی کیا دلیل قوی یا ضعیف ہے ابھی تو دعوی ہی دعوی ہے اور سمیں خرابی کا بیان کرنا ثبوت دعوی کے بعد ہوگا۔ آپکے مفسرین نے جو عَنِ النِّفَاقِ صلہ بتلایا ہے اوسکی توجیہ اور بیان اوسکی تخصیص کے ذمہ دار آپ ہی ہیں۔

مدعی — اچھا آپ اسکے مدعی ہیں کہ اسکا صلہ ابتدائی مومنین ومومنات ہی ہے پہلے آپ ہی اسکو ثابت کر دیجیے۔

مجیب — اسکے ثبوت میں چند آیتیں پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہے کہ ہر جگہ امر منہی عنہ ما قبل مذکور ہوا ہے اور ایک آیت میں جو امر منہی عنہ سابق میں مذکور نہیں ہے وہ لفظ عن کے بعد اوسی آیت میں مذکور ہوا ہے جس آیت میں بحث ہے اوسکے ما قبل بھی پیشکردہ آیات یہ ہیں قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ الخ اسمیں رغبت عن الالٰہہ امر منہی عنہ لئن لم تنتہ کے ما قبل مذکور ہے۔ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ اسمیں امر منہی عنہ انذار ہے جو اِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ میں قبل واقع ہے۔ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ اسمیں امر منہی عنہ زجر وہدایت ہے جو قولہ تعالی أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ الی قولہ قَوْمٌ عَادُونَ

سے واضح ہے وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ جسمیں امر منہی عنہ کید ہی جو سابق کی آیت وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِيْنَ سے ظاہر ہے اور وہ آیت جسمیں امر منہی عنہ عین کے ساتھ مذکور ہے یہہ ہے وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان آیات سے ثابت ہے کہ امر منہی عنہ نفس نفاق نہیں ہے۔

مدعی اب نماز مغرب کا وقت آگیا اسکا جواب آیندہ جلسہ میں دیا جائیگا۔

مجیب بہتر مگر جلسہ ہمارے مکان پر ہونا چاہیئے۔

تیسرا جلسہ مکان کہف الحاج سید مقبول احمد صاحب

مجیب ہاں جناب پیشکردہ آیات کے بعد اب کیا کلام باقی ہے۔

مدعی آپ کو سیاق کلام پر بہت بھروسہ ہے کہ سیاق کلام کی وجہ سے ہم اس جملے کے نکالنے میں مجبور ہیں تو ہم ایسی مثال پیش کرتے ہیں کہ سیاق وسباق دونو ہمارے کلام کی تائید کریں اور آپ اوسکے معنی لینے میں یہہ راستہ اختیار نکریں۔ دیکھو آیۂ تطہیر کہ سیاق وسباق اوسکا صاف تبلا رہا ہے کہ ازواج نبی مراد ہوں لیکن آپ سیاق وسباق چھوڑکر اوس سے پنجتن ہی مراد لیتے ہیں۔

مجیب آپ مطلب سے دور پہونچ گئے یہہ بحث کہ آیۂ تطہیر کسکی شان میں ہے ایک جداگانہ امر ہے جو اس مقام پر سراسر بے محل ہے مگر اوسکے سیاق وسباق سے جو آپ ازواج نبی مراد لینا چاہتے ہیں یہہ آپکا خیال محض غلط ہے اسلئے کہ اس آیت میں ضمیر جمع مذکر جو جگہ واقع ہے اور اوسکی ماقبل آیات میں جہانسے نساء نبی کی جانب خطاب ہوا ہے جمع مؤنث کی لفظیں اور ضمیریں آئی ہیں بلکہ مابعد کی آیت میں بھی اوسیطرح جمع مؤنث کا صیغہ اور ضمیر ہے جس سے ثابت ہوا کہ آیۂ تطہیر کو ماقبل و مابعد سے کچھ تعلق نہیں ہے پس بلحاظ سیاق وسباق ازواج نبی مراد ہونا باطل ہے مگر جو شخص مذکر و مؤنث کی ضمائر میں تمیز نکر سکے وہی سیاق کی رو سے بلحاظ کثرت دلالت کے ازواج نبی جانے

مذکر سے مراد لے سکتا ہے۔ یہہ تمثیل آپکی بے محل اور قیاس مع الفارق ہے۔

مدعی سیاق یہہ نہیں جو آپنے بیان کیا بلکہ تفسیر مفسرین میں جو مرقوم ہے وہی سیاق کی موافق ہے اور اس آیت میں وعید منافقون کے واسطے ہے اور صلہ مذکور نہیں لہذا نفاق ہی صلہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

مجیب آیہ شریفہ میں تین گروہ منافقون۔ فی قلوبہم مرض۔ اور مرجفون مذکور ہیں اور سیاق آیہ اسپر ناطق ہے کہ امر منہی عنہ ما قبل مذکور ہے پہر نفاق کی کیا خصوصیت

مدعی مریضان قلب اور اصحاب رجف بہی نوع منافقین سے ہیں لہذا نفاق ہی صلہ ہے کہ یہہ ہر سہ گروہ کا جامع ہے اور ہم آپکی خاطر سے ایذای مومنین و مومنات کو بہی شامل کئے لیتے ہیں تو بہی ہمارا ادعا ثابت ہے کیونکہ یہہ بہی منافقین کا کام ہے

مجیب اجی حضرت تمام مذموم صفتیں یہاں امر منہی عنہ فرض کر لیجے اگر نفس نفاق امر منہی عنہ ہونے میں جو خرابی ظاہر ہے نہیں معلوم اوسے کیوں نہیں محسوس کرتے

مدعی میں تو بار بار اوس خرابی کا خواستگار ہوتا ہوں نہیں معلوم کہ آپ کسلئے بیان نہیں کرتے جسکے باعث بحث ناتمام چلی جاتی ہے۔

مجیب اس آیہ میں طائفہ ثلثہ منافقون۔ والذین فی قلوبہم۔ اور مرجفون مذکور ہیں اور ان تینوں کے باز نہ آنے پر گرفتاری و قتل شدید کا حکم صادر ہوا ہے پس اگر امر منہی عنہ نفس نفاق اور ضعف ایمان (جو ایک امر مکتوم فی القلب ہے) آپکے خیال کے موافق مانا جائے تو کلام الہی میں معاذ اللہ کذب لازم آئیگا کیونکہ سورۂ احزاب حسب بیان مفسرین پہلے نازل ہوا ہے بعد ازاں سورۂ ممتحنہ پہر سورۂ نسا اسی طرح علی الترتیب بارہ سورہ نازل ہوکر سورۂ منافقون کا نزول ہوا ہے کما فی تفسیر الاتقان جو وجود منافقین پر شاہد عادل اور بینہ کامل ہے۔ اور سورۂ برات میں منافقین و متخلفین جنگ تبوک کا ذکر چند آیتوں میں آیا ہے جسکی تفاسیر فریقین شاہد ہیں اور یہہ سفر ۹ ہجری میں پیش آیا تہا جسمیں عبد اللہ بن سلول مع گروہ منافقین آنحضرت کے ہمراہ تہا (کما فی مدارج النبوۃ) اور یہہ بات بہی تفاسیر سے ثابت

ہی کہ سورۂ توبہ کے بعد کوئی سورۂ نازل نہیں ہوا پس اس مدت تک ہجوم منافقین کو کسکے دامن حمایت میں چھپایا جائیگا بجز اسکے کہ اس تحریف معنوی یا کلام الٰہی کی تکذیب کا بار سر پر رکھا جائے یا ان کے وجود کو جو ایک بہیرو ننگا وکی شکل تہا عدم سے تعبیر کیا جائے دوسرے یہہ کہ ارشاد خلافت مآب حضرت عمر بن خطاب کی تکذیب لازم آئیگی جو کنز العمال اور مغنی اور مدارج النبوۃ میں در حال وفات سرور کائنات علیہ وآلہ الصلوات اسطرح مذکور ہے کہ خلیفۂ دوم نے جنکی مدح میں کہا جاتا ہو کان رائہ موافقاً للوحی والکتاب) فرمایا لن یموت رسول اللہ حتی یفنی المنافقون جس سے ظاہر ہوا کہ وقت وفات سرور کائنات مدینہ میں منافق موجود تھے تو اسوقت سے قبل کونسا ایسا امر ظہور میں آیا جس نے منافقین کو بالکل نیست و نابود کر دیا اور وقت وفات سرور کائنات کہاں سے پیدا ہو گئے پس انکا وجود بعد نزول آیہ قبل وفات و بعد وفات آنحضرت تمام اوقات میں ایک ثابت و واقعی امر ہے اسکے خلاف کسی آیت کے معنی فرض و اختراع کر لینا امر واقعی کی تکذیب نہیں کر سکتا بجز اسکے مفروض و اختراعی معنی ہی کو رد کرنا لازم ہوگا تا کہ خدا کے کلام میں کذب لازم نہ آئے۔

مدعی یہہ سب وجوہ آپ کی دور از کار ہیں ہمکو تسلیم نہیں ہمارے ایمان کا مدار قرآن و حدیث پیغمبر پر ہے اور خلیفۂ دوم کا ارشاد محتاج ثبوت ہے بلا دیکھے کتب محولہ جواب نہیں دیا جا سکتا ہم تو یہی جانتے ہیں کہ یہاں پر صدعن النفاق ہی اور یہی ہماری تفاسیر میں لکھا ہے۔

مجیب آپ نے خوب انصاف کیا جو بلا دلیل اور بغیر وجہ موجّہ کہدیا کہ ہمکو تسلیم نہیں بہت اچھا بہت خوب آپ داب مناظرہ سے بخوبی ماہر اور پورے واقف نکلے پہر یہہ بحث کس لئے کیجائے ایسی صورت میں نتیجہ کسی طرح رونما ہو نہیں سکتا۔

مدعی آپ دلتنگ نہو جئے آیندہ جلسہ میں تسلیم نہونیکی وجہ بیان کی جائیگی اب جلسہ کو طول بہی ہو گیا ہے مگر جلسہ ہمارے مکان پر ہونا چاہئے۔

مجیب بہت خوب۔

چوتھا جلسہ بمکان مدعی

مجیب ہاں جناب فرمائیے جو وجوہ گذشتہ جلسہ میں وجود منافقین کی بابت ہمنے پیش کی تہیں آپکو تسلیم ہیں یا نہیں۔

مدعی ابتک کتب مجوزہ دیکھنے کی نوبت نہیں آئی مگر سیاق آیت کے بابت جو آیات آپنے پیش کی تہیں اونکے خلاف ایک آیت ہے جو پیش کرتا ہوں وہ یہہ ہے کَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ اسمیں لم ینتہ کا صلہ کفر ہے جو سابق میں مذکور نہیں (دیکھیے تفسیر صافی)۔

مجیب (تفسیر صافی دیکھکر) اسمیں تو عَمَّا هُوَ فِيهِ لکہا ہے یہہ صلہ ہمارے موافق ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ اگر ابوجہل نَهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ سے باز نہ آئیگا تو ہم اوسکو ضرور پکڑ کے گھسیٹینگے پیشانی کے بالوں سے (دیکھیے تفسیر بیضاوی) جس سے واضح ہے کہ امر منتہی عنہ نَهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ ہے اور وہ سابق میں مذکور ہے۔ اگر صلہ کفر ہوتا بقول آپکے تو کیا کفر سے ابوجہل تادم مرگ باز آگیا اگر آپکے نزدیک مومن ہوگیا ہو تو ثابت کیجیے اور اگر باز نہیں آیا تو لَنَسْفَعًا کی وعید کا دنیا میں مستوجب کیوں نہیں ہوا پس ثابت ہوا کہ اس آیت میں امر منتہی عنہ کفر نہیں ہے بلکہ نَهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ ہے اسیطرح جس آیت میں بحث ہے اوسمیں بھی امر منتہی عنہ نفس نفاق نہیں ہوسکتا اور یہہ امر کچھہ صرف تفسیر حقانی سے ثابت نہیں جسکے جواب میں آپنے مختصر تفسیر اوسکو کہا تہا بلکہ تفسیر درمنثور جو ایک بڑی تفسیر ہے جسمیں اکابر مفسرین کے اقوال درج ہیں اوس سے بھی یہی ثابت ہے دیکھو صفحہ ۲۲۳ - قَالَ مُجَاهِدٌ اَوْ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ اَفْشَوْا اَمْرَهُمْ فِي تَعْلِمُوْهَا عَلٰى نَفْسِهَا جس سے معلوم ہوا کہ وہ ایذای اناث تہا یا کچہ ہے اور جس مفسر نے صلہ عن النفاق بیان کیا ہے اوسنے بھی بلحاظ اسکے کہ نفس نفاق صلہ ہو نہیں سکتا اظہار نفاق کو امر منتہی عنہ قرار دیا ہے نہ کہ نفس نفاق کو دیکھو صفحہ ۲۲۳ جلد ۵ قولہ تعالیٰ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ اخرج عبد الرزاق وابن المنذر عن قتادة رض قال ان اناسا من المنافقین

ارادوا ان یظہروا نفاقہم فنزلت فیہم یعنی عبدالرزاق وابن منذر نے قتادہ سے روایت کی ہو کہ کچھ لوگوں نے منافقین سے ارادہ کیا کہ ظاہر کریں اپنے نفاق کو اونکے بارہ میں یہ آیہ نازل ہوا۔ اور قتادہ کی دوسری روایت میں ان المنافقین ارادوا ان یظہروا ما فی قلوبہم من النفاق فا وعدہم اللہ بہذہ الایۃ فکتموا ذلک واسروہ کہ منافقین نے ارادہ کیا کہ ظاہر کریں اوسے جو اونکے دلوں میں تھا نفاق سے پس خدا نے اس آیہ سے اونکو خوف دلایا ہے جس سے اونہوں نے پوشیدہ کیا اپنے نفاق کو اور نہ ظاہر ہونے دیا۔ اس سے ثابت و متحقق ہوا کہ اظہار نفاق سے باز آنا وجود منافقین کا منافی نہیں تو وجود منافقین کی نفی اس آیت سے کسی طرح نہیں ہوئی بلکہ یہ ثابت ہو کہ منافقین مدینہ میں باقی رہے اب تو آپ کو کچھ شک و شبہہ بقای منافقین میں باقی نرہا ہیں کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ منافق آنحضرت کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ اور جب منافقین کی معیت با آنحضرت بعد نزول آیہ لئن لم ینتہ اللہ بھی ثابت ہو تو اصحاب ثلثہ کے ایمان پر استدلال محض باطل خیال ہے تا وقتیکہ اونکو اشداء علی الکفار رحماء بینہم نہ ثابت کر لیا جاے۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ کس مذہب کی صفائی اور قلع و قمع ہو گیا زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

صحبت تمام

سید مجتبیٰ

سائنس اور اسلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ فرقہ اسکا قایل ہے کہ روح جسم کا ایک ایسا حصہ ہے کہ بلا اسکے وہ قایم نہیں رہ سکتا مثلاً جز کا وجود بلا کل کے محال ہی ہاتھ جو جسم کا جز ہے کبھی وجود میں نہیں رہ سکتا اگر جسم فنا ہو جائے یا یوں خیال کیا جاوے کہ کرن جو روشنی کا جز ہے روشنی کی نیستی کی بعد بقا میں نہیں رہ سکتی ضرور ہے کہ فنا ہو جائے۔ اسیطرح جب جسم فنا ہو جاوے تو روح بھی فنا ہو جاتی ہے۔ لیکن اس فرقہ کی غلط فہمی اظہر من الشمس ہے

روح کو مادی شئی قرار دینا ایک صریح غلطی ہو افسوس کہ اس بحث کی گنجایش یہاں نہیں ہم آگے چلکر اس نکتہ کی طرف اشارہ کرینگے متکلمین اور تمام اہل اسلام کے نزدیک خدا اسی جسم کو پھر پیدا کریگا اور نئے سرے سے روح پھونکیگا افلاطون اور اکثر ارباب طریقت کا یہہ مسئلہ ہے کہ روح وہ شئی لطیف ہے جسکے ذریعہ سے انسان سے مختلف حرکات ظاہر ہوتی ہیں گویا یہہ جسم میں ایک محرک ہے اور جسم اسکا آلہ ہے جب آلہ فنا ہو جاتا ہے تو اس سے کام نہیں ہوتا لیکن اس محرک پر کوئی اثر نہیں ہوتا یہہ خیال بھی اس قدر بھدا ہے کہ اصل راز سے یہہ بھی آگاہ نہیں ہوتی گو صداقت کی جھلک ضرور نظر آتی ہو اس مسئلہ پر امام فخر رازی نے بھی بڑی طبع آزمائی کی ہو اور بیشتر دلائل جو ثبوت میں پیش کئے ایسے دلچسپ ہیں کہ گھنٹوں غور کے لئے کافی ہیں

یہاں تک حکماء یونان کے کارنامے بیان ہوئے ہیں اور انکی اجمالی صورت پیش کر دی گئی ہے جس پر ناظرین کو خود غور کرنے کا کافی موقع ہو۔

متکلمین کا مذہب اصل مذہب ہے لیکن اس میں تشریح کی ضرورت ہے فرقہ کا مسلک بذات خود نہایت درست ہے لیکن روح کی حقیقت کا بالکل پتہ نہیں چلتا۔ روح کے اصلی راز کی حقیقت تو نہ معلوم تھی اور نہ آج تک کسی نے کوئی جدت کی البتہ زمانہ دراز سے علما میں ایسی ہی خانہ جنگی چلی آتی ہو جسکا نتیجہ صرف اسیقدر ہوا ہے کہ بیسیوں کتب خانہ ان مباحثات سے پر ہیں اور علمی میدان کے ہیرو قرار دئے گئے ہیں حقیقت یہہ ہے کہ روح کے وجود میں جو لوگ ابتک عقلی دلیل دیتے آئے ہیں محسوسات میں داخل کرنے کے کوشاں رہے وہ ایسی ہی ہے کہ جیسے سابق زمانہ کے چند فرقوں میں اس پر برسوں نزاع رہی کہ خدا کیسا ہے؟ اسکے کیا اوصاف ہیں؟ وغیرہ وغیرہ یعنی یہہ لوگ اسکے وجود کا ادراک قوت انسانی سے کرنا چاہتے تھے جو بالکل محال ہے مولانا روم کا بھی یہی مسلک ہے اور اسی سلسلہ میں انکی ایک نہایت لطیف حکایت ذیل میں نقل کیجاتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک چوپایا

بیٹھا ہوا خدا سے مخاطب کہہ رہا تھا کہ ای خدا تو کہاں ہے تو مجھکو ملتا تو میں تیرے بالوں میں کنگھی کرتا تیرے کپڑوں سے جوئیں نکالتا - تجھکو نہایت عمدہ عمدہ کہانے کہلاتا اور تیری ہر طرح کی خدمت کرتا - اتفاقاً اسی اثنا میں حضرت موسی علیہ السلام کا ادہر گذر ہوا تو اونہوں نے چرواہے کو یوں ہم کلام پایا - آپ کو بہت غصہ آیا اور اوسکو سزا دینی چاہی وہ بیچارہ بہاگ نکلا حضرت موسی علیہ السلام پر وحی آئی -

وحی آمد سوے موسیٰ از خدا | بندہ ما را چرا کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی | یا برائے فصل کردن آمدی
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم | ہر کسے را اصطلاحی دادہ ایم
در حق او مدح در حق تو ذم | در حق او شہد و در حق تو سم
ما بروں را ننگریم و قال را | ما دروں را بنگرم و حال را
موسیا آداب دانان دیگر اند | سوختہ جان و روان دیگر اند
در دروں کعبہ رسم قبلہ نیست | چہ غم ار غواص را پاچیلہ نیست
عاشقاں را ہر زمانے عشرتیست | بر دہ ویران خراج عشر نیست
خون شہیدان را ز آب اولی ترست | این گناہ از صد ثواب اولی ترست
ملت عشق از ہمہ ملت جداست | عاشقان را ملت و مذہب خداست

غرض اس سے یہہ ہے کہ جو کچھ چرواہا خدا کے نسبت کہہ رہا تھا ویسا ہی سب کی حالت ہے اور بعینہٖ یہی حالت اون لوگوں کی ہے جو روح کو محسوسات میں شمار کرتے ہیں اور اس پر دلیل عقلی لاتے ہیں عالم موجودات پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اسمیں دو طرح کی اشیا ہیں ایک تو مادہ اور دوسرے جمادات مادہ کی مثالیں نباتات - مثلاً لکڑی - کہیرہ - خربزہ وغیرہ - اور جمادات مثلاً کنکر پتھر - لوہا - اور پیتل وغیرہ - اور ہر شی ذی روح دو چیزوں سے مرکب ہے - انسان مادہ اور قوت یا روح کا مجموعہ ہے جسم اسکا مادہ ہے اور روح اوسکی قوت ہے - بکری - گھوڑا - اونٹ - ہاتھی وغیرہ وغیرہ - جمیع حیوانات مادہ اور قوت سے مرکب ہیں اور بس - لیکن اب یہاں یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر ذی روح

مثلاً لوہا لکڑی تانبا وغیرہ وغیرہ کن کن اشیا کے مرکب ہیں اس شبہہ کا جواب ہم یہ دینگے کہ یہ بھی صرف اسی مجموعہ کا نام ہے یعنے مادّہ اور قوت۔ ایک اشکال اب یہ پیدا ہوتا ہے کہ پتھر کو ہم مادّہ تو مان لیتے ہیں لیکن اس میں قوت کے کیا معنی ؟ میرا یہ دعوی ہے کہ اس میں بھی قوت یا روح موجود ہے اور یہی ہمارا مسئلہ ثبوت طلب ہے جو ہمارے اس تحریر کا ماخذ ہوگا اب آیا مادّہ اور قوت فنا ہو کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں یا نہیں جیسا کہ ہمارے بیشتر علما اب بھی قائل ہیں کہ فنا ہونیکے بعد ہر شی نیست و نابود ہو جاتی ہے ہم اس پر مفصل بحث نہیں کر سکتے اسلئے کہ یہ ہمارے مطلب سے کوئی سروکار نہیں رکھتا اس قدر لکھنا کافی ہے کہ مادّہ اور قوت۔ لغوی معنی میں فنا ہو سکتی ہیں لیکن اس میں سے کوئی نیست و نابود نہیں ہوتی بلکہ ایک دوسری شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اور یہی مسئلہ معاد ہے جس پر تفصیلی بحث جدید سائنس کی روشنی میں انشاء اللہ آیندہ موقعہ پر کرونگا۔ لفظ قوت کی کسیقدر شرح اسوقت لازم ہے۔ قوت خداوند عالم کا وہ عطیہ ہے کہ جس سے اس نے کسی کو محروم نہیں رکھا ہے اور جس کا وجود کسی شی میں ادراک کا ذریعہ ہوتا ہے اور اسی کا نام روح ہے۔

(باقی آیندہ)

معدوم ہستی نما سید محمد نونہروی الحسینی از بارہ بنکی

فساد محرم

اس سال کا فساد محرم نہ صرف اسوجہ سے قابل غور ہے کہ ایسے پر امن زمانہ میں یہ واقعہ پیش آئے جس سے ہر دیکھنے اور سننے والے کا دل ہل جائے۔ بلکہ اسوجہ سے بھی نہایت عبرت انگیز ہے کہ جب ہر طرف ہندوؤں نے بائیکاٹ اور سودیشی تحریک سے ایک طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا مسلمانوں سے ایسی حرکت سرزد ہوئی جس سے گورنمنٹ کا اعتبار رعایای ہند پر کم ہو جائے۔

حق یہ ہے کہ ہندوؤں کی یہ جرأت صرف اسوجہ سے ہوئی کہ اونکی تعداد سب سے زیادہ ہے اور سوا ویسے جاہل گنوار زیادہ ہیں جو اونکی اشتعال سے بھڑک سکتے ہیں۔ یہی حالت بعینہ سنیوں کی ہے جنکی تعداد ہندوؤں کے بعد ہندوستان میں سب سے زیادہ ہے اور اسیقدر جاہل گنوار جرنہ ور اشخاص اس فرقہ میں اکثر کسی دوسرے فرقہ

میں ہو۔

ہندوؤں کا خون تو ایک عرصہ سے ٹھنڈا ہو چکا تھا کیونکہ اونکی مغلوبیت اور غلامی کو اتنا عرصہ گذرا کہ بجز تواریخ کوئی نشان اونکو نہیں ملتا۔ بخلاف سنیوں کے جنکی مغلوبیت کو ابھی ایک صدی بھی نہیں ہوئی لہذا انکا مادہ انتقام آج نہیں مدتسے موجزن ہے اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کو تکلیف دیتے رہے۔ مگر وہ سب سے زیادہ ابھر نہ سکے ایک اس سبب سے کہ اکثر مقامات پر **شیعہ سنی** باہم اسدرجہ مخلوط تھے کہ کوئی کام بغیر ایک دوسرے کی اعانت اور مدد کے ہو نہیں سکتا تھا۔ اور شیعہ چونکہ بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ مظلوم رہے۔ اور گورنمنٹ انگلیشیہ کے زمانہ معدلت میں قانوناً پوری آزادی ملی گو بوجہ قلت تعداد پوری طور بہرہ یاب نہو سکے۔ لہذا گورنمنٹ کی وفاداری اور خیر خواہی کو اپنا جزو اعظم قرار دیا اسلئے اہلسنت زیادہ ابھر نہ سکے کیونکہ شیعوں سے انکے تعلقات ایسے گہرے تھے کہ بغیر اتفاق و اتحاد ایسے امور کا ظہور ناممکن تھا۔

دوسرا سبب یہ تھا کہ ابتدا میں گورنمنٹ نے **وہابیوں کی** جو اصل بانی ہیں پوری طور سے نگرانی کی جس سے انکے حرکات و سکنات کی پوری طور سے خبرگیری کی جاتی۔ اس سبب سے یہ فتنہ زیادہ بلند نہو سکا۔

ادہر گورنمنٹ نے انکی نگرانی میں کمی کی اور عام طور سے مسلمانوں پر اعتماد کیا حالانکہ یہ وہ مسلمان نہیں ہیں جن پر اعتماد کیا جائے کیونکہ انکے یہاں جہاد کا سبق ہر بچے کو دیا جاتا ہے۔ اگرچہ انکے خلفا ہمیشہ جہاد سے بھاگا کئے۔ مگر یہ جہاد کے نام پر مرتے ہیں بخلاف شیعوں کے جنکے یہاں غیبت امام میں جہاد حرام مطلق ہے۔

ادہر انکے لیڈروں نے خصوصاً اخبار کے اڈیٹروں نے اسمیں کوشش شروع کی کہ جہانتک ہو سکے شیعوں سے تعلقات کم ہوتے جائیں۔ کیونکہ وہی بڑے حامی گورنمنٹ ہیں اور کسیطرح نہیں چاہتے کہ یہ فرقہ فساد کرے جس سے پھر ہم اون مصائب میں مبتلا ہوں جو خلفائے ثلثہ اور معویہ و یزید کے زمانہ میں سہ چکے ہیں

انہیں دو باتوں نے اس سال ہندوستان کے ہر صوبہ ہر ضلع میں وہ فساد پیدا کیا کہ العظمۃ للہ

مقام فسادات ہندوستان میں جتنے بڑے شہر ہیں اونمیں شاید ہی کوئی ایسا

شہر ہو جہاں امسال فساد نہ ہوا ہو۔ بمبئی۔ لکہنؤ۔ رنگون۔ ڈہاکہ۔ چھپرہ۔ کو اہتہ کے اجمالی
تفصیلی حالات تو کچھ معلوم ہوئے۔ مگر دیگر مقامات کی اطلاع کمتر ہے۔

بمبئی میں تو یہانتک نوبت آئی کہ بقول پیسہ اخبار مورخہ ۲۴ فروری امن و امان قایم کرنے
کے لئے گورہ فوج طلب کرنی پڑی بیسیوں آدمیونکو شدید چوٹیں آئیں اور چار آدمی
صاحب پولیس کمشنر کے فیر سے ہلاک ہوئے گورہ سپاہ دن بہر شہر کے اُن حصونپر
جہاں فساد ہوا تہا قابض رہی اور مختلف اسپتال ضرر رسیدگان سے بہر گئے الامان ما
اور دوسرے اخبار لکھتے ہیں صرف فوج ہی نہیں آئی بلکہ چار ۴ عدد توپ بھی منگائی گئی
تب جاکر یہ فساد فرو ہوا۔

وجہ فساد کیا تھا۔ صرف اسقدر کہ اہلسنت کی مسجد کے سامنے جو راہ میں واقع ہے
اور ادہر سے تعزیہ علم جا رہا تہا۔ ماتم ہوا۔

اخبار اہل فقہ راوی ہے! بات کیا تھی صرف یہ کہ شیعونکا تعزیہ جسکے ساتہ ماتم ہو رہا تہا
اہلسنت کی مسجد کے پاس سے گذرا جہاں نماز ہو رہی تھی (کسوقت کی نماز یہ نہ لکہا کیونکہ
۹ بجے کا واقعہ ہے جسوقت کوئی نماز نہیں ہوتی) نماز میں خلل واقع ہونیکے باعث سے
شیعونکو روکا گیا کہ یہاں سے خاموشی کے ساتہ گذرو۔ مگر انہونے نہ مانا اہلسنت جبرًا
مانع ہوئے شیعوں نے اپنی ضد پر اصرار کیا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین میں لڑائی ہو گئی ۱ ھ
اس سے یہ تو یقینًا معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں شیعونکا قصور صرف اسقدر رہا
کہ وہ تعزیہ کے ساتہ ماتم کرتے جاتے تھے۔ نہ تبرا تہا نہ کوئی دوسرا امر جسکے مطلب
یہ ہوئے کہ ماتم کرنا بھی تبرا ہے جو ایک طرح سے حق بہی ہے۔

مگر اخبار امپایر کلکتہ اسکی تردید کرتا ہے کہ اوسوقت کوئی واقعہ نہیں ہوا
بلکہ پولیس کی عاقلانہ کارروائی سے اوسوقت کل فسادات دب گئے۔ شیعہ اپنی منزل
مقصود تک پہونچے اور دفن تعزیہ کے بعد اعمال عاشورہ وغیرہ میں مشغول رہے
مگر شیعونکا سلامت نکل جانا یزیدیونپر ایسا شاق گذرا کہ اوسیوقت سے
مردانی فوج وہاں جمع ہونے لگی کہ بوقت معاودت اسکا معاوضہ لیں اور اون
شیعونکو ہلاک کر ڈالیں جو امام مظلوم کے غم و الم میں سر پیٹتے خاک اوڑاتے جاتے تہے
اور سینونکے ہاتہ سے بچ گئے۔ آخر اُنکو سر و پا برہنہ بیلیئینگے مشٹر گیبل کمشنر پولیس

کو چونکہ خبر ہوگئی تھی اونہوں نے فوری انتظام کر لیا شیعوں کو دوسری راہ سے مع الخیر والعافیہ اپنے اپنے مکانپر پہونچایا جس سے اون سنی یزیدیوں کا جوش انتقام اور تیز ہوگیا اتفاقاً چار شیعہ پیچھے رہ گئے تھے جو اوسی راہ سے آئے جسپر یزیدی سنی قابض تھے پھر کیا تہا خوب ہی لاٹھیوں سے اونکو مضروب کیا۔

سنیوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ پولیس کے حکم سے شیعوں نے دوسری راہ اختیار کی انہوں نے بڑہ کر اوسی راہ میں فساد کرنا چاہا مگر وہ شیعہ تو بسلامت نکل گئے۔ مگر سنیوں میں عام بغاوت پھیل گئی کہ جہاں کوئی شیعہ اونکو ملجاتا اوسکو اذیت پہونچاتے خاصکر بوہری شیعوں پر جنکی تعداد کم ہے اسقدر تعدی کی کہ اکثر بوہروں نے دوکانیں بند کرلیں مگر تختے توڑ توڑ کر سنی اندر گہسے اور سنگسار کیا پولیس نے دس مضروب کو ہسپتال پہونچایا۔ گجار اسٹریٹ میں ایک امام باڑہ پر حملہ کرنا چاہا مگر پولیس کی حفاظت سے وہ محفوظ رہا خود پولیس ان سنی بلوائیوں کے ہاتھوں اسقدر مجبور ہوئی کہ مسٹر سیوں سپرنٹنڈنٹ کو فیر کرنا پڑا جس سے چار آدمی مارے گئے آخر گورہ فوج مع چار عدد توپ بلائی گئی جمشید جی کے شفاخانہ میں بیس مضروب داخل کیے گئے اور اسیطرح دوسرے ہسپتال زخمیوں سے معمور ہیں پچاس سنی بلوائی بندوق سے زخمی ہوئے جنمیں چھہ تو اپنی اصلی جگہ پر پہونچے خدا بقیہ کو بھی وہیں پہونچائے۔ بوہرہ شیعوں پر عام بلوا تھا جنکی دوکانیں لٹیں ایک بوہری کا پانچہزار روپیہ نقد لوٹا گیا اور دس زخمی ہوئے دیکھو امپایر کلکتہ مورخہ ۱۴ فروری سنہ انگریزی اخبار الہ آباد لکھتا پولیس پر سنیوں نے خوب پتھر برسایا نظام اسٹریٹ میں بھی پولیس پر حملہ کیا گیا۔ اگر کمشنر پولیس گولی مارنے کا حکم نہ دیتے تو بمبئی میں حفظ امن کا قایم رہنا محالات سے تھا۔

کلکتہ کا روزانہ یورپین اخبار امپایر مورخہ ۱۵ فروری "سنیوں کی شیطانی شقاوت" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ بمبئی گزٹ موت سے بچنے کی ایک مثال لکھتا ہے مسٹر جوارج بیٹ بیا۔ داایک یورپین مشنری پر سنیوں نے سخت حملہ کیا اس پریشانی میں انکو صرف ایک تیلی کی دکان ملی جسمیں وہ پناہ گزین ہوئے اور تیل کے پیپوں کے درمیان جا کر گھسے ہوئے جب ایک سنی نے عمداً تیل کا ایک بوتل پھینکا اور کسی پر ڈالدیا اور

دیا سلائی روشن کرکے آگ لگا دی۔ میشائیل دوڑ کر باہر گئے سنیوں نے لاٹھی سے مارنا شروع کیا کہ پھر وہ انہیں پیپوں میں جا ملیں و ترا آگ میں جل جائیں۔ پولیس کے سوار اچانک ادھر آگئے جس سے انکی جان بچی اور بلوائی فراری ہوئے

اسلام میں زندہ جلانیکے پہلے موجد حضرت ابوبکر ہوئے جنہوں نے اپنے سپہ سالار خالد بن ولید کو عام طور پر حکم تھا۔ اسیکی تقلید بروز عاشورا ہوئی۔ اور اب سنیان بمبی نے اس آگ کو پھر روشن کیا

یہ مختصر حالات بلوہ بمبئی کے ہیں جسمیں سنیوں نے اپنی بغاوت سے پولیس کو اسدرجہ عاجز کیا کہ بمجبوری اسکو فیر کرنا پڑا اور بوٹ ور فوج سے حفاظت کرنی پڑی ہے مگر ہندوستانی سنی اخبار نویس جو اپنی قوم کے لیڈر بنتے ہیں انکی حق پژوہی دیکھئے کہ کسیطرح اسکے بھی روادار نہیں ہیں کہ سنیونکی زیادتی ثابت ہونے پائے۔ تیسیہ اخبار کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے جسقدر مسلمان مارے گئے وہ سب سنی تھے (بلوائی بھی تو یہی تھے) یہ جھگڑا اپنی نوعیت میں عجیب قسم کا واقعہ ہے کہ لڑائی تو ہوئی ایک خاص شیعہ پارٹی سے اور اذیت پہنچی بوہرونکو جو بالکل بے خبر بیگناہ اور بیقصور تھے (کسیکو بھی تو بیقصور مانیں ہم اسیاد غنیمت سمجھتے ہیں) اخبار ٹائمس اف انڈیا نے اپنے مضمون میں تمام سنی مسلمانوں پر سخت حملہ کیا ہے اور اسکے لیڈرونکو اس جھگڑے کا ذمہ وار بنایا ہے۔ اخبار جمشید۔ اخبار سانج ورتمان بھی شیعونکے بڑے طرفدار ہیں۔ گجراتی نامی اخبار جو یہانکے ہندو آبادی کا خاص ارگن ہے اور کانگریس کا بڑا حامی ہے اسنے پولس کے خلاف لکھا ہے کہ اگر شیعوں کو خلاف دستور ماتم کرنیسے روکا جاتا اور سنی مسلمانوں کی طرح مسجد کی توہین کرنیوالے شیعہ بھی گرفتار ہوتے دیکھ نہ تعزیونکے اٹھائے جانے میں روک ہوتی ہے نہ یہ افسوسناک واقعہ پیش آتا۔ منقول از اثنا عشری مورخہ یکم مارچ

اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بقول اڈیٹر اہل حدیث "گو یہ حرکت چھوٹے طبقہ کے لوگوں سے ہوئی ہوگی لیکن اخلاقی فقرہ مبالغہ کا دامن اسکا بھی تو اپنے اندر رکھے ہوئے رکھتا ہے" اہل حدیث مورخہ یکم فروری

کیسا سچ ظاہر ہوا کہ یہ تعصب تو صرف بمبئی میں انگریزی اخبار ٹائمس اف انڈیا پارسی اخبار جمشید سانج ورتمان اپنے ذاتی علم اور عینی مشاہدہ پر صحیح رائے ظاہر

کر رہا ہے۔ مگر یہ نامہ نگاران تینوں اخبار کو جھوٹا طرفدار شیعہ بنا رہا ہے۔ مگر ہائے خریطہ مظلوم
اہلسنت کا ایک بھی حامی نہیں جو یہ لکھتا کہ اسمیں سنیوں کی زیادتی نہ تھی کیونکہ گجراتی نامی اخبار
جسکو اسنے اپنا موید بنایا ہے اس نے بھی کوئی الزام شیعوں پر نہ دیا بلکہ پولس پر جس نے
سنیوں پر فیر بھی چلائی۔ اور ہلاک بھی کیا۔ زخمی بھی کیا اور مقدمہ بھی تحقیق میں قایم ہے
نہ شیعوں پر۔ اگر یہ نامہ نگار اپنے ہی فقرہ پر جو کانگریس کا بڑا حامی ہے کچھ خیال کرتا تو معلوم ہو
گجراتی اخبار کی تحریر بمخالفت پولس کیا وزن رکھتی ہے۔ کیونکہ سب کو معلوم ہے کانگریسی
لوگ تو دراصل خود گورنمنٹ کے خلاف ہیں چہ جائیکہ پولس

اس گجراتی اخبار نے یہ بھی نہ لکھا کہ آخر شیعوں نے مسجد کی توہین ہی کیا کی کیونکہ
عام طور سے توہین مسجد یہی سنتے آتے ہیں کہ ہندوؤں نے سور کا ٹکڑا ڈالدیا۔ یا مسلمانوں
کی نسبت یہ سنا جاتا کہ انھوں نے گائے کا ٹکڑا شیوالہ میں ڈالدی۔ یہ یہاں توہین کیا تو کیا
اسکو بھی لکھا۔ ہاں اگر فریقین کی ڈھیلہ بازی سے مسجد کی ہانڈی ٹوٹ گئی اگر اسی کا نام
توہین کہا ہے تو ہو سکتا ہے۔ مگر افسوس حکام ضلع نے بھی اسکو توہین سمجھا جو شیعوں کو گرفتار
کرتے حالانکہ شیعہ ہی **اصلی مسلمان** ہیں جو مسجد کی تعمیر کرنیوالے اور حفاظت کرنیوالے
ہیں رہے اور لوگ تو مسجد کے نجس کرنے میں کوشاں رہتے ہیں خداوند عالم قرآن مجید میں
ارشاد فرماتا ہے انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوٰۃ
واتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسی اولئک ان یکونوا من المھتدین
جس سے معلوم ہوا مسجد کی آبادی صرف مومنین سے ہو سکتی ہے کافرین و منافقین سے کوئی
واسطہ نہیں۔ بلکہ خود رسول اللہ نے کھڑے ہو کر منافقوں کی مسجد گروا دی پھر سنیوں سے
مساجد کی آبادی کیونکر ممکن ہے

افسوس کہ ہم اصل مطلب سے کچھ دور چلے آئے۔ مگر یہ تو سب کو معلوم ہوا کہ واقعہ بمبئی
میں سنی ہی زخمی ہوئے اور گرفتار بھی ہیں جو عنقریب اپنے اعمال کی سزا پائینگے (۸ آدمی
وغیرہ سپرد ہیں)

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سنی اخبار نویس کیسے ایماندار ہوتے ہیں جو **شیعہ**
سنی کے معاملات میں سچے واقعات کے ظاہر ہونیکے بھی روادار نہیں ہوتے
بلکہ جو لوگ سچے واقعات لکھتے ہیں اگرچہ وہ ایک عیسائی ہو یا پارسی یا ہندو اپنی مقابلہ

میں سبکو لاعنی اور طرفدار بتاتے ہیں

یہ واقعہ چونکہ بہت سخت ہوا اور تمام اردو۔ انگریزی۔ گجراتی اخباروں میں شایع ہوگیا اسلئے اسقدر بھی ظاہر ہوا۔ ورنہ اس سال اس کثرت سے ایسے واقعات ہوے کہ ان کی انتہا نہیں جنکے وجوہات کو ہم آیندہ ظاہر کرینگے تاکہ گورنمنٹ اسپر بخوبی غور کرے اور سمجھے کہ ان سنیوں کا خطرہ بنگالیوں سے بدارج بڑھا ہوا ہے کیونکہ ہندو اسیقدر شورش کریں مگر ان کا اثر صرف ہندوستان میں ہے جہاں گورنمنٹ کے سامنے ہر حال میں ایک حقیر اور ناچیز شے ہیں۔

بخلاف اہلسنتہ کے جو اپنا خلیفہ اور روحانی پیشوا سلطان روم اور امیر کابل کو جانتے ہیں جن کی مدح وثنا کی گیت ہر اخبار میں عموماً اور پیسہ اخبار۔ وطن۔ وکیل البشیر تحجم لکھنؤ۔ الحدیث امرتسر میں خصوصاً ہوتی ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ کس کو اپنی گورنمنٹ سمجھتے ہیں

اس سلسلہ واقعات میں رنگون کا واقعہ بھی نہایت مہتم بالشان ہے کیونکہ وہاں شیعہ آدمی گویا ایرانیوں میں منحصر ہے جو عموماً اعلی درجہ کے تاجر اور رئیس ہیں ان کے ساتھ اس قسم کی گستاخی اور بے ادبی ایک اعلی درجہ کے بغاوت کی خبر دیرہی ہے کہ حضرات اہل سنتہ مواد تیار کر رہے ہیں۔

اخبار حبل المتین ناقم ہے کہ رنگون میں بھی شب عاشورا ایسا فساد ہوا کہ "اعزا زینبیم ہم مجروح شدہ اند" یعنی بہت سے ایرانی زخمی ہوئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ فساد بلا کسی تحریک توی کے واقع ہوا تعزیہ پر پہلے ڈھیلے بازی ہوئی پھر لاٹھیاں چلیں دو آدمی گرفتار ہیں

چھپرہ کا واقعہ تو اور بھی تعجب خیز ہے سکرٹری صاحب انجمن تعلیمیہ لکھتے ہیں کہ سید کاظم حسین صاحب ہیڈ کلرک کلکٹری کے مکان کو اندر تابوت اور علم اٹھا اہل سنت بھی وہاں موجود تھے تابوت دیکھتے ہی جوش سوار ہوا شب بھر سید صاحب کی مکان پر سنگ باری رہی اور وہ مکان بند کئے ہوے بیٹھے رہے صبح کو جب خود سنیوں نے پولیس میں اسکی اطلاع بھی دی کہ خلیفہ دوم کا پتلا تابوت کے اندر رکھا جاتا ہے اور صبح کو

تیر ار کہا قاعدہ ڈبو دیتی ہیں۔ ہم ہرگز تعزیہ نہ اٹھائینگے۔ اور کشت و خون ہو گا
شب؛ سید صاحب نے بھی پولس کو باضابطہ خبر دی۔ سپرنٹنڈنٹ پولس نے مولوی
عبد الغفور صاحب انسپکٹر پولس کو بھیجا جو خود بھی سنی ہیں۔ مگر اس خوبی سے انھوں
نے انتظام کیا کہ خود مع سب انسپکٹر و ملٹری پولس و جمعدار و کانسٹبل صبح عاشورا ۷
بجے تشریف لائے اور تعزیہ کو بہت ہی انتظام سے دریا تک پہنچا دیا
ہم تمامی مومنین کیطرف انسپکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے نہایت
خوش انتظامی سے اس فساد کو رفع کیا۔ اب مختلف مشورے ہو رہے ہیں مگر فضل خدا سے
امید ہے کہ سپرنٹنڈنٹ بہادر اور انسپکٹر صاحب کی عاقلانہ تدابیر سے آیندہ یہ فتنہ فرو ہوگا
(یہ خلاصہ ہے رپورٹ سکرٹری انجمن امامیہ چھپرہ کا)

ڈھاکہ کے متعلق بھی معلوم ہوا کہ اصل فساد پولس کا تھا جس سے وہاں بھی
فساد ہوا مگر نہ ایسا عظیم الشان ہاں چند آدمی گرفتار ہیں۔

دہلی کا محرم بخیریت گذرا صبح عاشور **انجمن ہدایت الاسلام** دہلی کیطرف
سے جلسہ وغیرہ منعقد ہوا جسمیں جناب مولوی عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی دہلوی
اور مولوی نظام الدین احمد صاحب جھجری اور مولوی محمد مقیم الدین صاحب نے شہادت
کے دردناک واقعہ کا ذکر کیا اور اسباب شہادت پر محققانہ بحث کر کے شہادت کا نتیجہ دکھایا
(عمر فاروق کا باپ بغور دیکھیے)

لاہور میں آنریبل جناب نواب فتح علی خاں بہادر سی۔ آئی۔ ای قزلباش رئیس اعظم
لاہور کے یہاں وہ اہتمام ہوتا ہے کہ سبحان اللہ ہزاروں مومنیں کی ضیافت ہوتی ہے اور صدہا
ذاکرین آپکے جود و کرم سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اور خود نواب صاحب غضب کے اہتمام
میں مصروف رہتے ہیں۔ اس سال بھی وہاں کا عشرہ معمولا نہایت عمدہ ہوا۔ جناب کربلائی نواب
محمد علی خاں صاحب کی مجلسیں بھی بڑے رونق سے ہوئیں

سیالکوٹ میں بھی ایک اعلی درجہ کا ذاکر بذریعہ تار جناب نواب فتح علیخاں بہادر
سی آئی ای قزلباش نے بلوایا اور نہایت خوب مجلسیں ہوئیں

فساد لکھنؤ چونکہ تمامی مومنین کو لکھنؤ سے ایک خاص تعلق ہے خواہ اس جہت سے
کہ مرکز مومنین ہے یا اس لحاظ سے کہ تمامی مومنین وہیں کے علمای اعلام کے مقلد ہیں

اور اپنی ہر دینی و دنیوی امور میں اسکو اپنا ملجا و ماوی جانتے ہیں لہذا ادہاں کا فساد سب سے تعلق رکھتا ہی

یوں تو جب سے تحم لکھنو نے اپنا قدم جمایا ہی (جسکا چوتھا سال رمضان ۱۳۲۶ھ سے شروع ہی) نہ مومنین کو آرام ہی نہ گورنمنٹ مطمئن ہی۔ شب و روز فسادات ہوتے ہیں۔ تمامی شرفا کا ناک میں دم ہی۔ اخبار کیا ہی بازاری گالیوں کا مخزن ہی نہ اسکے ہاتھوں خدا و رسول کو نجات ہی نہ ائمہ اطہار کو جنکی عداوت اور عناد اسکے رگ و پے میں بھر دیگئی ہے۔ اور دشنام دہی و سب و شتم میں نہ احیرت سے بھی فوق لیگیا ہے

مگر دو سال سے وہ فسادات پیدا ہو رہی ہیں کہ پناہ بخدا سنہ گذشتہ کے واقعات کسکو بھولے ہونگے کہ کیسے کیسے آفات پیدا ہوی۔ مدتوں عدالت کا کمرہ فریقین سے بھرا رہا جسمیں آخر کامیابی شیعوں کو ہوئی اور بہت سے سنی سزایاب ہوی۔

اس سال اسکا خطرہ پہلے ہی سے تھا۔ کیونکہ اخبار مذکور اسدرجہ اشتعال پیدا کر رہا تھا کہ ممکن نتھا خونریزی نہ ہو۔ چنانچہ وہی ہوا کئی جانیں تلف ہوئیں اور پوری خونریزی ہوئی تو جیل خانہ کی کچہریاں آباد ہیں

چونکہ اسکا خیال پہلے سے تہا فریقین کے سمجھدار لوگوں نے جسمیں علمای فریقین بھی داخل ہیں اسکا انسداد چاہا کہ اس سال کوئی فساد نہو۔ مگر چونکہ وہ اخبار چھوٹے طبقہ کے لوگوں میں اپنا پورا اثر کر چکا تھا۔ اس کوشش کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اخبار امامیہ ناقل ہی نویں محرم کو بدستخط جناب مولوی عبد المجید صاحب و مولوی عبد الباری صاحب و مولوی اشرف علی صاحب سربرآوردگان علمای فرنگی محل سے ہیں۔ اور نیز جناب صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب جناب مولانا السید محمد باقر صاحب جناب مولانا السید آقا حسن صاحب دامت برکاتہم اس مضمون کا اعلان شایع ہوا کہ حفظ امن کے لئے ان امور سے قطعاً اجتناب کرنا چاہئے جس سے اشتعال طبع ہو۔ اور بعض نظمیں جو بنام ڈنکا چار یاری و جھنڈا چار یاری و اشتہاری نوحہ اور سکہ چار یاری و سہیل نذر حسین تصنیف کئے گئے ہیں اور جنمیں بعض بعض اشعار باعث توہین ائمہ ہیں مناسب نہیں کہ کوئی مسلم عام طور سے ایسے زمانہ میں پڑھے۔

اس قسم کے اعلان پر علاوہ دستخط علمائے فریقین حضرات اہل سنت کی طرف سے

مولوی حکیم الدین مولوی نظام الدین حسن بی۔ اے۔ بی ایل وکیل ہائی کورٹ شیخ مشیر حسین قدوائی بیرسٹریٹ لا مولوی اشرف علی ایم اے۔ حکیم محمد عبد الولی جھوائی ٹولہ شیخ شجاعت رئیس لکھنؤ

اور حضرات اہل تشیع کی طرف سے جناب السید محمد آغا صاحب وکیل۔ سید شہنشاہ حسین صاحب وکیل ہائیکورٹ مولوی سید مہدی حسن صاحب ضوی۔ سید عبد العلی صاحب وکیل شیخ علی عباس صاحب وکیل۔ خان بہادر حکیم نظر حسین خانصاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس لکھنؤ کی دستخطیں بھی تھیں کہ فریقین میں امن قایم رہے

ان اعلانوں پر اعتماد کر کے شیعوں نے حسب دستور تعزیہ اور علم اٹھایا اور اپنے رواسم مذہبی کو باطمینان و امن امان انجام دیا مگر ۱۰ بجے چوک میں قریب مسجد تحسین علی خاں مرحوم وہی واقعہ پیش آیا جس کا خوف تھا اور جسکی انسداد کیلئے علمای فریقین اور عقلای طرفین نے کوشش کی تھی مگر تخم لکھنؤ کی تخم ریزی سب پر غالب رہی۔

واقعہ یہ ہوا کہ شیعوں کا علم چوک سے بڑھا تھا کہ سنیوں نے اپنے تعزیہ کے جلوس میں وہ اشعار پڑھنے شروع کئے جنمیں شیعوں پر نہایت دل آزار کھلا ہوا تبرا تھا اور عام طور سے انلوگوں پر لعنت کیجاتی تھی جو خلافت شیخین کے منکر ہیں۔ شیعوں نے بھی حالت اشتعال میں تبرا شروع کیا۔ جسپر فریقین سے کچھ ہاتھا پائی بھی ہو گئی۔ شیعہ سبھو کے پیاسے سر برہنہ نوحہ و ماتم کناں تھے۔ اہل سنت بازیب و زینت جشن عید یزیدی مناتے چلے آرہے تھے۔ جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسی حالت میں کون زیادہ مضروب ہو سکتا ہے۔

یہ قصہ یہیں تک ہو کر رہجاتا مگر پولیس جو عام طور سے رفع فساد کے لئے مقرر ہے چونکہ تمام تر سنی ہی تھے۔ انکی مداخلت بیجا نے اس قصہ کو اسقدر طول دیا کہ خود پولیس اور شیعوں سے جنگ کی ٹھہر گئی پولیس کی کمک بھی مسلح پولیس سے بہت جلد آگئی جس سے تقریباً ایک سو شیعہ مضروب ہوئی جنمیں ۹۷ تو معمولی مضروب ہیں مگر تین سخت مضروب بھی لوگ گرفتار بھی کئے گئے کیونکہ پولیس ہی کا یہ کام بھی ہے

پولیس نے جو تمام تر سنی تھے شیعوں کو اسطرح گھیر لیا تھا جسطرح بروز عاشور لشکر یزید نے جناب امام حسینؑ کے قلیل التعداد فوج کا محاصرہ کیا تھا۔ کیونکہ مجمع شیعہ کو انھوں نے کئی حصہ پر منقسم کر دیا تھا۔ اور ہر طرف سے ڈنڈا بازی کر رہے تھے۔ کمک پر کمک چلی آتی

ہی کو نہوں نے ڈھیلے مٹی - پانی کے بھرے ہوئے گھڑے شیعوں پر برسائے جاتے ہیں اور کسی طرح انکو موقع نہیں ملتا کہ کسیطرف جان بچا کر نکلیں - سب نہتے ہیں نہ سر پر ٹوپی ہے نہ پیر میں جوتا ہے خالی ہاتھ - ماتم کر رہے ہیں - اسیر ظلم آخر وہ جواب دیں تو کیونکر آخر انھیں کی لکڑیاں اور ڈنڈے چلنے جس سے کچھ جان بچائی

پولس نے سنیوں کو پورا موقع دیا کہ وہ اس مجمع سے فرار کر جائیں چنانچہ جب کہ ڈنڈت پولس آئے تو صرف شیعہ تھے اور پولس کیونکہ سنی سب نکل چکے ہیں - اب شیعوں کی گرفتاری جاری ہوئی جسمیں پولس کے ساتھ سنی شیعوں کے گھر میں گھستے پھرتے تھے - اور مشہور کر رہے ہیں کہ شیعوں ہی نے مار بھی کھائی گرفتار بھی ہوئے

یہاں ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ ان غریب شیعوں پر کیا گذری کیونکہ دن بھر کی بھوکی پیاسے کیونکہ سب فاقہ سے تھے غم امام حسین میں نوحہ کناں اسیر ظلم و ستم - فاقہ شکنی کیوقت کو توالی میں محبوس ہیں

مگر خداوند عالم جزائے خیر دے ہمارے لایق ہمدرد قوم بیرسٹر مسٹر یوسف حسینخاں صاحب زاد اقبالہ کو جو اسیوقت کو توالی پہونچے اور مجسٹریٹ سے بحث کر کے کل شیعوں کو اسیوقت ضمانت پر رہا کرایا - اور جب تک کل شیعوں کو انکے مکانوں پر نہ پہونچایا وہاں سے نہ ہٹے - دس بجے شب کو دولتسرا پر واپس آئے اور فاقہ شکنی کی - جزاہ اللہ عن اہلبیت نبیہ احسن الجزا

مسٹر یوسف حسینخاں صاحب رئیس و بیرسٹر ایٹ لاان رؤسا اور بیرسٹروں سے ہیں جن پر جہانتک ہم فخر کریں کم ہے انکے مساعی جمیلہ آپ شیعہ کانفرنس میں دیکھ اور سن چکے ہیں کہ دوسو روپیہ ماہوار کی جایداد شیعہ کانفرنس کے لئے آپنے وقف کی ہے -

اخبار اثنا عشری راوی ہے کہ ۷ افروری کو مقدمہ کا لتی مجسٹریٹ کے یہاں چالان ہوا - دو تین ہزار سنی تماشائی جمع تھے کہ دیکھیں کچہری میں شیعہ کس ذلت سے لائے جاتے ہیں - جس سے مومنین کو دربار کوفہ یاد پڑ گیا کہ اسرائے اہل بیت کے تماشا کو کسطرح سنی لوگ جمع تھے -

پہلی تحقیقات میں تو ضارب و مضروب کی شناخت ہوئی جسمیں برقع پوش سنی

دو لیوں قفسوں اور بند کاریوں میں لائے گئے شیعوں نے جب ان مجروح پوشش سنیوں کو دیکھا ہوگا تو آپ خود ہی سمجھ رہے ہیں کہ کیا کیا ہوگا واقعہ جنگ جمل سبکو یاد آگیا ہوگا۔

اب مقدمہ کی تحقیقات ہو رہی ہے جس سے امید ہے کہ مجسٹریٹ بہادر اس معاملہ میں فیصل انصاف سے کام لینگے اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دکھائینگے ایک ہندو وکیل اور ہندو بیرسٹر شیعوں کی طرف سے پیروکار ہیں اور سنی بیرسٹر سنیوں کی طرف سے دیکھیں ہائے وہ لایق وکیل اسوقت کیا کرتے ہیں۔ جنکو شیعہ مضروب اور سنی ضارب سے مساوی ہمدردی ہے

باقی آئندہ

اخبار اہلفقہ کی بے تعصبی

حضرات اہل سنة تو وہابیوں پر یہ الزام مدت سے قایم کئے ہوئے ہیں کہ وہ منافق ہیں۔ اور کافر۔ مگر بلحاظ اتحاد مذہب اس لفظ سے بچاتے تھے کہ ان کو خارجی کہیں حالانکہ دراصل انکا موجد خوارج نہروان کی نسل سے ہے جیسا کہ اصلاح نمبر ۔ جلد ۱ میں اسکی پوری تحقیقات کی گئی ہے مگر اب انکی خارجیت اسدرجہ بڑھ گئی کہ خود حضرات اہل سنت کو اس کا اعلان کرنا پڑا چنانچہ اخبار اہل فقہ مورخہ ۱۱ صفر حسب ذیل شایع کرتا ہے

کیا وہابی خارجی ہیں؟ ۱۰ مارچ کے اخبار اہل حدیث میں ایک نامہ نگار نے شیعوں کے مقابلہ میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ تعالے عنہ کی شان مبارک میں ایسے سخت اور ناشایستہ الفاظ لکھے ہیں جن کو پڑھکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگرچہ پیرایہ ایسا رکہا ہے جس سے یہ نہ معلوم ہوسکے کہ یہ گالیاں ہیں نے اپنی طرف سے دی ہیں۔ لیکن کسی ایماندار کا یہ کام نہیں ہوسکتا کہ کسی پیرایہ میں حضرت علی کی شان مبارک میں ایسے ناشایستہ کلمات کا استعمال کرے اس مضمون کو پڑھکر شبہ گزرتا ہے کہ شاید وہابیت میں خارجیت بھی شامل ہوگی درحقیقت یہ بالکل صحیح ہے کہ انسان تقلید کو چھوڑکر کہیں کا نہیں رہتا چونکہ یہ مضمون ایک وہابی کی طرف سے ہے اس لئے شیعوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس مضمون کو اہل سنت و الجماعت کیطرف منسوب نہیں اور جو کچھ

جواب دینا ہو لکھنے والوں کو مخاطب کرکے لکھیں

راقم عبدالرحمن

اس سے بڑھکر اس فرقہ کی خارجیت کی کیا دلیل ہو سکتی ہو۔ مگر کیا یہ الزام صرف اہل حدیث پر ہی ہو جس نے اس مضمونکو شایع کیا حالانکہ تحفہ لکھنؤ پہلے اسکو شایع کر چکا تہا جس سے دوبارہ اشاعت کی ضرورت نہ تھی۔

ہم جہانتک سمجھے ہیں یہ الزام صرف اہل حدیث۔ تحفہ لکھنؤ۔ عمر فاروق کے بابت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سب تو قدیم ٹھیکہ داران یزید سے ہیں بلکہ اخبار وکیل۔ وطن۔ البشیر۔ پیسہ اخبار ایسے نامی اخباروں پر زیادہ ہی جو سب صلح کل پالیسی کے حامی ہیں اور کبھی اپنے ذلیل طبقہ والونکو نہیں سمجہاتے کہ اپنے منہ میں لگام دیں جس سی دین و ایمان ان کا تو نہ تباہ ہو

اگر ان کا کسیطرح بس نہیں تو کیا اس قسم کی تحریریں بھی شایع کر سکتے تھے جس سے کم سے کم انکی قوم کو معلوم ہوتا کہ اس قسم کی تحریریں مذہب اہل سنت و الجماعت کی خلاف ہیں اسکو بنظر حقارت دیکھیں مگر حق یہ ہی سے یک حسینے نیست تا گردد شہید ورنہ بسیارند در عالم یزید۔

اربعین لکھنؤ شیعونکی عزاداری کا زمانہ یکم محرم سے شروع ہوتا ہے اور عاشور کو اس لحاظ سے تمام کیا جاتا ہی کہ دن شہادت امام مظلوم علیہ السلام ہی۔ پہر سیوم کے بعد سے ۲۰ صفر تک ایام اربعین کہلاتا ہی جسمیں عزاداری میں بیحد اہتمام کیا جاتا ہی۔ کیونکہ زمانہ عشرہ محدود زمانہ ہوتا ہی جسمیں پورا اہتمام نہیں ہو سکتا اور اربعین کا زمانہ ایک ممتد زمانہ ہوتا ہی جسمیں خوب دل کھول کر امام غریب پر نوحہ وزاری کی جاتی ہی۔

ابتدا اسکی بظاہر حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے معلوم ہوتی ہی جو صحابی رسول مقبول تھے اور خبر شہادت سنکر مدینہ سے کربلا آئے اور امام مظلوم کی زیارت کی جس سے مناسب تھا کہ اہلسنت اسمیں زیادہ اہتمام کرتے۔ کیونکہ صحابی رسول کی سنت ہے

مگر افسوس لکھنؤ میں امسال حضرات اہلسنت نے اسقدر زیادتی کی کہ آخر شیعونکو

اپنی تعزیہ داری بند کردینی پڑی جناب شمس العلما مولانا السید محمد ابراہیم طاب ثراہ کے فرزند رشید مولوی سید احمد صاحب نے بغرض حفظ امن اس قسم کا اعلان شایع کیا کہ چونکہ اہل سنت کی طرف سے خوف فتنہ و فساد ہے لہذا اربعین کا تعزیہ علم کوئی نہ اٹھائے تالکٹورہ کی کربلا بند ہے وہ اشتہار حسب ذیل ہے

ابتدائے محرم سے جو عنوان شیعوں کی دل آزاری و عزاداری کی توہین و تضحیک کا اہل سنت نے اختیار کیا ہے اسکے مقابلہ میں شیعوں نے بلحاظ حفظ امن یہ طے کرلیا تھا کہ عشرہ کو تعزیہ و علم اٹھانا ملتوی کردینگے۔ لیکن (۹) محرم کو اکابر فریقین کے دستخطی اشتہار کی اشاعت اور بعض معززین اہل تشیع کے اطمینان دلانے سے شیعوں نے عشرہ کو حسب معمول علم تعزیے اٹھائے لیکن اہل سنت نے دل آزار نظموں کا سلسلہ اس روز بھی موقوف نہیں کیا اور جس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ سب کے پیش نظر ہے۔ ان حالات و واقعات نے بلحاظ حفظ امن شیعوں کو اس امر پہ مجبور کیا ہے کہ وہ چہلم کو بالکل ملتوی کردیں (یعنی اب تعزیہ و علم اٹھانا اور کربلا میں مجتمع ہونا ان ایام چہلم میں ملتوی کریں) جب تک کہ فریقین کے قابل تسکین کوئی قطعی تصفیہ ہو جائے جس سے فساد کا اندیشہ مٹ جائے۔ شیعوں کو یہ بخوبی ذہن نشین ہے کہ یہ بنی امیہ و بنی عباس کی حکومت کا زمانہ نہیں ہے جسمیں ایک ہی فریق ہر موقع پہ کامیاب اور غالب رہا کرتا تھا یہ برٹش راج ہے جو عدل و انصاف کو سب پہ مقدم رکھتا ہے۔،،

یہاں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب زمانہ اربعین قریب آیا تو مومنین کے دلوں کی کیا حالت ہوئی ہوگی اور کس بے چینی سے انھوں نے تعزیہ و علم اٹھانیکا قصد کیا ہوگا کیونکہ خواص و عوام سب تعزیہ دار ہوتے ہیں۔ اور ابھی عشرہ کا مادہ انتقام سب کے دلوں میں بھرا ہوا تھا جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کیا حالت ہوتی مگر یہ کام بھی علمائے اعلام شیعہ کا تھا الحمد للہ جنھوں نے نہایت صبر و استقلال سے اپنی عوام کو اس جوش سے روکا۔ بلکہ مطلقا تعزیہ اور علم اٹھانے کو روک دیا

یہ سانحہ جیسا رقت خیز ہوگا محتاج بیان نہیں کہ تمام شیعوں کے یہاں عزاداری باقی ہے نہ علم اٹھائے گئے نہ تعزیے دفن ہوئے جسکے مطالبے ہوئے کہ نہ اب کوئی

شیعہ شادی بیاہ کر سکتا ہے۔ نہ ختنہ نہ عقیقہ نہ کوئی ایسا کام جسمیں اظہار مسرت کیا
جاتا ہے کیونکہ سب تو امام مظلوم کے سوگ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اہلسنت میں اگر کچھ مادہ ہمدردی ہوتا تو وہ اپنے شیعہ بھائیوں سے صلح کرتے اور
اپنے ظلم و تعدی کی معذرت کرتے مگر بر عکس اسکے نہایت جوش سے اربعین
کو بھی جشن یزیدی کی یادگار قایم کی۔ حالانکہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی طرف سے
امتناعی نوٹس شایع ہو چکی تھی کہ کوئی امر ایسا نہ کیا جائے جو موجب دل آزاری ہو
مگر اہلسنت نے یہ دیکھ کر کہ شیعہ خاموش اور خانہ نشین ہیں خوب ہی دل کھول کر
چار یاری جھنڈا۔ چار یاری سکہ۔ چار یاری ڈنکا اور چار یاری چادر چڑھایا
کیونکہ یزید کے بعد آج ہی تو انکو پوری فتح نصیب ہوئی۔

اب مظلوم شیعہ ڈپٹی کمشنر اور صاحب کمشنر بہادر کے یہاں دوڑ رہے ہیں جکام بھی
دل خوش کن وعدے کر رہے ہیں مگر ہمارے خیال میں کوئی مفید نتیجہ اس سے نکلتا نہیں
معلوم ہوتا۔ کیونکہ سنیوں کو اپنی کثرت اور جمعیت پر غرہ ہے جسطرح ہندو جارحیون
نے اپنی کثرت پر وہ کام کیا کہ گورنمنٹ کو سخت زحمت اٹھانی پڑی اسیطرح سنی جماعت
کسی طرح اپنے اعمال سے باز آنیوالی نہیں

شیعوں نے جس مظلومیت سے امسال اربعین کی تعزیہ داری موقوف کی۔ کیا
عجب کہ اور اسمیں ترقی ہو اور سال آیندہ تک تمامی ہندوستان سے تعزیہ داری بند
ہو جائے کیونکہ شیعہ فرقہ کی امن پسندی اور صلح و تہذیب روز بروز ترقی کرتی جاتی
ہے۔ انکے لیڈر وہ لوگ بن رہے ہیں جو اپنے پبلک پیشہ کے فروغ کے لئے اپنی قوم کا خون
حلال و مباح سمجھ رہے ہیں

مومنین یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ گورنمنٹ نے ہمکو آزادی دی ہے لہذا ہم طرح آزاد
ہیں مگر صرف یہ ایک خیال ہے دلخوش کن۔ کیونکہ جب تک ہم آزادی کو حاصل نہ کرینگے
آزادی کا کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ سچ پوچھئے تو زمانہ بنی امیہ و بنی عباس سے یہ زمانہ بدتر
ہے کیونکہ وہ زمانہ شخصی حکومت کا تھا اگر ایک شیعہ کہیں کسی عہدہ پر فایز ہو جاتا
تو وہ صدیوں کی کسر نکال لیتا اور مدت کی مظلومیت کا خمیازہ دیدیتا۔ اب چونکہ
گورمنٹ نے آزادی دیدی ہے لہذا ایسا مطمئن ہیں کہ نہ اسکے حاصل کرنیکی ضرورت ہے

نہ عمل کرنے کی۔ لکھنؤ میں صدہا نہیں ہزارہا رئیس۔ نواب شاہزادے وکیل بیرسٹر
ہیں جو شیعہ ہیں اور حکام رس مگر ان مظالم کا ذکر کرنا حکام کے سامنے گناہ جانتے ہیں
بخلاف اہل سنت کے جو کیسا ہی ادنے درجہ کا آدمی ہو۔ مگر جب وہ حکام کے پاس جاتا
ہے ایک نہ ایک نیش مار دیتا ہے۔ جس سے حکام کے کان بھرے رہتے ہیں اور نہیں معلوم
ہوتا فرقہ مظلوم پر کیا گذرتی ہے۔ کیونکہ انکے لیڈر کبھی کچھ کہتے ہیں نہ سنتے
بہرحال ہم دیکھتے ہیں کہ اس موقع پر حکام کیا کام کرتے ہیں۔ مگر ہماری مظلومیت کہہ
رہی ہے کہ اب بھی وہی ہوگا جو ہوتا آیا۔ امید ہے تو اسیقدر کہ قوم کو اب اپنے حقوق
معلوم ہوتے ہیں اور وہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ دوسرے قومیں اپنے حقوق کیونکر حاصل
کرتے ہیں کیونکہ کوئی کام سکوت اور خاموشی سے نہیں ہوتا۔

پٹنہ کا اربعین۔ ہمارا خاص نامہ نگار پٹنہ سے لکھتا ہے کہ سنیوں نے اربعین کے لئے بھی
ایک درابؔ نامی ہندو سے جھنڈے کیلئے درخواست دلوائی جس نے عاشورہ کیلئے بھی درخواست
دی تھی کہ صدر سڑک سے اجازت ملی مگر چونکہ سٹی مجسٹریٹ بہادر کو پوری حالات معلوم
تھے دراب کو بلا کر خوب ڈانٹا اور اسکی درخواست نامنظور کی۔ جہانتک معلوم ہوا
کل وہابیوں کا اسپر زور ہے کہ جھنڈا نکالا جائے حالانکہ یہ لوگ تعزیہ علم کو بدعت
کہتے ہیں مگر جھنڈا نکالنے پر یہ اصرار ہے پھر معلوم نہیں **حضرت عایشہ کا محمل**
کیوں نہیں نکالا جاتا کیونکہ جو نسبت چار یاری جھنڈے کو محرم سے ہے وہی واسطہ
ڈولے کو ہے۔ پھر اچھا ہے ڈولہ اور جھنڈا ساتھ رہے
بہرحال پہلے صبحکو ۶ بجے جناب سید قاسم حسین صاحب کا تابوت مغل پورہ
سے امام باڑہ نوذر کٹرہ میں جاکر مدفون ہوا۔ اور ۸ بجے جناب نواب سید بادشاہ نواب صاحب
دام اقبالہ کا علم۔ تابوت۔ ذوالجناح شاہی شوکت سے اٹھایا گیا جسکے ساتھ
کشمیریوں کا ماتم نہایت دردانگیز تھا۔ ۲ بجے جناب حاجی امیر علیخاں صاحب کا
بڑا علم نہایت ہی شان سے اٹھایا گیا اور شب کو کشمیری کوٹھی سے شیو پا بو
رئیس ہندو کی سپر نہایت تزک و احتشام سے اٹھائی گئی صبح اربعین سے
۲ بجے شب تک تمام پٹنہ میں ماتم امام قایم رہا۔ (صفحہ ۳ ٹائٹل دیکھو)

مگر وہابیوں کے یہاں اسکا ماتم تھا کہ **چار یاری جھنڈا** نہ اوٹھا۔ یہ بدعت اس سال موقوف ہی رہی۔

چھپرہ کا اربعین بھی خالی از خطرہ نہ تھا حکام کی عاقبت اندیشی اور مدبرانہ تدبیر سے کل لوازم بخیر و خوبی طے ہوئے۔ اہلسنت نے کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا کہ یہاں بھی فساد برپا ہو کیونکہ یہاں بھی وہابیوں کا بہت زور ہے مگر شکر خدا کہ زیادہ فساد نہونے پایا اور حکام نے نہایت دوراندیشی سے کل امور کو انجام دیا۔ مگر افسوس حضرات اہلسنت اسپر راضی نہیں اور اپنی ضد سے باز نہیں آتے ان حالات سے ہر شخص نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آثار اچھے نہیں نظر آتے جہاں سنیوں کی کثرت اور اونکا تعصب بلکہ خارجیت ترقی پر ہے وہاں شیعوں کی مظلومیت جو زیادہ تر بوجہ غفلت و کاہلی ہے۔ اپنے حد پر جاتی ہے۔ جس سے خدشہ ہوتا ہے کہ خدانخواستہ آیندہ اس سے بدتر حالت ہو۔

انجمن اسلام جونپور جو اس غرض سے قایم کی گئی ہے کہ بعوض خان شیخ محمد اسلام صاحب مرحوم ہیں عزاے امام مظلوم کو قایم کرے مومنین کی توجہ اپنی طرف منعطف کراتی ہے کہ قربۃً الی اللہ اسکی خدمت کی جاے۔ منشی شیخ **حشمت علی** صاحب منصرم دیوانی فیشنر اسکے میر مجلس ہیں جملہ مراسلات و ترسیل زر بنام ممدوح ہونی چاہیے۔ تھوڑی سی اعانت سے یہ انجمن فروغ پا سکتی ہے۔

اعظم حوادث جناب مولوی خلیفہ سید **محمد کاظم** صاحب بہادر سشن جج پٹیالہ اعلی اللہ مقامہ۔ خاندان وزارت پٹیالہ کے اعاظم رکن سے تھے جنکے محاسن اخلاق اور محامد صفات کا کسیطرح احصا نہیں ہوسکتا۔ اربعین کو نہایت جوش اور خلوص سے مصائب جناب سید الشہدا روحی لہ الفداء بیان کیا جس سے مجلس میں عجب طرح کی رقت ہوئی اوسکے دو دن بعد ایک خفیف سا درد سینہ محسوس کرکے راہی جنت ہوئے۔ خداوند عالم جناب مرحوم کے مدارج عالی کرے۔

اگرچہ یہ خاندان والاشان ریاست پٹیالہ میں خاص نظر سے دیکھا جاتا اور خاندان وزارت کے نام سے مشہور رہا جسمیں بہت سے باکمال گذرے ہیں مگر باعتبار علم و کمال کے جو پایہ عالی جناب مرحوم کو حاصل تھا کم کسی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ علمی حیثیت سے ایک عالم مقدس متدین تھے وعظ و ذکر فضائل میں ید طولی رکھتے تھے۔ مالی حیثیت سے بھی بڑے مہمان نواز اور منکسر النفس اور فیاض تھے کہ اکثر مومنین کی حاجت روائی آپکے بدولت ہوتی۔

یہ ایسا جانگزا صدمہ ہوا کہ کسیطرح بیان نہیں ہوسکتا اسلامی دنیا میں اس صدمہ

بہت ملتفت ہوا خداوند عالم جناب مرحوم کی مغفرت کرے اور مدارج عالیہ جنت پر فایز کرے بحق محمد وآلہ الامجاد ہمکو آپکے اخلاف الشرف جناب سید محمد ہاشم و محمد سالم زاد اعزازہم سے امید واثق ہے کہ آپلوگ اس مصیبت عظمیٰ میں صبر جمیل سے کام لینگے اور نقش قدم پر اپنے والد مرحوم کے چلنے کی کوشش کرینگے مومنین سے بالخصوص التماس دعا اور نماز ہدیہ میت ہے کہ مرحوم کیلئے ہر جگہ پڑھینگے۔

جناب مرحوم کو دفتر اصلاح اور جناب والد علام فخر الحکما دام ظلہ سے جو خصوصیت تھی اوسکا اظہار جناب مرحوم کے اس خط سے ہوتا ہو جو جناب والد ماجد دام ظلہ کو ممدوح نے تحریر کیا تھا بجواب تعزیۃ نامہ چونکہ اس خط میں جناب مشیر الدولہ ازیل خلیفہ میر محمد حسین خاں بہادر کے حالات وفات کو بھی لکھا ہے اور یہ آخری خط ہے مرحوم کا جو دفتر اصلاح میں موصول ہوا لہذا بنظر یادگار اندراج اسکا ضروری سمجھا گیا و ہو ہذا

جناب مستطاب قبلہ مولانا صاحب دامت برکاتکم

تسلیم بنیاز۔ عالی نامہ شرف ورود لاکر موجب تسکین خاطر حزین ہوا شکریہ عنایت ادا کرتا ہوں۔ یہ ایسی مصیبت پڑی ہی اور ایسا صدمہ ہوا ہے کہ بیان وتحریر سے باہر ہے مرحوم مغفور نے ۶۹ سال کی عمر میں پانچویں محرم الحرام کو انتقال فرمایا چودہ روز علیل رہے جس روز انتقال فرمایا ہے صبح میں حاضر خدمت ہوا تھا باہر کوٹھی میں قیام پذیر تھے فرمایا مجلس میں جاؤ اور ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ آج طبیعت بالکل اچھی ہے دو بجے دن کے قریب میں درد محسوس ہوا ڈاکٹر کو چٹھی لکھوائی ابھی ناتمام تھی فرمایا کہ تکیہ لاؤ لیٹ گئے اور دو چار سانس آکر تمام ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون رات کو ہی غسل وکفن کیا گیا یہہ واقعہ ۲ بجے دن کا تھا بروز شنبہ دس بجے دفن کئے گئے اور اسکے بعد مجلس ہوئی آٹھویں کو تقریب کریم تھی اسروز انکے صاحبزادی میر حامد حسین صاحب سلمہ اللہ کی بی بی نے جو میرے حقیقی بھائی سید محمد محسن صاحب کی بیٹی تھی اور مرض سل میں کئی سال سے مبتلا تھی انتقال کیا سوئم ملتوی ہوا اور مجلس عزا بھی نہو سکی یہہ بیچاری لڑکی بھی نہایت نیک اور مومنہ تھی جیسی بیس برس کی عمر تھی اولاد کچھ نہیں ہے بہرحال شکر ہے میرا چھوٹا لڑکا محمد سالم سلمہ اللہ مدتیں اور سے علیل ہے گلے میں خنازیر ہو گیا ہے ۲۰ جنوری کو ڈاکٹر نے اپریشن کیا

سات عدد گلٹیاں تھیں وہ ڈاکٹر بیہوش کر کے نکال دیں کہتا تھا کہ ہفتہ دو ہفتہ میں
آرام ہو جائیگا لیکن ابتک زخم اچھے نہیں ہوئے اور روز سہ پہر کو تنفس ہو کر شب کو حرارت
ہو جاتی ہے ضعف زیادہ ہو گیا ہے اسکی حالت دیکھکر رنج و ملال بڑھتا ہے مگر
چارہ کیا ہے آپ کی خدمت مبارک میں عرض ہے کہ وقت خاص میں اسکی تندرستی
و طول عمر کے لئے دعا فرما کر ممنون منت فرمائیں - ان دنوں میں بہت پریشان خاطر
ہوں رب انی مستنی الضر و انت ارحم الراحمین و صلی اللہ علی محمد و آلہ
الطاہرین - محمد ہاشم و محمد سالم سلمہم اللہ کے جانب سے آداب نیازمندانہ قبول فرما
جناب مرحوم بھائی صاحب کے صرف ایک بیٹا ہے جسکا نام سید حامد حسین بی اے
پاس ہے اور اسسٹنٹ سٹلمنٹ افسر ہے زیادہ بجز التماس دعا کیا عرض کروں
مولوی علی حیدر و محمد حیدر صاحبان کی خدمت میں سلام و دعا - والسلام

۲۹ فروری سنہ از پٹیالہ خاکسار محمد کاظم

(نوٹ) ہم انکے تمامی برادران ایمانی سے امید کرتے ہیں کہ اس خاندان کی صحت و بقائے
دولت کے لئے خاص طور پر دعا کرینگے - (اڈیٹر)

جناب مولوی دوست محمد صاحب مرحوم رئیس اعظم حسین گنج ضلع سارن آپ
خلف اکبر جناب منشی جواد حسین صاحب مرحوم تھے جنکے جود و سخا سے کون نہیں واقف -
کمالات علمی میں پوری دستگاہ رکھتے - اگرچہ زمانہ نے موافقت نہ کی مگر آپکے اعزاز و اجلال
میں فرق نہ آیا - بیخ و مریجان زندگی بسر کرتے - فدائی جناب سید الشہدا کے عشق تھا جناب
مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ کے ارشد تلامذہ سے تھے افسوس آپکے وفات نے ایک ایسے بزرگ
کے سایہ سے محروم کیا کہ مثل و نظیر اوسکا ملنا محالات سے ہے -

مرحوم کا قیام بغرض انتظام امور ریاست زیادہ تر چھپرہ میں رہتا جہاں آپ آنریری
مجسٹریٹ بھی تھے مگر چند روز قبل وفات وطن تشریف لائے اور محض معمولی شکایت میں
دو چار روز علیل رہ کر راہی خلد بریں ہوئے (اڈیٹر)

قطعہ تاریخ جناب مولوی دوست محمد صاحب مرحوم رئیس اعظم حسین گنج از منشآت جواہر زلو ہنشان
مولوی سید حسن سلمہ اللہ

جناب جلیل اولوالعزم قبلہ طاب ثراہ زبان منقبت بش عاجز از مقال ہے ہائے

زشکل اوّل منطق چنان ثبوت حدو — مسائل جبر و تش بو شمس از برہان
امیر ابن امیر و نبیرۂ دو امیر — و راثۃً بریاست رسید و عزت و شان
بجامۂ ذہب و از سیاہیِ عنبر — ثنا نگاری او زیب بر رخ غلمان
زمانہ کرد با و انچہ با چمن بہمن — کہ از انقطاع ولِ پیری رسد بحسن تمان
کہ کرد در مرض الموت مبتلے او را — کہ شد بہفتہ مہیای خواب قبرستان
بجمعہ روز نہم ماہ اربعین حسین — صبا و زید صبا حاز روضۂ رضوان
بہ پست دیدہ ز دنیا و دید نور اللہ — کہ خشک شد عرق جبہۂ نسیم جنان
ز دوش حامل عرش بریں جنازۂ او — بروی خاک نہادند و ساختند نہان
حسن بگفت سن فوت او کہ شد مغفور — علوی دوست محمد بقصر قدر بیان
جوار دوست محمد ملائک جنت ۱۳۲۶ھ — دگر بگفت حسن سال او بدین عنوان ۱۳۲۶ھ
بہشت جای بود صدر محفل عالم ۱۳۲۶ھ — دم سوال بگفت از حسن فرشتہ جنان

قطعہ تاریخ منشی ماجد علی صاحب مرحوم معین اصلاح از تصنیفات خواہرزادہ شان مولوی سید محمد میر حسن صاحب المتخلص بہ حسن مولوی ضلع اسکول اٹاوہ ....

جمعہ آدینہ شب شوال بیست و نہم — ورز دہم ہر دسمبر و ۶ سنہ تا عالیجناب
مقتدر سب انسپکٹر سید ماجد علے — ساکن شہر اٹاوہ رفت زین دیر خراب
سال فوت ناگہانش گفت شہرہ فی الکتاب — باصفا ماجد علی سوی جنان شد در شباب ۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولوی سید مختار علی صاحب نائب ہیڈ مولوی اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ

روز بست و نہم از شوال — دل آدینہ شب اسے با فطنت
یک بیک ہاے ہیضا و زریل — میر ماجد علی شیعہ صفت
او دہا دن جیہ پیامے ز اجل — آمد و کرد بیک دم رحلت
سب انسپکٹر پولیس ایجا — در اٹاوہ ز سران از ثروت
گفت نائب بصد افسوس ز سال — نیکدل رفت بسوے جنت

۱۳۲۵ھ

رجسٹرڈ ی ۳۴۸

رسالہ

اصلاح

نمبر ۳	بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ	جلد ۱۱

نمبر	فہرست مضامین	مضمون نگاران	صفحہ
۱	تمہید و اصلاح پرنٹنگ کمپنی	اڈیٹر	۱
۲	الآل و الاصحاب	"	۳
۳	سینٹ پال اور سینٹ عمر	جناب سید غلام اصغر صاحب [illegible]	۲۵
۴	سائنس اور اسلام	جناب شیخ محمد صاحب بی اے نونہروی	۳۰
۵	سببِ تشیع کے وجوہ	جناب سید [illegible] علی صاحب بدایوں	۴۰
۶	الحق مُر	نام مخفی	۴۵
۷	عشرۂ محرم	اڈیٹر	۴۸
۸	اصلاح کی آیندہ پالیسی	جناب سید ابوالعلی صاحب سندیلوی	۵۳
۹	عالیجناب مرزا عابد علی صاحب مرحوم	"	۵۴
۱۰	اربعین [illegible]	اڈیٹر	۵۶
۱۱	[illegible]	"	۵۸

مرتبہ علی حیدر

قیمت سالانہ [illegible] فی پرچہ [illegible]

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بقلم شیخ علی حسن [illegible]

اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

عرض ضروری

جن حضرات کی خدمت میں یہ نمبر بذریعہ وی-پی- نہ پہونچے اونکی خدمت میں ۴ بذریعہ ویلو حاضر ہوگا- لہذا اگر اس نمبر کے پہونچتے ہی سالانہ چندہ عہ بذریعہ منی آڈر عنایت ہو تو نہایت احسان ہوگا- کیونکہ وی پی بھیجنے میں سخت وقت اور زیر باری ہے- اور پرچہ کی روانگی میں بھی تاخیر ہوتی ہے- کیونکہ اسدفعہ کا فارم نہایت خراب ہے-

براہ کرم جملہ مراسلات میں خواہ خطوط ہوں یا منی آڈر نمبر خریداری اندر کوپن ضرور لکھا جاے نمبر ۳۴ کوئی صاحب نہ لکھیں یہ نمبر رجسٹرڈ رسالہ ہے جس سے خریدارونکو کوئی تعلق نہیں-

رسید زر وصولی حصہ داران اصلاح پرنٹنگ کمپنی نغایت ۱۰ اپریل

نمبر شمار		تعداد حصص	نصف	کل	نمبر شمار		تعداد حصص	نصف	کل
۱	جناب سید علی جان صاحب رئیس شاہ گنج	.	.	.	۲۴	جناب محمد یوسف خاں صاحب	-	-	.
	آگرہ از گوالیار ۱۰۷۹	لہ	.	عہ		راجپوت ہریانہ ضلع ہوشیارپور	لہ	.	عہ
۲	جناب سید ظل حسنین صاحب اکسٹرا	.	.	.	۲۵	جناب شیخ محمد شفیع صاحب	-	.	.
	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے آف	.	.	.		ولد شیخ محمد عابد صاحب	.	.	.
	انڈیا ۳۷ (۳۱) منصوری	لہ	.	عہ		سردار اسکول لشکر گوالیار	۲ حصہ	عہ	.
۳	[illegible] امداد حسین صاحب ضلعدار	.	.	.	۲۶	جناب منشی محب حسن صاحب پوسٹ ماسٹر	-	.	.
	[illegible] تحصیل سرسا حصار	لہ	.	عہ		بلرام پور ضلع گونڈہ	لہ	صہ	.

نمبر	نام	تعداد حصص	نصف	کل
۲۷	جناب سید محمد رضا صاحب انسپکٹر			
	کل بہار ضلع ہمیر پور ۱۲۱	لہ	۰	عہ
بقیہ	جناب سید امانت علی صاحب اکونٹنٹ	۰	۰	۰
	محتاج خانہ تحصیل میجا الہ آباد ۱۴۱۳	لہ	صہ	۰
۲۸	جناب سید تراب حسین صاحب تاجر	۰	۰	۰
	ولد میر نصیب علی صاحب ساکن	۰	۰	۰
	قصبہ اول ضلع شہر مغل صوبہ	۰	۰	۰
	تالاب سونا پور بمبئی معرفت	۵	۰	صہ
	سید اشرف علی صاحب سوداگر	۰	۰	۰
۲۹	جناب سید مقبول حسین صاحب	۰	۰	۰
	سرائے میر لدھیانہ لائلپور	۱۰	۰	ما ۱
۳۰	جناب سید نواب علی صاحب سندیلوی	۰	۰	۰
	معین الصلاح مراد آباد ۲۲۹۶	لہ	صہ	۰
۳۱	جناب نواب مرزا مہدی خاں	۰	۰	۰
	صاحب کمشنر حیدر آباد دکن ۲۲۴	لہ	۰	عہ
۳۲	جناب شیخ عبد العلی صاحب ولد علی	۰	۰	۰
	سوداگر کوملہ محلہ بھنڈی بازار	لہ	صہ	۰
	امام باڑہ میر علی بمبئی معرفت جناب سید	۰	۰	۰
	اشرف علی صاحب سوداگر	۰	۰	۰

نمبر	نام	تعداد حصص	نصف	کل
۳۳	جناب سید محمد محسن صاحب ۱۴۵۳			
	تحصیلدار ستولی ضلع کہیری	لہ	صہ	۰
بقیہ	جناب سید الطاف حسین صاحب	۰	۰	۰
	منشی ان دسٹرکٹ جج صاحب	لہ	صہ	عہ
۳۴	جناب محمد نواب حسین خاں صاحب	۰	۰	۰
	رئیس بہتوا موحید رگڈہ بارہ بنکی	لہ	۰	عہ
۳۵	جناب منشی محمد یوسف صاحب انسپکٹر	۰	۰	۰
	ریلوی اسٹیشن ہاپڑ ضلع میرٹھ	لہ	صہ	۰
۳۶	جناب مرزا محمد عباس صاحب	۰	۰	۰
	محافظ دفتر جنگی الہ آباد	لہ	صہ	۰
۳۷	جناب مرزا محمد حسن صاحب	۰	۰	۰
	ہیڈ کانسٹبل پولیس تھانہ بدوسا	۰	۰	۰
	ضلع باندہ معرفت مرزا محمد یوسف صاحب	لہ	صہ	۰
۳۸	جناب سید ضرغام حیدر صاحب	۰	۰	۰
	ابن سید اشارت حسین صاحب	۰	۰	۰
	انسپکٹر الہ آباد ۱۱۲۳۴	لہ	۰	عہ
۳۹	جناب سید ابو محمد صاحب	۰	۰	۰
	قرق امین سندیلہ ضلع ہردوئی	لہ	صہ	۰
	میزان کل اعانت	۰	۰	۰

اے معزز قوم! دیکھ یہ تیری ادنیٰ توجہ کا سرمایہ ہے جو تین مہینہ میں جمع ہوا۔ تو اپنا وعدہ یاد کر۔ اور اپنی ہمت دکھا۔
غیروں نے کتنا سرمایہ جمع کیا اور کتنی کمپنیاں قایم کیں۔ ہمنے کیا کیا
غیرت!!!

الآل والاصحاب

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب مختصر اصحاب کے وہ حالات بھی سُن لیجئے کہ حسین نے احترام خانہ کعبہ کیلئے امام علیہ السّلام نے اس محل سے ترک قیام فرمایا اوسی خانہ کعبہ کو صحابہ اہلسنت نے محض حصول دنیا کے لئے کس طرح بے حرمت کیا۔ کیونکہ عبداللہ بن زبیر کا حال سن چکے ہیں جو زبیر کا بیٹا ہے اور ابوبکر صاحب کا نواسہ وہ کس بے چینی سے اسکا منتظر ہے کہ امام علیہ السّلام جلد اس ملک کو خالی کریں کہ ہم اپنا جال پھیلائیں۔

خطبہ ابن الزبیر وبیعت اہل مکہ قبل از واقعہ کربلا جو کچھ ابن الزبیر نے خاص خانہ کعبہ میں خونریزی کیا تھا اوسکا حال تو آپکو معلوم ہو چکا جب جناب امام حسین علیہ السّلام شہید ہو گئے تو اب خاصا موقع کامیابی اوسے حاصل ہوا کہ اس ذریعہ سے لوگوں کو یزید سے برگشتہ کر کے اپنے حلقہ بیعت میں لائے چنانچہ تاریخ کامل علامہ ابن اثیر میں ہے

وبویع بمکۃ بعد قتل الحسینؑ فانہ لما بلغہ قتل الحسین قام فی الناس فعظم قتلہ وعاب اھل الکوفۃ خاصۃ واھل العراق عامۃ فقال بعد حمد اللہ والصلٰوۃ علی رسول اللہ ان اھل العراق غدر ا فجرا الا قلیلاً وان اھل الکوفۃ شرار اھل العراق وانھم دعوا الحسینؑ لینصروہ ویولوہ علیھم فلما قدم علیھم ثاروا علیہ فقالوا اما ان تضع یدک فی ایدینا فنبعثک الی

کہ ابن الزبیر کی بیعت مکہ میں کی گئی۔ بعد قتل امام حسینؑ کیونکہ جب ابن الزبیر کو حضرت کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو خطبہ دینے کھڑا ہوا جسمیں اس واقعہ کی عظمت بیان کی اور تمامی اہل عراق کی عامۃً اور اہل کوفہ کی خاصۃً مذمت کی چنانچہ بعد حمد و نعت کہا کہ اہل عراق غادر ہیں فاجر مگر قلیل اور اہل کوفہ بدترین اہل عراق ہیں۔ انہوں نے دعوت کیا امام حسینؑ کی کہ اونکی نصرت کرینگے اور والی اپنا بنائینگے۔ جب وہ وہاں تشریف لیگئے

ابن زیاد بن سمیة لیمضی فیک
حکمه واما ان تحارب فرای والله
انه هو واصحابه قلیل فی کثیر
فان کان الله لم یطلع علی الغیب
انه مقتول ولکنه اختار المیتة
الکریمة علی الحیاة الذمیمة فرحم
الله الحسین واخزی قاتله لعمری
لقد کان من خلافهم ایاه و
عصیانهم بما کان فی مثله واعظ
وناه عنهم ولکنه ما قدر نازل
واذا اراد الله امرا لم یدفع
افبعد الحسین نطمئن الی
هولاء القوم ونصدق قولهم
ونقبل لهم عهدا الا والله لا
نراهم لذلک اهلا اما والله
لقد قتلوه طویلا باللیل قیامه
کثیرا فی النهار صیامه احق بما هم
فیه منهم واولی به فی الدین
والفضل اما والله ما کان
یبدل بالقران غیا ولا بالبکاء
من خشیة الله حدا ولا بالصیام
شرب الحرام ولا بالمجالس
فی حلق الذکر بکلاب الصید

توسب مخالف ہوگئے کہنے لگے یا تو
ہماری اطاعت کرو کہ ابن زیاد کے
پاس بھیجدیں۔ وہ جو چاہے حکم
جاری کرے۔ یا ہم سے جنگ کرو
پس امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو
دیکھا کہ وہ بہت ہی قلیل ہیں بمقابلہ
کثیر۔ پس اگر خدا نے کسیکو غیب پر
نہیں مطلع کیا تہا کہ وہ ضرور قتل
ہونگے۔ لیکن امام حسینؑ نے بزرگانہ
موت کو اختیار کیا اس ذلیل زندگی
پر۔ پس خدا اونپر رحم کرے اور اونکے
قاتلونپر عذاب۔ قسم اپنی زندگی کی۔
لوگونکی مخالفت اور نافرمانی امام
حسینؑ سے۔ ایسا امر ہے کہ لوگ
اوس سے عبرت لیں اور نصیحت
پکڑیں۔ مگر جو تقدیر سے حد جاری ہوتی
ہے۔ اور ارادہ خدا کو کوئی پہیر نہیں
سکتا۔

کیا بعد شہادت امام حسینؑ
ہم اس قوم پر اطمینان کرسکتے ہیں اور
ہو سکتے قول اور عہد کو قبول کرسکتے ہیں
لا واللہ ہرگز وہ اسکے اہل نہیں ہیں
قسم خدا کی اونہوں نے ایک ایسے شخص

یعرض بیزید فسوف یلقون عنا فثار الیہ اصحابہ وقالوا اظہر بیعتک فانک لم یبق احد اذھلک الحسین ینازعک ھذا الامر وقد کان یبایع سرا ویظہر انہ عاید بالبیت فقال لہم لا تعجلوا (ص ۴ جلد ۸)

کو قتل کیا ہے جو راتوں کو عبادت خدا کے ساتھ قیام کرتا اور تمام روز روزہ رکھتا۔ ہر طرح سے وہ مستحق اور لائق تھے اس خلافت کے۔ نہ وہ قرآن کو تبدیل کرکے گمراہی کی بات کرتے۔ نہ خوف خدا سے گریہ و بکا کو بیہودہ باتوں سے بدلتے۔ نہ روزہ کے بدلے شراب پیتے۔ نہ بجائے ذکر خدا شکاری کتوں سے بازی کرتے۔ اس تقریر سے ابن الزبیر نے تعریض کیا یزید پر پس کھڑے ہوئے اصحاب ابن الزبیر اور کہا کہ تم اپنی بیعت ظاہر کرو جب شہید ہوگئے امام حسینؑ تو اب کوئی مخالف نہیں رہا ابن الزبیر حالانکہ مخفی طور سے لوگوں سے بیعت لیتے تھے مگر ظاہر یہ کرتے تھے کہ وہ تو خانہ خدا میں پناہ گزین ہیں۔ لہذا اپنے اصحاب کے جواب میں کہا ابھی جلدی نہ کرو۔

اس عبارت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ ابن الزبیر نے شہادت جناب امام حسینؑ کو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا کہ خطبہ پڑھ پڑھ کے لوگوں کو یزید سے نفرت دلانا شروع کیا کہ وہ السفاک لم وسفاک ہے کہ اوسنے فرزند رسول کو شہید کرڈالا پھر اس پر کیونکر کوئی اعتماد کرسکتا ہے یا اسکے قول وقرار پر اعتبار ہو سکتا ہے یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی تک یہ خلیفہ اہلسنت جسکی صحت خلافت میں کسیکو عذر نہیں تقیہ بازی اور جعلسازی کر رہا ہے کہ چپکے چپکے تو لوگوں سے بیعت لے رہا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ ہم تو خانہ خدا میں پناہ گزین ہیں۔ اسپر بھی اہلسنت کا اعتراض تقیہ پر عجیب ہے۔

اب یہاں سوال یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر اہلسنت کے نزدیک صحابی رسول ہیں۔ اور زبیر کا بیٹا ہے جسکو حواری رسول کا خطاب دیا گیا ہے زبیر

کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ اور عبداللہ بن زبیر کی ماں اسما بنت
ابوبکر ہیں کیا انپر محبت و ولایت اہلبیت طاہرین لازم نہ تھی جو جناب امام
حسین علیہ السلام کی نصرت کرتے اور حضرت کے ساتھ سفر عراق اختیار کرتے
کیونکہ یہ تو خود وہ اپنے خطبہ میں بیان کرتے ہیں کسلیے عیب نہیں معلوم
تھا کہ حضرت امام حسینؑ ضرور شہید ہونگے۔ لہذا جسطرح امور تقدیر تابع تدبیر
ہوتے ہیں اوسیطرح امام کی شہادت بھی تابع تدبیر تھی کہ اگر کل صحابہ آپکی
نصرت کرتے اور آپکا ساتھ دیتے تو جسطرح رسول اللہ اپنے غزوات
میں مظفر و منصور ہوئے امام حسینؑ بھی مظفر ہوتے مگر یہ صحابہ کی ایمانداری
تھی کہ اونہوں نے ساتھ چھوڑ دیا اور فرزند رسول کو تنہا ذبح ہونے دیا۔
اور اوسکو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا۔ کیا اسکے بعد بھی کوئی کہسکتا ہی
کہ صحابہ مسلمان تھے جو حضرت کے قیام مکہ کو اپنی کامیابی میں مخل پاکر
ناگوار مان رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ جسطرح ہو آپ مکہ خالی کریں۔ اسے
دے رہے ہیں مشورہ دے رہے ہیں یہانتک کہ حضرت نے سفر غریب اختیار
کیا اور شہید ہوئے۔ اور وہی شہادت انکی کامیابی کا ذریعہ ہوا۔
یہاں پھر دیکھو معصوم و غیر معصوم کا فرق معلوم ہوگا کہ امام حسینؑ نے
اول ہی روز مردانہ وار بیعت یزید سے جو خلاف شرع تھا انکار صریح کیا اور ولید
کے پاس حجت تمام کرکے اوٹھ آئے اور ابن الزبیر نے یہی کام کیا کہ
برابر اقرار کرتا رہا آتا ہوں اب آتا ہوں اور لگا تار ستیں ستائیں پہنچی ہیں
قسمیں کہا ہیں کہ آتا ہوں آخر مدینہ سے فراری ہوا۔ کیا یہ فرق بین نہیں ہے؟
جناب امام حسینؑ نے مکہ میں قیام فرما کر کسی قسم کی سازش کی نہ مکر و فسا
اور ابن الزبیر جبر و زور سے انواع و اقسام کا فساد کر رہا ہے۔ اپنے بھائی
عمر کو کوڑوں سے مروا یا ہزاروں کا خون کیا جس سے حرمت خانہ کعبہ
ضایع و برباد ہوئی۔

جناب امام حسین تابع مرضی باری ہیں جو حکم خدا و رسول ہے اوسکو
انجام دے رہے ہیں نہ کسی کا مشورہ سنتے ہیں نہ کسی کی راے بلکہ عزم مستقل
پر ثابت قدم ہیں کہ جب تک دین اسلام پر کوئی آفت نہیں آئی خانہ کعبہ میں مقیم
رہے۔ اور جب رخنہ پڑنے کا خوف ہوا اور آپنے بالاعلان سفر کیا۔

ابن الزبیر سبکو دہوکہا دے رہا ہے نہ بیعت یزید سے بالکل انکار کر رہا ہے نہ اقرار
بلکہ ہر طرح کا مکر و حیلہ کر رہا ہے اور تمامی مخلوقات کو دہوکہا دیتا ہے۔

جناب امام حسینؑ احکام خدا کو بیان کر رہے ہیں کہ ایک مینڈھے کے ذریعہ
سے اس خانہ خدا کی حرمت برباد ہوگی خود ابن الزبیر سے صاف صاف کہدیا
حضرت کا یہ ارشاد ہے۔

ابن الزبیر خود امام کو بھی دہوکہا دے رہا ہے کہ نہ حدیث رسول کی سماعت
کرتا ہے نہ اوسکے وعید کی بلکہ کبھی تو یہ مشورہ دیتا ہے کہ اگر جیسے دوست آپکے
ہیں ہیں میرے ہوتے تو میں کہیں نہ جاتا سیدھا وہیں چلا جاتا۔ پہر بخوف
شہرت کہتا ہے کہ آپ یہیں قیام فرمائے ہمکو نائب بنائے ہر طرح سے ہم امداد کرینگے
اور اس سے اوسکا مقصود یہ ہے کہ حضرت کو دھوکہ دیں

جناب امام حسینؑ کل حالات پوست کندہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے
یہاں سے جو ار کہانا ہے چاہتا ہے کہ ہم نکل جائیں کیونکہ جب تک ہم رہینگے کوئی
اسکو نہ پوچھے گا۔

ابن الزبیر جانتا ہے حضرت اوسکے مکر و حیلہ سے بیخبر ہیں حالانکہ سب حال آپکو
معلوم ہے مگر جو مصلحت آپکو داعی ہے کہ جان جانے تو جائے مگر احکام اسلام نہ مٹنے
پائیں وہ آپکو مجبور کرتے ہیں کہ آپ وہ راہ اختیار کریں جسمیں حکم خدا و رسول
کی تعمیل ہو اور تمام عالم پر کھرا اسلام کا ذب منکشف ہو جائے کہ یہ مسلمان
نما اصحاب۔ اون کافروں سے بھی بدتر ہیں جنہوں نے علانیہ خدا و رسول
سے وہ سرے سے مخالف رہے اور یہ اقرار و اظہار اسلام کے بعد

وہی کام کرتے ہیں جو اون کا فرزند کو کرنا تھا۔ اسی لئے عین روز ترویہ آپنے سفر عراق اختیار کیا کہ اگر کوئی مسلمان ہوگا تو وہ حکم اسلام کی تعمیل کریگا ورنہ نصرت فرزند رسول میں کوشش کریگا۔

مگر کہاں تھا کوئی مسلمان اسلام تو زمانہ خلافت خلیفہ اول سے رخصت ہوچکا تھا ہر شخص کو دنیا کی فکر تھی۔

مکر عبد اللہ بن زبیر اب ہم کچھ مختصر حالات ابن الزبیر یہاں لکھتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ اوسنے جو خلافت چند روز خانہ کعبہ میں رہ کر حاصل کیا بھی تو کیسی ذلت وخواری اور فریب ومکاری سے تاکہ معلوم ہو کیا کوئی مسلمان ایسی خلافت حاصل کرسکتا ہے۔

علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ بعد شہادت جناب امام حسین ع ابن الزبیر کی بیعت شروع ہوئی مگر مخفی کارروائی ہوئی وعمر بن سعید یومئذ عامل مکہ وھو اشد شئ علی ابن الزبیر و ھو مع ذلک یداری ویرفق ص ۲

یعنی اوس زمانہ میں عمر بن سعید اشدق حاکم مکہ تھا اور ابن الزبیر پر نہایت سخت گذرتا تھا اوسکا قیام حالانکہ وہ رفق ومدارا کرتا

آخر ابن الزبیر سے کچھ ایسے مکر وحیلے کئے کہ یزید نے عمرو بن سعید اشدق کو معزول کیا اور اوسکے جگہ پر پھر ولید کو حاکم مقرر کیا فدخل علی یزید واعلمہ ماکان فیہ من مکایدۃ ابن الزبیر فعذرہ وصدقہ تاریخ کامل

یعنی جب عمر بن سعید معزول ہوکر یزید کے پاس گیا تو اوسنے سارا حال مکر ابن الزبیر بیان کیا جسپر یزید نے اوسکا عذر قبول کیا اور تصدیق کی

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ابن الزبیر کسطرح کا دنیا دار تھا۔ کیا امام معصوم اسطرح کے مکر وحیلے کام میں لاسکتے تھے ؟ ہرگز نہیں

وصیت معاویہ دربارہ ابن الزبیر۔ ہاں یہاں آپکو یہ بھی دیکھ لینا چاہیئے

کہ وہی یزید جسنے جناب امام حسینؑ کو اس بے رحمی سے شہید کرایا۔ ابن الزبیر کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے۔ حالانکہ معاویہ نے اسکے بارہ میں وصیت کی تھی تاریخ کامل میں ہے

واما الذی یجثم لک جثوم الاسد ویراوغک مراوغة الثعلب فان امکنته فرصة وثب فذاک ابن الزبیر فان هو فعلها بک فظفرت به فقطعه اربا اربا واحقن دماء قومک ما استطعت

کہ معاویہ نے کہا جو شخص مثل شیر کے حملہ کریگا اور مثل لومڑی کے فریب دیگا وہ ابن الزبیر ہے اگر تجھکو اوسپر ظفر حاصل ہو تو ٹکڑہ ٹکڑہ کر ڈالنا اور اپنی قوم کے خون کی حفاظت کرنا

یہ ہے معاویہ کی وصیت اور وہ ہے ابن الزبیر کی شرارت کہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ گیا اور وہاں یزید کی لشکر کو جو مدینہ سے آیا تھا قتل کیا مگر اسپر بھی یزید کا برتاو اوسکے ساتھ یہ ہے کہ تاریخ کامل میں ہے فلما استقر عند یزید ما قد جمع ابن الزبیر بمکة من الجموع اعطی اللّٰہ عهدا لیوثقنه فی سلسلة فبعث الیه سلسلة من فضة مع ابن عطاء الاشعری وسعد واصحابهما لیأتوه به فیها وبعث معهم برنس خز لیلبسوه علیها لئلا تظهر للناس ص ۲۰

کہ جب یزید کو بخوبی معلوم ہوا کہ ابن الزبیر نے مکہ میں کچھ فوج جمع کی ہے اوسنے خدا سے عہد کیا کہ ابن الزبیر کو قید کریگا۔ پس چاندی کی زنجیریں بنوا کر ابن عطار اشعری اور سعد کے ساتھ بھیجا کہ اوسکو گرفتار کرکے اوسمیں لاے اور ایک برنس دیا کہ اوپر سے پہنا دیں تاکہ لوگوں پر یہ نہ ظاہر ہو کہ اوسکے ہاتھ پاؤں گلے میں زنجیر پڑی ہے۔

اس برتاو سے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ابن الزبیر کی اسقدر عزت کیوں کی گئی اسلئے کہ وہ صحابی ہے اور صحابی زادہ حضرت ابوبکر کا نواسہ اسلئے اوسکے واسطے یہ سامان کیا گیا۔ اور جناب امام حسینؑ کے واسطے جو فرزند رسول تھے وہ سامان کیا گیا جس سے تمام عالم مطلع ہے کہ کس بے رحمی سے شہید کئے گئے اور کسطرح آپکے اہلحرم قید و اسیر کئے گئے یہیں سے آپکو اسکی بھی وجہ معلوم ہوگی کہ حضرات اہلسنت میں جو اسقدر جوش

حمایت یزید پہیلا ہوا ہی اوسکی یہی وجہ ہی کہ جہاں نواسہ رسول کو اوسنے اس بیرحمی سے شہید کیا وہاں نواسہ ابوبکر کی اوسنے یہ عزت کی - حالانکہ اگر عیاذاً باللہ امام حسین پر مخالفت یزید کا جرم قایم کیا گیا تھا تو اوسمیں دونو مساوی تھے

بلکہ ابن الزبیر کا جرم نہایت وزنی تھا کہ ہزاروں آدمیونکو یزید کے خاص جرم خدامیں اوسنے قتل کیا اور سال بہر سے فریب و مکر کر رہا ہی تاہم اوسکی یہ عزت کی جاتی ہے - صرف اسوجہ سے کہ اہلسنت کے خلیفہ اول کا نواسہ ہی - بخلاف امام حسین کے جو فرزند رسول اللہ ہیں - کہ نہ کوئی شخص اسوقت ملت رسول پر تہا نہ کوئی مسلمان تہا جو فرزند رسول کی حمایت کرتا اور اونکے خیال سے یزید کو کچھ حسن سلوک کی ضرورت ہوتی اور آگے چلکر آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ دربار شام میں جہاں امام حسین کا سر کاٹکر اشقیای امیت لیگئے ہیں وہاں ابن الزبیر کا سر بھی گیا ہے - مگر امام کے سر سے کیا برتاو ہوا جسکا بیان بہی نہیں ہوسکتا - اور ابن الزبیر کے سر کے ساتھ کیا سلوک ہوا کہ عورات بنی امیہ نے غسل دیا ہے کفن دیکر دیا ہی روئی ہیں دفن کیا ہے -

کیا اسکے بعد بہی کوئی کہسکتا ہی کہ اوس زمانہ کے مسلمانوں میں جو سب صحابہ تھے یا تابعین کسی قسم کی محبت رسول اللہ سے تھی -

اسکے ساتھ آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایک طرف اہلبیت رسول غل و زنجیر میں گرفتار ہیں اور سر امام حسین طشت میں رکہا ہوا ہی یزید بے ادبی کر رہا ہے - تاریخ کامل صفحہ ۳۵ وہاں ابو برزہ اسلمی صحابی اعتراض کرتے ہیں کہ اے ملعون یہ کیا ظلم کرتا ہی - تو ابو برزہ اسلمی - اسوجہ سے چھوڑدی جاتے ہیں کہ صحابی رسول ہیں - اور اہلبیت کے نسبت کسیکو یہ بہی خیال نہیں ہوتا کہ وہ فرزند رسول ہیں - یہی معاملہ دربار زیاد میں بہی ہوا ہے - زید بن ارقم صحابی کے ساتھ تاریخ کامل صفحہ ۳۴ - جس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ اوس زمانہ کے صحابہ و تابعین کا ایمان کیسا تھا کہ اہلبیت رسول کی تو یہ توہین کی جاتی - اور اصحاب کی یہ حرمت -

دوسرا مکر ابن الزبیر جب عمرو بن سعید مکہ سے بمکر ابن الزبیر معزول ہوا تو یزید نے ولید بن عتبہ کو حاکم مکہ مقرر کیا۔ اور اوسنے اکثر انتظام کیا تو ابن الزبیر نے اسکے ساتھ بھی فریب کیا تاریخ کامل میں ہے ثم ان ابن الزبیر عمل بالمکر فی امر الولید فکتب الی ابن الزبیر نے ولید کے بارے میں

یزید انک بعثت رجلا اخرق لا یتجہ لرشد و لا یرعوی لعظۃ الحکیم فلو بعثت رجلا سھل الخلق رجوت ان یسھل من الامور ما استوعر منھا وان یجتمع ما تفرق فعزل یزید الولید وولی عثمان بن محمد بن ابی سفیان وھو فتی غر حدث لم یجرب الامور و لم یحنکہ السن لا یکاد ینظر فی شیء من سلطانہ ولا عملہ اھ

پھر مکر سے کام لیا کہ یزید کو لکھا کہ یہ آدمی سخت اور تند خو ہے جو نہ کسیکی راے مانتا ہے نہ مصلحت پر نظر کرتا ہے اگر کوئی شخص نرم مزاج آئے تو ممکن ہے یہ ساری خرابیاں دفع ہوں یزید نے ولید کو معزول کیا اور عثمان بن محمد بن ابوسفیان کو حاکم مقرر کیا جو بالکل نوجوان تھا اور ناتجربہ کار کہ نہ سلطنت کے امور سے واقف تھا نہ حکومت کے امور سے۔

اہلسنت اپنے اس صحابی اور صحابی زادہ بلکہ خلیفہ وقت کے اس جعل و فریب سے تو بہت خوش ہونگے کہ اوسنے اہل مکہ کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر یزید کے پاس بھیجا اور اوسے دھوکہ دیا کہ وہ اسکے مغالطہ میں آگیا اور ولید کو فوراً معزول کرکے ایک ناتجربہ کار لونڈے کو حاکم بنایا۔

مگر اس سے اونکو سخت ملال ہوگا کہ یزید جو اونکے یہاں نبی بھی مانا گیا ہے علاوہ اور اقسام فسق و فجور و انواع کفر و نفاق کے امور سلطنت میں بھی ایسا خام اور کم عقل تھا کہ ابن الزبیر سے مغالطہ پر مغالطہ کھاتا رہا ایک سال میں دو حاکم معزول کیا اور آخر ایک ایسے ناتجربہ کار کو حاکم بنایا جس سے ابن الزبیر کی ساری

مراد یں بن آئیں۔

ہاں یزید کا یہ احسان اہلسنت کے گردن پر ایسا ہی کہ جو کچھ نہ اوسکی حمایت وطرفداری کریں وہ کم ہے کہ اوسنے فرزند رسول کو اس بیرحمی سے شہید کیا۔ ورنہ جس حیثیت سے دیکھا جاوے وہ کسیطرح قابل ہمدردی نہیں ہے نہ صاحب دین ہی نہ صاحب عقل وتدبیر۔ مگر اہلسنۃ الجماعات ہمدرد ہیں

محاصرہ ابن الزبیر اب میں بخیال طول ان حالات کو یہیں چھوڑ کر محاصرہ ابن الزبیر پر آتا ہوں کہ یزید نے اسکے محاصرہ کو لشکر بھیجا اور اوسنے آکر محاصرہ کیا ہی تو ابن الزبیر نے کسطرح خانہ خدا کی حرمت برباد کی ہی جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ جناب امام حسینؑ کیونکر مکہ میں قیام کرتے اور کیونکر ان امور کے مرتکب ہوتے جو کسی مسلمان سے نہیں ہو سکتا۔

سنہ ۶۲ ہجری میں عثمان بن محمد بن ابو سفیان جب حاکم مکہ ہوا تو اسنے ایک وفد بزرگان مدینہ متعین کیا جو دربار شام میں یزید کے پاس روانہ کیا گیا۔ یزید نے بہت کچھ انعام وجائزہ دیا مگر وہ لوگ جب واپس آئے تو یزید کے فسق وفجور کو عام طور سے مشتہر کیا اور آخر سبنے یزید کو خلافت سے خلع کیا جسپر یزید نے ایک فوج بھیجا اور سنہ ۶۳ ہجری مدینہ میں قتل عام رہا اور روضہ رسول بیحرمت کیا گیا جسکو کچھ تفصیل سے ہم آیندہ بیان کرینگے۔

سنہ ۶۴ میں وہ یزیدی سپہ سالار مسلم بن عقبہ جسکا نام بعد اس واقعہ کے مسرف بن عقبہ قرار پایا قتل اہل مدینہ سے فارغ ہو کر جانب مکہ روانہ ہوا کہ ابن الزبیر سے جنگ کرے اور خانہ کعبہ کا محاصرہ۔ اثناے راہ میں مسلم ملعون واصل بجہنم ہوا جسکے وقت موت کا حال تاریخ کامل میں اسطرح فلما حضرہ الموت احضر الحصین بن النمیر وقال لہ یا برذعۃ الحمار لو کان الامر الی ما ولیتک ھذا الجند ولکن امیر المومنین ولاک خذ عنی اربعا اسرع السیر وعجل المناجزۃ ولا تمکن قریشا من اذنک ثم قال

اللهم انی لم اعمل قط بعد شهادة ان لا اله الا الله وان محمداً عبده ورسوله عملا احب الی من قتلی اهل المدینة ولا ارجی عندی فی الاخرة فلما مات سار الحصین بالناس فقدم مکة لاربع بقین من المحرم سنة اربع وستین ص ۹۴

کہ جب مسلم کے موت کا وقت آیا تو اوسنے حصین بن نمیر کو بلا بھیجا جو اسی لشکر کا ایک سردار تھا) اور کہا اے بردعۃ الحمار اگر میرا اختیار ہوتا تو میں تجھے ہرگز افسر نہ بناتا مگر کیا کروں کہ یزید کا یہی حکم ہے دیکھ چار باتیں یاد رکھنا (۱) جلد کوچ کرنا (۲) لڑائی میں جلدی کرنا (۳) قریش کی بات نہ سننا ۔ پھر کہا خدایا تو گواہ رہنا کہ مینے بعد اقرار شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ کوئی عمل بہتر اس سے مینے نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو قتل کیا نہ اس سے زیادہ محبوب کوئی عمل مجھسے ہوا جس سے تمام تر آخرت میں میدہ اجر ہے ۔

اس کلام سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسا مسلمان تہا جسنے مدینہ کو غارت کیا اور حرمۃ رسول کو بیحرمت کیا ۔ اور وہ اپنے اس عمل کو تمامی اعمال سے بہتر سمجھتا ہے اور آخرت کی ساری امیدیں اسی عمل سے وابستہ مانتا ہے اسپر بھی وہ اہلسنت کے یہاں مسلمان ہے اور نہایت واجب الاحترام کیونکہ صحابی ہے یا تابعی پھر یہ لوگ فرزند رسول کے قتل کو کب کار ثواب جانتے ہونگے ۔

بہرحال حصین بن نمیر محرم کو مکہ پہونچا اور ابن الزبیر نے اوس سے جنگ شروع کی ابن الزبیر کا بہائی منذر اسمیں مارا گیا اوسکے بعد فوج شام حملہ آور ہوئی جس سے ابن الزبیر کی لشکر نے شکست کہائی اور خود ابن الزبیر گہوڑے سے گرا ۔ مگر اوسکے آوازہ پر مسور بن مخرمہ اور مصعب جنگ کو نکلے جو دونو مارے گئے ۔ پھر رات ہوگئی اور دونو فوجیں اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہوئیں ۔

یہ پہلی لڑائی تھی جس میں ابن الزبیر کے تین آدمی مارے گئے اور فرار کرکے خانہ کعبہ میں

لہ بردعہ بالفتح گلیم سطبر کہ زیر پالان بر پشت ستور نہند منتہی الارب

پناہ گزین ہوئے محاصرہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ محرم صفر۔ اسیطرح جنگ ہوتی رہی جس سے فوج شام بہت تنگ آئی۔

۳ ربیع الاول سے اہل شام نے منجنیق نصب کی خانہ کعبہ پر آگ برسنے لگی یہانتک کہ خانہ کعبہ جل گیا اور اہل شام یہ رجز پڑھتے تھے ع خطارۃ مثل الفنیق المزبد نرمی بہا اعواد ھذا المسجد

خانہ کعبہ کے جلنے میں اختلاف علامہ ابن اثیر یہاں دو قول لکھتے ہیں ایک تو یہ کہ خود عبداللہ بن الزبیر کی فوج جو گرد خانہ کعبہ تھی اوسی کی بدولت خانہ کعبہ میں آگ لگی اور پردہ اور لکڑیاں اوسکی سب جل گئیں دوسرا قول یہ ہے کہ اہل شام نے جو منجنیق نصب کی تھی اوسکی بدولت خانہ کعبہ جلا اور اسی قول کی وہ تائید کرتے ہیں کیونکہ بخاری نے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ابن الزبیر نے خانہ کعبہ کو اوسیطرح جلا ہوا اسلئے چھوڑ دیا کہ لوگ دیکھیں خانہ کعبہ جل گیا ہے جس سے مسلمانوں کے دل اہل شام سے برگشتہ ہوں اور اونسے جنگ پر آمادہ ہوں۔

یہہ محاصرہ ابھی قایم ہی تہا کہ یزید کے موت کی خبر آئی اور حصین بن نمیر روانہ شام ہوا صفحہ ۱۸۱

اگرچہ اس مورخ نے صحیح بخاری کی روایت کو زیادہ مستند سمجھا ہے مگر جن لوگونکو بخاری کی حالت معلوم ہے کہ وہ کسطرح اپنے خلفا اور صحابہ کی طرفداری میں وضعی حدیثیں لاتے ہیں۔ وہ سمجھ سکتے ہیں کہ مورخ نے جو پہلا قول لکھا ہے وہ زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ خانہ کعبہ کے ہر چہار طرف بدو عرب کے ڈیرے پڑے ہوئے ہیں جو بے تمیزی سے کہانا پکاتے ہیں لہذا اونکی شرارت سے اسکا جلنا نہایت قرین قیاس ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابن الزبیر نے قصداً خانہ کعبہ کو جلوا دیا ہو اور یہ مشہور کیا ہو کہ یزیدیوں نے جلایا۔ کیونکہ اسکی مکاری اور حیلہ گری سبکو معلوم ہے اور حضرت عائشہ کے سامنے پچاس گواہ جہوٹے طیار کئے تھے اسپر کہ یہ اب جواب نہیں ہے

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ اس واقعہ میں خانہ کعبہ کی چہت جل گئی اور اوسکے پردے

بھی اور دونوں شاخیں اوس دنبہ کی جو فدیہ حضرت اسمعیل میں ذبح ہوا اور سقف خانہ کعبہ میں بغرض یادگاری آویزاں تھا۔ وہ بھی جل گیا تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۱۴۸ مسلما نوا۔ اہلسنت کو تو اس واقعہ سے کوئی عبرت نہوگی کیونکہ اونکا اسلام تو تمام تر خلفا و صحابہ سے متعلق ہے لہذا خانہ کعبہ پر جو کچھ گذرا۔ اونکو کوئی ہمدردی نہیں کیونکہ دونو طرف تو صحابی زادہ ہے اور خلیفہ وقت۔ یزید خال المومنین معاویہ کا بیٹا ہے اور ابن الزبیر حضرت ابوبکر کا نواسہ پھر کہیں تو کیا کہیں۔ مگر جو شخص اہل اسلام ہوگا اوسکے دلمیں تو ہوک اوٹھے گی اور رو رو دل سے آہ کریگا کہ ان مسلمان نما کافروں نے کسطرح اسلام کو تباہ کیا۔ قران کو عثمان صاحب نے جلایا خانہ کعبہ کو ابن الزبیر اور یزید پوت نے جلایا۔ مدینہ اور روضہ رسول کو یزید نے غارت کیا اور اسدرجہ بیحرمت کیا کہ کوئی کافر بھی اوسکی جرات نہ کریگا پہر بتاؤ امام حسین علیہ السلام کیونکر مکہ میں قیام کرتے۔ اور کن آنکھوں سے ان حالات کو ملاحظہ کرتے کہ خانہ خدا اسطرح بیحرمت کیا جائے اور امام دیکھتے رہیں۔ بلکہ خود اوسکے باعث ہوں اسی لیے حضرت نے کمال روحانیت و حقانیت سے فرمایا کہ جہانتک دور اس سے میں شہید کیا جاؤں مجھے پسند ہے بہ نسبت اسکے کہ اس سے قریب ہوں میں کسیطرح اسکو جایز نہیں رکہتا کہ میرے سبب سے اسکی حرمت برباد ہو۔

نہیں نہیں تم اسکا یقین کرو کہ اگر جناب امام حسین علیہ السلام یہاں قیام فرماتے تو شاید بالیقین اس سے زیادہ بیحرمتی خانہ کعبہ کی کی جاتی۔ بلکہ کیا عجب ہے کہ بالکل خانہ کعبہ گرا دیا جاتا اور معدوم کر دیا جاتا کیونکہ تم پہلے پڑھ آئے ہو خود یزید نے ابن الزبیر کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے کیسی اوسکی عزت کی ہے کہ چاندی کی زنجیریں اوسکی گرفتاری کو بہیجیں اور تین برس تک مہلت دی۔ مگر جناب امام حسین کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا وہ بھی سبکو معلوم ہے کہ نہ ایک روز کی مہلت ملی نہ ایک دفعہ بھی مہربانی کی باتیں کی گئیں۔ اور واقعات مابعد سے بھی ظاہر ہے کہ ابن الزبیر کا سر جب شام میں گیا ہے تو کیا سلوک کیا گیا۔ اور سر امام حسین سے کیا سلوک ہوا

لہذا یہ امر نہایت درجہ قرین قیاس ہے کہ اگر جناب امام حسین وہاں قیام فرماتے اور جب

اوسکو اپنا دار الخلافہ قرار دیتے تو یقیناً خانہ کعبہ کا نشان مٹا دیا جاتا کیونکہ آخر وہ سب مکانات جو اہلبیت اطہار کے متصل مسجد رسول تھے اور جنکی راہ مسجد رسول سے تھی۔ مٹا دی گئی کہ آج زائرین روضہ رسول کو ہرگز نہیں معلوم ہو سکتا اون حضرات طیبات کے مکانات کہاں تھے اور کیسے تھے حالانکہ بعد بنای مسجد بہی حضرات کا قیام مدینہ منورہ میں تھا مگر اون مکانات کے نشان کہیں نہیں ملتے۔ تو پھر بہلا خانہ کعبہ کیونکر باقی رہتا اب بہی جو لوگ حج خانہ کعبہ کو جاتے ہیں اونکو معلوم ہوتا ہے کہ حضرات طیبات کے متعلق جو کچھ آثار تھے کسطرح مٹا دی گئی تمام عالم کو معلوم ہے جناب امیرؑ کی ولادت اندرون خانہ کعبہ ہوئی۔ دیوار اوسکی شق ہوئی اوسکے کل نشانوں کو مٹا دیا ہے صرف اختلاف الوان سنگ سے واقف کار مطوفوں سے کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں

پارہ پارہ ہونا حجر اسود کا ابن الزبیر کا یہ فتنہ جس سے خانہ کعبہ اسطرح برباد کیا ایک ایسا عظیم الشان واقعہ ہے کہ آج تک حجر اسود جسکا تقبیل اور استلام داخل ارکان حج ہے۔ آجتک ان ظلموں پر فریاد کرتا ہے نوادر الاصول حکیم ترمذی میں ہے

ورمی الحجر الاسود بالمنجنیق فانصدع حتی صببت بالفضۃ فھو الی یومنا کذلک وسمع للبیت انین آہ آہ کما فی الاستقصاء صفحہ ۱

یعنی حجر اسود پر منجنیق سے سنگ باری کی گئی جس سے وہ پارہ پارہ ہو گیا اور پھر چاندی میں جڑا گیا جو آجتک اسی حال میں ہے اور خانہ کعبہ سے آہ آہ کی آواز بلند ہوئی

جنلوگونکا اعتراض جناب امام حسینؑ کے سفر عراق پر ہے اونکا مطلب یہی ہے کہ امام حسینؑ نے مکہ میں کیوں نہ قیام کیا اور اوسی کو معرکہ رزمگاہ کیوں نہ قرار دیا کہ خانہ تباہ ہوتا مگر آپکو چند روزہ خلافت تو مل جاتی۔ مگر جو شخص حامل اسرار الہی ہو اور محافظ شرع رسالت پناہی۔ وہ کیونکر ایسا کام کر سکتا ہے جس سے احکام اسلام کے تباہ و ضایع ہونیکا خوف ہو۔ کیونکہ حضرت کو تو معلوم تھا جو سبق **خلفای ثلثہ** اپنی امت کو دے گئے ہیں وہ کبھی بھولنے والا نہیں۔ اگر میں اندرون خانہ کعبہ بہی جا چھپوں تو بہی ممکن نہیں ان یہودان امت سے نجات ملے جسکو

لن لفظوں سے حضرت نے بیان فرمایا کہ اگر میں سوراخ میں مور چون بھی چھپ جاؤں تو یہ میرا دل نکال لینگے اور اپنی غرض کو پورا کرینگے - آپنے حالات صلح حدیبیہ میں دیکھا ہوگا کہ جناب رسالتمآب بغرض حج تشریف لیگئے ہیں جسمیں کفار قریش نے حضرت کو روکا اور آخر مصالحہ ہوا. تو بوقت روانگی حضرت نے یہ اہتمام کیا تھا کہ کسیطرح آلات جنگ ساتھ نہ جائیں جس سے اسکا شبہہ ہو کہ آپ بغرض جہاد آئے ہیں بلکہ ہر شخص کو معلوم ہو آپ بہ نیت حج تشریف لائے ہیں مگر عمر صاحب چپکے چپکے فوج کشی کا سامان کرتے تھے کہ وہاں جنگ ہو جائے

حضرت نے جب حدیبیہ میں صلح کیا ہے تو عمر صاحب کو بہت ناگوار ہوا اور چاہتے تھے کہ کسیطرح یہ صلح برہم ہو جسکے لئے وہ آہستہ آہستہ تلوار بڑھا رہے تھے - مگر ناکامیاب رہے -

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو خیال خلیفہ دوم کا تھا وہی آجتک اہلسنت کا خیال ہے کہ نہ احکام شرع کوئی چیز ہیں نہ دین اسلام کوئی شئی جو کچھ ہے وہ دنیا ہے اور اوسکی حکومت کہ جسطرح بنے اوسکو حاصل کرنا چاہیئے

انہیں وجوہ سے امام حسینؑ نے راہ خدا میں شہادت کو قبول کیا کہ بغیر اسکے حفاظت دین ناممکن ہے اور صحابہ اہلسنت نے وہ راہ اختیار کی جس سے دنیا ہاتھ آئے -

محاصرہ ثانیہ خانہ کعبہ وقتل ابن الزبیر

یہاں تک تو پہلے محاصرہ کا اجمالی حال تھا کہ یزید کی ابتدائی خلافت سے شروع ہوا اور اوسکی موت پر اوسکا خاتمہ ہوا -

سنہ ۷۲ ہجری میں عبدالملک بن مروان جو شام میں خلیفہ ہوا تھا - حجاج بن یوسف ثقفی کو قتل ابن الزبیر پر مامور کیا دو ہزار یا تین ہزار فوج لیکر وہ معہ ہوا پہلے وارد مدینہ ہوا جہاں اسنے ایک شخص جسکا نام [illegible] تھا حاکم مدینہ بنایا جسکی یہ حالت تھی کہ منبر رسول پر بیٹھکر بکری [illegible] کا کلہ توڑ کر مغز [illegible] کھاتا اور منبر ہی

پر بیٹھا بیٹھا کہا تا پھر اسپر تازے خرمے کہا تا کہ اہل مدینہ کو غصہ آئے

اس انتظام کے بعد حجاج نے حج کا احرام باندہا اور لشکر سمیت ماہ ذیقعدہ میں داخل مکہ معظمہ ہوا - وہاں ابن الزبیر بھی آمادہ پیکار تھے نہ خود حج کیا نہ حجاج کو اسکی مہلت دی کہ پوری ارکان حج بجالاے تب عبداللہ بن عمر نے امارت حج اپنے ہاتھ میں لی کیونکہ حجاج نے عین زمانہ حج میں منجنیق کو کوہ ابوقبیس پر نصب کر دیا تھا اور خانہ کعبہ پر سنگ باری ہو رہی تھی لہذا ابن عمر نے کہلا بہیجا کہ حاجی لوگ دور دور مقام سے بغرض حج آئے ہیں اور تیری منجنیق اسکی اجازت نہیں دیتی کہ وہ لوگ ارکان حج بجالاسکیں - لہذا زمانہ حج تک یہ سنگباری موقوف کیجائے - حجاج نے قبول کیا اور آتشبازی موقوف ہوئی جب سب حج سے فارغ ہوئے منادی حجاج نے ندا دینی شروع کی انصرفوا الی بلادکم فانا نعود بالحجارۃ علی ابن الزبیر الملحد ص ۱۳۶ تاریخ کامل

کہ اے حاجیو اپنے اپنے گہر چلے جاؤ کہ ہم پھر ابن الزبیر ملحد پر سنگ باری کرینگے

حجاج کی یہ ندا جو حاجیوں کے لئے تھی اگرچہ خاص اس ضرورت سے تھی کہ ابن الزبیر پر بغرض فتح مکہ سنگ باری کرنی تہی مگر در حقیقت اسمیں بھی حجاج بیچارہ مقلد تھا حضرت عمر کا چنانچہ عقد الثمین میں مرقوم ہے کان سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یدور علی الحجاج بعد قضاء النسک بالدرۃ ویقول یا اھل الیمن یمنکم ویا اھل الشام شامکم ویا اھل العراق عراقکم + ولذلک ھم عمر بمنع الناس من کثرۃ الطواف ص مطبوعہ مصر

کہ عمر صاحب بعد فراغ حج درہ ہاتہ میں لیکر مکہ میں گہوما کرتے کہ اپنے اپنے گہر چلے جاؤ یہاں رہنے کی ضرورت نہیں - بلکہ عام طور پر ارادہ کر لیا تہا کہ لوگو نکو کثرت طواف سے مانع ہوں -

جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اسلامی دنیا کو کوئی عمل شنیع ایسا نہیں جو جسکے موجب یہ طاعنہ ہوں جنکا نام حجاج و ابن زیاد وغیرہ ہے۔ بلکہ یہ ایجاد کی تعلیم خلفائے ثلثہ اور دوصحابہ دے گئے تھے جنہیں حضرات اہلسنت اپنے دین و دنیا کا مقتدا اور روحانی پیشوا مانتے ہیں

بہرحال اس عبارت سے آپکو یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر اسوقت بھی ایسا اقتدار رکھتے تھے کہ بمقابلہ حجاج۔ اور ابن الزبیر جو خود امیر حاج تھے اور سبکو باامام حج کرایا پس اگر جناب امام حسین کی ہمراہی ہیں یہ بھی ہوتے تو آپ سمجھ سکتے تھے کہ فرزند رسول اس بیکسی اور غربت سے نہ شہید ہوتا۔ مگر صحابہ پر تو محبت دنیا نے ایسا قبضہ کیا تھا کہ اسلام و ایمان سے اونکو کوئی سروکار ہی نہیں رہا

قتل ابن الزبیر آخر نتیجہ ان کا ۔۔ ور دیکھو تما عبداللہ ابن الزبیر کہ یہ ہوا کہ تاریخ کامل میں ہے تفرق الناس عنہ وخرجوا الی الحجاج بالامان خرج من عندہ نحو عشرۃ الاف وکان ممن فارقہ ابناہ حمزہ وخبیب اخذ الانفسہما امانا ص ۱۳۶

کہ کل ہمراہیان ابن الزبیر نے رفاقت اوسکی ترک کی اور حجاج کے امان میں چلے گئے قریب دس ہزار آدمیوں کے نکل گئے اور منجملہ اونکے جنہوں نے ابن الزبیر کی رفاقت ترک کی خود اوسکے بیٹے حمزہ۔ اور خبیب تھے کہ ان دونوں نے حجاج سے امان مانگی اور باپ کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔

اس مورخ نے صرف دو ہی آدمیوں کا نام فرزندان ابن الزبیر سے لکھا ہے جنہوں نے اپنے باپ کی ترک رفاقت کی حالانکہ عقد الثمین تاریخ بلد الامین سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن الزبیر کے آٹھ بیٹے بعد قتل ابن الزبیر باقی رہے چنانچہ اصل عبارت یہ ہے وخلف من الاولاد عبداللہ وحمزہ وخبیب وثابت وعباد وقیس وعامر وموسیٰ ص ۲۵

اور تاریخ کامل میں ہے وکان ممن فارقہ ابناہ حمزہ وخبیب اخذ الانفسہما

امانا فقال عبد اللہ لابنہ الزبیر خذ لنفسک امانا کما فعل اخواک فو اللہ انی احب بقاء کم فقال ما کنت لارغب بنفسی عنک فصبر معہ فقتل ص ۱۳۶ جلد ۴

یعنی جب ابن الزبیر کے بیٹے خبیب وحمزہ نے حجاج سے امان لی تو ابن الزبیر نے اپنے بیٹے زبیر سے کہا کہ تو نے بھی کیوں نہ اپنے بھائیوں کی طرح امان لی تو زبیر نے کہا کہ ہم اپنی جان بچانا نہیں چاہتے پس وہ ساتھ رہ گیا اور قتل کیا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ صرف ایک بیٹا ابن الزبیر کا زبیر نامے اپنے باپ کے کام آیا اور باقی آٹھ بیٹوں نے باپ کا ساتھ چھوڑ دیا کیوں نہو آخر سب حضرت ابوبکر کے دختری اولاد سے تھے پھر کیوں نہ بیوفائی کرتے۔

یہاں آپکو پہلے جناب امام حسینؑ کی دور اندیشی پر نظر کرنا چاہئے کہ کن مصالح سے آپنے پہلے ہی قیام مکہ کو ترک کیا کیونکہ آپ جانتے تھے۔ اگر بفرض محال مثل ابن الزبیر ہر قسم کے مکر و حیلہ سے بھی کام لیا جائے اور حرمت خانہ کعبہ بھی برباد کی جائے۔ تو چونکہ ان صحابہ وتابعین میں کسیطرح کی دین داری نہیں ہے۔ بلکہ تمام تر دنیا دار و مکار و غدار ہیں لہذا کبھی راہ حق پر نہ آئینگے اور وہی کرینگے جسکی عادت اونہیں عہد خلفائے ثلثہ سے پڑ چکی ہے۔ اسلیے جناب امام حسینؑ نے محض حفظ اسلام کے لئے قیام مکہ کو ترک کیا اور اوسکے حدود سے نکل گئے کہ کسیطرح یہ الزام نہ آسکے کہ امام حسینؑ کے بدولت حرمت خانہ کعبہ برباد گئی۔

پس اس سے آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ اصحاب اور اہلبیت طاہرین میں کیا فرق ہے۔ اصحاب کی اغراض محض دنیا ہی اگرچہ چندروزہ ہو اور نہایت ذلت سے حاصل ہو جیسا کہ ابن الزبیر کے حالات سے آپکو معلوم ہوا کہ ساری امور فسق و فجور کے ارتکاب پر بھی وہ محروم ہی رہا اور نہایت ذلت کی موت سے مارا گیا مگر چندروزہ سلطنت کے لئے سب گوارا کیا یہانتک کہ خانہ کعبہ کو بیحرمت کیا۔ گرایا جلایا۔ حجر اسود کو پارہ پارہ کرایا اور حدیث رسول پر مطلق ایمان نہ لایا کہ اس شخص پر نصف اہل عالم کا عذاب ہوگا۔

بخلاف فرزند رسول کے کہ جناب امام حسینؑ نے حفاظت اسلام اور بقای دین کو جملہ اغراض نفسانی پر مقدم سمجھا اور نہایت جرات و استقلال سے دنیا پر ایسا لات مارا کہ

ہزار درجہ کا مخالف بھی آپ پر یہ الزام نہیں دی سکتا کا اپنی بغرض تحصیل دنیا یہ کام کیا دوسرا فرق آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ صحابہ و اہلبیت میں کیا فرق ہے کیونکہ ابن الزبیر صحابی ہے اور اوسکی لشکر والے سب صحابی ہیں یا تابعی جب تک منافع دنیوی کی امید تھی ابن الزبیر کے ساتھ رہے اور جب اسکا گمان غالب ہوا کہ ابن الزبیر اب مغلوب ہوگا دس ہزار صحابہ و تابعین نے ساتھ چھوڑ دیا یہانتک کہ خود ابن الزبیر کے آٹھ بیٹے باپ سے علیحدہ ہو گئے۔ بخلاف جناب امام حسینؑ کے اگرچہ دنیادار صحابہ و تابعین نے پہلے ہی سے حضرت کی بیعت نہ قبول کی مگر جن مومنین نے حضرت کی رفاقت قبول کی تھی وہ ایسے مومن کامل اور صادق الایمان تھے کہ جبروں نے رفاقت اختیار کی تا دم مرگ نہ علیحدہ ہوے اور وہ مصائب سہے جو دنیا میں آجتک کسی پر نہ پڑے ہونگے

جب امام حسینؑ کے اصحاب باوفا کی یہ وفاداری اور ہمت ہے تو آپکی اولاد یا اعزا اقربا کا کیا ذکر کہ آٹھ نو برس کے بچے۔ بلکہ شش ماہہ بچہ نے بھی ترک رفاقت کو ایسا ننگ و عار سمجھا کہ مرے مگر ساتھ نہ چھوڑا۔

یہی فرق ہے صحابہ اور اہلبیت میں کہ جب تک دنیا موافق ہے صحابہ ساتھ تھے میں ادہر دنیا نے منہ موڑا ادہر یہ بھی علیحدہ ہوئے۔ خواہ وہ رسول اللہ کے ساتھ ہوں یا کسی صحابی کے ساتھ۔

آپکو غزوات رسول اللہ کا حال تو بخوبی معلوم ہے کہ جنگ بدر میں جب قافلہ ابوسفیان سامنے سے نکل گیا تو عمر ابوبکر صاحبان کی راے ہوئی پھر چلنا چاہئے کہ یہ قریش ہیں جو کبھی ذلیل نہیں ہوئے۔ حضرت کو حد درجہ ملال بھی ہوا مگر یہ لوگ اسی رای پر اڑے رہے۔ یہانتک کہ جناب امیرؑ اور حضرت حمزہ کی بدولت یہ جنگ ہوئی تو ان لوگونکی ہمت بڑہی اور جنگ احد میں شریک رہے۔ مگر طمع دنیا نے انکو مجبور کیا کہ قبل تکمیل فتح یہ لوگ بطمع مال غنیمت لوٹ پڑے اور اوس درہ کو خالی چھوڑا جسکی حفاظت پہ مامور تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر کفار ادہر سے ٹوٹ پڑا اور مسلمانوں کو شکست ہوئی حضرت حمزہؑ شہید ہوئے۔ اب صرف تنہا جناب امیرؑ ہیں جو ایک طرف رسول اللہ

کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسری طرف حملۂ کفار کو روکتے ہیں۔ اس شکست میں دوسرے صحابہ کا جو فرار ہوا وہ تو ہوا ہی مگر حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان صاحب کا فرار ایسے سنہرے حروف میں مرقوم ہے کہ قیامت تک بھول نہیں سکتا حضرت ابوبکر تو فخریہ یہ کہتے ہیں کہ فراریوں میں سب سے پہلے ہم پھر کر آئے۔ اور عمر صاحب فرماتے ہیں میں بزکوہی کی طرح پہاڑ پر اچھلتا تھا اور عثمان صاحب کا تو تین روز تک پتہ ہی نہ ملا کہ کہاں گئے

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمراہیان ابن الزبیر نے جو فرار کیا تو اسمیں وہ انہیں صحابہ وخلفا کے تعلیم یافتہ تھے نہیں بلکہ خاندانی اثر تھا کیونکہ ابن الزبیر کے آئینہ فرزند حضرت ابوبکر کی اولاد و دختری تھے۔ پھر انہیں وفا کہاں سے آتی جب ابوبکر صاحب نے خود رسولؐ کے ساتھ بیوفائی کی اور جنگ احد و حنین میں بادیہ پیمائی فرار ہوئے۔ اور ہمراہیان جناب امام حسینؑ اپنے بزرگان دین جناب امیرؑ اور سائر اہلبیت طاہرین کے تعلیم یافتہ تھے کہ جہاں جناب امیرؑ کل فتوحات کے فاتح ہیں۔ وہاں جنگ احد اور جنگ حنین وطائف میں جب سب صحابہ نے فرار کیا ایک آپ ہی ثابت قدم تھے۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ رفقائے جناب امام حسینؑ اس درجہ کی رفاقت وثبات قدم کو انجام دیا کہ یہ دونو لفظ آجتک دنیا میں قایم ہیں ورنہ خلفائے ثلثہ اور صحابہ نے تو اسکی کبھی ایسی ملیدکی تھی کہ ان لفظوں کا بھی وجود نہ رہتا۔

یا وفا خود نبود در عالم یا مگر ہیچ کس وفا نمود

انتشار ابن الزبیر صحابہ وتابعین کی ترک رفاقت سے ابن الزبیر کی وہی حالت ہوئی جو عام طور پر دنیا داروں اور صاحبان تدبیر کی ہوتی ہے کہ حواس پریشان خیال پراگندہ نفس متردد۔ دل مضطرب چنانچہ تاریخ کامل میں ہے فدخل علی امہ فقال یا اماہ قد خذلنی الناس حتی ولدی واھلی ولو یبق معی الا الیسیر ومن لیس عندہ اکثر من صبر ساعۃ والقوم یعطوننی ما اردت من الدنیا فما رایک فقالت انت اعلم بنفسک ان کنت تعلم انک علی حق والیہ تدعو فامض لہ فقد قتل علیہ اصحاب

ولا تمکن من انجتک یتلعب بہا غلمان بنی امیہ الی آخرہ

صفحہ ۱۳۶ جلد ۴ تاریخ کامل

کہ ابن الزبیر اپنی ماں کے پاس گیا۔ اور کہا اے ماں مجھے لوگوں نے مخذول کردیا (ساتھ چھوڑ دیا) یہانتک کہ خود میرے اہل اور اولاد نے۔ اور اب بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہیں جو ایک ساعت سے زیادہ صبر نہیں کرینگے اور قوم (لشکر حجاج وعبد الملک وغیرہ) ہمکو وہ دے رہی ہے جو ہم چاہتے ہیں دنیا سے تو اب تمہاری کیا رائے ہے۔ اسما مادر ابن الزبیر نے کہا کہ تو اپنی نفس کے حال سے خوب واقف ہے اگر تو جانتا ہے کہ حق پر ہے اور حق کی طرف لوگوں کی دعوت کرتا ہے تو اسکو گذر کہ اسی پر تیرے ساتھی مارے گئے اور اپنی گردن پر بنی امیہ کے لونڈوں کو نہ مسلط کر جو اسکے ساتھ بازی کریں۔ اور اگر تو نے یہ کام دنیا داری کیلئے کیا ہے تو کیسا برا بندہ ہے تو کہ خود بھی ہلاک ہوا اور ان لوگوں کو بھی ہلاک کیا جو تیرے ساتھ قتل ہوئے۔ اور اگر تو یہ کہے کہ ہم بر سر حق تھے۔ مگر ہمراہیوں کے ضعف سے ہم کمزور ہو گئے یہ فعل احرار نہیں نہ اہل دین کا کام ہے۔ آخر کب تک دنیا میں رہیگا قتل ہونا نہایت عمدہ ہے

ابن الزبیر نے جواب دیا اے مادر ہمکو اسکا خوف ہے کہ اہل شام اگر ہمکو قتل کرینگے تو سولی پر چڑھائینگے اور ہاتھ پیر کاٹ ڈالیں گے مادر ابن الزبیر نے کہا اے بیٹا بکری کو کھال کھینچنے سے نہیں تکلیف ہوتی (یعنے جب مر گئے تو پھر اسکا کیا خیال ہے) تو اپنی بصیرت پر چل اور خدا سے طالب اعانت ہو۔ ابن الزبیر نے ماں کا سر چوما اور کہا یہی میری بھی رائے ہے صفحہ ۱۳۵ تاریخ کامل جلد ۴

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ابن الزبیر کو کس درجہ کا خوف اور انتشار ہے کہ جا کر اپنی بڑھیا ماں سے مشورہ کر رہا ہے جو بتقاضائے فطرت مجبور ہے کہ ایسی رائے دے کہ بچہ قتل سے محفوظ رہے اور صلح ہو جائے۔

مگر آپ تمامی واقعات کربلا میں کہیں ایک جملہ بھی ایسا نہ پائینگے کہ جناب امام حسین

کو کسیطرح کا خوف یا انتشار پیدا ہو جسکی تصدیق اس عبارت تاریخ کامل سے بھی ظاہر ہے
ثم حمل الناس علیہ عن یمینہ وشمالہ فحمل علی الذین عن یمینہ فتفرقوا
ثم حمل علی الذین من یسارہ فما روی مکسور قط قد قتل ولدہ واھلبیتہ
واصحابہ اربط جاشاً منہ ولا امضی جنانا ولا اجرء مقدما منہ
انکشفت الرجال تنکشف عن یمینہ وشمالہ انکشاف المعزی اذا
شد فیہ الذئب ص ۳۲ جلد ۴
یعنی جناب امام حسینؑ پر ہر طرف سے لوگوں نے حملہ کیا جانب یمین وشمال سے پس
حضرت نے پہلے حملہ کیا جانب یمین پر ۔ اور سبکو بھگا دیا ۔ پھر حملہ کیا جانب شمال اور
بھگا دیا نہیں دیکھا گیا کوئی شخص جو ایسا شکستہ خاطر ہو کہ اوسکی اولاد اور
اہلبیت اور اصحاب سب قتل کیے گئے ہوں اور پھر وہ ایسا قوی دل ہو اور
اپنے ارادہ پر ثابت قدم ہو اور ایسا جری ہو کہ اسطرح حملہ کرے کہ سوار و پیادہ
اوسکے ۔ سامنے سے اسطرح فرار کرے کہ جیسے بھیڑیے سے بکریاں بھاگتی ہوں ۔
اور پہلے اس سے آپ دیکھ چکے ہیں کہ عقبہ بن سمعان نے بیان کیا کبھی حضرت نے
اسکا اقرار کیا کہ ہم یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینگے نہ اسکا اقرار کیا کہ ہمکو کسی سرحد کی طرف
بھیجدو بلکہ آپنے اسیقدر فرمایا ہماری راہ چھوڑدو کہ ہم اپنے وطن چلے جائیں یا
جسطرف چاہیں نکل جائیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کس اطمینان
اور استقلال سے جنگ فرماتے تھے کہ نہ کسیطرح کا اضطراب ہے نہ انتشار نہ تردد
نہ خوف بلکہ جو حکم خدا و رسول ہے اوسپر اسطرح ثابت قدم ہیں کہ ذرہ برابر بھی
تزلزل نہیں بخلاف ابن الزبیر کہ جب ابواب حیلا اوسکے مسدود ہو گئے تو وہ
چاہتا ہے کہ کسیطرح اپنی جان بچائے ۔ مگر اوسکی ماں اسما غیرت دلا رہی ہے
کہ یہ کس قسم کی بہادری ہے کہ اب اپنی جان بچاتا ہے ۔
ہاں یہ بھی قابل غور ہے کہ خود ابن الزبیر بیان کرتے ہیں ہمارے مخالف
ہماری دنیوی خواہش کے پورا کرنے پر طیار ہیں کہ جو شرائط صلح ہم پیش کریں

فرمارہے ہین کہ ظالم کو قیامت کا دن سخت ہوگا بہ نسبت اوس دن کے کہ جو ظلم مظلوم پر ظالم کے ہاتھوں سے گذرے ہین ۔

"عدل و انصاف کا دن ظالم پر مظلوم کے ستم رسیدہ ہونے کے دن سے زیادہ سخت ہوگا"

نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۳۵

ہدایت ہورہی ہے کہ جسوقت تو اپنے دشمن پر غالب آجاوے تو اس شکریہ مین کہ مین دشمن پر غالب آگیا اپنے دشمن کو معاف کردے ۔

"جسوقت تو دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہوجائے تو اس امر کے شکریہ مین معاف کردے کہ تجھے اس سے انتقام لینے کی قدرت حاصل ہوگئی" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۴۸۶

حارث ہمدانی کو ہدایت ہورہی ہے کہ فاسقون کی مصاحبت سے پرہیز کر اسوجہ سے کہ خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا ہے ۔

"فاسقون کی مصاحبت سے پرہیز کر کیونکہ شرارت شرارت سے ملتی ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۴۹۷

جناب امام حسن مجتبیٰ کو نصیحت فرمارہے ہین کہ نادان ۔ بخیل ۔ فاجر ۔ کاذب کی دوستی و ہمنشینی سے پرہیز کرو ۔

"اے بیٹا! نادان کی دوستی سے پرہیز کر کیونکہ وہ تجھے نفع پہونچانے کا ارادہ کرتا ہے مگر (نادانی کی وجہ سے) تجھے نقصان پہونچا دیتا ہے ۔ بخیل کی دوستی سے عذر کر کیونکہ جب تجھے اسکی مدد کی احتیاج ہوگی وہ فوراً تیری اعانت سے دستبردار ہوجائیگا ۔ فاجر کی دوستی سے کنارہ کیونکہ وہ ایک تھوڑی سی قیمت کے بدلے تجھے بیچ ڈالیگا (تھوڑی سی لالچ سے تیری دوستی کو خیرباد کہدیگا) کاذب کی دوستی سے بچتے رہنا ۔ کیونکہ دروغگو سراب کی مانند ہے ۔ تیرا وہ مطلوب جو تجھسے دور ہے اُسے تیرے نزدیک کرتا ہے اور وہ مطلوب جو قریب ہے اُسے بعید کردیتا ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۴۲۹

جناب امام حسن مجتبیٰ کو نصیحت فرمارہے ہین کہ جو چیز اپنے نفس کیلئے پسند کرے وہی دوسرون کے لئے بھی اور جو چیز اپنے لئے نہین وہ دوسرون کے لئے بھی نہین ۔

انسان کا نام ہزاروں برس تک صفحۂ دنیا پر قائم رکھتا ہے۔

"اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم خود تیری حفاظت کرتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوگا۔ علم کو جتنا ہی خرچ کروگے اتنا ہی بڑھتا جائیگا۔ مال کا پروردہ یافتہ زوال مال کے ساتھ ہی فنا ہوجاتا ہے مگر پروردۂ علم کی یہ شان نہیں ہے۔"

فرماتے ہیں کہ علم محتاج مال نہیں بلکہ مال حاجتمند علم ہے۔ یعنی بغیر علم مال و دولت کا حصول اور قیام غیر ممکن ہے۔

"علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص

فرماتے ہیں کہ عمل بد جسکی مدت فنا ہوجاتی ہے مگر اوسکی سزا عالم آخرت میں ضرور ملتی ہے عمل نیک کی تکلیف دنیا مٹ جاتی ہے مگر اوسکا ثواب عالم آخرت میں ضرور ملتا ہے۔

"ان دو کاموں میں کسقدر فرق ہے۔ ایک عمل تو وہ ہے جسکی مدت فنا ہوجاتی ہے مگر اسکی تکلیف باقی رہجاتی ہے (دوسرا عمل) وہ ہے جسکی تکلیف مٹ جاتی ہے اور اجر ثواب باقی رہجاتا ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص

ہدایت ہورہی ہے کہ بخل کی عادت سے پرہیز کرو۔

"میں بخیل کی حالت پر تعجب کرتا ہوں کہ وہ فقر و فاقہ جس سے وہ گریز کرتا ہے اوسکی طرف نہایت عجلت کیساتھ رخ کر رہا ہے۔ وہ تونگری جسکا وہ طالب ہے اسی کو کھوئے دیتا ہے۔ وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں امیروں کیطرح حساب دینے کے لئے تیار ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص

ہدایت ہورہی ہے کہ تکبر کی عادت سے پرہیز کرو۔

"مجھے متکبر کی حالت پر سخت تعجب ہے جو کل تو ایک قطرۂ منی تھا اور پرسوں فوراً انتقال کے بعد ایک گندہ مردار ہوجائیگا" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص

ہدایت ہورہی ہے کہ حسد نہ کرو۔ حاسد کی جسمانی صحت قائم نہیں رہتی اسوجہ سے کہ حسد کا اثر دماغ اور قلب پر پڑتا ہے جسکی وجہ سے دماغ اور قلب ضعیف ہوجاتے ہیں۔

"حسد نہ کرنے کے سبب سے جسم کی صحت قائم رہتی ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص

خداوند کریم تمہارا شکریہ ادا کرتا ہے جسنے تمسے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا ہے۔

"جو شخص احسان کرنے پر تیرا شکریہ نہیں ادا کرتا تجھے اس کے سبب سے احسان پر پرہیز نہیں
کرنا چاہئے۔ کیونکہ تیرے احسان کا وہ (خدا) شکریہ ادا کریگا جسے تجھسے کسی قسم کا
فائدہ حاصل نہیں کیا اور اس شکریہ کرنیکے سبب سے وہ نفع بلکہ اس سے بھی زیادہ تجھکو
ملجائیگا۔ جسے کفران نعمت کرنے والے نے ضایع کردیا تھا اور خداوند عالم احسان کرنے
والوں کو دوست رکھتا ہے۔" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۵۱۵-۵۱۶

ہدایت ہورہی ہے کہ بردباری اختیار کرو۔ اسوجہ سے کہ جاہل کے مقابلہ میں بردبار شخص کے زیادہ مددگار ہوجاتے
ہیں اگر تجھمیں بردباری نہیں ہے تو بردباروں کا ہم جلیس ہوجا اسوجہ سے کہ طبیعت کا جبلی خاصہ ہے کہ جس قسم کی
محفل میں کوئی اٹھتا بیٹھتا ہے اوسمیں وہی خاصیتیں پیدا ہوجاتی ہیں جو اوس محفل کے آدمیوں کی ہوتی ہے۔

"بردبار کے حلم کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ جاہل کے مقابلہ پر (عام) لوگ اسکے مددگار ہوجاتے
ہیں اگر تو بردبار نہیں ہے تو بردباروں کی سی صفات اختیار کر کیونکہ جو شخص جس گروہ سے
مشابہ ہوتا ہے اُسی گروہ کا ایک فرد ہوجاتا ہے۔" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ
نہج البلاغہ ص۵۱۶

نصیحت فرماتے ہیں کہ سخاوت وہی کہ بغیر سوال کئے ہوئے دیجائے۔ اوسکو سخاوت نہیں کہہ سکتے جو بعد سوال
دیا جاوے۔

"سخاوت یہ ہے کہ سوال سے پہلے دیجائے اور وہ عطا جو سوال کے بعد ہو سخاوت نہیں
بلکہ حیا ہے اور لوگوں کے ملامت کے ڈر سے واقع ہوتی ہے۔" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ
نہج البلاغہ ص۴۹۳

ہدایت ہورہی ہے کہ علم حاصل کرو۔

"ہر ایک برتن جسمیں کوئی چیز جسقدر ڈالی جائے اُسیقدر تنگ ہوتا چلا جاتا ہے مگر ظرف
علم میں جسقدر زیادتی کرو اتنا ہی وسیع ہوگا۔" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ
نہج البلاغہ ص[illegible]

[illegible] ہے میں کہ علم مال سے بہتر ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے بلکہ بعد قیامت علم

نصیحت فرماتے ہیں کہ بردباری اختیار کرو جسطرح سے قبیلہ والے شر دشمن سے بچے رہتے ہیں اسیطرح سے
بردبار شخص تمام آفات سے محفوظ رہتا ہے۔

"بردباری ایک عشیرہ و قبیلہ ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۴

ہدایت ہو رہی ہے کہ قناعت کی عادت اختیار کرو۔ قانع کبھی حرص نہیں کرتا اسوجہ سے کبھی اوسکی آرزو کا
خون نہیں ہوتا جس شخص کی آرزوئیں دراز ہوتی ہیں اوسکی کبھی آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں اور جسکی آرزوئیں
پوری نہیں ہوتیں اوسکی جسمانی صحت بھی اچھی نہیں رہ سکتی جسکی وجہ سے انسان کا قوام زندگی اعتدال
پذیر نہیں رہ سکتا ہے۔

"قناعت ایک ایسا مال ہے جسمیں بربادی اثر نہیں کرتی" نیرنگ فصاحت اردو
ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۳

فرماتے ہیں کہ آپس میں محبت پیدا کرو۔ قرابت محبت کی محتاج ہے محبت قرابت کی محتاج ہو اسوجہ سے کہ
اولاد کی ظاہر محبت بوجہ قرابت کے ہوتی ہے اگر اولاد کو والدین کی الفت نہیں ہے یا والدین کو اولاد کی
محبت نہیں ہے تو اسوقت قرابت کا عدم و وجود برابر ہو جاتا ہے۔ اسلئے ثابت ہو گیا کہ قرابت محبت
کی محتاج ہے نہ یہ کہ محبت قرابت کی۔

"بیٹوں کے ساتھ باپ کی محبت قرابت کی وجہ سے ہے اور قرابت محبت کی زیادہ محتاج
ہے بہ نسبت اسکے کہ محبت قرابت کی محتاج ہو" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ
نہج البلاغہ صفحہ ۵۳

ہدایت ہو رہی ہے کہ دوست و دشمن کیساتھ خلق و مدارات سے پیش آؤ۔

"اپنے دوست سے خلق و مدارات کیساتھ دوستی کرو شاید کسی دن یہ تیرا دشمن ہو جائے
اپنے دشمن سے دشمنی کرو مگر خاطر و مدارات کا پہلو لئے ہوئے کیونکہ شاید کسی دن یہ تیرا دوست
ہو جائے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۴

فرماتے ہیں کہ جسکی طبیعت احسان کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے اوسکے دوست بھی بکثرت ہو جاتے ہیں۔

"جس شخص کی لکڑی (دل) نرم ہو اسکی شاخیں (دوست) بہت ہوتی ہیں"
نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۴

تھی۔ آپ نہایت درجہ صابر تھیں۔ آپ نہایت درجہ سخی تھیں۔ کبھی سائل آپکے در دولت سے بغیر
کچھ پائے واپس نہیں گیا۔ تین تین دن روزے پیہم گذر جاتے تھے۔ کھانا پاس رکھا ہوتا ہے۔ افطار کا وقت
قریب ہے۔ سائل سوال کرتا ہے فوراً اسیوقت تمام کھانا سائل کو دیدیا جاتا ہے۔ صرف پانی سے افطار کرلیتی
ہیں۔ یہ حالت ایک ہی دن نہیں بلکہ تین تین روز سے پیہم بغیر کچھ کھائے گذر جاتے تھے۔ آپ اپنے شوہر
جناب علی مرتضیٰ کی نہایت درجہ مطیع تھیں۔ اپنے شوہر کے احکام اپنے اوپر واجب جانتی تھیں۔
ورع المتون اردو ترجمہ جلاء العیون۔ تاریخ الانبیا حصہ دوئم ۔ السیدہ مصنفہ مولوی حسن میان صاحب
پھلواروی۔

اخلاق جناب علی مرتضیٰ امام اوّل بن ابوطالب بن عبد المطلب

سنہ ۳۰ عام الفیل مطابق سنہ ۶۰۰ء۔ سنہ ۴۰ھ مطابق سنہ ۶۶۰ء

اقوال درس اخلاق

فرماتے ہیں کہ جسطرح سے رنگ برنگ کے زیوروں سے عورت کا حسن دوبالا
ہوجاتا ہے اسیطرح سے انسان کی خوبی اخلاق و آداب سے بھی دوگنی ہوجاتی
ہے۔

"آداب و اخلاق دونو زیور ہیں" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۔

ہدایت ہوتی ہے کہ تم لوگوں سے اس طرح طرز معاشرت اختیار کرو کہ لوگ تمہاری ملاقات کا اشتیاق رکھیں
اور بعد تمہارے مرنے کے تمکو یاد کرکے روئیں۔

"تم لوگوں کے ساتھ اس طرح طرز معاشرت اختیار کرو کہ اگر تم مرجاؤ تو لوگ تمپر آنسو بہائیں
اور اگر زندہ رہو تو تم سے میل جول کا اشتیاق رکھیں" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ
نہج البلاغہ صفحہ ۔

ہدایت ہوتی ہے کہ جسطرح سے کہ جالیں بوجہ دانہ کے پرندے پھنس جاتے ہیں اسی طرح سے بشاشت و
خوشخوئی سے دوستوں کے دلکو شکار کیا جاتا ہے۔ یعنی جس طرح سے کہ پرندے بوجہ دانے کے جالین آجاتے
ہیں اسی طرح بشاشت و خوشخوئی سے دوست حلقہ بگوش ہوجاتے ہیں۔

"وہ بشاشت اور خوش رو رہنا دوستی کا جال ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۔

رجسٹرڈ سی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

فرقہ حقہ شیعہ کی حمایت و ترقی

عام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضمون نگاران	صفحہ
۱	رسید چندہ اصلاح پرنٹنگ کمپنی	اڈیٹر	۱
۲	الآل و الاصحاب	//	۳
۳	سینٹ پال اور سینٹ عمر	جناب سید غلام اصغر صاحب مترجم حجی مظفر پوری	۲۵
۴	سائنس اور اسلام	جناب سید محمد صاحب بی اے نونہروی	۳۷
۵	میرے تشیع کے وجوہ	جناب سید دلبر علی صاحب بدایوں	۴۰
۶	الحق مر	نام مخفی	۴۵
۷	فسا و محرم	اڈیٹر	۴۸
۸	اصلاح کی آئندہ پالیسی	جناب سید لوا لعلی صاحب سندیلوی	۵۳
۹	عالیجناب مرزا عابد علی صاحب مرحوم	[illegible]	۵۴
۱۰	اربعین لکھنو	اڈیٹر	۵۶
۱۱	تابوت چھپرہ	//	۵۸

مرتبہ علی حیدر

قیمت سالانہ — فی پرچہ

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

بقلم شیخ علی حسن چین پوری

مظفری یتیمخانہ فنڈ جناب سید موسی رضا صاحب سب انسپکٹر پولیس و جناب میر عباس علی صاحب سہو و جناب محمد حسن صاحب پشاور بذریعہ ٹکٹ میزان سابق للعہ مع قیمت ٹکٹ میزان کل للعہ

نوٹ انگلش جنٹلمین اس عنوان سے اخبار وکیل میں مضمون لکھا ہے کہ ایک انگریز علیگڈہ کالج میں گیا۔ اور وہاں کے حالات کو پسند کرکے ایک ہزار روپیہ کا کرنسی **نوٹ** بایں غرض دیا کہ پانچسو روپیہ مسجد میں لگایا جائے اور پانچسو کالج کے دوسرے مصرف میں۔ مگر ہمارا نام ظاہر نہ ہونے پائے۔

اسپر مجھے **مظفری یتیمخانہ فنڈ** کا ایک عطیہ یاد پڑا کہ بذریعہ رجسٹری پہونچا تھا کہ یہ رقم داخل یتیمخانہ کیجاوے جسکی رسید بھی سابق نمبروں میں شائع ہو چکی۔ مگر آجتک اوس بزرگ کا نام خود مجھے بھی نہ معلوم ہوا۔ فرق ہے تو اسقدر وہاں ہزار کی رقم ہے جس سے بہت کام نکلا اور یہاں پر جسکے تین چار سال میں بھی ہزار کی رقم نہ پوری ہوئی جو یتیمخانہ کا افتتاح کیا جائے۔

انعام حافظ کفایت اللہ صاحب مندرجہ اصلاح مئی عطیہ جناب **احمد میاں** قور منا ساکن ٹپی معرفت مدرسہ سلیمانیہ **حافظ سید علی حسین** صاحب ساکن بکوپا ضلع بستی قوم کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اگر ۔۔ کی رقم اور وصول ہو جاتو میں اپنے دیون سے سبکدوش ہو کر کچھ فکر معاش کروں۔ یہ تازہ مسلی نوئسی میں جنہوں نے نذر سے حق قبول کیا۔ قوم کی توجہ ادہر ضرور ہو۔ وما علینا الا البلاغ

وقفی کتابوں کا اعلان عام

تمام ہندوستانکے شیعونکی خدمت میں بادب التماس ہے کہ پچیس ہزار رسالے جدید قابل دید بغرض حفاظت و حمایت مذہب شیعہ اثنا عشریہ طبع کراکے خاکسار نے وقف کی ہیں۔ جن حضرات کا دل چاہے بے تکلف ۲ ہر کے ٹکٹ بغرض محصول ڈاک روانہ فرماکر خاص راقم سے طلب فرمالیں۔ ۲۰ رسالے ہر شخص کو بھیجے جائینگے۔ دفتر انجمن رفیق الایمان منصور نگر لکھنؤ کو ان رسالوں کی اشاعت سے کوئی تعلق نہیں وہاں سے کوئی خط نہ روانہ کیا جائے اور نہ مجھسے بیرنگ روانہ کرنیکی فرمایش بھیجا ورنہ رسالے روانہ نہونگے۔ المشتہر حکیم سید حسین گریاں اڈیٹر العوارف لکھنؤ نخاس جدید

دلی کا تحفہ عقیق کے نگینوں پر عمدہ مہریں معہ چاندی کی حلقہ نگ ہونگے جو تمام ہندوستان میں کہیں دوسری جگہ نہیں بنتیں اور پہر اردو و انگریزی عربی ناگری ہر قسم کے خط میں بنائی جاتی ہیں جنکی خوبی دیکھنے ہی سے تعلق رکہتی ہے درجہ اعلی للعہ دو روپیہ آٹھ آنہ معمولی للعہ ربڑ کی مہریں سب قسم کی ہر زبان میں دفتروں اور روکاندارونکے کام کی نہایت عمدہ صاف اور مضبوط بالکل ولایتی سے ملتی جلتی ہوئی تیار کیجاتی ہیں نیز ربڑکی مہروں کی مشین سے بنائی ہیں مہریں جن میں پنسل اور قلم بھی ہوتا ہے۔ ربڑ کا بیج پرس چھوٹا اور بڑا الغرض ہر ایک شئے نہایت کفایت سے حسب فرمایش تیار کیجاتی ہے سلاک ہر قسم کے یعنی تانبے پیتل لکڑی کی ہر ایک تصویر ٹریڈ مارک وغیرہ مثل ولایت جواب باموافق نمونہ تیار ہوتی ہیں قیمت نہایت کم۔ لوہے کی ڈائی اور ہر قسم کی جو زمین بنانو نیز بھیجتی ہے وہ بھی ہمارے کارخانہ میں بنائی اور چھاپی جاتی

ضروری نوٹس کسی اشتہاری فرمایش سے دفتر اصلاح کو تعلق نہیں

اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

عرض ضروری

جن حضرات کی خدمت میں یہ نمبر بذریعہ وی۔پی۔ نہ پہونچے اونکی خدمت میں ملک بذریعہ ویلو حاضر ہوگا۔ لہذا اگر اس نمبر کے پہونچتے ہی سالانہ چندہ عا بذریعہ منی آڈر عنایت ہو تو نہایت احسان ہوگا۔ کیونکہ وی پی بھیجنے میں سخت دقت او زیر باری ہی۔ اور پرچہ کی روانگی میں بھی تاخیر ہوتی ہی۔ کیونکہ اسد فعہ کا فارم نہایت خراب ہے۔

براہ کرم جملہ مراسلات میں خواہ خطوط ہوں یا منی آڈر نمبر خریداری اندر کوپن ضرور لکھا جاے ٹسیٹ۲ کوئی صاحب نہ لکھیں یہ نمبر رجسٹرڈ رسالہ ہے جس سے خریدار ونکو کوئی تعلق نہیں۔

رسید زر وصولی حصہ داران اصلاح پرنٹنگ کمپنی نعایت ۱۶ اپریل

نمبر شمار		تعداد حصص	نصف	کل	نمبر شمار		تعداد حصص	نصف	کل
۲۱	جناب سید علی جان صاحب رئیس شاہ گنج	-	.	.	۲۴	جناب محمد یوسف خاں صاحب	-	-	.
	آگرہ از گوالیار ۹ ۔ ۷ ۔ ۱۰	ل	.	عه		راجپوت ہریانہ ضلع ہوشیارپور	ل	.	عه
۲۲	جناب سید نظر حسنین صاحب اکسٹرا	.	.	.	۲۵	جناب شیخ محمد شفیع صاحب	.	.	.
	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے آف	.	.	.		ولد شیخ محمد عابد صاحب ہیڈ ماسٹر	.	.	.
	انڈیا ۷ ۔ ۳ ۔ ۱۳۱ منصوری	ل	..	عه		سردار اسکول لشکر گوالیار	۲ حصہ	عه	.
۲۳	جناب شیخ امداد حسین صاحب تحصیلدار	.	.	.	۲۶	جناب منشی محب الحسن صاحب پوسٹ ماسٹر	-	.	.
	رانیاں تحصیل سرسا حصار	ل	.	عه		بلرام پور ضلع گونڈہ	ل	ص	.

نمبر	نام	تعداد خریدار	نصف	کل
۱۰	جناب سید محمد رضا صاحب انسپکٹر			
	کل بہار ضلع ہمیر پور ۱۱۲۱۹	ل	۰	عہ
بقیہ	جناب سید امانت علی صاحب ایڈوکیٹ	۰	۰	۰
	محتاج خانہ تحصیل سیحا الہ آباد ۴۰۳۱	ل	صہ	۰
۲۰	جناب سید مراد حسین صاحب تاجر	۰	۰	۰
	ولد نصیب علی صاحب ساکن	۰	۰	۰
	قصبہ دول ضلع شہر اعظام سوبا	۰	۰	۰
	تالاب سونا پور بمبئی معرفت	۵	۰	صہ
	سید اشرف علی صاحب سوداگر	۰	۰	۰
۲۹	جناب سید مقبول حسین صاحب	۰	۰	۰
	سب رجسٹرار جیانہ لائلپور	۱۰	۰	ما
۳۰	جناب سید نواب علی صاحب سندیلوی	۰	۰	۰
	معین الاصلاح مراد آباد ۲۲۰۶	ل	صہ	۰
۳۱	جناب نواب مرزا مہدی خاں	۰	۰	۰
	صاحب کمشنر آف حیدرآباد دکن	ل	۰	عہ
۳۲	جناب شیخ عبد اللطیف صاحب ولد شیخ علی بخش	۰	۰	۰
	سوداگر کوچہ محلہ جعفری بازار	ل	صہ	۰
	امام باڑہ حکیم علی بیگ معرفت سید	۰	۰	۰
	اشرف علی صاحب سوداگر	۰	۰	۰

نمبر	نام	تعداد خریدار	نصف	کل
۳۳	جناب سید محمد محسن صاحب			
	تحصیلدار رسولی ضلع کبیری ۱۳۳۰۹	ل	صہ	۰
بقیہ	جناب سید الطاف حسین صاحب	۰	۰	۰
	مہتمان دسرکٹ جج حصار	ل	صہ	عہ
۳۴	جناب محمد نواب حسین خاں صاحب	۰	۰	۰
	رئیس بہبوا ضلع حیدرگڈھ بارہ بنکی	ل	۰	عہ
۳۵	جناب منشی احمد یوسف صاحب انسپکٹر	۰	۰	۰
	ریلوی اسٹیشن ہاپڑ ضلع میرٹھ	ل	صہ	۰
۳۶	جناب مرزا محمد عباس صاحب	۰	۰	۰
	محافظ دفتر جنگی الہ آباد	ل	صہ	۰
۳۷	جناب مرزا احمد حسن صاحب	۰	۰	۰
	ہیڈ کنسٹبل پولیس تھانہ بدوسا	۰	۰	۰
	ضلع باندہ معرفت مرزا محمد یوسف صاحب	ل	صہ	۰
۳۸	جناب سید ضرغام حیدر صاحب	۰	۰	۰
	ابن سید اشارت حسین صاحب	۰	۰	۰
	انسپکٹر الہ آباد ۱۱۳۴۴	ل	۰	عہ
۳۹	جناب سید ابو محمد صاحب	۰	۰	۰
	قرق ابن سندیلہ ضلع ہردوئی	ل	صہ	۰
	میزان الکل ۱ما عہ			

ای معزز قوم! دیکھ یہ تیری ادنی توجہ کا سرمایہ ہے جو تین مہینہ میں جمع ہوا۔ تو اپنا وعدہ یاد کر۔ اور اپنی ہمت دکھا۔ غیروں نے کتنا سرمایہ جمع کیا اور کتنی کمپنیاں قائم کیں۔ ہمنے کیا کیا غیرت!!۔

الآل والاصحاب

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب مختصراً صحاب کے وہ حالات بھی سُن لیجئے کہ جس بیّن احترام خانہ کعبہ کیلئے امام علیہ السّلام نے اس محل سے ترک قیام فرمایا اوسی خانہ کعبہ کو صحابہ اہلسنت نے محض حصول دنیا کے لئے کس کس طرح بے حرمت کیا۔ کیونکہ عبداللہ بن زبیر کا حال سنئیے ہیں جو زبیر کا بیٹا ہے اور ابوبکر صاحب کا نواسہ وہ کس بیچینی سے اسکا منتظر ہے کہ امام علیہ السّلام جلد اس ملک کو خالی کریں کہ ہم اپنا جال پھیلائیں۔

خطبہ ابن الزبیر وبیعت اہل مکہ قبل از واقعہ کربلا جو کچھ ابن الزبیر نے خاص خانہ کعبہ میں خفیہ ریشہ دوانیاں کیا تھا اوسکا حال تو آپکو معلوم ہو چکا۔ جب جناب امام حسین علیہ السّلام شہید ہو گئے تو اب خاصا موقع کامیابی اوسے حاصل ہوا کہ اس ذریعہ سے لوگونکو یزید سے برگشتہ کر کے اپنے حلقہ بیعت میں لائے چنانچہ تاریخ کامل علامہ ابن اثیر میں ہے

وبویع بمکۃ بعد قتل الحسینؑ فانہ لما بلغہ قتل الحسین قام فی الناس فعظم قتلہ وعاب اھل الکوفۃ خاصۃ واھل العراق عامۃ فقال بعد حمد اللہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ ان اھل العراق غدر اءفجراء الا قلیلاً وان اھل الکوفۃ شرار اھل العراق وانہم دعوا الحسینؑ لینصروہ ویولوہ علیہم فلما قدم علیہم ثاروا علیہ فقالوا اما ان تضع یدک فی ایدینا فنبعث بک الی

کہ ابن الزبیر کی بیعت مکہ میں کی گئی۔ بعد قتل امام حسینؑ کیونکہ جب ابن الزبیر کو خبر کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو خطبہ دینے کھڑا ہوا جسمیں اس واقعہ کی عظمت بیان کی اور تمامی اہل عراق کی عامۃً اور اہل کوفہ کی خاصۃً مذمت کی چنانچہ بعد حمد و نعت کہا کہ اہل عراق غادر ہیں فاجر مگر قلیل اور اہل کوفہ بدترین اہل عراق ہیں۔ انہوں نے دعوت کیا امام حسینؑ کی کہ اونکی نصرت کرینگے اور والی اپنا بنائینگے۔ جب وہ وہاں تشریف لیگئے تو

ابن زیاد بن سمیہ فیمضی فیک
حکمہ واما ان تحارب فرای واللہ
انہ ھو واصحابہ قلیل فی کثیر
فان کان اللہ لم یطلع علی الغیب
انہ مقتول ولکنہ اختار المنیۃ
الکریمۃ علی الحیاۃ الذمیمۃ فرحم
اللہ الحسین واخزی قاتلہ لعمری
لقد کان من خلافہم ایاہ و
عصیانہم بما کان فی مثلہ واعظ
وناہ عنہم ولکنہ ما قدر نازل
واذا اراد اللہ امرا لم یدفع
افبعد الحسین نطمئن الی
ھولاء القوم ونصدق قولہم
ونقبل لہم عہدا الا واللہ لا
نراھم لذلک اھلا اما واللہ
لقد قتلوہ طویلا باللیل قیامہ
کثیرا فی النہار صیامہ احق بما ہم
فیہ منہم واولی بہ فی الدین
والفضل اما واللہ ما کان
یبدل بالقران غناء ولا بالبکاء
من خشیۃ اللہ حداء ولا بالصیام
شرب الحرام ولا بالمجالس
فی حلق الذکر رکض الصید

توسب مخالف ہو گئے کہنے لگے یا تو
ہماری اطاعت کرو کہ ابن زیاد کے
پاس بھیج دیں۔ وہ جو چاہے حکم
جاری کرے۔ یا ہم سے جنگ کرو
پس امام حسین نے اپنے اصحاب کو
دیکھا کہ وہ بہت ہی قلیل ہیں بمقابلہ
کثیر۔ پس اگر خدا نے کسیکو غیب پر
نہیں مطلع کیا تاہم وہ ضرور قتل
ہونگے لیکن امام حسین نے بزرگانہ
موت کو اختیار کیا اس ذلیل زندگی
پر۔ پس خدا اونپر رحم کرے اور نازل کرے
قاتلونپر عذاب۔ قسم اپنی زندگی کی۔
لوگونکی مخالفت اور نافرمانی امام
حسین ع سے ایسا امر ہے کہ لوگ
اوس سے عبرت لیں اور نصیحت
پکڑیں۔ مگر جو تقدیر ہے وہ جاری ہو چکی
ہے۔ اور ارادہ خدا کو کوئی بدل نہیں
سکتا۔
کیا بعد شہادت امام حسین ع
ہم اس قوم پر اطمینان کر سکتے ہیں اور
اونکے قول اور عہد کو قبول کر سکتے
ہیں۔ الا واللہ ہرگز وہ اسکے اہل نہیں ہیں
قسم خدا کی اونہوں نے ایک ایسے شخص

بعرض یزید فسوف یلقون
عنا فثار الیہ اصحابہ وقالوا
اظہر بیعتک فانہ لم یبق احد
اذ ھلک الحسین ینازعک
ھذا الامر وقد کان یبایع
سرا ویظہر انہ عائذ بالبیت
فقال لھم لا تعجلوا ص جلد ۲

کو قتل کیا ہے جو راتوں کو عبادت
خدا کے ساتھ قیام کرتا اور تمام روز
روزہ رکھتا۔ ہر طرح سے وہ مستحق
اور لائق تھے اس خلافت کے۔
نہ وہ قرآن کو تبدیل کرکے گمراہی کی
بات کرتے۔ نہ خوف خدا سے گریہ و بکا
کو بیہودہ باتوں سے بدلتے۔ نہ روزہ
کے بدلے شراب پیتے۔ نہ بجائے ذکر خدا شکاری کتوں سے بازی کرتے۔ اس تقریر
سے ابن الزبیر نے تعریض کیا یزید پر بس کھڑے ہوئے اصحاب ابن الزبیر اور
کہا کہ تم اپنی بیعت ظاہر کرو جب شہید ہوگئے امام حسینؑ تو اب کوئی مخالف نہیں رہا
ابن الزبیر حالانکہ مخفی طور سے لوگوں سے بیعت لیتے تھے مگر ظاہر یہ کرتے تھے کہ وہ
وہ تو خانہ خدا میں پناہ گزین ہیں۔ لہذا اپنے اصحاب کے جواب میں کہا ابھی
جلدی نہ کرو۔

اس عبارت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ ابن الزبیر نے شہادت جناب امام
حسینؑ کو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا کہ خطبہ پڑھ پڑھ کے لوگونکو یزید سے نفرت
دلانا شروع کیا کہ وہ ایسا ظالم و سفاک ہے کہ جسنے فرزند رسول کو شہید
کرڈالا ایسے پر کیونکر کوئی اعتماد کرسکتا ہے یا اسکے قول و قرار پر اعتبار ہوسکتا
ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی تک یہ خلیفہ اہلسنت جسکی صحت خلافت
میں کسیکو عذر نہیں تقیہ بازی اور جعلسازی کررہا ہے کہ چپکے چپکے
تو لوگوں سے بیعت لے رہا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ ہم تو خانہ خدا میں پناہ
گزین ہیں۔ ایسے پر بھی اہلسنت کا اعتراض تقیہ پر عجیب ہے۔

اب یہاں سوال یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر اہلسنت کے نزدیک صحابی
رسول ہیں۔ اور زبیر کا بیٹا ہے جسکو حواری رسول کا خطاب دیا گیا ہے زبیر

کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ اور عبداللہ بن زبیر کی ماں اسما بنت ابوبکر ہیں کیا ابنِ محبت و ولایت اہلبیت طاہرین لازم نہ تھی جو جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت کرتے اور حضرت کے ساتھ سفر عراق اختیار کرتے کیونکہ یہ تو خود وہ اپنے خطبہ میں بیان کرتے ہیں کسیکو یہ عیب نہیں معلوم تھا کہ حضرت امام حسینؑ ضرور شہید ہونگے۔ لہذا جسطرح امور تقدیر تابع تدبیر ہوتے ہیں اوسیطرح امام کی شہادت بھی تابع تدبیر تھی کہ اگر کل صحابہ آپکی نصرت کرتے اور آپکا ساتھ دیتے تو جسطرح رسول اللہ اپنے غزوات میں مظفر و منصور ہوئے امام حسینؑ بھی منظفر ہوتے مگر یہ صحابہ کی ایمانداری تھی کہ اونہوں نے ساتھ چھوڑ دیا اور فرزند رسول کو تنہا ذبح ہونے دیا۔ اور اوسکو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا۔ کیا اسکے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ صحابہ مسلمان تھے جو حضرت کے قیام مکہ کو اپنی کامیابی میں مخل پاکر ناگوار مان رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ جسطرح ہو آپ مکہ خالی کریں۔ رائے دے رہے ہیں مشورہ دے رہے ہیں یہانتک کہ حضرت نے سفر غریب اختیار کیا اور شہید ہوئے۔ اور وہی شہادت انکی کامیابی کا ذریعہ ہوا۔

یہاں پھر دیکھو معصوم و غیر معصوم کا فرق معلوم ہوگا کہ امام حسین نے اول ہی روز مردانہ وار بیعت یزید سے جو خلاف شرع تھا انکار صریح کیا اور ولید کے پاس حجت تمام کر کے اوٹھ آئے اور ابن الزبیر نے یہی کام مکر و حیلہ کیا کہ برابر اقرار کرتا رہا آتا ہی اب آتا ہزاروں گالیاں سنیں ستفارشیں بہم پہونچائیں قسمیں کھائیں کہ آتا ہوں آخر مدینہ سے فراری ہوا۔ کیا یہ فرق بین نہیں ہے؟ جناب امام حسینؑ نے مکہ میں قیام فرمایا کسی قسم کی سازش کی نہ مکر و فسا اور ابن الزبیر جس روز سے آیا انواع و اقسام کا فساد کر رہا ہے۔ اپنے بھائی عمر کو کوڑوں سے مروایا ہزاروں کا خون کیا جس سے حرمت خانہ کعبہ ضایع و برباد ہوئی۔

جناب امام حسین تابع مرضی باری ہیں جو حکم خدا اور رسول ہے اوسکو
انجام دے رہے ہیں نہ کسی کا مشورہ سنتے ہیں نہ کسی کی راے بلکہ عزم مستقل
پر ثابت قدم ہیں کہ جب تک دین اسلام پر کوئی آفت نہیں آتی خانہ کعبہ میں مقیم
ہیں۔ اوسپر رخنہ پڑنے کا خوف ہوا اور آپنے بالاعلان سفر کیا۔
ابن الزبیر سبکو دہوکہا دے رہا ہے نہ بیعت یزید سے بالکل انکار کر رہا ہے نہ اقرار
بلکہ ہر طرح کا مکر وحیلہ کر رہا ہے اور تمامی مخلوقات کو دہوکہا دیتا ہے۔
جناب امام حسینؑ احکام خدا کو بیان کر رہے ہیں کہ ایک مینڈھے کے ذریعہ
سے اس خانہ خدا کی حرمت برباد ہوگی خود ابن الزبیر سے صاف کہدیا
کہ حضرت کا یہ ارشاد ہے۔
ابن الزبیر خود امام کو بھی دہوکہا دے رہا ہے کہ نہ حدیث رسول کی سماعت
کرتا ہے نہ اوسکے وعید کی بلکہ کبھی تو یہ مشورہ دیتا ہے کہ اگر جیسے دوست آپکے
کوفہ میں ہیں میرے ہوتے تو میں کہیں نہ جاتا سیدھا وہیں چلا جاتا پہر بخوف
تہمت کہتا ہے کہ آپ یہیں قیام فرمائیے ہمکو نائب بنائیے ہر طرح سے ہم امداد کرینگے
جس سے اوسکا مقصود یہ ہے کہ حضرت کو دھوکہ دیں
جناب امام حسینؑ کل حالات پوست کندہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے
قیام سے خوار کہانا ہے چاہتا ہے کہ ہم نکل جائیں کیونکہ جب تک ہم رہینگے کوئی
اسے نہ پوچھے گا۔
ابن الزبیر جانتا ہے حضرت اوسکے مکر وحیلہ سے بیخبر ہیں حالانکہ سب حال آپکو
معلوم ہے مگر جو مصلحت آپکو داعی ہے کہ جان جاے تو جائے مگر احکام اسلام نہ مٹنے
پائیں وہ آپکو مجبور کرتے ہیں کہ آپ وہ راہ اختیار کریں جس سے حکم خدا و رسول
کی تعمیل ہو اور تمام عالم پر کھرا اسلام کا فرق منکشف ہو جائے کہ یہ مسلمان
نما کافر تھا یہ۔ اون کافروں سے بھی بدتر ہیں جنہوں نے علانیہ خدا و رسول
کو نہ مانا کہ وہ سرے سے مخالف رہے اور یہ اقرار و اظہار بہ اسلام کے بعد

وہی کام کرتے ہیں جو اون کا فرزند اونکا کام تہا - اسی لئے عین روز تر ویہ آپنے سفر عراق اختیار کیا کہ اگر کوئی مسلمان ہوگا تو وہ حکم اسلام کی تعمیل کریگا ورنہ یہ فرزند رسول میں کوشش کریگا -

مگر کہاں رہا کوئی مسلمان اسلام تو زمانہ خلافت خلیفہ اول سے رخصت ہو چکا تھا ہر شخص کو دنیا کی فکر تھی -

مکر عبد اللہ بن زبیر اب ہم کچھ مختصر حالات ابن الزبیر یہاں لکھتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ اوسنے جو خلافت چند روز خانہ کعبہ میں رہ کر حاصل کیا تھی تو کیسی ذلت وخواری اور فریب ومکاری سے تاکہ معلوم ہو کیا کوئی مسلمان ایسی خلافت حاصل کر سکتا ہے -

علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ بعد شہادت جناب امام حسین ع ابن الزبیر کی بیعت شروع ہوئی مگر مخفی کارروائی ہوئی وعمر بن سعید یومئذ عامل مکہ وھو اشد شئ علی ابن الزبیر وھو مع ذلک یداری ویرفق صہ

یعنی اوس زمانہ میں عمر بن سعید اشدق حاکم مکہ تہا اور ابن الزبیر پر نہایت سخت گذرتا تھا اوسکا قیام حالانکہ وہ رفق ومدارا کرتا

آخر ابن الزبیر سے کچھ ایسے مکر وحیلے کئے کہ یزید نے عمرو بن سعید اشدق کو معزول کیا اور اوسکے جگہ پر پھر ولید کو حاکم مقرر کیا فدخل علی یزید واعلمہ ماکان فیہ من مکایدۃ ابن الزبیر فعذرہ وصدقہ تاریخ کامل

یعنی جب عمر بن سعید معزول ہو کر یزید کے پاس گیا تو اوسنے سارا حال مکر ابن الزبیر کا آن جسپر یزید نے اوسکا عذر قبول کیا اور تصدیق کی

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ابن الزبیر کسطرح کا دنیا دار تہا - کیا امام معصوم اسطرح کے مکر وحیلہ سے کام لے سکتے تھے ہرگز نہیں

وصیت معاویہ دربارہ ابن الزبیر - ہاں یہاں آپکو یہ بھی دیکھ لینا چاہیے

کہ وہی یزید جسنے جناب امام حسینؑ کو اس بے رحمی سے شہید کرایا۔ ابن الزبیر کے ساتھ
کیا سلوک کر رہا ہے۔ حالانکہ معاویہ نے اسکے بارہ میں وصیت کی تھی تاریخ کامل میں ہے

واما الذی یجثم لک جثوم الاسد ویراوغک مراوغۃ الثعلب
فان امکنتہ فرصۃ وثب فذاک ابن الزبیر فان ھو فعلھا
بک فظفرت بہ فقطعہ اربا اربا واحقن دماء قومک ما استطعت

کہ معاویہ نے کہا جو شخص مثل شیر کے حملہ کریگا اور مثل لومڑی کے فریب دیگا وہ ابن الزبیر ہے
اگر تجھ کو اوسپر ظفر حاصل ہو تو ٹکڑہ ٹکڑہ کر ڈالنا اور اپنی قوم کے خون کی حفاظت کرنا

یہ ہے معاویہ کی وصیت اور وہ ہے ابن الزبیر کی شرارت کہ مدینہ
سے بھاگ کر مکہ گیا اور وہاں یزید کی لشکر کو جو مدینہ سے آیا تھا قتل کیا مگر اسپر بھی یزید کا
برتاو اوسکے ساتھ یہ ہے کہ تاریخ کامل میں ہے فلما استقر عند یزید ما قد جمع

ابن الزبیر بمکۃ من الجموع اعطی اللہ عھدا لیوثقنہ فی سلسلۃ
فبعث الیہ سلسلۃ من فضۃ مع ابن عطاء الاشعری وسعد
واصحابھما لیاتوہ بہ فیھا وبعث معھم برنس خز لیلبسوہ علیھا
لئلا تظھر للناس ص۲۴

کہ جب یزید کو بخوبی معلوم ہوا کہ ابن الزبیر نے مکہ میں کچھ فوج جمع کی ہے اوسنے خدا سے
عہد کیا کہ ابن الزبیر کو قید کریگا۔ پس چاندی کی زنجیریں دیکر ابن عطا اشعری اور
سعد کے ساتھ بھیجا کہ اوسکو گرفتار کر کے اوسمیں لاے اور ایک برنس دیا کہ اوپر سے
پہناویں تا کہ لوگوں پر یہ نہ ظاہر ہو کہ اوسکے ہاتھ پاؤں گلے میں زنجیر پڑی ہے
اس برتاو سے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ابن الزبیر کی اسقدر عزت کیوں کی گئی اسلئے
سے کہ وہ صحابی ہے اور صحابی زادہ حضرت ابوبکر کا نواسہ اسلئے اوسکے واسطے یہ سامان
کیا گیا۔ اور جناب امام حسینؑ کے واسطے جو فرزند رسول تھے وہ سامان کیا گیا جس سے
تمام عالم مطلع ہے کہ کس بے رحمی سے شہید کیے گئے اور کسطرح آپکے اہل حرم قید و اسیر کیے گئے
ہیں ہے آپکو اسکی بھی وجہ معلوم ہوگی کہ حضرات اہلسنت میں جو اسقدر جوش

حمایت یزید پھیلا ہوا ہے اوسکی یہی وجہ ہے کہ جہاں نواسہ رسول کو اوسنے اس بیرحمی سے شہید کیا وہاں نواسہ ابوبکر کی اوسنے یہ عزت کی۔ حالانکہ اگر عیاذاً باللہ امام حسین پر مخالفت یزید کا جرم قایم کیا گیا تھا تو اوسمیں دونو مساوی تھے

بلکہ ابن الزبیر کا جرم نہایت وزنی تھا کہ ہزاروں آدمیونکو یزید کے خاص جرم حدامیں اوسنے قتل کیا اور سال بہر سے فریب و مکر کر رہا ہے۔ تاہم اوسکی یہ عزت کی جاتی ہے۔ صرف اسوجہ سے کہ اہلسنت کے خلیفہ اول کا نواسہ ہے۔ بخلاف امام حسین کے جو فرزند رسول اللہ ہیں۔ کہ نہ کوئی شخص اسوقت ملت رسول پہ تہا نہ کوئی مسلمان تہا جو فرزند رسول کی حمایت کرتا اور بادشاہ کے خیال سے یزید کو کچھ حسن سلوک کی ضرورت ہوتی اور آگے چلکر آپکو یہ بھی معلوم ہو گا کہ دربار شام میں جہاں امام حسین کا سر کا ٹکر اشقیای امیت لیگئے ہیں وہاں ابن الزبیر کا سر بھی گیا ہے۔ مگر امام کے سر سے کیا برتاو ہوا جسکا بیان ہی نہیں ہو سکتا۔ اور ابن الزبیر کے سر کے ساتھ کیا سلوک ہوا کہ عورات بنی امیہ نے غسل دیا ہے گود میں لیا ہے روئی ہیں دفن کیا ہے۔

کیا اسکے بعد بہی کوئی کہسکتا ہے کہ اوس زمانہ کے مسلمانوں میں جو سب صحابہ تھے یا تابعین کسی قسم کی محبت رسول اللہ سے تھی۔

اسکے ساتھ آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایک طرف اہلبیت رسول غل و زنجیر میں گرفتار ہیں اور سر امام حسین طشت میں رکہا ہوا ہے یزید بے ادبی کر رہا ہے۔ تاریخ کامل صفحہ ۳۵ وہاں ابو برزہ اسلمی صحابی اعتراض کرتے ہیں کہ اے ملعون یہ کیا ظلم کرتا ہے۔ تو ابو برزہ اسلمی۔ اسوجہ سے چھوڑ دی جاتے ہیں کہ صحابی رسول ہیں۔ اور اہلبیت کے نسبت کسیکو یہ بہی خیال نہیں ہوتا کہ وہ فرزند رسول ہیں یہی معاملہ دربار زیاد میں بہی ہوا ہے۔ زید بن ارقم صحابی کے ساتھ تاریخ کامل صفحہ ۳۴ جس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ اوس زمانہ کے صحابہ و تابعین کا ایمان کیسا تھا کہ اہلبیت رسول کی تو یہ توہین کی جاتی۔ اور اصحاب کی یہ حرمت۔

دوسرا مکر ابن الزبیر جب عمرو بن سعید مکہ سے بمکر ابن الزبیر معزول ہوا تو یزید نے ولید بن عتبہ کو حاکم مکہ مقرر کیا۔ اور اوسنے اکر انتظام کیا تو ابن الزبیر نے اسکے ساتھ بھی فریب کیا تاریخ کامل میں ہے ثم ان ابن الزبیر عمل بالمکر فی امر الولید فکتب الی ابن الزبیر نے ولید کے بارہ میں

یزید انک بعثت رجلا اخرق لا یتجہ لرشد ولا یرعوی لعظۃ الحکیم فلو بعثت رجلا سہل الخلق رجوت ان یسہل من الامور ما یستوعر منہا وان یجتمع ما تفرق فعزل یزید الولید وولی عثمان بن محمد بن ابی سفیان وھو فتی غر حدث لم یجرب الامور ولم یحنکہ السن لا یکاد ینظر فی شئ من سلطانہ ولا عملہ ص ۱۴۸

پھر مکر سے کام لیا کہ یزید کو لکھا کہ یہ آدمی سخت اور تندخو ہے جو نہ کسیکی راے مانتا ہے نہ مصلحت پر نظر کرتا ہے اگر کوئی شخص نرم مزاج آے تو ممکن ہے یہ ساری خرابیاں دفع ہوں یزید نے ولید کو معزول کیا اور عثمان بن محمد بن ابوسفیان کو حاکم مقرر کیا جو بالکل نوجوان تھا اور ناتجربہ کار کہ نہ سلطنت کے امور سے واقف تھا نہ حکومت کے امور سے۔

اہلسنت اپنے اس صحابی اور صحابی زادہ بلکہ خلیفہ وقت کے اس جعل و فریب سے تو بہت خوش ہونگے کہ اوسنے اہل مکہ کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر یزید کے پاس بھیجا اور اوسے دہوکا دیا کہ وہ اسکے مغالطہ میں آگیا اور ولید کو فوراً معزول کرکے ایک ناتجربہ کار لونڈے کو حاکم بنایا۔

مگر اس سے اونکو سخت ملال ہوگا کہ یزید جو اونکے یہاں نبی بھی مانا گیا ہے علاوہ اور اقسام فسق و فجور و انواع کفر و نفاق کے امور سلطنت میں بھی ایسا خام اور کم عقل تھا کہ ابن الزبیر سے مغالطہ پر مغالطہ کہاتا رہا ایک سال میں دو حاکم معزول کیا اور آخر ایک ایسے ناتجربہ کار کو حاکم بنایا جس سے ابن الزبیر کی ساری

مرادیں بن آئیں۔

ہاں یزید کا یہ احسان اہلسنت کے گردن پر ایسا ہی کہ جو کچھ نہ اوسکی حمایت وطرفداری کریں وہ کم ہے کہ اوسنے فرزند رسول کو اس بیرحمی سی شہید کیا۔ ورنہ جس حیثیت سی دیکھا جاوے وہ کسیطرح قابل ہمدردی نہیں ہے نہ صاحب دین ہی نہ صاحب عقل وتدبیر۔ مگر اہلسنت اوسپر جان دے رہے ہیں

محاصرہ ابن الزبیر اب میں بخیال طول ان حالات کو یہیں چھوڑ کر محاصرہ ابن الزبیر پر آتا ہوں کہ یزید نے اسکے محاصرہ کو لشکر بھیجا اور اوسنے آکر محاصرہ کیا ہی تو ابن الزبیر نے کسطرح خانہ خدا کی حرمت برباد کی ہی جس سی ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ جناب امام حسینؑ کیونکر مکہ میں قیام کرتے اور کیونکر ان امور کے مرتکب ہوتے جو کسی مسلمان سے نہیں ہوسکتا۔

سنہ ۶۲ ہجری میں عثمان بن محمد بن ابوسفیان جب حاکم مکہ ہوا تو اسنے ایک وفد بزرگان مدینہ معین کیا جو دربار شام میں یزید کے پاس روانہ کیا گیا۔ یزید نے بہت کچھ انعام وجائزہ دیا مگر وہ لوگ جب واپس آئے تو یزید کے فسق وفجور کو عام طور سے مشتہر کیا اور آخر سبنے یزید کو خلافت سے خلع کیا جسپر یزید نے ایک فوج بھیجا اور سنہ ۶۳ مدینہ میں قتل عام رہا اور روضہ رسول بیحرمت کیا گیا جسکو کچھ تفصیل سے ہم آئندہ بیان کرینگے۔

سنہ ۶۴ میں وہ یزیدی سپہ سالار مسلم بن عقبہ جسکا نام بعد اس واقعہ کے مسرف بن عقبہ قرار پایا قتل اہل مدینہ سی فارغ ہو کر جانب مکہ روانہ ہوا کہ ابن الزبیر سے جنگ کرے اور خانہ کعبہ کا محاصرہ۔ اثناے راہ میں مسلم ملعون واصل بجہنم ہوا جسکے وقت موت کا حال تاریخ کامل میں اسطرح فلما حضرہ الموت احضر الحصین بن النمیر وقال لہ یا برذعۃ الحمار لو کان الامر الی ما ولیتک ھذا الجند ولکن امیر المومنین ولاک خذ عنی اربعا اسرع السیر وعجل المناجزۃ ولا تمکن قریشا من اذنک ثم قال

اللهم انی لم اعمل قط بعد شهادة ان لا اله الا الله وان محمداً عبده ورسوله عملا احب الی من قتلی اهل المدینة ولا ارجی عندی فی الاخرة فلما مات سار الحصین بالناس فقدم مکة لاربع بقین من المحرم سنة اربع وستین ص ۹۲

کہ جب مسلم کے موت کا وقت آیا تو اوسنے حصین بن نمیر کو بلا بھیجا جو اسی لشکر کا ایک سردار تھا، اور کہا اے بردعۃ الحمار[1] اگر میرا اختیار ہوتا تو میں تجھے ہرگز افسر نہ بناتا مگر کیا کروں کہ یزید کا یہی حکم ہے دیکھ چار باتیں یاد رکھنا (۱) جلد کوچ کرنا (۲) لڑائی میں جلدی کرنا (۳) قریش کی باتیں نہ سننا۔ پھر کہا خدایا تو گواہ رہنا کہ مینے بعد اقرار اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ کوئی عمل بہتر اس سے مینے نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو قتل کیا نہ اس سے زیادہ محبوب کوئی عمل مجھسے ہوا جس سے تمام تر آخرت میں امید اجر ہے۔

اس کلام سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسا مسلمان تہا جسنے مدینہ کو غارت کیا روضہ رسول کو بیحرمت کیا۔ اور وہ اپنے اس عمل کو تمامی اعمال سے بہتر سمجھتا ہے اور آخرت کی ساری امیدیں اسی عمل سے وابستہ مانتا ہے اسپر بھی وہ اہلسنت کے یہاں مسلمان ہے اور نہایت واجب الاحترام کیونکہ صحابی ہے یا تابعی پھر یہ لوگ فرزند رسول کے قتل کو کب کار ثواب جانتے ہونگے۔

بہرحال حصین بن نمیر محرم کو مکہ پہونچا اور ابن الزبیر نے اوس سے جنگ شروع کی ابن الزبیر کا بھائی منذر اسمیں مارا گیا، اوسکے بعد فوج شام حملہ آور ہوئی جس سے ابن الزبیر کی لشکر نے شکست کہائی اور خود ابن الزبیر گھوڑے سے گرا۔ مگر اوسکے آوازہ پر مسور بن مخرمہ اور مصعب جنگ کو نکلے جو دونو مارے گئے پھر رات ہوگئی اور دونو فوجیں اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہوئیں۔

یہ پہلی لڑائی تھی جسمیں ابن الزبیر کے تین آدمی مارے گئے اور فرار کرکے خانہ کعبہ میں

---

[1] بردعہ بالفتح گلیم سطبر کہ زیر پالان بر پشت ستور نہند منتہی الارب

پناہ گزین ہوئے محاصرہ کی کارروائی شروع ہوئی محرم صفر۔ اسیطرح جنگ ہوتی رہی جس سے فوج شام بہت تنگ آئی۔

۳ ربیع الاول سے اہل شام نے منجنیق نصب کی خانہ کعبہ پر آگ برسنے لگی یہانتک کہ خانہ کعبہ جلگیا اور اہل شام یہ رجز پڑہتے تھے ۵ خطارۃ مثل الفنیق المزبد نرمی بہا اعواد ھذا المسجد

خانہ کعبہ کے جلنے میں اختلاف

علامہ ابن اثیر یہاں دو قول لکھتے ہیں ایک تو یہ کہ خود عبداللہ بن الزبیر کی فوج جو گرد خانہ کعبہ تہی اوسی کی بدولت خانہ کعبہ میں آگ لگی اور پردہ اور لکڑیاں اوسکی سب جل گئیں دوسرا قول یہ ہے کہ اہل شام نے جو منجنیق نصب کی تہی اوسکی بدولت خانہ کعبہ جلا اور اسی قول کی وہ تائید کرتے ہیں کیونکہ بخاری نے صحیح بخاری میں لکہا ہے کہ ابن الزبیر نے خانہ کعبہ کو اوسیطرح جلا ہوا اسلئے چھوڑ دیا کہ لوگ دیکہیں خانہ کعبہ جل گیا ہے جنسے مسلمانوں کے دل اہل شام سے برگشتہ ہوں اور اونسے جنگ پر آمادہ ہوں۔

یہہ محاصرہ ابھی قایم ہی تہا کہ یزید کے موت کی خبر آئی اور حصین بن نمیر روانہ شام ہوا صفحہ ۹ ۱۴

اگرچہ اس مورخ نے صحیح بخاری کی روایت کو زیادہ مستند سمجہا ہے مگر جن لوگونکو بخاری کی حالت معلوم ہے کہ وہ کسطرح اپنے خلفا اور صحابہ کی طرفداری میں وضعی حدیثیں لاتے ہیں۔ وہ سمجھ سکتے ہیں کہ مورخ نے جو پہلا قول لکہا ہے وہ زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ خانہ کعبہ کے ہر چار طرف بدو عرب کے ڈیرے پڑے ہوے ہیں جو بے تمیزی سے کہانا پکاتے ہیں لہذا اونکی شرارت سے اسکا جلنا نہایت قرین قیاس ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابن الزبیر نے قصداً خانہ کعبہ کو جلوا دیا ہو اور یہ مشہور کیا ہو کہ یزیدیوں نے جلایا۔ کیونکہ اسکی مکاری اور حیلہ گری سبکو معلوم ہے اور حضرت عائشہ کے سامنے پچاس گواہ جہوٹے طیار کئے تھے اسپر کہ یہ آب حواب نہیں ہے

علامہ ذہبی لکہتے ہیں کہ اس واقعہ میں خانہ کعبہ کی چہت جل گئی اور اوسکے پردے

بھی اور دونوں شاخیں اوس دنبہ کی جو فدیہ حضرت اسمعیل میں ذبح ہوا اور سقف
خانہ کعبہ میں بغرض یادگاری آویزاں تھا۔ وہ بھی جل گیا تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۱۴۸
مسلمانوا۔ اہلسنت کو تو اس واقعہ سے کوئی عبرت نہوگی کیونکہ اونکا اسلام تو تمام تر
خلفا و صحابہ سے متعلق ہے لہذا خانہ کعبہ پر جو کچھ گذرا۔ اونکو کوئی ہمدردی نہیں کیونکہ
دونو طرف تو صحابی زادہ ہے اور خلیفہ وقت۔ یزید خال المومنین معاویہ کا بیٹا ہے
ابن الزبیر حضرت ابوبکر کا نواسہ پھر کہیں تو کیا کہیں۔ مگر جو شخص اہل اسلام ہوگا اوسکے
دلمیں تو ہوک اوٹھے گی اور رو رو دل سے آہ کریگا کہ ان مسلمان نما کافروں نے
کسطرح اسلام کو تباہ کیا۔ قرآن کو عثمان صاحب نے جلایا خانہ کعبہ ابن زبیر اور یزید کی بدولت
جلایا۔ مدینا اور روضہ رسول کو یزید نے غارت کیا اور اسدرجہ بیحرمتی کی کہ کوئی کافر بھی اوسکی جرات
پہر بتاؤ امام حسین علیہ السلام کیونکر مکہ میں قیام کرتے۔ اور کن آنکھوں سے ان حالات
کو ملاحظہ کرتے کہ خانہ خدا اسطرح بیحرمت کیا جائے اور امام دیکھتے رہیں۔ بلکہ خود اوسکے
باعث ہوں اسی لیے حضرت نے کمال روحانیت و حقانیت سے فرمایا کہ جہانتک دو
اس سے میں شہید کیا جاؤں مجھے پسند ہے بہ نسبت اسکے کہ اس سے قریب ہوں۔ میں
کسیطرح اسکو جایز نہیں رکھتا کہ میرے سبب سے اسکی حرمت برباد ہو۔

نہیں نہیں تم اسکا یقین کرو کہ اگر جناب امام حسین علیہ السلام یہاں قیام
فرماتے تو شاید کیا یقینا اس سے زیادہ بیحرمتی خانہ کعبہ کی کی جاتی۔ بلکہ کیا عجب ہے کہ بالکل
خانہ کعبہ گرا دیا جاتا اور معدوم کر دیا جاتا کیونکہ تم پہلے پڑھ آئے ہو خود یزید نے ابن الزبیر
کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے کیسی اوسکی عزت کی ہے کہ چاندی کی زنجیریں اوسکی گرفتاری
کو بھیجیں و تین برس تک کی مہلت دی۔ مگر جناب امام حسین کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا وہ بھی
سبکو معلوم ہے کہ نہ ایک روز کی مہلت ملی نہ ایک دفعہ بھی مہربانی کی باتیں کی گئیں۔
اور واقعات مابعد سے بھی ظاہر ہے کہ ابن الزبیر کا سر جب شام میں گیا ہے تو کیا سلوک
کیا گیا۔ اور سر امام حسین سے کیا سلوک ہوا

لہذا یہ امر نہایت درجہ قرین قیاس ہے کہ اگر جناب امام حسین وہاں قیام فرماتے اور آپ

اوسکو اپنا دار الخلافہ قرار دیتے تو یقیناً خانہ کعبہ کا نشان مٹا دیا جاتا کیونکہ آخر وہ
سب مکانات جو اہلبیت اطہار کے متصل مسجد رسول تھے اور جنکی راہ مسجد رسول
سے تھی۔ مٹا دی گئی کہ آج زائرین روضہ رسول کو ہرگز نہیں معلوم ہو سکتا اون حضرات
طیبات کے مکانات کہاں تھے اور کیسے تھے حالانکہ بعد بنای مسجد یہی حضرات کا قیام مدینہ
منورہ میں تھا مگر اون مکانات کے نشان کہیں نہیں ملتے۔ تو پھر بھلا خانہ کعبہ کیونکر باقی رہتا
اب بھی جو لوگ حج خانہ کعبہ کو جاتے ہیں اونکو معلوم ہوتا ہی کہ حضرات طیبات کے متعلق
جو کچھ آثار تھے کسیطرح مٹا دی گئی تمام عالم کو معلوم ہے جناب امیرؑ کی ولادت اندرون
خانہ کعبہ ہوئی۔ دیوار اوسکی شق ہوئی اوسکے کل نشان تونکو مٹا ڈیا ہے صرف اختلاف
الوان سنگ سے واقف کار مطوفوں سے کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں

پارہ پارہ ہونا حجر اسود کا ابن الزبیر کا یہ فتنہ جس سے خانہ کعبہ اسطرح برباد کیا
ایک ایسا عظیم الشان واقعہ ہے کہ آج تک حجر اسود جسکا تقبیل اور استلام داخل
ارکان حج ہے۔ آجتک ان ظلمونپر فریاد کرتا ہے نوادر الاصول حکیم ترمذی میں ہے
ورمی الحجر الاسود بالمنجنیق فانصدع حتی ضببت بالفضہ فہو
الی یومنا کذلک وسمع للبیت انین آہ آہ کما فی الاستقصاء صنا
یعنی حجر اسود پر منجنیق سے سنگ بارانی کی گئی جس سے وہ پارہ پارہ ہو گیا اور پھر
چاندی میں جڑا گیا جو آجتک اسی حال میں ہے اور خانہ کعبہ سے آہ آہ کی آواز بلند ہوئی
جنلوگونکا اعتراض جناب امام حسینؑ کے سفر عراق پر ہے اونکا مطلب یہی ہے کہ
امام حسینؑ نے مکہ میں کیوں نہ قیام کیا اور اوسی کو معرکہ رزمگاہ کیوں نہ قرار دیا کہ خانہ
تباہ ہوتا مگر آپکو چند روزہ خلافت تو مل جاتی۔ مگر جو شخص حامل اسرار الہی ہو اور
محافظ شرع رسالت پناہی۔ وہ کیونکر ایسا کام کر سکتا ہے جس میں احکام اسلام
کے تباہ و ضایع ہونیکا خوف ہو۔ کیونکہ حضرت کو تو معلوم تھا جو سبق **خلفای**
ثلثہ اپنی امت کو دے گئے ہیں وہ کبھی بھولنے والا نہیں۔ اگر میں اندرون خانہ
کعبہ بھی جا چھپوں تو بھی ممکن نہیں ان یہود ان امت سے نجات ملے جسکو

کن لفظوں سے حضرت نے بیان فرمایا کہ اگر میں سوراخ میں موریون بھی چھپ جاؤں تو یہ میرا دل نکالینگے اور اپنی غرض کو پورا کرینگے۔ آپنے حالات صلح حدیبیہ میں دیکھا ہوگا کہ جناب رسالتمآب جب بغرض حج تشریف لیگئے ہیں جسمیں کفار قریش نے حضرت کو روکا اور آخر مصالحہ ہوا۔ تو بوقت روانگی حضرت نے یہ اہتمام کیا تھا کہ کسیطرح آلات جنگ ساتھ نہ جائیں جس سے اسکا شبہہ ہو کہ آپ بغرض جہاد آئے ہیں بلکہ ہر شخص کو معلوم ہو آپ بہ نیت حج تشریف لائے ہیں مگر عمر صاحب چپکے چپکے فوج کشی کا سامان کرتے تھے کہ وہاں جنگ ہوجائے

حضرت نے جب حدیبیہ میں صلح کیا ہے تو عمر صاحب کو بہت ناگوار ہوا اور چاہتے تھے کہ کسیطرح یہ صلح برہم ہو جسکے لئے وہ آہستہ آہستہ تلوار بڑھا رہے تھے۔ مگر ناکامیاب رہے۔

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو خیال خلیفہ دوم کا تھا وہی آجتک اہلسنت کا خیال ہے کہ احکام شرع کوئی چیز نہیں نہ دین اسلام کوئی شئی جو کچھ ہے وہ دنیا ہے اور اوسکی حکومت کہ جسطرح بنے اوسکو حاصل کرنا چاہئے

انھیں وجوہ سے امام حسین نے راہ خدا میں شہادت کو قبول کیا کہ بغیر اسکے حفاظت دین ناممکن ہے اور صحابہ اہلسنت نے وہ راہ اختیار کی جس سے دنیا ہاتھ آئے۔

محاصرہ ثانیہ خانہ کعبہ و قتل ابن الزبیر یہاں تک تو پہلے محاصرہ کا اجمالی حال تھا کہ یزید کی ابتدائی خلافت سے شروع ہوا اور اوسکی موت پر اوسکا خاتمہ ہوا۔

سنہ ۷۲ ہجری میں عبدالملک بن مروان جو شام میں خلیفہ ہوا تھا حجاج بن یوسف ثقفی کو قتل ابن الزبیر پر نامزد کیا دو ہزار یا تین ہزار فوج لیکر وہ کعبہ ہوا پہلے وارد مدینہ ہوا جہاں اسنے ایک شخص کو جسکا نام ثعلبہ تھا حاکم مدینہ بنایا جسکی یہ حالت تھی کہ منبر رسول پر بیٹھکر بکری کا دودھ پیتا تھا اور مغز نکال کر کھاتا تھا اور منبر پر

پر بیٹھا بیٹھا کہتا تھا۔ پھر اسپر تازے خرمے کہتا تاکہ اہل مدینہ کو غصہ آئے

اس انتظام کے بعد حجاج نے حج کا احرام باندھا اور لشکر سمیت ماہ ذیقعدہ میں داخل مکہ معظمہ ہوا۔ وہاں ابن الزبیر بھی آمادہ پیکار تھے نہ خود حج کیا نہ حجاج کو اتنی مہلت دی کہ پورے ارکان حج بجالائے۔ تب عبداللہ بن عمر نے امارت حج اپنے ہاتھ میں لی کیونکہ حجاج نے عین زمانہ حج میں منجنیق کو کوہ ابوقبیس پر نصب کر دیا تھا اور خانہ کعبہ پر سنگ باری ہو رہی تھی لہذا ابن عمر نے کہلا بھیجا کہ حاجی لوگ دور دور مقام سے بغرض حج آئے ہیں اور تیری منجنیق انکی اجازت نہیں دیتی کہ وہ لوگ ارکان حج بجالاسکیں۔ لہذا زمانہ حج تک یہ سنگباری موقوف کیجائے۔ حجاج نے قبول کیا اور آتشبازی موقوف ہوا۔ جب سب حج سے فارغ ہوئے منادی حجاج نے منادی شروع کی انصرفوا الی بلادکم فانا نعود بالحجارۃ علی ابن الزبیر الملحد ۱۳۶ تاریخ کامل

کہ اے حاجیو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ کہ ہم پھر ابن الزبیر ملحد پر سنگ باری کرینگے

حجاج کی یہ ندا جو حاجیوں کے لئے تھی اگرچہ خاص اس ضرورت سے تھی کہ ابن الزبیر پر بغرض فتح مکہ سنگ باری کرنی تھی مگر درحقیقت اسمیں بھی حجاج بیچارہ مقلد تھا حضرت عمر کا چنانچہ عقد الثمین میں مرقوم ہے کان سیدنا عمر بن الخطاب رض یدور علی الحجاج بعد قضاء النسک بالدرہ ویقول یا اھل الیمن یمنکم ویا اھل الشام شامکم ویا اھل العراق عراقکم + ولذلک ھم عمر بمنع الناس من کثرۃ الطواف ص مطبوعہ مصر

کہ عمر صاحب بعد فراغ حج درہ ہاتھ میں لیکر مکہ میں گھوما کرتے کہ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ یہاں رہنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ عام طور پر ارادہ کر لیا تھا کہ لوگوں کو کثرت طواف سے مانع ہوں۔

جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اسلامی دنیا کا کوئی فساد کوئی عمل شنیع ایسا نہیں ہے جسکے موجد یہ ملاعنہ ہوں مثلاً حجاج و ابن زیاد وغیرہ ہے۔ بلکہ یہ ہر ایجادیں کی تعلیم خلفائے ثلثہ اور وہ صحابہ دے گئے تھے جنہیں حضرات اہلسنت اپنے دین و دنیا کا مقتدا اور روحانی پیشوا مانتے ہیں

بہرحال اس عبارت سے آپکو یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر اسوقت بھی ایسا اقتدار رکھتے تھے کہ بمقابلہ حجاج۔ و ابن الزبیر خود امیر حاج بنے اور سبکو باکرام حج کرایا پس اگر جناب امام حسین کی ہمراہی میں یہ بھی ہوتے تو آپ سمجھ سکتے تھے کہ فرزند رسول اس بیکسی اور غربت سے نہ شہید ہوتا مگر صحابہ پر تو محبت دنیا نے ایسا قبضہ کیا تھا کہ اسلام و ایمان سے اونکو کوئی سروکار ہی نہیں رہا۔

قتل ابن الزبیر آخر نتیجہ ان کارروائیوں کا عبداللہ ابن الزبیر کا یہ ہوا کہ تاریخ کامل میں ہے تفرق الناس عنہ وخرجوا الی الحجاج بالامان خرج من عندہ نحو عشرۃ الاف وکان ممن فارقہ ابناہ حمزہ وخبیب اخذ الانفسہما

اسلام امان صفحہ ۱۳۵

کہ کل ہمراہیان ابن الزبیر نے رفاقت اوسکی ترک کی اور حجاج کے امان میں چلے گئے قریب دس ہزار آدمیوں کے نکل گئے اور منجملہ اونکے جنہوں نے ابن الزبیر کی رفاقت ترک کی خود اوسکے بیٹے حمزہ۔ اور خبیب تھے کہ ان دونوں نے حجاج سے امان مانگی اور باپ کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔

اس مورخ نے صرف دو ہی آدمیوں کا نام فرزندان ابن الزبیر سے لکھا ہے جنہوں نے اپنے باپ کی ترک رفاقت کی حالانکہ عقدالثمین تاریخ بلدالامین سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن الزبیر کے آٹھ بیٹے بعد قتل ابن الزبیر باقی رہے چنانچہ اصل عبارت یہ ہے وخلف من الاولاد عبداللہ وحمزہ وخبیب وثابت وعباد وقیس وعامر وموسی صفحہ ۵۲

اور تاریخ کامل میں ہے وکان ممن فارقہ ابناہ حمزۃ وخبیب اخذ الانفسہما

امانا فقال عبد الله لابنه الزبیر خذ لنفسك امانا لما فعل اخوانك فوالله انی لاحب بقاء کم فقال ما کنت لارغب بنفسی عنك نصیر معك فقتل ص ۱۳۶ جلد ۴

یعنی جب ابن الزبیر کے بیٹے خبیب وحمزہ نے حجاج سے امان لی تو ابن الزبیر نے اپنے بیٹے زبیر سے کہا کہ تو تے بھی کیوں نہ اپنے بھائیوں کی طرح امان لی تو زبیر نے کہا کہ ہم اپنی جان بچانا نہیں چاہتے پس وہ ساتھ رہ گیا اور قتل کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ صرف ایک بیٹا ابن الزبیر کا زبیر نامی اپنے باپ کے کام آیا اور باقی آٹھ بیٹوں نے باپ کا ساتھ چھوڑ دیا کیوں نہو آخر سب حضرت ابوبکر کے دختری اولاد سے تھے پھر کیوں نہ بیوفائی کرتے ۔

یہاں آپکو پہلے جناب امام حسینؑ کی دور اندیشی پہ نظر کرنا چاہیے کہ کن مصالح سے آپ نے پہلے ہی قیام مکہ کو ترک کیا کیونکہ آپ جانتے تھے ۔ اگر بفرض محال مثل ابن الزبیر قسم کے مکر وحیلہ سے بھی کام لیا جاے اور حرمت خانہ کعبہ بھی برباد کی جاے ۔ تو چونکہ ان صحابہ و تابعین میں کسیطرح کی دین داری نہیں ہے ۔ بلکہ تمامتر دنیا دار و مکار و غدار ہیں لہذا کبھی راہ حق پر نہ آینگے اور وہی کرینگے جسکی عادت اونہیں عہد خلفاے ثلثہ سے پڑ چکی ہے اسلیے جناب امام حسینؑ نے محض حفظ اسلام کے لئے قیام مکہ کو ترک کیا اور اوسکے حدود سے نکل گئے کہ کسیطرح یہ الزام نہ آسکے کہ امام حسینؑ کے بدولت حرمت خانہ کعبہ برباد گئی ۔

پس اس سے آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ اصحاب اور اہلبیت طاہرین میں کیا فرق ہے ۔ اصحاب کی غرض محض دنیا ہی اگرچہ چند روزہ ہو اور نہایت ذلت سے حاصل ہو جیسا کہ ابن الزبیر کے حالات سے آپکو معلوم ہوا کہ ساری امور فسق وفجور کے ارتکاب پر بھی وہ محروم ہی رہا اور نہایت ذلت کی موت سے مارا گیا مگر چند روزہ سلطنت کے لیے سب گوارا کیا یہانتک کہ خانہ کعبہ کو بیحرمت کیا ۔ گرایا جلایا حجر اسود کو پارہ پارہ کرایا اور حدیث رسول پر مطلق ایمان نہ لایا کہ اس شخص پر نصف اہل عالم کا عذاب ہوگا ۔

بخلاف فرزند رسول کے کہ جناب امام حسینؑ نے حفاظت اسلام اور بقای دین کو جملہ اغراض نفسانی پر مقدم سمجہا اور نہایت جرات و استقلال سے دنیا پر ایسا لات مارا کہ

ہزار درجہ کا مخالف بھی آپ پر یہ الزام نہیں دے سکتا کہ اپنی بغرض تحصیل دنیا یہ کام کیا
دوسرا فرق آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ صحابہ و اہلبیت میں کیا فرق ہے کیونکہ ابن الزبیر صحابی
ہے اور اوسکی لشکر والے سب صحابی ہیں یا تابعی جب تک منافع دنیوی کی امید تھی ابن الزبیر
کے ساتھ رہے۔ اور جب اسکا گمان غالب ہوا کہ ابن الزبیر اب مغلوب ہوگا دس ہزار
صحابہ و تابعین نے ساتھ چھوڑ دیا یہانتک کہ خود ابن الزبیر کے آٹھ بیٹے باپ سے علیحدہ ہوگئے
بخلاف جناب امام حسینؑ کے اگرچہ دنیادار صحابہ و تابعین نے پہلے ہی سے حضرت کی معیت
نہ قبول کی مگر جن مومنین نے حضرت کی رفاقت قبول کی تھی وہ ایسے مومن کامل
اور صادق الایمان تھے کہ جسقدر رفاقت اختیار کی تا دم مرگ نہ علیحدہ ہوے اور
وہ مصائب سہے جو دنیا میں آجتک کسی پر نہ پڑے ہونگے
جب امام حسینؑ کے اصحاب باوفا کی یہ وفاداری اور ہمت ہے تو آپکی اولاد یا اعزا
اقربا کا کیا ذکر کہ آٹھ نو برس کے بچے۔ بلکہ شش ماہہ بچہ نے بھی ترک رفاقت کو ایسا
ننگ و عار سمجھا کہ مرے مگر ساتھ نہ چھوڑا۔
یہی فرق ہے صحابہ اور اہلبیتؑ میں کہ جب تک دنیا موافق ہے صحابہ ساتھ
ہیں ادہر دنیا نے منھ موڑا ادہر یہ بھی علیحدہ ہوئے۔ خواہ وہ رسول اللہ کے ساتھ ہوں
یا کسی صحابی کے ساتھ۔
آپکو غزوات رسول اللہ کا حال تو بخوبی معلوم ہے کہ جنگ بدر میں جب قافلہ ابوسفیان
سامنے سے نکل گیا تو عمر ابوبکر صاحبان کی رائے ہوئی پھر چلنا چاہیئے کہ یہ قریش ہیں جو
کبھی ذلیل نہیں ہوئے۔ حضرت کو حد درجہ ملال بھی ہوا مگر یہ لوگ اسی رای پر اڑے
رہے۔ یہانتک کہ جناب امیرؑ اور حضرت حمزہ کی بدولت یہ جنگ ہوئی تو ان لوگونکی
ہمت بڑہی اور جنگ احد میں شریک رہے۔ مگر طمع دنیا نے انکو مجبور کیا کہ قبل تکمیل فتح
یہ لوگ بطمع مال غنیمت لوٹ پڑے اور اوس درہ کو خالی چھوڑا جسکی حفاظت
پہ مامور تھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر کفار ادہر سے ٹوٹ پڑا اور مسلمانونکو شکست
ہوئی حضرت حمزہ شہید ہوئے۔ اب صرف تنہا جناب امیرؑ ہیں جو ایک طرف رسول اللہ

کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسری طرف حملہ کفار کو رد کرتے ہیں۔ اس شکست میں
دوسرے صحابہ کا جو فرار ہوا وہ تو تھا ہی مگر حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان صاحب کا
فرار ایسے سنہرے حرفوں میں مرقوم ہوا کہ قیامت تک بھول نہیں سکتا حضرت ابوبکر تو فخریہ
لکھتے ہیں کہ فراریوں میں سب سے پہلے ہم بھاگ آئے اور عمر صاحب فرماتے ہیں میں بزکوہی
کی طرح پہاڑ پر اچھلتا تھا اور عثمان صاحب کا تو تین روز تک پتہ ہی نہ ملا کہ کہاں گئے
اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمراہیان ابن الزبیر نے جو فرار کیا تو انہیں وہ انہیں صحابہ
وخلفا کے تعلیم یافتہ تھے نہیں بلکہ خاندانی اثر تھا کیونکہ ابن الزبیر کے آٹھ فرزند حضرت
ابوبکر کی اولاد ہی تو تھے پھر انہیں وفا کہاں سے آتی جب ابوبکر صاحب نے خود رسول اللہ
کے ساتھ بیوفائی کی اور جنگ احد و حنین میں بادیہ پیمائی فرار ہوئے۔ اور ہمراہیان
جناب امام حسینؑ اپنے بزرگان دین جناب امیرؑ اور سائر اہلبیت طاہرین کے تعلیم یافتہ
تھے جہاں جناب امیرؑ کل فتوحات کے فاتح ہیں۔ وہاں جنگ احد اور جنگ حنین
وطائف میں جب سب صحابہ نے فرار کیا ایک آپ ہی ثابت قدم تھے۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ
رفقائے جناب امام حسینؑ نے درجہ کی رفاقت و ثبات قدم کو انجام دیا کہ یہ دونوں لفظ
آجتک دنیا میں قائم ہیں ورنہ خلفائے ثلثہ اور صحابہ نے تو انکی مٹی ایسی پلید کی تھی
کہ ان لفظوں کا بھی وجود نہ رہتا۔

یا وفا خود نبود در عالم — یا مگر ہیچ کس وفا ننمود

انتشار ابن الزبیر صحابہ و تابعین کی ترک رفاقت سے ابن الزبیر کی وہی حالت
ہوئی جو عام طور پر دنیاداروں اور صاحبان تدبیر کی ہوتی ہے کہ حواس پریشان
خیال پراگندہ نفس متردد۔ دل مضطرب چنانچہ تاریخ کامل میں ہے فدخل علی
امہ فقال یا اماہ قد خذلنی الناس حتی ولدی واھلی ولم یبق معی
الا الیسیر ومن لیس عندہ اکثر من صبر ساعۃ والقوم یعطوننی
ما اردت من الدنیا فما رایک فقالت انت اعلم بنفسک ان
کنت تعلم انک علی حق والیہ تدعو فامض لہ فقد قتل علیہ اصحابک

ولا تمکن من رقبتک یتلعب بہا غلمان بنی امیہ الی آخرہ

صفحہ ۱۳۶ جلد ۴ تاریخ کامل

کہ ابن الزبیر اپنی ماں کے پاس گیا۔ اور کہا اے ماں مجھے لوگوں نے مخذول کر دیا (ساتھ چھوڑ دیا) یہانتک کہ خود میرے اہل اور اولاد نے۔ اور اب بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہیں جو ایک ساعت سے زیادہ صبر نہیں کرینگے اور قوم (لشکر حجاج و عبد الملک وغیرہ) ہمکو وہ دے رہی ہے جو ہم چاہتے ہیں دنیا سے تو اب تمہاری کیا رائے ہے۔ اسما مادر ابن الزبیر نے کہا تو اپنی نفس کے حال سے خوب واقف ہے اگر تو جانتا ہے کہ حق پر ہے اور حق کی طرف لوگونکی دعوت کرتے تو اوسکو گذر کہ اسی پر تیرے ساتھی مارے گئے اور اپنی گردن پر بنی امیہ کے لونڈوں کو نہ مسلط کر جو اوسکے ساتھ بازی کریں۔ اور اگر تو نے یہ کام دنیاداری کیلئے کیا ہے تو کیسا برا بندہ ہے تو کہ خود بھی ہلاک ہوا اور اونلوگونکو بھی ہلاک کیا جو تیرے ساتھ قتل ہوے۔ اور اگر تو یہ کہے کہ ہم برسر حق تھے۔ مگر میرا ہونے ضعف سے ہم کمزور ہو گئے یہ فعل احرار نہیں نہ اہل دین کا کام ہے۔ آخر اب تک دنیا میں رہیگا قتل ہونا نہایت عمدہ ہے

ابن الزبیر نے جواب دیا اے مادر ہمکو اسکا خوف ہے کہ اہل شام اگر ہمکو قتل کرینگے تو پر چڑھا ئینگے اور ہاتھ پیر کاٹ ڈالیں گے مادر ابن الزبیر نے کہا اے بیٹا بکری کو کہال چھڑانے سے نہیں تکلیف ہوتی (یعنے جب مر گئے تو پھر اسکا کیا خیال ہے) تو اپنی بصیرت پر چل اور خدا سے طالب اعانت ہو۔ ابن الزبیر نے ماکا سر چوما اور کہا یہی میری بھی رائے ہے صفحہ ۱۳۶ تاریخ کامل جلد ۴

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ابن الزبیر کو کس درجہ کا خوف اور امتشار ہے کہ جا کر اپنی بڑھیا ماں سے مشورہ کر رہا ہے جو بتقاضائے فطرت مجبور ہے کہ ایسی رائے دے کہ یہ قتل سے محفوظ رہے اور صلح ہو جائے۔

مگر آپ تمامی واقعات کربلا میں کہیں ایک جملہ بھی ایسا نہ پائینگے کہ جناب امام حسین

کوکسیطرح کا خوف یا انتشار پیدا ہو جسکی تصدیق اس عبارت تاریخ کامل سے بھی ظاہر
وحمل الناس علیہ عن یمینہ وشمالہ فحمل علی الذین عن یمینہ فتفرقوا
ثم حمل علی الذین من یسارہ فما روی مکسور قط قد قتل ولدہ واھلہ
واصحابہ اربط جاشا منہ ولا امضی جنانا ولا اجرء مقدما منہ
انکانت الرجال تنکشف عن یمینہ وشمالہ انکشاف المعزی اذا
شد فیہ الذئب ص ۳۲ جلد ۴

یعنی جناب امام حسینؑ پر ہر طرف سے لوگوں نے حملہ کیا جانب یمین وشمال سے پس حضرت نے پہلے حملہ کیا جانب یمین پر۔ اور سبکو بھگایا پھر حملہ کیا جانب شمال اور بھگا دیا نہیں دیکھا گیا کوئی شخص جو ایسا شکستہ خاطر ہو کہ اوسکی اولاد اور اہلبیت اور اصحاب سب قتل کئے گئے ہوں اور پھر وہ ایسا **قوی دل** ہو اور اپنے ارادہ پر **ثابت** قدم ہو اور ایسا جری ہو کہ اسطرح حملہ کرے کہ سوار و پیادہ اوسکے سامنے سے اسطرح فرار کرے کہ جیسے بھیڑیے سے دنبیاں بھاگتی ہوں۔

اور پہلے اس سے آپ دیکھ چکے ہیں کہ عقبہ بن سمعان نے بیان کیا کبھی حضرت نے اسکا اقرار کیا کہ ہم یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینگے نہ اسکا اقرار کیا کہ ہمکو کسی سرحد کی طرف بھیجدو۔ لیکن آپنے اسیقدر فرمایا ہماری راہ چھوڑ دو کہ ہم اپنے وطن چلے جائیں یا کسیطرف چلے جائیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کس اطمینان اور استقلال سے جنگ فرماتے تھے کہ نہ کسیطرح کا اضطراب ہے نہ انتشار نہ تردد نہ خوف بلکہ جو حکم خدا و رسول ہے اوسپر اسطرح ثابت قدم ہیں کہ ذرہ برابر بھی تزلزل نہیں بخلاف ابن الزبیر کہ جب ابواب حیلہ اوسکے مسدود ہو گئے تو وہ چاہتا ہے کہ کسیطرح اپنی جان بچالے۔ مگر اوسکی ماں اسما غیرت دلا رہی ہے کہ یہ کس قسم کی بیحیائی ہے کہ اب اپنی جان بچاتا ہے۔

ہاں یہ بھی قابل غور ہے کہ خود ابن الزبیر بیان کرتے ہیں ہمارے مخالف ہماری دنیوی خواہش کے پورا کرنے پر طیار رہیں کہ جو شرائط صلح ہم پیش کریں

وہ منظور کر لینگے۔ مگر امام حسینؑ کی اتنی بات بھی کسی نے نہ مانی کہ ہمکو گھر پر جانے دو۔ حالانکہ اگر یہ منظور کر لیتے اور حضرت کسیطرح اپنے وطن تشریف لیجاتے تو بھی انکے قبضہ سے باہر نہوتے کیونکہ مدینہ پر بھی یزید ہی کا تسلط تہا جس سے مجبوری نکلے تھے۔ پس بجز اسکے کہ کچھ دنوں کی شاید مہلت ملتی اور کوئی نتیجہ نہوتا مگر ان صحابہ اور تابعین نے اتنا بھی نہ گوارا کیا کہ جناب امام حسینؑ کو چند روز کی بھی مہلت ملے۔

اس سے بھی آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اوس زمانہ کے صحابہ و تابعین کے دلمیں کسقدر محبت اہلبیت طاہرینؑ تھی کہ چند روزہ مہلت پر بھی کوئی نہ راضی ہوا۔ اور برخلاف اسکے ابن الزبیر کے لئے یہ سامان کیا گیا کہ چاندی کا طوق و زنجیر بنا کر بھیجا گیا کہ یزید کی قسم اوتارنے کو وہ اس اعزازی قید کو قبول کرے۔ کئی سال تک لڑائی ملتوی رہی۔ حجاج ایسا ظالم بھی اوسکی ہرطرح خاطر مدارات کرنے پر طیار ہے کیا بوبکر کا نواسا زبیر کا بیٹا قتل ہو نہیں بچ جاے مگر فرزند رسولؐ فرزند علیؑ فرزند فاطمۂ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہم کو اتنی مہلت نہ دی گئی کہ دو روز کیلئے بھی زندہ رہ سکے

بانی بانی

سینٹ پال اور سینٹ عمر

اگر غور فرمائے تو یہ دونوں سینٹ قریب ہم پلہ اور ایکہی پالیسی کے آدمی تھے اور جیسی کامیابی ان دونوں سینٹونکو اپنے ارادونمیں اونکی دو راندیشیوں اور قابل قدر پالسی سے ہوئی اوسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں بجز ان دونوں سینٹونکی کہ خود ہی ایک دوسرے کی نظیر ہیں تیسری نہیں مل سکتی جسوقت حضرت عیسیٰؑ آسمان پر تشریف لیگئے اوسوقت اونکی امت میں کل ۱۲۰ آدمی تھے کہ اونمیں سے بھی گرفتاری کے وقت بجز شمعون صفا کے اور کسی نے ساتھ نہ دیا بلکہ اوسی شب کو قبل اسکے کہ مرغ بانگ دے جیساکہ حضرت عیسیٰؑ فرچکے تھے شمعون نے بھی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ شناسائی ہونے میں تقیہ کیا اور کہا کہ ہم تو اس شخص کو جانتے ہی نہیں۔ اور حضرت عیسیٰؑ فرمایا کرتے تھے کہ ہلاکت کا دروازہ وسیع ہے اوسمیں لوگ بکثرت داخل ہوتے ہیں۔

اسلام حق کا دروازہ تنگ مگر مستقیم ہے اوسمیں تھوڑے لوگ داخل ہوتے ہیں لیکن
اسوقت دیکھئے تو دنیا میں جتنے مذاہب ہیں سبسے زیادہ تعداد نصاریٰ کی ہے اور وہ
سب کے سب صرف سینٹ پال کے پیرو ہیں اور اوسی سینٹ نے جس دین کی
تعلیم کی اوسیکو برحق جانتے ہیں اور درحقیقت اسوقت دنیا میں جو مذہب عیسائی مذہب
کہلاتا ہے صرف سینٹ پال کا مذہب ہے اور اوسی سینٹ کی کوششوں سے رائج ہوا ہے
اور آج عالمگیر ہو رہا ہے دیگر حواری جنکو خود حضرت عیسیٰ اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے
وہ بیچارے تو سینٹ پال کے مقابلہ میں دیکر رہگئے سینٹ پال ہی کی بدولت آج عیسائیوں کا
ڈنکا ہے۔ علیٰ ہذا اسوقت خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ نے وفات فرمائی تو گو اوسوقت آپکی
امت میں لاکھوں آدمی داخل ہو چکے تھے لیکن آپنے بھی فرمایا تھا کہ عنقریب ہماری
امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی جنمیں سے بجز ایک کے ناری ہونگے چنانچہ ہنوز
حضرت زندہ تھے مگر بستر بیماری پر پڑے تھے کہ افتراق شروع ہو گیا حضرت تو تمسک
ثقلین کا حکم فرماتے ہیں اودھر سے نعرہ حسبنا کتاب اللہ بلند ہوتا ہے اور وفات
فرمانے کے ساتھ تو یہ نوبت پہونچ گئی کہ جسطرح بوقت گرفتاری حضرت عیسیٰ کے ساتھ
بجز شمعون صفا کے کوئی نہ تھا یہاں بھی بجز حضرت علیؑ اور حضرت عباس و
حسنینؑ کے کہ جو محض کمسن تھے کوئی ایسا نہ تہا کہ ان حضرات کی اپنے رسول کی تجہیز
و تکفین میں اعانت کرتا لیکن اسوقت دیکھئے تو بعد مذہب نصاریٰ کے جتنے مذاہب
ہیں سبسے زیادہ تعداد مدعیان اسلام کی ہے جنمیں بجز ایک فرقہ کے جسکی تعداد نہایت
ہی قلیل بلکہ اقل ہے کل سینٹ عمر ہی کے پیرو اور اونہیں کا دم بھرنے والے ہیں اور
اوسی سینٹ نے جس دین کی تعلیم کی اوسیکو برحق جانتے ہیں اور درحقیقت اسوقت
دنیا میں جو گروہ سواد اعظم اسلام ہونیکا دعوی رکھتا ہے اوسکا مذہب سینٹ عمر
ہی کا مذہب ہے اور اوسی سینٹ کی کوششوں سے رائج ہو کر آج عالمگیر ہو رہا ہے
جسطرح حضرت عیسیٰ کے مقرر کئے ہوئے جانشین معطل رہگئے اور سینٹ پال
کو غلبہ ہو گیا۔ اوسیطرح رسولخدا محمد مصطفےٰ کے مقرر کئے ہوئے جانشین بھی

مجبور وہ ہوگئے اور سینٹ عمر کو غلبہ ہوگیا۔ یہاں ہمکو اسکی بحث نہیں ہو کہ آیا حضرت عیسی کے اس قول کا کہ ہلاکت کا دروازہ وسیع ہے اوسمیں لوگ بکثرت داخل ہوتے ہیں اور سلامتی کا دروازہ تنگ ہے اوسمیں تھوڑے داخل ہونگے یا جناب محمد مصطفی کے اس قول کا کہ میری امت بہتر فرقوں میں ہوگی صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا بقیہ کل ناری ہونگے کون مصداق ہے ہمکو یہاں صرف انہیں بہادر سینٹوں کی پالیسی اور راہ میں اونکی کامیابی دکہانا مقصود ہے۔ سینٹ پال کا حسب و نسب ابتک بالتحقیق کسیکو معلوم نہ ہوا۔

کبھی تو وہ اپنے کو بنی اسرائیل قبیلہ بنی یامین (بنی یامین برادران حضرت یوسف سے تھے) سے بتاتے تھے اور قوم یہود سے ہونیکا دعوی کرتے تھے کبھی اپنے کو یونانی اور کبھی رومی کہتے تھے۔ سینٹ عمر کے نسب میں بھی جو شکوک ہیں سبکو معلوم ہے۔ سینٹ عمر کے پیشہ دلالی کا حال ناظرین کو معلوم ہے سینٹ پال کا پیشہ بھی خیمہ بنانا تھا قبل مذہب عیسائی میں درانیکے سینٹ پال بیچارے عیسائیوں کو سخت ایذائیں دیتے اور ستاتے پھرتے تھے لیکن جیسا کہ قاعدہ ہے کہ جسقدر مظلوم پر ظلم زیادہ ہوتا ہے اوسیقدر اوسکی حقیت زیادہ ثابت ہوتی ہے اور اوسکے ساتھ حق پسند طبایع کی ہمدردی بڑہتی جاتی ہے ویسا ہی جسقدر بیچارے عیسائی ستائے جاتے تھے اوسیقدر اونکو ترقی ہوتی جاتی تھی بالآخر سینٹ پال جب سردار کاہنان سے فرمان حاصل کرکے بیچارے عیسائیوں کو گرفتار کرنیکے لئے دمشق کیطرف روانہ ہوئے تو دمشق پہونچکر کچھ دوسرا ہی رنگ بدلا یعنی دشمنی کے ظاہری پیرایہ کو چھوڑکر یہہ ظاہر کیا کہ حواریوں تو صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے ہیں بلکہ خود حضرت عیسی بھی صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے ہم پر راستہ میں ایک نور ظاہر ہوا اور اوسنے ہمکو عام طور پر ہر قوم کی ہدایت کے لئے اپنا رسول مقرر کیا ہے بیچارے حواریوں تو یہودیونکے خوف سے بہاگے بہاگے پہرتے تھے اور چھپ چھپ کر اشاعت دین کی کوشش کرتے تھے مگر سینٹ پال اپنے رسالت کا اعلان دینے کے بعد نہایت دلیری سے بر سر عام پکارکر وعظ کرنے لگے کہ مسیح تو ابن خدا تھا حضرت عیسی تو خود شریعت موسوی پر عمل کرنیکی سخت تاکید فرماتے تھے مگر سینٹ پال نے ایک ہی

شریعت کو اوٹھا اسکو آنا وکر دیا اور کہدیا کہ جب شریعت تھی تب گناہ تھا۔ جب
شریعت نہیں تو گناہ نہیں۔ اسیطرح سینٹ عمر بھی قبل اسلام میں دو آنیکے بیچارے
مسلمانوں پر دست ظلم دراز کرتے تھے۔ بلکہ خود رسول خدا ہی کا کام تمام کر دینے
پر ہمہ وقت کمر بستہ رہتے تھے مگر بفضل خدا اسی اسلام روز بروز ترقی کرتا جاتا تھا حتی کہ
حضرت امیر حمزہ ایسا جرار شخص بھی جنکی ہیبت سے تمام کفار قریش لرزتے تھے داخل
اسلام ہو گیا۔ بالآخر سینٹ عمر نے بھی وہی پالیسی اختیار کی جو سینٹ پال کی تھی
چنانچہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتا ہے کہ جب سینٹ عمر بارادہ قتل خیر البشر غضب فرستا
اپنے ماموں ابوجہل و دیگر کفار قریش کے بہ طمع صد اشتر و ہزار مثقال طلا دروازہ
اطہر پر تشریف لائے اوسوقت حضرت حمزہ اور طلحہ اور بہت سے لوگ دروازہ پر موجود
تھے جناب رسالتمآب بھی اندر تشریف لائے اور قمیص عمر کو پکڑ کر اور حمایل سیف پر
ہاتھ ڈالکر فرمایا ما انت بمنتہ یا عمر حتی ینزل اللہ بک الخزی والنکال
ما انزل بالولید بن المغیرہ یعنی تو باز نہ رہیگا اے عمر جبتک کہ نازل کرے اللہ
خواری و رسوائی اور عذاب سے وہ چیز جو نازل ہوئی ولید بن مغیرہ کے بارہ
میں۔ اور صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ عمر چون از حضرت این سخن شنید
از ہیبت بند در بندش بلرزید و شمشیر از دست وے افتادہ (سبحان اللہ کیا رعب
رسالت ہے) و سر در پیش آفگند بپیامبر من رسول اللہ و گفت اشھد ان لا
الہ الا اللہ و انک رسول اللہ۔ اگرچہ ولید بن مغیرہ کے حق میں جو نازل ہوا
تھا اس مقام پر خارج از بحث ہے لیکن چونکہ ہم اوپر سینٹ پال کے حسب و نسب کا
ذکر کر چکے ہیں اور ولید بن مغیرہ کے حق میں جو کچھ نازل ہوا تھا اوسکو سینٹ عمر سے اس
بات میں مناسبت پائی جاتی ہے ورنہ رسول خدا اوس سے کیوں سینٹ عمر کو ڈراتے
لہذا اوسکا بھی اس مقام پر ذکر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ خداوند
حکیم اپنے رسول کریم سے سورہ نون والقلم (رغ) میں فرماتا ہے۔ فَلَا تُطِعِ
الْمُكَذِّبِينَ ۝ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ

مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ
ذَالِكَ زَنِيمٍ ۝ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝ ملا حسین واعظ و دیگر
مفسرین ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ پس فرمان
مبر تکذیب کنندگان را وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ دوست میدارند کہ تو نرمی کنی فَيُدْهِنُوْنَ
پس ایشان نرمی کنند وَلَا تُطِعْ و فرمانبرداری منماے كُلَّ حَلَّافٍ ہر سوگند خورندہ
دروغ را کہ واضح و اشہر ولید مغیرہ است کہ سوگند بدروغ بسیار خوردی مَّهِيْنٍ
سست راے یا خوار و بیمقدار هَمَّازٍ عیب کنندہ در عقب مردم یا طعنہ زنندہ در روے
ایشان مَّشَّاءٍ رووندہ بِنَمِيْمٍ بسخن چینی میان مردان یا غمزہ کنندہ مَّنَّاعٍ باز
دارندہ لِّلْخَيْرِ مر خیر را یا منع کنندہ از ایمان و احسان مُعْتَدٍ ستم کنندہ و از حد
درگذرندہ اَثِيْمٍ بسیار گناہ یا زناکار عُتُلٍّ سخت روے و درشت خوے بَعْدَ ذٰلِكَ
پس ازین ہمہ عیبہا زَنِيْمٍ حرامزادہ کہ پدر او معلوم نباشد آوردہ اند کہ ولید مغیرہ
ہیجدہ سالہ بود کہ مغیرہ دعوی کرد کہ من پدر اویم و او بخود گرفت - و در تفسیر زاہدی
مذکور است کہ چون رسول این آیت را در انجمن قریش بر ولید خواند در ہر عیبی کہ رسید
در خود باز یافت مگر حرامزادگی با خود گفت من سید قریشیم و پدر من مردی معروف
است و میدانم کہ محمد دروغ نگوید چگونہ این مہم را بسر آرم شمشیر کشیدہ نزد مادر آمد
القصہ بہ تہدید بسیار از مادر اقرار گرفت کہ پدر تو در قصد زنان جراتے نہ داشت و
او برادر زادگان بودند چشم بر میراث وے نہادہ مرا رشک آمد غلام فلان را
بمزد گرفتم و تو فرزند اوئی و دلیل روشن بر صدق قول آن زن شدہ خصومت ولید
است و ستیزہ او با آنحضرت بیشعر جرم و گناہ مدعی از فعل مادر است بکور انخطاے
مادر او خاکسار کرد اَنْ كَانَ آیا برائے آنکہ ہست و حفص بر یک ہمزہ خواند بطریق
خبر یعنی بجہت آنکہ او است ذَا مَالٍ خداوند مال وَّبَنِيْنَ و خداوند پسران چنین
کسے را فرمان مبر اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ چون خواندہ شود بروے اٰيٰتُنَا آیات ما کلام

قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ گوید اینہا افسانہ پیشینان است سَنَسِمُہٗ زود باشد کہ علامت کنیم بداغ عَلَی الْخُرْطُوْمِ بر بینی اویعنی سیاہ روساز یمش او را باعیب او رسوا سازیم کہ نتواند پوشانید و در انوار آوردہ کہ در روز بدر بر بینی او شمشیر زخمی رسید و اثر آن باقی ماند۔ اسی مضمون کو صاحب مدارک فاضل نسفی نے کہ علماے اہلسنت سے ہیں اور زمخشری نے تفسیر کشاف میں بھی لکھا ہی بخیال طوالت انکی عبارت نہیں نقل کی گئی اور صاحب کشاف نے یہہ بھی لکھا ہی کہ حق تعالی نے اوسکی جفا یعنی تندمزاجی اور حرامزادگی کو بدترین معائب قرار دیا ہی اسلئے کہ جب اوسنے جفا اور زشت خوئی اختیار کی تو اوسکے قلب میں قساوت آجاتی ہی اور جرات کرتا ہے ہر معصیت پر اور اسلئے کہ نطفہ جب خبیث ہوتا ہی تو خبیث ہو جاتا ہے وہ شخص جو اوس سے پیدا ہوا اور اسیوجہ سے پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ نہ جائیگا جنت میں فرزند زنا اور نہ فرزند اوسکا اور نہ فرزند فرزند اوسکا یعنی تین پشت تک اور لمبہ جب توریت تو حرامزادہ دس پشت تک عبادتگاہ میں بھی داخل ہونیسے ممنوع ہی (موسیٰ کی پانچویں کتاب استثنا باب ۲۳ ورس ۲) سینٹ عمر کی تندمزاجی تو مشہور زمانہ ہی کہ دُرّہ ہر وقت اونکے ہاتھ میں رہتا تھا بلکہ جب سینٹ ابوبکر نے اونکو خلیفہ کرنا چاہا تو اونکے اصحاب نے یہی عذر کیا تھا کہ وہ بہت تندمزاج ہیں اور رسولخدا نے ابوہریرہ سے فرمایا تھا کہ تو زندہ رہا تو عنقریب دیکھیگا اون لوگونکو جنکے ہاتھ میں دُرّہ ہوگا وہ لوگ مغضوب و مقہور ہیں (تحفۃ الاخیار صفحہ ۲۴۳) بہرکیف یہہ جملہ معترضہ تھا اب ہم اپنے کلام سابق کے جانب رجوع کرتے ہیں یعنی جسطرح سینٹ پال مذہب عیسائی میں در آنیکے بعد عیسائیوں کو یہودیونکے درمیان پھرتے تھے اور وعظ کرتے تھے اوسیطرح سینٹ عمر بھی بیباکی سے کفار قریش میں پھرتے تھے اور اگرچہ کفار قریش دیگر مسلمانوں کو اوسیطرح ستایا کرتے تھے کہ سینٹ ابوبکر کے سر کے ساتھ ابی معیط ملعون نے وہ بے ادبی کی کہ ناگفتہ ہی مگر سینٹ عمر سے کوئی متعرض نہ ہوتا تھا بلکہ ابوجہل نے اپنی قوم کو عام نوٹس دے رکھی تھی کہ کوئی شخص اوسکے بھانجے سینٹ عمر سے متعرض نہ ہو۔ یہہ بھی عجیب بات ہی کہ رسولخدا کو بھی اوس سے پدری قرابت تھی اونکو قتل کے درپے تھا صرف بوجہ عداوت اسلام اور سینٹ عمر کو جو

بھانچہ تھے باوجود داخل اسلام ہو نیکے امان دے رکھی تھی داخل کیا او جو بہ سکتی ہو ناظرین
خود فیصلا کر لینگے) جسطرح سینٹ پال نے عیسائیوں کو شریعت سے ازاد کر دیا اگر حقیقتاً
دیکھیے تو سینٹ عمر نے بھی وہی کیا کیونکہ جناب رسولخدا نے تمسک ثقلین کا حکم دیا تھا نیز
اونمیں سے ایک کو تو پہلے ہی غائب کر دیا اور فرما دیا کہ حسبنا کتاب اللہ اور کتاب اللہ
کی جو حالت ہوئی اظہر من الشمس ہے بعدہ کتاب اللہ کو حدیثوں سے منسوخ کیا اور سکے
بعد حدیثوں کے بیان کرنیکی بھی ممانعت فرمائی پس اسکا بھی ما حصل وہی ہوا جو سینٹ
پال کے وعظ کا تھا اور جو لوگ اہل حقیقت ہونیکا دعوی رکھتے ہیں اونکا مسلک تو تمامتر
سینٹ پال کا مسلک ہے کیونکہ جیسا کہ سینٹ پال کہتے تھے کہ جبتک شریعت تھی تبتک گناہ
تھا جب شریعت نہیں تو گناہ نہیں یہی اصول دعیان حقیقت کا ہے کہ تابع طریقت کے لوگ ہیں
ہم اہل حقیقت تابع طریقت نہیں ہیں اسلئے جو چاہیں کریں گناہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ بھی کہ اگر کوئی
شخص اپنے محرمات ابدی سے بغیر نکاح ہم بستر ہو تو اوسپر حد لازم نہیں آتی ہے اسی اصول پر
مبنی ہے سینٹ پال اور سینٹ عمر دونوں کو مالی صیغہ سے زیادہ دلچسپی رہتی تھی چنانچہ صاحب
ازالۃ الخفا سینٹ عمر کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ عن الحاکم عن موسی بن علی بن
رباح اللخمی عن ابیہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطب الناس
فقال من اراد ان یسأل عن القرآن فلیأت ابی بن کعب ومن اراد
ان یسأل عن الحرام والحلال فلیأت معاذ بن جبل ومن اراد
ان یسأل عن المال فلیأتنی فان اللہ تعالی جعلنی خازنا یعنی روایت
ہے حاکم سے کہ اوسنے روایت کی ہے موسی بن علی سے اور اوسنے رباح لخمی سے اور راوی نے اپنے
باپ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ایہا الناس جو چاہے سوال کرنا قرآن سے پس وہ جائے
ابن ابی کعب کے پاس اور جو چاہے سوال کرنا حرام و حلال سے پس وہ جائے معاذ بن جبل
کے پاس اور جو چاہے سوال کرنا مال سے پس وہ میرے پاس آئے کہ مجھکو خدا نے خزانچی
کر دیا ہے یعنی دینیات کے امور کو تو دوسروں کے حوالہ کرتے تھے لیکن مالی صیغہ پر خاص
اپنی توجہ مبذول رکھتے تھے سینٹ عمر کے حالات سے اہل اسلام بخوبی واقف ہیں اسلئے ہم ناظرین

کا وقت زیادہ ضایع کرنا نہیں چاہتے ہیں اور سینٹ پال کا حال بھی بالتفصیل لکھا جاوے تو ایک مجلد کتاب ہو جائیگی اسلئے بنظر اختصار ہم خود سینٹ پال کے ایک خط کا جو کارنتھ والونکو لکھا تھا بائبل سے ترجمہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اوسی سے ناظرین وزن کر لینگے کہ سینٹ پال بھی کس پالسی کے آدمی تھے۔ رسالہ کارنتھیں باب ۹

(۱) کیا میں ایک رسول نہیں ہوں۔ کیا میں آزاد نہیں ہوں۔ کیا میں نے عیسی مسیح کو جو ہم لوگ کا خداوند تھا نہیں دیکھا ہے۔ کیا تم لوگ ہماری ریاضت خداوند کے نام پر نہیں ہو (۲) اگر میں دوسرونکے لئے رسول نہیں ہوں تاہم تمہارے لئے تو بیشک ہوں کیونکہ تمہیں ہماری رسالت کی مہر ہو خداوند کے نام پر (۳) جو لوگ مجھکو جانچتے ہیں اونسے میرا جواب یہہ ہے (۴) کیا ہم لوگونکو اختیار کہانے پینے کا نہیں ہے (۵) کیا ہم لوگونکو اختیار بہن اور زوجہ کو لے پہرنیکا ویسا ہی نہیں ہے جیسا کہ دیگر رسولونکو اور جیسا کہ خداوند کے دیگر برادران و صفا کو (۶) یا صرف ہمیں اور برنباہ کو اختیار اعمال سے درگذر کرنیکا نہیں ہے (۷) کون شخص کسی جنگ کے مہم پر کبھی اپنے خرچ سے جاتا ہے۔ کون انگورستان لگاتا ہے اور اوسکا پہل نہیں کہاتا ہے یا کون گلہ کو چراتا ہے اور گلہ کا دودہ نوش نہیں کرتا ہے (۸) کیا یہہ باتیں میں مثل ایک آدمی کی کہتا ہوں یا یہی بات شریعت بھی نہیں کہتی ہے (۹) کیونکہ موسی کی شریعت میں لکھا ہے تجھکو نہیں چاہئے کہ جو بیل دوری کرتا ہے اوسکے منہ میں جابھی لگائے۔ کیا خدا کو بیلونکی فکر پڑی ہے (۱۰) یا یہہ سب وہ ہمیں لوگونکے لئے فرماتا ہے۔ لاریب ہمیں لوگونکے لئے یہہ لکھا ہے کہ جو جوتتا ہے چاہئے کہ امید لگا کر جوتے اور جو امید لگا کر مالش کرتا ہے چاہئے کہ وہ اپنی امید کا حصہ لینے والا ہو (۱۱) اگر ہم لوگوں نے روحانی چیزونکو تم لوگوں میں بویا ہے تو کیا یہہ بڑی بات ہے اگر ہم لوگ تمہاری جسمانی چیزونسے (روکڑ بن) یعنی اگر تمہارے مال میں سے لیں) (۱۲) اگر دوسرے اس اختیار میں تمہارے اوپر شریک ہیں تو کیا ہم لوگ اونسے بہتر نہیں ہیں (واضح رہے کہ حضرت عیسٰی نے فرمایا تھا کہ ہوشیار رہو اون جہوٹھے رسولونسے جو کرگ ہیں مگر بہیڑی کے لباس میں تم داخل ہونگے اور تم

اونکو اونکے پھل سے پہچانوگے۔ جب سینٹ پال نے وعظ کرکے لوگوں سے مال وصول کرنا شروع کیا تو حضرت عیسیٰ کے بعض حواریوں نے لوگونکو حضرت عیسیٰ کا قول مذکور الصدر یاد دلاکر متنبہ کیا اوسکے جواب میں سینٹ پال نے یہہ نامہ لکھا تھا۔ یہہ خط بہت طولانی ہے صرف چند فقرات جو اس مقام کے لئے مناسب ہیں درج کئے جاتے ہیں) (۲۰) اور یہودیوں میں میں یہودی بنا کہ یہودیونکو ملالوں۔ اونلوگوں میں جو تابع شریعت ہیں میں تابع شرع بنا کہ اونلوگونکو تابع شریعت میں ملالوں۔ اونلوگونمیں جو بلاشریعت ہیں میں غیر شرع والا بنا (خدا کے لئے غیر شرع والا نہیں بلکہ مسیح کے لئے تابع شرع) تاکہ اونلوگونکو جو بلاشرع ہیں ملالوں (۲۲) کمزوروںمیں میں کمزور بنا تا کہ اونلوگونکو جو کمزور ہیں ملالوں سب لوگونمیں میں سب کچھ بن جاتا ہوں کہ ہر طرح کچھ لوگونکو بچالوں (یعنی ہر رنگ میں مل جاتا ہوں پانی کی طرح)

لیکن سینٹ پال نے حضرت عیسیٰ کے حواریوں سے بجبر بیعت لینے کی کوشش نہیں کی نہ اونکے گلے میں رسی باندہکر گہر سے باہر گھسیٹتے ہوئے لائے جیسا کہ سینٹ عمر نے حضرت علی کیساتھہ کیا اور نہ جسطرح سینٹ عمر آگ اور لکڑی لیکر جناب فاطمہ زہرا مریم کبری کا گہر جلانے گئے اوسطرح کی کوئی کارروائی سینٹ پال نے حضرت مریم مادر عیسیٰ کے ساتھ کی۔ اور نہ جسطرح مریم کبری اپنے حق باغ فدک سے محروم کی گئیں۔ اوسطرح حضرت مریم مادر حضرت عیسیٰ کا حق چھینا گیا کیونکہ سینٹ پال کو ویسی حکومت ہی نہ ملی جیسی کہ سینٹ عمر کو ہاتھہ آئی حضرت عیسیٰ گو خاندان حضرت داؤد و حضرت سلیمان سے تھے جنکی سلطنت از غرب تا بہ شرق تھی لیکن صدہا برس قبل حضرت عیسیٰ کے بنی اسرائیل کے ہاتھہ سے سلطنت جاچکی تھی اب یہہ لوگ ہیرود بادشاہ کی جو سلطنت روم کا ایک صوبہ تہا رعیت تھے اور اوسیکے رعیت رہکر صرف مثل واعظین کے اپنے دین کی اشاعت کرتے تھے جیسا کہ اس زمانہ میں مختلف مذاہب کے لوگ ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کی رعیت رہکر اپنے اپنے دین کی اشاعت کرتے ہیں چنانچہ ایکمرتبہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ ہم لوگ قیصر کو خراج دیں یا نہیں۔ آپنے اوس سے پوچھا کہ خراج میں کیا چیز دیتے ہو اوسنے ایک سکہ نکالکر دکھایا حضرت عیسیٰ نے پوچھا کہ اسپر کسکی تصویر ہے اوس شخص نے کہا کہ قیصر کی

آپ نے فرمایا کہ جو قیصر کو دے اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دے۔ برعکس اسکے عرب میں کبھی کوئی غیر بادشاہ نہ ہوا عرب کی حکومت ہمیشہ سے ہمارے ہی نبی کی خاندان میں چلی آئی اور حضرت ابوطالب کے وقت تک یہی سلسلہ برابر جاری رہا اس اعتبار سے اگر اسلامی سلطنت نہ بھی قایم ہوتی تو بھی یہہ حکومت اسی خاندان میں رہتی اور حضرت علیؑ اپنے وقت میں اسکے مستحق ہوتے۔ عہد طفولیت سے لیکر بعثت کے دسویں برس تک جناب رسولخدا برابر حمایت و کفالت میں اپنے عم نامدار حضرت ابوطالب پدر علیؑ مرتضی ہی کے تھے اسلئے کسی کی مجال نہ تھی کہ حضرت ابوطالب کے رہتے کوئی شخص جناب رسولخدا کو ستائے چنانچہ اس باب میں حضرت ابوطالب کے چند اشعار کا ترجمہ مدارج النبوت میں اسطرح درج ہے۔ خدا کی قسم تیری طرف یہہ لوگ اوٹھا کر دیکھ نہیں سکتے جبتک میں خاک میں دفن نہ ہوجاؤں تو اپنے کام کو آشکار کر اور کچھ اندیشہ نکر اور خوش رہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں تیری اوس سے۔ لیکن بعد وفات حضرت ابوطالبؑ کفار قریش رسولخدا کو ستانے پر دلیر ہوگئے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے نہ سینٹ ابوبکر سے کچھ بن پڑتی تھی نہ سینٹ عثمان غنی سے اور نہ سینٹ عمر (جنکے نسبت کہا جاتا ہے کہ انہیں کے مسلمان ہونے کے بعد علانیہ نماز خانہ کعبہ میں باجماعت ہونے لگی) کوئی حمایت رسولخدا کی کرتے تھے حالانکہ خود آزادی سے کفار قریش میں شمشیر حمایل کئے ہوئے علانیہ پھرتے تھے اور ابوجہل نے انکو امان دے رکھی تھی اور سینٹ ابوبکر بھی ایک کافر عتبہ کی پناہ میں تھے لیکن رسول خدا کو پناہ دینے والا بجز ذات جناب باری کے کوئی نہ تھا بالآخر یہاں تک نوبت پہونچی کہ آنحضرت مکہ سے باہر نکلکر کبھی قبیلہ بکر بن وائل میں کبھی قبیلہ قحطان میں کبھی طایف اور بنی ثقیف میں کبھی بطن نخلہ میں تشریف لیگئے مگر جہاں گئے وہاں یہی زبان مبارک پر جاری تھا کہ قولوا لا الہ الا اللہ جسکے سننے کی کفار تاب نہ لاتے تھے اور ہر مقام پر حضرت کو ایذا پہونچاتے تھے بالآخر حضرت کو مدینہ منورہ کے جانب ہجرت کرنی پڑی اور در حالیکہ کفار قریش میں عمرو بن عبدود سا پہلوان موجود تھا جسکی ہیبت سے سینٹ عمر جنگ خندق میں لرزاں تھے اور جسکی ہمسرائی کرکے فوج اسلام کو ایسا خوف زدہ کر دیا تھا کہ اسکی مبارزطلبی کا بجز حضرت علی کوئی جواب نہ دیتا تھا۔ کون شخص باور کر سکتا ہے

کہ سینٹ عمر کے مسلمان ہوتیسے کفار قریش دب گئی اور کعبہ میں علانیہ نماز باجماعت انہیں
کے مسلمان ہونیکی وجہہ سی ہونے لگی ہاں سینٹ عمر کی پالسی البتہ قابل داد ہے جسکی وجہہ سے
کفار قریش خود سینٹ عمر سے متعرض نہ ہوتے تھے یا جس امر میں انکا ایما پاتے تھے کہ اسوقت
اسکو اسیطرح ہونے دو اوس سی بھی تعرض نہ کرتے تھے۔ الغرض رسولخدا نے تو خفیہ شب کے
وقت مدینہ منورہ کے جانب ہجرت فرمائی۔ مگر سینٹ ابوبکر نے پیچھا چھوڑا سراغ لگا کر راستہ
ہی میں حضرت کے پاس آموجود ہوئے اور سینٹ عمر تو دن دہاڑے کفار قریش کے سامھنے
تلوار ہلاتے روانہ ہوئے اور کفار اونسے متعرض نہ ہوئے مختصر یہہ کہ جو بیچارے صدق دلسے
مسلمان ہوئے تھے اونکا ہجرت کرنا تو ضرور ہی تھا وہ منافقین بھی جو از روے پالسی
ظاہرا مسلمان ہوے تھے اور باطنا کفار سے ساز و باز رکھتے تھے اور منتظر اپنے موقع کے
تھے مدینہ میں بھی آموجود ہوئے گویا کفار کے جاسوس ہر وقت حضرت کے پہلو میں موجود
جسکی وجہہ سی ہزارہا دقتیں حضرت کو پیش آگئیں اور کبھی مطمئن نہ ہونے پائے چنانچہ خطبہ غدیر خم
میں جسکے بعد چند ہی ماہ حضرت دنیا میں رہے کس سوز جگر سے فرماتے ہیں وانہ سیکون
من بعدی اقوام یکذبون علیّ فیقبل منہم ومعاذ اللہ ان اقول علی اللہ
الا الحق وانطق بامرہ الا الصدق وما امرکم الا ما امرنی بہ ولا ادعوکم
الا الیہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون فقام الیہ
عبادۃ بن الصامت فقال متی ذالک یا رسول اللہ ومن ہولاء
عرفنا ہم لنحذرہم قال اقوام قد استعدوا للناس منہم وسیظہرون
لکم اذا بلغت النفس منی ہہنا واومی الی حلقہ فقال عبادہ
اذا کان ذالک فالی من یا رسول اللہ فقال علیکم بالسمع
والطاعۃ للسابقین من عترتی والاخذین بنبوتی فانہم
یصدونکم عن الغی ویدعونکم الی الخیر (توضیح الدلائل شہاب الدین احمد
عالم اہلسنت) ترجمہ ضرور قریب ہے کہ بعد میرے کچھ قومیں جھوٹھ باندہیں مجھپر اور لوگ
اونکی بات کو قبول کریں پناہ بخدا میں نہ کہونگا بجز حق کے کہتا ہوں اور نہ سچائی کے

سوا کسی دوسری بات کا حکم دیتا ہوں نہیں حکم دیتا ہوں نہیں تمکو لیکن وہی کہ جو خدا مجھکو حکم دیتا ہے اور نہیں بلاتا ہوں میں تمکو لیکن خدا کیطرف قریب ہے جائیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا کہ کس کروٹ وہ پھیرے جائینگے - عبادہ بن صامت صحابی انصاری نے کھڑے ہوکر عرض کی یا رسول اللہ یہہ بات کب ہوگی اور وہ لوگ کون ہیں پہچنوا دیجئے کہ اونسے احتراز کریں حضرت نے فرمایا کہ وہ یہہ لوگ ہیں جو اسیر اپنے مسلمان ہونے ہی کے دن سے مستعد ہوئے ہیں اور یہہ باتیں اونسے اوسوقت ظاہر ہونگی کہ جب میرا دم حلق میں پہونچیگا پھر عبادہ نے پوچھا کہ اسوقت میں ہملوگ کو کیا حکم ہے حضرت نے فرمایا اطاعت اور فرمان برداری کرو سابقین کی میری عترت سے جنہوں نے میرے اسرار نبوت سے حصہ پایا ہے کیونکہ یہی لوگ تمکو گمراہی سے بچا لینگے اور راہ خیر کی ہدایت کرینگے - اب اسکے بعد خود سینٹ عمر کا قول ملاحظہ فرمائیے فقال عمر لقد کان من رسول اللّٰہ فی امرہ ذرو من قول لایثبت حجۃ ولا یقطع عذرا ولقد کان یربع فی امرہ وقتا ما ولقد اراد فی مرضہ ان یصرح باسمہ فمنعت من ذالک اشفاقا وحیطۃ علی الاسلام (تاریخ بغداد احمد بن طاہر) کہا عمر نے کہ رسول اللہ کا انکی نسبت قول تہا جو مثبت حجت اور قاطع حجت نہیں ہے اور ضرور آنحضرت انکی (علی کے) باب میں کبھی گمراہ ہو جاتے تھے (حالانکہ جناب باری سورہ نون میں قسم کہا کر فرماتا ہے ما انت بنعمۃ ربک مجنون) اور آنحضرت نے ضرور اپنے مرض میں ارادہ کیا تھا کہ (علی کے) نام کی تصریح کر دیں پس میں نے اس سے منع کیا شفقت اور حفظ اسلام کی نظر سے - اللہ رے تیری دور اندیشی بیشک اسکو پریزنس آف مائنڈ (سوجھ) کہتے ہیں کیا سوجھی ہے کہ حضرت کے اقوال جو علی مرتضی کے بارہ میں ہیں وہ تو بہت سی حجتوں اور عذرات سے قطع کر دئے جائینگی لیکن جب لکھکر نامزد کر دینگے تو بڑی مشکل ہوگی اسکو ہرگز نہ ہونے دینا چاہئے لہذا ان الرجل لیھجر (یہہ مرد تو ہذیان بک رہا ہے) حسبنا کتاب اللّٰہ (ہملوگ کیلئے کتاب خدا کافی ہے) کہکر ایسا شور و غل مچا دیا کہ حضرت نے خود ہی کہدیا قوموا عنی (میرے پاس سے اوٹھ جاؤ) واقعی یہہ تدبیر سینٹ عمر

کی ایسی کارگر ہوئی کہ اس سے سینٹ موصوف نے صرف اپنے ہی وقت میں کام نہیں لیا بلکہ آجتک اونکے طرفداران کے کام آرہی ہے لاکہہ اقوال رسول کو پیش کیجئے اور راوسے کیسی ہی سند لائیے اوسمیں ایک نہ ایک شق لگا دینگے۔ الغرض سینٹ عمر کو جسطرح مسند حکومت ہاتھ لگ گئی وہ سینٹ پال کو میسر نہ ہوئی۔ سینٹ عمر مثل سینٹ پال کے کسی دوسرے بادشاہ کے رعیت نہ تھے بلکہ خود مسند آرائے تخت سلطنت تھے چنانچہ صاحب ازالۃ الخفا لکھتے ہیں عن سلمان ان عمر قال لہ اانا ملک ام خلیفۃ فقال لہ سلمان ان جبیت من ارض المسلمین درھما او اقل واکثر و وضعتہ فی غیر حقہ فانت ملک غیر خلیفۃ فاستعبر عمر یہاں اس سے ہماری غرض صرف اسقدر ہے کہ ایسی حکومت انکو حاصل تھی کہ خود شک کرتے تھے کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ۔ پس سینٹ عمر کو اسلامی سلطنت ہاتھ آجانے سے جو موقع اپنی حکومت دکہانیکا ملا اور اونکے عہد میں جو فتوحات دگو دوسروں ہی کی کوشش سے سہی) ہونیکا طرہ انکے سر بندہا وہ سینٹ پال کو نصیب نہ ہوا۔ مگر دینی امور میں ان دونوں سینٹوں نے اپنی اپنی دور اندیشیوں سے اپنے اپنے ابتدائی ارادوں میں یکساں کامیابی حاصل کی۔

میں نے ایک رسالہ مسمّٰی بہ **اسلام صادق** بجواب رسالہ **دین اسلام** مصنفہ مسٹر ویری لکھا ہے جسمیں ان دونوں سینٹونکے حالات کچھ زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں مگر افسوس بوجہ عدیم الفرصتی اسقدر موقع نہیں ملتا ہے کہ مسودہ کو صاف کرکے مطبع میں دوں۔

سید غلام اصغر

سائنس اور اسلام

مترجم عدالت جمی

(گذشتہ سے پیوستہ)

قوت وہ شئی ہے جو دوسری شئی پر ایسا اثر کرے کہ اُسے متحرک کردے۔ مثلاً یوں سمجھنا چاہیئے کہ ایک پتھر کا ٹکڑہ زمین پر پڑا تہا کسی شخص نے ایک مقام سے اُٹھا کر دوسرے مقام

رکھدیا تو اس فاعل نے **قوت** صرف کی جس نے پتھر میں حرکت پیدا کر دی اور اوسکے
سائق مقام قیام میں تبدیل پیدا کر دیا۔
حرکت کے صرف **یہی معنی نہیں** کہ وہ تبدیل مقام کرے بلکہ اصلی معنی یہ ہیں کہ **سابق**
حالت میں تغیر پیدا کر دے اور بس۔ اب تغیر بھی مختلف قسم کا ہو سکتا ہے۔
ایک یہ کہ کوئی مادی شی تبدیل مقام کرے اور دوسرے یہ کہ وہ شی بلحاظ دوسری شی کے
متحرک ہو لیکن اسکی حرکت کا ادراک ظاہرانہ ہوتا ہو۔ مثلاً ایک چھوٹی شی مادی شی ایک عظیم
الشان مادی شی پر رکھی ہو اور یہ عظیم الشان شی حرکت میں ہو تو اس چھوٹی چیز کی حرکت
محسوس نہیں ہو سکتی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ متحرک ہے۔ گو یہ مسئلہ متنازعہ فیہ ہے کہ زمین حرکت
میں ہے لیکن اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ یہ صحیح ہے تو ایک چھوٹا سا گیند جو اس کرہ خاکی پر رکھا
ہے اور ظاہرا ساکن ہے وہ ضرور ہے کہ متحرک ہے اور اسکا نام اصطلاح خاص میں **حرکت
عارضی** ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر ایک پانی کا گھڑا آگ سے گرم کیا جاوے تو ابتدا میں پانی
متحرک نظر نہیں آتا لیکن حقیقت میں اسمیں حرکت اسی وقت سے شروع ہو گئی جس وقت اس
میں تھوڑی سی حدت بھی پہونچی تھی اور اسلیے حرارت بھی ایک **قوت** ہے اور یہی
وجہ ہے کہ ہم لوگ روزانہ **خیال** کو قوت خیال کہتے ہیں۔ خیال کا اثر انسان پر ایسا واضح
ہوتا ہے کہ مجھے زیادہ بحث کی ضرورت اس موقع پر نہیں ہے آگے چلکر ہم اس لطیف نکتہ کیطرف
اشارہ کرینگے۔
اب یہ کہ روح ہر شی میں ہے خداوند عالم خود اس آیۂ شریفہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ کل وہ چیزیں
جو زمین و آسمان میں ہیں تسبیح خداوند عالم میں مشغول ہیں۔ اس میں تخصیص کسی خاص چیز
سے نہیں ہے اسلیے اس قدر تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بلا وجود **روح** کے تسبیح و تقدیس اگر
محال نہیں خیال کیا جا سکتا تو نہ قرین قیاس ہے نہ عقل سلیم قبول کر سکتی ہے۔
علیٰ ہذا القیاس **قوت خیال** کا ادراک جو ہم لوگ روزانہ کرتے ہیں اس میں بھی ملاحظہ
ہیں۔ ہم لوگوں کو غالباً اسکا تجربہ ہوگا کہ جب کسی وقت میں بہت زیادہ غصہ ہوتا ہے
تو اس قوت کا اثر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ جسم کانپنے لگتا ہے یا اکثر اوقات اوسپر عرق آجاتا

جوخون کی روانی کی دلیل ہے اور اسکا بھی ثبوت ظاہر ہی ہے کہ حرارت سابق سے زیادہ
پیدا ہوگئی درحالیکہ نہ ہم نے اپنے جسم کو کوئی غیر معمولی حرکت دی۔ اور کسی گرم مقام
میں تھے جو باعث عرق کے آنیکے ہوتا ہے۔ اور اکثر ہم لوگ دنیاوی افکار سے نجات پاکر عالم
ملکوت کے حالات پر غور کرتے ہیں تو خوف خدا مختلف طرح پر طاری ہوتا ہے بعض لوگ صرف
محزون ہوجاتے ہیں بعض گریہ وزاری کرتے ہیں بعض کے جسم میں رعشہ پڑجاتا ہے اور عظیم الشان
درجہ اس قوت خیال کے احساس کا یہ ہے کہ بیہوشی طاری ہوجاتی ہے اور مدت تک قائم
رہتی ہے اور یہ درجہ نبوت اور امامت ہے جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام اثنائے مناجات
میں بیہوش ہوجاتے اور آپکی ایسی حالت ہوجاتی کہ لوگوں کو اسکا شبہہ ہوتا کہ روح
مبارک نے اس عالم سے پرواز کیا۔ اور ان کی ایسی ہی مثالیں پیش کرکے مادی
فرقہ اس امر کا قائل ہے اور کسی حد تک بعنوان دلیل مانا بھی جاسکتا ہے کہ روح مجرد
عن المادہ نہیں ہے۔
اسی طرح سے نباتات کو دیکھیے کہ ایک شاداب درخت گرم لوں کا شکار ہوکر بہت جلد
بے ثمر ہوجاتا ہے۔ سرسبز کھیت گرمی کی شدید حرارت سے موسم خزاں کی بہار دکھاتے ہیں
لوں کا اثر سبز مٹر کے دانوں میں کس قدر واضح ہوتا ہے جسکا تجربہ ہر شخص کو ہے
وہ خاص دانہ جسکی اصلی روح نکل جاتی ہے کیسا بدمزہ ہوجاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ
اس موقع سے ہم اپنے بڑے دو حصوں کے دیگر حصہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھی واضح کردینا
ضروری ہے کہ حصہ اول یعنی ذی روح مثل انسان و حیوان کو ہم بالکل قلم انداز
کرتے ہیں جسکی وجہ ہم شروع میں بتا چکے ہیں اور اب یہاں سے دوسرا حصہ یعنی غیر ذی روح
سے بحث کرینگے۔ اسکے تین چھوٹے چھوٹے حصہ ہیں۔
اول جمادات مثل پتھر لوہا لکڑی وغیرہ مع نباتات
دوم عرقیات مثل پانی تیزاب وغیرہ۔
سیوم اشیاء مثل ہوا مثلاً بھاپ۔ دھواں۔ گیس۔ وغیرہ

قوت حرارت یہانپر ہم ایک قوت حرارت کا ذکر کرینگے اور یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ

اسکا اثر ہر حصہ کے مختلف افراد پر کس طرح سے پڑتا ہے اور یہ کس حد تک اسکا اوراک کرتے ہیں۔ ہم یہ صاف طور سے ظاہر کر چکے ہیں کہ قوت کیا چیز ہے اور ادراک اسکا حد درجہ مختلف ہے اور ہر شئی کے لحاظ سے ایک خاص صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس قوت کے متعلق تین مسئلے حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ اول۔ ہر شئی گرمی سے بڑھ جاتی ہے لیکن بمدارج۔

مسئلہ دوم۔ اشیاء مثل بھاپ وغیرہ سب سے زیادہ بڑھتی ہیں

مسئلہ سیوم۔ جمادات مثل لوہا تانبا وغیرہ سب سے کم بڑھتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

میرے تشیع کے وجوہ

اڈیٹر صاحب۔ تسلیم مضمون ذیل کو مہربانی کرکے اپنے اخبار میں جگہ دیجیے۔ ممنون و مشکور ہونگا یہ مضمون اہلحدیث۔ نجم لکھنؤ۔ اور اثنا عشری میں بھی شایع ہونیکو بھیجا گیا ہے۔

ایک محبتانہ خط آپ سب صاحبوں جو طریقہ رشاد کے سالک اور شریعت محمدیہ کے پیرو اور مطیع ہونیکی عزت رکھتے ہیں بلعد سلام مسنون الاسلام واضح رائے عالی ہو کہ یہ عبد ذلیل قدیم سے بلحاظ پشتینی اور آبائی مذہب کے طریقہ اہلسنت والجماعت کا پابند تھا چونکہ مجھکو عرصہ سے مذہبی معلومات سے واقفیت بہم پہونچانیکا شوق دامنگیر تھا۔ اسلئے اپنے مذہب کی مستند اور مسلم الثبوت کتب کے مطالعہ میں اپنا بہت بڑا وقت صرف کرنیکا موقع ملا۔ اسی اثنا مطالعہ میں چند ایسی روایات میری نظر سے گذریں۔ جو میرے خیالات راسخہ کے بالکل مخالف تھیں۔ اور جنسے مجھے کافی طور پر یقین ہوگیا۔ کہ حقیقی دین اسلام کا اصلی چھرہ وہ نہیں ہے جسکو ہمارے مذہب کے علما و فضلا نے وضع کیا ہے۔ اور یہہ حقیقی اور الٰہی مذہب جسکا آیتہ "ان الدین عند اللہ الاسلام" میں اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ محض آئمہ اہلبیت کی پاک تعلیمات میں محدود ہے۔ اور جسکو بہ نظر طریقہ ابراہیمی اور بموجب آیتہ قرآنی کے "شیعہ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس میری تبدیلی مذہب پر میرے بعض احباب اور اعزا مجھسے اون وجوہ کو طلب فرماتے ہیں جنسے مجھکو

یقین واثق ہوگیا۔ کہ مذہب اہلسنت والجماعت ہرگز الٰہی اور منجانب اللہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ دنیوی لوگونکی راے اور خواہش کے موافق عالم وجود میں آیا ہے۔ افسوس ہے کہ مجھکو اون وجوہ کے تفصیل لکھنے میں اپنی سابق مذہب کے اکثر دوستوں کی ناراضی طبع کا اندیشہ ہے۔ کہ عموماً اونسے اکثر لوگونکے دلونکو چوٹ لگتی ہے۔ کیونکہ وہ بے شبہہ اونکے نقائص اور عیوب کو ظاہر کرنیوالے ہوتے ہیں۔ تاہم میں بلاخوف و خطر لومۃ لائم محض اظہار حق کے خیال سے صرف چند سوالات اپنے بھائیونکے لئے دو وجوہ سے منتخب کرتا ہوں اول یہہ کہ وہ اونپر غور کریں اور پیش کردہ سوالات سے حق و باطل کا خود بھی فیصلہ کریں دوم یہہ کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر نہایت سچائی سے باور کراتا ہوں کہ ان سوالات کا محققانہ اور تسکین بخش جواب پانے پر اگر میری سمجھ کی غلطی ہے تو میں اپنے سابق مذہب پر ثابت قدمی کے ساتھہ رہونگا۔ بہر حال میں ایک ماہ تک حضرات اہلسنت والجماعت سے جواب کا منتظر ہوں۔ اگر کہیں سے جواب نہ آیا تو میں سمجھ لونگا کہ مذہب اہلسنت کے منجانب اللہ ثابت کرنیکے لئے ہمارے علماء کے پاس دلائل نہیں ہیں۔ اور وہ قلباً نہیں بلکہ لساناً اوسپر قایم ہیں۔ اور عوام الناس کے قبول حق سے محروم ہو کر اپنے مذہب کے پوشیدہ اسرار کو ظاہر کرنا مصلحت نہیں سمجھتے۔

تفصیل سوالات

(سوال اول) حضرت سرور عالم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے لایزال هذا الدین قائماً حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم تجتمع علیه الامة کلهم من قریش۔

(نقل کیا اسکو شیخین (بخاری و مسلم) ابو داؤد اور ترمذی نے)

حاصل حدیث شریف یہہ ہے کہ میری امت میں بارہ خلیفہ ہونگے۔ اور وہ قریش سے ہونگے اونپر تمام امت کا اجماع ہوگا۔ اور قیامت تک رہینگے اور جبتک وے رہینگے دین قایم رہیگا۔ یعنی اونکے وجود تک دین کا قیام ہے۔ بعدہ دین کا بھی زوال ہوجائیگا یہہ وہ حدیث ہے جسے جملہ فقہاے اسلام نے قبول کیا ہے۔ اور مختلف طریقوں سے

صحاح ستہ و دیگر کتب میں وارد ہوئی ہے - اگر تمام طرق میں اسکے نقل کروں تو ایک کتاب ضخیم طیار ہوگی - علماء خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں - میں صرف اسقدر حوالہ دینا مناسب سمجھتا ہوں - کہ کتاب ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ کے صفحہ ۴۴۴ کو دیکھ لیجئے -

اہلسنت و الجماعت اس حدیث کی شرح میں اون بارہ خلفاء کے نام یہہ بیان فرماتے ہیں حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت معاویہ حضرت یزید حضرت مروان حضرت عبد الملک حضرت سلیمان حضرت ہشام حضرت ولید حضرت عمر ابن عبد العزیز ملاحظہ ہو فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۴ - ملل و نحل علامہ شہرستانی کا صفحہ ۹۰ - قرۃ العینین شاہ ولی اللہ صاحب کا صفحہ ۲۹۷ - تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی کا صفحہ ۷ و ۸ - ان خلفاء اثنا عشر کا زمانہ سنہ ۹۹ھ تک رہا پس دین اسلام بھی بفحوائے حدیث مذکورہ خلافت کے ساتھ ختم ہوگیا - لہذا اب دریافت طلب امر یہہ ہے کہ سنہ ۹۹ھ سے آجتک جو لوگ عیان اسلام رہے - اور ہیں تو اونکا شمار کس دین میں ہوگا - اگر وہ مسلمان تھے اور ہیں تو کس حیثیت کے شیعہ مذکورہ خلفاء کے خلاف بارہ خلیفہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گیارہ ختم ہوگئے - بارہویں حضرت مہدی آخر الزمان باقی ہیں - اونکا دین تا قیام قیامت رہیگا

سوال دوئم - خلافت یا نیابت یا امامت جو ایک ہی درجہ ہے - اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ میں سبکو ہم معنی تسلیم کیا ہے - بحق اشخاص فاسق فاجر عود کر سکتی ہے یا نہیں اگر نہیں کر سکتی ہے - تو یزید و ہشام و عبد الملک و ولید وغیرہ کیسے خلیفہ ہوئے - کیونکہ اونکے مطاعن پر اگر نظر کیجائے - تو دنیا میں کوئی شخص ایسا دکھائی نہیں دیتا - کہ جسمیں اسقدر معائب ہوں - لہذا یہہ ضرورت ہوئی کہ بموجب حدیث اون بارہ خلفاء کے نام بتائے - یا خلیفہ رسول ایسی صفت کے اشخاص ہونا چاہئیں - جیسے اوپر مذکور ہوئے - اور ہم حضرت یزید کو رضی اللہ تعالی عنہ کہیں یا نہ کہیں -

سوال سوئم - جمیع اہل اسلام نے یہہ تسلیم کیا ہے - کہ جناب فاطمہ زہرہ طاہرہ و صدیقہ و سیدۃ النساء العالمین تھیں - اور حضرت علی بھی صدیق تھے - وہ بلکہ اہلسنت کے علماء نے بھی بہت کچھ مولائے دو جہان کی تعریف فرمائی ہے " - اور جناب ام سلمہ

اُم المومنین بھی صدیقہ تھیں - اس سے کسی فرقہ اسلام کو انکار نہیں ہے (سوائے خوارج کے)
لہذا یہہ خدشہ پیدا ہوتا ہے - کہ آپنے دعوی بروئے ہبہ فدک کا کیا تھا - اور حضرت علی و جناب
ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے وقوع ہبہ پر ادائے شہادت کی - کہ جسکو خلیفہ اول نے غلط قرار
دیکر دعوی ڈسمس کیا پس سوال یہہ ہے کہ دعوی فدک اگر جھوٹا تھا - تو جناب فاطمہؑ نے
غلط دعوی کیا - اور حضرت علیؑ و ام سلمہؓ نے خلاف واقع جھوٹی شہادت دی
لہذا ہم اونکو اس بارے میں کیا سمجھیں اور اگر دعوی سچا تھا - تو حضرت خلیفہ اول نے
غلط فیصلہ صادر فرمایا - پس اس بارے میں اونکے بابت کیا حکم ہے - اور یہہ بات کہ
دعوی کرنیوالا شہادت دینوالا و فیصلہ کرنیوالا سب سچے ہیں قابل تسلیم نہیں ہے -

سوال چہارم - جب فیصلہ بربنائے ہبہ خلاف جناب سیدہ فاطمہؑ صادر ہوا - تو
آپنے بربنائے وراثت قبضہ چاہا - اور قران مجید سے استناد کیا - تب خلیفہ صاحب نے ایک
حدیث "لا نورث" پیش فرمائی - کہ جسکے وہ خود راوی ہیں - اور ارشاد فرمایا کہ
آپکو یوں بھی فدک نہیں مل سکتا - تب حضرت علی نے قران شریف کی آیہ ورثہ سلیمان داؤد
پیش کی اور اوس حدیث پر توجہ دلائی کہ جسمیں حضرت سرور عالم صلعم نے ارشاد
فرمایا ہے - کہ جب بھی کسی حدیث میں تعارض واقع ہو یا شبہہ ہو کہ یہہ صحیح ہے
یا نہیں تو اوسکو قران شریف پر عرض کرو اگر مطابق قران شریف حدیث ہو
تو سمجھو صحیح ہے ورنہ جھوٹی - چنانچہ یہہ بھی بحث کی - کہ یہہ حدیث خلاف قران
مجید ہے - اکثر آیات اور بھی استدلال میں دکھائی گئیں جسمیں پیغمبران
سابقین نے اپنے وارث ترکہ ہونیکی دعا مانگی اور اللہ تعالی نے اونکا وارث پیدا
کیا - لہذا سوال یہہ ہے کہ آیا قران مجید صحیح ہے یا حدیث "لا نورث"
والی - اور یہہ دعوی جناب فاطمہ کا غلط تہا -

سوال پنجم - یہہ حدیث مسلمہ ہے کہ نہ پہچانا جسنے امام زمانہ کو - اور نہ بیعت کی
اوس سے پس مرا وہ مثل موت **جاہلیت** کے - اور یہہ بھی مسلمہ ہے کہ جناب
سیدہ مرتے وقت تک حضرت ابوبکر سے ناراض رہیں - اور کلام نہیں کیا - اور وصیت

فرمائی کہ میرے جنازہ پر نہ آئیں۔ چنانچہ بلا علم و اطلاع اونکے شب میں دفن ہوئیں
جیسا کہ روایت صحیح میں بھی ہے "وغضبت فاطمۃ حتی ماتت" و نیز دیگر کتب
سیر و تواریخ میں یہہ واقعہ تواتر کے ساتھہ نقل ہوا ہے۔ لہذا یہہ فرمائیے۔ کہ خلافت
اول اگر حق تھی تو جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی موت کیسی ہوئی
اور اگر اونکی موت مثل موت مومن کے فرض کیجائے۔ تو خلیفہ اول کا کیا حشر ہوگا بصراحت
قابل اطمینان جواب دیجیے۔

سوال ششم۔ ہمارے یہاں کے علما ہمکو یہہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ صحابہ رسول اللہ
کی شان میں سوء ادبی کرنا کافرینا ہے۔ اور اسیوجہ سے شیعہ کافر ہیں۔ اگر یہہ مسئلہ
سچا ہے تو بتائیے کہ امیر معاویہ اور اونکے عہد کے اور حضرات و دیگر اصحاب کہ جنھوں
نے ۵۹ برس جناب امیر علیہ السلام اور اونکی اولاد پر سب و شتم کیا مسلمان تھے
یا کافر۔ شاید آپ حضرات اس سوال کو بلا ثبوت غلط قرار دیتے ہیں لہذا میں چند
علماء اسلام کے اقوال بھی نقل کرتا ہوں۔ تاریخ الخلفاء کے صفحہ ۱۶۶ پر علامہ
سیوطی فرماتے ہیں جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ بنی امیہ گالی دیتے تھے خطبوں میں علی بن ابیطالب
کو۔ پس جب خلیفہ عمر ابن عبد العزیز ہوئے۔ تو مٹایا اونہوں نے اس بدگوئی کو۔ اور
اپنے ممالک کے افسروں کو اوسکے مٹانیکو لکھا۔ اور بجائے بدگوئی کے پڑھایا اوسنے آیۃ
"اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ" آخر تک۔ پس اس
آیۃ کا اوسوقت پڑھنا قرار پایا۔ شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی تحفہ کے صفحہ ۳۴۵ میں
اسی کے مانند عبارت تحریر فرمائی ہے۔ صحیح مسلم کی جلد دوم کی باب فضائل میں بصفحہ ۲۷۸
اور جامع ترمذی کے صفحہ ۲۱۲ پر بھی اسی قسم کی عبارت لکھی ہے۔ جو کہ ہر جگہ مل سکتی
ہیں۔ ملاحظہ فرما لیجیے۔ علاوہ ازیں سیرۃ النعمان کے صفحہ ۸۹ میں شمس العلماء
مولوی شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سنہ ۴۱ھ عہد خلافت معاویہ سے عہد عمر
ابن عبد العزیز تک ہر جمعہ کے خطبہ میں حضرت علی علیہ السلام پر لعن ہوتا تھا۔ عمر ابن
عبد العزیز نے موقوف کرایا ہے۔

احقر العباد سید دلبر علی عرف انیس ولد سابق اہلسنت والجماعت
ابن سید مظہر علی ابن سید بو علی محلہ سرائے میران شہر بدایوں -

الحق مُرّ

رسالہ اصلاح نمبر ۲۳ و ۲۴ ماہ ذیحجہ ۱۳۲۵ ہجری کے صفحہ ۵۵ لغایتہ ۵۷ میں "عبرۃ الناظرین"
کی سرخی سے ایک مضمون مضمون نگار صاحب نے اپنی حسن لیاقت و خوبی تحریر و زور قلم
سے بہت کچھ فروغ دیا ہے۔ اوّلاً تو مضمون نگار صاحب کو اس قسم کے نزاعات خانگی پبلک
کے سامنے لانے نہ تھے کیونکہ یہہ تو ظاہر ہے کہ اسمیں کسی نہ کسی فریق کی زیادتی تو ضروری ہے
اور در صورت اثبات الزام ایک نہ ایک فریق بالضرور مورد ملام ہوگا بس اوسکے لئے اوسکے
قرب و جوار ہی کی ذلت و خواری کیا کم تھی جو مزید براں تمام دیار و امصار کو بھی اوسمیں
شریک کیا گیا۔ ثانیاً بفرض محال اگر اونکی رائے صائب نے اسی پر استقرار لیا تھا تو اونہیں تو
لازم تھا کہ جملہ واقعات باکم و کاست صحیح صحیح لکھتے اور خود زمرہ کا ذہن میں داخل ہونے
سے بچتے ناظرین خود ہی اون واقعات صحیحہ سے بغور و تعمق نتیجہ نیک و بد ہر دو فریق کے بابت
بطور خود اخذ کرتے اور جو اونہیں مناسب معلوم ہوتا وہ کرتے مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ من اولہ
الی آخرہ اپنی بریت اور دوسرے کی ملزمیت کا خیال کرکے مضمون ختم کیا گیا ہے لہذا ضروری
ہوا کہ بجواب اوسکے وہی حالات صحیح صحیح بلا کم و کاست لکھے جاویں - جابجا اپنے فریق کی مدح
سرائی اور جہاں تک ہو سکا ہے بہت ہی کچھ اوسکے محامد و اوصاف میں خامہ فرسائی کی گئی ہے
مگر اب اون خودستائیوں کی انتخاب سے کہاں تک اس مضمون کو بیجا طول اور نظر ناظرین کو
ملول کیا جاوے کیونکہ تمام و کمال مضمون اسی پیرایہ میں لکھا گیا ہے کہ اپنے فریق کی ہر موقع و
محل پر مدح و ثنا اور دوسرے فریق کی مذمت و ہجو کی گئی ہے مگر یہہ نہیں خیال کیا گیا جیسا
کہ کسی نے کہا ہے اور خوب ہی کہا ہے ؎ ایک ہی چلو دیا کر راہ معنی کی نہ چل نقش پا
لحد سنگے یہ رفتار پائے لنگ ہے۔ اکثر موقع میں یہہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ فی الحال یہہ مضمون
بالاجمال بطور ایک معمہ کے لکھا جاتا ہے اور یہ راز ابھی سربستہ رکھا جاتا ہے آیندہ پھر کسی وقت

میں نے کل واقعات راست راست بلا کم و کاست ظاہر کردئے ہیں اور فیصلہ اسکا ناظرین کے انصاف پر چھوڑا ہی۔ اب میں اپنے مضمون کو اس فقرہ پر ختم کرتا ہوں کہ مضمون نگار صاحب اگر کسی واقعہ میں غلط بیانی پا دیں تو بالضرور اوسکی تردید میں اپنا قلم اوٹھادیں ورنہ خواہ مخواہ کی تو تو میں میں سے باز آویں اور قصہ زمین بر سر زمین مثل مشہور رہے اگر باہمی طور پر تصفیہ نہیں ہوتا ہے تو گانوں والوں سے رجوع کریں اوسکے بعد قرب وجوار کے لوگوں سے اور پھر آخری درجہ عدالت کا ہے پبلک میں یہ قضایا پیش کرنے سے سوائے تفضیح و تضحیک ایک دوسرے کی اور کوئی نتیجہ نہیں معلوم ہوتا بہر حال جب اہر پر وہ رضامند ہونگے تو ہمیں اوس میں عذر نہیں ہے آگے آگے وہ اور پیچھے پیچھے ہم چلے چلیں جہاں تک چل سکیں۔ آخر میں اپنے عنایت فرما جناب اڈیٹر صاحب پرچہ اصلاح کی خدمت میں التماس ہی کہ آپنے باوجود سنجیدگی و متانت کے محض دعوا بے دلیل مدعی پر بلا انتظار اوسکے جواب کے یکطرفہ راے قائم فرما کر ایک مختصر سا نوٹ فریق ثانی کے نسبت لکھ ہی دیا جو ہرگز آپ کی شان کے شایان نہ تھا۔ وبس۔

راقم

ایک اوسی مضمون عبرۃ الناظرین کا

مخاطب

اصلاح - پہلے تو تاخیر اشاعت مضمون کی معذرت چاہتے ہیں ثانیاً ہمیں بھی اسکا افسوس ہی کہ ناحق ایسا مغالطہ دیا جس سے پہلے راے قائم کی اس جدید فرقہ خواجگانی کی ترتیب ہی کچھ ایسی ہوتی ہی کہ انسان مجبور ہوجاتا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ جن صاحبوں کو اوس نوٹ سے تکلیف پہونچی ہو معاف کرینگے۔ اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم واللہ غفور رحیم۔

(اڈیٹر)

فساد محرم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسباب بغاوت یہانتک تو اجمالی حالات تھے ان واقعات کے جو ایسے پر امن زمانہ معدلت گورنمنٹ

انگلستان میں ہندوستان کی ہر گوشہ میں پیدا ہوے اور گورنمنٹ اسکا انتظام کر لیگی۔ مگر ہمارا فرض یہ ہے کہ اسپر کافی غور کریں اس قسم کے واقعات ہر گوشہ میں کیوں پیش آئے

اخبار اہلحدیث لکھتا ہے اس فساد کے متعلق دو طرح غور و فکر ہونگے ایک گورنمنٹ کی طرف سے ہوگا جسکا مطلب یہ ہوگا کہ فسادیونکو سزا دیکر آیندہ کو امن قایم کرے۔ ایک مصلحان قوم کی طرف سے ہوگا گورنمنٹ تو اپنا کام آپ کریگی ہمیں تو ہمیں فکر نہیں۔ مگر مصلحان قوم کیلئے سب سے عمدہ تجویز ہمارے خیال میں یہ ہے کہ مسلم لیگ گورنمنٹ کی خدمت میں درخواست کرے کہ تعزیہ بنانے والوں سے دریافت کیا جائے کہ وہ کس مذہب کے پابند ہیں اگر اہلسنت ہوں تو چونکہ اہلسنت کے علما تعزیہ بنانے کے سخت مخالف ہیں اسلئے کوئی سنی تعزیہ نکالنے کا مجاز نہو اور وہ اپنا مذہب شیعہ بتلاوے تو حسب فتوی علمای شیعہ انکو تعزیہ کے متعلق اجازت دی جائے۔ علمائے شیعہ اگر اپنی دیانت سے یہ فتوی دیں کہ تعزیہ اپنے گھروں میں رکھکر ماتم اور گریہ و بکا کرنا افضل ہے جیسے میرے دوست مولوی سید علی صاحب لاہوری نے امرتسر کے شیعوںکو میرے سامنے فتوی دیا تھا تو یہی کریں۔ اور اگر یہ فتوی دیں کہ بازار و نمیں بازاری فاحشات کو دکہاتے پہریں تو یہی اجازت ہو۔ مورخہ ۲۰ فروری

اس رائے کا نتیجہ تو سب پر ظاہر ہے کہ چونکہ آپ وہابی ہیں اور یادگار خوارج نہروان سے لہذا یہ چاہتے ہیں کہ جسطرح بھی ہو تعزیہ داری موقوف ہو مگر کاش وہ اسکا بھی فتوی دیتے کہ جب ہندو و مسلمان میں مسجد پہ جھگڑا ہو تو مسجد کی تعمیر ملتوی کردی جائے کیونکہ واجب نہیں عبادت خدا ہر جگہ ہو سکتی ہے۔ اسیطرح گاؤکشی کے متعلق جو ہندو مسلمان میں فساد ہوا تو گاؤکشی موقوف کر دی جائے کیونکہ فرض نہیں۔ اسیطرح جب وہابی اور حنفی میں مسجد کے متعلق تکرار ہو تو وہابیوں کو سمجھائیں کہ پرائی مسجد میں تمکو مداخلت جائز نہیں۔ وہ مال ہے حنفیوں کا حنفیوں نے بنایا وہی نماز پڑھتے ہیں وہی اوسکے متولی اور موذن ہیں تم کیوں فساد کرتے جاتے ہو۔ مگر اونکو تو اس قسم کی فہمایش نہوگی فہمایش ہوگی تو کیا کہ تعزیہ داری موقوف کردی جای۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کسی کے اختیار میں نہیں ہے کہ کسی کے مذہب کے کسی رکن کو خواہ اصل ہو یا فرع کوئی موقوف کردے۔ نہ اب مغرب اولیس سلطان افریقیہ ہے جسنے تمام ملک میں مذہب مالکی کو رایج کیا نہ حضرت عثمان کہ تمامی صحابہ کا قرآن لیکر جلا دیا کہ بجز اس قرآن مرتبہ عثمان کوئی قرآن نہ رہنے پائے اب زمانہ ہے

گورنمنت انگلیشیہ کا جسنے نہایت دور اندیشی اور عاقلانہ قانون سے ہر مذہب کو آزادی دی ہے اور ہر شخص اپنے امور مذہبی میں آزاد ہے اور یہ عم تو السا عم ہے کہ مطابق وعدہ رسول قیامت تک باقی رہیگا بلکہ اور ترقی ہوگی۔

ہاں ہر رعیت کا بشرطیکہ خیرخواہ گورنمنٹ ہو یہ فرض ہے کہ وہ ہر قسم کے جھگڑوں اور نزاعات کے اسباب بتلائے جسیے حکام وقت اور گورنمنٹ غور کرکے اسباب فساد کے بیخکنی میں کوشش کرے نہ یہ کہ کسی رکن کو ارکان مذہبی سے بند کردے یا موقوف کردے جس سے اوس معاہدہ خلاف کی ورزی لازم آئے جو گورنمنٹ نے اپنی رعایا سے فرائض مذہبی میں ابتداے سلطنت میں کیا تہا۔

ہم یہاں نہ اس سے بحث کرنا چاہتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے علمای اہلسنت پر اس کا افترا کیا ہے کہ "اہلسنت کے علما تعزیہ بنانے کے سخت مخالف ہیں" کیونکہ ہم صدہا علمای اہلسنت کے نام لکھ سکتے ہیں جنہوں نے تعزیہ داری کی اجازت دی ہے۔ اور خود تعزیہ دار رہے ہیں۔ اسیطرح ہم انکا جواب بھی نہیں دینا چاہتے کہ مولوی سید علی صاحب لاہوری نے ایسا فتوی دیا اگر ہو تو تحریری ثبوت پیش کریں زبانی دعوی آپکا تو اون حدیثوں سے ظاہر ہے جسے آپکے علما اور صحابہ نے ہزار در ہزار موضوع بنا کر رسول اللہ پر اتہام کیا۔

بلکہ ہم یہ دکہلاتے ہیں کہ ان فسادات کا اصلی بانی کون ہے اور کسکی تحریک سے یہ فسادات ہو رہے ہیں تاکہ گورنمنٹ مناسب طریق سے اصل بانی فساد کی بیخکنی کرے کہ پہر اس قسم کے فسادات نہو پائیں گورنمنٹ کو اور حکام کو بھی بخوبی معلوم ہوگا کہ اصلی بانی اس فساد کا مذہب وہابیت ہے جو خارجیت اور بغاوت کا پورا عنصر رکہتا ہے پہلے گورنمنٹ کی پوری نگرانی اسپر رہتی تہی لہذا اس قسم کے فسادات کم ہوتے تھے جبسے گورنمنٹ نے انکو مطلق العنانی بخشی روز بروز فسادات بڑہ رہے ہیں۔

ہندوستان کے تین اخبار اہلحدیث۔ کرزن گزٹ۔ نجم لکھنؤ کا خاص وظیفہ یہی ہے کہ ادہر ماہ محرم کی آمد شروع ہوئی بلکہ ابتدا ہی سے اس قسم کی تحریریں شایع کرتے ہیں کہ فریقین میں آتش فساد مشتعل ہو۔ اہلحدیث آج پانچ برس سے جاری ہے جو ہر سال ابتدای محرم میں ہزاروں اشتہار اس قسم کا شایع کرتا ہے کہ تعزیہ رکہنا حرام ہے بدعت ہے۔

ایڈیٹر اہلحدیث پر تمامی علمای حنفاف امرتسر وغیرہ کا یہ الزام مشہور ہی کہ امرتسر کے اتفاق میں انہوں نے نفاق ڈالا اہلحدیث اور حنفیوں میں فساد انہوں نے ڈالا پھر اہلحدیث میں باہم خود بھی پھوٹ انہوں نے ڈالا۔ اسکے جواب میں ایڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے اخبار مورخہ ۸ ذیقعدہ میں اپنا نامہ اعمال بابت سنہ ۱۳۴۱ھ لکھتے ہوئے لکھتے ہیں "پھر ہمنے مسلمانوں میں سب سے بڑی رسم تعزیہ کی طرف توجہ کی تو سب سے ایک مشترک فتوی لیکر بذریعہ اشتہار شایع کیا اور جناب مولانا ابو عبد احمد صاحب اہلحدیث وغیرہ کے ساتھ ہیئد میاں محمد جان مرحوم میں جناب مولوی رسل بابا صاحب مرحوم کے پاس پہنچا وہاں ملکر تعزیوں سے متعلق علماء کا مشورہ قرار پایا کہ تعزیہ داروں کے گھروں پر جا کر انکو سمجھایا جاے۔ اتنے میں شہر کے روسا کو خبر ہوئی انہوں نے پیغام دیا آپ ذرہ صبر کریں ہم بھی اسمیں شریک ہونگے چنانچہ خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب مرحوم نے ایک عام جلسہ کیا اور تعزیہ کی خرابی کو محسوس کر کے اسکے بندش کے اسباب پر غور ہوا ۱۱

سنہ ۱۳۴۱ھ سے ایڈیٹر اہلحدیث شب و روز اس فکر میں لگے ہوے ہیں کہ تعزیہ داری کو جسطرح ہو موقوف کریں چنانچہ اخبار مورخہ ۱۵ شوال میں لکھتے ہیں دو سال بھی مثل گذشتہ سال کے تعزیہ کے متعلق ایک اشتہار نکالنے کا ارادہ ہی جس میں تعزیہ کی حرمت پر سب اہلسنت علماء کرام کی دستخط ہونگی بس ناظرین ہمکو اس کار خیر میں مدد دیں کہ اپنے اپنے علاقہ کے علماء سے جنکی دستخط گذشتہ سالوں میں شایع نہیں ہوئی تعزیہ کی ممانعت کی دستخط بھیجوادیں ۱۱

گورنمنٹ اس سے سمجھ سکتی ہی کہ وہابی اخبار کس طرح کے فسادات پر شب و روز تلا ہوا ہی کہ ہر سال اشتہار پر اشتہار شایع کرتا ہی اور ۱۳۴۱ ہجری ہی اسمیں کوشاں ہی پھر کہاں تک فساد میں ترقی ہوگی اخبار مذکور اپنے اشاعت مورخہ ۰۰ ذیقعدہ میں لکھتا ہی تعزیہ کے متعلق لکھا گیا تھا کہ ناظرین اپنے اپنے علاقہ کے علماء کرام سے ممانعت کی دستخط بہت جلد کرا کر بھیجوادیں مگر ان علماء کی دستخطوں کی ضرورت نہیں ہی جو گذشتہ سال میں چھپ چکی ہیں آج پھر توجہ دلائی جاتی ہی۔ یہ بھی واضح ہو کہ جن جن اصحاب نے جسقدر اشتہار منگواے ہوں وہ ابھی سے درخواستیں بھیجتے رہیں قیمت غالباً ۸ ر فی سیکڑہ مع محصول ہوگی۔ پھر مورخہ ۲ ذیحجہ میں لکھتے ہیں تعزیوں کا اشتہار طیار ہو گیا جن جن اصحاب نے طلب کیے تھے انکو بھیجدیے گئے ہیں اس دفعہ اشتہار ماہ محرم کے متعلق

بعض احکام بھی لکھے گئے ہیں مگر تجربہ ہے کہ تعزیوں کے حامی تو ہرسال ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں لیکن جو لوگ تعزیہ کو اسلام چہیتا ہوا کانٹا جانتے ہیں وہ اسکے اکھیڑنے میں چند پیسے بھی خرچ نہیں کرتے اصل قیمت فی سیکڑہ ؎ ،،

گورنمنٹ اگر ان تحریروں پر غور کرے تو اوسے معلوم ہو سکتا ہے کہ امسال جو ہندوستان کے ہر گوشہ میں فساد ہوا اور صدہا جانیں تلف ہوئیں - اور پولیس - فوج - حکام کو حفظ امن قایم کرنیکے لئے تکلیفیں اوٹھانی پڑیں - اوسکے ذمہ دار یہی حضرات ہیں جو آج ۵ سال سے ہر سال ہزاروں اشتہار تقسیم کرتے ہیں جس سے طبایع میں اشتعال پیدا ہوا اور فساد کا سامان مہیا ہو - ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ تعزیہ ایسی چیز ہے جسے سنی اور شیعہ بلکہ ہندو بھی بکمال خلوص ہر سال بناتے ہیں اوسمیں یہ فسادات ہوں کہ کوئی مقام خالی نہ ہے -

شیعوں کی حالت جو خاص بروز عاشورہ ہوتی ہے - وہ تو ایسی ہوتی ہے کہ کسی مذہب وملت کا آدمی ہو بشرطیکہ کچھ بھی دردِ دل رکھتا ہو ہمدردی کریگا اور رونی گریہ وزاری پر کم سے کم افسردہ ضرور ہوگا بلکہ شاید ہی کوئی ایسا شقی ہو جسکا دل مغموم نہو - چہ جائیکہ اونپر زد وکوب کی جائے اور لاٹھی ڈھیلے پتھر برسائے جائیں بجز اسکے کہ اونکا دل اوس خمیر سے ہو جس سے یزید بلکہ شمر وغیرہ کا خمیر تھا ممکن نہیں ایسے افعال ظہور میں آئے -

اڈیٹر اہلحدیث اپنے ان مساعی ناجمیلہ کا اثر یوں لکھتا ہے ،، خدا کا شکر ہے کہ امسال امرتسر میں تعزیہ داری بہت پھیکی ہوئی اگرچہ انجمن نصرة السنہ کی طرف سے ہمیشہ اشتہار جاری ہوتے ہیں لیکن اس سال کچھ سامان ہی موافق ہو رہے تھے - قحط سالی - موسمی سردی کے علاوہ اراکین انجمن اسلامیہ کے دلوں میں خدا کی طرف سے حرکت پیدا ہوئی انہوں نے ایک عام جلسہ میں شہر کے مسلمان چودہریوں اور معززین کو بلایا جسمیں یہ تجویز پیش کی کہ ایام عشرہ محرم میں رات کے وقت عورتیں باہر نہ نکلا کریں - یہی بات نکلتے نکلتے یہانتک پہونچی کہ رات کو تعزیوں کی گشت ہی بند ہو جائے تو سب فسادوں کی جڑ کٹ سکتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رات کی گشت بند ہوئی دسویں محرم کے روز دن کو نکلے تو وہ بھی نہ تو کچھ شان وشوکت سے تھے نہ کچھ تعداد زیادہ تھی بڑے تعزیے جو بڑی شان وشوکت سے دس بارہ نکلا کرتے تھے صرف دو تھے وہ بھی بڑی بے لطفی سے - ۱۲ فروری ۲۴ء

اڈیٹر صاحب کا یہ شکر خدا اوسی قبیل سے ہو کہ قاتلان امام حسینؑ نے بعد ذبح فرزند رسول نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور ابن زیاد و یزید نے الحمد للہ کہا۔

مگر گورنمنٹ سمجھ سکتی ہو کہ جس اخبار اور فرقہ اوسکی انجمنوں کی یہ کوشش ہوگی کہ تعزیہ داری موقوف کی جائے اور ہزاروں اشتہار شایع کرے۔ تو گورنمنٹ سمجھ سکتی ہو لوگوں کے دلوں میں کسقدر بخار بھرتا ہوگا اور اوسکا نتیجہ سوا اسکے کیا ہو سکتا ہو کہ ہر گوشہ میں اس طرح کا فساد اور خونریزی ہو

(باقی آیندہ)

اصلاح کی آیندہ پالیسی

اصلاح شیعوں میں ایک مقبول رسالہ ہے اسلئے مبارک نام سے کوئی ناآشنا نہیں ہو اور غیر سب جان گئے اور اوسکی حقیقت کو پہچان گئے اسلئے اپنوں کو ایک بنا یا غیروں کو بھی سیدھا راستہ بتلایا۔ پہلا کام اصلاح کا قوم کو بیدار کرنا تھا قوم بیدار ہو گئی۔ فلاح اور بہبودی کے میدان میں جا کر کھڑی ہو لی۔ لکھنؤ میں قومی کانفرنس کا ظہور ہوا یہی ثبوت بیداری ہو جو لوگ سلسلہ کے ساتھ اصلاح کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کا یا پلٹ کا تعلق کسقدر اصلاح سے ہو۔ بہرحال ایسا مقبول اور کامیاب رسالہ جسنے قوم میں قومی احساس پیدا کیا۔ وہ ضرور اسقدر قابل اصلاح ہو کہ اُسکی موجودہ حالت قوم کی ضرورتوں کے موافق بن جائے۔

کسی اخبار کا کاغذ کچھ مفید نہیں ہوتا مگر مضامین۔ اصلاح میں اسوقت تین قسم کے مضامین شایع ہو رہے ہیں۔

(اول) سنی شیعہ کا مناظرہ (یا سنیوں کے اعتراضات کے جوابات) دویم قومی مضامین۔ سویم۔ خبریں۔

خبریں ایک رسالہ کے لئے اسیقدر کافی ہیں۔ قومی مضامین کی کمی ہو۔ ہر قومی مفید مضمون اصلاح میں نکلنا چاہیے۔ مناظرہ اصلاح میں قابل ترک نہیں ہو مگر عنوان بنا قایم کرنا چاہیے۔ سخت ضرورت ہے کہ اب اصلاح اس شان سے نکلے کہ ہر قوم اور مذہب کے لوگ دیکھ سکیں۔ یہہ صورت نہ صرف اصلاح کے لئے مفید ہے بلکہ اگر اصلاح نے ایسی پالیسی اختیا

کی تو قوم پر احسان ہوگا - امید ہی کہ حضرت ادیب سیتاپوری بھی اس مسئلہ پر نظر ڈالینگے -

سید تو ابعلی سندیلوی از مراد آباد

اصلاح حق یہ ہی کہ مناظرہ کی جسقدر ضرورت ہی اوسکا بہت کم حصہ درج اصلاح ہوتا ہے مگر جس روش پر اصلاح کی اب رفتار ہی زیادہ تر مجبوری ہی اور جب تک یہ حالت رفع نہو ممکن نہیں تبدیلی ہو سکے - اگرچہ مخالفین کے سب و شتم نے خود ہی منہ بند کر دیا ہے کہ پاجیونکا کہانتک مقابلہ ہو سکے اور ہماری زبان میں کہاں اتنی قوت ہی کہ رذیلانہ گفتگو کا جواب دے سکیں - مگر جو اصلی غرض مناظرہ اظہار حق ہی اوسمیں کوتاہی نہوگی اور الحمدللہ کہ اہل فہم اہلسنت بھی اصلاح کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ ذرہ برابر بھی اونکو تکدر نہیں ہوتا - (اڈیٹر)

عالیجناب مرزا عابد علی بیگ صاحب بہادر پنشنر سب جج رئیس مراد آباد مرحوم و مغفور

جناب مرحوم ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوئے ۱۸۵۳ء میں وکالت ہائی کورٹ میں پاس حاصل کیا مراد آباد میں نامور وکلا میں مشہور اور معروف تھے ۱۸۵۶ء میں موافق حکم مسٹر ولسن صاحب جج روزگار اختیار کیا اور جلال آباد ضلع شاہجہانپور میں منصف مقرر ہوئے - اور اس سے پہلے ہاپوڑ اور رڑکی وغیرہ میں قائمقام رہچکے تھے ۱۸۵۷ء کے غدر میں جناب مرحوم جلال آباد میں تشریف رکھتے تھے وہاں سے میرٹھ میں مسٹر ولسن صاحب بہادر کے پاس چلے گئے مسٹر ولسن صاحب بہادر نے شاہجہانپور کے باغیونکی تحقیقات کے واسطے مقرر کرکے بھجوایا جناب موصوف نے نہایت ایمان داری سے کام کیا اور بیگناہ کو پھانسی نہ ہونے دی اور نہ باغیونسے مروت کی وہانکے کام سے فارغ ہوکر سنبھل ضلع مراد آباد میں منصف مقرر ہوگئے - وہانسے ضلع علیگڈھ میں گنہ کہبر - کاسگنج - ہاترس و ضلع بدایوں میں بھی منصفی کا کام انجام دیا - وہاں سے ضلع مرزاپور کے سب جج مقرر ہوئے - مرزاپور - جونپور - فرخ آباد - مین پوری - شاہجہانپور - میں سب جج رہکر اور ان تمام عہدوں پر نہایت عدل اور انصاف سے کام انجام دیتے رہے - اور بڑے نامور سب ججوں میں سے تھے اور تمام حکام ہائی کورٹ اور اضلاع کے نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے قریب تیس برس سال تک خدمت گورنمنٹ کی کی اور اسکے بعد ضلع شاہجہانپور سے نہایت خوشی کے ساتھ خود درخواست کرکے پنشن لی - اور اپنے وطن مراد آباد میں آکر قیام پذیر ہوئے

اور محمڈن کالج علیگڈہ اور دیگر امور ترقی اہل اسلام میں کوشش کرنیوالے رہے محمڈن کالج علیگڈہ کی خدمات میں سبقت حصہ لیا کہ شاید ہی کسی اور ٹرسٹی نے حصہ لیا ہوا اور ہزار ہا روپیہ صرف کیا اور سعی بلیغ پر تمام مسلمانوں کی ترقی میں کوشش کرتے رہے قریب اکیس سال کے عرصہ سے جناب موصوف پنشن حاصل کی یہ زمانہ بالکل ترقی تعلیم دینیات میں گذرا آخر زمانہ میں ممدوح کو تصانیف کا شوق ہوگیا تھا جناب مرحوم کی بے بہا اور یادگار تصانیف یہہ ہیں۔

(۱) رسالہ روشنی۔ بجواب نصیحۃ الشیعہ۔ (۲) رسالہ احسن۔ جسکو مرزا عبدالتقی صاحب مرحوم کے نام سے مشہور کر دیا تھا (۳) النظر المسوق فی جواب سیرۃ الفاروق (۴) نسخہ ریویو الفاروق (۵) نسخہ ریویو المامون (۶) نسخہ ریویو سیرۃ النعمان (۷) الفرق ریویو الفاروق (مشہور تصنیف شمس العلما مولوی شبلی نعمانی) ان کتب کے ملاحظہ سے حضرت مرحوم کی قابلیت اور علمیت اور لیاقت کھلتی ہے۔ کہ کس پایہ کے شخص تھے۔ ان تصانیف لائقہ کا ایک عمدہ ذخیرہ زاد عقبیٰ ساتھ لیکے جزاہ اللہ خیراً من جمیع المومنین۔

افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسا فخر قوم اور فخر ملک ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۹ء کو ایک ماہ تک شدید علیل رہکر جہاں فانی سے عالم جاودانی کو راہی ہوا۔

اس واقعہ جانکاہ کا صدمہ نہ صرف مرحوم کے ورثہ کو ہو گا۔ بلکہ ہندوستان کی ہر ہر مقام کے لوگ حامی مذہب اور لیڈر قوم کی موت پر افسوس کرینگے۔

جناب مرحوم نے نہایت خلوص کے ساتھ شیعہ کانفرنس میں شرکت کی۔ اور بکمال جانفشانی سے مرکزی کمیٹی کے کام انجام دیئے۔ خداوند عالم نے دماغی قوت خاص طور پر مرحوم کو عطا فرمائی تھی۔ باوجود کبیر سنی کے مرتے دم تک کل کام عاقلانہ طور پر انجام دیئے۔

میں بحیثیت ایک ممبر مرکزی کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس کل ممبران کمیٹی کے جانب سے جناب مرحوم کے ورثہ کو پرسہ دیتا ہوں۔ اور دل سے افسوس ظاہر کرتا ہوں کہ ایک حامی قوم کا سایہ ہمارے سروں سے اوٹھ گیا۔

سید نواب علی سندیلوی از مراد آباد

اصلاح حق تو یہ ہے کہ جناب مرزا عابد علی بیگ صاحب مرحوم ایک ایسی ستودہ صفات بزرگ تھے جنکا عدیل و نظیر ہونا محالات سے ہے ماہ دسمبر ۱۹۰۸ء کو سالانہ انجمن جعفریہ کے پریسیڈنٹ بھی مقرر ہوئے تھے یہ گویا آخری خدمت قوم تھی جسے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ مرحوم کے وفات سے قوم کو جو صدمہ پہونچا ہے یہ ہے لہ

نہایت ہی سخت صدمہ ہو۔ مرحوم کی اولاد صلبی سے کوئی نہیں صرف ایک صاحبزادی تہیں جو مولوی سید محمد باقر صاحب سپرنٹنڈنٹ ریاست رامپور سے مزدوج ہوئیں مگر اپنے والد مرحوم کی حیات ہی میں انتقال کر گئیں مرحومہ کے صرف ایک فرزند سید محمد صاحب ہیں اور ایک صاحبزادی خداوند عالم ان لوگوں کو طول عمر کرامت فرمائے اور ہمیشہ صحیح و سالم رکھے کہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی یہی یادگار ہیں۔

(ازاڈیٹر)

اربعین لکھنؤ

ناظرین کو گذشتہ نمبر سے معلوم ہوگا کہ امسال شیعیان لکھنؤ حضرات اہلسنت کے ظلم و تعدی سے ایسا مجبور ہوگئے اربعین کو تعزیہ نہ اوٹھا سکے۔

آٹھویں ربیع الاول کے قبل قدوۃ العلما جناب مولوی سید آقا حسن صاحب دامت برکاتہ نے لفٹننٹ گورنر بہادر کی خدمت میں بغرض عرض حال ایک میموریل نفس نفیس پیش کیا مسٹر عابد حسین صاحب بیرسٹر اور مسٹر محمد یعقوب بیرسٹر بھی آپکے ساتھ تھے۔ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر لکھنؤ بھی وہاں موجود تھے مسٹر محمد یعقوب بیرسٹر نے میموریل سنایا اور جناب مولانا السید آقا حسن صاحب نے اپنی ایک مختصر تقریر میں اون مظالم کو ظاہر کیا جس سے بالکل مجبوری شیعوں کے تعزیہ اربعین کو نہ دفن ہو سکے۔

لفٹننٹ گورنر بہادر نے وعدہ کیا کہ عنقریب ایک خاص کمیشن اسکی تحقیقات کیلئے مقرر کرینگے جسکی رپورٹ پر حکم مناسب دیا جائیگا چونکہ ابھی اس کارروائی میں تاخیر تھی لہذا جناب ممدوح نے مولانا سے خواہش ظاہر کی کہ اپنے تابعین کو حکم دیجیے کہ آٹھویں ربیع الاول کو حسب دستور تعزیہ اوٹھائیں جس پر جناب مولانا نے یہ عذر کیا کہ اگر مخالفین نے بھی اپنا جلوس اور سرود نکالا تو پھر وہی خوف ہے جو پہلے تھا جس پر لفٹننٹ گورنر بہادر نے اس عذر کو قبول کیا اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے منادی کرادی کہ شیعوں کے مجمع کے وقت اگر کوئی مخالف جلوس نکلیگا تو اوسکے بانیوں کو سزا دی جائیگی۔

جناب مولانا کا یہ عذر بہت صحیح نکلا کیونکہ مخالفین نے پھر کوشش کی کہ ۸ ربیع الاول کو بھی شیعہ بامن و امان تعزیہ نہ دفن کر سکیں چاریاری جھنڈا نکلنے کے لئے پوری کوشش کی مگر الحمدللہ کہ ناکام رہے۔ اگر حضرات اہلسنت ذرہ برابر بھی امن پسند ہوتے تو وہ اسکی درخواست کرتے کہ ایک روز بعد ۹ ربیع الاول کو چاریاری جھنڈا نکالیں جو بلا عذر منظور ہو بھی جاتی اور شیعہ بھی دوش بدوش

بروش اہلسنت کے ساتھ رہی بلکہ چار قدم بڑہے ہوئے کیونکہ اوس روز جو فتح اسلام کو نصیب ہوئی کسی روز نہوئی تہی
۸ ربیع الاول کا سمان قابل دید تہا جس جوش و خلوص سے تمامی شیعونے تعزیہ اوٹہایا ہے اور ہائے حسین
ہائے حسین کا ماتم کرتے ہوئے کربلا کی طرف روانہ ہوئے ہیں کوئی شاہزادہ کوئی نواب کوئی رئیس ایسا نتھا جسنے
اپنے سر پر تعزیہ نہ لیا ہو اور اس مذہبی فرض کو اس جوش و خلوص سے ادا کیا جو اونکا حق تھا گورنمنٹ کی طرف
سے بھی پولیس اور فوج کا انتظام معقول تھا کہ ان مومنین باصفا کو شیاطین ایذا نہ دے سکیں جسپر ومدار لکہنو بہی
شرماتا ہوا لکھتا ہے (وہ بروز چہلم شیعہ صاحبان نے جو تعزیے نہیں اوٹھائے تھے دیکیوں نہ اوٹہایا۔ اسکو نہ لکھا)
وہ سب اس ۸ ربیع الاول میں اجازت لیکر اوٹہائے گئے (غلط بلکہ بہ التماس لفٹنٹ گورنر بہادر) پولیس
کا انتظام معقول تھا (غالبا سنی پولیس علیحدہ کردے گئے ہونگے) خدا کا شکر ہے کہ کسی قسم کا فساد نہیں ہوا (لعنت
اونپر جنہونے اوس روز بھی فساد کا ارادہ کیا تہا۔ بہرحال شیعونکے تعزیے جو ۸ ربیع الاول کو اوٹہائے گئے
اونکی تعداد دوپہر تک ۱۲۶۸ تھی۔ دوپہر بعد کی تعداد معلوم نہو سکی۔
افسوس کہ جو میموریل حضور لفٹنٹ گورنر بہادر پیش کیا گیا اوسکے مضمون سے آگاہی نہیں جو کہہ سکیں کہ
آیا سنی پولیس کے مفسدہ پردازی پر بھی توجہ دلائی گئی ہے یا نہیں کیونکہ جہانتک معلوم ہوا ہے واقعہ عاشورہ کے
متعلق زیادہ تر شرارت سنی پولیس کی تھی لہذا اسکے متعلق خاص توجہ کی ضرورت ہے جسپر رسالہ شیعہ اور مسلم ہیرلڈ
اخبار خاص طور سے توجہ دلا رہا ہے نہ صرف اس بنا پر کہ لکہنو جیسے صدر مقام میں جو صوبہ کا پایہ تخت ہے
خاص یوروپین سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چند یوروپین و یوریشین انسپکٹروں کی ضرورت صرف انتظام شہر
کیلئے ہر وقت رہتی ہے۔ بلکہ خاص اس ضرورت سے کہ لکہنو کے شرفا اکثر وہی حضرات ہیں جو عہد شاہی
کے معزز ارکان سے ہیں اور اپنے زمانہ اقتدار میں اپنا امکان مذہبی کو پوری آزادی سے برت چکے ہیں حضرات اہلسنت
جنمیں چہوٹے درجہ کے لوگ زیادہ شامل ہیں اوس وقت کا بغض و کینہ اپنے دلونمیں رکھے ہیں جسکو آج اپنی کثرت
اپنی جمعیت کے ذریعہ سے نکالا چاہتے ہیں کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں اشراف کسیطرح ارذال کا مقابلہ نہیں کرسکتے
یعنی اگر شیعونکی تعداد اہلسنت کے مساوی بھی مان لی جائے تو چونکہ شیعونمیں اشراف زیادہ ہیں کبھی مقابلہ
نہیں کرسکتے لہذا گورنمنٹ پر لازم ہے کہ انتظام شہر کے لئے یوروپین یوریشین ہندو پولیس کی تعداد بہ نسبت
مسلمانونکے لکھنؤ میں زیادہ رہے اور خاص کر ایام عشرہ محرم و اربعین میں تو ایک سنی پولیس کو لکھنو میں
نہ رہنے دے۔ ورنہ امن عامہ لکھنو ہمیشہ معرض خطر میں رہیگا۔
غیر قوم پولیس کو ہمیشہ اپنے فرض منصبی امن کا خیال رہیگا اور مسلمان پولیس کو اپنی ذاتی اور قومی
کدورتیں نشہ حکومت سے اور بھی متوالا کرینگی کہ ایسے موقع پر اون رنجشونسے کام لیں جس سے حفظ امن
معرض خطر میں پڑیں چنانچہ لکہنو۔ ڈہاکہ وغیرہ میں ابھی مشاہدہ ہوا۔
چونکہ آنریبل مسٹر ہوز چیف سکرٹری بہادر گورنمنٹ آگرہ و اودھ نے اڈیٹر مسلم ہیرلڈ کو مطلع کیا ہے

کہ یہ مسئلہ الفنسٹن گورنر بہادر کے زیر تجویز ہے۔ لہذا ہم امید کرتے ہیں کہ حضور ممدوح اس مسئلہ پر پوری طور
سے غور فرمائینگے کہ پولیس میں اسکا خاص طور پر لحاظ رہے کہ جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو وہاں اگر پولیس
مسلمان رہے تو شیعہ و سُنّی مساوی درجہ پر رہیں اور لکھنؤ ایسے مقام پر یوروپین یوریشین ہندو پولیس کی
تعداد ہمیشہ زیادہ رہے اور اگر مسلمان رہیں تو شیعہ سنی کی تعداد مساوی ہو کہ امن عامہ خلق کیلئے ضروری ہے

تابوت چھپرہ

چھپرہ کے اربعین کا ذکر گذشتہ نمبر میں اجمالاً ہو چکا ہے کہ حضرات اہلسنت نے یہاں بھی فساد کرنا چاہا جسکی ابتدا یوں
محرم میں ہوئی کہ سید کاظم حسین صاحب ہڈ کلرک کی مجالس عزا پر یزیدی خون جوش میں آیا سید صاحب کے مکان پر شب
تمام شب ڈھیلے برسائے گئے۔ صبح کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ اونکے حسن انتظام سے یہ فتنہ فرو ہوا۔ مگر
چونکہ اوسی زمانہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ مولوی حسینی باعث فتنہ قرار پائے ہیں اور آیندہ موقع فساد
پر یہ بہ سپیشل کانسٹبل بنائے جائینگے۔ لہذا اسکا جنازہ بروز اربعین نکالنا چاہا۔ اربعین کو تعزیہ تابوت
حسب قاعدہ بامداد پولیس دفن کیا گیا۔ اوسکے بعد مقدمہ بازی شروع ہوئی اور درخواست پر درخواست بہت
پڑنے لگی کہ فلاں فلاں شخصوں نے تبرا کہا اور تابوت اوٹھایا

سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس نے نہایت سرگرمی سے دو روز کی کوشش میں فریقین سے صلحنامہ لکھوایا اور مجسٹریٹ
صاحب کے پاس بھیجدیا۔ چونکہ یہ مقدمہ منشی ڈپٹی مجسٹریٹ منشی حشمت حسین کے اجلاس میں تھا۔ وہاں سنیوں نے علم و
و تابوت کی ممانعت کیلئے بہت زور دیا اور منصف مزاج ڈپٹی مجسٹریٹ نے مقدمہ کو خارج تو کیا لیکن اپنے فرقہ کی اسقدر
پچ کر گئے کہ حکم میں لکھدیا کہ تابوت اور علم نہ اٹھایا جائے۔ اس نامعقول حکم سے شیعوں میں ناراضی پھیلی اور ارادہ
کیا گیا کہ فوراً اسکے مردود کرانیکے لئے عدالت دیوانی سے دادرسی چاہی جائے لیکن نمبری کا مقدمہ دائر کرنیسے
پہلے مجسٹریٹ ضلع مسٹر ہینگ کو خبر کی گئی اور ممدوح نے فوراً منشی حشمت حسین کے فیصلہ کے بعد یہ حکم لکھا کہ ایسا
نہ ہو کہ متذکرہ حکم سے آیندہ سال غلط فائدہ اٹھایا جائے یا اس کو عدالتی فیصلہ تصور کیا جائے۔ اسلئے مجسٹریٹ
ضلع اس امر کیطرف توجہ دلاتے ہیں کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کارروائی حفظ امن کے لئے محض انتظامی حیثیت
میں تھی اور ڈپٹی مجسٹریٹ جو خود سنی ہیں اور اسلئے اس مقدمہ میں تحقیقات کرنیسے معذور تھے۔ انہوں نے اپنے
فرقہ کی طرفداری میں ایسے جھگڑا لو امر کی نسبت فیصلہ کرنیمیں غلطی کی خصوصاً جبکہ موافق یا مخالف کسی قسم کی
شہادت انکے سامنے موجود نہ تھی۔ ایسے الفاظ کا صرف کہنا جو کسی دوسرے مذہب والے کا دل دکھانیوالا ہو اس شخص
کے سامنے ایسی چیز کا رکھنا جسکا نتیجہ ایسا ہی ہو بجائے خود کوئی جرم نہیں ہے مصالحت کے علاوہ اس
مقدمہ کو دفعہ ۲۰۳ میں خارج کرنیکے سوا کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ جرم کی نیت کبھی بیان نہیں کی گئی

اہل اسلام اب غور کریں کہ حضرات اہلسنت کس کس طرح کے فسادات پھیلا رہے ہیں اور شیعہ اپنی مظلومیت
پر صابر و شاکر ہیں۔ قانون پیشہ اہلسنت تو اس حکم کے منسوخی میں کوشاں ہیں۔ اہل خرد سنی شیعوں کے خدمت

حزبید فرد خت سے دستکش ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر طرح انکو مجبور کریں۔ مگر اوس خدا کو وہ بھولے ہوئے ہیں جسنے تمام جہان کے سنیوں کی حکومت سلطنت کو چھین کر خاک میں ملا دیا اور ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں ہمکو پناہ دیا جسکے زیر حمایت ہم آزادی سے اپنے ارکان مذہبی کو انجام دے رہے ہیں۔
کیا اس زمانہ کے وہ رذیل ذلیل حقیر سنی جنکی اوقات بسری شیعوں کی خدمتگاری اور معمولی حرفہ پر رہ گئی ہے۔ صرف اپنی جمعیت و کثرت سے وہ کام کر سکتے ہیں جو انکے اسلاف معاویہ و یزید۔ ہارون رشید متوکل کر چکے ہیں۔ حاشا و کلا ممکن نہیں۔
شیعوں کو اب بھی سنبھلنا چاہیے جہانتک جلد ہو سکے حرفت و تجارت پر توجہ کریں اور اپنی قومیت کے اسباب فراہم کریں اور اپنے اہل وطن ہندوں کو اپنا شریک اور ہمدرد بنائیں کہ سنیوں سے وفا کی امید بے مہر سے ہوا کی امید کرنا ہے۔ (اڈیٹر)

عرق مرکب کمونی و ملح ثلثین

ان دونوں دواؤں کا تجربہ عرصہ تک کر کے اب دو تین سال سے میں خلائق خدا کو خبر دے رہا ہوں جنکو تخمہ ہیضہ نفخ شکم۔ سوزش سینہ۔ بدہضمی۔ متلی۔ قی۔ مروڑ۔ درد شکم۔ سقوط استلہا۔ ضعف معدہ۔ اختناق الرحم وغیرہ امراض معدہ یا شرکی معدہ میں بہت مفید پایا۔ صرف ان دونوں دواؤں کے متعلق اپنی تجربہ کے علاوہ انچہار دیان دین اور نواب آئمہ طاہرین حضرت مجتہدین لکھنؤ کے تجربہ اور تحریر کو بھی آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔ دیکھیے اور بغور ملاحظہ فرمائے وما علینا الا البلاغ۔ قیمت فی شیشی
انا احقر العباد۔ محمد سجاد حسین گنج نئی بستی

کرامت نامہ جناب صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین مجتہد العصر والزمان مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی۔ بعد اتحاف اسلام با اکرام آنکہ۔ رقیمہ عالیہ ورود فرمودہ رہین کرم نمود۔ و تحفہ مرسلہ کہ عبارت از ملح ثلثین و عرق کمونی باشد رسید و امتنان الی الاقصی الغایۃ افزود۔ ادائے تشکر این لطف و عنایات فوق الوصف است این ہر دو دوا انچہ ثابت نافع و مفید و سریع التاثیر یافتم انشاء اللہ تعالی خودم و نیز دیگر اقارب و احباب ازین ہر دو دوا منتفع و بہرہ ور شدہ متشکر عاطفت آں محترم خواہند شد۔ ترقب از تواصل آلائے ربانیہ آنکہ اوتعم شانہ ورکار خانہ مجناب عالی برکت کرامت فرماید و بعلم و عمل آں مکرم خلق خدا را نفع تام و فیض عام بخشد انہ ولی التوفیق والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
جناب سامی در اشاعت این رقیمہ جزاً یا کلا اختیار دارند ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ ۲۰ رجب ۱۳۲۵ھ

توقیع جناب مستطاب مولانا السید آقا حسین صاحب قبلہ دام ظلہ مجتہد العصر والزمان۔ بعد سلام مسنون الاسلام مع الاعزاز والاکرام آنکہ۔ آپکا نو ایجاد عرق کمونی و ملح ثلثین کا بوقت ضرورت درد شکم و سوء ہضم وغیرہ بلکہ ضعف معدہ وغیرہ میں استعمال کیا گیا۔ نہایت مفید سریع التاثیر پایا گیا۔ لہذا آپ سے امید ہے کہ ایک بوتل عرق کمونی بذریعہ ویلیو پیبل ارسال فرمائیے زیادہ والسلام خیر ختام مع الاعزاز والاکرام حررہ اقل الانام خادم الشریعۃ السید آقا حسن عفی عنہ مورخہ ۱۶ محرم ۱۳۲۶ھ

توقیع جناب مستطاب مولانا السید محمد باقر صاحب دام ظلہ مجتہد العصر والزمان بعد اتحاف ہدیہ بہیہ تحیۃ و سلام محفوف بصنوف شوق و غرام و اعظام و اکرام آنکہ اولا عمدہ مطالب مآرب استخبار احوال خیر اشتمال سامی ہے۔ خداوند متعال ہمیشہ بحفظ و حمایت و حراست و کلاءت میں محروس و مصئون رکھے ہر دو ہدیہ بہیہ سنیہ شہیہ سامی منزلت یعنی عرق مرکب کمونی و ملح ثلثین عطیہ آں حبیب لبیب موجب کمال تشکر و امتنان و نہایت مسرت و ابتہاج حقیر ہوا بعض عزہ و اقارب نیز اطفال کو مخف دونوں کا استعمال کیا نفع بین ظاہر ہوا اور بہت فائدہ محسوس ہوا چنانچہ مکرر دونوں چیزوں کا استعمال کرایا گیا اور مفید ہوا
خداوند عالم جناب سامی کو جزائے خیر کرامت فرمائے اور ہمیشہ موفق و موید رکھے اور ترقی مدارج دارین عطا فرماوے والسلام خیر ختام۔ محمد باقر الرضوی عفی عنہ جرائمہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکثر مسلمانان دنیا جانتے ہیں کہ جناب مرزا محمد صادق صاحب جنکا لقب فخر الاسلام ہے اور وہ اب ایک
بہت بڑے طہران کے مجتہدوں سے ہیں جنکو ایک زمانہ گذرا مسلمان ہوکر کیونکہ پیشتر وہ ایک عیسائی پادری تھے) انہوں
نے علم وفضل میں بہت بڑے مدارج حاصل کرلئے ہیں۔ اور وہ کتابیں جو ان بزرگوار نے تصنیف کی ہیں مناظرہ
اسلام کے لئے نہایت ہی مفید وبہترین کتابیں ہیں منجملہ انکے دوسری جلد انیس الاعلام انہیں کی تصنیف کی
ہوئی اعلیٰ کاغذ پر خط نسخ میں ایران کی چھپی ہوئی ہندوستان میں آگئی ہے۔

مطالب ومضامین کتاب مذکورہ حسب ذیل ہیں

(۱) نئے یا جدید دہریوں مسمّٰی بہ مادیان (مسٹریٹ) کے رد میں قانون قدیم وجدید اور سائنس کے اصول وعلوم کے مطابق جسمیں
صانع عالم ونبوت کو ثابت کیا ہے (۲) سرور کائنات کی نبوت کو مسکّت وکاملہ دلیلوں سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اور اسلام اور آنحضرت
وقرآن پر نصاریٰ کو جو شبہے ہیں انکو لکھکر انہیں کی مسلّمہ کتابوں وکھلی ہوئی دلیلوں سے خوب خوب جوابات دئے ہیں (۳)
آخر میں امامت اثنا عشر کو بھی دلائل کامل سے ثبوت کو پہونچایا ہے اور تماشہ تو یہ ہے کہ اسمیں یہود ونصاریٰ کی کتب الہامیہ
سے بھی دلیلیں لائے ہیں (۴) معاد جسمانی وروحانی کو بھی عقلیہ دلیلوں سے مدلل فرماکر ہر فرقہ کے غلبہ واعتراض کو نہایت تفصیل
سے لکھا ہے اور پھر اس صفائی اور سچائی وبے تکلفی سے جواب دئے ہیں کہ ماشاء اللہ تعجب تو یہ ہے کہ عبارت اسکی صاف فارسی
میں بامحاورہ جسکو ہر معمولی شخص بھی جو فارسی سمجھ لیتا ہو اس کو پڑھ لیگا اور بہرہ مند ہوگا۔ باوجودیکہ مطالب کتاب ہذا
علمیہ ومسائل علمیہ میں ہیں۔۔ فولسکیپ (۵۲۰) صفحوں کی کتاب ہے قیمت بھی وہی قیمت ایران (۴) علاوہ محصول
ذمہ خریدار۔ ہند میں اسکو لازم ہے ایک ایسے مولف کی قدر وشہرت منظور ہوئی جو اصلاً عیسائی ہوا اور پادری بھی اور
پھر جو دین اسلام قبول کرنیکے بعد اسقدر ترقی کرے کہ ایسی ایسی اسکی تصنیفات وتالیفات ہوں حیف ہے کہ مسلمان ہند
اس سے بے بہرہ رہیں پس لازم ہے کہ اس کتاب کو آنکھیں کھولکر دیکھنا اور گوش دل سے سننا چاہئے تا معلوم ہو کہ اسلام
کی برکت سے دنیا کے گوشوں میں اب بھی کیسے کیسے مسلمان پڑے ہوئے ہیں۔ یہ

اسی مصنف کی مصنفہ دو کتابیں اور بھی ہیں (بیان الحق جلد اوّل) قیمت للعہ روپیہ و (خلاصۃ الکلام) قیمتی عہ
بغرض فروخت موجود ہیں اور ڈاک کے پتہ سے مل سکتی ہیں خریدار دونوں جگہ سے یہ کتابیں مل سکتی ہیں۔
دونوں پتے حسب ذیل ہیں۔ (۱) بمبئی۔ عمر کھاڑی۔ بتوسط انجمن دعوۃ الاسلام مرزا علی اکبر شوستری۔
(۲) حیدرآباد۔ دکھن۔ ترپ بازار۔ محمد جعفر صدق آفندی تاجر ترکی۔

المشتہر

مرزا علی اکبر شوستری ۔ پوسٹ نمبر ۹ بمبئی

اطلاع ضروری

(۱) الحمد للہ کہ یہ نمبر بنسبت سابق کچھ زیادہ جلد شایع ہوا جس سے امید ہے کہ ۵ نمبر تک کل امور درست ہو جائیں

(۲) مگر افسوس کہ قوم کی بے پروائی کے آثار ظاہری نظر آتے ہیں کیونکہ کل تین سو وی پی گیا تھا جس سے کم ۵۰ وی پی وصول ہوئے اور باقی واپس آئے۔ حالانکہ کسی کو مرسل نہیں کیا گیا جنکو انکار ہو مطلع فرمائیں مگر افسوس

(۳) یہ نمبر صرف اون لوگونکے نام بھیجا جاتا ہے جو ۲۳ و ۲۴ کے خریدار ہیں یعنی از نمبر ۵ لغایت ۲۶۰۰

(۴) آیندہ اونلوگونکے نام وی پی جائیگا جو پہلے سے خریدار ہیں یعنی از ۱ لغایت ۱۹۹۶

(۵) براہ کرم جن حضرات کا چندہ نہیں وصول ہوا ہے وہ اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر روانہ فرمائیں۔ مگر نمبر خریداری کوپن کے اندر لکھیں۔

الشمس جلد چہارم

کا ۳ نمبر آیندہ ہفتہ میں بجائی روانہ ہوگا مگر جن حضرات کا چندہ نہیں وصول ہوا ہے انکے نام بذریعہ وی پی نمبر روانہ ہوگا اور دوسری اطلاع نہ دی جائیگی یہی اطلاع کافی ہے۔ ان حضرات پر اعانت دفتر لازم ہے کہ جریدہ زیر بار ہو رہا ہے۔

اعلان ضروری

جن حضرات کو کوئی کتاب چھپوانا ہو یا رسید بہی یا اور کسی قسم کا اردو۔ فارسی۔ عربی۔ کام لینا ہو تو دفتر اصلاح کے ذریعہ انشاء اللہ بخوبی یہ کام انجام پائیگا معاونین کو لازم ہے اس ذریعہ سے بھی دفتر کی اعانت کریں۔

نرخ اشتہارات

بتخفیف تمام اجرت مقرر کیا گیا ہے۔

	سالانہ	ششماہی	ایک دفعہ
کامل صفحہ	ٹ	سہ	صہ
نصف	سہ	۵؏	سے

مسلم ہیرلڈ جس انگریزی اخبار کے اجرا کی خبر دیجا چکی ہے وہ جاری ہو گیا۔ اور ہر ماہ میں دو بار شایع ہوتا ہے جن لوگوں کو نمونہ کا پرچہ نہ پہونچا ہو طلب فرمائیں۔ عہ

رمی الجمرات مجلدات ثلثہ

یہی وہ کتاب ہے جسنے دلکے ناسور پر مرہم کا کام کیا **نواب مہدی علی خان** کی آیات بینات نے مومنین کے دلونکو جو صدمہ پہنچایا ایسا نہ تھا جو بھول سکے مگر خدا مغفرت کرے جناب مولانا السید علی حسین صاحب ابراہیم آبادی اعلی اللہ مقامہ کی کہ انہوں نے فوری ایسا برجستہ جواب لکھا اور ایسا انتقام لیا کہ ہمیشہ کو یاد رہیگا یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ مکرر طبع کی نوبت آئی اور ایک ایک مجلد کو فروخت ہوئی مگر میں بخیال رفاہ عام ہر سہ مجلد کی قیمت جسکا حجم ۲۳۲ صفحہ ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر بہت خوشخط اور اوضح چھپی ہے ماہ رجب تک اسکی قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ قرار دیتا ہوں۔ اس پتہ سے طلب فرمائیں عباد حسین پسر حکیم نظیر حسن خاں صاحب بہادر انریری مجسٹریٹ کٹرہ ابوتراب خاں لکھنؤ

الحق یہ ایک ہفتہ وار رسالہ حمایت مذہب حق میں ملک پنجاب سے نکلا ہے اسپر مفصل ریویو آیندہ نمبر میں لکھا جائیگا کیونکہ نہایت ہی قابل قدر رسالہ ہے سالانہ ۱ مینجر رسالہ الحق موچی دروازہ چوک نواب صاحب لاہور سے طلب فرمائیے۔

پوسٹ آفس بازار ہندی مجوہ ضلع سارن سے نظیر حسین پبلشر نے شایع کیا مگر مراسلات بنام مینجر اصلاح لکھا جاتا ہو خواہ خط ہو یا منی آڈر کسیکا نام نہ لکھا جاے

مظفری تیمخانہ جناب مولانا سید مہدی شاہ ارشکیاں مالک مین خریدار اصلاح ۳۲۳ میزان سابق عہ
اب بلادرین بہائی غور فرمائین کہ سال بہر مین آپنے کیا جمع کیا اور کب تک ہزار کی رقم پوری ہوگی جو یتیمخانہ عہ
محتاج کیا گیا ۔ (اعانت حافظ علی حسین صاحب ساکن بکھویا ضلع بستی کیلئے بہی جناب ممدوح نے مرحمت کیا)

الفیہ علامہ کنتوری ۔ الحمدللہ کہ دوسرا حصہ اسکا بہی چہپ گیا جہانتک جلد ہوسکے مومنین طلب کرین ۔ قیمت ۱۲ار
جناب مولوی غلام حسنین صاحب جہاپرولہ میرٹھ سے طلب فرمائین

روئداد آل انڈیا شیعہ کانفرنس الحمدللہ روئداد شیعہ کانفرنس منعقدہ لکہنو چہپکر شائع ہوگیا جس سے پورے
حالات اس شیعہ کانفرنس کے معلوم ہوتے ہین ۔ باعتبار چہپائی ۔ اور کاغذ بہی نہایت عمدہ چہپا ہے جو لوگ شیعہ کانفرنس مین بذات
خاص شریک نہوسکے انکو لازم ہے کہ مولوی سید علی غضنفر صاحب سکرٹری شیعہ کانفرنس پاٹا نالہ لکہنو سے بقیمت طلب کرین
اگرچہ روئداد پر قیمت درج نہین ہے مگر بظاہر عہ سے کم نہونا چاہئے ۔

اس روئداد کا مالی نتیجہ یہ ہے کہ فیس ممبری اور روز ڈیلیگیٹی یا اور کسی قسم کی اعانت سے جو رقم جمع ہوئی ۔ بجائے اسکے کہ کچہہ پس انداز ہوتا
مالیہ شیعہ کانفرنس کا فاضل ہے جسکے مطلب یہ ہوئے کہ قوم اس رقم کی مدیون ہے کہ جسے کم اسکو اندر یکماہ ادا ہونا چاہئے

آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکہنو

کے اجلاس دوم کی تاریخین پہلے ۔ ۲۱ ۔ ۲۲ ۔ ۲۳ ۔ نومبر مقرر تہی اب ۲۹ ۔ ۳۰ ۔ ۳۱ ۔ دسمبر مقرر کی گئی اور ڈیپوٹیشن
بہی روانہ ہوگیا لہذا جہانتک جلد ہوسکے مومنین اسمین شرکت کرین فیس ممبری ے ۔ فیس ورڈیلیگیٹی عہ ۔ جملہ مراسلات بنام
مولوی علی غضنفر صاحب سکرٹری شیعہ کانفرنس پاٹانالہ ہونا چاہئے ۔

شکریہ معاونین اصلاح

اس ششماہی اول مین چہار صد خریداران اصلاح خارج ہوچکے جنکے ویلو واپس آئے ۔ اور جدید خریدارونکی تعداد ہنوز سو بہی
پوری نہوئی جس سے آپ سمجھ سکتے ہین آپکا یہ قومی پرچہ کسقدر ترقی کر رہا ہے ۔ افسوس قومی احساس مین یہ کمی ۔ اسماء معاونین
مع شکریہ حسب ذیل ہے ۔

نمبر شمار		وصولی	واپسی	نمبر شمار		وصولی	واپسی
۲۶	جناب سید محب الحسن صاحب بلرام پور گونڈہ	۲	لہ	۳۱	جناب منشی سید اخلاق احمد صاحب ... اسٹیشن	لہ	۰
۲۷	جناب سید ترب حسین صاحب	۲	۰	۳۲	جناب مرزا محمد عباس صاحب محرر رجسٹری	لہ	۰
۲۸	جناب سید ابوالقاسم صاحب معالج ... رئیس	لہ	۰	۳۳	جناب مرزا محمد وزیر حسین صاحب ... فنڈ	لہ	۰
۲۹	جناب مولوی سید محمد رضی صاحب ناصری	لہ	۰	۳۴	جناب سید سجاد حسین صاحب مئو	لہ	۰
۳۰	جناب مولوی نظیر حسین صاحب جنار	لہ	۰	۳۵	جناب منشی اشارت حسین صاحب علاوہ ...	لہ	۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۶	بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ	جلد ۱۱

الحمد للہ ثم الحمد للہ

(۱) کہ آج چھ مہینہ کی کوششوں پر نتیجہ حاصل ہوا کہ ۱۶ پہلے ہفتہ میں حاضر ہو رہا ہے۔ اور بفضل خدا امید ہے کہ آیندہ اس سے بھی زیادہ بہ پابندی وقت شایع ہو۔ واللہ علی کل شی قدیر

(۲) قوم کی توجہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جب پرچہ بند کرنیکا ارادہ کیا تو ہر طرف سے صدائے آواز و یلا بلند ہوئی کہ خدا کیلئے پرچہ بند نہ کیا جائے بعد اشاعت یہ نوبت آئی کہ اسوقت تک چار سو ویلو واپس آئے اور ہنوز سلسلہ جاری ہے

(۳) چونکہ ویلو کا فارم بہت خراب نکلا ہے جس سے تمام اخبار والوں کو تکلیف ہو رہی ہے۔ لہذا جن حضرات نے ویلو وصول کیا ہے اور اونکے نام پرچہ نہیں جاتا کیونکہ ڈاکخانہ والوں نے اکثر ناموں کو غلط لکھا ہے۔ وہ براہ کرم مطلع فرمائیں کہ کس تاریخ کو اونہوں نے وصول کیا نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہے

رسید وصولی زر حصہ داری اصلاح پرنٹنگ کمپنی

نمبر		تعداد حصص	وصول
۵۶	جناب مرزا علی محمد صاحب خریدار اصلاح ۳۰۲۷ ساکن خضری محلہ لاہور (منافع اسکی بحق یتیمخانہ محفوظ ہیں بغرض ترویح والدین مرحومین انکے)	۱ حصہ	عہ
+	....	+	+
+	....	+	x
+	....	+	X
	میزان سابق لما ۵۵ میزان کل لما ۶۵		

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

حق یہ ہی کہ جس قوم کے ادبار کا زمانہ آتا ہی ہزاروں کوششوں پر نہ وہ زندہ ہوتی ہی نہ اوسکا نام بلند ہوتا ہی گذشتہ واقعات کے یاد کی تو ضرورت نہیں سبکو معلوم ہی اخباری دنیا میں جب ہم معدوم تھے صرف اصلاح نے علم اصلاح بلند کیا سنیوں کے صدہا اخبار تھے جو شب و روز حملہ آور ہوتے تھے مگر ہم جواب دے سکتے تھے پیسہ اخبار وفادار لاہور وکیل امرتسر تو ہین مذہب شیعہ میں صدہا مضامین شایع کرتے۔ اور شیعہ خون جگر پیکر رہجاتے۔ یہانتک کہ سنہ ۱۸۹۳ میں مرادآباد سے نصیحۃ الشیعہ خاص مناظرہ میں نکلا جسکے جواب میں شیعوں کی طرف سے چند نمبر استبصار الشریعہ شایع ہوا اور روشنی مگر نہ اُنمیں قومی مضامین ہوتے تھے نہ اخباری حیثیت بلکہ سنیوں کی کتاب کا جواب تہا جو بصورت ماہوار رسالہ شایع ہوتا یہانتک کہ دلگداز نے جو مشہور ناول انفس کا ناولانہ رسالہ تہا۔ ایسے ایسے مضامین مادر گرامی جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی نسبت شایع کیے کہ مومنین کے دل زخمی ہوے۔ اور اوسکی تیزی یہانتک بڑہتی گئی کہ آخر حضرت سکینہ بنت الحسین علیہما السلام کا ناول شایع کیا۔ اس ناول نے ہمکو مجبور کیا کہ سنہ ۱۳ھ میں اصلاح کو شایع کروں جسنے چند ہی روز میں اپنے فرقہ حقہ کو ایسا بیدار کیا کہ اب بفضل خدا سے اسکی انجمنیں بہی قائم ہوئیں۔ شیعہ کانفرنس کی بہی بنیاد پڑی متعدد اخبار و رسائل بہی نکلے اور نکلرہی ہیں ایک زمانہ یہ تہا یا اب یہ زمانہ آگیا کہ اصلاح کی آواز اب کسی کان میں نہیں پڑتی ۸ مہینہ سے اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی تحریک ہو رہی ہی کہ پچیس ہزار کے قومی سرمایہ سے ایک کمپنی قائم کیجائے تاکہ ترجمہ قرآن مطابق مذہب حق شایع ہو اور شرح و ترجمہ نہج البلاغہ جسکی ابتدائی آواز پر قوم نے اس مستعدی سے صدائے لبیک بلند کی کہ امید ہوئی اسی سال کمپنی قائم ہو جائیگی۔ قوم کے اصرار سے قواعد و ضوابط بہی جلد شایع کرکے گئے مشین و کاغذ کی کمپنیوں سے مراسلات بہی شروع کردی گئے۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ کہ آٹھ مہینہ میں ۷۶۵ لما صہ وصول ہوا) جس سے نہ کوئی کام ہو سکتا ہے نہ مشین آسکتی ہے نہ کاغذ۔

ہم جانتے ہیں زمانہ قحط ہے۔ ہماری قوم نادار ہی ہمارے رؤسا کو ادہر توجہ نہیں غربا پر سارا بار ہی مگر آنکہہ کہولکر دیکھئے اسی زمانہ مصیبت میں دوسری قومیں کیا کر رہی ہیں لاکہوں کے سرمایہ سے کالج کہل رہا ہی عمارتیں بن رہی ہیں کمپنیاں قائم ہو رہی ہیں جسکا سرمایہ لاکہہ ہی کہیں دو لاکھ۔ تو کیا ہم ایسے گئے گذرے ہیں کہ دس ہزار کا بہی سرمایہ نہیں فراہم کرسکتے۔

حاشا و کلا ہم ہرگز ایسے نادار نہیں ہیں۔ مگر قومی ہمدردی مفقود ہے۔ احساس جاتا رہا ہی نہ اتحاد ہے نہ اتفاق جو قومی ضرورت کو اپنی ذاتی ضرورت سمجھو ورنہ کیا نہیں کرسکتے۔

بمبئی میں ہمارے اہل معارف جنسے ابھی ملاقاتیں ہیں بہت کثرت سے ہیں جنکو خطوط بہی لکھے گئے اور ص

ہر طرح سے اسکی ضرورت سمجھائی گئی۔ مگر کسیکو جوش نہ آیا ورنہ وہ بہت کچھ کر سکتے تھے الا کرمی سید اشرف علی صاحب تاجر جو سادات بارہہ سے ہیں اس مستعدی سے آمادہ ہیں کہ یکہزار جزاہ اللہ خیرا۔ میں کیا معاوضہ دے سکتا ہوں ہاں جن حضرات نے ابتدا میں وعدہ خریداری حصہ کیا تہا وہی اگر ایفاے وعدہ کرتے تو آج کم سے کم پانچہزار روپیہ فراہم ہو جاتا کہ رجسٹری کرائی جاتی۔ اے خدا تو اپنے دین حق کی مدد کر اور وہ روز بد نہ دکہا کہ دشمن شماتت کریں کیونکہ تجربہ ہمارا کہہ رہا ہے سات سو کی عدد مبارک نہیں یہ تہا نہ سند ہی سات سو پر رکا ہوا ہے۔ اور اصلاح پرنٹنگ کمپنی بہی سات سو سے آگے نہیں بڑہتی۔ اڈیٹر

مانتے ہیں انکو تو ذرہ برابر بھی اسمیں شک نہ ہوگا کہ حضرت نے اپنے مابعد کے زمانہ کو تین حصہ پر تقسیم کیا ہے اول شر۔ بعدہ خیر۔ بعدہ شر۔
تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خلفائے ثلثہ کا زمانہ جو سب سے پہلے حضرت کے بعد ہوا زمانہ شر نہ تھا۔ کیونکہ اسکا دعوے کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو رسول اللہؐ کا تکذیب کرنے والا ہو۔ اسلئے کہ حضرت نے صریح لفظوں میں فرمایا ہے میرے بعد پہلے زمانہ شر ہے۔ پھر زمانہ خیر۔ پھر زمانہ شر۔ تو اگر زمانۂ جناب امیرؑ کو خارج بھی کر دیں تو شریت زمانہ ابوبکر کی برات کیونکر ہو سکتی ہے۔ دیکھئے دوسری حدیث اُسی کتاب کنز العمال میں ہے ۹۳۵ قلت یارسول اللہ ھل بعد ھذا الخیر من شر قال شر و فتنہ قلت فھل بعد ذلک الشر من خیر قال ھدنہ علی دخن وجماعۃ علی اقذاء فیھا دعاۃ الی النار
جس میں وہی تصریح ہے کہ حضرت کے بعد کا زمانہ شر ہے اور زمانہ فتنہ ہے۔ اور اسکے بعد زمانہ خیر ہے جو صاف نہیں ہے اُسمیں بہت سے دعاۃ الی النار ہونگے کہ لوگوں کی دعوت کرینگے آتش جہنم کیطرف۔
اب حضرات اہل سنت ایمان سے فرمائیں کہ حضرت کے بعد وہ کونسا زمانہ شر و فتنہ تھا جسکے بعد خیر ہوا۔ کیونکہ بعدیت کا سلسلہ تو خلافت اول سے قائم ہے جو بہر طور زمانہ شر و فتنہ ہے۔ تو اب اُسکو چھوڑ کر فتنہ طلحہ و زبیر کیونکر اول فتنہ ہو سکتا ہے
(۲) حضرت نے پھر اسکی تشریح فرمائی ہے کہ آپ کے بعد والا زمانہ کیونکر زمانہ شر ہوگا فرمایا وہ اسطرح ہوگا کہ ہمارے بعد ایسے لوگ امام بنیں گے جو نہ ہماری ہدایت پر چلینگے نہ ہماری سنت پر رفتار کرینگے۔ بلکہ اُنکے دل شیطان کے دل ہونگے جسم انسان میں۔

خلفائے ثلثہ کا مصداق سیکون ائمہ بعدی لا یہتدون بہدیتی ہوتا

اگرچہ ہزاروں دلایل وواقعات سے ثابت ہے مگر ہم ایسی دلیل واضح دیتے ہیں جسکے بعد پھر کسیکو شک بھی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ بعد شیخین جب خلافت پیش کی گئی ہے تو اسمیں کتاب وسنت کے ساتھ اتباع سیرت شیخین بھی پیش کی گئی جس سے جناب امیرؑ نے انکار کیا۔

تو اب معلوم ہوا کہ سیرت شیخین اُسکے علاوہ تھی جو حضرت کی ہدایت وسنت کا حکم تھا کیونکہ اگر دونوں میں اتحاد تھا تو اسکے علٰحدہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر وہ سیرت صحیح ہوتی یا مطابق حکم خدا ورسول تو جناب امیرؑ اُس سے انکار نہ کرتے جس سے خلافت سے بھی محروم ہونا پڑا جسکے مطلب یہ ہو کہ حضرت کو خلافت سے باز آنا منظور ہوا مگر یہ نہ منظور ہوا کہ سیرت شیخین پر عمل کریں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ جناب امیرؑ نے جو اس شرط کو نامنظور کیا تو اچھا کیا یا بُرا کیونکہ یہ بحث علٰحدہ ہے اور دنیا داری کے خلاف ضرور ہے مگر یہ تو بہر طور معلوم ہوا کہ وہ سیرت ہدایت وسنت رسول کے مغائر ضرور تھی جس سے بیعت میں اسکے اضافہ کی ضرورت ہوئی تو اب حضرت کا ارشاد سیکون بعدی ائمہ لا یہتدون بہدیتی ولا یستنون بسنتی صادق آیا کہ اس سے مراد وہی سیرت شیخین ہے جسکے زمانہ کو حضرت نے زمانہ شر وفتنہ فرمایا ہے۔

اب ہمکا آخری حصہ بھی خود واضح ہو گیا سیقوم رجال قلوبہم قلوب الشیاطین فی جثمان انسان کہ ایسے اشخاص کھڑے ہونگے جنکا دل تو شیطانی ہوگا اور جسم ظاہری جسم انسان۔ کیونکہ یہ حدیث اہل سنت کے یہاں مسلم ہے کہ شیطان صورتِ عمر سے بھاگتا تھا جسکی وجہ بھی ظاہر ہو گئی کہ شیطان میں صرف ایک ہی قوت شیطانی ہے بخلاف اُس شخص کے جسمیں دوہری قوت ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے قلوبہم قلوب شیاطین دل انکے تو شیطان کے دل ہونگے اور جسم

مرزا عابد علی بیگ صاحب سب جج بنشنر سٹی علیگڈہ کالج ہین جنکی صلح کل پالسی سے کون نہیں واقف ہزاروں اہلسنت اوسکے ناظر ہے ۔

اصلاح جمیع فریقین کا اتفاق ہے کہ شیعونکا پہلا رسالہ ہے جو بجمایت مذہب شیعہ شایع ہوا اوسکو سب جانتے ہیں کہ اوسکی ابتدا صرف مسٹر عبد الحلیم شرر کے ناول حضرت سکینہ بنت الحسین علیہ السلام کی بدولت قائم ہوئی کہ مسٹر شرر نے اپنے دلگداز میں یہ ناول شایع کیا اوسکے جواب کیلئے اصلاح شایع کیا گیا ۔ پہر ہم نہیں سمجہتے کہ مسٹر شرر نے کس بنا پر یہ دعوی کیا ۔ لکھنؤ میں ایک زمانہ سے کئی اخبار و رسالے شیعونکی طرف سے نکل رہے ہیں مگر انہیں سے نصیحۃ الشیعہ نام ایک رسالہ بھی سنیونکی طرف سے نکلا تہا ۔ جسکا ظاہری مطلب تو یہی ہے کہ شیعونکے اخبار و رسائل مقدم ہیں اور نصیحۃ الشیعہ موخر ۔ شیعونکے اخبار و رسائل متعدد ہیں اور سنیونکا ایک نصیحۃ الشیعہ ۔ حالانکہ اونکو بالیقین معلوم ہے کہ سب سے پہلا رسالہ جو مذہبی تفریق میں نکلا ۔

وہ بہی نصیحۃ الشیعہ تہا جو ماہوار نکلتا تھا اوسکے جواب میں انتصار الشریعۃ رسالہ روزتی نکلا ۔ جسکے مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ شیعہ بلکہ سنی اس ترکیب ہی سے ناواقف تھے کہ اخبار و رسالہ ماہوار کے ذریعہ سے بہی مناظرہ ہو سکتا ہے ۔ وہ تو صرف کتاب تصنیف کرنا جانتے تھے جو بجواب اہلسنت لکھا کرتے اس ترکیب خاص کے موجد تو مولوی احتشام الدین ہوئے مصنف نصیحۃ الشیعہ جنہونے یہ سبق شیعونکو بہی پڑہایا اور سنیونکو بہی جسطرح فن مناظرہ میں کتاب الکہنے کے موجد ہندوستان میں شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی ہوئے اوسیطرح مولوی احتشام الدین اسکے موجد ہوئے کہ اخبار و رسالہ میں مباحث مناظرہ لکہے جائیں میں مسٹر شرر کو اور کچھ تو انعام نہیں دے سکتا ۔ مگر اسقدر ضرور وعدہ کرتا ہوں کہ اسکو ثابت کردیں کہ لکھنؤ میں کوئی اخبار و رسالہ بہی شیعونکی طرف سے قبل نصیحۃ الشیعہ شایع ہوتا تہا ۔ باستثنار اخبار امامیہ تو میں اصلاح کو بند کر دونگا ۔ اس سے زیادہ میں سچائی کا کیا ثبوت دے سکتا ہوں ۔

لکھنؤ میں ابتدا سے آجتک شیعونکے دو اخبار نکلے ہیں ۔ وہ بہی ہفتہ وار نہیں بلکہ پندرہ روزہ یا دہ روزہ ایک اخبار امامیہ جو آجتک زندہ ہے مگر نہ اوسکو مناظرہ سے غرض نہ مباحثہ سے مطلب ۔ دوسرا اخبار المومنین جو چند ماہ رہا جسکے نسبت نہیں کہ سکتا ۔ کہ نصیحۃ الشیعہ کے قبل تہا یا بعد مگر یہ یقین ہے کہ نہ اوسمیں مناظرہ تہا نہ اوسکو علم کلام سے کسی قسم کا تعلق تہا بلکہ صرف صدر انجمن امامیہ لکھنؤ کا وہ ارگن تہا جسنے کبہی مناظرہ میں دلچسپی نہ لی ۔ اگر ان دو اخبار ونکے سوا جو ہر گز مناظرہ کے

اخبار نہ تھے کسی ماہوار یا ہفتہ وار اخبار کا مذہبی حیثیت سے نکلنا ثابت کر دیں تو میں بلا کسی عذر و تامل کے اصلاح کو بند کر دونگا۔

شیعیان لکھنؤ کی امن پسندی ملاحظہ کیجیے جنکے نسبت شرر صاحب نے غلط دعوی کیا ہے کہ شیعوں کی طرف سے متعدد اخبار و رسائل نکل رہے ہیں کہ۔ آجتک اونہوں نے ان مباحث میں قدم نہ ڈالا الحکم۔ گوہر شہوار کی عمر تین چار سال کی ہوگی۔ العوارف نامہ تذکرہ سہ ماہیہ ان رسائل میں ایک مضمون بھی آپکو نہ مناظرہ کا ملیگا نہ شیعہ سنی کے تکرار کا جسپر خود اصلاح گذشتہ نمبر میں اسکی تحریک ہی کی تھی کہ اب ان رسائل کو وہانکے مقامی خوارج کی فکر کرنی چاہیے مگر ابتک کسی نے توجہ نکی۔ ہاں الحکم میں بعض بعض تحریریں ایسی تہیں جنکو تعلق مناظرہ سے ہے۔ مگر اوسکی کسی تحریر پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ دلشکن تھی کیونکہ وہ تو فلسفیانہ رنگ میں لکھا جاتا تہا وہ بہی غیر مسلسل اور اب تو مدت سے بند ہے پہر نہ معلوم کہانسے یہ لوگ خواب دیکھا کرتے ہیں کہ شیعوں کی طرف سے متعدد اخبار و رسائل نکل رہے ہیں حالانکہ تمامی شیعہ پبلک میں یہ فریاد بلند ہے کہ ہائے ہمارا کوئی **قومی اخبار** نہیں جو ان خوارج کا کافی جواب دے سکے ایک اثنا عشری اخبار ہفتہ وار دہلی سے نکلتا ہے جسکے ہزاروں فرائض ہیں وہ کہانتک ادہر متوجہ ہو سکتا ہے اصلاح شیعہ۔ ماہوار پرچے ہیں کہانتک جواب دے سکتے ہیں کیونکہ اصلاح میں عام طور سے محققانہ مضامین ہوتے ہیں جو خواہی نخواہی تطویل چاہتا ہے۔

مولوی الطاف حسین صاحب حالی جو سنی ہیں اسکو بصراحت لکھ رہے ہیں کہ مناظرہ کی ابتدا سنیوں کی طرف سے ہوئی اور سب سے پہلے تحفہ لکھی گئی اوسکے جواب میں اڈیٹر صاحب یا اونکے نامہ نگار لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے ہندوستان میں احقاق الحق لکھی گئی جسکے مصنف کا نام جناب قاضی نور اللہ شوشتری مرحوم ہے مگر نہ معلوم اس فرقہ کو مغالطہ دہی میں کیسا ید طولی حاصل ہے کہ جو غلط دعوی چاہتا ہے کر گذرتا ہے حالانکہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ **احقاق الحق** بجواب **ابطال الباطل** لکھا گیا جسکے مصنف کا نام **فضل** بن روزبہان ہے اور یہاں ذکر اون کتابوں کا ہے جسمیں مناظرہ کی ابتدا کی گئی نہ یہ کہ کسیکا جواب دیا گیا ہو۔ پہر جناب قاضی صاحب اعلی اللہ مقامہ ایرانسے یہاں تشریف لائے۔ تو یہ تصنیف ایرانی ہوئی یا ہندوستانی۔ پہر احقاق الحق عربی میں لکھی گئی ہے جسسے وہی لوگ سمجھ سکتے تھے جو عالم ہوتے اور مخفی رہی کہ کسیکو اوس زمانہ میں اوسکا حال بھی نہ معلوم ہوا۔ بخلاف تحفہ اثنا عشریہ

وغیرہ جو فارسی میں لکھی گئی اور خود مصنف کے زمانہ میں کرچھپی اور سارے ہندوستان میں اونسے آگ لگادی شیعہ وسنی کے **اتفاق** میں خلل انداز ہوئی۔

بہرحال یہ جملہ معترضہ تھا جس سے ہم اصلی مطلب سے دور چلے آئے کہ لکھنؤ میں جو اس سال یا سال گذشتہ فریقین میں خونریز لڑائی ہوئی اوسکا اصلی بانی یہی **اخبار** ہے جسپر خود اوسکے ہم مذہب ابتداء سے سمجھاتے رہے کہ ایسی تحریروں سے بجز **نقصان** کوئی نفع نہیں۔ اب اس سے بڑھکر کیا نقصان ہوگا کہ دو تین سال سے کس قسم کی عداوت فریقین میں قایم ہے جس سے کتنی جانیں تلف ہوئیں اور کتنا مال ضایع جارہا ہے۔

مسٹر عبدالحلیم شرر صاحب نے جو نصیحت کی تھی وہ اس تجربہ کے بعد جو اونکو ناول حضرت سکینہ بنت الحسین علیہا السلام کے لکھنے کے بعد حیدرآباد میں حاصل ہوا کہ آخر اونہیں حیدرآباد چھوڑنا پڑا۔ ورنہ اونہوں نے بھی قومی تفریق میں کچھ کم حصہ نہیں لیا تھا متعدد مضامین اونہوں نے دلگداز میں شایع کئے جسکی روش نے مجبور کیا کہ شیعوں کی طرف سے **اصلاح** نکالا جائے (باقی آیندہ)

نزاع شیعہ وسنی پر پیسہ اخبار کی رائے

ہماری غرض اس تحریر سے صرف اسقدر ہے کہ دیکھئے جو لوگ اہلسنت میں بافہم ہیں۔ وہ ان مقدمات سے کیا نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ اور کسطرح صلح و امن کے خواہاں ہیں۔ مگر تخم فساد کی خواہش یہی ہے کہ جسطرح ہو یہ آگ مشتعل رہے کہ چار پیسے انکو ملتے رہیں۔ پیسہ اخبار کی تحریر حسب ذیل ہے مورخہ ۱۲ جون لکھنؤ کے شیعہ وسنیوں کی نزاع کے متعلق **ایڈیٹر** لکھتا ہے کہ نہایت افسوس ہے کہ لکھنؤ کے سنی شیعوں کی نزاع بجائے کم ہونیکے روز بروز ترقی پر ہے۔ ایک دوسرے کی دل آزاری پر آمادہ ہیں۔ مقدمہ بازی میں فریقین کا پچاس ہزار روپئے سے زیادہ خرچ ہوچکا ہے۔ اور ابھی نہیں معلوم کسقدر کثیر سرمایہ اس کمبخت مفلس قوم کا فریقین کے مفسدین کی بدولت اور صرف ہوگا۔ نہ صرف مقدمہ بازی میں روپیہ صرف ہوتا ہے۔ بلکہ اہل السنن چار یاری **محفلیں** اور اہل شیعہ حضرت عمرؓ کے قاتل فیروز نامے کی یادگار میں بزم فیروزی منعقد کرتے ہیں اور اس طرح فریقین اپنے بھائیوں کی دل آزاری کرکے اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں جہاد کرکے گویا جنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں بھلا کیا لکھنؤ میں کوئی بھی

ایسے باسوز درد دل رکھنے والے مسلمان نہیں جو اس قومی بدنصیبی کا علاج کرسکیں۔ اگر
ابھی لکھنؤ میں قومی ہمدردی اور مسلمانوں کی نکبت کے علاج پر لکچروں کی ضرورت ہو تو بیسیوں طلیق
لسان اور اہل الرای کھڑے ہوجائیں گے۔ مگر جب ایک کام کی ضرورت ہے۔ تو کوئی بھی میدان میں نہیں نکلتا۔

افسوس یہ ہے کہ جسوقت نجم لکھنؤ کی اشاعت شروع ہوئی اوسوقت ان معتدد اخبار
و رسائل نے اوسپر کمتر توجہ کی۔ وطن۔ اتحاد نے تو اوس سے مخالفت کی تھی مگر وہ بھی لفظوں سے۔ وکیل
البشیر۔ پیسہ اخبار نے مطلق خبر نہ لی۔ ورنہ یہ آگ اتنا نہ پھیلتی۔ یہ سچ ہے کہ کرزن گزٹ
بھی اشتعال میں بہت تیز ہے اور بہت سے فسادات اوس سے پیدا ہوئے مگر سبکو معلوم ہے کہ وہ ایک شخص کے
ہاتھ میں ہے جسکو علمیت سے کچھ سروکار نہیں چند خارجیوں کے ہاتھ میں وہ کٹھ پتلی کا کام کر رہا ہے۔ مگر کافی نہیں
اور کچھ نہیں آتا بخلاف نجم فساد کے جسنے تمام چھوٹے طبقوں میں مشہور کر رکھا ہے کہ وہ علمائے فرنگی محل کا
ارگن ہے۔ اور کتابوں کے ترجمہ سے اپنی علمیت بھی دکھا رہا ہے اسلئے اسکی فساد انگیز تحریریں بہت موثر ہوتی ہیں

ہم جانتے ہیں اسکی اشاعت بہت کم ہے اور جتنے بافہم اہلسنت ہیں اوس سے متنفر رہتے ہیں کہ دیکھنا
بھی نہیں پسند کرتے نہ ہاتھ لگانا۔ مگر اوسکے ساتھ یہ بھی تو ہے کہ فساد جب ہوتا ہے چھوٹی امت سے۔ اور اوسی
حلقہ میں اسکی اشاعت بھی ہے لہذا جب تک علمائے فرنگی محل آمادہ ہونگے اور تمام عوام و خواص
کو نہ بتا دینگے کہ اس اخبار سے ہمکو کسی قسم کا تعلق نہیں اور اس فتنہ و فساد کو ہم پسند نہیں کرتے۔ اوسوقت
تک امن و امان کا ہونا ناممکن ہے۔

اگر تمام ہندوستان کے صرف سنی اخبار نویسوں ہی سے گواہی لی جائے تو وہ کہ سکتے ہیں چار یاری
مولود کا نام اونہوں نے آجتک نہ سنا ہوگا بجز اسکے کہ امسال لکھنؤ میں اوسکی ابتدا ہوئی بخلاف اسکے
وہی حضرات اسکی شہادت دے سکتے ہیں کہ شیعوں کے یہاں ہر جگہ نہم ربیع الاول کو عید ہوتی ہے پھر کیا وجہ
ہے کہ منعقد کوشش سے محفل چار یاری مولود کے انسداد میں کوشش نہیں کی جاتی۔

عام قاعدہ ہے کہ جو رسم و رواج اگرچہ کیسے ہی مخالف ہی ہو۔ رواج عام پا جاتا ہے تو پھر اوس سے کراہت
جاتی رہتی ہے اور اوس ناگواری سے نہیں دیکھا جاتا جو کسی امر جدید کیلئے ناگواری ہوتی ہے یہی وجہ ہے
کہ اس چار یاری مولود چار یاری ڈنکا۔ چار یاری جھنڈے سے عام نفرت ہو رہی ہے خود اہلسنت اوسے ناپسند
کرتے ہیں۔ چنانچہ اخبار وکیل البشیر۔ پیسہ اخبار کی رائیں آپکو معلوم ہو چکیں کہ بالاتفاق اس سے

مخالفت ظاہر کر رہے ہیں مگر نہ موقوف کیا جاتا ہے نہ اسکے وجوہات بتائے جاتے ہیں کہ اسکی ترویج کس غرض سے ہو رہی ہے۔

اگرچہ شیعہ اپنی کمزوری اور کمی تعداد سے ہر طرح بدنام کئے جاتے ہیں کہ وہی دل آزاری کرتے ہیں مگر ایک شخص انصاف پسند اگر فریقین کی تحریر و تقریر کو دیکھے اور سنے تو وہ آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ دل آزاری کدھر سے ہو رہی ہے۔ مگر دور جانے کی ضرورت نہیں صرف نجم لکھنؤ دیکھ لیا جائے کہ اوسنے کئی دفعہ شیعوں کی آمادگی صلح و آشتی کو لکھا اور بجواب اوسکے کس بے رخی سے اسنے لکھا کہ ہمکو تمسے صلح منظور نہیں۔ ہمنے کبھی تمسے صلح کی خواہش نہ کی ہے صلح ہو سکتی ہے مگر شیعوں سے ناممکن ہے پھر آپ ہی بتائے دل آزار کون ہے اور دل شکنی کون کرتا ہے۔

حالانکہ شیعوں کی خواہش صرف اسقدر ہے کہ جسطرح تم غیروں سے برتاؤ کرتے ہو کہ کسیکے ارکان مذہبی میں تم مخل ہونا نہیں چاہتے یا فساد نہیں کرتے۔ وہی برتاؤ ہمارے ساتھ بھی کرو نہ یہ کہ ہمارے چڑھانے کو علم کے مقابلہ میں چار یاری جھنڈا نکالو مجلس عزا کے مقابلہ میں چار یاری مولود بناؤ۔

مجالس عزا کو تو ہزار برس سے زیادہ ہوئے محفل مولود جناب رسالتمآب کو بھی عرصہ گذرا کبھی فساد نہوا اب یہ چار یاری مولود کس غرض سے قائم کیا جاتا ہے۔ چار یاری جھنڈا کیوں نکلتا ہے۔ اگر فساد کی نیت نہیں ہے تو بتاؤ اسکی کیا وجہ ہے۔

اڈیٹر صاحب النجم بھی کوئی معمولی شخص نہیں ہیں اگر وہی چند روز کیلئے لکھنؤ میں تشریف لائیں اور علمائے فریقین سے ملاقات کرکے کوئی صورت اسکی نکالئے تو ممکن ہے اور اسمیں اگر شرکت ایجوکیشنل کانفرنس سے زیادہ ثواب نہ ہوگا تو کسیطرح کم نہو گا کیونکہ یہ آتش فساد اس درجہ مشتعل ہو رہی ہے کہ اگر کسی متنفس کے دل میں درد اسلام ہوگا تو وہ ہرگز خاموش نہ رہیگا اور پوری کوشش سے اسکے رفع کرنے میں کوشاں ہوگا۔ (اڈیٹر)

الواقعات

خلیفہ سید حامد حسین صاحب دام عزہ۔ کو ریاست پٹیالہ نے بعد وفات اونکے والد مرحوم آنریبل خلیفہ محمد حسین خان بہادر کے بعہدہ فنانسل منسٹر یعنی دیوان ریاست مقرر کیا الحمد للہ۔ یہ عہدہ بعد عہدہ ممبری کونسل

آف ایجنسی تمام عہدہ وں سے ممتاز ہے -

ازمیل حاجی نواب فتح علیخاں بہادر قزلباش سی ، آئی - ای رئیس لاہور کے مشکوی معلی میں فرزند ارجمند متولد ہوا خداوند عالم طول عمر و عزت و اقبال سایۂ عاطفت والدین میں عطا فرمائے -

ہز ہائینس نواب رامپور نے اپنی رعایا کے شرفا اور پردہ نشین کو ماہانہ عنایت فرمانا منظور کیا ہے - یہ فیاضی ہے

مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کی گتھی سلجھ گئی الحمد للہ جناب حاجی حرمین نواب سید الطاف حسین خانصاحب اور وجیہۃ النسا بیگم صاحبہ دام عزہما نے اپنا اعلان شایع کر دیا کہ یہ مدرسہ تعلیم دینیات و علوم عربی کے لئے قائم کیا گیا ہے اور یہی اصلی غرض اس مدرسہ کی ہے تعلیم انگریزی ابتدائی درجوں میں لازمی نہیں ہے - اب ہمکو امید ہے کہ جناب نواب دیشا نواب صاحب دام عزہ اپنا استعفا واپس لینگے اور سکرتری صاحب اپنی مداخلت کو کم کرینگے - مدرسین نہایت اطمینان اور دلجمعی سے کام کرینگے اور علمائے پٹنہ خاص طور سے اس مدرسہ کیطرف توجہ فرمائینگے - مدرس اعلی جناب مولوی حکیم حافظ سید فرمان علی صاحب دام فضلہ سے امید ہے کہ وہ اپنی حلم و تحمل سے بہت جلد ان کدورتوں کو دفع کرینگے جس سے ماتحت مدرسین اور طلبہ بیدل ہو رہے تھے کیونکہ خود جناب نواب الطاف حسین خانصاحب دام عزہ نہایت بیدار مغز اور خیر خواہ قوم ہیں -

فتحپور ضلع الہ آباد کے مقدمہ محرم میں سشن جج کی اجلاس سے شہاب الدین - سراج الدین جہادیو نکو سات سال اور پانچ سال کی قید سخت کی سزا ہوئی اور بقیہ ملزمونکو چار چار سال کی قید سخت سزا ہوئی

چھپرہ کے مقدمہ تابوت میں بھی الحمد للہ شیعہ کامیاب ہوئے ہائیکورٹ کلکتہ سے بھی صاحب کلکٹر بہادر چھپرہ کا فیصلہ بحال رہا - خدا کرے وہانکے حضرات اہلسنت بھی آمادہ اصلاح ہوں اور ان فسادات کو دفع کریں جو چھوٹی امت نے ترک حجامت و سقائی وغیرہ سے آفت برپا کر رکھی ہے - کیونکہ جہانتک ہم جانتے ہیں طبقہ اعلی و اوسط کو نہ عزاداری امام مظلوم سے نفرت ہے نہ وہ اسکو بدعت جانتے ہیں - بلکہ اکثر حضرات خود عزادار ہیں - یہ فساد صرف دو ایک چھوٹے درجہ آدمیوں کے بدولت ہوا - اب اس قصہ کو رفع دفع کر کے سنی اور شیعہ کو نہایت امن و اتحاد سے بسر کرنا چاہیے -

لکھنو کے جدید فساد ڈیرھی بازار والے مقدمہ میں ۲۳۲ سنیونکو عہ عمہ - سہ - للعہ تک مختلف جرمانے ہوئے اور پچاس کی ضمانت اور پچیس روپیہ کا مچلکہ لیا گیا جس سنی کے یہاں مولود تہا اسکو چھ ماہ کی قید سہ جرمانہ کے علاوہ غالبًا مچلکہ بھی دینا پڑا - (۱۷۲) شیعونپر عصہ عہ صہ سے للعہ تک جرمانہ ہوئے اور صاحب مکان کو دو ماہ قید اور سہ جرمانہ ہوا -

اس **مقدمہ** کی دوسری شاخ میں سنیونکو سال سال بہر کی قید اور بعد رہائی سو روپیہ کی ضمانت کا

حکم ہوا اور ایک سنی کو چھ ماہ کی قید۔

مقدمہ عشرہ لکھنؤ میں نہایت افسوس ہے کہ ۲۰ شیعوں کو نہایت سخت سزا ہوئی۔ بظاہر اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مجسٹریٹ صاحب کو اپنا حسن انتظام دکھانا تھا کہ حکام مافوق یہ نہ کہیں جب شیعوں نے اس قسم کی درخواست کی تھی کہ اہلسنت کے چاریاری نظموں سے خوف فساد ہے تو کیوں نہ صاحب مجسٹریٹ نے معقول انتظام کیا۔ اور اس درخواست کو معمولی سمجھا جس سے یہ سب فسادات پیدا ہوئے کہ عین عاشورے کے روز سروپا برہنہ مظلوم شیعوں پر اتنی مار پڑی کہ اکثر دیکھیں خون سے تر ہو گئے۔ اس مقدمہ کا فیصلہ ہنوز نہیں ملا ہے کہ اسپر تنقیدی نظر کیجائے۔ مگر عام قاعدہ ہے کہ مقدمہ بلوا میں فریقین کے بیانات لئے جاتے ہیں فریقین کی سزا ہوتی ہے مگر اس مقدمہ میں آج تک فریق ثانی کا نہ نام سنا گیا اور نہ کسی کو انکی سزا ہوئی۔ اگرچہ اوشیران تخم فساد یہ وجہ معقول بتا سکتے ہیں کہ اہلسنت کے عوام ایسے مہذب تھے کہ نہ انمیں کوئی حملہ آور ہوا نہ دفاعی حملہ کیا۔ مگر اسکی وجہ کیا کہ سکتے ہیں کہ پھر آخر اتنے شیعہ زخمی کیوں ہوئے۔

بہر حال اسوقت تو ہم ان سنی مہذب اخبار والوں کو جو اسپر خوشیاں منا رہے ہیں یہی جواب دیتے ہیں جو جناب زینب کبریٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہا نے ابن زیاد کو فرمایا تھا کہ اگر قتل فرزند رسول سے تیری آنکھیں خنک ہوئیں اور بیماری دل کو شفا ہوئی تو بیشک ہوئی مگر عدل خداوندی سے امیدوار ہیں کہ آیندہ مرافعات میں وہ جلد اسکا فیصلہ صحیح کریگا۔

ہاں ہمارے قوم سے یہ بڑی غلطی ہوئی کہ انہوں نے اصل باعث فساد پر نہ اپنے میموریل میں توجہ دلائی جو ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر پیش ہوئی کہ لکھنؤ کا پولیس بہت ناقص ہے۔ نہ شاید مجسٹریٹ بہادر کے اجلاس میں اسپر زیادہ بحث کی گئی۔

اب دو کام ہمارے ذمہ باقی ہیں ایک اس مقدمہ کی اپیل جو غالبًا دائر ہو گئی ہو جسکے لئے بیشک روپیہ کی سخت ضرورت ہو گی۔ اگرچہ ابھی تک لکھنؤ سے اسکی آواز نہیں سنائی دی تاہم سامان کرنا ضروری ہے کیونکہ کم سے کم دو مرافعے دیکھنا ہوگا۔ اسلئے دفتر اصلاح اور شیعہ اپنی اپنی ذمہ داری پر اعانت اپیل کا فنڈ کھولتا ہے کہ جو حضرات از راہ دردِ دین کوئی رقم عنایت کرینگے اوسکی رسید باضابطہ ہر نمبر میں اصلاح کے شایع ہو گی۔ اور بشرط ضرورت وہ رقم صرف کیجائیگی۔

دوسرا کام یہ ہے کہ سال آیندہ کیلئے ابھی سے سامان کرنا چاہئے کہ اس قسم کا فساد نہو جسکے لئے تمامی انجمنوں کو جو شیعوں کی اکثر مقامات میں قایم ہیں استصواب رائے کرنا چاہئے اور ہر کام کو باتفاق رائے انجام دینا چاہئے کیونکہ شیعہ آبادی میں کوئی ایسا مقام نہیں ہے جو لکھنؤ کو اپنا صدر اور مرکز نہ سمجھتا ہو لہذا تمامی انجمنیں اتباع و متابعت کے لئے حاضر ہیں۔

ہم جہانتک سمجھتے ہیں اس مقدمہ سے سنیان لکہنو کے ظلم و تعدی میں یقیناً ترقی ہوگی اور رسائل بندہ خطرات پیش ہونگے جنکا اسوقت خطور بہی نہیں ہوسکتا لہذا تمامی شیعیان کو مصائب کے تحمل کا آمادہ رہنا چاہئے۔ چاریاری جہنڈا چاریاری نظمیں کسیطرح امن کو باقی نہیں رہنے دے سکتیں۔ لہذا حکام مافوق کو بہی اوسپر پوری توجہ کرنی چاہئے۔

ہم اپنے اون برادران دین کے ساتھ حد درجہ ہمدردی رکھتے ہیں جو اسوقت ان مصائب میں مبتلا ہیں اونکو اپنے قید و اسیری کے ساتھ اسرا کربلا کی مصیبت کو یاد کرنا چاہئے۔ اور اس مصائب پر اوسیطرح صابر وشاکر رہنا چاہئے خدا نے چاہا تو بہت جلد حق کی فتح ہوگی اور آپلوگونکو اجر المضاعف ملیگا۔ پرچہ چونکہ طیار ہوچکا تہا اسلئے نامہائی اون حضرات یکجا نہیں لکھے گئے جس سے ہماری قوم اندازہ کرتی کہ یہ کیسے معزز اشخاص تھے جو آج اس مصیبت میں مبتلا ہیں۔

العوالم الاسلامیہ

گذشتہ نمبر میں ہم لکھ چکے ہیں کہ شاہ ایران اور پارلیمنٹ کے سکوت سے دو ہی نتیجہ نکل سکتا ہی یا تو صلح کل ہو یا کسی فساد عظیم کی توقع ہے۔ افسوس کہ تازہ خبروںسے دوسرا ہی نتیجہ نکل رہا ہے۔

شاہ نے پایۂ تخت چہوڑ کر بیرون شہر قیام کیا۔ اور خزائن و دفائن۔ جواہرات کل ساتھ ہیں ۲۵ ہزار فوج ہمراہ ہے پارلیمنٹ کے اعتراض پر شاہ نے نہایت سختی سے جواب دیا کہ سلطنت ایران کو ہمارے آبا و اجداد نے بزور شمشیر فتح کیا ہم بہی اوسوقت تک ایران سے دست بردار نہونگے جبتک شمشیر سے فیصلہ نہو لو (اس سے بڑہکر پارلیمنٹ کی مخالفت کیا ہوسکتی ہی)۔

روزنامہ مظفری بوشہر ناقل ہی کہ شاہ نے ۱۰ جمادی الاول کو تمام ولایات میں ایک اس قسم کا تار دیا جسکے جواب میں گیلان اور رشت سے بوشہر وغیرہ مقامات میں اس مضمون کا تار آتا ہی کہ ہماری تمامی برادران حقیقی کو معلوم ہو کہ محمد علی مرزا (نام شاہ حالیہ ایران) ابتداے امر سے مخالف سلطنت مشروطہ ہیں اور ہر قول و فعل مخالفت کر رہے ہیں۔ ہمنے اونکو اچھی طرح سمجھا دیا ہے اور اتمام حجت کر دیا ہے کہ جس طرح وہ طہران سے باہر گئے ہیں۔ فوراً واپس نہ آئینگے اور قولاً و فعلاً و قلباً پارلیمنٹ کی موافقت نہ کرینگے جبتک ہم اونکو بادشاہ اپنا نہیں مانینگے اور اونکے ساتھ ہمارا وہی برتاؤ ہوگا جو لوئی شانزدہم بادشاہ فرانس کے ساتھ کیا گیا کہ آخر وہ دست رعایا سے قتل ہوا۔

(۱) روٹر طہران سے خبر دیتا ہے کہ آج (۲۳ جون کو) شاہی فوج نے پارلیمنٹ کا محاصرہ کر لیا اور چند ممبروں کو اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش کی۔ پارلیمنٹ نے اپنے افراد میں کسی کو دیدہ و دانستہ حوالہ

عرق مرکب کمونی اور طلائے تلیشین یہاں دونوں دواؤں کا تجربہ عرصہ تک کرکے اب دو تین سال سے میں خلق خدا کو جبر دیتا ہوں جن کو تخمہ، ضعف، نفخ شکم، سوزش سینہ، بدہضمی، متلی، قے، ڈکار، درد شکم، سقوط اشتہا، ضعف معدہ، اختناق الرحم وغیرہ امراض معدہ یا شرکی معدہ میں بہت مفید پایا۔ صرف ان دونوں دواؤں کے متعلق اپنے تجربہ کے علاوہ چند تازہ رسیدیں اور انہیں بعینہ پیش کرتا ہوں۔ سو دیکھئے اور بغور ملاحظہ فرمائیے۔ وما علینا الا البلاغ

قیمت فی شیشی عہ صہ ہر دو عا — انا احقر العباد محمد سجاد۔ حاجی گنج پٹنہ سٹی۔

کرامت نامہ صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین مجتہد العصر والزمان جناب مولانا السید علی الحائری ادام اللہ ظلہ العالی

بعد از سلام مسنون الاسلام معروض خدمت آنکہ ادویہ مرسلہ شما یعنی عرق کمونی و طلائے تلیشین کہ از غایت لطف و نہایت مہربانی برائے حقیر فرستادہ بودید رسید۔ الطاف عالی مزید۔ بعض مخلص احباب طلبات حقیر بود و ادویہ شما را استعمال کردند۔ از قراریکہ اقرار و اعتراف حسنت اینکہ ہر دو بے نظیر و سریع التاثیر برائے امراض معدیہ علاج حکمی می باشد۔ حق آنست کہ خواص و عوام محتاج ازیں ادویہ منتفع شوند والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ — منمقہ خادم الشریعۃ المطہرۃ السید علی الحائری

توثیق نامہ فخر الحاج واقف اسرار علوم ادیان و ابدان جناب مولانا حکیم سید واجد حسین صاحب قبلہ طلائے تلیشن سفر حج و زیارت میں میرے ساتھ تھا۔ اکثر مریض کو میں نے استعمال کرایا۔ درد شکم۔ بدہضمی۔ سقوط اشتہا اور نفخ وغیرہ میں نہایت مفید پایا۔ عرق کمونی بھی دوا بھی میں نے چند مریض کو دیا۔ ریاحی شکایات کیلئے نہایت عمدہ دوا ہے مشتہی اور مقوی معدہ بھی ہے۔ یہ دونوں دوائیں قابل اسکے ہیں کہ سفر و حضر میں ہر شخص کے ساتھ رہیں۔ — اودھ اخبار۔ مورخہ ۹ جنوری

حکیم محمد سجاد صاحب رئیس حاجی گنج پٹنہ کے بعض مرکبات نہایت سریع الاثر اور تیر بہدف ہیں۔ طلائے تلیشن کی آزمائش ہوئی نہایت مفید اور مجرب پایا گیا۔ یہ نمک ہاضم مشتہی کاسر ریاح مفرح اور مقوی معدہ ہے۔ اور تجزیہ سے یہ بھی کام آتا ہے عرق کمونی کی ہم اپنے تجربہ سے خاص طور پر سفارش کرتے ہیں جو من حیث المجموع امراض شکم علی الخصوص سقوط اشتہا، بدہضمی، غثیان اور بتوعا سوزش سینہ نفخ۔ اختناق الرحم کیلئے نہایت نفع بخش ہے۔ اس مفید عرق کی ایک بوتل سفر و حضر میں ہر وقت موجود رہنا چاہیے۔

افسوس کہ جناب خان بہادر سید امداد علی صاحب وکیل مرحوم نے اس ماہ جمادی الاول میں بعارضہ فالج شہر لکھنؤ میں انتقال کیا انا للہ و انا الیہ راجعون جناب مرحوم سادات بہرسہ سے تھے جو بمقام دموہ کمشنری جبلپور قیام پذیر تھے نہایت خوش صفات تھے حکام میں بھی بہت معزز تھے اور رجال و خلق میں ممتاز۔ خداوند عالم مرحوم کی مغفرت کرے مومنین سے التماس ہے دعائے مغفرت و فاتحہ سے مرحوم کو مثاب کریں گے

اعلان ضروری حسب ارشاد عالیجناب سید مظفر علی صاحب بہادر پریزیڈنٹ صدر انجمن جعفریہ مظفر نگر حضرت علما کرام کثر ہم اللہ نے تاریخ جلسہ انجمن مذکورہ ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ دسمبر ۱۹۰۹ء مقرر فرمائی ہیں اور سالانہ جلسہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے اجلاس کی ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ دسمبر ۱۹۰۹ء مقرر کیں انشاء اللہ تواریخ مذکورہ بالا میں ہر دو جلسے منعقد ہونگے۔ اور آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے ڈپوٹیشن اودھ میں عالیجناب مولوی سید کلب عسکری صاحب قبلہ پیشنماز اور جناب مولوی کلب عباس صاحب امداد کو تجویز روانہ کئے گئے امید ہے کہ حضرات مومنین قبول ممبری آئندہ کانفرنس و اعانت وغیرہ میں دریغ نہ فرمائینگے۔ دیگر مقامات کیواسطے بھی حضرات منتخب ہو چکے ہیں جو عنقریب روانہ ہونے والے ہیں۔

السید علی غضنفر آنریری سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

وہ تین باتیں جنکے کرنیکا افسوس ہے کہ کاش نہ کئے ہوتا۔ ایک تو یہ ہے کہ کاش مین علیؑ کے گھر کو چھوڑ دیتا اگرچہ وہ مجھسے جنگ کا اعلان بھی کرتے۔ دوسرے یہ کہ کاش مین بروز سقیفہ بیعت کرتا عمر کے ہاتھ پر یا ابو عبیدہ کے ہاتھ پر اور خود مین وزیر رہتا تیسرے یہ کہ جب فجاءۃ اسلمی کو لوگ گرفتار کرکے میرے پاس لائے تھے تو مین اوسکو ذبح کرتا یا چھوڑ دیتا اور آگ مین نہ جلاتا۔

رہی وہ تین باتین جنہین نہ کین اور اسکا افسوس ہے کہ کرتا۔ ایک یہ کہ اشعث بن قیس کو جب اسیر کرکے لائے تھے۔ تو کاش مین قتل کرڈالتا اور زندہ نہ چھوڑتا مگر ہائے [illegible] مین یاد ہی (کہ جہانتک اوسکی حالت دیکھی اور سنی جاتی ہے وہ شر کا معین و مددگار ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جب خالد بن ولید کو ملک شام کی فتح کو بھیجا تھا تو کاش عمر کو عراق بھیجے ہوتا۔ دونو ہاتھ میرے راہ خدا مین پھیل جاتے۔

اور وہ باتین جنکے نسبت اسکا افسوس ہے کہ کیون نہ پوچھا رسول اللہ سے یہ ہے کہ کاش مین حضرت سے پوچھے ہوتا کہ آپکے بعد کون خلیفہ ہوگا پھر ایک آدمی بھی نہ اختلاف کرتا دوسرے یہ پوچھا ہوتا کہ آیا انصار کو بھی کچھ اسمین حصہ ہے یا نہین تیسری یہ کہ بھتیجی اور عمہ کی میراث دریافت کئے ہوتا کہ اسکے بارہ مین ہمارے دل مین شک ہے۔ اسکے بعد لوگ آگئے صحابہ رسول سے،، تمام ہوا ترجمہ کتاب الامامۃ

ابتو آپکو معلوم ہوا کہ جو وحشیانہ سزا جوش انتقام مین ابوبکر صاحب نے فجاءۃ اسلمی کو دی تھی اوسپر مرتے وقت ندامت بہی ہوئی تھی۔ مگر کب جب لا ینفع الندم

ہان جس پہلی بات پر سب سے پہلے انہونے ندامت ظاہر کی ہے وہ لیتنی انی ترکت بیت علیؑ ہے جسکے نسبت علمائے سیر و تواریخ سے استفسار ہے کہ اس سے کیا مراد ہے انہونے حضرت علی علیہ السلام کے گھر کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا جسپر افسوس کر رہے ہیں

ہان دوسری روایتون مین جو تاریخ طبری اور کامل مبرد اور کتاب السقیفہ جوہری اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی۔ کتاب الامامۃ و الخلافۃ مولفہ ابوبکر اور کتاب الاموال ابو عبیدہ اور فضائل الصحابہ خیثمہ بن سلیمان طرابلسی اور معجم کبیر طبرانی اور مختارہ

چلی تھیں اوسی خیال پر ہیں حسنین اپنے جد امجد سے حکم قطعی سُن چکے ہیں۔ سبکے ذہن میں وہی خیال ہے اور اوسی خیال پر یہ ظلم ہو رہا ہے کہ ان باتوں کو دل سے نکالو۔ اور اس کو مانو جواب ہوا اور ہو رہا ہے۔

دوسرا افسوس اسپر ہے کہ فجاءۃ اسلمی کو کیوں جلایا جسپر دونو احتمال ہو سکتا ہے ایک یہ کہ سزا جرم سے زیادہ ہوئی جسکو یوں ظاہر کیا انی قتلتہ ذبیحاً کہ کاش میں اوسکو ذبح کر ڈالتا دوسرا احتمال یہ ہے کہ اوسکو بے گناہ سمجھتے ہیں جسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ فرماتے ہیں اور اطلقتہ نجیحا کہ ہم اوسکو آزاد کر دیے ہوتے۔ مگر ہمیں کوئی عذر نہیں کہ جلانا اوسکا خلاف آدمیت تھا کیونکہ فرماتے ہیں ولم اکن احرقتہ بالنار

مگر وہ اپنے اوس جوش غضب کو کیونکر روک سکتے تھے کہ ہمسے بیعت لیکر گیا اور ہمارے ہی طرفدارونپر ہاتھ چلانے لگا لہذا وہ انتقام لیا جو کسی سے نہوا کہ ہاتھ پیر باندھ کر زندہ دہکتے ہوئے آگ میں جلوا دیا۔

تیسرا افسوس اسپر ہے کہ عمر یا ابو عبیدہ کی کیوں نہ بیعت کی کہ یہ دونو امیر ہوتے اور ہم وزیر جس سے جہاں بصراحت تمام یہ معلوم ہوا کہ کوئی بحکم رسول نہیں خلیفہ ہوا تھا نہ حضرت نے ان لوگوں سے کسیکو نامزد کیا تھا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ خود اپنے تئیں لائق خلافت نہ جانتے تھے۔ کیونکہ جناب امیر نے جو بنظر حالات قوم فرمایا تھا کہ ہمارا وزیر ہونا بہتر ہے تمہارے لئے اس سے کہ میں امیر ہوں۔ آجکل کے جہال یہی مطلب نکالتے ہیں کہ حضرت علی میں قابلیت خلافت نہ تھی پس اگر اسکے یہ مطلب ہو سکتے ہیں۔ تو اس قول ابو بکر کا یہ مطلب نہایت واضح ہے کیونکہ حضرت علی نے قبل از حصول خلافت یہ کلمہ فرمایا تھا جسوقت آپکے صحابہ قبول خلافت پر مجبور کرتے تھے اور آپ اسکے دلونکے حال سے خوب واقف تھے کہ کبھی امر حق کو نہ قبول کر سکے ورنہ آج اسکی نوبت ہی کیوں آتی حضرت رسول تو آج سے ۲۵ برس قبل خلیفہ بنا ہی گئے تھے مگر کسینے نہ مانا اور جب حکم رسول کو اونہوں نے نہ مانا تو اب ہمارا حکم کیا مانینگے بغاوت کرینگے فتنہ و فساد کرینگے اسلئے آپنے کہا ہماری وزارت تمہارے لئے بہتر ہے امارت سے کیونکہ امارت تو جب ہو سکتی ہے جب لوگ امیر کا کہنا مانیں اور یہاں بحر

بخلاف ابوبکر صاحب کے کہ وہ اوسوقت یہ کلام فرما رہے ہیں جب خلافت کو باوجود خلیفہ منصوص رسول اسطرح حاصل کیا کہ خلیفہ رسول تجہیز و تکفین رسول میں مشغول ہے۔ اور یہ وقت کے منتظر اپنا کام نکال رہے ہیں۔ اب سب کامیابی کے ساتھ مرتے وقت یہ کلمہ کہہ رہے ہیں جسکا صرف مطلب دو ہی ہو سکتا ہے ایک یہ کہ اپنی ناقابلیت واقعی کا اظہار کریں کیونکہ جو خونریزی انکے بدولت ہوئی وہ دوسرونکی خلافت میں نہیں ہوئی یا یہ غرض ہے کہ پھر خوشامد خوری کچھ مدح و ثنا کی اسوقت گیت گائیں کہ آپکی روح خوش ہو جائے۔ مگر جبکہ کام نکل چکا تھا اب کسکو غرض پڑی تھی کہ جھوٹی مدح سرائی کرے لہذا سب چپکے سنتے رہے کہ اچھو بڈھا خود ہی تمام سے کر لینے دو۔

مگر سب سے زیادہ افسوس کا مقام ہے کہ آج بھی جب ناقابلیت کا اظہار کر رہے ہیں تو نام عمر ہی اور ابو عبیدہ کا لیتے ہیں۔ اور یہ نہیں کہتے کہ جو خلیفہ رسول تھا اوسکی اطاعت قبول کئے ہوتے اوسکی مدد کرتے جو اس عذاب ابدی سے نجات پاتے مگر جب مرتے وقت ابوجہل نے نہ اقرار کیا تو یہ کیا اقرار کرتے۔

چوتھا افسوس آپکو اشعث بن قیس پر ہے کہ کیوں نہ قتل کیا۔ مگر آپ کیوں قتل کرتے اونکو معلوم تھا یہی ایک روز گیج ہو خلافت لوٹانے میں کوشش کریگا فرقہ خوارج کا سرغنہ ہوگا لہذا بجائے اسکے وہ قید ہوتا یا قتل کیا جاتا۔ اس عزت کا مستحق ہوا کہ خلیفہ نے اپنی ہمشیرہ عزیزہ کو اوسکی زوجیت میں دیا جسکی بیٹی جعدہ بنت اشعث نے جناب امام حسنؑ کو زہر دیکر شہید کیا۔ اور خلف اکبر محمد بن اشعث نے جناب امام حسینؑ سے جو سلوک کیا کربلا میں وہ کسی سے مخفی ہے۔

پانچواں افسوس اسپر ہے کہ جہاں خالد کو ملک شام کی طرف بھیجا تھا۔ وہاں عمر کو بھی عراق کی طرف بھیجتا۔ مگر اسکا منشا نہیں معلوم ہوتا کہ کیا تھا۔ کیونکہ فتوحات کے لئے شجاعت اور حسن تدبیر دونو درکار ہے۔ انکی شجاعت کا حال ابوبکر سے بڑھکر کون جان سکتا ہے کیونکہ جنگ [illegible] خود ابوبکر صاحب فرمایا کرتے سب سے پہلے بھاگنے والے تھے لوٹ [illegible] توجب بھاگ کر پلٹ آنے میں بھی عمر صاحب سے کوئی کافی حصہ نہ پایا تو شجاعت کیا دکھاتے۔

رہا حسن مدبیر کہ رائی معقول و رائی انتظام عمدگی سے کریے۔ اسکا حال سبکو معلوم ہے کہ عہد رسول اللہ سے انکی جو رائے ہوتی خلاف عقل جسکا نتیجہ بجز خرابی و تباہی و بربادی کچھ نہ تھا۔ سب سے پہلی لڑائی اسلام میں بدر کی ہوئی جسمیں انکی اور ابوبکر کی بھی رائے تھی کہ ابوسفیان والا قافلہ نکل گیا۔ آپ پھر چلئے قریش وہ ہیں جو کبھی ذلیل نہوئے جسپر حضرت کو کسدرجہ ملال ہوا اور آپنے انکی رائے کو ایک سفیہانہ بلکہ منافقہ رائے قرار دیا اور جنگ کرکے کامیاب ہوئے۔

جنگ احد کا حال سبکو معلوم ہے کہ انلوگونکو حضرت کی شہادت کا یقین ہوگیا سب بھاگ گئے تھے۔ اسکی صلاحیں ہورہی تہیں کہ ابوسفیان سے صلح و مصالحہ کرنا چاہیے جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیسا ایمان تہا اور کیسی عقل کہ ایک ایسی قاتح استدعا کی جائے۔ جسکے تین سے جنگ بدر میں کام آچکے تھے۔ اگر اوسکو قابو ملتا تو کیا ایک مسلمان کو بھی زندہ چھوڑتا بشرطیکہ وہ مسلمان ہوتا۔

جنگ خندق میں انکی رائے سبکو معلوم ہے کہ عمرو بن عبدود سے دشمن کی تعریف کرکے کسطرح مسلمانوں کا دل توڑا کہ پھر کسیکو جنگ کی ہمت ہی نہوئی۔ اگر جناب امیر نہ قتح کرتے تو لشکر اسلام تباہ ہوچکا تہا۔

پھر صلح حدیبیہ کا حال بہی معلوم ہے کہ کسطرح صلح کے مخالف تھے۔ حالانکہ خود مرد میدان نہ تھے مگر مسلمانونکے قتل ہونے کے تماشا کے شائق تھے۔ حالانکہ یہ صلح حسب ارشاد رسول ایسی فتح تھی کہ کبھی اسلام کو اتنا نفع ہوا جو اس صلح سے ہوا۔ اسوجہ سے اسکا نام فتح مبین رکھا۔

عہد ابوبکر میں انکی رائے تھی کہ اسامہ حکومت لشکر سے معزول کیا جائے جسپر ابوبکر صاحب نے انکی داڑھی نوچی اور معلوم کیا کچھ کہا

مرتدین و مانعین زکوۃ میں بالکل مخالف تھے حالانکہ خود وہ قرار کرتے ہیں کہ ابوبکر کی رائے پر اگر عمل کیا جاتا تو اسلام تباہ ہو جاتا۔

خود اپنے عہد میں جنگ ایران و روم کے متعلق فرماتے ہیں کاش ہمارے اور اونکے درمیان کوہ آتشی حائل ہوتا کہ نہ وہ ادھر آتے نہ ہم ادھر جاتے۔

فتح مصر کے متعلق انکی رائے بالکل خلاف تھی استخارہ بھی منع آیا تھا مگر عمرو عاص نے زبردستی
فتح کیا۔

بحری جنگ کو یہ بالکل ناپسند کرتے تھے۔ اور اسیوجہ سے ملک حبشہ ابتدائے خلافت ابوبکر میں
ممالک اسلامیہ سے خارج ہوگیا۔ حالانکہ بحری جنگ اس زمانہ میں جیسی ضروری اور مفید
سمجھی جاتی ہے اوس سے کسکو انکار ہوسکتا ہے پھر یہ معلوم کیا سمجھ کر ابوبکر صاحب نے مرتے وقت
اسپر افسوس کیا کہ کاش عمر کو ملک عراق کی طرف بھیجتا کیونکہ شجاعت
اور حسن تدبیر انکی دونو آپکے پیش نظر ہے۔

ہاں بظاہر یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ مرتے وقت انکی خوشامد کریں کہ شاید ہمارے
بعد ہماری اولاد کے ساتھ سلوک نیک کریں۔ کیونکہ جو سلوک وہ بضعۃ الرسول کیساتھ
کرچکے تھے اونکے پیش نظر تھا کیونکہ اسپر تمامی مورخین کا اتفاق ہے جسقدر ابوبکر صاحب
اون حضرات پر ظلم کرنا چاہتے عمر صاحب اوسکو کردیتے اور بعض اوقات تو اونکے
ارادہ سے بڑھ جاتے۔ لہذا اس کلمہ سے چاہا کہ اپنی اولاد کے لئے ایک حق قائم کرجائیں
چھٹا افسوس آپکا اس روایت ابن قتیبہ میں تو نہیں ہے مگر کنز العمال وغیرہ میں یہ ہے
کہ جب خالد کو جنگ مرتدین کے لئے بھیجا تھا تو کاش ہم ذی القصہ میں قیام کرتے کہ اگر
فتح ہوتی تو خیر نہیں تو ہم مدد پہونچاتے۔ مگر اب افسوس سے کیا فائدہ مشتے کہ بعد از
جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد۔

بلکہ ہم کہتے ہیں کہ بہتر ہوا جو آپ نہ تشریف لیگئے ورنہ نتیجہ بجز فرار کیا ہوتا۔

نہیں نہیں جنگ مرتدین میں آپکو یہ شرف بھی دیا گیا ہے کہ آپ ایک لڑائی میں
تشریف لیگئے مگر نتیجہ وہی ہوا جو ہمیشہ ہوتا آیا تاریخ طبری میں ہے صفحہ ۱۸۷۰ فاول حرب
كانت في الردة بعد وفات النبي حرب العنسي وقد كانت حرب
العنسي باليمن ثم حرب خارجة بن حصين ومنظور بن زبان
وغطفان والمسلمون غازون فانحاز ابوبكر الى اجمة فاستتر بها
ثم هزمهم الله المشركين۔

یعنی ایام ارتداد میں سب سے پہلے جنگ اسود عنسی سے ہوئی یمن میں۔ پھر حرب خارجہ بن حصین و منظور بن زبان و غطفان جسمیں مسلمان جنگ کرتے تھے پس رخ کیا ابوبکر نے طرف نیستان کے اور چپ رہے اوسمیں۔ بعدہ ہزیمت دیا خدا نے مشرکین کو۔ پس اگر خدانخواستہ اور ایسوں بھی شریک ہوتے تو یہی نتیجہ ہوتا جو یہاں ہوا۔ لہذا اوسپر افسوس بغرض اظہار جواں مردی ہے۔ کہ کوئی نہ کہے آپکے دلمیں شجاعت نہ تھی۔ نہیں تھی مگر قلبی نفاق سے مجبور تھے۔

ساتواں افسوس آپکو اسپر ہے کہ کاش میں پوچھے ہوتا آپکے بعد خلیفہ کون ہوگا کہ پھر ایک آدمی بھی نزاع نہ کرتا جس سے اسقدر تو بالیقین معلوم ہوا کہ اپنی خلافت کا کسیطرح آپکو وہم و گمان نہ تھا نہ حضرت نے اشارہ پایا کہ یہ بھی انکی خلافت کا اشارہ کیا تہا۔ پھر اسکے ساتھ انکا تسلط خلافت پر اور اس بے باکی سے اوسمیں دخل اندازی بالکل اسلام کے خلاف ہے افسوس کہ رسول اللہ نے ایک نہیں لاکھوں حدیثیں کنایۃً اور صراحۃً فرمائیں۔ مگر افسوس انکا دل اور کان اسدرجہ خدمت رسول سے غائب تہا کہ ایک بہی انکو نہ معلوم ہوا نہ ابتدائے رسالت والی حدیث معلوم ہوئی کہ حضرت نے جس روز اظہار نبوت کیا ہے اوسی روز اپنے خلیفہ کا بھی اعلان دیا مگر انکو نہیں معلوم۔ حجۃ الوداع سے معاودت کے بعد خم غدیر میں اتنا بڑا خطبہ آپنے پڑہا لاکھوں صحابہ کے مجمع میں مگر انکو نہ معلوم ہوا کہ حضرت کسیکو خلیفہ کر رہے ہیں یا کیا۔

بحیال اہلسنت میں یہ تو کہہ نہیں سکتا کہ مرتے وقت آپ ایسا صریحی کذب فرماتے ہیں مگر کیا اوسوقت بہی نہ معلوم ہوا جب سریر خلافت پر جلوہ گر ہونے کے بعد طلبی خلیفہ رسول کا فرمان جاری کیا ہے تو اوس خلیفہ نے کیا جواب دیا۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ میں ہے۔

فاتی عمر ابابکر فقال لہ الا تاخذ ھذا المتخلف عنک بالبیعۃ فقال ابوبکر لقنفذ وھو مولی لہ۔ اذھب فادع	کہ عمر ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ کیوں نہیں پکڑتے ہو اس متخلف کو جو تمہاری بیعت سے علیحدہ ہوا ہے۔ ابوبکر نے قنفذ سے جو اونکا

رجسٹرڈ سی ۳۷۵۸

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لئے ہے

رسالہ

اصلاح

نمبر ۷ | بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۳۶ ہجری | جلد ۱۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسما مضمون نگاران	صفحہ
۱	اصلاح پرنٹنگ کمپنی	اڈیٹر	۲
۲	الآل والاصحاب	اڈیٹر	۳
۳	فیصلہ امامت و اقتدا	اڈیٹر	۹
۴	دشمنان آل رسول	جناب مولوی محمد صالح صاحب بارہ	۳۷
۵	سائنس اور اسلام	جناب سید محمد صاحب بی اے نونہرہ	۴۱
۶	فساد محرم	اڈیٹر	۴۳
۷	التقریظات	"	۴۹
۸	آل انڈیا شیعہ کانفرنس	"	۵۲
۹	العوالم الاسلامیۃ	"	۵۳
۱۰	تنقید بخاری	جناب فخر الحکما مدظلہ	۱۶۷

مرتبہ سید علی حیدر

قیمت سالانہ

فی پرچہ ۳

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا
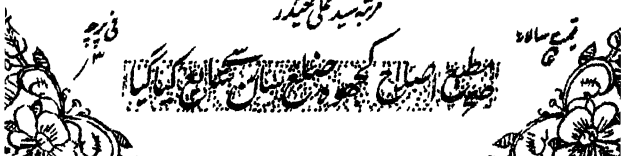
مظفری یتیم خانہ فنڈ جناب میر عباس علی صاحب کتب فروش الہ آباد جناب میر تفضیل عباس صاحب مختار ریاست پہاسو ضلع بلند شہر میزان - میزان سابق للعہ میزان الکل للعہ

اعانت حافظ علی حسین صاحب بیگولیا ضلع بستی جناب سید محمد اسحق صاحب عرف راجہ میان از پٹنہ صہ

حافظ صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ علاوہ اون رقمونکے جو بذریعہ اصلاح وصول ہوئے حسب ذیل رقمیں بمد اعانت وصول ہوئیں جناب شاہ صفدر علی صاحب ساکن لاہور عہ جناب منشی انور علی صاحب نائب رجسٹرار مدرسہ علیگڈہ عہ جناب قاضی ضیاء اللہ صاحب تحصیلدار جسمیر گڈہ صہ اب صرف صہ کی اور ضرورت ہے کہ دین سے سبکدوش ہوں -

اعانت بمد اصل جناب میر موالی حسین صاحب نے صہ کی رقم جو مطابق تحریر مندرجہ اصلاح صفحہ ۵۶ عنایت کی تفصیل اوسکی حسب ذیل ہے جناب میر اولاد حسین صاحب نصیر آبادی ہیڈ انسپکٹر عہ جناب سید موالی حسین صاحب عہ سید معصوم علی صاحب بلگرامی عہ سید محمود تقی صاحب جائسی عہ سید خواجہ علی صاحب بارہ سید غلام امام صاحب عہ سید زوار حسین صاحب سید محمد رضا صاحب عہ خواجہ محمد علی حسین صاحب عہ میر امیر حیدر صاحب عہ میر سخاوت علی صاحب عہ میر حفاظت حسین صاحب عہ میر الفت حسین میر شبیر احمد صاحب صہ تحویل اصلاح مین صہ بمد امانت جمع ہے -

وقفی کتابون کا اعلان ۲۵ ہزار رسالے جدید مقابل دید بغرض حفاظت وحمایت مذہب شیعہ طبع کرا کے خاکسار نے وقف کیے ہین دو پائی آنہ کے ٹکٹ بغرض محصولڈاک روانہ فرما کر راقم سے طلب فرمائین چھ رسالے ہر شخص کو بھیجے جائینگے اگر بیرنگ جائیگا درخواستین صرف اس نشان سے آئین - المشتہر حکیم سید حسین گریان ایڈیٹر العوارف لکھنو نخاس جدید **الفرق** ہر دو جلد مطابق تحریک اصلاح نمبر ۵ بارہ صاحبونکو مفت دی گئی خواجہ میر حسین صاحب نگینہ سید محمود حسن صاحب بداون سید حسن صاحب جھوہ منشی دوارکا پرشاد صاحب حصار سید الطاف حسین صاحب الہ آباد فرمان علی صاحب شاہجہانپور میر غلام علی صاحب آگرہ عبد علی صاحب دہلی میرزا علی محمد صاحب لاہور زائر حسین صاحب مرزاپور حکیم فتح محمد صاحب فیروزپور مولوی محمد حسن صاحب نوگانوان جالندھر - لہذا اب کوئی صاحب مفت نہ طلب کرین ماہ رجب وشعبان ورمضان تک عامین بر عایت ہر دو حصہ مل سکتے ہین - المشتہر سید محمد جامع مسجد مراد آباد

انجمن اثنا عشری بمبئی کون مومن ناواقف ہوگا جو حج وزیارت سے مشرف ہوا کہ جناب مرزا فضل حسین صاحب مہتمم کی کوشش نے ہر شخص اس انجمن مین آرام پایا اور سفر حج وزیارت مین ہر قسم کی سہولت ہوتی - ۲۴ برس سے یہ انجمن قایم ہے مگر اب ہمین تنزل ہو رہا ہے مرزا صاحب کی مالی حالت مثل سابق نہین رہی اور سن بھی ضعیفی کا ہے لہذا تمامی مومنین سے التماس ہے کہ جن حضرات نے چندہ مقرر کیا ہے وہ جلد توجہ فرمائین - اور جن حضرت نے ابتک نہین توجہ کی اس کار خیر مین امداد فرمائین تاکہ یہ انجمن بہتر ترقی کرے ایک مکان مستقل انجمن کیلئے لے لیا جاوے اور سلسلہ تجارت قائم کیا جاوے رؤسا پٹنہ نے حسب مقدور اس کار خیر کیطرف توجہ فرمائی ہے اگر جملہ مومنین اوسیطرح آمادہ ہوجائین تو کوئی بات نہین - مراسلات خواہ خطوط ہون یا منی آرڈر - بنام مرزا فضل حسین صاحب مہتمم انجمن اثنا عشری تالاب باب اللہ بمبئی ہونا چاہیے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۷ | بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۶ ہجری | جلد ۱۱

اعلان ضروری

الحمد للہ کہ یہ نمبر یکم رجب کو مل رہا ہے مبارکباد

چونکہ اصلاح ۲۱ و ۳ و ۴ - اکثر حضرات کے نام بذریعہ ویلیو روانہ ہوا - فارم کی خرابی سے بہت سے ناموں میں اشتباہ پیدا ہوا - اکثر حضرات کو خطوط بھی لکھے گئے مگر جواب پر توجہ نہ کی گئی لہذا جن حضرات کے پاس کوئی نمبر نہ پہونچا ہو یا اونکے نام غلطی سے پرچہ نہ جاتا ہو اور اونکا چندہ وصول ہو براہ کرم مطلع فرمائیں کہ پرچہ روانہ کیا جائے -

اصلاح کی جلدونکا ناقص اور ناتمام رہنا خود ہمیں ناگوار ہے لہذا جن حضرات کے پاس کوئی نمبر کم ہو مطلع فرمائیں مگر نمبر خریداری ضرور لکھیں کہ تعمیل میں دقت نہو -

رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی از ۲ جولائی لغایت ۲۳

نمبر شمار		وصولی	الصفی
بقیہ ۴۴	جناب سید محمد محسن صاحب تحصیلدار متولی ضلع کھیری ۲۳ ۵۴ ۲۲	لـہ	صہ
۵۷	جناب میر علی حسین صاحب محلہ چہل بی بیان لاہور ۳۱۸۰	لـہ	صہ
۵۸	جناب سید اقبال علی صاحب رئیس مچھلی شہر جونپور بتوسط جناب تحصیلدار صاحب ایضا بارہ بنکی	لـہ	صہ

الآل والاصحاب

سلسلہ کیلئے ۔۔ ملاحظہ ہو

ہاں بعض خوش عقیدہ نے تو یہی تراشا ہے کہ رسول اللہ نے انکی نماز پڑہی تھی دشاید قبل از وفات خود آنحضرت نے پڑہی ہو) اور بعض نے یہ ترقی کی کہ خود خدا نے پڑہی چنانچہ اوسی تاریخ خمیس میں ہے وذکر المحب۔ انہ قام فی حش کوکب ثلاثا مطروحا لا یصلے علیہ حتی ہتف ہم ہاتف ادفنوہ ولا تصلوا علیہ فان اللہ عز وجل قد صلی علیہ ص ۲۹۶

یعنی حضرت عثمان حش کوکب میں تین روز پڑے رہے کوئی اونپر نماز نہ پڑہتا تہا یہانتک کہ ہاتف نے آواز دی یونہی دفن کردو کہ خداوند عالم نے اونپر نماز پڑہی ہے۔

اب اس سے بڑہکر کیا ترقی ہوسکتی ہے کہ خدا نے انپر نماز پڑہی۔ مگر اسقدر تو یقینًا معلوم ہوا کہ صحابہ و تابعین سے کوئی ایسا باتوفیق نہ تہا جو انپر نماز پڑہتا۔

اب انہیں کے حال پر عبداللہ بن زبیر کے حال کو قیاس کرنا چاہئے کہ وہ بہی صحابی ہیں۔ اور خلیفہ اول کے نواسہ اور اہلسنت کے خلیفہ جو بحکم خلیفہ وقت عبدالملک مارے گئے۔ انپر بہی نہ کسی سنی نے نماز پڑہی نہ صحابی نے نہ تابعی نے تاریخ کامل میں ہے۔

وان عبد اللہ لم یصل علیہ احد منعہ الحجاج من الصلوۃ علیہ وقال انما امر امیر المومنین بدفنہ وقیل صلی علیہ غیر عروۃ والذی ذکرہ مسلم فی صحیحہ ان عبد اللہ بن زبیر القی فی مقابر الیہود صفحہ ۱۳۹ جلد ۴

یعنی عبداللہ بن زبیر پر نماز میت نہیں پڑہی گئی۔ حجاج نے روکدیا اور منع کیا اونپر نماز پڑہنے سے اور کہا کہ امیر المومنین عبدالملک نے صرف دفن کرنیکا حکم دیا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اونپر عروہ نے نماز پڑہی۔ اور صحیح مسلم میں یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر ڈالدیے گئے مقبرہ یہود میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آخر حضرات اہلسنت کس دین و ملت کے تابع ہیں کہ مدعی تو ہیں صحابہ سے دوستداری۔ اور خیر خواہی کے مگر طرز عمل یہ ہے کہ خود تو خلیفہ بناتے ہیں اور جب تک

منافع دنیوی ملتے رہتے ہیں ساتھ رہتے ہیں۔ ادہر نفع فوت ہوا اور دوسری طرف جھکے۔ پھر اپنے پہلے خلیفہ کو ایسا ذلیل وحقیر کرتے ہیں کہ کوئی اسکا بھی روادار نہیں ہوتا کہ اسکو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں۔ یا نماز جنازہ پڑہیں۔ پہر ایسے کوئی کیا امید کر سکتا ہے۔ یہ سلطنت کے خیرخواہ ہوسکتے ہیں انکو تو اپنے نفع سے کام ہے جب تک ہوا بنی ہے۔ خلیفہ ہی ہیں رسول ہی ہیں۔ امام ہی ہیں۔ پہر کہاں کے تم کہاں کے ہم

مدفن ابن الزبیر اگرچہ مدفن کا حال ابھی سن چکے ہیں کہ وہ مقابر یہود میں دفن ہوئے جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انکا رشتہ یہود سے کیسا قریبی ہے کہ انکے خلفا کو مدفن بھی ملتا ہے تو مقبرہ یہود میں۔ مگر گفتگو اسمیں ہے کہ آخر یہ شرف انکو حاصل کیونکر ہوا۔ کیونکہ باپ انکے زبیر تو جنگ جمل میں مارے گئے بصرہ میں دفن ہوئے جو آبادی شہر بصرہ سے بہت دور مقام پر واقع ہے۔ جد مادری انکے حضرت ابوبکر تو روضۂ رسول میں بلا اجازت ورثہ دفن ہوئے پھر انکو یہ ترکہ ملا تو کہاں سے۔

یہ میراث انکو حضرت عثمان سے ملی کیونکہ انکا مدفن حش کوکب میں ہے چنانچہ تاریخ کامل میں ہے۔

ودفن فی حش کوکب فلما ظہر معاویۃ بن ابی سفیان علی الناس امر بذلک الحائط فھدم وادخل فی البقیع وامر الناس فدفنوا امواتھم حول قبرہ حتی اتصل المدفن بمقابر المسلمین صفحہ ۷۰ جلد ۳

یعنی عثمان دفن کئے گئے حش کوکب میں جب معویہ کو تسلط اور غلبہ ہوا تو حکم دیا کہ یہ دیوار توڑدی جائے اور بقیع (مدفن اہل اسلام در مدینہ) میں ملا لی جائے اور لوگونکو حکم دیا کہ اپنے مردے گرد قبر عثمان دفن کریں یہانتک کہ وہ مقام ہی مقبرہ مسلمین سے متصل ہوگیا اگرچہ یہ عبارت بطور خود کافی ہے اسکے لئے کہ عثمان کا مدفن۔ بتائے وہ کہاں دفن ہوئے کیونکہ معویہ کا بعد تسلط اوس دیوار کو توڑنا اور بقیع میں اوسکا ملانا۔ اور لوگونکو حکم دینا کہ یہاں اپنے مردے دفن کرو۔ جس سے مقبرہ مسلمین سے متصل ہوجائے کافی شہادت ہے اسکی کہ وہ مسلمانوں کے دفن کی جگہ نہ تھی۔ مگر مزید تحقیقات کے لئے لغت کی طرف رجوع کرنیسے

اسکی پوری تشریح ہو جاتی ہے۔ مجمع بحار الانوار گجراتی میں ہے۔ وفیہ ان ھذہ الحشوس محتضرۃ یعنی الکنف ومواضع قضاء الحاجۃ الواحد حش بالفتح واصلہ من الحش البستان لانھم کانوا اکثر ما یتغوطون فی البساتین = ومنہ = عثمان انہ دفن فی حش کوکب وھو بستان بظاھر المدینۃ خارج البقیع ا ھ ص ۲۷۰ جلد اول

یعنی حدیث میں ہے کہ یہ باغ سب جگہ پاخانہ کی ہے۔ واحد اسکا حش ہے یعنی باغ کیونکہ اون لوگونکا قاعدہ تہا پاخانہ اکثر باغ میں پہرا کرتے۔ اور حدیث عثمان میں ہے کہ وہ دفن کئے گئے حش کوکب میں۔ وہ باغ تہا (یعنی پاخانہ پہرنے کی جگہ) ظاہر مدینہ میں خارج از بقیع جس سے معلوم ہوا کہ جہاں حضرت عثمان دفن ہوئے۔ وہ ایک جگہ تہی جہاں لوگ قضای حاجت کو جاتے اور پاخانہ پہرا کرتے۔ اور چونکہ تاریخ کامل سے مذکور ہو چکا کہ معویہ نے اوسکو مقابر مسلمین سے متصل کر دیا لہذا معلوم ہوا کہ اصل میں وہ مقبرہ مسلمین نہ تہا۔ بلکہ یہود کا مقبرہ تہا۔

اس زمانہ میں آپکو ہزاروں سلاطین کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں کہ وہ کیسے کیسے احکام اپنے رعایا پر صادر کرتے ہیں۔ مگر آپنے کوئی حکم ایسا نہ سنا ہوگا کہ اپنے مردونکو فلاں جگہ دفن کرو۔ مگر یہ بہی خصوصیات خلفائے اہلسنت سے ہے کہ معویہ نے بزور حکومت مسلمانوں کے مردے مزبلہ میں دفن کرائے۔ کیوں؟ صرف اس غرض سے کہ کسیطرح عثمان صاحب کی قبر مقبرہ مسلمین سے ملجائے۔ پہر اگر روضۂ رسول میں اسیطرح کی زبردستی کی تو آپکو کیوں تعجب ہوتا ہے۔

مدفن عثمان کا مزبلہ ہونا اور کتابوں سے بہی ثابت ہے چنانچہ تاریخ خمیس میں ہے عن مالک قال لما قتل عثمان القی علی المزبلۃ ثلاثۃ ایام فلما کان فی اللیل اتاہ اثنا عشر رجلا منھم حویطب بن عبد العزی وحکیم بن حزام وعبد اللہ بن الزبیر وجدی فاحتملوہ فلما صاروا بہ الی المقبرۃ لیدفنوہ فاذا ھم بقوم من بنی مازن قالوا واللہ لئن دفنتموہ ھھنا

لنخبرت اساس عهد فاحتملوه وكان على باب وان راسه على الباب يقول طق طق حتى صار راسه الى حش كوكب فاحتفروا له وكانت عائشة بنت عثمان معها مصباح فى حق فلما اخرجوه ليدفنوه صاحت فقال لها ابن الزبير والله لئن لم تسكتى لاضربن الذى فيه عيناك فسكتت فدفنوه خرجه القلعى كذا فى رياض النضرة

یعنی عثمان بعد قتل تین روز تک مزبلہ پر پڑے رہے جب رات ہوئی تو بارہ آدمی آئے جنہیں عبداللہ بن زبیر بھی تھے اور اُٹھا کر لیچلے کہ مقبرہ (بقیع) میں دفن کریں لیکن لوگ بنی مازن سے آگئے اور کہا کہ اگر یہاں سے دفن کیا تو ہم سبکو خبر کر دینگے نہیں وہاں سے لوگ اوٹھالائے حالانکہ وہاں الکا سر ایک مکان کے دروازہ پر تھا جو طق طق کر رہا تہا (یعنی لٹکا تہا اور رجو نکلنے سے ٹھک ٹھک کر رہا تہا یہ اہلسنت کے خلیفہ کا حال ہے خود دیکھ لیجئے یا ہو فاعتبروا یا اولی الابصار) جب ادہر رہا تو حش کوکب میں لیگئے وہیں ایک گڑہا کہود کر گاڑ دیا۔ اوسوقت عائشہ دختر عثمان چراغ دکہارہی تہی چیخ کر رونے لگی۔ ابن الزبیر نے جھڑکا اور کہا کہ اگر چپ نہ رہیگی تو تیری ہی گردن اوڑادینگے پس وہ خاموش ہوئی اور عثمان دفن ہوئے۔

ظہور مشہد امام حسین علیہ السلام آپکو یاد ہوگا کہ ابتدائے تحریر میں مطلب یہ ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیا ہے تو بعض لوگوں نے حضرت کو یہ رائے دی تہی کہ آپ مکہ معظمہ میں قیام فرمائیں جسکو حضرت نے نہ مانا اور فرمایا کہ جہانتک دور رہوں خانہ کعبہ سے۔ وہی مجھے سب سے زیادہ پسند ہے جسکی تصدیق ان حالات سے بخوبی معلوم ہوئی کہ وہاں کے قیام میں کیا کیا مفاسد تھے۔ کس کس طرح خانہ کعبہ کی توہین کی گئی۔ کسطرح خود خانہ کعبہ جلا۔ پردہ جلا۔ حجر اسود پاش پاش ہوا۔ پھران مفاسد کو کوئی شخص اہل اسلام سے ہو کیونکر قبول کر سکتا ہے چہ جائیکہ وہ امام ہو فرزند رسول ہو۔ محافظ اسلام ہو

اسی لئے آپ اس نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں کہ چونکہ ان لوگونکے حیلہ معال میں اغراض

یعنی کہا واقدی نے کہ بوقت شب شنبہ کو عثمان دفن ہوئے زمین حش کوکب میں اور چھپا دی گئی قبر اونکی اور کہا گیا ہے کہ پانچ آدمی اونکے دفن میں شریک تھے تین مرد جبیر۔ حکیم بسیار اور دو عورتیں نائلہ۔ ام البنین جو دونوں زوجہ عثمان تہیں۔ بسیار۔ ابوجہم۔ جبیر تو قبر میں اوترے اور دونوں زوجۂ عثمان اور حکیم۔ قبر میں اوتارتی تہیں پہر غائب کر دی گئی وہ قبر جس سے معلوم ہوا کہ اصل قبر تو اوسیوقت بعد دفن چھپا دی گئی تھی کہ کسیکو معلوم نہو حضرت عثمان کہاں دفن ہیں مگر بعد کو معویہ نے ایک فرضی قبر بناکر لوگونکو اوسکے گرد دفن کرنیکا حکم دیا کہ کسیطرح مسلمانوں کے مقبرہ سے ملجائے۔ مگر آج بہی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر مذکورہ بقیع سے خارج ہے۔ وہاں دیوار تیسری کی گئی ہے۔ اور صرف اسی طرف کچھ قبریں نظر آتی ہیں عثمان صاحب کے اوسطرف ایک بہی قبر نہیں۔

اب آپ ہی غور فرمائے کہ جب ابن الزبیر کی قبر مکہ میں اس بیحرمتی سے بنائی گئی کہ مقبرہ یہود میں ڈالی گئی۔ اور حضرت عثمان مزبلہ یہود میں ڈالے گئے۔ تو جناب امام حسین علیہ السلام کیونکر اسکو گوارا فرماتے کہ خاص مکہ یا مدینہ میں قیام فرماکر اسطرح کے الحاد کو جاری کرتے۔

اسی خشیت الٰہی کا خداوند عالم نے یہ نتیجہ دیا کہ آج جناب امام حسین علیہ السلام کا مشہد اسطرح مشہور و معروف ہو رہا ہے کہ تمام اہل اسلام کا مرجع اور مزار ہے۔ حالانکہ ہزاروں سلاطین اہلسنت نے اوسکو نیست و نابود کرنا چاہا۔ مگر خدا کا نور روز بروز اپنا جلال دکہا رہا ہے۔ اور اس طرح کی عظمت اوسکی نمایاں ہو رہی ہے کہ بجز روضۂ رسول کوئی اوسکی ہمسری نہیں کرسکتا۔

افسوس کہ بہ اقتضائے مقام میں تفصیلی مظالم سلاطین اہلسنت کو نہیں لکھ سکتا کہ اس ارض مقدس پر اونہوں نے کیا کیا ظلم کئے۔ اگر آپکو شوق ہو تو کتاب مرقع کربلا مصنفہ جناب مولوی اعجاز حسین صاحب رئیس امروہہ ملاحظہ کریں۔ مگر متوکل کا حال تو سبکو معلوم ہے جسے اہلسنت نے خلفای راشدین سے ملحق کیا ہے کہ اوسنے اس مشہد پر کیا ظلم کیا نہر کاٹ کر لایا کہ نشان قبر معدوم ہو جائے۔ مگر خود پانی وہاں تک آکر گرد قبر اقدس چکر کہانے لگا جس سے اوس مقام کا نام حائر قرار پایا۔ تو اب بجز خدا کون تہا جو ایسے ظالموں کے شر سے اوس قبر اطہر کو محفوظ رکہتا صدق اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون —

(باقی آئندہ)

فیصلہ امامت و اقتدا

اقضاکم علی

(اگرچہ اس تحریر کو مناسب تو یہ تہا کہ اخبار اہلحدیث میں شایع ہو گر چونکہ اونکو شیعوں سے قطعی عداوت ہے کوئی تحریر شیعوں کی شایع کرنا جائز نہیں سمجھتے چنانچہ دفتر الشمس سے صرف اس مضمون کی تحریر بھیجی گئی تھی کہ اہلسنت کو الشمس مفت ملیگا تاکہ وہ مسئلہ تحریف قرآن پر غور کرسکیں۔ مگر اڈیٹر صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ تحریر خلاف مذہب ہے اسلئے شایع نہیں ہوسکتی لہذا اس مضمون کو میں اصلاح میں شایع کرتا ہوں۔ اگر اڈیٹر صاحب اہلحدیث میں کچھ بھی مادہ حق جوئی اور حق پسندی ہوگا تو اس تحریر کو بجنسہ اپنے اخبار میں شایع کرکے جو چاہیں جواب لکہیں مگر شاید اسپر وہ رضامند نہوں م)

چونکہ آجکل یہ علمی مقدمہ زور سے چل رہا ہے کہ فاسق کی اقتدا نماز میں جائز ہے یا نہیں اسلئے ضرور ہوا کہ اس حیثیت سے کہ اسلام کی ابتدا اور اسکا نشو و نما ہمارے آباء طاہرین و اجداد طیبین کے بدولت ہوا جو بانی اسلام تھے۔ ایسا فیصلہ کریں جو مطابق قواعد مقررہ اسلام ہو خواہ کوئی مانے یا نہ مانے کیونکہ یہی طریقہ رہا ہے بانی اسلام کا کہ حجت کو تمام کردیں اور حق واضح کریں فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔

مدعی نمبر ۱ مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں جنہونے اپنی کینت غلط طور پر ابوالوفا رکہی ہے اور انکے شرکا حسب ذیل ہیں۔

مدعیان (۲) مولوی عبد اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ احمدیہ آرہ (۳) مولوی محمد غضنفر صاحب فیروز پور (۴) مولوی محمد یوسف صاحب صادقپوری کلکتہ (۵) مولوی عبد التواب صاحب امام اہلحدیث علیگڈہو (۷) مارچ (۶) مولوی محمد ادریس صاحب

راجکوٹ ۱۰ اپریل (۷) مولوی محمد صاحب ذکہ ضلع پلی بہیت (۸) قاضی عبد الرحمان صاحب بٹڈہی مالی فیروزپور ۱۷ اپریل (۹) مولوی محمد جمال صاحب امرتسری (۱۰) مولوی محمد ابو القاسم صاحب بنارس ۱۰ مئی (۱۱) مولوی محمد حفیظ صاحب مدرس اعلی مدرسۃ العلوم ندوۃ العلما (۱۲) مولوی مولا بخش خاں صاحب بہاری ۱۵ مئی (۱۳) قاضی عبد الرحیم صاحب کرنول مدراس (۱۴) مولوی عبد اللہ کرنول مدراس وغیرہ وغیرہ

مدعا علیہم (۱) مولوی عبد العزیز صاحب ساکن قلعہ میاں سنگھ گوجرانوالہ ۱ اپریل (۲) مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی بہت مفصل تحریر ہے اور مدلل ۲۲ اپریل (۳) مولوی ابو عبید احمد صاحب امرتسری بذیل تائید مسئلہ (۴) اپریل (خطاب پنجاب اہلحدیث) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ وسرآمد علمائے اہلحدیث ومخالف کلی (۵) حکیم ابو داود محمد عبد الصمد صاحب ببر کہالی ضلع لاہور ۲۲

مذبذبین (۱) حافظ عبد المنان صاحب ۲۷ مارچ (۲) مولوی عبد الجبار صاحب ۳ اپریل (۳) مولوی غلام مصطفی صاحب امرتسری ۱۰ اپریل (۴) مولوی گل محمد صاحب بدالوالہ ضلع فیروزپور (بہ اضافہ قید اضطرار)

مولوی ثناء اللہ صاحب مدعی نمبر

تاریخ ظہور دعوی ۱۳ مارچ ہے (بعد ذکر مرزا قادیانی کہ پہلے وہ اپنے مخالف کے پیچھے نماز درست کہتے تھے اور اب نادرست کہتے ہیں لکھتے ہیں۔

"میں مدت سے اس اختلاف کو سن سن کر دل ہی دل میں کڑہتا اور سوچتا تہا کہ الہی مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ عبادت الہی میں بہی شرکت جائز نہیں جانتے تو اور کسی کام میں انکی شرکت کیونکر ممکن ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے سوال بہیجا کہ رافضی۔ خارجی۔ نیچری مرزائی وغیرہ فرقوں کا امام کہڑا ہو تو اسکے پیچہے نماز جائز ہے یا نہیں۔ میں نے بعد غور وفکر اپنی دیانت کے مطابق (گو واقع میں غلط ہو) جواب دیا کہ درست ہے اسپر بعض حاسدوں کو اور بعض سطحی لوگوں کو شور مچانے کا موقع ملا" ۱۳ مارچ

اصل دعوی: ویسے ناظرین بغور سنیں کہ بعض امور زمانہ کے ارکان ہوتے ہیں

یعنی اسکی ماہیت میں داخل ہیں انکے سوا نماز کا وجود شرعی نہیں ہو سکتا انکی تفصیل تو یہ ہے
نیت۔ تحریمہ۔ و۔ قیام۔ قرأت۔ رکوع۔ سجدہ۔ قعدہ وغیرہ

قرآن و احادیث اور بزرگان دین کے اقوال صحیحہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور
مقتدی کا تعلق ان ارکان و افعال میں تو ہے جنکو نماز کے وجود میں تعلق ہے لیکن
ان امور میں امام اور مقتدی کا تعلق و ربط نہیں جو قبولیت کے لیے موقوف علیہا شرط
ہیں سو ہو سکتا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں ملکر نماز پڑھیں دونوں اپنے اپنے ارکان ادا کریں
مگر امام میں ایک ایسی بات ہے جو مانع قبولیت ہے بداعتقادی یا کوئی اور امر جسکا ذکر
حدیثوں میں آیا ہے جنکی مثالیں میں آگے چلکر بیان کرونگا اسوجہ سے امام کی نماز تو قبول
نہو مگر مقتدی کی نماز میں خلل نہ آئے ؎

بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ چونکہ مرزائی وغیرہ فرقوں کے اعتقادات اس
حد تک پہونچ چکے ہیں کہ انکو کفر لازم آتا ہے۔ بلکہ علما نے ان پر کفر کا فتوی بھی دیا ہے اسلئے
انکی تو اپنی نماز جائز نہیں پھر انکے پیچھے ہماری نماز کیونکر ہوگی ؟ دراصل یہی ایک سوال
ہے جس نے مسلمانوں کو اس حد تک پہونچایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملکر خدا
کے حضور میں کھڑے نہیں ہو سکتے اسیطرح بعض لوگ میرے اس فتوی سے یہ سمجھتے ہیں
کہ مرزائیوں کے پیچھے جب نماز جائز ہوگی تو انکے فتوی کفر میں تخفیف آجائیگی پھر وہ حیرتی
سے مجھے اور میری تحریروں کو دیکھتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جو مرزا اور مرزائیوں کا ایسا
مخالف ہے کہ مرزا کے ساتھ اسکی جانبازی دبازی لگی ہوئی ہے وہ بھی انکے ساتھ ملکر
نماز پڑھنے کا فتوی دیتا ہے اینچہ بوالعجبی است۔ اس لئے میں انکی خدمت میں عرض
کرتا ہوں کہ جواز اقتداء سے نہ میں انکے اعتقادات کا مصحح ہوں نہ انکے فتوی میں
تخفیف ہوتی ہے ؎

تشریح

یہ پوری عبارت مولوی ثناء اللہ صاحب کی ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کافر
کے پیچھے بھی اقتداء جائز ہے کیونکہ خود مرزا صاحب کے کفر اور فتوی کفر کو بھی تسلیم کرتے ہیں اور
پھر جواز اقتداء کا فتوی دیتے ہیں اور یہی لکھتے ہیں کہ اس سے انکا اور فتوی کفر میں کچھ بھی تخفیف نہیں ہوتی

چنانچہ پھر اسکی تشریح کرتے ہیں "اپنا مافی الضمیر پھر عرض کئے دیتا ہوں کہ میں ارکان صلوۃ میں امام اور مقتدی کا رابطہ مانتا ہوں مگر قبولیت و عدم قبولیت میں ان دونوں کا کوئی تعلق نہیں سمجھتا"۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا قائل ہونا اس بات کے لئے کہ وہ **کافر ونکی** اقتدا کو بھی جائز جانتے ہیں ایسا واضح ہے کہ مولوی ابوالحسن غلام مصطفی صاحب حنفی امرتسری کی تحریر میں خود شایع کرتے ہیں۔

"ذرا سوچئے کہ آپکا دعوی ہے کہ **کافروں کے پیچھے نماز جائز ہے** اور دلیل میں گنہگار مسلمانوں کی امامت پیش کرتے ہیں فاین ھذا من ذالک" مورخہ ۱۲ اپریل

اسکے جواب میں خود مولوی صاحب ممدوح لکھتے ہیں "وبس میں آجکل کے **مکفرین** کو یعنی جن لوگوں پر علما نے کسیوجہ سے کفر کا **فتوی** دے رکھا ہے انکو بھی اسی مد میں شمار کرتا ہوں جن کا حکم صاحب ہدایہ وغیرہ نے نقدم کیحالت میں جائز بتلایا ہے مجھے انکے کفر اور اسلام سے اس جگہ بحث نہیں میں مانتا ہوں کہ علما نے انپر فتوی کا دیا ہے لیکن مولانا **کافر** اور مکفر میں آخر کچھ فرق بھی تو ہے؟ وہ کیا ہے یہی کہ **کافر واقعی اسلامی تعلیم** سے منکر ہوتا ہے اور مکفر **اسلامی تعلیم** سے خود انکار نہیں کرتا بلکہ اسکو لازم آتا ہے یا لازم کیا جاتا ہے پس آجکل کے فرقہائے **مکفرہ** کیسے ہی بد اعتقاد ہیں مگر جب نماز پڑھینگے تو اسکو فرض جانکر ہی پڑھینگے پس اتنے کام میں ہماری شرکت ہو سکتی ہے" مورخہ ۱۰ اپریل۔

اس تحریر سے بوضاحت تمام ظاہر ہوا کہ ایسے کافر ونکی اقتدا جائز ہے جنکے کفر پر علما کا فتوی ہے۔ مگر تعجب ہے کہ پھر اس سے یعنی مرزا کی اقتدا سے انکار کرتے ہیں چنانچہ مورخہ ۱۷ اپریل میں لکھتے ہیں

"(۲) میں نے مرزا **قادیانی** کے پیچھے جواز اقتدا کا فتوی نہیں دیا ہے اور نہ دیتا ہوں اسلئے کہ میرے وجدان میں وہ خدا کو ہی نہیں مانتا (واللہ حسیبہ) تو نماز کو فرض کیا جانتا ہوگا بلکہ جو کچھ اسلامی احکام کی تعمیل وہ ظاہر کرتا ہے محض ابلہ فریبی سے کرتا ہے ورنہ

در اصل وہ دہریہ ہے کیونکہ جس قسم کے الہامات اور واردات و اہیات مرکے خدا کی طرف وہ نسبت کرتا ہے انکی کیفیت یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کو نہ مانتا ہو مگر دہریہ شرم وحیا رکھتا ہو وہ بھی اس قسم کی باتوں کو ظاہر نہ کریگا (اسکی مثال اور اسپر بحث کرنیکا یہ موقع نہیں)۔ پس جناب کو اس میں دہوکہ ہوا ہے کہ مرزا کو بار بار پیش کرتے ہیں میں نے مرزا کی اقتدا نہیں مرزائیوں کی لکہی تہی جو غلط فہمی یا ہٹ دہرمی سے مرزا کے ساتھ ہیں مگر احکام قرآن کے تسلیم کے مدعی ہیں ہاں اگر کسی دلیل یا قرینہ سے مرزا کی نسبت مجھے یہ باور ہو جائیگا کہ وہ اسلام کا دل سے معترف ہے اور خدا کو مانتا ہے تو میں اسکو بھی اسی حکم میں کہونگا جسکی وجہ نمبر دوم میں ملیکی

(۲) میرے نزدیک امامت کیلئے اسلام شرط ہے جب ہی تو میں نے یہ قید لگائی تہی کہ نیت اور ارکان کی رکہتا ہو شاید آپنے اس قید کو بغور ملاحظہ نہیں فرمایا۔ ہاں اسلام دو قسم کا ہے ایک ادعائی اور ایک حقیقی۔ حقیقی تو یہ کہ خدا کے نزدیک بھی اسپر آثار قبولیت نجات وعدہ مرتب ہوں۔ ادعائی اسلام یہ ہے کہ وہ شخص اسلام کا مدعی ہو احکام مندرجہ قرآن مجید کو واجب العمل جانتا ہو مگر اپنی غلط فہمی یا بد صحبت یا ہوائے نفس سے بعضے مسائل اور اعتقادات میں یہانتک بڑہگیا ہو کہ بعض وجوہ سے اسپر کفر کا فتوی لگایا جاسکتا ہو مگر وہ خود کفر اور شرک کا ملتزم نہو بلکہ اپنے خیالات اور مقالات پر قرآن شریف ہی سے استدلال لاتا ہو۔ گو تاویل غلط کرتا ہو۔ لیکن جو کچھ کہتا ہو خدا کی مراد اسکو سمجھ کر کہتا ہو تو ایسے شخص میں بھی ادعائی اسلام موجود ہے پس میرے اور انکے مسالک میں یہی بین فرق ہے کہ آپ امامت کے لئے حقیقی اسلام کی شرط لگاتے ہیں۔ میں ادعائی اسلام کو بھی کافی جانتا ہوں۔ مولوی صاحب کی

اس تحریر سے کسقدر حیرت ہوتی ہے کہ آپ کیسا کیسا جلد رنگ بدلتے ہیں کہاں تو وہ فتوی تہا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑہو اور اب یہ فتوی ہو رہا ہے کہ مرزا جی کے پیچھے فتوی دیا ہے خود مرزا کے نسبت۔ بھلا اسکو کون سمجھ سکتا ہے کہ اہلسنت کے پیچھے نماز جائز ہے مگر حضرت ابوبکر کے پیچھے نہیں جائز ہے۔ معتزلہ کے پیچھے جائز ہے مگر

واصل بن عطا کے پیچھے نہیں جائز ہے۔

آپ جب خود بتصریح تمام لکھتے ہیں کہ "میں ادعائی اسلام کو بھی کافی جانتا ہوں" تو کیا آپ ایسا کہہ سکتے ہیں کہ مرزا مدعی اسلام نہیں ہے۔

اگر آپ اپنے وجدان سے حکم لگاتے ہیں تو صریح مخالفت قرآن لازم آتی ہے ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا

اور اگر اس سے انکار کیجئے کہ وہ مدعی اسلام ہے تو خود آپکا قول آپکا مکذب ہے "بلکہ جو کچھ اسلامی احکام کی تعمیل ظاہر کرتا ہے محض ابلہ فریبی ہے" جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اسکو ظاہرا احکام اسلام کا پابند جانتے ہیں۔

ادعائی اسلام کی بھی آپ خود ہی تشریح کرتے ہیں "ادعائی اسلام یہ ہے کہ وہ شخص اسلام کا مدعی ہو احکام مندرجہ قرآن مجید کو واجب العمل جانتا ہو مگر اپنی غلط فہمی یا بدصحبت یا ہوائے نفس سے بعض مسائل اور اعتقادات میں۔ یہانتک بڑھ گیا ہو کہ بعض وجوہ سے اسپر کفر کا فتوی لگایا جا سکتا ہو۔ گر وہ شرک کا ملزم نہو بلکہ اپنے خیالات اور مقالات پر قرآن شریف سے استدلال لاتا ہو گو تاویل غلط کرتا ہو۔ لیکن جو کچھ کہتا ہو خدائی مراد اسکو سمجھ کر کہتا ہو تو ایسے شخص میں بھی ادعائی اسلام موجود ہے"

تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے مرزا بذات خاص اس تعریف سے خارج ہے جو آپ انکو خارج کرتے ہیں۔ لیجئے اب اسکا ثبوت کہ آپنے خود مرزا صاحب کی اقتدا کا بھی فتوی دیا ہے موجزنہ ۲۰ مارچ میں آپ لکھتے ہیں "پھر وہ میرانی سے مجھ اور میری تحرید و نکو دیکھتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جو مرزا اور مرزائیوں کا ایسا مخالف ہے کہ مرزا کے ساتھ اسکی جانبازی و باری لگی ہوئی ہے وہ بھی انکے ساتھ ملکر نماز پڑھنے کا فتوی دیتا ہے"

دیکھئے کس صراحت سے آپنے مرزا اور مرزائیوں کے ساتھ ملکر نماز پڑھنے کا فتوی نقل کیا ہے اور اسکے جواب میں لکھا ہے "کہ جواز اقتداء سے نہ میں انکے اعتقادات کا صحیح ہونا انکے فتوی میں تخفیف آتی ہے"

آخر انکے کا منشاء اسکے کون ہے کیا مرزا اور مرزائی دونوں نہیں ہیں فاعتبروا یا

یا اہل الانصار ۔

مولوی صاحب نے جو یہاں مرزا صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کیا ہے ۔ اوسکی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی تحریر مندرجہ اہلحدیث مورخہ مئی میں رقمطراز ہیں ۔

یہ مضمون درحقیقت تو گرشن ثانی مسیلمہ زمانی مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ ما یستحقہ) کی تائید اور اسکو لائق امامت بناکر اس کے اسلام و ایمان کی تصدیق کے لیے لکھا گیا ہے مگر راقم مذکور نے اپنے دام افتادہ احمقوں میں سے کوئی نہ کوئی عقل کا اندھا گانٹھ کا پورا ۔ اُلو سیدھا کرنے کے لئے شروع مضمون میں مرزا کو بھی اپنا مخالف مخاطب بناکر اس الزام کا مورد ٹھہرایا ہے کہ اوس نے بھی اپنے پیروؤں کو بھی فتوی دیدیا ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں ، تاکہ احمق اور بے علم اہلحدیث اور مرزا کے شائقین اسکے اخبار کے ناظرین یہ سمجھیں کہ یہ مضمون مرزا کے مقابلہ میں لکھا گیا ہے اور اسوجہ سے اسکے اخبار کے خریدار و نکی تعداد بڑھا دیں اور روپے اوپر فلوس برسادیں اور ایڈیٹر کا کیسہ بھردیں جو اپنے ہر ایک کارنامہ میں مصرعہ این از بہر آنست کہ زر میطلبی ۔ کا مصداق بن رہا ہے مگر دانا اہلحدیث بھی (بے علم ہی کیوں نہ ہوں) تمام مضمون کو پڑھکر یا سنکر سمجھ جائینگے اور یہ کہ او نکو ¶

بہر رنگیکہ خواہی جامہ می پوش   بہر رنگیکہ آئی می شناسم

من انداز قدت رامی شناسم

اور صاف کہینگے کہ جب اس مضمون میں مرزا وغیرہ ملحدین کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز کیا گیا ہے تو پھر یہ الزام حقیقۃً اور در پردہ مرزا کے حق میں ایک انعام ہے اور اسکا مطلب اور دوسرا پیرایہ و عنوان یہ ہے

مرزا صاحب میں تو آپکی امامت کو صحیح و جائز بناکر آپکو مسلمانوں میں شامل کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ اپنے پیروؤں کو اقتدا مسلمانوں سے منع کرکے مسلمانوں سے علیحدہ کیوں

¶ حاشیہ ایڈیٹر صاحب اس جھوٹ کا وہی جواب ہے جو قرآن میں ہے جس میں لکھا ہوا ہے ... [illegible]

ہوتے ہیں۔ آپ ذرا صبر و تحمل کو کام میں لاویں اور میری حکمت عملی اور گہری پالیسی کو باریک نگاہ سے دیکھتے رہیں میں کس حکمت سے مسلمانوں کو آپ کے ساتھ ملا دیتا ہوں"

یہ عبارت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی جو آپکے استاد اور امام ہیں صاف بتا رہی ہے کہ اس مسئلہ کی چھیڑ چھاڑ کس غرض سے کی گئی ہے۔ مگر تعجب ہے جب مولوی صاحب بٹالوی نے یہ لکھا کہ اس غرض سے یہ تحریر لکھی گئی ہے کہ مرزا کو مسلمانوں کی جماعت میں داخل کر دیں۔ تو آپنے اسکو جھوٹ کس بنا و قرار دیا اور آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو کیوں یاد دلایا۔ اب دیکھئے یہ لعنت کدھر جاتی ہے کیونکہ میں نے بتصریح صریح ثابت کر دیا کہ اب صرف مرزائیوں کی امامت کے نہیں قائل ہیں بلکہ مرزا کو بھی اسی حکم میں بتصریح داخل کر رہے ہیں۔

میں مولوی محمد حسین صاحب کی تکذیب تو نہیں کر سکتا۔ اہل البیت ابصر بما فی البیت اڈیٹر صاحب کے ذاتی حالات سے وہ زیادہ واقف ہونگے۔ مگر میرا قیاس یہ ہے کہ چونکہ اخبار الفقہ میں چند مضمون نہایت مدلل اور مفصل اسکے بابت شایع ہوئے ہیں کہ وہابیوں کی اقتدا نہ کرنی چاہیئے وہ کافر ہیں منافق ہیں اسلئے اڈیٹر اہلحدیث نے یہ بحث چھیڑی کہ جب کافروں تک کی اقتدا مذہب اہلسنت میں جائز ہے تو وہابی کیا اور نسے بھی گئے گذرے ہیں۔ اور مولوی محمد حسین صاحب نے اس وجہ کو نہ بیان کیا کیونکہ علاء مشترک ہے بہرحال اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جو اپنے وجدان سے مرزا صاحب پر بہت کچھ الزام لگائے ہیں اوسکا جواب خود ہی دیتے ہیں چنانچہ پہلے مولوی ابو داؤد محمد عبد اللہ صاحب کی عبارت حسب ذیل لکھتے ہیں "ابھی عاکفین تماثیل قادیانی سے تو یہی تقید کہ تشہد میں اشہدان مرزا رسول اللہ کہتے ہوں ویسی حالت کون مسلمان انکا مقتدی ہونا گوارا کر سکتا ہے" مورخہ ۲۲ مئی

اسکے جواب میں خود اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کیا یہی شبہ شیعوں پر نہیں ہو سکتا کہ بعد درود کے دعا میں اصحاب ثلثہ پر لعنت کرتے ہوں۔ مولانا ایسے امور اولی الارکان میں داخل نہیں اور اگر ہیں بھی تو ہم اپنے علم کے مکلف ہیں نہ کہ عدم علم کے کیا سمجھا

جاہل ملا نمازیوں کی بے خبری میں بے وضو نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز میں خلل آئیگا
تو بس یہاں بھی وہی جواب ہے ایسے سوالات کی بنا توہمات ہے ،،
تو اب آپ ہی فرمائیے وجدانیات سے کیا کیا کام چل سکتا ہے کیسیکے دل کا حال
کوئی کیا جانتا ہے ظاہری افعال پر مدار ہے ۔اڈیٹر صاحب یہاں تو جناب مولوی محمد حسین
صاحب بٹالوی پر بہت ناراض ہوئے مگر پھر ۲۲ مئی میں رنگ بدل دیا لکھتے ہیں ۔
واضح رہے کہ حقیقی اسلام جسکی اقتدا کی صورت میں ۔میں عدم ضرورت کا قائل ہوں وہ
نہیں جو نفاق کے مقابلہ میں ہے اور ادعائی اسلام وہ نہیں جو منافقوں میں ہوتا ہے
مبادا آپ اعتراض کریں کہ تمہارے کہنے پر منافق کے پیچھے بھی اقتدا درست ہے ۔ہرگز نہیں
بلکہ مراد حقیقی اسلام سے جیسا کہ میں پہلے بھی کئی ایک دفعہ ظاہر کر چکا ہوں یہ ہے کہ حسب
تعلیم کتاب وسنت اعتقادات صحیحہ ہوں اور ادعائی اسلام سے مراد یہ ہے کہ دل کر
تو اسلام کو صحیح جانتا ہے مگر بوجہ تاویل یا غلط فہمی کے بعض اعتقادات ایسے
رکھتا ہو کہ ان پر کفر لازم آتا ہے مگر وہ خود کفر کو مستلزم نہیں ہے ۔بس مرزائی ہوں یا نیچری
شیعہ ہوں یا خارجی اگر وہ نماز کو خالص رضاء الہی کے حاصل کرنیکے لئے پڑھیں گے تو اونکی
نماز کا وجود شرعی ہو جائیگا پھر اگر ان کی بد اعتقادی کی وجہ سے درجۂ قبولیت کو نہ
پہونچے گی تو اسکا اثر مقتدی تک نہ پہونچیگا یہی موضوع ہماری بحث کا ہے ،،
اس تحریر نے صاف کر دیا کہ پھر آپ مرزا اور مرزائی کی اقتدا کو جائز سمجھتے ہیں اور کسیطرح
اونمیں اور اہلسنت یا اہلحدیث میں فرق نہیں سمجھتے ۔
مگر یہاں آپنے تیسری شاخ نکالی کہ منافق کو مدعی اسلام سے علیحدہ کیا پہلے تو خود مرزا
کو مستثنیٰ کیا تہا ۔اور اب منافق کو بھی علیحدہ کرتے ہیں ۔مگر یہ نہ معلوم ہوا اسکی کیا وجہ ہے
کیونکہ اوّلاً نفاق تو ایسی چیز ہے جسکا علم ہونا دشوار اور جب صدر اول میں اسکا علم
نہو سکتا تہا تو اب کیونکر ہوگا اور بعد علم آخر اونکے اخراج پر کیا دلیل ہے کیا وہ مدعی اسلام
نہیں ہیں ۔
خلاصہ اس تحریر کا یہ ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے یہاں صرف کلمہ شہادتین کا زبان

پر جاری کرنا خواہ ویسے معتقد ہو یا نہو - کافی ہے اس امر کیلئے کہ اوسکے پیچھے نماز پڑھ لی جائے پڑھنے والے کی نماز صحیح ہوگی اگرچہ امام کی نماز فاسد ہو۔

تو اس تقریر سے حضرت ابوبکرؓ کی وہ فضیلت جو حدیث موضوع امامت نماز سے ثابت کی جاتی ہے سب ہوا ہو گئی کیونکہ جب امام کو ایمان کی ضرورت نہیں تو اوسکا ایمان کہاں ثابت ہوا اور جب اس سے ایمان نہ ثابت ہوا تو خلافت کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ وہ تو فرع ایمان ہے۔

دوسرا امر جو اس تحریر سے ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی عدم قبولیت نماز کا ذکر حدیثوں میں ہے اونکے ساتھ بھی اقتدا انکے نزدیک جائز ہے چنانچہ اوسکی تفصیل یوں لکھتے ہیں

(۱) بموجب حدیث شریف بدعتی کی نماز قبول نہیں۔

(۲) مسلمان جو آپس میں لڑتے ہوں انکی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(۳) جس شخص کی امامت پر مقتدی بوجہ شرعی ناراض ہوں اسکی نماز قبول نہیں ہوتی

(۴) جسکا لباس باوجود پاک صاف ہونے کے حرام کمائی سے ہو اس کی نماز بھی قبول نہیں

(۵) غلام جو مالک سے بھاگا ہوا اوسکی نماز قبول نہیں ہوتی

(۶) ماں باپ کے بے فرمان کی نماز قبول نہیں ہوتی

غرض اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سی افراد ایسی ہیں کہ انکی نمازیں باوجود صحیح ہونے کے قبول نہیں ہوتیں مگر انکے پیچھے پڑھنے والے کی ہوجاتی ہیں موجب اب یہ مذہب اہلحدیث ہے اور یہ اونکا عقیدہ کہ حدیثوں میں تو یہ ہے کہ اونکی نماز قبول نہیں صحیح نہیں مگر اہلحدیث کے نزدیک اونکی اقتدا جائز ہے۔

پھر بتائے یہ مذہب کونسا ہوگا کہ دعوی کریں عمل بالحدیث کا اور عمل ہو اوسکے سراسر خلاف کہ حضرت تو فرمائیں اس شخص کی نماز صحیح نہیں مگر اہلحدیث کی یہ زبردستی ہے کہ چلو اونکے پیچھے نماز پڑھ لو قبول نہو تو ہماری بلا سے - اگر دنیا میں کوئی بھی ایماندار ہوگا تو وہ سمجھے گا یہ کس قسم کی مخالفت رسول ہے اور اسپر دعوائے عمل بالحدیث ؟

دلائل اس دعوی پر مولوی صاحب نے جو دلیلیں پیش کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں

.. امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب تجویز کیا ہے جسکا نام باب المفتون و المبتدع - اس میں حضرت حسن بصری کا قول لائے ہیں کہ صل و علیہ بدعتہ یعنی بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لیا کر اسکی بدعت اوسکی گردن پر ہے تمہیں تو نہیں لگ جائیگی -
امیر المومنین حضرت عثمان رض سے محاصرہ کی حالت میں پوچھا گیا کہ باغی لوگ نماز پڑھاتے ہیں اور ہم انکے پیچھے نماز پڑھتے ہیں حرج سمجھتے ہیں امیر المؤمنین نے فرمایا الصلوۃ احسن مایعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معهم واذا اساؤا فاجتنب اساءتهم
یعنی نماز سب لوگوں کے سب کاموں سے اچھا کام ہے پس جب وہ اچھا کام کریں تو انکے ساتھ رہو اور جب کوئی برا کام کریں تو اونکی برائی سے دور رہو حضرت حسن بصری اور امیر المومنین حضرت عثمان کے اس قول سے ہمارے دعوے کی دو طرح تائید ہوتی ہے ایک ایک تو نسر بحا یہ کہ بدعتی اور باغی کے پیچھے نماز جائز ہے الا یہ کہ انکی اپنی نماز قبول نہیں دوم یہ کہ مقتدی انکے پیچھے نماز پڑھنے سے بوجہ شرعی کراہیت کرتے تھے اسلئے بہی بدرجہ صورت دوم انکی نماز قبول نہوگی تاہم حضرت نے انکی اقتدا کا حکم فرمایا ۱۲ رانچ

بس یہی ایک دلیل ہے کہ امام بخاری نے ایک باب اسکے لئے تجویز کیا ہے جسمیں حضرت عثمان اور حسن بصری کا قول لائے ہیں نہ کوئی رسول اللہ کی حدیث صحیح ہے نہ قران کی آیت جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اہلحدیث کا مذہب اصل میں اہل بخاری ہے نہ اہل حدیث کیونکہ حدیث تو قول رسول کو کہتے ہیں وہ ایک بہی نہیں مزہ یہ ہے کہ بہ اتفاق اہلسنت ثابت ہے کہ قول صحابی حجت شرعی نہیں تو پہر صرف قول عثمان سے جو صحابی ہیں اور حسن بصری سے جو تابعی ہیں کیونکر یہ مسئلہ معرکہ آرا طے کر دیا جاسکتا ہے -

ہاں ایک تیسری دلیل کی طرف بہی اڈیٹر صاحب نے اشارہ کیا ہے اگرچہ اوسکو دلیل نہیں بنایا - مگر وہ بہی قابل قدر ہے لکھتے ہیں دراس موقع پر مجھے حافظ ابن حزم کا کلام بہی یاد آیا جو انہوں نے مسئلہ امامت کے متعلق عام قاعدہ کے طور پر فرمایا ہے - حافظ ممدوح ملل والنحل میں یہ لکھکر کہ تمام صحابہ تمام تابعین اور تمام فقہا فاسق فاجر کے پیچھے

نماز پڑھنے کے قائل تھے فرماتے ہیں۔
فما تاخر احد من الصحابۃ الذین
ادرکوا المختار بن عبید والحجاج
وعبید اللہ بن زیاد وحبیش
بن دلجۃ وغیرھم عن الصلوۃ
خلفھم وھولاء افسق الفساق
واما المختار فکان متھما فی دینہ
ومظنونا بالکفر جلد ۴ ص ۲۱۶

کہ صحابہ میں جس جس نے مختار بن عبید
حجاج، ابن زیاد (قاتل امام حسین)
اور حبیش بن دلجہ وغیرہ کو پایا تھا وہ
انکے پیچھے نماز پڑھنے سے نہ رکے تھے۔
حالانکہ یہ لوگ تمام دنیا کے فاسقوں سے
بدترین فاسق تھے اور مختار پر تو کفر کا
بھی اتہام تھا۔

یہ کہکر عام قاعدہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالی فرماتا ہے۔ اسکی طرف سے پکارنے والے کی

قال تعالی اجیبوا داعی اللہ فوجب
بذلک ضرورۃ ان کل داع دعا
الی خیر من صلوۃ او حج او جہاد
او تعاون علی بر و تقوی فرض
اجابتہ و عمل ذلک الخیر معہ
بقولہ تعالی تعاونوا علی البر و
التقوی ولا تعاونوا علی الاثم
والعدوان وان کل داع الی
شر فلا یجوز اجابتہ بل فرض فاعص
ص ۲۱۶

بات مانولیں ضرور ہے کہ جو کوئی کسی نیک
کام کی طرف بلائے نماز ہو یا حج۔ جہاد ہو
یا کوئی اور نیک کام تو اسکی پیروی کرنی
فرض ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے نیک کاموں
میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور جو
کوئی برے کام کی طرف بلاوے اسکی پیروی
نہ چاہئے بلکہ اوسکا روکنا فرض ہے۔
حافظ ممدوح کے اس عام قاعدہ
کو دیکھئے جو انہونے مسئلہ اقتدا میں لکھا ہے
اس عام قاعدے کا مفاد صاف ہے کہ نماز
چونکہ ایک نیک کام ہے جو کوئی امامت کرے انکے ساتھ پڑھ لینی چاہئے اس کے باقی افعال
کو ہرگز نہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا یہ عام قاعدہ ہمارے دعوی کا
بہت بڑا موید ہے صفحہ ۴ مورخہ ۱۳ مارچ۔

حافظ ابن حزم کے قول میں اجیبوا داعی اللہ سے استدلال کیا گیا ہے جسکو کسی قسم

کی خصوصیت نماز سے نہیں نہ وہ کسیطرح اس مادہ میں آسکتا ہے کیونکہ نہ یہاں دعوی ہے نہ داعی وہ اپنا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ نہ حکم تعاونوا علی البر والتقوی میں آسکتا ہے کیونکہ معاونت کا حکم ہوسی موقع پر ہے جسمیں معاونت کی ضرورت ہے مثل جہاد وغیرہ کے والالازم آتا ہے کہ اگر کوئی حج کو جائے تو اوسکے ساتھ ہمکو بھی حج کو جانا واجب ہو اگرچہ استطاعت نہو ولا یقول بہ احد۔

دوسری دلیل اسمیں وہی عمل صحابہ ہے کہ فاسقین کی اقتدا کرتے تھے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہو جیسا کہ مختار (متہم بہ کفر تھے اعیاذ باللہ) مگر صحابہ اونکی اقتدا کرتے تھے بس دلائل انکے ختم ہوئے جسکی تفصیل آیندہ بھی کی جائیگی اسکے سوا اور کوئی دلیل نہیں ہے حالانکہ یہ بھی دلیل نہیں کیونکہ جب قول صحابی حجت شرعی نہیں ہے تو اونکا فعل کب اس قابل ہے۔

مخالفین کے دلائل جسقدر اہلحدیث میں شایع ہوئے اونمیں اگر کوئی دلیل قابل وزن ہے تو صرف مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کی تحریر ہے مندرجہ ۲۴ اپریل و یکم مئی اہلحدیث جسمیں اقوال فقہائے حنفیہ واقوال علمائے شافعیہ واقوال حنابلہ سے اسکے خلاف ثابت کیا ہے جو بظاہر اگرچہ قوی ہے مگر مولوی ثناء اللہ نے اسطرح رد کردیا۔ اس مضمون کو دیکھکر کون باور کرسکتا ہے کہ کسی اہل حدیث عالم اور محدث کا لکھا ہوا ہے اللہ اللہ اہلحدیث کے اصول کہ ۵ الخ نہ قال بہ ونہ قال الرسول بفضل بود فضل مخواں اے فضول بملحوظ رکھکر کون کہ سکتا ہے کہ مضمون مذکورہ اہلحدیث کے ایک امام کا لکھا ہوگا۔ مجمل جواب اسکا یہ ہے کہ مولانا ان سب علما کو اب ایک قطار میں کھڑا کردیں تو میں انسب سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپلوگوں نے جو یہ حکم لگایا ہے اسکی دلیل قرآن و حدیث سے کیا ہے ۱۲۲ ربیع الاول

جس سے اسقدر تو یقینی معلوم ہوا کہ اسمیں بھی نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث بلکہ صرف علما کے اقوال ہیں اور استدلال مولوی ثناء اللہ میں بھی نہ کوئی آیہ قرآنی ہے نہ حدیث بلکہ صرف عثمان صحابی کا قول ہے یا حسن بصری تابعی کا یا چند صحابہ کا عمل تو فریقین سے کسی کے

کے پاس کوئی دلیل نہیں ٹھہری۔

فرق ہے تو اسقدر کہ یہاں ایک صحابی و تابعی کا قول ہے۔ جو حجت نہیں۔ اور وہاں قول علما ہے جسکے معارض صدہا اقوال ہیں۔

تجویز

فریقین کے دلائل دیکھکر وہ شخص تو رد پڑیگا جو مسلمان ہوگا اور اسلام کا طرفدار کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے حاکم حقیقی خداوند عالم ہے اور اوسکے احکام کے مفسر اور مبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ مگر دیکھئے تو دلیل میں نہ قول خدا لایا گیا ہے نہ قول رسول بلکہ صرف ایک حضرت عثمان صحابی کا قول جو خلیفہ بھی بنائے گئے تھے مگر بعد اسکے بہ اجماع صحابہ و تابعی واجب القتل قرار پائے۔ پھر بتائیے یہ مذہب دینداروں کا ہے یا دینداروں کا ہے اب بھی اسلام لیبر المذہب بنایا جاتا ہے کہ جس دیوانہ۔ مجنون۔ شرابی۔ بھنگ کش کو دیکھو اگرچہ وہ افسق الفاسقین ہو اور اکفر الکافرین اسکے پیچھے نماز پڑھ لو۔ نہ معلوم یہ کیسی نماز ہوگی اور کیسی عبادت اور یہ مذہب کس لقب کا مستحق ہوگا میں یہاں صرف ہدایت عوام کے لئے تین قسم کے دلائل پیش کرتا ہوں۔ ایک قران دوسرے حدیث رسول اللہ۔ تیسرے خود صحابہ کا طرز عمل

مگر واضح رہے کہ قسم ثالث یعنی عمل یا قول صحابہ بہ اتفاق فریقین حجت نہیں لہذا اسکی ضرورت نہ تھی۔ لیکن محض اس غرض سے کہ حضرات اہلسنت کو عمل صحابہ زیادہ مرغوب ہے تبرعاً اوسکا بھی ذکر کرونگا اور بعدہ دلائل مخالفین پر پھر ایک نظر اجمالی ڈالونگا۔

قسم اول آیات قرانی

بطلان امامت ظالمین میں ایسی صریح اور واضح ہیں کہ اونی تدبر کے بعد شبہ بھی نہیں رہتا کہ فاسقین و ظالمین کی اقتدا کسیطرح جائز نہیں۔ گرچونکہ خدا نے خود ان لوگونکی توصیف بیان کی ہے افلا یتدبرون القران ام علی قلوب اقفالہا کیا نہیں تدبر کرتے ہیں قران کو یا انکے دلوں پر اسکی قفلیں لگی ہوئی ہیں اس وجہ سے فریقین سے ایک نئے

بھی آیہ قرآنی سے استدلال نہیں کیا۔
رسول اللہ نے متعدد و متواتر حدیثوں میں اسکی تصریح فرمائی کہ یہ لوگ قران تو پڑھتے ہیں جیسا کہ
صحیح بخاری میں ہے سمعت النبی یقول یخرج فی ھذہ الامۃ ولم یقل منہا
قوم تحقرون صلاتکم مع صلاتھم یقرؤن القران لایجاوز حلوقھم
او حناجرھم یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیۃ ص ۱۲۲
یہی باعث ہے کہ فریقین سے کسی نے نہ قران کو سمجھا نہ اوس سے استدلال کیا۔ حالانکہ قرانی
فیصلہ ایسا ناطق ہے کہ پھر اوسکے بعد کسی فیصلہ کی حاجت نہیں رہتی۔

قرانی فیصلہ کے لئے آخری اجازت اڈیٹر اہلحدیث یہ ہے "لیکن اس دعوی کیلئے
کہ قائلین اسلام و معتقدین اعتقادات فاسدہ کے پیچھے نماز جائز نہیں، کوئی
آیت یا حدیث پیش کریں۔ اگر آپ کو نہ ملے تو عموم آیا قرآنیہ سے کام لیں جیسا کہ ابن حزم
نے مثال بتلائی ہے اجیبوا داعی اللہ اور کونوا مع الصادقین مورخہ ۱۲ جون
پس مطابق اس اجازت عام کے میں چند آیتیں قران کی ایسی صریح اور واضح پیش کرتا
ہوں کہ ایک اندھے کو بھی بطلان امامت فاسقین میں شک نہ رہے۔

(۱) سب سے پہلا آیہ جو تمامی **اصول و فروع** کو حاوی ہے اور تمامی احکام کی بنا و
دین و دنیا کا ایسا جامع قانون ہے جسمیں ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔ آیہ کریمہ
فاستقم کما امرت ومن تاب معک ولا تطغوا انہ بما تعملون بصیر
ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ اولیاء
ثم لا تنصرون ہے۔ جس سے ہمکو ظالمین کی طرف میلان کی جملہ امور میں قطعی ممانعت
ہے اور صورت خلاف میں وعید آتش جہنم کی ہے اور ظاہر ہے کہ اقتدا کرنا نماز میں ظالم
کے ساتھ انتہا درجہ کا میلان ہے اوسکی طرف۔ پس کیونکر جائز ہوگا بلکہ ثابت ہوا کہ ایسا
اقتدا کرنا موجب دخول نار ہے اعاذنا اللہ منہا

حاصل ترجمہ آیہ یہ ہے کہ نہ میل کرو اون لوگونکی طرف جنہوں نے ظلم کیا۔ پس مس کریگی
تمکو آگ (جہنم کی) اور نہیں ہے تملوگونکے لئے اولیا سوا اللہ کے پھر نہ مدد کئے جاؤ گے تم لوگ

پہلے اس آیہ کی عظمت ملاحظہ ہو تفسیر مدارک میں ہے عن الحسن جعل اللہ الدین بین لائین ولا تطغوا ولا ترکنوا صفحہ ۳۵۲ جلد ۲

یعنی حسن بصری سے ہے کہ خدانے دین کو قرار دیا ہے درمیان دو ولا کے ایک لا تطغوا اور دوسرے لا ترکنوا جس سے معلوم ہوا دین کے تمامی احکام جسمیں نماز اور امامت جماعت بھی داخل ہے۔ ان دونوں لاؤں کے اندر داخل ہیں اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی میں ہے اعلم ان ھذہ الآیۃ اصل عظیم فی الشریعۃ وذلک لان القران لما ورد بالامر باعمال الوضوء مرتبۃ فی اللفظ وجب اعتبار الترتیب فیھا لقولہ فاستقم کما امرت صہ ۱۴۱ جلد ۵

یعنی جان رکھو کہ یہ آیہ اصل عظیم ہے شریعت میں کیونکہ جب قران میں مثلاً حکم وارد ہوا ساتھ اعمال وضو کے مترتب لفظ میں تو ضرور ہوا اعتبار ترتیب اوسمیں کیونکہ خدا فرماتا ہے فاستقم کما امرت

پس جب یہ آیہ اصل عظیم ہے شریعت میں اور اوسکے الفاظ کی رعایت ضروری ہے اور تمامی احکام دین ان دو لاؤں میں داخل ہے۔ تو اسکی رعایت نہ کرنا اور اسکی مخالفت کرنا بھی مخالفت الہی ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے ویجب الاحتیاط فی المسائل الاجتھادیۃ وفی القیاسات وکذا فی الاخلاق والملکات وفی کل مالہ طرفا افراط وتفریط فھما مذمومات والمحمود ھو الوسط وھو الصراط المستقیم المامور بالاستقامۃ والثبات علیہ ولا ریب ان معرفتہ صعبۃ وبتقدیر معرفتہ فالعمل بہ والبقاء علیہ اصعب ولھذا قال ابن عباس ما نزلت علی رسول آیۃ فی القران اشد ولا اشق من ھذہ حتی ان الصحابۃ قالوا لہ لقد اسرع فیک الشیب فقال شیبتنی ھود اعنی ھذہ الآیۃ منھا ثم لما کان لقرین السوء مدخل عظیم فی تغییر العقاید وتبدیل الاخلاق نھی عن مخالطۃ من صنع الشئی فی غیر موضعہ فقال لا ترکنوا ای لا تمیلوا بالمحبۃ و

فما هوی الی الذین ظلموا فقال المحققون الرکون المنھی عنہ ھو الرضا بما علیہ الظلمۃ من الظلم وتحسین الطریقۃ وتزئینھا عند غیرھم ومشارکتھم فی شیء من تلک الابواب فاما مداخلتھم لدفع ضرر و اجتلاب منفعۃ عاجلۃ فغیر داخلۃ فی الرکون ص۱۸ جلد ۱۲

فخرازی کی جو تقریر ابھی مرقوم ہوئی اونکے بعد لکھتے ہیں کہ یہ ترتیب صرف وضو اور عدد رکعات و نصاب زکوۃ ہی میں نہیں واجب ہے۔ بلکہ جمیع اوامر و نواہی میں اور واجب ہے احتیاط مسائل اجتہادیہ میں اور قیاسات میں۔ اور اسیطرح کل اخلاق و ملکات میں جسمیں افراط و تفریط پایا جائے کیونکہ وہ دو نو مذموم ہے۔ محمود صرف وہی امر اوسط ہے جو صراط مستقیم ہے جسپر ہم مامور ہیں کہ استقامہ کریں۔ اور ثبات اور نہیں شک ہے اسمیں کہ معرفت اوسکی دشوار ہے۔ اور در صورت حصول معرفت اوسپر عمل اور بقا زیادہ سخت ہے۔ اسی لئے کہا ہے حضرت ابن عباس نے کہ نہیں نازل ہوا رسول اللہ پر کوئی آیہ قران کا جو اس سے زیادہ شدید اور شاق ہو۔ یہانتک کہ صحابہ نے کہا یا حضرت آپ میں بڑھاپے کا اثر بہت جلد آیا۔ تو حضرت نے فرمایا بوڑھا کردیا مجھے سورہ ہود نے یعنی اس آیہ نے اور چونکہ ہمنشین بد کو پورا اثر ہے تغیر عقاید اور تبدیل اخلاق میں اسلئے خداوند عالم نے ممانعت کی ایسے اشخاص کے مخالطت سے جو وضع کرتے ہیں کسی شئی کو اوسکے غیر محل میں پس فرمایا ولا ترکنوا الی الذین ظلموا یعنی نہ میل کرو ساتھہ محبت اور خواہش کے اون لوگوں سے کہ ظلم کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے محققین نے کہ رکون منہی عنہ وہی رضا ہے ظالموں کے افعال پر جو ظلم ہیں اور اونکے طریقہ کو خوب قرار دینا اور زینت دینا غیر ونکے سامنے اور کسی امر میں اونکی مشارکت کرنا۔ رہی وہ شرکت جو بغرض دفع ضرر ہو یا جلب نفع عاجل تو وہ اسمیں نہیں داخل ہے کہ اوسکو رکون کہ سکیں ۱۱

اس تقریر سے بوضاحت تمام ظاہر ہوا کہ یہ آیہ اشد آیات سے ہے جسنے حضرت کو بوڑھا کردیا۔ تو اس سے سرسری طور سے گذرجانا اور مطلق التفات نہ کرنا شان اسلام کے خلاف ہے۔

اور جب مخالفت ظالمین کسی نوع سے ہو موجب تخریب اخلاق و عادات و عقائد ہے اور
اسیوجہ سے اوسکی ممانعت صریح کی گئی ہے تو اسیو نکی اقتدا نماز میں اور اونکو امام بنانا اور
اونکا اتباع کرنا ارکان صلوۃ میں جو عمود دین سے ہے نہ صرف مخالفت آیہ مذکورہ ہے
بلکہ اونکی اعانت کرنا ہے ظلم میں کیونکہ اس طریقہ سے اونکے افعال کی تحسین ہوتی ہے
اور زینت دنیا غیرونکے نزدیک کہ اوسمیں مشارکت کریں۔

تفسیر معالم التنزیل میں ہے قال ابن عباسؓ ولا تمیلوا والرکون ھوالمحبۃ والمیل بالقلب قال ابوالعالیہ لاترضوا باعمالھم قال السدی ولا تداھنوا الظلمۃ عن عکرمہ لا تطیعوھم وقیل لا تسکنوا الی الذین ظلموا ص ۶۳

کہا ابن عباس نے کہ نہ میل کرو۔ رکون وہی محبت ہے اور میل بقلب کہا ابوالعالیہ نے
کہ نہ راضی ہو اونکے اعمال پر۔ کہا سدی نے کہ نہ مداہنہ کرو ظالمونسے عکرمہ سے ہے کہ کہا
نہ اطاعت کرو اونکی۔ اور کہا گیا ہے کہ نہ سکون کرو اونلوگونکی طرف جنہوں نے ظلم کیا ہے
اب اس سے بڑھکر کونسا حکم صریح ہوگا اور اس سے زیادہ کون امر واضح ہوگا کہ
خداوندعالم نے نہی صریح فرمائی ہے اس سے کہ ظالم کی طرف رکون کریں۔ یا میل یا محبت
یا اونکے اعمال پر راضی ہوں جس سے قطعی ممانعت ظاہر ہے اونکی اقتدا فی الصلوۃ سے
کیونکہ اقتدا کرنے کو میل بھی لازم ہے۔ محبت بھی ضروری ہے رضا بھی ضروری ہے کہ
کہ اونکو امام ہی بنا رہے ہیں۔ مداہنہ بھی لازم ہے اطاعت بھی لازم ہے سکون بھی لازم ہے
اس آیہ کریمہ نے صرف نہی صریح ہی نہیں کی جو کافی ہے ترک اقتدا کے لئے بلکہ یہ بھی فرمایا
فتمسکم النار کہ اگر اسکی مخالفت کرنگے اور ظالمونکی طرف میل یا مداہنہ کرینگے تو آتش جہنم
میں ضرور داخل ہونگے۔

اب جو لوگ اسکی اجازت دیتے ہیں کہ فاسقین و فاجرین کی اقتدا جائز ہے اونکو سمجھ رکھنا
چاہئے کہ وہ صرف ایک امر منہی عنہ کی نہیں ترغیب دیتے ہیں بلکہ صریحی مخالفت خدا و رسول
پر آمادہ کرتے ہیں جسکے لئے اصدق الصادقین نے عذاب جہنم کا وعدہ حتمی فرمایا ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے قال اہل التحقیق الرکون المیل الیسیر وقولہ الی الذین ظلموا ای الذین صدر منہم الظلم لیدل علی ان قلیلا من المیل الی من حدث منہ شئ من الظلم یوجب ہذہ العقاب واذا کان ہذا حال من رکن الی من ظلم فکیف یکون حال الظالم فی نفسہ عن رسول اللہ من دعا لظالم بالبقاء فقد احب ان یعصی اللہ فی ارضہ ص ۸۲

کہا اہل تحقیق نے کہ رکون کہتے ہیں میل یسیر کو (قلیل میلان کو) اور الی الذین ظلموا سے مراد وہ لوگ ہیں جنسے کسیطرح کا ظلم صادر ہو۔ تاکہ دلالت کرے اسپر کہ فی الجملہ بھی میل کرنا اونکی طرف جن سے کسی قسم کا ظلم سرزد ہو۔ اس عقاب کا مستوجب ہے۔ اور جب فی الجملہ میلان کا یہ نتیجہ ہے تو اصل ظالم کا کیا حال ہوگا حضرت نے فرمایا کہ جو شخص دعا کرے ظالم کیلئے بقا۔ وہ دوست رکھتا ہے اسکو کہ خدا کی معصیت کی جائے زمین میں۔
اب مجوزین اقتدائے فاسقین وظالمین غور کریں کہ اس آیہ کریمہ نے کسطرح قطعی فیصلہ کردیا ہے کہ اقتدا اے فاسق وظالم جائز نہیں کیونکہ رکون کے معنی میل کلی نہیں ہے کہ پوری محبت ہو بلکہ فی الجملہ میلان بھی اسمیں داخل ہے۔ اور الی الذین ظلموا نے اسکی تصریح کردی کہ اوسکو پورا ظالم ہونا لازم نہیں ہے کہ ہر وقت وہ ظلم ہی کرتا ہو یا ہر فعل اوسکا ظلم ہی ہو۔ بلکہ اگر کسی قسم کا ظلم اوسنے کیا ہوگا اور کچھ بھی اودہر میلان ہوگا تو اس حکم میں داخل ہوگا تو اب اسکی اجازت دینا کہ فاسق وفاجر کی اقتدا کرو اور اونکو اپنا امام بناؤ کیسی صریح مخالفت ہے خدا کی۔
اسکے بعد آیہ دائم الصلوٰۃ میں بھی اسطرف اشارہ ہے کہ تم نماز انہیں احکام وقواعد کے مطابق قایم کرو نہ یہ کہ فاسق وفاجر کو امام بناکر جو مطابق آیہ ولا ترکنوا بالکل منہی عنہ ہے کیا اس سے بڑھکر کوئی دلیل حقیت مذہب شیعہ ہو سکتی ہے کہ قدیم الایام سے اونکے یہاں امام میں عدالت شرط ہے۔
(۲) آیہ یوم ندعوا کل اناس بامامہم بتارہا ہے کہ ہر شخص کی پکار اوس کے

امام سے ہوگی۔ اور امام کا لفظ بنا بر قول مفسرین سینہ قائم ہے۔ پس امام جماعت اگر فاسق و فاجر ہوگا تو اوسکا گروہ اسی امام سے پکارا جائیگا اور بروز قیامت علی رؤس الاشہاد فضیحت ہوگا۔

(۳) افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوٗن سورہ سجدہ نص صریح ہے کہ مومن فاسق مساوی نہیں ہو سکتے۔ پس اگر دونو کی نماز صحیح اور مقبول ہو تو مساوا لازم آتی ہے جو تکذیب صریح قران ہے۔

(۴) آیہ قل یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل سورہ مائدہ صریح ہے اسمیں کہ جو لوگ گمراہ ہیں اونکی کسی خواہش کی پیروی نہ کرنی چاہیئے اور چونکہ اقتدا فی الصلوۃ بھی پیروی ہے۔ لہذا عموم منع میں داخل ہوگی۔ پھر اونکی اقتدا کیونکر صحیح ہوسکتی ہے۔

(۵) آیہ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا سورہ کہف

صریح ہے کہ جو لوگ ذکر خدا سے غافل ہیں اور اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اونکی کسیطرح اطاعت جائز نہیں ہے پھر اقتدا اونکی نماز میں کیونکر جائز ہوگی جسمیں اطاعت امام ضروری ہے اور یہ اطاعت بہ نص صریح قران منہی عنہ ہے۔

(۶) آیہ فلا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم سورہ نون

یہ آیت صریح ہے کہ مکذبین ہیں اونکی اطاعت جائز نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم اون سے مداہنہ سستی کرو تو وہ بھی تمسے مداہنہ کریں اور نہ ہر کثرت سے قسم کھانیوالے ذلیل کی اطاعت کرو جو بڑا طعنہ دینوالا اور چغلی لئے پھرنے والا اور امر خیر کا منع کرنیوالا اور زیادتی کرنیوالا اور گنہگار ہے۔

پھر تبائیے کہ کسی فاسق کی اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔ کیونکہ جب عام طور پر اطاعت

فساق منہی عنہ ہے تو نماز کے افعال وارکان میں تو اور بھی منہی عنہ ہوگی کیونکہ۔ الصلوۃ عمود الدین۔ نماز عمود دین ہے۔

(۷) آیہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جھنم وساءت مصیرا۔ سورہ نسا صریح ہے اسمیں کہ اقتدار فاسق مشاقہ بارسول ہے اور اتباع غیر سبیل المومنین کیونکہ فاسق فاجر منافق۔ کا عمل سبیل المومنین نہیں کہلا سکتا تو جسنے اونکی اقتدا کی وہ حکم اتباع غیر سبیل مومنین میں آیا لہذا کسیطرح نہ اوسکی نماز صحیح ہوگی نہ مقبول اسیکو آیہ ولا تتبع سبیل المفسدین سورہ اعراف میں واضح کیا ہے کہ مفسدوں کا اتباع جائز نہیں۔

(۸) وما کنت متخذ المضلین عضدا سورہ کہف۔
بدیہی طور پر بتا رہا ہے کہ گمراہوں کو کسیطرح اپنا مددگار نہ بناؤ تو اونکو امام بنانا اور مقتدا کرنا کیونکر جائز ہوگا۔

(۹) آیہ رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین سورہ مومنون۔ کس صراحت سے ہمکو ہدایت کرتا ہے کہ دعا کرو کہ خدا ہمکو قوم ظالمین میں نہ داخل کرے تو امام ظالم کی اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔ اور کیا ایسی جماعت میں شریک ہونا جس کا امام ظالم ہو صریح مخالفت نہ ہوگی اس آیہ کی۔

(۱۰) آیہ ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسوله وماتوا وھم فاسقون سورہ توبہ صریح ہے اس بارہ میں کہ منافق پر نماز نہ پڑھنا چاہئے حالانکہ نماز جنازہ در حقیقت نماز نہیں ہے بلکہ دعا ہے۔ پس جب اسکی نہی صریح وارد ہے کہ اون کیلئے دعا نہ کرنی چاہئے تو اون کے ساتھہ نماز کیونکر درست ہوگی اور اونکو امام بنانا کب جائز ہوگا۔

اور چونکہ علت ممانعت صلوۃ علیہم یہی ہے انھم کفروا باللہ ورسوله تو یہ علت جس میں پائی جائیگی وہ سب اس حکم میں داخل ہونگے۔

(۱۱) آیۂ والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المومنین وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکاذبون۔ سورہ توبہ

جنہوں نے بنائی ہے مسجد ضرار اور کفر اور پھوٹ ڈالنے کو مومنوں میں اور رکمینگاہ اوسکے لئے جو لڑ رہا ہے خدا اور رسول سے اوسکے پہلے سے اور یہ آیئنہ قسمیں کہا ئینگے کہ نہیں ارادہ کیا ہمنے اس سے مگر نیکی کا اور خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ سب کاذب ہیں۔

یہ آیہ ایسا صریح آیہ ہے کہ اسکے بعد پھر کسی دوسرے آیہ کی ضرورت نہیں کیونکہ (۱) خدانے اونکی مسجد کو ضراراً اور کفراً اور تفریقاً سے مخاطب کیا کہ اونکی مسجد بغرض ضد اور ضرر اور از راہ کفر وتفریق ہے۔ تو نماز بھی منافقین کی اسی حکم میں داخل ہے کہ درحقیقت وہ نماز نہیں ہے بلکہ مومنین کا منہ چڑاتا ہے۔

(۲) خدانے اوس مسجد کے گرانے اور منہدم کرنیکا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ منافقین کی جماعت بھی اسی حکم میں ہے کہ اوسکو منہدم اور معدوم کرنا چاہئے تو اب ابن حزم کا استدلال آیہ اجیبوا داعی اللہ سے بھی غلط ہوا کیونکہ یہاں مسجد بنی تھی اور جماعت کا سامان ہو رہا تھا اگر وہ اجیبوا داعی اللہ کے حکم میں داخل ہوتا تو حضرت کو اسکے انہدام کا حکم نہوتا اور آیہ وتعاونوا علی البر والتقوی سے بھی خارج ہوا بلکہ آیہ وتعاونوا علی الاثم والعدوان میں داخل ہوا تو عام منافقین کی جماعت بھی حکم اجیبوا داعی اللہ سے خارج اور آیہ لاتعاونوا علی الاثم والعدوان میں داخل ہوگی یعنی اونکی مشارکت اور جماعت میں انکے داخل ہونا مصداق تعاونوا علی الاثم والعدوان ہوگا۔

تیسرے یہ کہ وہ حلف کرینگے اسپر کہ ہمنے اس سے نیک کام کا ارادہ کیا صریح ہے اسمیں کہ منافقین کے اس قسم کے اعمال ان کے خیال میں اعمال حسنہ میں داخل ہے۔

مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ کاذب ہیں عموماً اور خصوصاً اس بارے میں کا اس سے اونہوں نے نیک کام کا ارادہ کیا تو اب جو لوگ انکی نماز کو نماز سمجھتے ہیں اور اونکی اقتدا

کو جائز جانتے ہیں درحقیقت خدا کی تکذیب کرتے ہیں کہ خدا تو اون کی اس حلف کو کاذب بتلاتا ہے
نے اس کام کو بغرض حسنہ کیا کاذب کہتا ہے اور یہ لوگ اوسکو حسنہ کہکر داخل آیہ تعاونوا
علی البر والتقوی کرتے ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے لیس البران تولوا وجوھکم
قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر
والملئکۃ والکتاب والنبیین الآیہ
جس سے معلوم ہوا کہ صرف منہ پھیرنا مشرق کیطرف (جو یہود و نصاری کا قبلہ ہے)
حکم بر میں نہیں داخل ہے۔ بلکہ ایمان لانا چاہئے۔ تو اب منافقین کا محض قبلہ کیطرف
منہ کرنا اور ارکان صلوٰۃ کو بجا لانا باوصف عدم ایمان کیونکر صحیح اور قابل اقتدا
ہو سکتا ہے۔

یہ دونوں آیتیں اگرچہ منافقین سے متعلق ہیں۔ مگر چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے
محض ادعائی اسلام کو امامت کے لئے جائز سمجھا ہے جسمیں منافقین بھی داخل ہیں۔
لہذا یہ نہیں کہ سکتے کہ ان آیات سے استدلال نہیں صحیح ہو سکتا چنانچہ مورخہ ۳ر
جمادی الثانی میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی اسلام کا مدعی ہو اسکے پیچھے اقتدا درست ہے اسکی
قبولیت یا عدم قبولیت خدا کے سپرد ہے"

(۱۲) آیہ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون
الا الظن وان ھم الا یخرصون صریح ہے اس بارے میں کہ مضلین عن سبیل اللہ
کی اطاعت ممنوع ہے اور چونکہ اقتدا بھی اطاعت ہے لہذا یہ بھی ممنوع قرار پائیگی۔

(۱۳) آیہ ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا (سورہ حجرات) صریح ہے اس بارے
میں کہ فاسق کی خبر پر بھی اعتماد نہیں کر سکتے اور یہ وہ آیہ ہے جس سے احکام اخبار
وشہادت میں کیا کیا دقت لیگئی ہے۔ تو پھر کون عاقل اسکو باور کر سکتا ہے کہ خبر و شہادت
میں تو ان پر اعتماد نہ کیا جائے۔ اور نماز کے امام بنائے جائیں حالانکہ نماز عمود دین ہے
(۱۴) آیہ ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ نحن اعلم بما تصفون سورہ مومنون

کا بھی یہی حکم ہے کہ سیدا کو دفع کریں ۔ نہ کہ اوسکی متابعت ۔ تو اب فاسقین وفاجرین کی اقتدا صریح مخالف ہے اس حکم صریح کی

(۱۵) آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا سورہ آل عمران صریحی حکم ہے اسمیں کہ حبل اللہ سے اعتصام وتمسک کیا جائے اور تفرق نہو ۔ پس اگر منافقین وفاسقین فاجرین کی اقتدا جائز ہو تو مخالفت اس حکم کی لازم آتی ہے ۔ کیونکہ فاسق وفاجر کے ساتھ اقتدا کو کوئی اعتصام حبل اللہ نہیں کہہ سکتا جس کی اتباع کا حکم ہے ۔ اور نیز مخالفت لازم آتی

(۱۶) آیہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (توبہ) کی جو نص صریح ہے اسمیں کہ ہم کو صادقون کے ساتھ رہنا چاہئے نہ کاذبون کے ساتھ پس اگر فاسقین وفاجرین کی اقتدا کریں تو اس حکم صریحی قطعی کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ وہ کاذبین ہی ہیں ۔

اس آیہ نے سب ابہام اور ہر طرح کے اجمال کو کھول دیا کہ حبل اللہ سے مراد کون ہیں وہی صادقین اور انہی کے ساتھ رہنے کا حکم ہے نہ مضلین وضالین وظالمین کیساتھ ۔ پس اب غور کرو کہ قرآنی فیصلہ تمکو کیا ہدایت کرتا ہے فاسقین وفاجرین کی اقتدا کا یا مومنین صالحین عادلین صادقین کی اقتدا کا ۔

اس آیہ میں مخاطب مومنین ہیں ۔ اونکو حکم ہے تقویٰ کا اور اسکا کہ صادقین کی ہمراہی اختیار کریں جس سے معلوم ہوا کہ اگر صادقین کی معیت نہو گی تو تقویٰ بھی نہو گا اور کونوا مع الصادقین کی مخالفت بھی لازم آئیگی ۔

(۱۷) آیہ والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم ۔ نص صریح ہے اسمیں کہ مومنین کے ولی ۔ مومن ہیں نہ منافق ۔ پھر اونکی امامت واقتدا کو جائز کہنا صریحی مخالفت قرآن ہی

(۱۸) آیہ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصیکم بہ لعلکم تتقون سورہ مائدہ جب اتباع سبل مضلہ مطلقا

ممنوع ہے تو اقتدائے مضلین اوسمیں داخل ہے پس جائز نہوگا۔

(۱۹) آیہ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیٔ انما امرہم الی اللہ ثم ینبئہم بما کانوا یفعلون (سورہ مائدہ) نص صریح ہے اسمیں کہ مختلف جماعتیں جو جماعت حقہ سے علیحدہ علیحدہ قائم ہوں اون میں شرکت کسی طرح جائز نہیں پس اقتدا امام جماعت باطلہ سے کیونکر جائز ہوگا۔

(۲۰) تم غور کرو تو آیہ اجیبوا داعی اللہ جس سے ابن حزم نے استدلال کیا ہے اگر مسئلہ امامت و اقتدا پر دلالت کرتا ہے تو امامت امام عادل پر کیونکہ امام فاسق نہ داعی اللہ ہو سکتا ہے نہ اوسکی اقتدا و اتمام کا حکم ہو سکتا ہے۔

(۲۱) اسیطرح آیہ تعاونوا علی البر والتقوی اگر امامت و اقتدا سے متعلق ہو سکتا ہے تو امام متقی کی اقتدا سے نہ امام فاسق و فاجر کی اقتدا پر جو داخل ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ہے۔

کیونکہ بظاہر اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہے مگر بفحوای آیہ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا ان کا یہ عمل صالح نہیں ہے بلکہ بفحوائے واللہ یشہد انہم لکاذبون وہ لوگ کاذب اور دروغگو ہیں۔

حضرات اہل سنت اگر کوئی صاحب ایمان ہوگا تو بفحوائے قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون ان آیات صریحہ پر ایمان لاکر اپنے اعمال کو خصوصاً نماز کو درست کرینگے اور فلا تجعلنی فی القوم الظالمین سے بچینگے کیونکہ اقتدائے فاسق کو دخول فی القوم الظالمین لازم ہے۔

مجکو سخت تعجب ہے کہ فریقین نے ان آیات سے کیوں نہ استدلال کیا جو صریح ہیں اثبات مدعا میں مگر صدق رسول اللہ۔ یقرؤن القران ولا یجاوز حلوقہم او حناجرہم کہ پڑھتے تو ہیں قران کو مگر انکے گلے سے نیچے نہیں اوترتا۔ پھر کیونکر سمجھ سکتے ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے واذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایمانا

اگر غور کیا جائے تو اسلام میں ساری خرابیاں اسیوجہ سے پڑی ہیں کہ ہر فاسق

وفاجر کی اقتدا بخالفت صریح قرآن جائز کر دی گئی ہے جس سے صاحب حق اور
ولی مومنین ضعیف ہوئے اور فاسقین و فاجرین قوی ہوئے گئے کیونکہ جب نماز
میں جو عمود دین ہے انکی اقتدا کی گئی اور امام بنائے گئے تو پھر امور دنیا میں کیوں
نہ وہ امام و مقتدا مانے جا سکتے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص امور مذہبی کا مقتدا اور
امام ہوتا ہے اوسکی معیت اوسکی طرف میل فطرۃ ہر قلب میں جگہ پکڑتی ہے۔ اسیوجہ سے
خداوندعالم نے انکی طرف میل اور محبت کو منع کیا۔ ولاترکنوا الی الذین ظلموا۔
ان الذین فرقوا دینہم۔ اور متفرق جماعتیں بنانے سے ممانعت کی کہ اس سے
ضلالت و گمراہی کو ترقی ہوگی۔ اور جو لوگ حقدار و مستحق ہونگے انکی حق تلفی ہوگی
مگر افسوس جنہنے اپنی خواہش نفس سے ہر حکم خدا کی مخالفت کی اور جنکی معیت جنکی شرکت جنکی محبت
جنکی اطاعت سے ہر طرح منع کئے گئے تھے اونہیں کی متابعت کی یہانتک کہ مولوی ثناء اللہ
صاحب تین چار مہینہ سے اپنے ہفتہ وار اخبار کے ذریعہ سے اس ضلالت کو اسدرجہ
ترقی دی کہ کوئی متنفس ایسا نہو گا جسے نہ معلوم ہوا ہو کہ ہر قسم کے فاجر و فاسق کی
متابعت اور اقتدا جائز ہے حالانکہ صدہا بلکہ ہزارہا آیتیں اسکے مخالف میں خود قرآن مجید
میں موجود ہیں۔

ٹبرا مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ جزئی اختلاف کیوجہ سے مسلمان باخود ہا مل کر خدا کی
عبادت کرنیکو بھی ناجائز بتاتے ہیں حالانکہ یہ منظر سب سے زیادہ خوشنما ہوگا کہ یہود۔ نصاری
ہنود۔ مسلمان سب ملکر ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر خدا کی عبادت کریں کہ جمعیت بھی
زیادہ ہو اور مجمع بھی پورا۔ اختلافات بھی جزئی ہیں۔ خدا وحدہ لاشریک کی سب
عبادت کرتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ عبادت خدا باخود ہا ملکر نہ کریں۔

پھر پرانہ تجربہ بھی کہہ رہا ہے کہ جب یہ تجربہ غلط ہو چکا کہ کافرین و فاسقین
وفاجرین کی امامت و اقتدا بجز نقصان کوئی نفع نہوا اسلام کی حکومت روز بروز گھٹتی
جا رہی ہے اسلام کمزور ہوتا جاتا ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ اوسی پرانے اصول پر دنیا کیجائے
جس سے اور بھی تنگیاں پیدا ہوں۔

اس تحریر کے بعد خیال آیا کہ جن آیات قرآنی کا پہلے تذکرہ کیا ہے اُن آیتوں سے استدلال کی ضرورت نہ تھی کیونکہ خود سورہ فاتحہ اسکی تصدیق کیلئے کافی ہے جس کا پڑھنا ہر نماز میں ضروری ہے اور وہ ایک رکن ہے ارکان نماز سے کیونکہ سورہ فاتحہ کا آیہ

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ایسا صریح آیہ ہے جسکے بعد شبہ ہی نہیں رہتا کہ ہمکو فاسقین و فاجرین کی اقتدا کسیطرح جائز نہیں۔ اسلئے کہ نماز پڑھنے والا دعا کرتا ہے کہ خدایا مجھے ہدایت کر صراط مستقیم کی اور ظاہر ہے کہ ہدایت سے مراد ایصال الی المطلوب ہے نہ ارادۃ الطریق۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جسکے سالک مومنین متقین ہیں نہ فاسقین و فاجرین کہ اُنکی راہ اور انکا طریقہ کسیطرح صراط مستقیم نہیں ہو سکتا۔ پس جب ہم دعا کرتے ہیں صراط مستقیم کی تو صراط غیر مستقیم پر چلنا کسیطرح ممکن نہیں جس سے معلوم ہوا کہ فاسقین و فاجرین کی اقتدا بالعمد مخالفت صراط مستقیم ہے۔

اور چونکہ خود خداوند عالم نے آیات مابعد میں صراط مستقیم کی توضیح کر دی کہ صراط الذین انعمت علیھم تو معلوم ہوا کہ صراط مستقیم یہی ہے جو صراط انکی ہے جنپر انعام کیا ہے خدا نے لہذا وہ راہ جو انکے مخالف ہے اس سے خارج ہے اور اوس کا سلوک منہی عنہ ہے

مزید توضیح کے لئے خداوند عالم اسکے بعد فرماتا ہے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین تو اب خود اہل سنت غور کریں کہ فاسقین و فاجرین و منافقین کس قسم میں داخل ہیں انعمت علیھم میں یا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں۔ اور ہم کو حکم ہے اتباع صراط الذین انعمت علیھم کا یا صراط المغضوب و الضالین کا

پھر آپ خود ہی فرمائے کہ آیہ اہدنا الصراط المستقیم نے کیا حکم دیا اقتدائے امام عادل کا یا اقتدائے امام فاسق و فاجر کا۔ اگر آپنے کبھی تفاسیر پر غور کیا ہوتا تو آپکو معلوم ہوتا کہ صراط الذین انعمت علیھم سے کون لوگ مراد ہیں۔ دیکھئے تفسیر معالم التنزیل امام بغوی میں ہے قال عبد الرحمن بن زید ان رسول اللہ و اھلبیتہ صفحہ ۱۱

کہ صراط الذین انعمت علیہم سے مراد رسول اللہ ہیں اور آپکے اہلبیت طاہرین علیہم السلام
تو ضرور ہوا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے مراد انکے مخالفین ہونگے

(۲۱) واذا ما انزلت سورۃ فمنہم من یقول ایکم زادتہ ہذہ ایمانا فاما الذین
آمنوا فزادتہم ایمانا وہم یستبشرون (توبہ)

ہمکو امید ہے کہ ان آیات صریحہ سے جو ہمنے اندراج کی ہیں ان لوگونکے ایمان تازہ ہونگے اور سمجھینگے
کہ فاسقین وفاجرین کی اقتدا کسیطرح جائز نہیں بلکہ جو لوگ اسکو جائز کہتے ہیں وہ مصداق
ہیں اس آیہ کے وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل
الغی یتخذوہ سبیلا (اعراف)

یعنی اگر دیکھتے ہیں راہ ہدایت کو اسکو اپنی راہ نہیں بناتے اور اگر راہ گمراہی دیکھتے ہیں تو
اسکو اپنی راہ بناتے ہیں کیونکہ یہ تو بدیہی ہے فاسقین وفاجرین کی راہ سبیل رشد
نہیں ہے بلکہ سبیل غوایت ہے تو انکی اقتدا اور پیروی نماز میں یقیناً ناجائز اور ناروا ہوگی

(۲۲) آیہ وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (سورہ
اعراف) صاف بتارہا ہے کہ ہمکو اسکا حکم ہے کہ جو لوگ الحاد کرتے ہیں اسکے ناموں میں انکو
چھوڑ دینا چاہئے کہ انکو جزا دیجائے اونکی جو عمل کرتے ہیں۔ تو کیا ہم انکی اقتدا کرکے حکم
ذروا الذین یلحدون کی تعمیل کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ صریح مخالفت ہے حکم خدا کی۔

(۲۳) آیہ فذرہم فی غمرتہم حتی حین صاف بتارہا ہے کہ ہمکو کسی طرح انکی متابعت
یا اقتدا جائز نہیں ہے۔

پس جب عام طور سے حکم ہے کہ کسیطرح فاسقین وفاجرین کی اطاعت۔ مشارکت معیت
جائز نہیں سبیل مفسدین سے بچنا چاہئے۔ قوم ظالمین میں داخل نہ ہونا چاہئے تو پھر نماز
میں جو عمود دین ہے ان کی شرکت یا انکی امامت یا انکی اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔

یہ آیتیں ایسی صریح اور واضح ہیں کہ اگر ذرہ برابر بھی انپر غور کیا جائے اور قرآن کو اپنا امام اور ہادی
بنائیں تو اسمیں شک نہیں رہتا کہ خدا نے ہمکو ہرطرح ظالمین وفاسقین کی متابعت اور مشارکت سے
منع کیا ہے اور اسکی مخالفت کسیطرح جائز نہیں نہ وہ صورت مخالفت نماز صحیح ہو سکتی ہے۔ باقی آئندہ

دشمنانِ آلِ رسول

یوں تو اسلام نے جب روز سے دنیا میں قدم رکھا اوسکے دوش بدوش اوسکے دشمنونکا وجود بھی دکھائی دینے لگا اور ایک روز بھی ایسا نصیب نہوا کہ جسمیں جانثاروں کا ہمیشہ مال کا خوف نہ رہا ہو پھر بھی چند مشہور لوگوں کا فرزندانِ رسول کے قبول اسلام چھوڑ دلوا اونمیں ایک عورت بھی نے تقدیر کیوں شکی ہوئی ظاہری طور پر اسلامی مشن کو کو تقویت پہونچی اور اگر واقعی سب سچے دل سے ایمان لانیوالے ہوتے تو بہت کچھ اسلام کو عروج ہوتا لیکن سقیفہ بنی ساعدہ کے ناجائز فیصلے نے اوسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ایسی تباہی و بربادی میں ڈالا کہ قیامت تک کیلئے اوسکا سنورنا مشکل نظر آتا ہے یہ طلسم کچھ ایسا بندھا کہ تیسرے زمانۂ خلافت تک صرف نام رہتا گیا جب ایک کے بعد ایک ہوا۔ نیک و بد کی تمیز حق و باطل کا فرق جاتا رہا اور مخالفین اسلام کا قبضہ یہانتک بڑھا کہ صرف دنیاوی حصول عزت اور دنیاوی سلطنت کا نام اسلام رکھا گیا اور خلیفۂ وقت کے سامنے یہ جملہ بآواز بلند کہا جانے لگا کہ یا بنی امیہ تلقفوھا تلقف الکرۃ فو الذی یحلف به ابو سفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار ولا بعث ولا قیامۃ یعنی ای بنی امیہ اس بادشاہت کو حاصل کرو بخدا کہ نہ عذاب کوئی شئی ہے نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ نہ حشر نہ قیامت۔ اور اسپر دربار خلافت سے دو دو لاکھ درہم بطور انعام دئیے جاتے چنانچہ اس کیلئے اعلان نے ابو سفیان کے گھر کو بادشاہ کا گھر بنایا اور جب سلسلۂ خلافت یزید تک پہونچا اور اوسنے آل رسول کے خون سے زمین کربلا لال کی اور شام کا قیدخانہ آباد کیا تو لوگوں نے جانا کہ اس سے بڑھکر ظالم۔ کافر۔ مرتد۔ ملعون۔ دشمن اسلام اور دشمن آل رسول دوسرا نہیں گذرا۔ مگر اگر کسیقدر غور کے ساتھ دیکھا جاوے تو یہ سلسلہ ترقی کیساتھ اوسی روز سے پایا جاتا ہے کہ جبکہ حضرت عمر کا ہاتھ حضرت ابو بکر کی بیعت کیلئے بڑھا اور اس دور اندیشانہ کارروائی سے منصب خلافت خاندان رسول علیحدہ کیا گیا۔

میں اس مقام پر حضرت عمر کی زمانہ خلافت پر ایک سرسری نگاہ ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ باوجودیکہ آپکو خلیفہ ہوا بجو دنیاوی دعوی تھا اور اشاعت اسلام کے آپ مدعی تھے مگر خاندان آل رسول کے بجائے کس غضب کی عداوت تھی کہ حقوق آل محمد کے عطا نہ کرنے میں ملکہ آپکو تھا وہ جو

پولیٹیکل چالیں آپکی ہوتیں وہ ہرگز ہرگز دوسروں میں نہیں پائی جاتیں - یہہ امر گویا آپ کی گھٹی میں پلایا گیا تہا جو مرتے دم تک ایکساں آپ میں رہا - اپنے زمانہ خلافت میں حقوق آل محمدؐ کی موقوفی - اونکو نا قابل تعظیم سمجہنا - گلے میں رسی باندہنا - کہلے بندوں احکامات رسول کو پس پشت ڈالنا قدیمی دشمنان اسلام کو جنہوں نے تمام عمر آنحضرت کی دشمنی میں بسر کی مناصب و جاگیرات کا عطا کرنا وغیرہ یہہ ایسے کہلے کہلے امورات ہیں کہ ان پر غور کرنیکے بعد اگر بانی فرقہ باغیان کہے جاویں تو بیجا نہوگا - بنی امیہ قدیمی دشمن خاندان رسالت کی ترقی کا سلسلہ آپنے جس خوبصورتی سے جاری کیا وہ واقعی قابل صد آفریں ہے جسکی انتہائی ترقی خاندان رسالت کی انتہائی بربادی کا سبب ہوئی - چنانچہ یہہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ امیہ نے حضرت ہاشمؑ سے - حرب بن امیہ نے حضرت عبد المطلبؑ سے - **ابو سفیان** بن حرب نے حضرت رسولخدا سے - **معاویہ** نے حضرت علیؑ مرتضی سے - **یزید** نے حضرت حسین ابن علیؑ سے اسی امارت قریش اور خلافت پیغمبرؐ پر کیا کیا مخالفتیں اور سلوک کئے ہیں - مگر اسی حضرت عمر کی دوراندیشانہ پالیسی کہو یا اونکی مصلحت آمیز جوہر شناسی کہو یا جو داس واقفیت اور اطلاع کے آپ نے خصوصیت کے ساتہہ اونہیں دشمنان خاندان رسول کو اعلی ملکی عہدے دئے اور مناصب و جاگیرات سے ممتاز کیا - **امیر معاویہ - عمرو بن عاص - مغیرہ بن شعبہ - زیاد بن سمیہ** یہہ وہ مشہور روزگار حضرات ہیں جو آپکی سلطنت کی روح - آپکے تمدن کی جان - اور آپکی پالیسی کے سرتاج کہے جاسکتے ہیں - اور بقول مولوی شبلی نعمانی یہی وہ چار اشخاص تمام عرب میں تھے جو دہاۃ العرب کہے جاتے تھے یعنی جو فن سیاست و تدبیر میں اپنا جواب نہیں رکہتے تھے - اور انہیں سے ہر ایک وہ ممتاز دشمن خاندان رسول تہا جس نے ہر ایک ممکن ذریعہ تباہی و بربادی خاندان رسالت کا جاری کیا -

ان حضرات پر آپکی نظر عاطفت کچھ ایسی بڑہی رہتی تھی کہ باوجود اثبات جرم آپ انلوگونکو بیخطا سمجہتے تھے - سبکو معلوم ہے کہ مغیرہ بن شعبہ آپ ہی کے زمانہ خلافت میں ایکمرتبہ مرتکب زنا کا ہوا اور صحابہ رسول نے یہہ جرم ثابت بھی کیا - مگر آپنے اپنی حسن تدبیر سے اوسے حد شرعی سے نکلوہ بچادیا - اور پہر عہدہ گورنری پر اوسیطرح بحال رکہا - مغیرہ کو جسقدر جہ کا بغض خاندان رسالت علی الخصوص جناب علیؑ مرتضی سے تہا اوسیقدر حضرت عمر کو اوس سے محبت تھی -

یہہ وہی مغیرہ ہے۔ جو بزمانہ خلافت معاویہ جمعہ کے خطبہ میں جناب علی مرتضیٰ پر معاذ اللہ لعن اور عثمان کے حق میں دعا کرتا تہا (ابو الفدا صفحہ ۱۹۶)

اسیطرح آپکے دوسرے عامل عمرو عاص وہ مشہور زمانہ بزرگ گذرے ہیں جنکے نسب کا پانچ اشخاص قریش نے دعوی کیا تہا اور جب اسی امر کا سوال اوسکی ماں سے کیا گیا تو اوسنے اقرار کیا کہ بیشک ان پانچون نے صحبت کی ہی بالآخر اسکی صورت دیکھی گئی جو عاص بن وائل سے مشابہ پائی گئی اور اسلئے وہ اوسکے نسب میں ملا لیا گیا۔ انکی بھی ساری عمر مخالفت خاندان رسول میں گذری اور یہ بھی بہت بڑے چہیتے اور مشہور گورنر حضرت عمر کے تھے۔

ان دو بزرگوار کے علاوہ حضرت عمر نے جو تیسرا گوہر شب چراغ انتخاب کیا تہا وہ زیاد بن سمیہ تہا جسکی کنیت اوسکے باپ کے نام سے مشہور نہو سکی اسلئے کہ اوسکی ماں سمیہ نے باضابطہ کسی سے ازدواج نہیں کیا تھا۔ چنانچہ جب باقرار ابو سفیان معاویہ نے زیاد سے رشتہ اخوت قائم کر کے اپنی فیملی کا ممبر بنانا چاہا تو اوس وقت کی حکایت یوں لکھتے ہیں۔

کہ ایکروز مسجد شام میں مسلمان جمع تھے حضرت معاویہ ممبر کے سب سے اوپر کے زینے پر جا کر بیٹھے اور زیاد کو نیچے کے درجے پر کہڑا کیا۔ اور حضرت ابو سفیان حضرت معاویہ کے پدر بزرگوار نے سمیہ مادر زیاد کیساتھ جو صحبت کی تہی اوسکی گواہیاں گذرنے لگیں منجملہ گواہان کے ابو مریم سلولی نے بیان کیا کہ میری دوکان شراب کی طائف میں تھی۔ ابو سفیان میری دوکان پر مینوشی کو آئے شراب پیکر عورت کی خواہش کی۔ مینے سمیہ کو اطلاع کی وہ اپنے شوہر کو کہلا پلا اور سلا کر آئی۔ اور مینے دوکان کا ایک کمرہ خالی کر دیا۔ دونو اوسمیں رہے۔ بعد فراغت سمیہ اپنی فیس لیکر چلی گئی مینے ابو سفیان سے پوچھا کہو یہہ عورت کیسی تھی تمہارے پسند ہی آئی۔ اونہوں نے کہا کہ ہان تھی تو اچھی مگر ذرا اوسکی بغلوں سے بدبو آتی تھی۔ یہہ بات زیاد کو ناگوار گذری اور یہ کہا کہ ای ابو مریم لوگون کی مان کو دشنام ندو۔ عہ بہر حال زیاد کو معاویہ نے اپنے ساتھ ملحق کر لیا۔ اور اوسکو عامل کوفہ بعد مغیرہ مقرر کیا۔ اور بصرہ بھی اسکے شامل کر دیا۔ اسنے شیعیان علی کو چن چن کر پتھرون اور کنکرونکے نیچے دبا کر قتل کیا۔ اور اونکے ہاتھ پاؤن کاٹے۔ اور آنکھیں اونکی نکلوائیں اونکو شاخہائے خرمہ پر سولی دی اور عراق سے نکالدیا۔ یہانتک کہ کوفہ میں کوئی معروف

عہ ابن ابی الحدید
تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۲۲

ومشہور شیعہ باقی نرہا - (الکتاب الاحداث ابو الحسن مدائنی وتاریخ ابو الفدا جلد اول) اور ہر جمعہ کو ممبروں پر جناب علی مرتضیٰ پر معاذ اللہ لعنت کرتا تھا - زیاد نے جناب علی مرتضیٰ کیساتھ اور اوسکے بیٹے عبید اللہ بن زیاد نے حسین بن علی شہید کربلا کے ساتھ جو جو مخالفت اور عداوت کی تاریخ اسلام ماتھ بلند کئے ہوئے دکھا رہی ہے (الفرق صفحہ ۵۵)۔

ان تین شخصوں کے بعد چوتھا وہ شخص جسپر انتخابی نظر حضرت عمر کی پڑی تھی وہ وہی امیر معاویہ بن ابو سفیان تھے جنکے لائق فرزند نے فاتحہ فتح کیا - اور جنکے کارنامے اور خاندان رسالت سے مخالفت کے قصے میں اپنے دوسرے مضمون شجرہ ملعونہ میں دکھا دونگا -

اسموقع پر ناظرین کو صرف اتنا بتلا دینا کافی ہوگا کہ جس شجرہ ملعونہ کی خبر جناب رسالتمآب نے دی تھی وہ سرزمین شام میں نہایت شادابی کے ساتھ پھولا پھلا اور اوسکی شاخیں اکثر بلاد میں دور دور پھیلیں - دنیا دار زر پرست جماعتوں نے اوسکے سایہ میں آکر پناہ لی - اور ہر سرای کی گیتیں ہر طرف گائی جانے لگیں - اور بمخالفت بنی و علی علمار کی مہریں بکیا ہونکے قتل کے فتوے جاری ہونے لگیں - شراب کے ساغر مفتیان شرع کے ہاتھوں سے لنڈھائے جانے لگے - یہانتک کہ کلام الٰہی کو تیروں کا نشانہ بنایا گیا اور محرمات ابدی کے حلت کے فتوے جاری پائے - اور ہر جگہ خاندان رسالت کی توہین اور سب و شتم ممبروں پہ کیا جانے لگا

ہندوستان بھی ان مردودنسلوں کی منحوس قدموں سے محفوظ نرہا - یہاں بھی کچھ نہ کچھ ہر ایک زمانہ میں انکی جھلک دکھائی دیتی تھی - مگر یہاں چند برسوں سے جیسا طوفان بے تمیزی اور علی الرغم آئمہ طاہرین پر سب و شتم کی گرم بازاری ہونی لگی اسکے پیشتر کبھی بھی ایسا دکھائی نہیں دیا - پس یہہ ذہار العرب کی یادگار نسل والے دشمنان آل رسول اگر ایسا کرتے ہیں تو ناظرین کو تعجب نکرنا چاہیئے -

ایک شاعر کیا خوب کہہ گیا ہے ؎

محبت شہ مردان مجو ز بے پدری - کہ دست غیر گرفتہ ست پائے مادر او

راقم

محمد صالح الحسینی بارہوی ازبارہ ضلع غازیپور

سائنس اور اسلام

سلسلہ کیلئے دیکھو ملاحظہ ہو

چونکہ ہم بنا بر الکمیا جبریئیہ اس قوت کے متعلق لکھنے پر مجبور ہیں اس لئے ہم اون شبہات کا جواب اس موقع پر دینے سے قاصر ہیں جو ناظرین کو اسکے مطالعہ سے پیدا ہوں لیکن جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ کل اس فقیر کو چشم دید ہے اور اسکو خود وہ اپنی حالت طالب علمی میں عملی طور سے کر چکا ہے اس لئے امید کیجاتی ہے کہ اسے ہلو ما مان لینگے کیونکہ اصل مطلب پر آنے کے لئے ہمنے شروع ہی سے یہ اصول قائم کر لیا ہے کہ جو مسئلہ نہایت ضروری ہوگا اوسی کے متعلق نہایت مختصر گفتگو کیجائیگی اور طول کا خیال بھی ملحوظ ہے۔ شکل نمبر ۲ ملاحظہ ہو
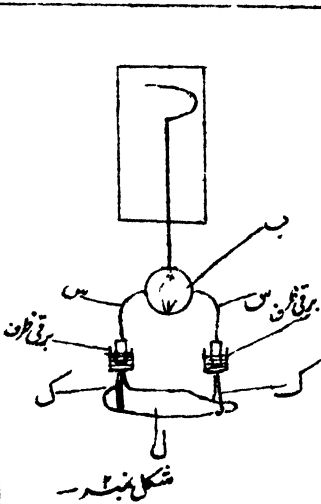
سب سے پہلے ہم ایک بکری کے گوشت کا ٹکڑا جو دو منٹ ہوئے کہ اوسکی ران سے علیحدہ کیا گیا وہ شکل میں لام سے نشان لیتے ہیں۔ یہ برقی ظرف کے دونوں پیٹوں سے بذریعہ تار ب و ک کے ملحق ہے اس لئے جیسا ہم ابھی بیان کر آئے ہیں برقی قوت اسمیں جاری ہے اور س و س بھی لوہے کے تار ہیں جو ایک ایسے آلے سے ملے ہیں کہ جو ب سے نشان ہے

شکل نمبر ۲

اور جسکا یہ فرض ہے کہ برقی موج کے وجود کی خبر دیتا ہے اس آلہ کے اندر ایک سوئی ہوتی ہے جو بیچ میں مثل قطب کے لگی ہوئی ہے اور جو خود بخود برقی موج کی وجہ سے گھوم جاتی ہے اس سوئی کے اوپر ایک چھوٹا سا شیشہ لگا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اسکا

عکس کاغذ پر دیکھ سکتے ہیں اور ت وہی کاغذ ہے جس پر اس چھوٹے شیشہ کا عکس پڑتا ہے
یہ ظاہر ہے کہ اگر سوئی کو حرکت ہوگی تو اس چھوٹے شیشہ کو بھی اوسی طریقہ سے حرکت ہوگی
چنانچہ اوسکے عکس کی بھی وہی حالت ہوگی جو شیشہ کی یعنی وہی حالت عکس کی ہوگی
جو اس چھوٹی سوئی کی جو شکل میں ت کے دائرہ میں بنی ہے - اب چونکہ اس ٹکڑے
میں برقی قوت نے اثر کیا تو اس میں حرکت ہوئی اور وہ حرکت ایسی ہی ہوئی جیسے
کہ کچھوہ کا سر فوراً اسکے پیٹ میں خوف کے وقت کھنچ جاتا ہے اور پھر نکل آتا ہے - یعنی تھوڑا
سا حصہ گوشت کھنچ کر ایک جا ہو جاتا ہے اور پھر ایک سکنڈ کے بے حد وقت میں اپنے
سابق مقام پر آجاتا ہے اور یہی حالت رہتی ہے جب تک کی قوت پہونچتی رہتی ہے - اب یہ
اندرونی کشش اور پھر گوشت کا اپنے سابق مقام پر آجانا اس برقی موج کو اپنی روانی
میں روکتا ہے جسکا یہ اثر ہوتا ہے کہ سوئی مختلف حالت سے گھومتی ہے چنانچہ اوسکا
عکس بھی مختلف طریقہ سے حرکت کرتا ہے کیونکہ یہ موج تار سے وس میں ہوتی ہوئی پھر
گوشت میں واپس آتی ہے اور اوس سے نکل کر پھر تار و میں ہوتی ہوئی پھر گوشت میں
واپس آتی ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے موج کی رفتار کے متعلق یوں خیال کرنا چاہئے
کہ اس خاص حالت میں اسقدر تیز ہوتی ہے کہ شاید ایک منٹ میں یہ موج ہزاروں دورے
اس چکر کے کر جاتی ہوگی - کاغذ کا تختہ ت اس طرح سے حرکت دیا جاتا ہے کہ شیشہ کا عکس
اس پر ایک خاص شکل بناتا ہے - جو شکل نمبر ۲ میں واضح
کر دی گئی ہے -
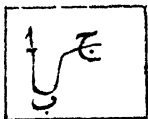
یہ جو ایک غیر مستقیم خط گوشت کی حرکت سے بن جاتا ہے
یوں خیال کرنا چاہئے کہ جب یہ اجزا کھنچ جاتے ہیں تو الف ا سے ب تک وہ عکس جاتا ہے
جیسا کہ شکل میں بنا ہے اور جب پھر وہ اجزا اپنے مقام پر آجاتے ہیں تو عکس ب سے ج
تک پہونچ کر پھر ا پر آجاتا ہے اب یہاں پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ ج کی سطح ا سے اونچی
ہے جسکے ظاہرا یہ معنی ہوئے کہ گوشت کے اجزا اپنے سابق حالت پر نہیں آتے بلکہ دوران
حرکت میں اوس حالت سے تجاوز کر جاتے ہیں اس شک کا جواب صرف اسیقدر ہے

کہ چونکہ ایک ایسی حالت پیدا کی گئی تھی کہ جسنے گوشت کے اجزا کو سمیٹ کر اسقدر دبایا تہا کہ جب وہ اس قید سے رہا ہوئے تو اس تیزی سے اپنے سابق حالت پر واپس آئے کہ پہلی حالت سے ایک قدم باہر ہو گئی لیکن حقیقت میں وہ فوراً ہی اپنی سابق حالت میں آجاتی ہیں۔ اسکی مثال ذیل کے عملی شکل سے یوں ہے کہ ایک پیتل کا تار اجو تقریباً چھہ انچ لمبا ہو چٹکی میں لیا جائے اور ت تک کہینچ کر لائی اور پھر چھوڑ دیجئے تو ضرور ہے کہ یہ تار اسے ہو کر ب تک پہونچ جائیگا اور اسکے بعد پھر آ پر واپس ہوگا اور اسی مقام پر ساکت ہوگا بجنسہ یہی حالت اوپر کے غیر مستقیم خط کی بھی ہے۔

ت ا ب
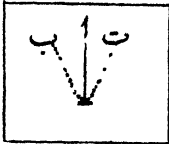
یہ بھی عجیب بات ہے کہ چند ہی منٹ کے بعد یہ گوشت کا ٹکڑا بالکل بے حس ہو جاتا ہے یہانتک کہ جسقدر دنیا میں قوتیں انسان کے قبضۂ قدرت میں ہیں یہ ٹکڑا کسی کا بھی احساس نہیں کرتا یعنی اب یہ حقیقتاً فنا ہو گیا اور کسی قوت کا ادراک نہیں کر سکتا یہی طریقہ دوسری چیزوں میں بھی برقی قوت کے پہونچانیکا ہے۔ اگر ہم ایک پودے میں برقی قوت پہونچانا چاہیں تو بجائے گوشت کے اوس پودے کو رکھہ دیتے ہیں اور بالکل وہی حالت مشاہدہ ہو سکتی ہے (ملاحظہ شکل نمبر ۲ فصل دوم) اور اگر بجائے پودے کے ایک پتھر کا ٹکڑا رکھہ دیا جاوے تو اوسکی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ لیکن اس میں چند دیگر انتظامات کرنے ہوتے ہیں جو اگر کسی دوسرے موقع پر بھی احاطۂ تحریر میں لائے جاویں تو خود ایک مکمل کتاب ہو جاویگی اسلئے ہم اوس پر تفصیلی بحث سے معذور ہیں یہہ ابتدا سے ہی ناممکن تہا کہ ہم کسی ایک نکتہ یا مضمون پر کامل بحث کر سکیں۔ بہرحال اب ہم نباتات پر برقی قوت کا ادراک دیکھنا چاہتے ہیں لیکن مفصل طریقہ کو قلم انداز کرتے ہیں جسکے وجوہات گذارش کر چکا ہوں جسکے بعد میں ناظرین کو صرف نتیجہ عمل کی طرف متوجہ کرونگا۔

(باقی آئندہ)

سید محمد الحسنی الحسینی نونہروی

فساد محرم

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو

اسیطرح اڈیٹر صاحب وطن اخبار نجم لکھنؤ کو یہ الفاظ نصیحت کرتے ہیں دیکھو نجم جلد اول

مورخہ ۱۱ ربیع الاول شیعہ و سُنی کے مباحثہ کے تعلق البتہ ہم کو مولانا ممدوح سے اتفاق نہیں وہ بیشک اسمیں کمال متانت اور احتیاط سے کام لے رہے ہیں کوئی ایسا فقرہ یا لفظ ابتک استعمال نہیں ہوا جو شائستگی کے خلاف ہو لیکن مناظرہ بہرحال مناظرہ ہے جو خواہ کیسی ہی سلامت روی سے کیا جائے ۔ نزاع و اختلاف کو عموماً زیادہ شدید کرنے سے خالی نہیں رہتا ۔ ہمیں ضرورت ہے اتحاد کے بڑھانے کی جو عرض مناظرہ سے نہیں بلکہ عملی نمونوں اور سلوک و خوش اخلاقی سے حاصل ہو سکتی ہے ۔

گورنمنٹ ان مقتدر اخبارونکی رایونکو دیکھ کر سمجھ سکتی ہے کہ خود اس فرقہ کے با فہم اخبار نویسوں نے انکو کے مرتبہ سمجھایا کہ تم اس روش کو ترک کرو جس سے نزاع و اختلاف میں شدت ہوگی ۔ ضرورت اتحاد کی مگر انھوں نے نہ مانا ۔ اور آخری نتیجہ اسکا یہی ہوا کہ دو سال سے لکھنو کا امن عام معرض خطر میں پڑا ہوا ہے ۔

افسوس کا جواب اڈیٹر صاحب یہی دیتے ہیں کہ شیعوں کے متعدد اخبار و رسائل کی تحریریں انسے برداشت نہو سکیں اسلئے یہ انتقام پر مجبور ہوئے ۔ ہم دو منٹ کے لئے اسکو تسلیم کر لیتے ہیں کہ شیعہ اخبار و رسائل کی یہی حالت تھی بلکہ اس سے بھی بدتر ۔ مگر یہ تو فرمائے کہ بات اچھی تھی یا بری ۔ اگر وہ بری تھی تو پھر آپنے کیوں اوسکی تقلید کی ۔ اور اگر اچھی تھی تو پھر آپکو اوس سے شکایت کیا ہے ۔

کیا آپنے اسپر غور کیا کہ اگر گالی کا جواب گالی سے نہ دیا جائے تو گالی بکنے والا خود خاموش ہو جاتا ہے اوسیطرح بالفرض اگر شیعہ اخبار و رسائل ایسے ہی نامہذب تھے تو آپکے سکوت سے وہ کسی نہ کسی وقت خاموش ہو جاتے پھر اونکو خاموش ہونے سے کسنے روکا

غور تو کیجئے آپکے جواب دینے سے آخر اون نزاعوں میں اور اختلافات میں ترقی ہوئی یا کمی تو صحابہ کے سب و تبرا کے اضافہ کرنیمیں کونشان آپ ٹھہرے یا دوسرا کوئی ۔

اسکو جانے دیجئے آپ خود لکھ چکے ہیں شیعوں کو مناظرہ سے فطری شوق ہے ۔ اور سنیوں کو اس سے مطلق دلچسپی نہیں جیسکے نسبت نیر صاحب بھی لکھ چکے ہیں کہ اہلسنت میں صلاحیت آچلی تھی تو آپنے اس اخبار کو نکالکر کیا نتیجہ پیدا کیا کہ اپنے فرقہ کی عام صلاحیت کو زائل کر دیا اور مناظرہ

سے شوق دلایا جس سے آج آپکے اخبار میں ہزاروں مغلظات گالیاں ائمہ طاہرین کی نسبت شایع ہو رہے ہیں جنکو آپ بھی آئمہ دین سے مانتے ہیں اور اونکے فضل و شرف کا اقرار کرتے ہیں اور اونکے دشمنی کو موجب دخول نار جانتے ہیں۔ بخلاف شیعوں کے آپکے صحابہ کے نسبت تبرا کو کسیطرح مذموم نہیں سمجھتے بلکہ بقول آپکے افضل عبادات سے جانتے ہیں پھر نتیجہ کیا ہوا کہ شیعوں نے جو کام کیا عبادت سمجھکر اور آپنے جو کام کیا ضلالت و گمراہی سمجھکر و شتان ما بینھما

خود اڈیٹر صاحب بجواب نصیحت اخبار وطن لکھتے ہیں ،، شیعہ سنی کا اتحاد قریب قریب ناممکن ہوگیا ہے سنی تو ہر وقت اتحاد کیلئے تیار ہیں مگر شیعہ ہرگز اہلسنت کی دل آزاری میں کمی نہ کرینگے خواص تو اسکو بھی برداشت کر جائیں مگر عوام کے جوش کو ایسی حالت میں کون روک سکتا ہے ،،

اس تحریر سے تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ خواص اہلسنت کو ان امور کی چنداں شکایت نہیں وہ برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر عوام کا جوش نہیں رک سکتا۔ تو اب معلوم ہوا کہ آپنے عوام کے جوش بھڑکانے کو یہ اخبار جاری کیا ہے کیونکہ خواص کو تو اسکی پروا نہیں تو اب گورنمنٹ سمجھ سکتی ہے کہ اس فساد کا بانی زیادہ تر یہی اخبار ہے جو عوام کے جوش بھڑکانے کو اخبار نکال رہا ہے۔

حق یہ ہے کہ خواص اہلسنت اصلی راز سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ مذہب قرآن و حدیث سے ہر طرح باطل ہے۔ خلفا نہ بحکم خدا و رسول خلیفہ ہوئے نہ اونکی خلافت جائز تھی اور اونکو وہ آیتیں اور حدیثیں بھی معلوم ہیں جنمیں لعن کی تصریح ہے۔ اسلئے وہ تو خاموش رہتے ہیں کہ اگر شیعہ لعن کرتے ہیں تو بحکم خدا و رسول۔ بخلاف عوام کے جو ان اصلی حالات سے واقف نہیں لہذا وہ جوش میں آجاتے ہیں۔ لہذا علما و عقلا کا فرض یہ ہونا چاہیے کہ جہانتک ہو سکے اس جوش بیجا کو دبائیں۔ اسلئے ہزاروں کتابیں فضائل و مناقب اہلبیت اطہار میں تصنیف ہوئیں کہ عوام ان آیات و احادیث کو دیکھکر دبے رہے ہیں۔ مگر اوڈیٹر کا مقصود چونکہ اسکے خلاف تھا لہذا آپنے یہ اخبار جاری کیا کہ عوام کے جوش میں ترقی

ہو اور نزاع و اختلاف پیدا ہو کہ انکو منافع دنیوی ہو۔ ورنہ کون کہ سکتا ہے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب اڈیٹر وطن میں غیرت نہیں مسٹر عبد الحلیم شرر میں عزت نہیں جو شیعوں کے ان حملات کو برداشت کرتے ہیں۔ اور یہ ایسے غیرت دار ہیں کہ امن مطلق کی برداشت کی تاب نہیں مگر حاصل تو وہی ہے۔
ع مطلب سعدی دیگر است۔

اب میں ابتدائی فہمائش کو نہیں چھوڑتا ہوں اور اڈیٹر صاحب وطن کے اس فقرہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ وہ بیشک آپ میں (مناظرہ میں) کمال متانت اور احتیاط سے کام لے رہے ہیں کوئی فقرہ یا لفظ اب تک نہیں استعمال ہوا جو شائستگی کے خلاف ہو۔ کیونکہ آج خود سنی سوسائٹی میں عام زیادہ اسکی پابند ہے کہ تحرّم لکھنؤ عام طور سے خارجیت پھیلا رہا ہے۔

خود اصلاح ۱۹۰۸ء میں چودہری ظہور احمد خاں صاحب حنفی ساکن شاہ آباد ضلع ہردوئی کا ایک مراسلہ شایع ہو چکا ہے جسمیں اونہوں نے نہایت وضاحت سے انکی خارجیت کو لکھا ہے اور علماے اہلسنت سے اسکا جواب بھی مانگا مگر آجتک دیوبند سہارنپور لکھنؤ کہیں سے جواب اسکا نہ آیا حالانکہ اونہوں نے لکھا تھا کہ اگر جواب نہ ملا تو ہم شیعہ ہو جائینگے۔

رسالہ شیعہ میں چند جملے اس اخبار کے نقل کئے گئے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ کہانتک خارجیت کو پھیلا رہے ہیں۔

اودھ اخبار میں متعدد مراسلے اس مضمون کے شایع ہوئے کہ یہ اخبار خارجیت کو ترقی دے رہا ہے جسکا ایک مراسلہ انہوں نے نقل بھی کیا اور جواب بھی دیا۔

انسب کو جانے دیجئے خود اڈیٹر صاحب کا خاص حصہ مناظرہ مورخہ ۲ شوال ۱۳۲۵ھ ملاحظہ فرمایئے جسمیں وہ لکھ رہے ہیں۔

غالباً ناظرین رو تحرم، تعجب کرینگے جب اس خبر کو سنینگے کہ لکھنؤ کے بعض کم فہم سنیوں نے جو شیعہ مولویوں کے جال میں گرفتار ہو چلے تھے۔ یا شاید اب بھی ہوں صفات ائمہ شیعہ کے مضمون کو دیکھکر کہا کہ روایت منقولہ سے حضرت علی مرتضی کا دیوث ہونا لازم نہیں آتا جب مجھے ان ہستی نادانفقون کے اس قول کی خبر ملی ۔۔ اور ریویو سے زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعم شیعوں کی منقولہ روایت سے شیعوں کے علی کا دیوث ہونا اس وضاحت

کے ساتھ ثابت کرو وہ گانا ہے مگر ان سنی نمادوستوں نے کسی طرح اسکو منظور نہ کیا اور مجلس رقص و سرود سے اٹھکر علم اور علما کی محفل میں آنا کسیطرح گوارا نہ کیا۔ الغرض جب وہ سنی نمادوست کسی طرح مرد میدان بننے پر راضی نہوے تو بعض احباب کا اصرار ہوا کہ انکے شبہہ کا جواب بذریعہ تحریری دیا جائے ۔۔

اب میرا روے تخاطب اڈیٹر صاحب وطن سے ہے کہ اصلیت اور غیر اصلیت سے بحث نہیں۔ بلکہ صرف یہ سوال ہے کہ جو شخص کسیطرح ہو کسی حیثیت سے لفظ دیوث کو حضرت علی کی نسبت استعمال کرے اور اسکی نسبت کیا آپکا یہ قول صحیح ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا فقرہ یا لفظ نہیں استعمال ہوا جو شایستگی کے خلاف ہو۔۔۔

آپ چونکہ سمجھدار ہیں اسلئے گذارش ہے کہ اہلسنت انبیا کو عموماً اور جناب رسالتمآب کو خصوصاً غیر معصوم اور خاطی سمجھتے ہیں اور شیعہ انکو معصوم و غیر خاطی۔ تو کیا وہ دو شخص ہو جاینگے سنیونکے رسول اللہ دوسرے اور شیعونکے دوسرے۔ اور اس وجہ سے حق ہوگا کہ جن لفظونسے چاہے فریقین رسول اللہ کو یہ کہکر یاد کرے شیعونکے رسول اور سنیونکے رسول

میں آپسے یہ بھی سوال کرتا ہوں کہ شیعہ تو عموماً بلوگ نامہذب الفاظ کا استعمال کرنیوالا لکھتے ہیں کیونکہ وہ بیشک تبرا کرتے ہیں اور تبرا کو آپ برا سمجھتے ہیں مگر کسی شیعہ کی تحریر میں آپ یہ لفظ حق خلفا دکھا سکتے ہیں؟ حالانکہ یقیناً شیعونکو اونسے کسیطرح کا حسن عقیدت نہیں۔

جو فقرات ہمنے نقل کئے ہیں اونسے آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ کہ انہونے خود سنیونکو اس سے رنج ہوا جسپر اڈیٹر صاحب نے اونکو سنی نما دوستونکا خطاب دیا۔

میں اپنے الفاظ یا اپنے مضامین کا کوئی جواب دینا نہیں چاہتا کیونکہ جو شخص ایسے کلمات کہتا ہے یا لکہتا ہے وہ خود توشہ آخرت جمع کر رہا ہے۔ خدا اوسکے انتقام لینے کو کافی ہے اور ہمارے پاس تو ایسے الفاظ ہی نہیں جنسے انکا جواب دیا جائے نہ اسکی ضرورت ہے کیونکہ دنیا کو اس واقعہ کی اصلیت معلوم ہے جسپر ایک زمانہ میں یہ حکم لگایا گیا تھا کہ جو شخص ایسی روایت کہے وہ رافضی ہے۔ اور اب اس دیدہ دلیری سے اسکی تصدیق کی جاتی ہے۔ مگر ہماری عرض صرف اسیقدر ہے کہ آپ حضرات اڈیٹران اخبار و رسائل ملاحظہ کریں کہ آپ کے ہم مذہب

اڈیٹر کس قسم کے الفاظ ایسے مقدس اشخاص کی نسبت استعمال کر رہے ہیں جنکی محبت و ولا کو
آپ حضرات بھی زبانی ذریعہ نجات جانتے ہیں۔

آپکو بھی یاد ہوگا کہ اصلاح میں ایک مضمون سلطان معظم کے باقاعدہ ازدواج نہ کرنے پر نکلا تھا
جسپر آپنے کیسی برہمی دکہائی تھی۔ حالانکہ وہ فقرہ خود آپکی خاص تصنیف سے لکہا گیا تہا اوسکے
نتائج اور تاثیرات البتہ نامہ نگار کی طرف سے تھے۔ مگر افسوس اس قسم کی تحریریں دیکھکر بہی
آپکے ایمان میں جوش نہ آیا کم سے کم ایک نوٹ تو اسپر لکھتے اور بتاتے کہ اس قسم کی تحریر منافی
مذہب اہلسنت ہے یا موافق کم سے کم پبلک کا رفع شبہہ تو ہو جاتا۔ اور اگر ایسے الفاظ کے استعمال
میں کوئی ثواب ہوتا تو آپ کو بھی کچھ حصہ ملتا۔

بہر حال جبتک یہ سحر بیانی صفحہ قرطاس پر تہی جس سے اہلسنت کا ایمان تازہ ہوتا تہا اگر
اب خاموش رہے تو خیر۔ مگر اب تو نظر اوٹہا کر دیکھیے یہ تحریریں کیا رنگ لا رہی ہیں کتنے
شیعہ سنی اس سال کٹ مرے۔ کتنے روپیہ طرفین سے مقدمہ بازی میں خون ہوا کتنے
شیعہ سنی جیل گئے کیا اب بھی آپکو جوش نہ پیدا ہوگا اور ایسی فتنہ انگیز تحریرکو نہ روکینگے
جس سے یہ خونریزی ہو رہی ہے۔ (باقی آیندہ)

رقابت یا شرافت ۔ نہ عداوت بود نہ دشمنی ۔ درمیان ست پائے ہمضی
معاصرت کی رقابت کا نتیجہ صرف اسیقدر ہونا چاہیے جیسے غالب مرحوم نے اس شعر میں ادا کیا ہے
نہ یکہ اخبار **اہل فقہ** کی چندروزہ پریشانیو پر اخبار اہلحدیث کا یہ زہر اوگلنا جو لکھتا ہے
"اخبار اہلفقہ کئی روز ہوئے تقریبًا چار یا پانچ ہفتوں کے بعد آیا تہا غالبًا اپنے قدر دانوں
کی ناقدری سے مالی مشکلات میں مبتلا چندروز ہوئے ہیں اسکے مربیوں نے باہمی چندہ کرکے اس
حامی دین وملت کو زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے" ملاحظہ مورخہ ۱۹ جمادی الاول
ہم نہیں سمجھتے یہ مضمون کس قسم کا ہے۔ ممکن ہے آپکو حضرت غنی کی دولت لازوال مل گئی ہو
جس سے آپکو کوئی مشکل پیش نہ آئی ہو ورنہ تمامی اڈیٹران اخبار اسمیں مبتلا ہیں اور ناقدری کا
روتے رہتے ہیں مگر ایسے امور پر مضحکہ کرنا شرافت کے خلاف ہے۔
اڈیٹر اخبار اہل فقہ برابر لکھ رہا ہے کہ ہم بیمار ہیں اور اسوجہ سے کوئی کام نہیں ہوسکتا مگر

آپکو باور نہین آتا اور اوسکی مالی کمزوریوں پر شماتت کر رہے ہیں۔ کیا ایسی ہی تحریروں سے حریف پر غلبہ ہوتا ہے اتفاق آپ اپنے برادر عینی یا علاتی تحفہ لکھنو کو نہیں دیکھتے کہ سال بھر سے زیادہ ہوا ایک پرچہ بھی کبھی وقت پر نہین شایع ہوتا۔ اور شایع بھی ہو جاتا ہے تو اس طرح کہ معمولی چار ورق پر ہے لکھدیا کہ معلوم ہو پرچہ دو تاریخ کا ہے حالانکہ ایک تاریخ کا بھی پورا نہیں ہوتا۔ ۲۰ جمادی الاول کا پرچہ ۱۲ جمادی الثانی کو آتا ہے اور کبھی نکلو اوسکی شہیر نہیں نظر آتی۔

ہاں آپکی اس شماتت حاسدانہ سے یہ ضرور معلوم ہوا کہ اب عام طور سے خارجیت کو نشو و نما ہے کیونکہ اہلفقہ کی اگر قدر دانی نہیں ہوتی تو اسی وجہ سے کہ وہ ناصبیت سے علیحدہ رہتا ہے۔ ورنہ تحریریں اوسکی وہابیونکے مقابلہ میں تو ایسی چست ہوتی ہے کہ وہابیونکا دل جانتا ہوگا۔

اڈیٹر اہلحدیث سے ہمکو امید ہے کہ وہ شریفانہ اور غیورانہ روش اختیار کرینگے اور اپنے حریف کی ایسی کمزوریوں پر شماتت نہ کرینگے۔ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود۔

ہاں چونکہ سواد اعظم کا خطاب حنفیونکو ہی ہے لہذا اونکو مناسب ہے کہ اپنے مذہب اور اپنے اخبار کی قدر کریں اور کم سے کم اس قسم کے دلخراش طعنوں سے تو اپنے قومی اخبار کو محفوظ رکھیں سے جراحات السنان لہا التیام ۔ ولا یلتام ماجرح اللسان ۔

ہمارے لئے ترئی و کدو۔ برابر ہیں مگر حنفی اسکے مدعی ہیں کہ اونکے امام اعظم شاگرد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام تھے۔ اور وہابیونکے امام اعظم ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو مناسب تھا کہ وہ بخاری و زہری و محمد بن جریر طبری وغیرہ کی شاگردی اختیار کرتے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ کیونکہ یہ وہابی وہی ہیں جنہوں نے روضہ رسول کو منہدم کرنا چاہا۔ حضرت کے روضہ اقدس کو صنم اکبر کا خطاب دیا۔ اور کربلائے معلے و نجف اشرف کے تباہ کرنے پر آمادہ رہے لہذا شیعہ و سنی کی متحدہ قوت سے ان خوارج کا دفعیہ لازم ہے۔

التقریظات

توحید الائمہ

ہمارے فاضل دوست ملا فاضل ممتاز الافاضل خیر الاقران والاماثل جناب مولوی سید محمد ہارون صاحب دام علاہ مدرس عربی اسکول دہلی کی تازہ تصنیف ہے جسپر جہانتک وہ مختصر ہے کم ہے۔

کیونکہ یہ صرف زاد آخرت ہی نہیں ہے جس سے وہ مدارج اعلیٰ پر فائز ہونگے۔ بلکہ اس سے ممدوح کی اوس غیرت اسلامی اور قومی ہمدردی کا پتہ چلتا ہے جو خداوند عالم نے اونکے دل میں ودیعت کیا ہے کیونکہ جب عام طور سے مدعیان اسلام کی توحید بدنام ہو رہی ہے کہ خود اہل اسلام عقاید ابو الحسن اشعری سے نالاں ہو رہے ہیں کہ اسنے اسلامی توحید کا ستیاناس کیا۔ اور دوسری طرف آریہ اور نیچری اپنے ضلالت انگیز عقاید کو اسطرح پھیلا رہے ہیں کہ سارے عالم پر اوسکا جلوہ نمایاں ہو رہا ہے۔ اس ہنگامہ محشر خیز میں جناب ممدوح نے اس کتاب لاجواب توحید الآئمہ کو اردو سلیس زبان میں شایع کیا جسمیں زیادہ تر حدیث مفضل اور حدیث اہلیلج کا ترجمہ ہے جو حدیث کا ہے کو بلکہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا وہ مسلسل کلام ہے جو حضرت نے اپنے ایک بزرگ صحابی مفضل سے فرمایا۔ اور ایک حکیم دہریہ کے سوالات کا ایسا تشفی بخش جواب دیا کہ وہ لاجواب ہو گیا۔

اس کتاب کا نفع مومنین کو صرف یہی نہیں ہے کہ اونکا ایمان تازہ ہوگا۔ بلکہ حکمت کے ایسے ایسے نئے اور دقائق معلوم ہونگے جنسے بڑے بڑے فلاسفر و نکو بھی اطلاع نہیں۔ اور توحید خداوند عالم پر ایسا پختہ ایمان ہوگا کہ پھر تزلزل نہ ہو سکے۔

مگر سب سے زیادہ نفع اہل سنت اور آریوں کو ہوگا جو مدعی توحید تو ضرور ہیں مگر اصل توحید سے بیگانہ ہیں کہ اوسکو توحید ہی نہیں کہہ سکتے۔

لائق مصنف اگر شرح حدیث میں کچھ زیادہ محنت کرتے یا کم سے کم کتابوں کا نام بھی پورا لکھتے جس سے اصل حدیثیں ماخوذ ہیں تو زیادہ مفید ہوتا اور اسکی ضرورت نہ ہوتی کہ آخر میں اون حروف اشارہ کی توضیح کرنی پڑی جو اصل کتاب بحار الانوار میں لکھے ہوئے تھے۔

باینہمہ چھپائی لکھائی اور کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا ہے مگر افسوس کہ حروف بہت باریک ہیں جس سے ۲۰۰ صفحہ پر یہ کتاب تمام ہوئی ۸ قیمت ارزان ہے۔ سید زوار حسین و محمد اسلام مسجد نواب بدر علی خان کشمیری دروازہ دہلی سے طلب فرمائے۔

حیات انیس

یہ بھی تماشائے قدرت ہے کہ جس میر انیس مرحوم کا پڑھنا سننے کو اسطرح مومنین اومنڈتے تھے کہ بڑے بڑے عالیشان مکانوں میں تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی۔ وہی انیس۔ آج اس عالم میں آگیا کہ

نہ اوسکی کوئی نامی یادگار ہے۔ نہ کوئی عمدہ مقبرہ بلکہ ایک گمنام تنگ مکان کے تنگ لحد میں وہ سورہا ہے جسکو خود لکھنو والے بھی نہیں جانتے کہ وہ مداح اہلبیت کہاں ہے۔ نہ اونکی اولاد کو کسی ایسی یادگار کا خیال آیا جس سے اونکی شان کی رفعت نمایاں ہوتی۔ نہ اوس معزز قوم کو جسمیں ایسے قابل قدر شاعر نے وجود پایا۔ حالانکہ ہم دیکھ رہے ہیں کیسے کیسے اشخاص کی یادگاریں قایم ہورہی ہیں جنکے وجود اور نسبت سے اسلام کو شرمندگی ہوتی ہے۔

میر انیس مرحوم نے جس اخلاص نیت سے مدح امام حسین مظلوم شہید کربلا لکھی تھی اور تمام عالم میں فضائل اہلبیت کو مشہور کیا تہا۔ اس خدمت کا معاوضہ خدا پر لازم تھا کیونکہ امام حسین کی شہادت محض احیاء دین کے لئے تھی نہ کسی ذاتی غرض اور ذاتی منفعت کیلئے۔ اسی لئے خدا نے میر انیس صاحب مرحوم کو آج دنیا میں بھی بعد مردن وہ اعزاز عطا فرمایا کہ کم کسیکو نصیب ہوتا ہے کیونکہ اسوقت دو مستقل کتابیں میر انیس مرحوم کی سوانح عمری میں ایسی شایع ہوئی ہیں جن سے میر صاحب مرحوم کے وہ کمالات ظاہر ہورہے ہیں جو پہلے مخفی تھے۔

ایک **موازنہ انیس و دبیر** جو مولوی شبلی صاحب کی تصنیفات سے۔ دوسری **حیات انیس** جو مولوی امجد علی صاحب اشہری کی تصنیفات سے ہے

ان دونوں کتابوں کے مصنف علمائے اہلسنت سے ہیں جنہوں نے میر صاحب مرحوم کے کمالات شاعری کی ایسی بحث کی ہے کہ دنیائے تمام شاعروں سے میر صاحب کا درجہ بڑہا دیا جسے ہم کسیطرح مبالغہ نہیں سمجھتے بلکہ کلمۂ حق ہے جو انکی زبان اور قلم سے جاری ہوا۔

حیات انیس مولوی امجد علی صاحب اشہری کی تازہ تصنیف ہے جسمیں مولوی صاحب نے جناب میر انیس صاحب مرحوم کی سوانح عمری بھی لکھی ہے اور خاندانی حالات بھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب مرحوم صرف شاعر ہی نہ تھے بلکہ خداوند عالم نے ابتدائے عمر ہی سے آپکو وہ کمالات عطا فرمائے تھے کہ اپنی آپ نظیر تھے۔

حیات انیس کے مولف نے میر صاحب مرحوم کے اون خصائل و عادات اور حرکات و سکنات کو بھی پوری تحقیق سے لکھا ہے جو میر صاحب مرحوم کی زندگی کے اہم واقعات سے ہیں مگر افسوس کہ تاریخ و سنہ وغیرہ کا پتہ نہ لگا سکے

حیات انیس میں جناب میر انیس صاحب مرحوم کے صرف وہ کمالات شاعری نہیں دکھائے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب کی شاعری کس پایہ کی تھی۔ اور یہ کہ کس قاعدہ کا۔ اور طرز ادا کا کیا عنوان تھا بلکہ یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی کوئی شاعر ایسا نہ تھا کہ خیال گذرا ہے نہ اس طرح تمامی محاسن کا جامع۔ بلکہ ہر صفت کمال میں وہ جوہر فرد تھے۔

حیات انیس سے خود مصنف کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ علم ادب میں کیسا کمال رکھتے ہیں اور کیسا ذوق صحیح ملا ہے۔ اسکے ساتھ چھپائی لکھائی۔ کاغذ بھی ایسا ہے جو اس کتاب کے مناسب تھا کہ منظر بھی نہایت خوش نما ہے۔

جن لوگوں نے میر انیس صاحب مرحوم کو نہیں سنا ہے انہیں اس کتاب کا دیکھنا اور اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے کہ معلوم ہو مداح اہلبیت کس شان کے ہوتے ہیں۔

ان خوبیوں پر قیمت ۳ سید منظر علی صاحب خلف مولوی امجد علی صاحب اشہری سے بہ نشان بنگلہ آنریبل مولوی سید علی حسین صاحب ممبر آف کونسل ریاست اندور طلب فرمائیے۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس

الحمد للہ کہ معراج ترقی کے زینے ہم بھی طے کر رہے ہیں۔ سنہ گذشتہ کا جلسہ شیعہ کانفرنس سب کے پیش نظر ہے کہ کس کامیابی سے لکھنؤ میں منعقد ہوا تھا لانکہ نہ پہلے سے کوئی معقول تحریک ہوئی تھی نہ کافی انتظام تاہم اس خوش اسلوبی سے اسکے جلسے انجام پائے کہ مخالف و موافق کی زبان سے نعرہ تحسین بلند ہوا اور اس کامیابی اور خوش انتظامی سے اسکے جلسے ہوئے کہ سبحان اللہ

اب دوسرے جلسہ کی خوش صدا آرہی ہے کہ پھر وہی جلسہ لکھنؤ میں بھی امسال بماہ ذیقعدہ قائم ہوگا جسکی تاریخیں ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱ دسمبر مقرر کی گئی ہیں کہ زمانہ بھی مناسب فصل بھی موزوں۔ لہذا جملہ مومنین پر لازم ہے کہ اپنے اس قومی کانفرنس کی شاندار بنانے میں ایسی کوشش کریں کہ تمام عالم کو معلوم ہو جائے شیعیان حیدر کرار مردہ قوم نہیں ہے بلکہ وہ زندہ قوم ہے کہ **اسلام** کا اگر نام قائم ہے تو اسی قوم سے ایمان کی **روح** تازہ ہے تو اسی معزز قوم سے خدائے وحدہ لاشریک لہ کی اگر سچی پرستش کوئی کرتا ہے تو یہی قوم

اس کانفرنس کی ممبری کی فیس ۵؎ ہے جس سے ممبروں کو جلسہ میں رائے دینے کا حق ہوگا کانفرنس کا مہمان ہوگا حقوق مہمانداری علماء کرام ادا کرینگے کیونکہ وہی اس کانفرنس کے بانی ہیں اور وہی مربی پھر اس سے بڑھکر کیا فخر ہو سکتا ہے کہ علماء کرام آپکی خدمت کریں اور آپکو مہمان بنائیں۔

وزیٹری کی فیس عصر ہے جس سے رائے دینے کا حق تو نہوگا مگر اپنی قوم کی عظمت اور جبروت کا بخوبی نظارہ کرسکتے ہیں اور علماء کرام کی زیارت سے مشرف ہونگے۔

فیس ممبری اور وزیٹری جہانتک جلد ہو سکے بنام سکرٹری شیعہ کانفرنس آنا چاہیے اور تاریخ معین پر شریک جلسہ ہوکر قوم کی اصلاح و فلاح میں کوشش کرنی چاہیئے۔

سکرٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس مولوی علی غضنفر صاحب مع اپنے شرکا کے بہت جلد ممبران شیعہ کانفرنس کے یہاں تشریف لیجانیوالے ہیں۔ ابتدا پہلے پنجاب اور سندہ سے ہوگی اور تمامی ہندوستان کا دورہ کرینگے لہذا جہانتک جلد ہو سکے مومنین درخواست ممبری مع فیس روانہ کریں۔ اور جہاں جہاں سکرٹری صاحب تشریف لیجائیں وہانکے علماء اور عمائدین کو ہر طرح کی امداد لازم ہے کہ تعداد ممبران اور شرکاء جلسہ میں بہ نسبت سال گذشتہ اضافہ ہو کیونکہ پہلے جو کچھ کیا ناواقفیت اور بیخبری ہیں۔ اور اب تو فضل خدا سے اس کانفرنس کا ذائقہ چکھ چکے ہیں اسکے آثار اور برکات دیکھ چکے ہیں۔ لہذا اس دفعہ پوری کوشش اور سرگرمی سے توجہ لازم ہے۔

ممبران شیعہ کانفرنس سے ہمکو امید ہے کہ آپ جہاں قوم کے اغراض و ضروریات سے واقف ہیں وہاں آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ غیر قومیں کیا کر رہی ہیں۔ اور ہم کس درجہ غافل ہیں لہذا آپکا فرض ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنے اس قومی جلسہ کے کامیاب اور شاندار بنانے میں ایسی کوشش کریں کہ سکرٹری صاحب کو وہاں جانیکی ضرورت ہی نہو جہاں آپ اپسے معززین ممبران کانفرنس قیام پذیر ہیں۔

کیونکہ روئیداد شیعہ کانفرنس آپ دیکھ چکے ہیں جس سے معلوم ہوا کس قدر مصارف ہوئے لہذا آپکی کوشش اسمیں ہونی چاہیئے کہ کانفرنس کے سرمایہ میں ترقی ہو۔ اگرچہ اسوقت کوئی سرمایہ نہیں بلکہ مقروض ہے، اور مصارف میں کمی۔

العوالم الاسلامیہ

ایران اور شاہنشاہ ایران سے ہماری ہمدردی نہ اس اصول پر ہے کہ ہم انکو خلیفہ سمجھتے ہیں

یا امیر المومنین نہ اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے روحانی پیشوا ہیں کیونکہ اس قسم کی ہمدردی تو ہمارے مخالفین کو بھی ہوتی ہے سلطان روم سے جنکو وہ امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کا لقب دیتے ہیں۔ بلکہ ایران چونکہ ہمارا ہم مذہب ہے اور ہم قوم اسلئے فطرۃً اونکے حسن و خوبی سے ہمکو مسرت ہوتی ہے اور قومی ہمدردی۔ اور خرابی و تباہی سے رنج و ملال

ایران کے حالات ایک عرصہ سے سدرجہ خطرناک ہو رہے ہیں کہ ہم تو اونکے ہم قوم ہی ہیں اغیار کو افسوس ہو رہا ہے اور دشمنوں کو بھی رحم آ رہا ہے جو انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے مگر چارہ کیا ہے فرق ہے تو اسقدر کہ سلاطین یورپ جو بالکل غیر ہیں۔ وہ شاہ و رعایا کی اصلاح میں کوشاں ہیں اور کسیطرح ناجائز فائدہ اوٹھانا نہیں چاہتے۔ مگر سلطان روم ابتدا سے اس کمزوری سے فائدہ اوٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں گو بجز حرمان آجتک کچھ نصیب نہوا کیونکہ روس و انگلستان کا معاہدہ ایسا قوی ہے کہ ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیتا بجز اسکے کہ سلطان کا کچھ ناحق خرچ ہوا اور رعایائے ایران کچھ ناحق قتل ہوں جنکا خون سلطان روم کے نامہ اعمال میں لکھا جاوے اور قیامت تک یہ بدنامی انکے نام رہے

سرحدی شورشیں تو اب عام سکون میں ہیں جتنے ناحق خون ہونے تھے۔ رعایائے ایران کے ہو چکے جتنا مال لوٹنا تھا لوٹ چکے۔ سلطانی فوج پڑی ہوئی ہے اور دول یورپ سے سلطان بلطائف الحیل کام کر رہے ہیں مگر نہ تاب ماندن نہ پائے رفتن۔

شاہ ایران **محمد علی** شاہ اصلح اللہ حالہ و عافاہ اندنوں نشہ جوانی اور غرور حکمرانی میں اسدرجہ سرشار ہیں کہ نہ اونکو دن معلوم ہوتا ہے نہ رات۔ جتنے قصے کہانیاں ہمنے بچپنے میں سنی تھیں کہ فلان بادشاہ یوں سر اوڑا دیا اسطرح فلان کا گھر لوٹ لیا شہر کو تباہ کیا ملک کو ویران کر ڈالا۔ اگرچہ بچپنے میں کیسے ہی ڈراونے معلوم ہوتے تھے۔ مگر جیسے گورنمنٹ انگلیشیہ کے زیر سایہ عاطفت ہماری آنکھیں کھلیں اور ہوش سنبھالا اس قسم کے واقعات کو بڑے بوڑھوں کا قصہ سمجھا کئے اور عجیب طرح تھی۔ ایسے قصے صرف دماغ پر ایک بوجھ ڈالنے والے تھے اوسیطرح یہ واقعات ناممکنات سے معلوم ہوتے تھے کیونکہ ہمنے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو نہ گھر و شہر ویران نظر آتی ہیں نہ کوئی بلاوجہ گرفتار ہوتا ہے۔

مگر محمد علی شاہ نے اس ۱۳۲۶ ہجری میں اپنے افعال و اعمال سے بتا دیا کہ تم جسے ناممکن یا بعید از قیاس خیال سمجھتے تھے دیکھو ہم اوسکی کسطرح تصدیق کرتے ہیں۔ ان واقعات سے تمکو سمجھنا چاہیے

کہ جو واقعات گذر چکے اور جو حکایات تم سنتے آئے ان میں کوئی بھی بے اصل نہیں ہماری سی لاکھوں سلاطین گذرے ہیں جنکے اعمال نہ صرف کتب تواریخ میں درج ہیں بلکہ ہزاروں فسانہ گو کے نوک زبان ہیں

۷ جولائی کا تار مظہر ہے کہ تبریز میں جو درمیان طرفداران سلطنت اور ہواخواہان پارلیمنٹ لڑائی ہوئی اوسمیں بارہ ہزار اہالی تبریز سے مارے گئے العظمۃ للہ۔

۲۳ جون کی خبر اخبارات لندن یہ شایع کرتے ہیں کہ طہران میں ۸۰۰ ایرانی پارلیمنٹ کے گرد شہید کیے گئے کشتوں کے انبار لگا ہوا تھا۔

نالکی

۹ جولائی کی خبر ہے کہ تبریز کا فساد روبترقی ہے قحط کی زیادتی نایابی اور بھی اس فساد کو بڑھا رہی ہے بازار سب بند ہیں رعایا کا بمخالفت سلطنت ہجوم ہے مسجدیں مملو ہو رہی ہیں۔

تحت الاسلام ... جناب آقا سید محمد صاحب طباطبائی اور جناب آقا سید عبداللہ صاحب بہبہانی ... حافظ مذہب ... اور رعایائے ایران کے پشت پناہ سلطنت مشروطہ کے حامی ان ظالموں کے ہاتھ سے مصیبت میں مبتلا ہیں۔ دونوں بزرگوار کو غل و زنجیر سے مقید کرکے بکمال بے احترامی شاہ کے پاس لائے۔ اور شاہ نے قید کا حکم دیا

خود شاہ کی پھوپھی یا خالہ نے اسوجہ سے کہ اونکا مکان بھی غارت کیا گیا تھا خودکشی کر لی۔

۹ ۔ افسران جنگ اور ہم قومی لیڈر انگریزی سفارتخانہ میں پناہ گزین ہیں۔

شاہی فوج سفارتخانہ انگریزی کے گرد مسلح محاصرہ کیے ہوئے ہے جس سے انگلستان میں سخت تشویش پھیلی ہے ملک معظم **اڈورڈ ہفتم** اور شاہ ایران میں مراسلات جاری ہے۔

سر اڈورڈ گری وزیر خارجہ انگلستان نے بجواب مسٹر مالن بیان کیا کہ دولت ... اور سلطنت ایران میں خط و کتابت ہو رہی ہے اسکے نسبت کہ سفارتخانہ کے محاصرہ میں سخت ... دولت انگلستان کی ہتک ہے یہانتک یہ مقدمہ منتہی ہوا

دولت روس نے بھی نہایت سختی سے اسکی تائید کی ہے اور زور دیا ہے کہ شاہ ایران کو بہت جلد معذرت کرنا چاہیے

سر اڈورڈ گری وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ ہمنے ایک معذرت نامہ تیار کیا ہے جسے چاہیے کہ شاہ ایران بذات خود سفارتخانہ انگریزی میں پیش کریں اور معذرت خواہ ہوں ورنہ یہ قصہ طے نہوگا۔

حبل المتین رقمطراز ہے کہ اس سے بڑھکر دولت ایران کی کیا بے عزتی ہو سکتی ہے کہ ... اسپر مجبور کیئے جاتے ہیں یہ سب نتیجہ ہے شاہ کی ناتجربہ کاری و بے تدبیری کا

حق یہ ہے کہ شاہ نے اپنی خودرائی اور خودپسندی سے وہ طریقہ اختیار کیا ہے جس سے خود اپنے رعایا سے خونریزی کی صفت کو ضایع کر رہے ہیں بلکہ غیروں کی نظر میں اپنا وقار کھو رہے ہیں۔ خدا رحم کرے۔

تلگراف علما ابوشہر بنام شاہ ایران ۔ اعلیحضرت آپکا تار موصول ہوا اور حالات معلوم ہوئے الحمدللہ ملت بیدار ہو اور خود اپنی نیک و بد سے بخوبی واقف ہے متفقہ قوت سے شورائے ملی کو قایم کیا اور قانون اساسی کو پاس کیا مجمع اسلام علمای اعلام نے اسکی توثیق و تصویب کی۔ اور اسکی مخالفت کو حکم مخالفت شرع اور محاربہ بامام زمان عجل اللہ ظہورہ میں داخل کیا آپکا استدلال حدیث انی تارک فیکم الثقلین سے ویسا ہی ہے کہ شاعر کہتا ہے۔

قران کنند حفظ و بطالت کشند تیغ ۔۔۔۔ لیسین کنند حرز و امام مبین کشند

کیا مجلس شورائے ملی کا عمل قران پر نہیں ہے؟ جسکی مخالف خسران و زیان ہے۔ کیا آپکی حکومت ناجائزہ کا یہ اثر نہیں ہے کہ حجۃ الاسلام شہید رابع کو قتل کیا اور تمامی اہل اسلام کو اونکے درد و مصیبت میں مبتلا کیا۔

کیا آپکی مخالفت کا یہ نتیجہ نہیں ہے کہ سید احمد شہید اعلی اللہ مقامہ شہید کئے گئے اور اونکا جسم جلایا گیا؟ کیا کسی پر مخفی ہے کہ قتل مسلمین سب آپکی تحریک سے ہو رہا ہے۔ اور سرحد کی خرابی غیروں کی مداخلت سب آپکی بدولت ہو رہی ہے

اپیل مقدمہ شیعہ و سنی لکھنو

گزشتہ نمبر میں ہم اجمالی حالت اسکی لکھ چکے ہیں کہ ۲۲ آدمی شیعیان حیدر کرار سے اس مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔

۲ سال۔ ۱۸ ماہ۔ ۱۵ ماہ۔ ۳ ماہ قید کی سزا دی گئی۔

اب یہ مقدمہ زیر اپیل ہے اور اسکی تحریک کی گئی تھی کہ قومی فنڈ سے کچھ امداد کیجائے۔ اس صدا پر سب سے پہلے جو لبیک کی آواز بلند ہوئی تھی وہ نونگ ضلع بندیلکھنڈ سے ہے چنانچہ جناب سید مولی حسین صاحب ملازم محکمہ پروسے لکھتے ہیں۔

مقدمہ عاشورا و اربعین جو لکھنو میں بین مذہب حقہ شیعہ و اہل خلاف ہوئے ہیں۔ اونمیں تقریباً دو تہائی حضرات شیعہ کو سزاء و جرمانہ و قید ہوئی ہے۔ ان مظلوم سادات کی رہائی کیلئے اکثر جگہ چندہ کا فنڈ کھولا گیا ہے تاکہ اونکی سوا شیعہ فنڈ سے اپیل وغیرہ رہائی کی فکر کیجائے لہذا جن حضرات کو قومی ہمدردی منظور ہو حسب حیثیت بنظر ثواب رحمت فرمائیں مکمل رقم کجائی معہ فہرست ہذا دفتر اصلاح میں بھیجدیجائے وہاں بذریعہ اصلاح رسید چھپ جاوے گی فقط بنام

مدرسہ اسلامیہ سادہورہ ضلع انبالہ کی نسبت ایک مختصر نوٹ اصلاح نمبر میں شائع ہو چکا ہے خبر محرر جناب سید حسین صاحب سکرٹری سے معلوم ہوا کہ جناب ڈاکٹر مولوی غلام حسین صاحب پنشنر سابق اسسٹنٹ جالندھر شاہ آبادی صاحب مرحوم نے اپنی تحویل سے مبلغ چارسو نوے روپیہ نقد جو برات تھا باطفر سید جناب مولوی علی اکبر حسین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ سادہورہ کے حوالہ کیا ہے جزاہ اللہ خیرا

خوراک ایک ماشہ یا دو ماشہ قیمت فی شیشی عہ

عرق سلتج ہندی مقوی معدہ کاسر یاح و ہاضم ہی قیمت فی بوتل عہ
حبوب مقوی معدہ کاسر ریاح نفخ کو دور کرتا ہی قیمت فی درجن ار
روغن موون بچو نکو بچپنی مین آپ بیتے ہاتہہ مرض مین گرفتار ہوتے ہین مفید ہے
قیمت فی تولہ عہ
روغن مقوی باہ جسکے استعمال سے قوت اصلی عود کر آتی ہے قیمت فی تولہ ع
سفوف جو آلات بول کے زخم کو دور کرتا ہی قیمت فی تولہ ہہ مقدار خوراک ہو یا
سفوف جریان جریان مین رطوبت سفید جو پیشاب کے قبل و بعد آتی ہے
اس مرض کیوجہ سے کمر او پنڈلیون وغیرہ مین درد پیدا ہو جاتا ہی اور جو اتی
کو خاک مین ملا دیتی ہے مرد و عورت دونون اس سے محفوظ کم رہتی ہین قیمت
فی تولہ ہہ مقدار خوراک ۳ - ۲ ماشہ
دوائی حمول نسوان کو جو رطوبت آتی ہی جس سے وہ مثل بیمار دکہ رہتی
ہین اور با اولاد ہونے سے بہی محروم رہتی قیمت فی تولہ ۲ر و ۱ر
حب مصفی خون جوانی مین ناعاقبت اندیشی سے اکثر یہ مرض پیدا
ہو جاتا ہی قیمت نمبر اول فیدرجن ۲ر و نمبر دوم فی درجن ہہ ر
عرق عشبہ جملہ اقسام کے فساد خون کو دور کرتا ہی قیمت فی بوتل عہ
معجون دافع اختناق الرحم دنیا کی بہت کم عورتین ہین جو اس
مرض سے بچی ہون قیمت فی تولہ کم مقدار خوراک چہ ماشہ سے ایک تولہ تک
ناس جو بر وقت دورہ اختناق الرحم استعمال کیجاتی ہی قیمت فی تولہ ہہ
حمول دافع اختناق الرحم قیمت فی تولہ ہہ ر
حب لرزہ جو قبل آدہ گہنٹہ لرزہ کے کہلائی جاے اگر بعد تعقیہ کے بہا
تو زیادہ نافع ہے دو دن یا تین دن کے استعمال سے لرزہ بالکل دور ہو جاتا
ہے - قیمت فی درجن ۳ ر
حبوب تپ بلغمی وسوداوی اور عام تپون کو بہی مفید ہے ضعف کہنہ تا قبل
تپ کے استعمال کرنا چاہئے ایک گولی بچونکو اور دو گولیان جوانونکو قیمت فی درجن ۲ر
حبوب دافع اورام شکم اطفال کو خصوصاً اور جملہ اورام کو عموماً اور
ورم طحال کو بہی نافع ہین خوراک ایک گولی بچون کو اور دو گولیان جوانون
کو قیمت فی درجن ۲ ر
روغن ناسور اسکے استعمال سے ناسور بہت جلد ظاہر ہو اور اچہا ہو جاتا
ہے قیمت ایک شیشی عہ اونس کی عہ
مرہم داخلیون یہ مرہم جلاد اور دافع اور بہت مفید ہے علی الخصوص مرض خنازیر

کو بچونکے لئے زیادہ نافع ہے اور جلد تحلیل کرتا ہی قیمت فی تولہ ہ ر
مرہم جو پرانے زخمونکو عموماً اور خصوصاً ان زخمونکو جو جوانی
مین بدپرہیزی و بے احتیاطی سے پیدا ہو جاتے ہین مفید ہے قیمت فی تولہ ہہ ر
عرق خضاب جو عرق برش سے استعمال کیا جاتا ہی اور چند
منٹ مین بال سیاہ ہو جاتے ہین اور اتفاقاً جلد پر کچہ سیاہی لگ جائے
تو دوسرا عرق پانچ منٹ بعد استعمال عرق سابق کے لگایا جائے کہ
بالکل سیاہی جلد رفع کر دیتا ہی قیمت فی شیشی عہ ۲ اونس اور نصف
اونس کی ہ ر
قرص خضاب یہ قرص آملے کے پانی مین گہولکر لگایا جاتا ہے
تہوڑے سے عرصہ مین بال سیاہ ہو جاتے ہین اور ہفتون بالونکی خضاب
رہتی ہین مثل اصلی سیاہ بالو نکے معلوم ہونے لگتے ہین قیمت نمبر
اول فی تولہ ہہ ر - نمبر دوم فی تولہ ہہ ر
سفوف خارشت خارشت کو خصوصاً اور عام دانونکو بہی
مفید ہے روغن گل یا مکہن مین ملاکر استعمال کیا جاتا ہی قیمت فی تولہ
حبوب قوبا - یہ گولیان سرکہ مین پیسکر لگائی جاتی ہین داد
کو از حد مفید ہین - قیمت فی درجن ۳ ر
مرہم دافع داد و اگوتہ ان دونون کیواسطے یہ مرہم مفید
ہے مگر داد کیواسطے زیادہ مفید ہے - قیمت فی ڈبیا ہہ ر
حبوب دافع طاعون یہ گولیان طاعون کیلئے بہت نافع
ہین قیمت فی درجن ۲
عرق دافع طاعون - قیمت فی بوتل عہ
مرہم محلل ورم طاعون یہ مرہم طاعون کی گلٹی پر لگانے سے
بہت جلد تحلیل کرتا ہی قیمت فی تولہ ۲ ر
حبوب بواسیر دموی خوردنی قیمت فی درجن ۳ .
حبوب بواسیر ریحی خوردنی قیمت فی درجن ۲ .
حبوب محلل ورم بواسیر ریحی و دموی قیمت فی درجن ۲ .
سفوف محلل ورم بواسیر دموی و ریحی قیمت فی تولہ ۲ . ر

المشتہر
حکیم مرزا محمد تقی خان و برادران از لکہنو
کشرہ ابو تراب خان .

لی علیاً قال فذهب الی علی فقال
له ما حاجتك فقال یدعوك
خلیفہ رسول الله فقال علی لسریع
ما کذبتم علی رسول الله فرجع
فابلغ الرسالة قال فبکی ابوبکر
طویلاً فقال عمر الثانیة ان لا تمهل
هذا المتخلف عنك بالبیعة فقال
ابوبکر لقنفذ عد الیه فقل له
امیر المومنین یدعوك لتبایع فجاءه
قنفذ فادی ما امر به فرفع علی صوته
فقال سبحان الله لقد ادعی ما
لیس له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة
فبکی ابوبکر طویلاً ثم قام عمر فمشی
معه جماعة حتی اتوا باب فاطمة
فدقوا الباب فلما سمعت اصواتهم
نادت صالی وابن ابی قحافة
فلما سمع القوم صوتها وبکاءها
انصرفوا باکین وکادت قلوبهم
تتصدع واکبادهم تتفطر وبقی عمر
ومعه قوم فاخرجوا علیاً فمضوا
به الی ابی بکر صفحہ ۱۲ جلد ۱

غلام تہا کہا کہ جاکر علیؑ کو بلا لا قنفذ
حضرت علیؑ کے پاس گیا حضرت نے پوچھا کیا
غرض ہے تیری۔ قنفذ نے کہا کہ خلیفہ رسول
آپکو بلاتے ہیں حضرت علیؑ نے کہا ہر آئینہ بہت
جلد تمنے رفتہ کیا رسول اللہ پر۔ قنفذ واپس
آیا اور جو کچھ حضرت علیؑ نے کہا تہا ابوبکر سے
بیان کیا۔ پس روئے ابوبکر دیر تک۔ عمر نے
کہا دوبارہ کہ مہلت نہیں دینا چاہئے ابوبکر
نے پہر قنفذ سے کہا کہ جاکر علیؑ سے کہو کہ امیر المومنین
تمکو بلاتے ہیں کہ بیعت کرو حضرت علیؑ نے
اوسکے جواب میں کہا۔ ایسا دعوی کیا ہے
جسکا وہ کسیطرح اہل نہیں۔ قنفذ نے آکر
بیان کیا تو پہر ابوبکر روئے دیر تک اسکے بعد
کہڑے ہوئے عمر اور چلے اونکے ساتھہ ایک جماعت
یہانتک کہ آئے دروازہ پر مکان جناب سیدہ
کے جب حضرت سیدہ نے اونکی آواز سنی تو
فریاد کی بلند آواز سے (عبارت مشکوک) اے پدر
ہوا ہے پسر ابو قحافہ کو جب لوگوں نے حضرت
سیدہ کی فریاد کی آواز اور رونا۔ ونا سنا۔
تو سب روتے ہوئے وہاں سے چلے آئے اور
قریب تہا کہ قلب اونکے شگافتہ ہوں اور جگر
اونکے پارہ پارہ ہوں اور کہڑے رہے عمر و ساتھ اونکے ساتہہ ایک قوم تھی پس باہر نکالا علیؑ کو
اور لیگئے اونکو ابوبکر کے پاس۔

اللہ رے حضرت ابوبکر کی رقت قلبی کہ زار زار رو رہے ہیں مگر بقول انکے ان لی شیطانا یعتوری انکی مہار کسی ایسے زبردست ہاتھ میں ہے کہ روتے ہیں مگر چھوڑتے نہیں۔ تو کیا اسکے بعد بھی اونکو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے کسکو خلیفہ کیا تہا؟

آٹھواں افسوس: ہے کہ کاش پوچھتے انصار کا بھی کچھ حق ہو کہ نہیں جس سے ظاہر ہے کہ انکو اپنی خلافت کا حکم معلوم تہا نہ مہاجرین کی تخصیص۔ جس سے حدیث الائمہ من قریش بھی غائب ہوئی اور صرف مہاجرین کا حق ہونا بھی غائب ہوا۔ اسکے ساتہہ انکا تسلط خلافت پر اور اہلسنت کی انکی طرفداری عجب حیرت افزا معاملہ ہے جسکی کوئی انتہا نہیں۔

نواں افسوس البتہ قابل قدر ہے کہ خلیفہ اول کو مرتے وقت تک بنت الاخ اور عمہ کا میراث نہ معلوم تہا جسکے لئے افسوس کرتے رہے۔ اور واقعاً جسکو اپنے بزازہ سے فرصت نہو وہ کیا سیکہ سکتا ہے۔

بہرحال چونکہ مقصود اصلی حدیث سلامت المسلمون من یدہ ولسانہ کی شرح ہے کہ کسطرح اس حدیث کی تعمیل طبقہ اول میں کی گئی بلکہ خود خلیفہ اول نے کی جو فطرۃً ایک نرم دل اور رحیم آدمی بنائے گئے تھے کہ ایک کافر کو بھی مدۃ العمر نہ قتل کیا۔ اور مسلمانوں پر اونکی زبان ایسی تیز چلی کہ جب حکم دیا تو آدمی کے جلانے ہی اور پہونتے ہی کا کہ نہ زخمی پر رحم کرو۔ نہ قیدی پر۔ بلکہ سبکو قتل کرو اور آگ سے جلا دو۔

لطیفہ حجاج یہاں ایک لطیفہ یاد پڑا کہ ایک موقع پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا اگر تمامی دنیا کے ظالم سلاطین اپنے اپنے ظالموں کو لائیں اور ہم صرف اپنے حجاج کو پیش کریں تو سب پر حجاج ہی غالب نکلیگا مگر حق یہ ہے کہ حجاج بھی اس بوڑہے خلیفہ کے نامۂ اعمال کے مقابلہ میں شرما جائیگا کیونکہ اوسنے اگر لاکہوں آدمیوں کو قتل کیا تو انشاء اللہ قتلائے خلیفہ اول کی مردم شماری بڑہ جائیگی

اور اگر خدانخواستہ اسمیں کسیطرح کی کمی ہوگی تو نوعیت قتل میں ضرور انکا درجہ بڑہ جائیگا کیونکہ زندہ جلانا یا مردہ کا جلانا بہ نسبت حجاج کے ابتک نہیں معلوم ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان کو زندہ جلایا ہو۔

یہہ حجاج ہی وہ شخص ہے کہ اوس زمانہ کے تمامی صحابہ نماز میں اسکی اقتدا کرتے اور اسکو اپنا امام و پیشوا سمجھتے جیساکہ ابن حزم اسکی تصریح کی ہے مگر علامہ سیوطی اسکے نسبت لعنۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ عرب میں پہلا شخص جسنے زندہ آدمیونکو جلایا اوسکا نام عمرو بن ہند بادشاہ ہے جسکے بہائی سعد بن ہند کو سوید بن ربیعہ نے قتل کیا تہا۔ اس انتقام میں عمرو بن ہند نے ۹۹ آدمی کو بنی تمیم سے اور ایک آدمی کو قبیلہ براجم سے آگ میں جلایا جس سے اوسکا لقب محرق قرار پایا مجمع الامثال صفحہ ۲۶۷ مطبوعہ مصر مگر حضرت ابوبکر کا انتقام اوس سے بمدارج سخت تہا کیونکہ وہاں ایک قبیلہ کے سو آدمی جلائے گئے تھے اور حضرت ابوبکر کی آگ تمامی قبائل عرب میں پہیلی تھی جسمیں قبیلہ مذحج۔ بنی اسد بن خزیمہ بنی عامر۔ ہوازن۔ سلیم۔ بنی تمیم۔ (جسمیں پہلے عمرو بن ہند نے جلانے کی ابتدا کی تھی) کا نام بالخصوص لیا جاتا ہے اور یمن حضرموت۔ کندہ۔ بحرین۔ عمان۔ تجرین۔ شہرونکا نام مذکور ہے۔

ان حالات کے دیکہنے کے بعد آپکو تصدیق کلام جناب سیدہؑ میں جو بخطبہ ابوبکر فرمایا تہا افحکم الجاھلیۃ تبتغون کوئی عذر نہوگا کیونکہ بیٹیونکا محروم کرنا ارث پدری سے مسلمات اہل جاہلیت سے ہے اور بغرض انتقام آدمی کو زندہ جلانا زمانہ جاہلیت میں صرف ایک نظیر رکہتا ہے۔

زندہ جلانیکی بدعت جو ابوبکر صاحب نے جاری کی تھی ایسی نہ تہی کہ یونہیں و بکر رہ جاتی معٰویہ کے زمانہ میں اوسکے ہمنام معویہ بن حدیج نے حضرت ابوبکر کے چہوٹے صاحبزادے محمد بن ابی بکر پر اسطرح جاری کیا کہ پھر حضرت عائشہ نے اوسکے بعد کبھی بہونا ہوا گوشت نہ کہایا حسن المحاضرہ میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

ودخل عمرو بن العاص فسطاط مصر ثم دل علی محمد بن ابی بکر مختفی بہ وقد کاد یموت عطشا فقدمہ معاویۃ بن حدیج فقتلہ ثم جعلہ فی جیفۃ حمار فاحرقہ بالنار و ذلک فی صفر سنۃ ثمان وثلثین ص ۵ جلد ۱

یعنی عمرو بن عاص (صحابی) فسطاط مصر میں داخل ہوے۔ محمد بن ابی بکر کے پوشیدہ

ہونے کی خبر دی گئی گرفتار کرکے لائے گئے اور ایسے پیاسے تھے کہ قریب تھا شدۃ عطش سے مرجائیں معویہ بن خدیج (صحابی) نے اونہیں قتل کیا اور جیفہ حمار میں (مردہ گدہا) رکھکر جلا دیا یہ واقعہ ۳۸ھ ہجری کا ہے۔

پھر اس سنت کو یزید بن معویہ نے علاوہ واقعہ کربلا۔ خاص مکہ میں جاری کیا کیونکہ عبداللہ بن زبیر وہاں پناہ گزین تہا اونکے قتل کے لئے لشکر بہیجا گیا منجنیق لگائی گئی مروج الذہب مسعودی میں ہے۔ واھدمت الکعبۃ واحترقت البینۃ ص ۱۵۲ جلد ۶ کامل

یعنی خانہ کعبہ ڈہا دیا گیا اور بنیان اوسکی جلادی گئی۔

بعدہ خلیفہ اول کے نواسہ عبداللہ بن زبیر نے اس سنت کو از سر نو زندہ کیا مروج الذہب مسعودی میں ہے وقد کان ابن الزبیر عملالی من بمکۃ من بنی ھاشم فحصرھم فی الشعب وجمع لھم حطبا عظیما لو وقعت فیہ شرارۃ من نار لم یسلم من الموت احد وفی القوم محمد بن الحنفیۃ پھر کہتے ہیں۔

وحدث النوفلی فی کتابہ فی الاخبار عن ابن عائشۃ عن ابیہ عن حماد بن سلمۃ قال کان عروۃ بن الزبیر یعذر اخاہ اذا جری ذکر بنی ھاشم وحصرہ ایاھم فی الشعب وجمعہ الحطب لتحریقھم ویقول انما اراد بذلک ارھابھم لیدخلوا فی طاعتہ کما ارھب بنو ھاشم وجمع لھم الحطب لاحراقھم اذھم ابوا البیعۃ فیما سلف وھذا خبر لا یحتمل ذکرہ ھنا ص ۱۶۰ حاشیہ جلد ۶ کامل

ابن الزبیر نے مکہ میں جسقدر بنی ہاشم تھے اونکو شعب میں محصور کیا اور بہت سی لکڑیاں جمع کیں کہ اگر ایک چنگاری آگ کی بھی اوسمیں پڑتی تو ایک متنفس بہی نہ بچتا۔ انہی لوگوں میں محمد حنفیہ بہی تھے۔

نوفلی نے روایت کی ہے کہ عروہ ابن الزبیر ہمیشہ اسکی معذرت کرتا کہ کیوں اونکے بہائی عبداللہ نے بنو ہاشم کو اپنے عہد خلافت میں بمقام شعب قید کیا تہا اور لکڑی جمع

کی بھی جلانے کو ۔ تو عروہ اسکا جواب دیتا کہ اس سے صرف انکا ڈرانا دھمکانا منظور تھا کہ لوگ انکی حکومت قبول کرلیں۔ جیسا کہ پہلے بھی لکڑی جمع کی گئی تھی جب بنو ہاشم نے بیعت سے انکار کیا تھا ۔ اور یہ ایسی خبر ہے کہ یہاں اوسکا ذکر نہیں ہو سکتا

اب تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن زبیر نے صرف اپنے جد امجد فاسد حضرت ابوبکر کی تقلید نہیں کی تھی بلکہ اوسکو استدلال میں بطور نظیر پیش کرتے کہ ہمیں نے یہ کام نہیں کیا کہ بنو ہاشم کو جلانا چاہا بلکہ جد اعلیٰ اسکے موجد تھے ۔

اس بیان پر اور بھی غور طلب ہے کہ ابن الزبیر کا سلوک تو حضرت محمد بن حنفیہ کے ساتھ تھا کہ انکو صرف اس جرم پر کہ ابن الزبیر کی بیعت نہ کی ۔ اسطرح آگ سے جلانا چاہا اور محمد بن حنیفہ کا کیا برتاؤ ہوا ۔ فقال لنا ابن الحنفیہ لا تقتلوا الا من قاتلکم کہ تمامی لشکر مختار سے جو انہیں قید سے چھڑانے آیا تھا حکم دیا کہ تم ہرگز ہرگز کسیکو نہ قتل کرنا مگر اوس کو جو تم سے قتال کرے ۔

نہیں نہیں اسپر ترقی سنئے ۔ کہ مختار نے جسے اہلسنت کافر ہی کہتے ہیں ۔ جو اپنا لشکر امداد محمد بن حنیفہ کو بھیجا تھا تو اوس فوج نے بھی بخیال حرمت خانہ کعبہ تلوار چھوڑ دی تھی اور بجائے تلوار لکڑیاں لیکر آئے تھے کہ خانہ کعبہ کی بیحرمتی نہو ۔ مگر خلفائے اہلسنت نے یزید سے لیکر تا بہ عبدالملک جو کچھ سلوک خانہ کعبہ سے کیا ناظرین تواریخ پر مخفی نہیں ۔

تیسرا باب

اب ایک نظر اجمالی اوسطرف بھی دیکھنا چاہیے جہاں اس حدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ کی تعمیل ہوتی ہے تاکہ معلوم ہو جو لوگ رسول کو ویسا محمد سمجھتے تھے اور انکے احکام کو بخیال ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی سمجھتے تھے کسطرح اس حدیث پر عمل کرتے جس سے خود بخود معلوم ہوگا رسول پر ایمان صادق کیونکر لایا جاتا ہے ۔

وجوہ استحقاق ۔ سب سے پہلے جو خیال یہاں قائم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جناب امیر کو

اپنی حقیت پر کس درجہ استقلال تھا

(۱) وفات رسول کے بعد آپکو کل حالات معلوم تھے کہ کیا ہو رہا ہے یہانتک کہ حضرت عباس عم رسول کہہ رہے ہیں۔ لاؤ ہاتھ بڑھاؤ ہم بیعت کریں کہ کہنے کو ہو جائے عم رسول نے بیعت کر لی مگر آپ کہہ رہے ہیں کہ سلطان محمد میں بھی کوئی منازعت کر سکتا ہے جس سے سمجھ سکتے ہو کہ اپنی حقیت پر کیسا یقین ہے کہ اس منازعت کو نا جائز سمجھتے ہیں۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ آپکو اتنی بھی عقل نہ تھی جو اس بات کو سمجھتے حالانکہ شور و غل بھی سن رہے ہیں سب کچھ مدینہ میں ہو رہا ہے۔ نہیں نہیں آپکو اپنی حقیت کا وہ یقین تھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو کبھی ایسی جرأت نہیں کر سکتے کہ خلاف حکم خدا و رسول ایسا کام کریں۔ اور اگر وہ لوگ اسلام سے خارج ہو کر اسکے مرتکب ہو رہے ہیں تو یہ معاملہ ایسا نہیں جو ایک دو شخص کی بیعت سے کچھ فائدہ ہو کیونکہ اس امر عظیم کا ارتکاب کر رہے ہیں بلکہ پوری آمادگی سے مخالفت خدا و رسول کی جا رہی ہے پھر دو ایک اس بیعت سے کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

حضرت عباس نے دنیاوی خیال کے مطابق سمجھایا کہ بیعت لے لو کہ کہنے کو ہو جائے ہماری بیعت مقدم ہے جسکے مطلب یہ ہوئے کہ اس ذریعہ سے جنگ و پیکار کی جائے۔ اور یہی دلیل حقیت قرار پائے کہ بوقت نزاع یہ حجت پیش کی جائے جناب امیرؑ اس نزاع کو بعد وفات رسولؐ بالکل خلاف مروت سمجھتے تھے کہ بلا تجہیز و تکفین رسول ادھر متوجہ ہوں اور بمقابلہ نص خدا و رسول بیعت کو بے سود بشرطیکہ بموافقت ہو ورنہ مخالفت خدا و رسول اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ جب مخالفت خدا و رسول پر آمادہ ہو چکے ہیں تو بغیر جنگ و پیکار راہ پر نہیں آسکتے۔ اور جنگ و پیکار کرنا اسوقت بالکل منافی شان اسلام ہے لہذا بالکل انکار کیا اور فرمایا کہ کوئی اسکا مدعی ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اسلام کے ساتھ یہ دعوی تو ناممکن ہے۔

(۲) جو حقوق آپنے اسلام پر قائم کئے اور جسطرح اشاعت اسلام میں ساعی رہے کہ ابتدائے اسلام سے آجتک جو خدمتیں کیں وہ بجائے خود کافی نہیں اسکے لئے کہ آپکا حق مانا جا

اور کسیطرح آپکے حقوق میں مزاحمت نہ کی جائے۔

(۳) ابتدائے روز اعلان نبوت جو معاہدہ حضرت نے آپسے کیا تہا وہ بہی پیش نظر تہا۔

(۴) رسم و رواج عرب بہی یہی تہا کہ جس قبیلہ کا سردار مر جایا مارا جاتا تو اوسی قبیلہ کا وہ شخص جو اقرب ہو اوسکا قائم مقام بنایا جاتا ہے۔

لہذا ہر طرح آپ اپنے کو قائم مقام رسول اور جائز وصی و جانشین سمجہتے تھے اور وفات رسول سے تا بروز حصول خلافت آپ اپنے کو مستحق اور ہر طرح کا حقدار سمجہتے تہے اور دوسرونکو ظالم اور غاصب

انسب کے ساتہہ جب خلافت چہارم کا وقت آیا اور لوگوں نے آپکی خلافت قبول کرنا چاہا۔ مگر اوسی قاعدہ سے جو جاری ہوچکا تہا۔ تو کس طرح آپنے اونکو سمجہایا اور روکا کیونکہ آپکا خیال تو ابتدا سے یہی تہا اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو بے حکم خدا و رسول کسیکو امام بنا نہیں سکتے۔ اسلئے ہمیشہ آپکو اپنے حق کا مطالبہ رہا جب اونکی سرکشی اور تمرد کی آزمایش بخوبی کر چکے اور دیکھ لیا کہ اب انکے اخلاق بالکل بگڑ گئے اور کسیطرح یا امر حق نہیں قبول کرتے کیونکہ ۲۵ ۲۶ برس کی عادت بگڑی ہوئی ہے اور اگر مجبور ہو کر حق کی طرف رجوع بہی کرتے ہیں تو اوسی قاعدہ جاریہ سے۔ لہذا بالکل انکار کیا اور نہایت سختی سے نامنظور کیا تا کہ لوگونکو معلوم ہو جائے۔ آپ پہلے جو خواہاں تھے تو بغرض دنیاداری نہیں طالب تھے بلکہ بغرض خیرخواہی اسلام۔ اسیوجہ سے اب انکار کرتے ہیں کہ جب تملوگ حکم خدا و رسول نہیں مانتے تو اپنی خواہش سے جسکو چاہو خلیفہ بنا لو ہم جیسے تب ساکت تھے اب بہی ساکت رہینگے،

جب دیکہا کہ نہ وہ کسیطرح دوسرے پر راضی نہیں ہیں نہ دوسرا کوئی خلیفہ ہو سکتا ہے کیونکہ اون لوگونسے جو ہے وہ کسی نہ کسی طرح خون خلیفہ میں شریک ہے جس سے اوسکا معرض انتقام میں آنا ضروری اور فتنہ و فساد کا ہونا ضروری لہذا باقتضائے مصلحت اسلام قبول فرمایا۔ مگر اوسکے ساتہہ ہی یہ بہی کہدیا کہ یہ ایسا معاملہ ہے جسکے متحمل نہ معمولی دل ہو سکتے ہیں نہ معمولی انسان۔ تاریخ کامل صفحہ ۵ جلد ۳

اب حضرت کو دو مرحلے پیش ہے ایک دنیوی دوسرا دینی - دنیوی مرحلہ تو کہتا ہے جس باطل طریقہ پر آجتک عمل درآمد ہوتا رہا آپ بہی کیجئے کہ جین سے حکمرانی فرمایئے سابق ارکان سلطنت پر سارا بارڈال دیجئے جس طرح چاہیں وہ فتوحات کریں آپ مزاحمت نہ کریں - ظالمونکو معزول نہ کیجئے مظلومونکی فریاد نہ سنئے - مشورے بہی اسیکے دئے جاتے ہیں یہانتک کہ اخص خواص بہی یہی راے دیتے ہیں۔

دینی مرحلہ کہتا ہے کہ آپ پر کچہ گذر گذرے مگر اسلام حقیقی کی تعلیم قائم کیجئے - وہ بنائی اسلام کیا چاہتا ہے - کس اصول پر جہاد ہو - کس اصول پر فتوحات ہو - کس اصول پہ انتظام ہو - کس اصول پر قضایا فیصل ہوں - کیا قواعد مقرر مدون جس سے لوگونکو معلوم ہو کہ اسلام کی اصلی تعلیم کیا ہے - اوسکے احکام کیا ہیں - اوسکے اعمال کیا ہیں - کیونکہ حالت موجودہ میں تو اسلام ایک لوٹیرا مذہب ہے جسمیں بجز شکم پروری جبر و تعدی ناجائز کوئی بات نہیں -

یہہ مطلب ایسا باریک ہے اور ایسا دقیق کہ معمولی عقل تو کیا بڑے بڑے عقلا بہی نہیں سمجہہ سکتے کیونکہ یہ اسرار الہی سے ہیں جسکو وہی سمجہہ سکتا ہے جسے خدا اس کام کے لئے منتخب کرے اور رسول اوسے اپنا نائب کرے دوسرا کیونکر اس مرتبہ پر فائز ہو سکتا ہے -

حضرت کی کشمکش اسوجہ سے اور بڑہ گئی کہ جدہر سے آواز آتی ہے اسکی کہ تم سابقین کی تقلید کرو - اوسی راہ پر چلو وہی طریقہ اختیار کرو تو پہر تمام مہمات خلافت و سلطنت ہوجاتی ہیں - مگر جو اس غرض کے لئے پیدا ہوا کہ اسلام کا مربی ہو - اسلام کا مروج ہو وہ کیونکر دنیا کو دین پر ترجیح دے سکتا ہے وہ کیونکر اسلام کو ذلیل و لحوار کرسکتا ہے - وہ کیونکر اسلام پر ایسا بدنما دہبہ آنے دے سکتا ہے جو قیامت تک نہ مرتفع ہو کیونکہ ابتو سب کیلئے خلافت اوسی شخص کے ہاتہہ میں گئی جو ابتدا سے اسکا وزیر اور مشیر تہا - پہر کیوں وہی مظالم جاری رہے اور اوسی اندہا دہند کو رائج کیا جسپر پہلے روتے تھے کہ ہائے اسلام بدنام ہو رہا ہے - لہذا اپنے دین کو دنیا پر ترجیح

التماس ضروری

(۱) الحمد للہ کہ اب اصلاح بہ پابندی وقت شائع ہو رہا ہے اور بفضل خداوند عالم سے امید ہے کہ اب ہمیشہ پہلے ہفتہ مین رسالہ حاضر ہوا کرے۔

(۲) اگر مین بکلم عالم نہ کہون تو تمام ہندوستان کی نسبت یقینی دعوی ہے کہ کوئی رسالہ مذہبی ہو یا پولٹیکل آپکو ایسا نہ ملیگا جسکا حجم ۴۸ صفحہ ہو اور قیمت سالانہ عہ یہ صفت اگر ہے تو صرف اصلاح مین جو اکثر ۵۶ صفحہ تک شائع ہوتا ہے۔ پھر حیف ہے کہ قدردانی قوم سے یہ رسالہ نالان ہے جسوقت اسکا انتظام نادرست تھا۔ اشاعت وقت معین پر نہوتی تھی اوسوقت بھی کبھی اسمین وہ خرابی نہوئی جو دوسرے مدعیان اسلام کے ماہنبلکہ ہفتہ وار پرچون مین ہوتی ہے۔ اسپر اونکی قومین اپنے اپنے پرچونکی ترقی مین شب و روز کوشان رہتی ہین۔ اور اصلاح کیلئے یہ سامان ہے کہ سال گذشتہ ۹ سو ویلیو واپس آئے اور امسال ۔۔ ہم۔ پھر فرمائے اسکی ترقی کیونکر ہو۔

(۳) تفسیر بخاری حصہ اول رسالہ وضو۔ رفع الوثوق۔ المسیل۔ مناظرہ امجدیہ حصہ اول۔ رسالہ کلوخ بجواب شرر۔ اگر اس ماہ رجب مین یکجائی خریدے جائینگے تو مجموعی قیمت مین ۱۲ کی رعایت کی جائیگی بشرطیکہ کل کتابین ایک ساتھ طلب کی جائین۔

الشمس نمبر ۵ و ۶

یکجائی یہ دو نمبر اسی ماہ رجب المرجب مین انشاءاللہ شائع ہونگے جن حضرات کا چندہ نہین وصول ہوا ہے براہ کرم جلد توجہ فرمائین۔

جلد ۱۷ اصلاحات

بنام منیجر اصلاح ہونا چاہئے نام لکھنے کی ضرورت نہین

رمی الجمرات
مجالس ثلثہ

یہی وہ کتاب ہے جسنے دیکھتے تاسو بر بیرحم کا کام کیا نواب مہدی علی خان کی آیات بینات نے مومنین کے دلونکو جو صدمہ پہنچایا ایسا تھا کہ بھول سکے مگر خدا مغفرت کرے جناب مولانا السید علی حسین صاحب بہادر جلالپوری اعلی اللہ مقامہ کی کا وہ ضمون بھی نوری ایسا جسپر جواب لکھا اور بالیقین انتقام لیا کہ ہمیشہ کو یاد رہیگا یہ کتاب ایسا مقبول ہوئی کہ مکرر طبع کی نوبت آئی اور ایک ایک جلد ہ کو فروخت ہوئی مگر مین بخیال افادہ عام ہر مجلد کی قیمت جسکا حجم ۲۰۰ صفحہ ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر بہت خوشخط اور روا صحیح چھپی ہے ماہ رجب تک اسکی قیمت علاوہ محصولڈاک عہ قرار دیتا ہون۔ اس پتے سے طلب فرمائیے میر عباد حسین بمکان حکیم نظیر حسن صاحب

رجسٹرڈ سی ۸۷۸

رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلئے

رسالہ اصلاح

نمبر ۸ | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۶ ہجری | جلد ۱۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگاران	صفحہ
۱	اصلاح پرنٹنگ کمپنی	اڈیٹر	۱
۲	الآل والاصحاب	"	۳
۳	فیصلہ امامت واقتدا	"	۱۳
۴	آریونکے اعتراض کا ماخذ	جناب مولوی ابوالصفا احمد علی امرتسری	۲۸
۵	خط بنام جناب فخر الحکما	جناب مولوی سید مرتضی صاحب فلسفی	۳۷
۶	اسلام اور سائنس	جناب سید محمد صاحب بی اے	۴۳
۷	خلفاے ثلثہ اور فتنہ	شاہزادہ منظور حسن صاحب گوجرانوالہ	۴۹
۸	تنبیہ الواعظین	جناب مولوی سید مظہر اسلام صاحب	۵۱
۹	حافظان قران سے اپیل	اڈیٹر	۵۶
۱۰	العوالم الاسلامیہ	"	۶۰

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

سید ظہیر حسین منیجر پبلشر

مظفری میتیمخانہ فنڈ جناب منشی انتظام حسین صاحب کربلائی پور ضلع الہ آباد قیمت تیلی آر د جناب میر مشتاق حسین
مظفر الہ آباد و جناب سید انور علی صاحب کلرک کالج علیگڈہ۔ میزان عہ میزان سابق عمہ مابعد عہ میزان کل عمہ الطیب
(۴۳۴)
اصل فنڈ نام مخفی بہ ذریعہ کارخانہ سندہ جملہ سابق بدستور بحال
شکریہ خاص جناب نواب سید محمد علی خاں صاحب سلیمان جاہ رئیس مرشد آباد و مرزا جعفر حسین صاحب نکہت
لاہور تی نے بقایات اصلاح باوصف انکار خریداری ادا فرما کر اس سے مطمئن کیا کہ دنیا ابھی ایماندار وں سے خالی نہیں ہے
اگر صرف بقایا کی رقم وصول ہو تو تین ہزار سے زائد ہے جزاہم اللہ خیرا۔
شکریہ معاونین اصلاح اگرچہ بوجہ قحط سالی ایک جدید خریدار کا فراہم ہونا بھی مشکل ہے مگر میں اپنے اون
معاونین کا صد درجہ شکر گذار ہوں جو اصلاح اشاعت میں کوشاں ہیں کہ خدا نے چاہا تو اس سال کے ۴۵۴ خارج شدہ
خریداروں کا کافی معاوضہ ہو جائے حسب ذیل حضرات کا بالخصوص شکریہ ادا کرتا ہوں جناب سید اکبر علی صاحب گوالیار (۱)
(۲) جناب سید محمد محسن صاحب تحصیلدار (۱) (۳) جناب سید انعام رسول صاحب سب انسپکٹر (۱) (۳) جناب سید جعفر حسین صاحب
طلیق بشنواز (۱) (۴) جناب سید اخلاق احمد صاحب ہیڈ کانسٹبل علاوہ سابق (۱) (۴) جناب آغا عبد العلی صاحب (۲) (۴) جناب کیپٹن
تصدق حسین صاحب لاہور (۳) (۴) جناب نواب میر عنایت حسین صاحب خلف جناب نواب رکن الملک نعمان الدولہ بہادر (۱)
(۴) جناب سید ابو القاسم صاحب منجلہ (۱) (۵) جناب سید عترت حسین صاحب منجلہ (۱) (۶) جناب تصدق حسین صاحب
عزت جلال میاں کاٹھیاوار (۱) (۷) جناب سید وصی الحسنین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ (۱) (۸) جناب ڈاکٹر سید اکبر علی شاہ صاحب (۳)
نوٹ جناب ڈاکٹر **اکبر علی شاہ** صاحب ۲۳ خریدار اور دیے ہیں جنکے نام ویلیو روانہ ہوا ہے خدا نے چاہا تو وہ بھی عنقریب
وصول ہو جائے۔ جناب منشی **عترت حسین** صاحب بھی نہایت سرگرمی سے کوشاں ہیں جزاہم اللہ خیرا
ہم دیگر برادران ایمانی سے بھی امیدوار ہیں کہ جہانتک جلد ہو سکے اپنے قومی پرچہ کی امداد پر توجہ فرمائیں۔ اور انعامی کتاب
جلد طلب فرمائیں کہ حاضر کی جائے۔

اشتہار واجب الاظہار

ابلاغ النائل بتحقیق المسائل جناب کا شرعقیدہ حضرت صدر المحققین نجم الملۃ والدین ابو الفضل آقا السید ناصر حسین صاحب قبلہ
کا وہ نادر مجموعۂ فتوی ہے جسمیں تقریباً کل ابواب فقہ کے مسائل موجود ہیں انجمن رفیق الایمان منصور نگر لکھنؤ کے اہتمام سے
عنقریب طبع ہوا چاہتا ہے ناظرین العوارف با ۱۲ سالانہ غیر ناظرین عہ سالانہ بھیجکر طلب فرمائیں ہر ماہ میں ایک
ایک جزو طبع ہو کر خدمات مومنین میں حاضر کیا جائیگا جملہ خط و کتابت و ارسال قیمت ذیل کے پتہ سے ہونا چاہیے۔
سید احمد نواب ناظم و مرزا عنایت حسین امین انجمن رفیق الایمان منصور نگر۔ لکھنؤ۔
قواضب الاسیاف و صراط مستقیم کی نسبت جناب سید مصطفیٰ حسین صاحب تعلقہ دار مصطفیٰ آباد ضلع رائے بریلی
تحریر فرماتے ہیں کہ اب کوئی نسخہ ان کتابوں کا میرے یہاں باقی نہیں رہا لہذا کوئی صاحب اب طلب فرمائیں ہاں اگر
کافی درخواستیں آئینگی تو دوبارہ چھپوائی جائیگی۔ قواضب الاسیاف کی قیمت عہ ہوگی اور صراط مستقیم کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۸ بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۶ ہجری جلد ۱۱

اعلان ضروری

الحمد للہ کہ یہ نمبر بھی یکم شعبان کو حاضر ہو رہا ہے مبارک باد

مکرر عرض کیا گیا کہ وی پی کا فارم جواب محکمۂ ڈاک سے شایع ہوا ہے وہ ایسا خراب ہے کہ تمام اخبار والے رو رہے ہیں دو تین مہینہ میں جا کر ویلیو وصول ہوتا ہے حالانکہ دس روز سے زیادہ توقف قانوناً ممنوع ہے۔ اکثر حضرات کا نام اور پتہ غلط درج ہوتا ہے جس سے نہایت پریشانی ہو رہی ہے۔ لہذا جن حضرات کو کوئی نمبر نملا ہو وہ بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں کہ پرچہ روانہ ہو پھر اسکے بعد کوئی پرچہ مکرر نہ جائیگا۔ ہاں نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے۔ اور صرف اسقدر کہ فلاں نمبر نہیں پہونچا اگر اسکے ساتھ ہر شخص ایک خریدار کا نام بھی لکھے تو قومی اعانت ہے۔

رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی از ۲۴ جولائی لغایت ۲۴ اگست

نمبر شمار		وصولی	اضافی
۶۵	جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب سب رجسٹرار قیصر گنج بہرائچ منافع اسکے بحق یتیم خانہ فنڈ محفوظ ہیں۔	لہ	صہ
بقیہ	جناب نواب مرزا مہدی خانصاحب عہدہ دار حیدرآباد دکن ۲۲۸۲ پہلے آپنے ایک حصہ منظور کیا تھا پھر دو حصہ کیا اور الحمد للہ کل وصول ہوا	۲ حصہ ... مرزا افضل ...	حصہ ... کل ... مرزا ... معملہ

فاعتبروا یا اولی الابصار

الآل والاصحاب

گذشتہ سے پیوستہ

اِس مزار مقدس سے حضرات نواصب کو جو عداوت ہے اُسکی تفصیل تو یہاں نہیں ہو سکتی
مگر عمر فاروق کے باپ کا یہ جملہ کافی ہے جو وہ اپنے اخبار خارجی گزٹ مورخہ یکم مئی ۱۹۰۵ء
میں لکھتا ہے "جب تک حسین کا طلائی بت یہاں سے مثل بتان مکہ کے پارہ پارہ
نہ کردیا جائیگا خدا سے بے ہمتا کی یکتا پرستش مخلوق میں جاری نہ ہوگی"
مگر ہاں انکو معلوم نہیں ہے یہی ارادہ لیکر محمد بن عبد الوہاب نجدی بھی نہدہ و وحضرۂ رسول کے
لئے گیا تھا جسکو آپ نے بت اکبر کا خطاب دیا تھا۔ اور کربلائے معلےٰ پر بھی اُسنے حملہ کیا تھا
مگر خائب و خاسر رہا کیونکہ اگر خدا سے بے ہمتا کی پرستش ہو سکتی ہے تو اسی ذریعہ سے۔
احوال اجمالی ابن الزبیر چونکہ سلسلۂ کلام یہاں تک پہونچا کہ ابن الزبیر مقبرہ یہود میں دفن ہو چکے
لہذا اجمالی نظر انکے دیگر حالات پر بھی مناسب ہے کہ یہ کس طبیعت کے آدمی تھے۔
انکا نام عبد اللہ ہے۔ باپ کا نام زبیر۔ ماں کا نام اسما۔ یہ بھی بیٹی حضرت ابوبکر کی۔ خالہ
حضرت عائشہ۔ جد فاسد ابوبکر صدیق۔
رسول اللہ ص کے خون کے ایسے پیاسے تھے کہ ایکدفعہ حضرت نے حجامت فرمائی (پچھنا
یا بھید) اور انکو وہ خون دیا کہ کہیں ایسی جگہ جاکر دفن کرو کہ کوئی نہ دیکھے۔ یہ اُسے نوش
جان کر گئے۔ مستدرک امام حاکم میں ہے۔ اندا اتی النبی ص وھو یحتجم فلما فرغ قال
یا عبد اللہ اذھب بھذا الدم فاھرقہ حیث لا یراک احد فلما التفت
عن رسول اللہ عمدت الی الدم فحسوتہ فلما رجعت الی النبی قال ما صنعت
یا عبد اللہ قال جعلتہ فی مکان ظننت انہ اخفی علی الناس قال
فلعلک شربتہ قلت نعم قال ومن امرک ان تشرب الدم ویل
لک من الناس وویل للناس منک۔

یعنی عبداللہ بن الزبیر خدمت رسول میں حاضر ہوئے اور وہ حضرت حجامت کھنچے لیتے تھے جب فارغ ہوئے تو انسے کہا یہ خون ایسی جگہ جا کر گرا دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ یہ باہر لیکر گئے اور پی ڈالا جب واپس آئے تو حضرت نے پوچھا کیا کیا۔ کہا میں نے ایسی جگہ رکھا ہے جسکے نسبت مجھے گمان ہے کہ سب سے مخفی ہوگا۔ حضرت نے فرمایا شاید تو پی گیا۔ کہا ہاں حضرت نے فرمایا تجھے کسنے حکم دیا کہ خون پی جاؤ۔ ویل ہے تیرے لئے آدمیوں سے اور ویل ہے آدمیوں کے لیے تجھسے۔

حضرات اہل سنت عموماً اور تمرش ردق کا باپ اور تحخم ظلموں بغور دیکھے کہ خون رسول کو کسنے حلال جان کر پیا ہے۔ اگر خون کی تجارت اس قوم میں رائج ہو تو کیا نامناسب ہے کیونکہ خون کو حلال جاننا خاص انکا صحابی بلکہ خلیفہ کا فعل ہے۔

آیہ حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر کی صریح مخالفت ہو رہی ہے۔ رسول اللہ نے اسپر ویل فرمایا ہے یا نہیں۔ پھر ویل ہے انپر جو ایسے خونخواروں پر ایمان لاتے ہیں اور انکو ارکان اہل سنت سے شمار کرتے ہیں۔

باپ پر جو انکا تسلط تھا۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ اسد الغابہ اور استیعاب میں ہے وکان علی رض یقول مازال الزبیر منا اہل البیت حتی نشاء له عبداللہ یعنی حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ ہمیشہ زبیر کا شمار ہم اہل بیت رسالت سے ہوتا تھا یہانتک کہ نشو ونما پایا عبداللہ نے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ زبیر کا دراصل بہکانے والا یہی شخص ہے جسنے زبیر کو بھی دشمن جناب امیر بنایا۔

آپکو حصہ سقیفہ میں تو معلوم ہوگا کہ جناب امیرؑ کے ساتھ زبیر بھی تھے جو خلافت خلیفہ اول سے کارہ تھے اور جناب سیدہ کے مکان میں صلاح و مشورہ کیا کرتے جسپر شاہ عبدالعزیز نے انکو بد معاش کا خطاب دیا ہے جب لوگ گرفتاری جناب امیرؑ کو آئے ہیں تو یہی زبیر تلوار کھینچکر نکلے تھے مگر انکی تلوار چھین گئی یا چھین لی گئی۔

اُسوقت تک عبداللہ بن زبیر کمسن بچہ تھے اس وجہ سے کوئی اثر نہ پڑا جب جوان ہوئے تو ایسا مجبور کیا کہ پورا دشمن بنا یا چنانچہ تذکرہ خواص الامہ میں ہے ان علیا لما التقی بالزبیر قال لہ کنا نعدک من خیار بنی عبدالمطلب حتی بلغ ابنک السوء ففرق بیننا الیس رسول اللہ م قال لک کذا وکذا۔ یعنی جب جنگ جمل میں زبیر لڑنے کے لئے نکلے ہیں اور حضرت علی سے ملاقات ہوئی تو فرمایا پہلے تو ہم تمکو خاندانِ عبدالمطلب کے نیکوکاروں سے شمار کرتے تھے یہانتک کہ تمھارا بیٹا بڑا جوان ہوا ایس جدا کر دیا اُسنے تجھے ہمسے کیا رسول اللہؐ نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا (کہ تم علی سے لڑوگے درحالیکہ ظالم ہوگے. تو اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ مادری اثر غالب آیا جسنے یہ اثر دکھایا کہ خود بھی دشمن اہل بیت ہوئے اور اپنے باپ کو بھی دشمن بنایا۔

اپنے مادر گرامی قدر اسماء بنت ابوبکر ذات النطاقین کے ساتھ جو سلوک کیا۔ کس قلم میں طاقت ہے کہ اُسکو بیان کر سکے اور کس دل میں یہ قوت ہے کہ اُسے ضبط کر سکے۔ علامہ ابن اثیر جزری تاریخ کامل میں بعد ذکر قتل ابن اثیر لکھتے ہیں واسماء بنت ابی بکر بعد ابنھا بقلیل وکانت قد عمیت وکانت مطلقہ من الزبیر قیل ان ابنھا عبداللہ قال لہ مثلی لا توطا امہ فطلقھا ص ۳۷ جلد ۴

یعنی اپنے بیٹے عبداللہ کے چند روز بعد اسماء بنت ابوبکر نے بھی انتقال کیا۔ یہ اندھی ہوچکی تھیں اور انکو انکے شوہر زبیر نے طلاق دیا تھا جسکی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ ابن الزبیر نے اپنے باپ سے کہا تھا میری شان ایسی نہیں ہے کہ اُسکی ماں کے ساتھ وطی کیجائے لہذا زبیر نے طلاق دیا۔

کہئے ایسی غیرت آپنے کسی غیور میں دیکھی ہے کہ جب ماشاءاللہ جوان ہوئے کچھ ہاتھ پیر نکالا تو باپ سے فرمایش کرے اب میری شان ایسی نہیں ہے کہ اس شخص کی ماں کے ساتھ وطی کی جائے۔

اللہ رے غیرت اللہ ری حیا کہ اسپر تو نہ خیال گیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انکی ولادت
کیونکر ہوتی۔ مگر اس شرم و حیا کے قربان کہ باپ سے فرمایش کرتے ہیں میری ماں کے
ساتھ وطی نہ کرو۔ پھر حضرت زبیر کب ایسے احمق تھے کہ [illegible] تو نہ کریں۔ [illegible] انس
دیتے رہیں انھوں نے بھی نہ تو دیکھا نہ تاؤ جھٹ طلاق دیدیا [illegible]
میں نہیں کہتا عورت اور مرد میں تقاضائے فطرت کبھی [illegible] تک رہتا ہے [illegible]
دنیا کو معلوم ہے زبیر اور اسما کا تعلق بذریعہ متعہ تھا۔ [illegible]
جوانکی قائل تھیں۔ مگر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آخر کوئی [illegible] یہ بات دیکھی
جسپر عبداللہ ایسے غیور کو غیرت آئی کہ باپ سے دو در رو کہا۔ [illegible] نہیں ہوں کہ
میری ماں کے ساتھ وطی کی جائے۔ آہ کوئی اُس دل سے پوچھے جو محروم ہوا۔ نہ معلوم
اب بھی کوئی ایسا غیرتمند اہل سنت میں پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ خالہ کے ساتھ سلوک کیا
اُسکے لئے صحیح بخاری کی کتاب الادب باب الہجرۃ و قول رسول اللہ لا یحل لرجل ان
یہجر اخاہ فوق ثلاث جلد ۴ صفحہ ۳۹ مطبوعہ مصر ملاحظہ ہو۔

حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزہری قال حدثنی عوف بن مالک بن
الطفیل ھو ابن الحرث وھو ابن اخی عائشہ زوج النبی لامھا ان عائشہ حدثت
ان ابن الزبیر قال فی بیع او عطاء
اعطتہ عائشہ واللہ لتنتہین عائشہ
او لاحجرن علیہا فقالت اھو قال
ھذا قالوا نعم قالت ھو للہ نذر
ان لا اکلم ابن الزبیر ابدا فاستشفع
ابن الزبیر الیہا حین طالت الہجرۃ

خود حضرت عائشہ اپنے برادرزادے ابن الحرث
سے بیان کرتی ہیں کہ عائشہ نے کوئی چیز بیع
کی تھی۔ یا کسیکو کچھ دیا تھا اُسپر ابن الزبیر
نے کہا۔ عائشہ اس کام سے اگر باز نہ آئیں
تو ہم اُنکو حجر کر دینگے (یعنی جسطرح بچوں یا
مجنون کی جائداد کورٹ کر دی جاتی ہے کہ
کوئی اختیار اُسکو نہیں رہتا اُسیطرح
عائشہ کے تصرف کو روک دینگے) یہ خبر

فقالت والله لا اشفع فيه ابدا ولا
اتحنث الى نذري فلما طال ذلك
على ابن الزبير كلم المسور بن مخرمه
وعبد الرحمن بن الاسود بن عبد
يغوث وهما من بني زهره وقال
لهما انشدكما الله لما ادخلتماني
على عائشه فانها لا يحل لها ان تنذر
قطيعتي فاقبل به المسور وعبد الرحمان
مشتملين بارديتهما حتى استاذنا
على عائشه فقالا السلام عليك
ورحمة الله وبركاته اندخل قالت
عائشه ادخلوا قالوا كلنا قالت نعم
ادخلوا كلكم ولا تعلم ان معهما ابن الزبير
فلما دخلوا دخل ابن الزبير الحجاب
فاعتنق عائشه وطفق يناشدها
ويبكي وطفق المسور وعبد الرحمان
يناشدانها الا ما كلمته وقبلت
منه ويقولان ان النبي نهى عما
قد علمت من الهجرة فانه لا يحل لمسلم
ان يهجر اخاه فوق ثلاث ليال
فلما اكثروا على عائشه من

جب عائشہ کو یہ پہنچی تو کہا کیا ابن الزبیر نے ایسا
کہا ہے لوگوں نے کہا ہاں (گیا اسکا نام تعلی
چغلی نہیں ہے کہ صحابہ خالہ کیا نبی پر لگا کھا
رہے ہیں) اسپر عائشہ نے کہا تو میں نذر
کرتی ہوں قسم کھا کر کہ کبھی بھی ابن الزبیر
سے کلام نہ کرونگی۔ (پہلی قسم یہ) جب
زمانہ ترک سلام و کلام کو عرصہ گذرا تو ابن
الزبیر نے سفارش کرانی چاہی۔ اسپر عائشہ
نے کہا واللہ نہ میں کسیکی سفارش سنونگی
کبھی۔ اور نہ اپنی نذر توڑونگی (یہ دوسری
قسم ہے) جب اسکو کبھی عرصہ گذرا تو ابن الزبیر
نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود سے
جو قبیلہ بنی زہرہ سے تھے۔ کہا۔ میں تمکو قسم
دیتا ہوں کہ کسی طرح عائشہ کے پاس ہمکو
لیچلو۔ کہ جائز نہیں ہے انکو قطع رحم کرنا
ہمارے ساتھ (یہ الزام خود عائشہ پر ہے
کہ وہ فعل حرام کی مرتکب ہوئیں اُلٹا چور
کوتوال کو ڈانٹے) مسور و عبدالرحمان ابن
الزبیر کو لیکر عائشہ کے پاس گئے اور بعد
السلام علیک طالب اذن ہوئے۔ عائشہ نے
اجازت دی۔ اُن لوگوں نے پوچھا کہ کیا

التذكرة والتبريح طفقت تذكرها وتبكي وتقول اني نذرت والنذر شديد فلم يزالا بها حتى كلمت ابن الزبير واعتقت في نذرها ذلك اربعين رقبة وكانت تذكر نذرها فتبكي حتى تبل دموعها خمارها۔

ہم سب داخل ہوں۔ عائشہ کو معلوم نہ تھا کہ ابن الزبیر بھی ساتھ ہیں۔ کہا کہ ہاں سب داخل ہوں جب سب داخل ہوئے تو ابن الزبیر پردہ کے اندر گئے اور عائشہ کے گلے سے چمٹ گئے اور قسمیں دینے لگے اور روتے جاتے تھے مسور اور عبد الرحمان بھی عائشہ کو قسمیں دینے لگے کہ ابن الزبیر سے کلام کریں۔ کیونکہ تمکو خوب معلوم ہے جناب رسول اللہ نے فرمایا ہے نہیں حلال ہے کسی آدمی کے لیے کہ تین رات سے زیادہ کسی سے ترک سلام و کلام کرے جب ان لوگوں نے بہت اصرار کیا تو عائشہ بھی کہنے لگیں کہ ہمنے ایسی قسم کھائی ہے اور روتی جاتی تھیں آخر عائشہ نے ابن الزبیر سے کلام کیا اور کفارہ قسم میں ۴۰ غلام آزاد کئے۔ مگر اسکے بعد بھی جب اپنے نذر و عہد کو یاد کرتیں تو اسقدر روتیں کہ مقنعہ انکا آنسوؤں سے تر ہو جاتا،، صحیح بخاری صفحہ ۹۰۳ جلد ۴۔

اس واقعہ سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ابن الزبیر کس فطرة کے آدمی تھے۔ کیونکہ اگرچہ دنیا میں ہزاروں بخیل ہوتے ہیں جنمیں ابن الزبیر اور عبد الملک کا خاص طور پر نام لیا جاتا ہے۔ مگر یہ بخالت بھی اپنی آپ نظیر ہے کہ کسی دوسرے کی سخاوت بھی انکو نہیں بھاتی۔ کس جرءت اور شوخ چشمی سے حضرت عائشہ کے نسبت کہہ رہے ہیں اگر انھوں نے اپنی فیاضی نہ چھوڑی تو میں کورٹ کردونگا۔

یہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت عائشہ انکی حقیقی خالہ ہیں اور سبکی ام المومنین۔ مگر کس بے حرمتی سے نام لے رہے ہیں لتنتھین عائشہ یعنی ضرور چاہیئے کہ عائشہ باز رہیں۔ کیا اس سے یہ نہیں معلوم ہوا کہ انکی عظمت اس زمانہ میں کتنی تھی کہ خود

اُنکے بھانجے اِن لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے امام بخاری نے اس حدیث کو باب الہجر
میں لکھا نہ کتاب الایمان والنذور میں جہاں اسکو زیادہ مناسبت تھی بلکہ کتاب
الادب میں لکھا کہ معلوم ہو یہ کیسے بے ادب تھے کہ اپنی خالہ کے ساتھ ایسی بے ادبی کرتے
حضرت عائشہ کے پاس اس بے ادبی کی سزا اسکے سوا کیا تھی کہ بھانجے سے روٹھیں
اور قسم کھائیں۔ اب میں نہ بولونگی کیونکہ تیر تلوار۔ نیزہ تو حضرت جناب ؑ کے لئے تھا جو
باب جمل میں خرچ ہوگیا۔ تیر بھی جنازۂ امام حسن ؑ پر بعد استلام پر جمع کر رکھے تھیں
(اگر واقعہ اُسکے بعد کا ہو) اور اگر تھا بھی تو کس دل سے گوارا کرتیں کہ ابن الزبیر پر
صرف کیا جاتا جو پیارا بھی ہے، کا فرا ٹھیا ہے اور اُسکی محبت میں دین ایمان تک کھو چکیں۔
علامہ محمود عینی عمدہ میں لکھتے ہیں وفی قوله ذلک حرمۃ عظیمۃ وتنقیصہا
لنسبتها الی ارتکاب التبذیر الموجب لسلبها من التصرفات مع
کونها ام المؤمنین۔ یعنی اس قول میں اُسنے بڑی جرأت کی ہے اسکو شان کی تنقیص اور
توہین ہوئی کیونکہ حضرت عائشہ کی طرف ایسی تبذیر (اسراف بیجا ... خدا فرماتا ہے
ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین) کی نسبت کی کہ ضرور تھا اُن سے روکی جائیں
حالانکہ وہ ام المؤمنین تھیں۔

فتح الباری میں ہے وفی روایۃ عروۃ ینبغی ان یوخذ علی یدیها صفحہ ۵ جلد ۵
یعنی روایت عروہ میں ہے کہ ابن الزبیر نے کہا چاہیے کہ انکا ہاتھ پکڑا جائے۔ جس سے
معلوم ہوا کہ عائشہ کا اسراف اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ابن الزبیر نے یہ تجویز کیا کہ انکے
ہاتھ پکڑ لئے جائیں۔

اب حضرات اہل سنت غور کریں کہ جو شخص اس درجہ مخالف قرآن و حدیث ہو اُسکے
قول فعل پر کون مسلمان عمل کر سکتا ہے۔

اس روایت میں جو حضرت عائشہ کی قسم درج ہے اُسکے نسبت فتح الباری میں ہے

وفی روایۃ الاسمعیلی من طریق الاوزاعی بدل قولہ ابدا حتی تفوق الموت بینی وبینہ یعنی روایت اسمعیل میں ہی کہ حضرت عائشہ نے یہ قسم کھائی تھی۔ میں تادم مرگ انسے کلام نہ کرونگی۔

ابتو معلوم ہوا کہ ابن الزبیر کس خصلت اور عادت اور طبیعت کے تھے کہ۔ باپ۔ماں۔ بھائی۔اولاد۔خالہ سب ہی انسے نالاں رہیں۔اب ہمیں اس سے بحث نہیں کہ حضرت عائشہ کا یہ فعل جو فضول خرچی وہ کرتی تھیں۔کہانتک جایز تھا۔اور ابن الزبیر نے جو انکے تصرفات ناجائز کو روکنا چاہا کہانتک جایز تھا۔نہ اس سے بحث ہی کہ عایشہ صاحبہ نے قسم بھی کھائی اب میں ابن الزبیر سے کلام نہ کرونگی۔پھر ہمکلام ہوئیں۔جسپر علمائے اہل سنت نے کیسی کیسی تاویلیں گاؤ زوری کی ہی۔ایکطرف ابن الزبیر کی حمایت ہی کیونکہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ اول کے نواسہ۔ دوسریطرف حضرت عائشہ کی خاطرداری ہی کیونکہ انھیں کے فیوض نامتناہی سے مذہب اہل سنت کا وجود ہی۔مگر یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ ابن الزبیر کے خیال میں حضرت عائشہ ہی خطاوار تھیں کیونکہ وہ کہتے ہیں فانھا لایحل لہا ان تنذر قطیعتی کہ انکو حلال نہیں کہ قطع رحم کریں اور جن بزرگوار صحابہ یا تابعین کو ابن الزبیر نے شفیع بنایا ہی۔اور حضرت عائشہ کے یہاں لیگئے ہیں وہ بھی حضرت عائشہ ہی کو ملزم بنارہے ہیں کہ تمنے حکم رسول کی مخالفت کی۔کیونکہ حضرت نے فرمایا ہی مسلمان کو جایز نہیں کہ تین ات سے زیادہ کسی مسلمان سے ترک سلام وکلام کرے۔ ابدیکھئے حضرات اہل سنت کسکو اسلام سے خارج کرتے ہیں اور کسکو داخل کیونکہ عائشہ نے ابن الزبیر سے ترک سلام وکلام کیا ہی۔

یہاں ناظرین کو صحیح بخاری کی وہ حدیث بھی یاد کرنا چاہئے فلم تکلمہ حتی ماتت کہ جناب سیدہ نے تا وقت وفات ابوبکر سے کلام نہ کیا یہانتک کہ دنیا سے انتقال کیا اور نہ اسکی اجازت دی کہ ابوبکر شریک نماز ودفن ہوں۔

اس سے بھی آپکو آل و اصحاب کا فرق معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل بیت طاہرین
جس سے ناراض ہوتے ہیں محض خدا کیلئے اسیوجہ سے رضائے فاطمہؑ علامت ایمان ہے اور غضب
فاطمہ علامت کفر۔ کہ یہ حضرات اُس حالت کو تا دم مرگ برقرار رکھتے ہیں اور اسطرح اپنی نذر کی
ایفا کرتے ہیں تادم مرگ اُسکے خلاف نہیں ہو سکتا۔

یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا یعنی یہ لوگ اہل بیت طاہرین
ایفا کرتے ہیں ساتھ نذر کے اور ڈرتے ہیں اُس روز سے کہ شر اُسکا تمام پھیلنے والا ہوگا ۔

بخلاف اصحاب کے اگرچہ وہ زوج نبی ہی کیوں نہ ہوں کہ اُنکا جو کام ہوتا ہے دنیا کیلئے
اگر دوسرے لوگ موافق ہیں تو پھر سب کچھ ہے چنانچہ اسیوجہ سے ابوبکر عمر کی مدح رہیں بارہ
ہزار کا سالانہ مقرر کیا تھا عثمان نے کچھ رکاوٹ کی تو فوراً قتل کا فتوے ہوا جس سے
آخر وہ مارے گئے۔ وہی دنیا یہاں ایکدفعہ تو ابن الزبیر کی عاشق بنائے ہے جب اسنے
چاہا کہ انکی فضول خرچیونکو روکیں اختیارات کو محدود کریں۔ بگڑ گئیں کیسی کیسی قسمیں کھائیں
کہ نہ مرتے وقت تک بولونگی نہ کسیکی سفارش مانونگی دھڑا دھڑ قسمیں کھا رہی ہیں۔
جب اس سے اطمینان ہے کہ ہمارے عیش و آرام میں یہ خلل انداز نہ ہوگا راضی ہو گئیں قسمیں وغیرہ
سب توڑ دیں چنانچہ فتح الباری میں ہے ثم بعث الی الیمن بمال فابتیع لہا منہ
اربعون رقبۃ فاعتقتہا کفارۃ لنذرہا ووقع فی روایۃ عروۃ [illegible]
فارسل الیہا بعشر رقاب فاعتقتہم فظاہرہ ان عبد اللہ بن الزبیر
ارسل الیہا بالعشرۃ ص ۵۰۱

یعنی اسکے بعد عائشہ نے مال بھیجکر یمن سے غلام خریدوایا اور سبکو آزاد کیا کفارہ نذر کیلئے
اور روایت عروہ میں ہے کہ ابن الزبیر نے دس غلام انکے پاس بھیجا جنھیں عائشہ نے آزاد کیا
جس سے آپ خود قیاس کرسکتے ہیں کہ ابن الزبیر نے پھر اور کچھ خاطرداری بھی کی ہوگی۔
چونکہ عائشہ کا خلاف قسم کرنا صحیح بخاری سے مذکور ہوا اسلئے جناب سیدہ کی [illegible]

ابوبکر سے اور ترک سلام و کلام کرنا بھی صحیح بخاری ہی سے دکھاتا ہوں۔ اصل حدیث صحیح بخاری یہ ہے حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ ان فاطمۃ علیہا السلام بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارسلت الی ابی بکر تسألہ میراثہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ انما یاکل اٰل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا المال وانی واللہ لا اغیر شیئاً من صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالہا التی کان علیہا فی عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ولاعملن فیہا بما عمل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منہا شیئاً فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یوذن بہا ابابکر وصلی علیہا وکان لعلی من الناس وجہ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ ولم یکن یبایع تلک الاشہر فارسل الی ابی بکر ان ائتنا ولا یاتنا احد معک کراھیۃ لمحضر عمر صفحہ ۳ صحیح ۳ جلد ۳ مطبعہ مصر

ترجمہ اسکا ظاہر ہے کہ جناب سیدہ نے اپنی میراث مانگی ترکہ رسول اللہ سے ابوبکر صاحب نے انکار کیا حضرت ناراض ہوئیں اور ترک کلام کیا ابوبکر سے۔ پس نہ کلام کیا تا وقت وفات حالانکہ اسکے بعد چھ چھ مہینہ تک زندہ رہیں اور دفن کیا آپکو جناب امیر نے شب کے وقت اور نہ اجازت دی گئی ابوبکر کو۔ اور خود حضرت علی نے نماز جنازہ پڑھی اور تھی حضرت علی کے لئے ایک طرح کی آبرو زندگی حضرت فاطمہ سے جب وفات پائی انہوں نے تو سب کے منہ پھر گئے حضرت سے پس آپنے التماس کیا مصالحہ کا ابوبکر سے

اور تنہا بلایا اس کراہت سے کہ عمر اُنکے ساتھ نہ آئیں۔

پس دیکھئے یہی فرق ہی آل و اصحاب کا کہ آل رسول جبھی ناراض ہوے خدا کے لئے کہ چونکہ ابو بکر صاحب نے شریعت رسول میں تغیر دینا چاہا کہ بیٹی کو میراث پدر سے محروم کریں اسلئے جناب سیدہ ایسی ناراض ہوئیں کہ تادم مرگ کلام نہ کیا۔ بخلاف عائشہ کہ جب اُنکو معلوم ہوا ابن الزبیر ہماری خراجی اور بیجا اسراف کو روکنا چاہتے ہیں تو بگڑ بیٹھیں جھٹ جھٹ قسمیں کھانے لگیں اب میں نہ بولونگی۔ جب ابن الزبیر اپنے ارادہ سے باز آیا تو نہ قسم کا خیال رہا نہ عہد کا۔ (باقی آیندہ)

فیصلہ امامت و اقتدا

گذشتہ سے پیوستہ

قسم دوم احادیث رسول اللہؐ

اگرچہ ان نصوص صریحہ عموم آیات قرآنی کے بعد اسکی ضرورت نہ تھی کہ احادیث رسول اللہ بھی پیش کروں کیونکہ خود قرآن میں ہی قل ان اتبع الا ما یوحی الی کہہ تو اے محمدؐ کہ ہم تو انھیں احکام کی متابعت کرتے جسکی وحی کیجاتی ہی میری طرف پھر کیونکر ممکن ہی کہ حضرت کی کوئی حدیث اسکے خلاف ہو۔

مگر چونکہ فرقہ اہل حدیث تمامتر قرآن کا مخالف ہی اور زبانی طور سے اتباع حدیث کا مدعی حالانکہ تحریر سابق میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اُنکے مذہب کا مدار اس مسئلہ میں صرف قول حضرت عثمان و حسن بصری پر ہی لہذا میں چند حدیثیں رسول اللہؐ کی پیش کرتا ہوں جن سے معلوم ہو کہ حضرت نے کس طرح امام عادل کی اقتدا کا حکم دیا ہی۔ اور یہ تو یقینی ہی کہ اقتدائے فاجر و فاسق کی ہرگز حضرت نے اجازت نہیں دی ہی صحیح بخاری میں ہی باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ و فضل المساجد حدثنا محمد بن بشار

قال حدثنا یحیی عن عبید اللہ قال حدثنی حبیب بن عبد الرحمن عن
حفص ابن عاصم عن ابی ہریرہ عن النبی قال سبعۃ یظلہم اللہ فی ظلہ یوم
لا ظل الا ظلہ الامام العادل وشاب نشا فی عبادۃ ربہ ورجل قلبہ معلق
فی المساجد ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا ورجل طلبتہ ذات
منصب وجمال فقال انی اخاف اللہ ورجل تصدق اخفا حتی لا تعلم
شمالہ ما تنفق یمینہ ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ ص ۳۸ جلد ارشاد الساری
یعنی ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں کہ خدا انپر اپنا سایہ ڈالیگا جس دن
بجز اسکے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا ایک امام عادل۔ دوسرے وہ جوان جو نشو ونما پائے عبادت
خدا میں تیسرے وہ شخص جسکا قلب معلق ہو مساجد میں چوتھے وہ دو شخص جو خدا
کیلئے محبت کرتے ہیں خواہ مجتمع ہوں خواہ متفرق پانچویں وہ جو کسی عورت صاحب جمال
ومنصب کے جواب میں کہے کہ میں خدا سے خوف کرتا ہوں چھٹے وہ جو مخفی خیرات کرے
ساتویں وہ جو خدا کا ذکر کرے تو اسکی آنکھیں گریاں ہوں۔

ہمارا استدلال امام عادل سے ہے کہ حضرت نے اسکے اقتدا واتباع کی ترغیب وتحریص دی
ہے اور اسکے لئے یہ درجہ مقرر کیا ہے کہ خدا کے سایہ میں ہوگا روز قیامت۔

ابن حجر اس سے خلیفہ کو مراد لیتے ہیں والمراد صاحب الولایۃ العظمی ویلتحق
بہ کل من ولی شیئا من امور المسلمین فعدل فیہ ص ۲۶ جلد اول کہ مراد اس سے
صاحب ولایت عظمی ہے اور اس سے وہ لوگ ملحق ہیں جو کسی امر مسلمین کے متولی ہوں
مگر یہ تخصیص انکی خلاف رائے بخاری ہے کیونکہ انھوں نے اس حدیث کو کتاب
الصلوۃ میں وارد کیا ہے۔ جس سے امام صلوۃ مراد ہے

اسیطرح صحیح بخاری۔ کا باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ اسی کا موید ہے کہ امام جماعت
اہل علم وفضل کو ہونا چاہیے جس میں امامت حضرت ابو بکر کی احادیث موضوعہ

لائے گئے ہیں۔ اسکے موید ہیں کہ امام کو عادل ہونا چاہیئے اسیطرح باب اذا استووا فی القرأة فلیؤمهم اکبرهم اسکا موید ہے اصل حدیث یہ ہے واذا حضرت الصلوٰة فلیؤذن لکم احدکم ولیؤمکم اکبرکم۔

کیونکہ فتح الباری میں ہے ولا یخفی ان محل تقدیم الاقرأ انما هو حیث یکون عارفا بما یتعلق معرفته من احوال الصلوٰة فاما اذا کان جاهلا بذلک فلا تقدیم اتفاقا والسبب فیه ان اهل ذلک العصر کانوا یعرفون معانی القرآن لکونهم اهل اللسان فالاقرأ منهم بل القاری کان افقه فی الدین من کثیر من الفقهاء الذین جاؤا بعدهم صفحہ ۲۰ جلد ۱

یعنی تقدیم اعرف کی ورحقیقت یہ نہیں ہے کہ وہ شخص قاری ہو بلکہ یہ کہ عارف بالاحکام ہو اور اگر وہ قاری جاہل ہے تو ایسا شخص مستحق تقدیم نہیں۔ اور چونکہ اسوقت میں وہ لوگ صاحب لسان ہوتے تھے اسلئے احکام کو زیادہ سمجھتے اسلئے قاری کو تقدیم دیا کہ وہ افقہ بھی تھے۔

اور شرح اسکی لکھتے ہیں یحتمل ان یکون الاکبر منهم کان یومئذ هو الافقه یعنی محتمل ہے کہ جو لوگ اکبر ہوتے تھے یعنی سن میں بزرگ ہوتے تھے وہی زیادہ عالم ہوتے

اگرچہ ان احادیث میں بعدالت کی تصریح ہے نہ فسق وفجور کی مگر عقلی طور سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مقصد رسول اللہ صلعم کا سے کیا ہے آیا فاسقین و فاجرین کی اقتدا کو بتایا یا علما صلحا عادلین کی اقتدا کی ہدایت کرنا کیونکہ اقرء وافقہ - واکبر کی تحقیقات خود بتارہی ہے کہ ہرگز حضرت نے فاسقین و فاجرین کی اقتدا کا حکم نہیں دیا ہے۔ امام عادل کی شرح میں ابن حجر لکھتے ہیں واحسن ما فسر به العادل انه الذی تبع امر الله بوضع کل شیء فی موضعه من غیر افراط وتفریط وقدمه فی الذکر لنفع العموم صفحہ ۳ جلد اول

یعنی عادل کی بہترین تفسیر یہ ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو اتباع کرے امر خدا کا ہر چیز میں کہ وضع کرے اُسکو اسکے محل میں بغیر افراط و تفریط اور وجہ تقدیم یہ ہے کہ نفع اسکا عام ہے اب آیہ ولاتر کنوا الی الذین ظلموا کو اور اس حکم امام عادل کو ملاؤ تو صاف نتیجہ ظاہر ہو کہ مراد رسول اقتدائے امام عادل ہے نہ امامت فاسق و فاجر جسکی اجازت کسی حدیث سے نہیں پائی جاتی۔

سنن ابوداؤد میں ہے عن ابن عمر انہ لما قدم المهاجرون الاولون نزلوا العصبۃ قبل مقدم رسول اللہ فکان یؤمہم سالم مولی ابی حذیفہ وکان اکثرہم قرآنا زاد الہیثم وفیہم عمر بن الخطاب ابو سلمۃ بن عبد الاسد

یعنی ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ مہاجرین اولین جب وارد مدینہ ہوئے اور مقام عصبہ میں ٹھہرے کیا قبل قدوم رسول اللہ تو سالم غلام ابو حذیفہ امامت کرتے تھے کیونکہ انکو قرآن زیادہ یاد تھا اور تھے اُن لوگوں میں عمر بن الخطاب اور ابو سلمہ بن عبد الاسد۔

اس روایت سے یہ وضاحت تمام ظاہر ہے کہ باوجود فضیلت مہاجرین کے جو حضرت عمر بھی تھے جنکے علم و فضل سے اہل سنت بخوبی واقف ہیں مگر امامت جماعت انکو عہد رسول میں نہ ملی بلکہ سالم غلام ابو حذیفہ نماز پڑھایا کرتے۔ تو بجز اسکے کہ یہ صفت عدل سے معرا تھے اور کیا باعث تھا کہ یہ امام نہ بنائے گئے۔

سنن ابوداؤد میں ہے عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ ص کان یقول ثلاثۃ لا یقبل اللہ منہم صلوۃ من تقدم قوما وہم لہ کارہون ورجل اتی الصلوۃ دبارا والدبار ان یاتیہا بعد ان تفوتہ ورجل اعتبد محرر ۃ صد ۸۸ یعنی عبد اللہ بن عمر راوی ہیں کہ حضرت فرمایا کرتے تھے تین آدمی کی نماز نہیں قبول ہوتی ایک تو وہ جو آگے ہو کسی قوم کے درحالیکہ وہ لوگ کراہت رکھتے ہوں اُس سے دوسرے وہ جو بعد فوت نماز آئے تیسرے وہ جو غلام بنایا جاوے

تعلیق محمود میں ہو قال ابن مالک ای کارھون لبدعۃ او فسقہ او جہلہ
یعنی مقتدی اُس امام سے کراہت رکھتے ہوں بسبب اُسکی بدعت کے یا فسق کے
یا جہل کے۔ اِس حدیث کو دیکھکر حضرات اہل سنت کہہ سکتے ہیں کہ اُنکی نماز امام فاسق
و فاجر کے پیچھے کیا حکم رکھتی ہو کیونکہ حضرت بتصریح صریح فرماتے ہیں ایسونکی نماز قبول نہیں
حدیث اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم (قط
بیتق عن ابن عمر) ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیومکم خیارکم ابن عساکر عن
ابی امامہ)
ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیومکم علماکم فانھم وفدکم فیما بینکم
وبین ربکم (طب عن مرثد الغنوی) کنز العمال ص ۱۲۶
صریح حدیثیں ہیں اس مادہ میں کہ امام کو نیکوکار اور عالم ہونا چاہیئے نہ کہ ہر جاہل و فاسق
کے پیچھے اقتدا جائز ہو
چونکہ ان حدیثوں کی تحقیقات آئندہ مذکور ہوگی جہاں مخاطب کے اقوال سے بالتفصیل
بحث کیجائیگی لہٰذا ہم صرف ان احادیث کے ذکر پر اختصار کرتے ہیں کہ تمامی اہل اسلام
عموماً اور اہل سنت و اہلحدیث خصوصاً ان احادیث پر غور کریں کہ ان احادیث سے
اُنکو کیا حکم معلوم ہوتا ہو آیا حضرت کی رضامندی امامتِ فاسقین پر ثابت ہوتی ہو
یا امامت عادلین و صالحین پر کیونکہ قدر شرک جو ان احادیث سے ثابت ہوتا ہو
وہ یہی ہو کہ امام کے لئے کچھ قواعد و شرائط ہیں۔ نیکوکار ہو۔ عالم ہو۔ اقرء ہو اکبر ہو
اعلم بالسنۃ والکتاب ہو نہ یہ کہ ہر فاسق و فاجر کو امام بنالیں۔

قسم سوم عمل صحابہ

اب ہم تیسری قسم عمل صحابہ کو لکھتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ صحابہ میں جو لوگ دیندار
اور نیکوکار تھے اُنکا طرز عمل اس بارے میں کیا تھا اگرچہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں با تفاق

اہل سنت قول وفعل صحابہ کو احکام شرعیہ میں کسی طرح کی مداخلت نہیں ہے۔ مگر چونکہ بنا بر
لایق مخاطب نے جواز اقتدائے فاسقین میں قول عثمان و حسن بصری وفعل صحابہ
سے استدلال کیا ہے لہذا ان صحابہ کا عمل زیادہ قابل وثوق ہوگا جو با تفاق
فریقین اخیار صحابہ سے تھے۔
سعد بن عبادہ کے حال میں ہے (تخلف سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ عن
البیعۃ) فقال سعد بن عبادۃ اما واللہ لو ان لی ما اقدر بہ علی النہوض
لسمعتم منی فی اقطارھا زئیرا یخرجک انت واصحابک ولالحقتک
بقوم کنت فیہم تابعا غیر متبوع خاملا غیر عزیز فتابعہ الناس بیعا
حتی کادوا یطأون سعدا۔ فقال سعد قتلتمونی فقیل اقتلوہ قتلہ
اللہ فقال سعد احملونی من ھذا المکان فحملوہ فادخلوہ دارہ وترک
ایاما ثم بعث الیہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان اقبل فبایع فقد بایع
الناس وبایع قومک فقال اما واللہ حتی ارمیکم بکل سہم فی کنانتی
من نبل واخضب منکم سنانی ورمحی واضربکم بسیفی ما ملکتہ یدی و
اقاتلکم بمن معی من اھلی وعشیرتی ولا واللہ لو ان الجن اجتمعت لکم
مع الانس ما بایعتکم حتی اعرض علی ربی واعلم حسابی فلما اوتی بذلک
ابوبکر من قولہ قال عمر لا تدعہ حتی یبایعک فقال لہم قیس بن سعد
انہ قد ابی ولج ولیس یبایعک حتی یقتل وولدہ معہ واھل بیتہ
وعشیرتہ ولن تقتلوھم حتی تقتل الخزرج ولن تقتل الخزرج حتی
یقتل الاوس فلا تفسدوا علی انفسکم امرا قد استقام لکم
فاترکوہ فلیس ترکہ بضارکم وانما ھو رجل واحد فترکوہ وقبلوا
مشورۃ (ا) بشیر بن سعد واستنصحوہ لما بدا لھم منہ فکان

سعد لا یصلی بصلاتهم ولا یجتمع بجمعتهم ولا یفیض بإفاضتهم ولو یجد علیهم اعوانا لصال بهم ولو یبایعه احد علی قتالهم لقاتلهم فلم یزل کذلک حتی توفی ابوبکر رحمہ اللہ وولی عمر بن الخطاب فخرج الی الشام فمات بها ولم یبایع لاحد رحمہ اللہ

کتاب الامامہ والسیاسہ امام ابن قتیبہ دینوری ص ۱۷

بیعت ابوبکر سے انکار کیا سعد بن عبادہ نے اور کہا قسم خدا کی اگر ہمکو کھڑے ہونے کی طاقت ہوتی تو سنتے تم مجھ سے اطراف میں وہ شیرانہ ڈکار کہ نکال دیتی مدینہ اور تمھارے احباب کو اور ملحق کر دیتی اُس قوم سے جسمیں تم تابع تھے نہ متبوع اور ذلیل تھے اور گمنام۔ نہ عزیز۔ پس سب نے بیعت کی ابوبکر کی یہانتک کہ قریب تھا کچل دیں سعد کو۔ سعد نے کہا۔ تم لوگوں نے ہمکو مار ڈالا کسی نے کہا مار ڈالو اسکو خدا قتل کرے۔ کہا سعد نے کہ ہمکو اُٹھا لیچلو اس مکان سے سب اُٹھا کر لے گئے اُنکے گھر میں اور چند روز تک چھوڑ دیا۔ اُسکے بعد ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ آکر بیعت کرو کہ لوگوں نے بیعت کی ہے۔ سعد نے کہلا بھیجا کہ قسم خدا کی جبتک میں اُن سب تیروں کو تمپر نہ چلالوں جو ہمارے ترکش میں ہیں۔ اور تمھارے خون سے اپنے نیزہ اور تیر کو نہ رنگین کریں اور جب تک تلوار سے تمکو نہ ماریں۔ جہانتک کہ میرے ہاتھ میں قوت ہو اُسوقت تک بیعت نہ کرونگا میں تمسے قتال کرونگا اپنے اہل و عشیرہ کے ساتھ قسم خدا کی اگر جن و انس بھی تمھارے لیے جمع ہوں جب بھی ہم بیعت نہ کریں گے یہانتک کہ خدا پر عرض کیا جاؤں اور اپنا حساب معلوم کروں جب یہ پیغام ابوبکر کو پہونچا تو عمر نے کہا جب تک بیعت نہ کرے نہ چھوڑنا چاہیے۔ قیس بن سعد نے کہا کہ سعد نے بیعت سے انکار کیا اور اسپر مصر ہے اب جب تک قتل نہ ہوگا بیعت نہ کریگا اور قتل نہ ہوگا جب تک اُسکی اولاد اور اہل عشیرہ نہ قتل ہوں اور وہ اسیوقت

قتل ہونگے جبتک تمام قبیلہ خزرج قتل نہ ہوں اور خزرج نہ قتل ہونگے جب تک اوس بھی نہ مقتول ہوں پس اپنے امر کو فاسد نہ کرو جو درست ہو چکا ہے چھوڑ دو کہ اُسکا ترک کوئی مضر نہیں کیونکہ وہ ایک شخص تنہا ہے۔ پس لوگوں نے چھوڑ دیا اور قبول کیا مشورہ قیس کو اور اُسکی نصیحت کو مان لیا۔ اسکے بعد سعد نہ ان لوگونکے ساتھ نماز پڑھتے نہ اُنکی جماعت میں شریک ہوتے نہ اُنکے ساتھ حج کرتے۔ اور اگر اعوان و انصار اُنکو ملتے تو ضرور اُنپر حملہ کرتے اور قتال کرتے۔ وہ اسی حالت پر باقی رہے یہانتک کہ وفات پائی ابوبکر نے اور خلیفہ ہوئے عمر پس چلے گئے شام کیطرف اور وہیں وفات پائی اور کسیکی بیعت نہ کی۔

اس واقعہ سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ سعد بن عبادہ حضرت ابوبکر کی بیعت سے دستکش تھے اور اُنکو واجب القتل سمجھتے کہ اگر اعوان و انصار ملتے تو اُنکو قتل کرتے اور جہاد کرتے۔ اسکے ساتھ نہ اُنکے ساتھ نماز پڑھتے نہ اُنکی جماعت میں شریک ہوتے۔ جس سے ادنیٰ تامل معلوم ہوگا کہ اگر ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز درست ہوتی تو سعد بن عبادہ ضرور اُنکے ساتھ نماز پڑھا کرتے کیونکہ یہ یقینی ہے سعد بن عبادہ۔ ابوبکر صاحب کو مشرک کافر نہیں سمجھتے تھے۔

پس اگر حضرات اہل سنت کو صحابہ ہی کا طرز عمل پسند ہے اور اُنھیں کی اقتدا کیا جاتا ہے تو اس صحابی جلیل القدر کے طرز عمل کا اتباع کریں۔ کیونکہ آخر سعد بھی تو صحابی ہیں اور صحابی بزرگ دینداری میں اُن صحابہ سے کم نہ ہونگے جنکا طرز عمل یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ فاسقین و فاجرین کی اقتدا کرتے۔

اگر سعد بن عبادہ کے حالات ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو سکتا ہے وہ کیسے جلیل القدر صحابی تھے استیعاب ابن عبدالبر کی میں ہے۔ سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارثہ بن ابی حلیمہ + کان نقیبا شہد العقبہ و بدرا فی قول بعضہم +

فقال شہد بدرا مع النبی قال ویقال لم یشہد بدرا وکان عقبیا
نقیبا سیدا جوادا قال ابو عمر کان سید ان الانصار مقدما وجیہا له
ریاسة وسیادة یعرف قومه لهما + وفی سعد بن عبادة وسعد بن
معاذ جاء الخبر المأثور ان قریشا سمعوا صایحا یصیح لیلا علی ابی قبیس ۵

فان نسلم السعدان یصبح محمد — بمکة لا یخشی خلاف مخالف

قال فظنت قریش انهما سعد بن زید مناة بن تمیم وسعد هذیم
من قضاعة فلما کان اللیلة الثانیة سمعوا صوتا علی ابی قبیس ۵

ایا سعد سعد الاوس کن انت ناصرا — ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف
اجیبا الی داعی الهدی وتمنیا — علی الله فی الفردوس منیة عارف
فان ثواب الله للطالب الهدی — جنان من الفردوس ذات رفارف

قال فقال هذان والله سعد بن معاذ وسعد بن عبادة قال ابو عمر و
الیهما ارسل رسول الله ﷺ یوم الخندق یشاورهما فیما اراد ان یعطیه
یومئذ عیینة بن حصین من تمر المدینة وذالک انه اراد ان یعطیه
یومئذ ثلث اثمار المدینة لینصرف بمن معه من غطفان ویخذل الاحزاب
وابی عیینة الا ان یاخذ نصف التمر فارسل رسول الله ﷺ الی سعد بن
معاذ وسعد بن عبادة دون سائر الانصار لانهما کانا سیدی قومهما کان
سعد بن معاذ سید الاوس وسعد بن عبادة سید الخزرج
فشاورهما فی ذلک + وتخلف سعد بن عبادة عن بیعة ابی بکر رض
وخرج من المدینة ولم ینصرف الیها الی ان مات بحوران من ارض
الشام سنتین ونصف مضیتا من خلافة عمر وذالک سنة خمس
عشرة وقیل سنة اربع عشرة وقیل بل مات سعد بن عبادة فی

خلافۃ ابی بکر رض احد و عشرون شہرا ولم یختلفوا انہ وجد میتا فی مغتسلہ وقد اخضر جسدہ ولم یشعروا بموتہ حتی سمعوا قائلا یقول ولا یرون احدا

ص ۲۴۷ جلد ۲

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رمیناہ بسہمین فلم یخط فوادہ

یعنی سعد بن عبادہ نقیب تھے (یہ خاص عہدہ ہے جو بارہ صحابہ کو حاصل تھا) شریک عقبہ تھے (جو قبل از ہجرت انصار نے حضرت کی بیعت کی تھی مکہ معظمہ میں) اور جنگ بدر میں بھی شریک تھے بقول بعض۔ بعض کا قول ہے کہ جنگ بدر میں شریک تھے اور بعض کا بیان ہے کہ نہیں شریک تھے۔ دونو عقبہ میں شریک تھے نقیب تھے۔ سید تھے۔ جواد تھے۔ کہا ابو عمر نے کہ یہ انصار کے سردار تھے۔ مقدم وجیہ۔ صاحب ریاستہ و سیادہ کہ تمامی انصار میں مشہور تھے۔ خبر ماثور میں آیا ہے کہ قریش نے ہاتف سے یہ شعر سنا تھا۔ کہ اگر اسلام لائیں دونو سعد۔ تو محمد کو بھی مکہ میں خوف نہ رہیگا۔ قریش نے یہ سنکر گمان کیا کہ مراد اس سے سعد بن زید مناۃ ہے اور سعد بن ہذیم جو بنی قضاعہ سے تھا (اور مکہ میں مقیم تھے) لہذا جب دوسری رات ہوئی تو ہاتف کی یہ آواز آئی۔ ای سعد رئیس قبیلہ اوس تم مددگار رہو۔ اور ای سعد قبیلہ خزرج کے (یہی سعد بن عبادہ ہیں کا حال لکھا جا رہا ہے) تم دونو اجابت کرو داعی اللہ کی۔ یہ سنکر قریش نے کہا کہ مراد اس سے سعد بن معاذ ہیں اور سعد بن عبادہ ابو عمرو کہتے ہیں کہ آنحضرت نے جنگ خندق میں انھیں دونو سعد سے مشورہ لیا جبکہ عیینہ بن حصین سے حضرت نے صلح کرنا چاہا کہ ثلث تمر مدینہ لیکر اپنے قبیلہ بنی غطفان کو واپس لے جاے۔ اُسنے کہا نہیں ہم نصف لینگے۔ تو حضرت نے انھیں دونو سعد سے مشورہ لیا نہ دوسرے لوگوں سے انصار سے کیونکہ سعد بن عبادہ سردار قبیلہ خزرج تھے اور سعد بن معاذ رئیس قبیلہ اوس۔ سعد بن

عبادہ نے انکار کیا بیعت ابوبکر سے اور نہ بیعت کی انکی ۔ یہ اپنے غسل خانہ میں مردہ پائے گئے ۔ اور تمام جسم انکا سبز ہو گیا تھا ۔ انکی موت کسیکو معلوم نہوئی جب ہاتف کا یہ شعر سنا کہ تین تیر ہتے مارا سعد بن عبادہ کو تب جا کر لوگونکو معلوم ہوا ۔

ان حالات سے بخوبی ظاہر ہے کہ یہ کیسے اکابر صحابہ ہیں جنکو صرف بدری ہی نہ تھے بلکہ عقبی تھے اور حضرت انسے مشورہ لیا کرتے ۔ تو پھر انکا طرز عمل کیوں قابل قبول نہ ہوگا جو نہ شریک بیعت ابوبکر ہوئے نہ انکے پیچھے نماز پڑھتے نہ ان کی جماعت میں شریک ہوتے ۔

اگر ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز درست ہوتی تو انہوں نے خلیفہ اول کی اقتدا کیوں ترک کر دی تھی جب صاف ظاہر ہے کہ اسوقت تک یہ مسئلہ مسلم الثبوت تھا کہ غیر عادل کے پیچھے نماز درست نہیں ۔ اسیوجہ سے چونکہ حضرت سعد بن عبادہ نے بوجہ قبضہ خلافت ابوبکر صاحب کو ساقط العدالہ سمجھا تو انکی اقتدا ترک کر دی کہ ایسا شخص قابل امامت نہیں ہے ۔

دوسرے صحابی ابو قتادہ انصاری ہیں جنہوں نے خالد بن ولید کے ساتھ شرکت قتال پر عہد کیا تھا کہ اب کبھی انکے ساتھ شریک جنگ نہ ہونگے کیونکہ خالد نے مالک بن نویرہ کو ناحق قتل کیا تھا چنانچہ تاریخ طبری میں ہے ۔ وکان ممن شہد لمالک بالاسلام ابو قتادہ الحرث بن ربعی اخو بنی سلمہ وقد کان عاھد اللہ الا یشھد مع خالد حربا ابدا بعدھا ۔

یعنی جن لوگوں نے اسلام مالک بن نویرہ کی گواہی دی تھی منجملہ انکے ابو قتادہ انصاری بھی تھے جنہوں نے اسکے بعد عہد کیا تھا خدا سے کہ اب کبھی خالد بن ولید کے ساتھ کسی لڑائی میں نہ شریک ہونگے ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ عہد اسی

غرض سے تھا کہ اگر شریک جنگ ہونگے تو خالد کے پیچھے نماز پڑھنی ہوگی کیونکہ یہی قاعدہ تھا جو لشکر کا سردار ہوتا وہی امامت جماعت بھی کرتا اسیوجہ سے ابو قتادہ نے عہد کیا۔ ورنہ محض جنگ تو ایسی چیز نہیں ہے جسکے نسبت یہ عہد کیا جاوے کہ فلاں کی ہمراہی میں جنگ نہ کرینگے۔

تیسرے جمہور صحابہ کا وہ طرز عمل ہے جو حضرت عثمان کے ساتھ کیا گیا کہ سب نے انکے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور اقتدا انکی ترک کی جسکا اعتراف خود مخاطب کو بھی ہے آخر وجہ ترک اقتدا کیا تھا یہی نہ کہ صحابہ آپکو عادل نہیں سمجھتے تھے جس سے سب نے انکی اقتدا ترک کی۔

اس واقعہ کی تفصیل تو طولانی ہے مگر ایک مختصر واقعہ یہاں لکھا جاتا ہے کتاب الامامہ والسیاسہ ابن قتیبہ میں ہے قال وذکروا ان عثمان لما منع الماء صعد علی القصر واستوی فی اعلاہ ثم نادی این طلحۃ فاتاہ فقال یا طلحۃ اما تعلم ان بئر رومۃ کانت لفلان الیہودی لا یسقی احدا من الناس منہا قطرۃ الا بثمن فاشتریتہا باربعین الفا فجعلت رشائی فیہا کرشاء رجل من المسلمین لم استاثر علیہم قال نعم۔ قال فہل تعلم ان احدا یمنع ان یشرب منہا الیوم غیری لم ذلک قال لانک بدلت وغیرت قال فہل تعلم ان رسول اللہ قال من اشتری ھذا البیت وزادہ فی المسجد فلہ بہ الجنۃ فاشتریتہ بعشرین الفا وادخلتہ فی المسجد قال طلحۃ نعم قال فہل تعلم الیوم احدا یمنع فیہ من الصلاۃ غیری قال لا قال لم قال لانک غیرت وبدلت ثم انصرف عثمان وبعث الی علی یخبرہ انہ منع من الماء ویستغیث بہ فبعث الیہ علی ثلاث قرب مملوۃ ماء فما کادت تصل الیہ

صـ ۶۴
فقال طلحة ما انت وهذا وكان بينهما في ذلك كلام شديد

یعنی جب عثمان پر پانی بند کیا گیا تو وہ بالاے قصر چڑھے اور بہ آواز بلند کہا طلحہ کہاں ہے؟ طلحہ آئے۔ تو کہا تم جانتے ہو کہ چاہ رومہ فلاں یہودی کے پاس تھا جو بغیر قیمت لئے کسیکو پانی پینے نہ دیتا تھا۔ میں نے اُسے چالیس ہزار پر خریدا اور اُس میں اپنا حصہ بھی وہی مقرر کیا جو سب مسلمانوں کا ہے۔ اب تم جانتے ہو کہ اُس سے سب پیتے ہیں ایک صرف ہم محروم ہیں کیوں؟ طلحہ نے کہا اس وجہ سے کہ تم نے تغیر کیا اور تبدیل دیا (شریعت کو) عثمان کہا یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ جو شخص اس مکان کو خریدے اور داخل مسجد کرے تو وہ داخل جنت ہو گا میں نے اسے بیس ہزار پر خریدا اور داخل مسجد کیا طلحہ۔ ہاں۔ عثمان۔ یہ بھی جانتے ہو کہ آج اس میں سب نماز پڑھ رہے ہیں صرف ہم ہی محروم کئے گئے ہیں۔ یہ کیوں؟ طلحہ نے کہا اسوجہ کہ تم نے تغیر دیا اور تبدیل کیا۔ اسکے بعد عثمان وہاں سے ہٹ آئے اور حضرت علی کے پاس فریادی ہو کر کہلا بھیجا کہ پانی بند کر دیا ہے تو حضرت علی نے تین مشک پانی بھجوایا جس پر طلحہ سے سخت گفتگو ہوئی۔

اس عبارت سے بہ صراحت تمام ظاہر ہے کہ جمہور صحابہ نے جنکے سرغنہ طلحہ تھے اسوجہ سے نماز سے روکا کہ عثمان نے شریعت نبوی میں تغیر و تبدل کیا تھا۔ پھر فاسق و فاجر کی اقتدا کیونکر جائز ہو سکتی ہے کیونکہ جمہور صحابہ کی یہی رائے تھی امامت فاسق جائز نہیں۔ طلحہ و زبیر اور سائر صحابہ کو عثمان صاحب کے ساقط العدالہ ہونے پر ایسا یقین تھا کہ اس واقعہ کے بعد بھی اُنکا وہی کلام تھا جو پہلے تھا۔ چنانچہ اُسی کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں ہے وذکروا انہ لما کان فی الصباح اجتمع الناس فی المسجد وکثر الندم والتاسف علی عثمان رحمہ اللہ وسقط فی ایدیہم واکثر الناس علی طلحہ والزبیر واتہموھما بقتل عثمان فقال الناس لہما ایہا الرجلان

قد وقعنا فی امر عثمان فخلیا انفسکما فقام طلحہ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس انا واللہ ما نقول الیوم الا ما قلناہ امس ان عثمان خلط الذنب بالتوبہ حتی کرہنا ولایتہ وکرہنا ان نقتلہ وسرنا ان یکفا وقد کثر فیہ اللحاج وامرہ الی اللہ ثم قام الزبیر فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم قال ایہا الناس ان اللہ قد رضی لکم الشوری فاذہب بہ الہوی وقد تشاورنا فرضینا علیا فبایعوہ واما قتل عثمان فانا نقول فیہ ان امرہ الی اللہ وقد احدث احداثا واللہ ولیہ فیما کان منہ

یعنی قتل عثمان کے دوسرے روز سب جمع ہوا ور ندامت و افسوس کرنے لگے۔ اور سب کا ہجوم طلحہ و زبیر پر تھا کہ انھیں دونوں نے قتل کیا عثمان کو پھر لوگوں نے کہا اے دو نو آدمی تم ہی نے عثمان کے بارے میں اتنی کاوش کی تھی اب تم دونوا اپنی رائے ثابت کرو۔ طلحہ نے کھڑے ہو کر بعد حمد و نعت کہا ایہا الناس ہم قسم خدا کی آج بھی وہی کہینگے جو کل کہا تھا۔ کہ عثمان نے گناہ کو مخلوط کیا توبہ کے ساتھ یہانتک کہ ہمنے کراہت کی۔ اور کراہت کی اُنکی ولایت سے۔ اور مکروہ سمجھا اُنکے قتل کو اور خوش ہوے اس سے کہ دوسرے نے کفایت کی۔ اب تم لوگ اُنکے بارے میں بہت کچھ کلام کرتے ہو حالانکہ امر اُنکا حوالہ بخدا ہی۔ پھر زبیر کھڑے ہوا اور کہا کہ خدا راضی ہوا شورے سے اور ہم لوگوں نے باخود ہا شورے کیا پس راضی ہوے علی پر۔ اب اُنکی بیعت کرو لیکن قتل عثمان میں اُنکے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ امر اُنکا حوالہ بخدا ہی۔ اُنہوں نے بہت سی بدعتیں کیں خدا اُنکا ولی ہی اُس میں جو ہوا

ہماری غرض اس تحریر سے صرف اسیقدر ہے کہ اُس زمانہ میں بعد قتل بھی کسی صحابی نے ان طلحہ و زبیر سے نہ اپنی ندامت ظاہر کی نہ یہ کہا کہ فعل ناجائز ہوا بلکہ اُن کو

واجب القتل ہی سمجھتے رہے۔ پھر کیونکر انکی اقتدا کرتے اور امام بناتے۔
چوتھے اُن صحابہ کا طرز عمل آپکے پیش نظر ہونا چاہیے جنھوں نے جناب امیر کی بیعت نہ کی اور ہر امر میں حضرت سے علٰحدہ رہے۔ اس میں عبد اللہ بن عمر۔ سعد بن ابی وقاص محمد بن مسلمہ انصاری اور بہت سے صحابہ داخل تھے۔ آخر انکی علٰحدگی کا باعث کیا تھا بجز اسکے کہ بخیال اہل سنت وہ لوگ حضرت کو اسکا اہل نہیں سمجھتے تھے۔ پھر آپنے صحابہ کے مقابلہ میں آپکا یہ حکم کہ ہر فاسق و فاجر کی اقتدا جائز ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جو اپنے ان مخالفین کی نسبت فرمایا ہے چونکہ بہت مختصر لفظوں میں حضرت نے سب کی حالت بیان کردی ہے لہذا اُسکا بیان ضروری ہے کتاب الامامہ والسیاسہ میں ہے فانصرف عمار الی علی فقال لہ علیؑ دع ھولاء الرھط اما ابن عمر فضعیف واما سعد فحسود وذنبی الی محمد بن مسلمہ انی قتلت اخاہ یوم خیبر مرحب الیہودی ص۹۔
یعنی جب حضرت عمار ان لوگونکو سمجھا بجھا کر واپس آئے تو حضرت علی نے کہا چھوڑ دو ان لوگونکو۔ ابن عمر ضعیف ہے سعد بن ابی وقاص حاسد ہے۔ اور محمد بن مسلمہ کی خدمت میں میرا یہی قصور ہے کہ مینے اُسکے بھائی مرحب یہودی کو خیبر میں قتل کیا۔
اس کلام سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرات اہل سنت کے صحابہ کبار کس دین و ایمان کے تھے کہ چونکہ حضرت نے مرحب کو بروز خیبر قتل کیا تھا۔ اُسکے بھائی محمد بن مسلمہ کو حضرت سے ایسی عداوت ہوگئی تھی کہ تمامی مہاجرین وانصار کی بیعت پر بھی وہ راضی نہ ہوا کہ حضرت کی بیعت کرے۔ اسی سے اہل سنت سمجھ سکتے ہیں کہ صحابہ کو حضرت سے کیوں عداوت تھی اور کیوں محروم کیا۔؟
اگر خیال اختصار نہ ہوتا تو میں ایک ایک صحابی کے اُن بزرگونکا نام لکھتا جنھیں

جناب امیر نے بحمایت اسلام قتل کیا اور اُنکے اعزا کل صحابہ حضرت کے مخالف ہوگئے۔ اور یہی وجہ عداوت اہل سنت ہے جناب امیر کے ساتھ کہ حضرت قاتل کفار تھے اور یہ لوگ طرفدار کفار و اشرار۔

پانچویں عبد اللہ بن زبیر صحابی کے حالات بغور پڑھئے کہ اُنہوں نے یزیدیوں کی جماعت سے کسطرح علحدگی کی کہ نہ جماعت میں شریک ہوتے نہ حج میں پس اگر امامت فاسق جایز ہوتی تو کیوں وہ جماعت سے علحدہ ہوتے

یہیں سے اسکی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ جن صحابہ نے فاسقین کی اقتدا کی اگر وہ ایمان دار تھے تو بدرجہ مجبوری یہ امر اُنسے سرزد ہوا جسے شیعہ تقیہ کہتے ہیں اور اہل سنت نفاق تو بہر طور اُس سے استدلال نہیں ہو سکتا۔

(باقی باقی)

آریونکے اعتراضات کا ماخذ

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ زمانہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اسلامی دنیا میں ابتری پھیل گئی۔ پھوٹ کا چرچا ہوا۔ اور ہر ایک کو نفسا نفسی پڑ گئی۔ مہاجر کہتے تھے ہم سے امیر ہو۔ انصار کہتے تھے۔ ہم میں سے۔ کوئی کہتا تھا کہ ایک ہم سے ہو اور ایک تم سے۔ تیسرے نے کہا بھائی سے خلل خدائی میں پڑتا جو دو خدا ہوتے۔ جب دو خدا اونکا ایک قلمرو میں رہنا باعث فساد ہے تو دو امیرونکا گزر کیسے ہوتا۔ آخر جسکی لاٹھی اسکی بھینس دھینگا مشتی سے حضرت ابوبکر امیر مقرر ہوئے۔ بس پھر تو کیا تھا تخم خودغرضی بویا گیا۔ اور بقول سعدی سے

خشت اول چون نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

کاش یہ اس امارت کو محض ایک دنیاوی امارت ہی رکھتے لیکن ساتھ ہی اسکے انھوں نے دین میں بھی امارت کی ڈینگ بجائی - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ طرح طرح کی قابل اعتراض باتیں پیدا ہو گئیں بنامیہ کی سلطنت کے بعد سدی - قتادہ جبائی اور حسن بصری وغیرہ مسند آرائے تفسیر نظر آئے - مسند فقہ پر ابو حنیفہ - مالک وغیرہ جلوہ گر ہوئے - حدیث پر بخاری وغیرہ نے سکہ جمایا - اور جسطرح دنیاوی امارت خاندان رسول سے جدا کر لی تھی - اسیطرح دینی حکومت بھی اپنے ہاتھوں میں لی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امت محمدیہ بالکل متفرق ہو گئی - اور ان مفسروں - فقیہوں - محدثوں اور مورخوں نے وہ قابل اعتراض باتیں اپنی کتابوں میں درج کیں جس سے آج اسلام جیسا پاک مذہب مخالفین اسلام کا مورد طعن بن رہا ہے - رسول پاک کی ذات کی نسبت طرح طرح کے قابل اعتراض امور منسوب کئے گئے - رسول تو کیا - بلکہ خود خدا بھی ان سے نہ بچا - چنانچہ ہم ذیل میں باحسن الوجوہ ثابت کرینگے - کہ آریوں نے اسلام پر جتنے اعتراضات کئے ہیں ان سب کا ماخذ کتب اہل سنت ہی ہیں - کیا سواد اعظم کے کٹر مسلمان خصوصاً اڈیٹران النجم - کوذن گزٹ اور اہلحدیث اسی لئے اس مذہب کی حمایت کر رہے ہیں کہ اس سے اسلام بدنام ہو - اڈیٹر اہلحدیث جو آریوں سے ہمیشہ برسر پرخاش رہتے ہیں - یہ اچھی طرح جانتے ہونگے کہ انکو کتنی مشکلوں کا سامنا پڑتا ہے جنکو انھوں نے بارہا اپنے مواعظ میں بھی بیان کیا ہے - کیا کریں گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل - آریونکے مقابلے میں انھوں نے چند تاویلات کی تھیں - جن پر فوراً علماء اسلام کیطرف سے کتاب اربعین میں کفر وارتداد کے فتوے شائع ہو گئے - اب ہم ذیل میں آریونکے اعتراضات اور انکے ماخذ بیان کرتے ہیں -

خدا پر اعتراضات۔

(اسلامی خدا جسم رکھتا ہے خدا کے پنڈلی ہے۔ تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مطبع حیدری واقع بمبئی ۱۲۹۵ھ کے صفحہ ۳۰۹۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ ویبقی من کان یسجد فی الدنیا ریاء وسمعۃ فیذہب یسجد فیعود ظہرہ طبقا واحد قولہ عز وجل ویدعون الی السجود فلا یستطیعون یعنی الکفار والمنافقین یصیر اصلابہم کصیاصی البقر فلا یستطیعون السجود۔ ترجمہ محمد صاحب سے سنا گیا ہے کہ اس روز پروردگار ہمارا اپنی نورانی پنڈلی کھولیگا۔ اور اسکو سجدہ کرینگے ہر مومن مرد اور عورت اور باقی مرد اور عورت جنھوں نے دنیا میں ریائی سجدہ کیا ہے وہ مکار سجدہ نہ کر سکینگے۔ اور پشت انکی ایک پارہ ہو جائیگی اور حدیث میں ہے کہ پشت کافر اور منافق کی مانند سروں گاؤ کے ایک مہرہ ہو جائیگی پس سجدہ نہ کر سکینگے۔ مشکوۃ شریف کے باب الحشر میں بحوالہ آیت یوم یکشف عن ساق کے لکھا ہے۔ کہ یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنہ یعنی رب ہمارا ساق اپنی کھولیگا پس ہر مومن اور مومنہ اسکو سجدہ کرینگے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ حشر کے دن مسلمانوں کے پاس پروردگار آئیگا۔ جس صورت میں نہ پہچان سکینگے اور خدا فرمائیگا میں تمھارا رب ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔ کہینگے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا تو ہم پہچان لینگے۔ فرمائیگا کچھ نشان اسکا جانتے ہو۔ کہینگے جانتے ہیں ہم۔ پھر ظاہر ہوگا انکے پہچان کے موافق اور پنڈلی کھولیگا تو سجدہ میں گریں گے جو سچی نیت سے سجدہ کرتا ہوگا۔ اسکی پیٹھ نہ مڑیگی وہ الٹا سجدہ کریگا۔

آریہ مسافر کار یمارک۔ اے ناظرین! اس آیت (آیت نہیں من گھڑت تفسیر کو مسلمان) کو توجہ کی آنکھ سے دیکھئے۔ خدا بیچون وچرا محمدیوں کو کہتا ہے کہ قیامت کے روز میں تمکو دیدار دونگا (دیدار خدا کے قائلو! ذرا غور کرو) اور تم نہیں مانوگے اور پھر میں تمہارے اصرار کرنے پر پنڈلی سے جامہ اٹھا کر بتلاؤنگا تب تم سجدہ میں گروگے۔ جائے تعجب وحیرت ہے کہ خدا تعالیٰ بسبب زود رنجی کے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے اور نہیں شرماتا۔ انصاف کرو۔ کیا ایسی تعلیم الرحمٰن الرحیم کیطرف سے ہے؟ اور کیا ازنکار کے ساق سیمیں بھی موجود ہیں تکذیب براہین احمدیہ جلد اول وکلیات آریہ مسافر صـ۲۴۳ مصنفہ لیکھرام پشاوری۔

قدم خدا۔ حدیث حتی یضع الجبار قدمہ فی النار۔ (ترجمہ) تاکہ جبار یعنی خداوند پاؤں آگ میں رکھے اور ایسا ہی مثنوی رومی میں ہے۔ صـ۴۸ کلیات آریہ مسافر۔ نوٹ۔ معترض نے حوالہ کتاب حدیث نہیں دیا۔ غالباً یہ روایت مشکوٰۃ میں ہے۔ مختصر کیفیت وضع قدم کی یہ ہے کہ بعد از حساب جب اہل جہنم جہنم میں ڈالے جاوینگے تو جہنم کہیگا ھل من مزید۔ تو پھر خدا اپنا قدم جہنم میں ڈالیگا تو اسکی پیاس بجھے گی۔ واہ رے واضع حدیث! خوب گھڑت ہے۔ معترض یہ اعتراض کرنا بھول گیا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا دوزخی بھی ہے اور قرآن میں فرماتا ہے وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین تو اس سے خدا کا ناس اور حجارہ اور کافر ہونا ثابت ہوا۔

خدا کا ہنسنا اور کاک اور آخری دانتوں کا نظر آنا۔ دار قطنی نے لکھا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بہشت کے درجوں کی بابت مسلمانوں سے بعد دکھلانے برہنہ ساق کے ذکر کریگا تب مسلمان کہینگے کہ یہ بات بطریق استہزا فرماتے ہو یہ سنکر اللہ تعالیٰ اسقدر ہنسے گا کہ دہات یعنی کاگ اور آخر کے دانت دکھلائی دینگے

خدا کا ہنسنا ۔ مشکوۃ میں ہے کہ رسول اللہ ہنسے صحابہ نے کہا کہ ای رسول اللہ تو کیوں ہنسا ۔ فرمایا کہ میں ہنسا بسبب ہنسنے پروردگار عالموں کے ۔۔

مکان و گھر ۔ حدیث ترمذی میں ہے کہ حضرت سے پوچھا گیا کہ پروردگار ہمارا کہاں تھا پہلے اس سے کہ اپنی خلق پیدا کرے ۔ حضرت نے فرمایا کہ ابر باریک میں تھا اور ایسا ہی مشکوۃ میں ہے (صفحہ ۴۲۲ جلد ۴)

خدا کا صعود و نزول ۔ مشکوۃ میں ہے کہ جس وقت تہائی رات باقی رہتی ہے رب ہمارا طرف آسمان دنیا کے نزول کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے مجھے پکارے پس میں قبول کروں اور کون ہے کہ مجھ سے مانگے اور میں دوں اور مجھ سے بخشش چاہے اور اسے بخشوں ۔ پھر اوپر چڑھ جاتا ہے ۔ کلیات آریہ مسافر حصہ سوم صفحہ ۴۸۱

ہمہ اوست اور تناسخ ۔ مولوی جلال الدین رومی سوارم الہیات میں فرماتے ہیں مستزاد

ہر لحظہ بشکلے آں بت عیار بر آمد ۔۔۔ دل برد و نہاں شد
ہر دم بلباس دگر آں یار بر آمد ۔۔۔ گہ پیر و جواں شد
گاہے بدل طینت صلصال فرو شد ۔۔۔ غواص معانی
گاہے ز تن کہ گل فخار بر آمد ۔۔۔ زاں پس بدخاں شد
گہ نوح شد و کرد جہاں را بدعا غرق ۔۔۔ خود رفت بکشتی
گہ گشت خلیل و ز دل نار بر آمد ۔۔۔ آتش چو جناں شد
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصے ۔۔۔ روشن کن عالم
از دیدۂ یعقوب چو انوار بر آمد ۔۔۔ تا دیدہ عیاں شد
حقا کہ وے آں بود کہ اندر ید بیضا ۔۔۔ میکرد شبانی
در چوب شد و در صفت مار بر آمد ۔۔۔ زاں فخر کناں شد

یونس شد و در بطنِ سمک رفت بدریا — از بہرِ طہارت
موسےٰ شدہ جویندۂ انوار بر آمد — بر طور رواں شد
برگشت دمے چند بریں روے زمیں او — از بہر تفرج
عیسےٰ شد و بر گنبدِ دوّار بر آمد — تسبیح کناں شد
خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ — خود رند سبو کش
خود بر سرِ آں کوزہ خریدار بر آمد — بشکست و رواں شد
خود گشت صراحی و مے و ساغر و ساقی — خود بزم نشیں شد
خود زاں مے مست ببازار بر آمد — شور دل و جاں شد
ایں جیلہ ہماں بود کہ مے آمد و مے رفت — ہر قرن کہ دیدی
تا عاقبت آں شکل عرب دار بر آمد — دارائے جہاں شد
منسوخ نباشد چہ تناسخ چہ حقیقت — آں دلبر زیبا
شمشیر شد و در کفِ کرّار بر آمد — قتال زماں شد
نے نے کہ ہموں بود کہ میگفت انا الحق — در صورت منصور
منصور نبود آنکہ براں دار بر آمد — ناداں بگماں شد
رومی سخن کفر نگفتست و نہ گوید — منکر مشوید شوید
کافر شود آنکس کہ بانکار بر آمد — از دوزخیاں شد

ایک اور ولی کہتا ہے۔

روزے محمد یک شود روزے پلنگ و سگ شود
گہ اشتر بدرگ شود گہ نفی والدین افتریا

حضرت عطار فرماتے ہیں

خود پیمبر شد و پیام آورد — گشت خود کافر و نمود انکار

خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست خود کند باز توبہ استغفار

صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ کلیات آریہ مسافر حصہ اوّل

رسول پر اعتراضات

رسول پر شیطان کا تسلط اور آپ کا بتوں کی تعریف کرنا:-

تفسیر معالم التنزیل میں ہے قال ابن عباس و محمد بن کعب القرظی وغیرھما من المفسرین لما رای رسول اللہ تولی قومہ عنہ وشق علیہ ما رای من مباعدتھم عما جاءھم بہ من اللہ تمنی فی نفسہ ان تاتیہ عن اللہ مایقرب بینہ وبین قومہ بحرصہ علی ایمانھم فکان یوماً فی مجلس بقریش فانزل اللہ تعالیٰ سورۃ النجم فقراھا رسول اللہ حتی بلغ قولہ افرایتم اللات والعزیٰ و مناۃ الثالثۃ الاخریٰ القی الشیطان علی لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ و یتمناہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی فلما سمعت قریش ذالک فرحوا۔

ترجمہ ابن عباس و محمد بن کعب القرظی اور سوائے انکے جماعت مفسرین نے کہا ہے کہ جب محمدؐ صاحب نے دیکھا کہ انکی قوم قرآن کو تسلیم نہیں کرتی تو انھوں نے اپنے دل میں تمنا کی کہ خدا کی طرف سے کوئی ایسی آیت قرآن میں نازل ہو جائے کہ جو ما بین انکے اور قوم کے دوستی پیدا کرے پس ایسا ہی ہوا کہ ایکدن محمد صاحب مجلس قریش میں حاضر تھے کہ خدا نے سورۂ والنجم نازل کی پس رسول اللہ نے اسے پڑھا جبکہ آپ اس سورۃ کے افرایتم الخ تک پہونچے شیطان نے انکی زبان پر وہ بات ڈالدی جسکی وہ تمنا کرتے تھے یعنی یہ فقرہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی یعنی بت بڑے بزرگ ہیں اور تحقیق انسے شفاعت کا امید رکھنا چاہئے پس قریش یہ سنتے ہی خوش ہوئے۔

واضح ہو کہ اس قصہ کو جماعت کثیر مفسرین اہل سنت نے لکھا ہے جنکے نام ذیل میں درج ہیں

۱۔ کتاب قسطلانی المعروف بہ کتاب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۹۳ (مطبوعہ نولکشور کانپور) مصنفہ شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی المصری الشافعی

۲۔ تفسیر جلالین صفحہ ۲۸۵ جلد ثانی مطبوعہ کلکتہ مطبع احمدی ۱۲۵۹ھ

۳۔ تفسیر کشاف۔ النصف الثانی مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۰ھ صفحہ ۹۱۲

۴۔ تفسیر مدارک التنزیل بر حاشیہ حسینی جلد ۲ صفحہ ۹ مطبع احمدی ۱۲۸۰ھ

۵۔ تفسیر ابن مسعود بر حاشیہ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۰۶

۶۔ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۴۵ قسطنطنیہ

۶۔ درمنثور جلال الدین سیوطی۔

۷۔ تفسیر حسینی ۸۔ مدارج النبوۃ عبد الحق دہلوی۔ ۹

۹۔ تحفہ اثنا عشریہ کید ششم ۱۰۔ ابطال الباطل روزبہان۔

۱۱۔ مواہب لدنیہ شہاب الدین ۱۲۔ مثنوی مولوی رومی

شاہ عبد العزیز نے لکھا ہے کہ شیطان پیغمبر کی صورت بنا آیا اور یہ کلمات کہے

قطب الدین خانی لکھتا ہے کہ شیطان نے اپنی آواز مشابہ آواز پیغمبر بنائی اور یہ کلمات کہے

ہمنے بخوف طوالت ان سب کی عبارات کو نہیں لکھا۔ ان سے آپ ان کتابوں اور انکے مذہب کی حقیقت جان سکتے ہیں۔

عائشہ سے محبت | تاریخ حبیب اللہ فصل ۳ صفحہ ۱۲۶ (مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۲۸۱ھ)

میں لکھا ہے کہ مرتے وقت حضرت کی روح نہیں نکلتی تھی بہت گھبرا رہی تھی آخر الامر بی بی عائشہ کی جھوٹی مسواک چسوائی گئی تب روح نکلی اور یہی ذکر معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن چہارم باب سیزدہم صفحہ ۳۳۳ میں ہے نصیحت رسید از صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ گفت در حالت نزع سر مبارک آں سرور در کنار من بود

عبدالرحمن بن ابی بکر درآمد و در دستِ او مسواک بود حضرت رسالت پناہ دران نظر کرد چنانکہ من دانستم کہ آں مسواک رامی خواہد پرسیدم کہ یا رسول اللہ مسواک میخواہی بسر مبارک ارشاد فرمود کہ آرے۔ مسواک از دست برادر خود بگرفتم و بآب دہن خود تر ساختم و بآں حضرت دادم بتعجیل مسواک کرد و روے او بر سینۂ من بود نظر بسقفِ خانہ می انداخت روح مبارکش بدار البقا رحلت کرد۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے ودر سفر دو نوبت با عائشہ در دویدن مطابقت نمود بار اول عائشہ از وے درگزشت و نوبت دوم عائشہ فربہ شدہ بود آنحضرت از عائشہ درگزشت پس فرمود ھذا بذالک یعنی ایں سبقت در مقابل آں سبقت واقع شد کہ تو بر گرفتہ بودی صفحہ ۱۹ حصہ سوم کلیات آریہ مسافر۔

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے رسولِ خدا فرمود بتحقیق آسان کردہ شد بر من موت زیراکہ دیدم بیاض کفِ دستِ عائشہ را در بہشت و معلوم شدہ است کہ محبت عائشہ مر آنحضرت را در غایت مرتبۂ کمال بود تا کہ صبر نمی توانست کرد از وے پس متمثل ساختہ شد عائشہ برائے وے در جنت تا آساں شود بر وے موت بجہت آں زیراکہ زندگانی خویش را جہت اجتماع محباں ہست۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۰۶

ناظرین! ان حالات کو لکھکر آریہ مسافر نے دیا نند کے حالات کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ افسوس! یہ روز بد اسلام کو خانگی دشمنوں یا مار آستینوں سے پیش آیا جنہوں نے خیر خواہ اسلام بنکر اسطرح اسلام کو بدنام کیا ورنہ کجا رسول کی ذات عصمت مآب اور کجا یہ ناگفتہ بہ حالات

فرشتوں کی زنا کاری

(۵) فرید الدین عطار بلبل نامہ۔ مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے

شنیدی قصۂ ہاروت و ماروت   کہ بودند خادم درگاہ لاہوت

نہ اصل بر فلک بودند فرشتہ | ستن آخر چو دیو از غم سرشتہ
چو می خوردند فساد و خوں بکردند | بہ زہرہ اسم اعظم را بدادند
چو زہرہ اسم اعظم را بیاموخت | در آتش یک سر موئش نمی سوخت
بخواند آں اسم را بر آسماں شد | جہش دربان و مہرش پاسباں شد

منقول از کلیات آریہ مسافر۔

غرضکہ انھوں نے نہ خدا کو چھوڑا نہ رسول کو اور نہ ملائکہ کو یہ تھے مختصر اعتراضات جو آریوں نے کتب اہل سنت سے خدا۔ رسول اور ملائکہ پر کئے ہیں جن سے خدا جسم والا۔ رسول مسخر شیطان عیاش۔ عائشہ کی محبت میں دلدادہ اور ملائکہ زنا کار اور شرابی ثابت ہوئے۔

مسلمانو! خوف خدا کرو۔ ان عقائد سے باز رہو۔ ان کتابوں کو خیر باد کہو اگر تمھارا ایمان خدا۔ رسول اور ملائکہ پر ہے۔

ابو الصفا احمد علی امرتسری از لاہور چینیانوالی۔

خط فیلسوف الٰہی جناب سید مرتضےٰ صاحب نونہروی بنام جناب مولانا سید علی اظہر صاحب دربارہ اصلاح کانفرنس امامیہ لکھنؤ

جناب فضائل مآب مولوی سید علی اظہر صاحب (دامت برکاتہم)

ایک مدت ہوئی کہ شرف مخاطبت والا سے محروم ہوں میرے ترک تقدیم کی وجہ یہ ہے کہ میں دنیا کے اشد مصائب و بلایا میں گرفتار تھا اور ہوں با ایں ہمہ قومی بلکہ انسانی ہمدردی مجبور کرتی ہے کہ ایسے نازک وقت میں بھی کچھ خیالات پریشاں اپنے ظاہر کروں

شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے جناب سکرٹری (سید علی غضنفر صاحب) سے

میرے پاس مسودہ قانون اُسکا بغرض اظہار رائے ارسال فرمایا تھا چنانچہ میں نے
عین اضطراب و اضطرار کی حالت میں اس قومی خدمت کو اپنے آلام و شدائد کی کشاکش
میں انجام دیا اور جابجا اپنے اختلافات لکھکر اس گزارش کے ساتھ ارسال کر دئے
کہ اسکو انجمن میں پیش فرما کر موافق یا مخالف آراء سے مفصل اعلام فرمائے ابتک
پھر مجھے خبر نہ دی گئی کہ آخر اسکا کیا حشر ہوا اب پھر میں نے یاد دہی کی مگر کوئی جواب
معقول نہ آیا چونکہ وہ اختلافات میرے شائد جناب سکرٹری کی رائے کے موافق
نہ تھے لہذا میرا خیال ہے کہ نہ اُنکا اظہار ہوا ہوگا نہ اُسپر کوئی کارروائی فرمائی ہوگی بلکہ
غالباً اسی ناخوشی کی وجہ سے رپورٹ سالانہ کانفرنس بھی میرے پاس مرسل نہ ہوئی
حالانکہ یہاں عظیم آباد میں متعدد اشخاص کے پاس آئی میں نے یہ بھی عرض کیا تھا
کہ ۵ روپیہ ماہواری کا خرچ آپ اس انجمن میں فرماتے ہیں آپکو لازم تھا کہ
ممبروں کو اسکی تفصیل سے مطمئن فرماتے اسکا بھی کوئی جواب معقول نہ ملا بلکہ
یہ ارشاد ہوا کہ اب میں اس سکرٹری کی خدمت کو ترک کر دونگا یہ الفاظ ناخوشی کا
جملہ ہے بہرحال میرا قصور یہ ہے کہ میں نے چند فرائض سکرٹریٹ پر جناب ممدوح کو
متوجہ کیا تھا یہ ناگوار خاطر ہوا ہوگا جسکی معافی چاہتا ہوں اب رہا استعفا
ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اسپر جناب سکرٹری صاحب کو اولاً خود غور لازم ہے کہ اگر اس بار
کا تحمل ان پر دشوار ہے تو استعفا بہترین تدابیر ہے دوسرا انگریزی دان سکرٹری
جو بی اے پاس ہو اور ہمدرد قوم بھی ہو شخص ہونا مناسب ہوگا۔

اصل مسئلہ جسپر بالفعل خامہ فرسائی کی ضرورت داعی ہوئی وہ یہ ہے کہ میں نے
جناب سکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ شاہ ایران کے کفر و زندقہ کا
رزولیوشن اپنی انجمن میں پاس کر کے بذریعہ حبل المتین ارکان پارلیمنٹ
کے پاس بھیجا جاوے یہ ملخص اُس تحریک کا ہے۔ اس پر جناب موصوف نے تحریر

فرمایا کہ شیعیان ہندوستان کو اس سے کیا بحث ہو باغیوں کو شاہ سزا دے رہے ہیں یہ انکی مصلحت ہے۔

میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ بمجبوری تمام مجھے جناب ممدوح کا اس رائے سے اختلاف کلی کرنا پڑا اور میں اس رائے کو کسی طرح وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

(اولاً) اگرچہ میں نے اپنے نیازنامہ میں بحوالہ حبل المتین دو ہفتہ قبل بعض مظالم شاہ صاحب لاسلمہ اللہ کا حوالہ دیا تھا سکرٹری صاحب کو لازم تھا کہ اُسپر غور فرماتے اور میری رائے کا وزن کرتے مگر اب اُسکے علاوہ حبل المتین مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۲۶ ہجری کے بعض اقتباسات کو مختصراً و ملخصاً پہلے ترجمہ کرتا ہوں اسکے بعد اپنی رائے عرض کرتا ہوں خلاصہ ترجمہ تار برقیات مندرجہ اخبارات یورپ از حبل المتین ۲۳ ج ۱ سنہ رواں بجرائد اروپا رسیدہ

(طہران) ممبران و حامیان پارلیمنٹ نے فوج شاہی کا مدافعہ کیا جو توپ بندوق سے آگ برسا رہی تھی فوج شاہی نے قتل کثیر کے بعد شہر کو لوٹنا شروع کیا اور کوچہ و بازار میں ہر ایک بے گناہ کو خوب لخت کیا اور لوٹا محلات شہر کو خاطر خواہ لوٹا عمارات دار الشوریٰ کو بکلی تباہ و ویران توپوں سے کر دیا بلکہ جسقدر مکانات اس عمارت عالیشان کے گرد و نواح میں تھے سب لوٹے گئے اور زمین سے برابر کر دیے گئے

انجمن مظفریہ و انجمن آذربائیجان کے لوگونکو توپوں کے منہ پر باندھ کر اڑا دیا نائب دوم رئیس دار الشوریٰ آغا سید عبد اللہ و آغا سید محمد مجتہدین ایک بڑی جماعت ارکان و اعیان دار الشوریٰ و اڈیٹران اخبار کو گرفتار کر لیا اور (۳۰) آدمیونکو اُسیوقت پا بزنجیر کر دیا یہ تمام فوج شاہی زیر فرمان کرنل لیاکوف روسی تھے۔

از وقائع نگار نیویارک ہیرلڈ امریکا از طہران۔

کلہ جدید ۳۰ آدمی شاہ نے گرفتار کئے ملک المتکلمین و اعظ اور جہانگیر خاں اڈیٹر اخبار
(صور اسرافیل) کو دربار شاہی میں پھانسی دیگئی باقی اسیروں کو تازیانہ اور چوب کی
سزا جو ایران میں جاری ہے دی گئی۔
ظہیر الدولہ حامی رعایا و پارلیمنٹ کا گھر آج توپ سے بحکم شاہ اُڑا دیا گیا اُسکا اسباب
بھی خوب لوٹا گیا اور دو شخصوں کو اُس گھر میں سے گرفتار کر لیا خانۂ خدا مسجد بھی بحکم
شاہی توپ سے اُڑائی گئی اس مسجد کو خاک سے اسطرح برابر کیا ہے کہ اُسکا ڈھیر خشت
و پتھر و مصالح کا دیکھ کر انسان کا دل دکھتا ہے کیونکہ یہ مسجد نہایت عمدہ عمارات
طہران سے تھی جسکو صدر اعظم میرزا حسین خاں مرحوم نے بڑے اہتمام سے بنایا تھا
اور اسکو چہل چراغ و جھاڑ و شیشہ آلات قیمتی سامان وغیرہ سے مزین کیا تھا اس مسجد
کے اطراف میں بہت ہی عمدہ کمرے طلاب کے لئے بنائے گئے تھے عمارت پارلیمنٹ بھی
اُسی صدر اعظم کی تھی وہ بھی مشہور ترین عمارات طہران سے شمار کیجاتی تھی جسکو
خاک میں ملا دیا جنگ درمیان حامیانِ دار الشورے و فوج شاہی ۳ گھنٹے تک
رہی اسکے بعد فوج شاہی قزاق نے دو گھنٹہ تک ہم غریب رعایا پر گولہ باری کی۔
حسب ذیل اخبار ٹائمس لندن کو طہران سے تار برقی دیگئی اس قتل و غارتگری
فوج شاہی میں جس قدر خسارہ اہل طہران کا ہوا اسکا تخمینہ نہایت دشوار ہے
شاہزادہ ظل السلطان کی عمارت عالیشان جو بحکم شاہی گرائی گئی توپ سے اڑائی گئی
اسکا نظارہ نہایت حسرت انگیز تھا یہ منظر ایسا تھا جس سے غارتگری تاتاریوں کی
خبر ملتی تھی اور صاف دلیل وحشت کی تھی صرف ظل السلطان کا نقصان
دو لاکھ لیرا سے زیادہ تخمینہ کیا گیا ہے۔
جہانگیر خاں اڈیٹر اخبار (صور اسرافیل) کیا اس معرکہ دارو گیر میں فوج شاہی
گرفتار کر کے نیجاں بحضور شاہ لا ئے آغاز گرفتاری سے جبتک کہ اُس میں

رہے جب تک جان باقی تھی بے دون خوف و خطر بکمال جرأت و بہادری یہ کلمات اُسکی زبان پر جاری تھے پایندہ باد مشروطہ (سلطنت جمہوری) (مرگ بر شخصی) (برباد باد مکر و خدعہ) اُسکے قتل کا حکم بادشاہ نے دیا جب وہ قتل کیا گیا تو حکم شاہی سے اُس کی نعش ٹکڑے ٹکڑے کردی گئی۔

قیدیانِ پارلیمنٹ و حامیانِ پارلمینٹ کی حالت قیدیانِ کربلا سے زیادہ تر رقت انگیز تھی اور لوگوں کا سلوک قیدیانِ آلِ پیغمبر سے بہ نسبت شاہ اور درباریوں کے بہتر اور رحم و مروت سے قریب تر تھا میں نے دیکھا کہ آقا سید عبد اللہ بہبہانی و آقا سید محمد طبا طبائی و آقا میرزا قاسم امام جمعہ خوئی (جو مشاہیر علماء ایران سے تھے) حسب حکم شاہی اسیر پنجہ ظلم سپاہیان خونخوار اسطرح تھے کہ ان علما کی ریش مبارک اُکھاڑ لیا تھا اور اُنکے اعضاء شکستہ کر دیے تھے خون اُن کے اعضاء و چہروں سے جاری تھا کشاں کشاں یہ لوگ دربار شاہی میں لائے گئے بادشاہ نے جن نا سزا کلمات سے ان علما سے کلام خطاب کیا اُسکو نہ کوئی سن سکتا نہ کوئی اُسکو بیان کر سکتا نہیں اُن شاہی فحش گالیوں کی حکایت کر سکتا جو لا انیہ بادشاہ نے ان علما کو دیں اُسوقت حاجی ملک المتکلمین کو جو اپنی حسن تقریر او فن وعظ و خطابت میں بے نظیر تھا اور بہت بڑا حامی و پیشوا پارلیمنٹ کا تھا ایسی حالت زارت بادشاہ کے سامنے پیش کیا کہ میں اُسکے بیان سے عاجز ہوں وہ نیم جان سا مرنیا گیا اُسی حجرے میں اُسکو پھانسی کا حکم دیا گیا جب وہ قریب جتھ ہو گیا تو اُسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے حسب حکم شاہی کر دیے گئے اور اُسکی لاش کے ٹکڑے کتوں کو دے گئے جسکو اُنھوں نے نہم شب کھایا۔

شاہ کے اس ظلم نے رعایا کی نفرت و عداوت قلبی کو اُس سے دوبالا کر دیا ہے اور تمام رعایا اُس سے مایوس ہو گئی ہے اس ظلم و ستم نے خود شاہ ہی پر بھی بڑا اثر ڈالا ہے اور وہ بھی قلباً شاہ سے منحرف ہو گئی ہیں رعایا شاہ کو معزول کر کے ظل السلطان کو مالک تخت و تاج شاہی کرنا چاہتی ہے مگر روس و انگریز اسپر راضی نہیں ہیں بلکہ سخت مخالف اس رائے کے ہیں (باقی آیندہ)

اصلاح جناب فخرالملک دام ظلہ کا جواب شاید بعد تمام تحریر شایع ہو گر میرا فرض ہے کہ عرض کروں اگر اس تحریر کی اطلاع قبل سے ہوتی تو سکرٹری صاحب سے دریافت کرتا پھر ضرورت ہوتی تو پبلک میں پیش کرتا۔

بہرحال چونکہ وہ اختلافات معلوم نہیں جو اپنے اصل مسودہ قانون کانفرنس پر کئے لہذا میں کچھ کہ نہیں سکتا کیونکہ غالباً وہ اختلافات مرکزی کمیٹی میں پیش ہوئے ہونگے اور جو قابل اخذ ہونگے ضرور لئے گئے ہونگے۔

ہر شخص کو اوس رائے کے نتیجہ سے مطلع کرنا شاید مشکل ہو۔ اسیواسطے ضرورت ہے کہ ممبران مرکزی کمیٹی حضور اوسکو طے کریں۔

ہاں صد ماہانہ اخراجات کانفرنس کی نسبت ہر ممبر کو حق ہے کہ اوسکی تفصیل دریافت کرے مگر جبکہ یہ بات مرکزی کمیٹی سے طے ہو گئی تو اوسمیں زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر کچھ پس انداز ہو گا تو جمع رہیگا۔

فرائض سکرٹری بیشک بہت اہم ہیں۔ مگر چونکہ منظوری کانفرنس ایک سال کیلئے مقرر ہو چکے ہیں لہذا جلسہ کانفرنس دوم تک دیکھنا چاہیئے کہ کیونکر فرائض انجام پاتے ہیں اور بغیر جلسہ ثانیہ کانفرنس تبدیلی بھی تو ناممکن ہے۔

بائکفیر شاہ ایران کا مسئلہ درحقیقت خارج از موضوع ہے اور اگر اسکا موقع ہے تو آیندہ کانفرنس میں نہ انجمن یا مرکزی کمیٹی ہیں۔

غرض کانفرنس کو ابھی بالکل ابتدائی حالت میں سمجھکر اوسپر بار دینا چاہیئے اور وہ کام کرنا چاہیئے جس سے قوم کو نفع ہو۔

سکرٹری صاحب کا یہ جواب کہ شاہ اپنے باغیونکو سزا دے رہے ہیں بیشک افسوسناک ہے حالانکہ اونکا جواب اسیقدر ہونا چاہیئے کہ ہمارے اختیارات سے یہ مسئلہ خارج ہے کیونکہ کانفرنس کے اختیارات صرف انڈیا کے لئے ہیں نہ ممالک غیر کے لئے۔ اور سکرٹری تو صرف اونہیں احکام کا محکوم ہے جو کانفرنس سے صادر ہوں لہذا ابھی تعجیل غیر مناسب ہے۔

(اڈیٹر)

سائنس اور اسلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

باب اوّل

نباتات کی روح کے بقا و فنا کا ثبوت عملی

قبل اسکے کہ ہم اس زمرہ کے افراد کا ادراک قوت برق پر بحث شروع کریں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ جو طریقہ ہم اوپر ادراک کا دکھا چکے ہیں وہ یہاں پر استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ نباتات کا ادراک ایسا واضح نہیں کہ کاغذ کی سطح پر اوس شیشہ کے عکس کی حرکت محسوس ہو سکے بلکہ بجائے کاغذ کے کہ ہم اب یہاں سے فوٹو گرافک پلیٹ[1] کھینچینگے جس پر اوس شیشہ کے عکس کی حرکت مثل نقش کے ہوتی جاتی ہے اور جو ایک خاص قسم کے کاغذ پر اوتار لیا جاتا ہے[2]۔ اور جو شکلیں اب پیش کیجاوینگی وہ کل اون حرکات کے فوٹو ہیں یعنی ادراک کی ایسی صحیح نقل ہے کہ جس میں سوائے حرکت کے اور کسی قسم کا فرق ہی نہیں۔

اب تک ہمارا سخن ادراک سے تھا لیکن اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ عدم ادراک میں اوس شی میں مطابق کلیہ روح کے روح کا وجود نہیں رہتا۔ ہم روح کے متعلق غالبًا کافی بحث کر چکے ہیں اور ناظرین یہ نتیجہ اخذ کر لیا ہوگا کہ اشیاء کا ادراک ہی ایسی چیز ہے کہ جسکے ذریعہ سے ہمکو روح کا پتہ لگ سکتا ہے لیکن حقیقت میں اگر کوئی شی کسی نہج سے ہمارے اصطلاح میں غیر ذی روح یا مردہ کر دی جاوے تو روح کے وجود کا ثبوت مکمل ہو جاویگا یہ ظاہر ہے کہ جیسے مختلف اشیا ہیں مختلف روح ہیں اسیطرح سے اونکی موت کے اسباب بھی مختلف ہیں۔ اگر انسان کی موت کا طریقہ مرض یا زہر ہے تو پروانہ کے لئے شمع ہے۔ اگر شمع کے لئے باد صرصر ہے تو بلبل کیلئے گل ہے۔ اور اگر گل کیلئے خزان ہے تو خزان کے لئے بہار ہے۔ اگر بلندی کیلئے پستی ہے تو حدت کیلئے سردی ہے۔ اگر سمندر کے لئے پانی ہے تو مچھلی کیلئے خشکی ہے اور آگ کے لئے سمندر ہے تو سمندر کیلئے آگ غرض کہ قدرت نے ایسی مختلف اسباب رکھے ہیں کہ جنکے شمار میں ایک وقت درکار ہے مگر تعجب اوسوقت ہوگا کہ جب ہم یہ دکھائینگے کہ جس زہر سے انسان ہلاک ہو سکتا ہے اوسی سے پودے بھی فنا ہو جاتے ہیں اور ٹین لوہا پتھر وغیرہ بھی

[1] صحیح لفظ فوٹو گرافک پلیٹ ہے۔

[2] جو حضرات فن تصویر کشی عکسی سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ شیشہ کا عکس نہایت آسانی سے پلیٹ پر منقش ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ انسان کی صورت اور پھر وہ کاغذ پر اوتار لیا جا سکتا ہے۔

مردہ ہو جانیکا ثبوت دیتے ہیں۔

آگ ایک ایسی شئی ہے کہ انسان کا تو کیا ذکر لوہا اور پتھر بھی گل جاتا ہے اور ایک سرسبز پودے کی نازک شاخوں میں اگر گرم ہوا لگ جاتی ہے تو وہ اپنے دلفریب رنگ سے شکستہ خاطر ہوکر زرد ہو جاتا ہے اور شدت گرمی سے یا تو جل جاتا ہے یا جیسا کہ عام زبان میں بولتے ہیں مرجاتا ہے۔

حدت موجب موت اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہماری معیار وجود روح سے یہ عام گفتگو کہاں تک صحیح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ پودا جسکو سخت حدت پہونچتی ہے یا لوں لگجاتی ہے تو یہ ہمارے طریقہ سے بھی فنا ہو جاتا ہے ہم ذیل میں دکہاتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا آم کا پودا برقی قوت کا کیسی ادراک کرتا ہے اور وہی پودا ایک ظرف میں چند منٹ کیلئے رکھ دیا گیا کہ جو نہایت گرم تھا اور جسکے اندر کی ہوا لوں سے بھی زیادہ گرم تھی تو پودا فوراً مرجھا جاتا ہے اور اوسکا سبز رنگ ایسا زرد ہو جاتا ہے کہ اگر ذرا غور سے دیکھا جائیگا تو صاف زردی نمایاں ہوگی اور جب پھر اوس میں برقی قوت پہونچائی گئی تو اوس میں قطعی کسی قسم کا ادراک ہی باقی نہیں رہتا اور نہ بعد ازاں اوس میں کسی وقت میں کسی قوت کا ادراک ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۵ ملاحظہ ہو) شکل سے صاف ظاہر ہے کہ جب برقی قوت پودے میں پہونچائی گئی تو اوسنے ادراک کیا۔

شکل نمبر ۳
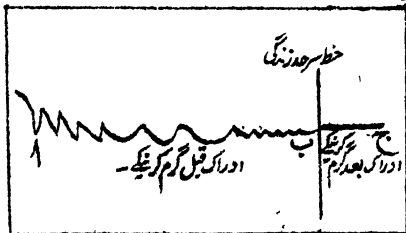
اور اوس حرکت کی تصویر بجنسہ شکل میں آ سے ب تک ظاہر کیگئی ہے مگر جب وہ پودا نہایت گرم ہوا میں رکہا گیا اور بعد اوسکے اوس میں برقی قوت کا ادراک دیکھا گیا تو اب کسی قسم کا ادراک ہی نہیں ہوتا اور اب صرف ایک سیدھا خط تصویر میں ب سے ج تک بنا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے

---

۵ واضح ہو کہ طریقہ ادراک کے مشاہدہ کا قریب قریب وہی ہے جیسا شکل نمبر ۱ میں ظاہر کیا گیا ہے لیکن حرکت اس عکس کی فوٹو کے پلیٹ پر لی گئی ہے تاکہ اوسکی بالکل صحیح نقل آ جاوے اور شکل نمبر ۳ بالکل صحیح نقل کاغذ پر پیش کیگئی ہے اور جو شکلیں نمبر ۳ کے بعد آوینگی وہ سب عن فوٹوگرافی کے ذریعہ سے لی گئی ہیں چنانچہ بجنسہ اصل ادراک کی نقل ہیں

کہ یہ بالکل بے حس ہو گیا ہو اور ایک مستقیم خط جو شکل میں بنا ہے وہ زندگی کی سرحد کا خط ہے کہ اسکے بعد یہ پودا عالم ملکوت میں منتقل ہوتا ہے، اور ج پر پہونچکر بالکل مردہ ہو جاتا ہے۔

سردی موجب موت اب موسم سرما میں یہ بھی عام گفتگو میں کہتے ہیں کہ فلاں کہیت کو پالے نے مار دیا یعنی فلاں پودا سخت سردی کی وجہ سے مردہ ہو گیا اور اوسکے نشو نما کی امید بالکل جاتی رہی ہے چنانچہ وہ مردہ ہو جاتا ہے اب اس موقع پر پھر ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ کلیہ اس وقت بھی اپنی صداقت کا ثبوت دیتا ہے یا نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہی ایک حقیقی معیار ہے کہ جس سے انسان کسی شی کے عدم یا وجود روح کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم کر سکتا ہے ورنہ عقلی دلائل سے دنیا کے کتب خانہ ہی پڑے ہیں۔

شکل نمبر ۴

(شکل نمبر ۴ ملاحظہ ہو)[1]

ا ب ج
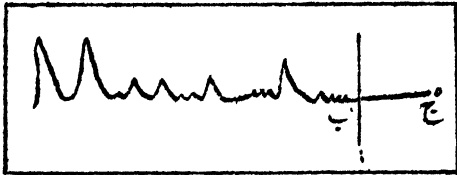
اب گل نرگس کی ایک شاخ میں برقی قوت کا ادراک دیکھا گیا تو اوسکی مختلف حالت ظاہر ہوئی اور ا سے ب تک نشان ہی یہ خط مستقیم وہی زندگی کا آخر سرحد ہے۔ اسکے بعد یہ شاخ چوبیس گھنٹہ تک برف کے اندر دفن کر دی گئی اور جب اس میں برقی قوت کا احساس دیکھا گیا تو اوس میں بالکل اسکا وجود نہ تھا جیسا کہ اوراک کی شکل ب سے ج تک ایک سیدھا خط بنا ہے اور حقیقت میں اب یہ شاخ مردہ ہو جاتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ زردی اوسکے پتوں پر ایسی صاف ظاہر ہوتی کہ ایک دو فٹ کے فاصلہ سے نظر آتی ہے۔

یہاں پر باریک بین نظریں یہ اعتراض کر سکتی ہیں کہ اگر چند روز کے بعد اس شاخ کا ادراک دیکھا جاتا تو شاید پھر کوئی ثبوت روح کے وجود کا ملتا لیکن حکما نے سب سے پہلے اس پر غور کر لیا تھا اور بیس روز

[1] اس عمل کو لندن میں ایک فرانس کے مشہور حکیم نے سنہ ۱۹۰۳ء کے آخر میں کیا تھا اور اوسکے بعد دیگر حکما نے اوسکے عمل کی صداقت اپنی تحقیقات سے کی ہے جو شائع ہو چکی ہے۔

تک برابر اسکا امتحان کرتے رہے لیکن ہر بار اسکی وہی حالت نظر آئی کہ کسی قسم کا ادراک ہی نہ تھا
یہانتک کہ وہ شاخ مرجھا کر خشک ہوگئی۔ شاید یہ بھی دلچسپی سے خالی نہو کہ مختلف حالت پودے
کی عملی طور سے یوں دکھلائی جاوے کہ جس طرح سے حدت بڑہتی جاتی ہے پودے کا ادراک کم
ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ ایک خاص ڈگری پر پہونچ کر وہ ادراک بالکل باقی نہیں رہتا یعنی پودا
مردہ ہو جاتا ہے ذیل کی شکل میں یہ حالت صاف طور سے واضح کر دی گئی ہے۔

(ملاحظہ ہو شکل نمبر ۵)

شکل نمبر ۵

۳۰ درجہ حدت
۴۰ درجہ حدت
۴۴ درجہ حدت
۵۰ درجہ حدت
۵۵ درجہ
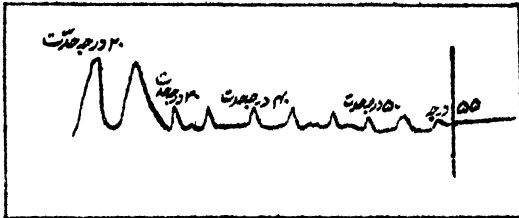
جب گرمی ۳۰ درجہ پر تھی تو ادراک کا خط بہت اونچا ہے جب ۴۰ درجہ پر پہونچی تو اوس سے نیچا ہوگیا
اور جب ۴۴ درجہ پر پہونچی تو وہ خط اور بھی کم ہوگیا تھا یہانتک کہ ۵۵ درجہ پر پہونچکر ادراک کا خط بالکل
سیدہا ہو جاتا ہے جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب یہہ فنا ہوگیا اور اسمیں
کسی قسم کی روح نہیں ہے۔

زہر موجب موت اب ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ زہر کا پودے پر کیا اثر ہوتا ہے غالبًا اس سے
ہر شخص واقف ہے کہ جب انگریزی اطبا کو کسی شخص کے ایسے عضو پر جراحی کرنا پڑتا ہے کہ جسکی تکلیف
اوسکی قوت تحمل سے باہر ہوتی ہے اور خوف اوسکے ہلاکت کا ہوتا ہے تو اسے ایک شئی سونگھا کر
بیہوش کر دیتے ہیں اور یہ عمل اسقدر نازک ہوتا ہے کہ اگر زیادہ حصہ اوسکا سانس کے ذریعہ سے
خون میں ملجاوے تو اوس شخص کے باعث ہلاکت ہوتا ہے جسکے واقعات شاہد ہیں۔ اس شئی کا
نام انگریزی میں **کلوروفارم** ہے یہ ایک ایسا زہر ہے کہ ہر جاندار کو ہلاک کر دیتا ہے

(باب دوم)

جمادات ٹین - لوہا پتھر وغیرہ کے عدم وجود روح کا ثبوت عملی

ٹین

ہم بتا چکے ہیں کہ ہر شئی کیلئے مختلف زہر ہیں جو اسکا باعث ہلاکت ہوتا ہے چنانچہ ٹین کیلئے سم قاتل ایک تیزابی مرکب ہے جسکا انگریزی نام اوکس ایلک ایسڈ ہے۔

زہر باعث موت مثل سابق ٹین کے ایک ٹکڑے پر برقی قوت کا ادراک دیکھا جاتا ہے تو نہایت وضاحت سے ظاہر ہوتا ہے جو شکل نمبر ۱ میں ا سے ب نشان ہے لیکن جب اس ٹین کے ٹکڑے پر تھوڑا سا یہ زہر ڈالا جاتا ہے اور پھر اس پر عمل کیا جاتا تو قطعی کسی قسم کا ادراک نہیں ہوتا اور نتیجہ عمل ب سے ج تک ایک سیدھا خط ہے جو صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اب ہمیں کسی قسم کا ادراک نہیں ہے

آخری سرحد
ا
ب
ج
ادراک قبل زہر کے
ادراک بعد زہر کے

اور یہ فنا ہو گیا یہ بھی عجیب بات ہے کہ بعد زہر میں ڈالنے کے ٹین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوا کہ اس زہر نے اسے مردہ کر دیا اور کسی قسم کی قوت کے ادراک سے قاصر ہے۔ اسیطرح سے لوہے وغیرہ پر عمل کیا گیا اور نتیجہ بھی نکلا ہے لیکن ہم آخر میں پتھر کی حالت پر بحث کر کے دکھانا چاہتے ہیں کہ اسکے روح کی کیا حالت ہے۔

زندگی کی سرحد
عالم ملکوت
ا
ب
ج
ادراک پتھر کا قبل زہر دینے
ادراک بعد زہر دینے
شکل نمبر ۲

پتھر کا ادراک اور اسکی موت

اب ہم پتھر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لیتے ہیں اور برقی قوت کا اثر دکھاتے ہیں ادراک کی شکل نمبر ۲ ا سے ب واضح ہو گئی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں بھی

ایک قسم کی روح ہے۔ اسکے لئے ایک دوسرا نہایت سخت تیزاب ہے اور جسکا انگریزی نام نائٹرک ایسڈ ہے
جب یہ نہایت سخت پتھر پر ڈالا جاتا ہے تو اسکا ادراک بالکل موقوف ہوجاتا ہے جسکی حالت ب سے ج تک شکل
نمبر میں ظاہر کی گئی ہے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ وہ خاص سختی اوس پتھر کی نرمی سے مبدل ہوجاتی
ہے اور اگر زیادہ تیزاب ڈالا جاتا تو ایک ناخن پتھر کو ایک ہاتھ سے بہت آسانی سے توڑ سکتے ہیں۔ ہم
اختتام پر افسوس سے ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس مختصر تحریر میں اون کل اصول پر مفصل بحث نہیں کرسکے
جسکے ملاحظہ سے ناظرین کو ایک گونہ اعتقاد ہوتا۔ اگر ہم مفصل طریقہ سے ان اسباب پر بحث کرتے جنسے وہ
شکلیں جو فصل ۲ میں بھی ہیں کھنچی گئی ہیں تو ہر ایک اصول کیلئے ایک مختصر سا رسالہ لکھنا پڑتا اور اس
صورت میں مجھے تحریر موجودہ کی صورت بدلنا پڑتا۔ در حقیقت میں وہ ایک ضخیم انگریزی کتاب ہوگا ہوتا
جس میں نہ کوئی نوعیت تھی اور نہ خود مجھے اس قدر وقت کافی تھا کہ اسکی تکمیل کرتا لیکن اسقدر
ضرور عرض کرونگا کہ یہ شکلیں خیالی نہیں ہیں بلکہ حکماء انگلستان کی عملی تجربہ کے مشاہدہ ہیں جنپر
عمل ہم لوگ بھی کرسکتے ہیں اور ہم یہاں سے [illegible] ابھی ہی ہمنے ابتدا میں بیان کیا تھا۔ حقیقت میں
کوئی شئی جو آسمان و زمین میں غیر ذی روح نہیں ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اسکے ثبوت میں
کافی طور سے دلیل دیچکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے یعنی

يسبح له ما في السموات وما في الارض الملك القدوس العزيز الحكيم

کہ تمام وہ چیزیں جو زمین و آسمان میں ہیں تسبیح خدا میں مشغول ہیں یہ عقلاً بھی اسقدر
واضح ہے جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں کہ کسی ذی فہم شخص کو تعجب نہ ہونا چاہیے اور نہیں تو ہم تسبیح پر
بحث کرنا فضول سمجھتے ہیں اس لئے کہ کسی کلام کی صداقت دل میں بہت جلد جگہ کرتی ہے کہ اول تو
اسکا ثبوت عقلی ملے اور دوسرے اس میں اعتقاد یا ظن کہا جاتا ہے۔ اسکے چند اجزا کو کسی وجہ سے
صحیح یقین کرلیں علاوہ اسکے تمامی مذہب میں افضل تر احکام تسبیح ہے اور مذہب جو خداوند عالم
فرماتا ہے کہ وہ تمام تسبیح کرتے ہیں تو پھر اسکو عقلاً اور اعتقاداً مان لیتے ہیں اسلئے کہ اب ہمنے روشن
طور سے ثابت کردیا ہے کہ خداوند عالم نے کوئی شئی غیر ذی روح خلق ہی نہیں فرمایا ہے اور خلق کا
اصول عبادت ہے جس پر ایک عالم متفق ہے اسلئے تسبیح کے کرنے میں کوئی ضرورت کی نہیں ہے
اسکے متعلق ہم شروع ہی میں ابتدا سے ظاہر کرچکے ہیں کہ ہم اون مولانا کے پیرو مسئلہ اعتقاد

ہیں جیسی ہو سکتے۔ البتہ عقل سلیم یہ نہیں سمجھ سکتی کہ کوئی چیز ذی شعور شی تسبیح کیونکر کر سکتی ہے لیکن ہم نے یہ اشکال پورے طور سے رفع کر دیا ہے۔ اب اگر سنگ ریزوں نے رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شہادت دی تو کیا تعجب ہے اسلئے کہ وہ اسکے قبل ایسی عبادت اور تسبیح کرتے تھے کہ انسان اسکو نہیں سمجھ سکتا تھا لیکن اس موقعہ پر انہوں نے خداوند عالم کی حکم کی یوں تعمیل کی یعنی یوں تسبیح کی کہ تمام لوگوں نے سنا اور سب پر انکی تسبیح واضح ہو گئی اسی طرح سے دیگر معجزات پر بھی کسی قسم کے اشکال عقلی واقع نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ جناب سید الشہدا نے اپنے ایک خطبہ میں جسکو آپنے ایام حج میں پڑھا تھا فرماتے ہیں کہ ،، یسبح لک السموات السبع والارض ومن فیھن وان من شئی الا یسبح بحمدک ،، (دیکھو ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۵۴۴) یعنی خداوندا تیری تسبیح ہفت آسمان و زمین کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی تیری تسبیح کرتے ہیں جو اسمیں ہیں اور ہر چیز تیری تسبیح و تحمید کرتی ہے۔

تمام شد

سید محمد نونہروی الحسینی انبدہ تکی

خلفائے ثلثہ اور ختنہ

توریت باب ۱۷ آیت ۹ پیدائش کی کتاب پھر خدا نے ابراہام سے کہا کہ تو اور تیری نسل میرے عہد کو نگاہ رکھیں۔ اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند کا ختنہ کیا جاوے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کی ختنہ کرو اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جاویگا۔ کیا گھر کا پیدا ہو کیا پردیسی سے خریدا ہو جو تیری نسل کا نہیں لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جاوے اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جسکا ختنہ نہیں ہوا۔ وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا عہد توڑا۔

توریت و انجیل اور عام احادیث اور کتب معتبرہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ختنہ خداوند کریم کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں جاری ہوا اور کل انبیا بعد از حضرت ابراہیم اس حکم ربانی کی تعمیل کرتے رہے۔

خود حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ نے اسکی تعمیل کی حضرت ابراہیم کی عمر جب ختنہ کئے گئے قریباً ۹۹ برس کی تھی اور حضرت اسمٰعیل کا سن شریف ۱۳ سال تھا جیسا کہ توریت کی آیات سے ثابت ہوتا ہے

توریت پیدائش ۔ ۱۷/۲۳ سے ۲۷ تک

تب ابراہام نے اپنے بیٹے اسمٰعیل اور بہت سے خانہ زاد اور اپنے سب زرخریدوں کو یعنی ابراہام کے گھر کے لوگوں میں جتنے مرد تھے سب کو لیا اور

اور اسی روز ان کا ختنہ کیا جس طرح خدا نے انکو فرمایا تھا۔ جس وقت ابراہام کا ختنہ ہوا ۹۹ برس کا تھا جب اسکے بیٹے اسمٰعیل کا ختنہ ہوا وہ تیرہ برس کا تھا سو اسی روز ابراہام اور اسکے اسمٰعیل کا ختنہ ہوا اور انکے گھر کے اور کیا پردیسیوں سے خریدے ہوئے سب کا سب کا ختنہ انکے ساتھ ہوا۔

گو ان آیات سے ظاہر ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم پر وحی نازل ہوئی یا حکم خدا پہونچا فوراً ہی حضرت نے تعمیل کی۔ اپنے گھر کل مرد غلام و فرزند وغیرہ [illegible] اسوقت ۹۹ برس ہو چکا تھا ختنہ کرایا۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ [illegible] ضروری [illegible] حکم تھا جانا حکم خدا ہمیشہ ضروری اور صحیح ہوتا ہے۔ مگر پورا ہی تعمیل حضرت ابراہیم نے کی لیکن جب ہماری نگاہیں پلٹ کر خلفائے ثلثہ پر جاتی ہیں تو عجب حیرت ہوتی ہے کیونکہ نہ وہ ختنہ کرنا معلوم ہوتا ہے نہ اس حکم کی تعمیل ہی کسی کتاب سے ثابت ہے۔ اگر قاعدے کی رو سے دیکھا جائے تو وہ مسلمان نہیں ثابت ہو سکتے کیونکہ خداوند کریم کا عہد ابدی ٹوٹ جاتا ہے اور جس نے خدا کے عہد کو توڑا وہ مطابق توریت اپنے لوگوں میں سے کٹ گیا یعنی خدا کی قطار جسمیں وہ بندے جو خدا پر ایمان لائے ہیں انسے علیحدہ ہو گیا تو ایسی صورت میں وہ مسلمان نہ رہے۔

یہ تو ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ خلفائے ثلثہ عموماً ادھیڑ عمر میں مسلمان ہوئے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر جب ختنہ کئے گئے تب ۹۹ برس کی تھی تو اسقدر عمر تو ہرگز ان حضرات کی نہیں تھی۔

یا تو یہ میرے خیال اور واقعات سے عیسائی ہیں کیونکہ یسوع انجیلی نے صلیب

بعد ایسے عیسائیوں کو جہاں گناہوں کا کفارہ دیا تھا وہاں ختنہ کا بھی کفارہ دیکر اس عذاب سے بچا لیا۔ اور اگر معمولی مسلمان بھے تو ترک سنت نبوی اور عدول حکمی خدا کی لازم آتی ہے تب بھی گنہگار مسلمان ثابت ہوئے۔ چہ جائیکہ انکو خلیفۂ رسول اور امام بنایا جاوے۔

پس ایسی صورت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ خلفائے ثلثہ آخر وقت تک بھی مسلمان نہیں ہوئے یہ دوسری بات ہے کہ انکو جبراً قہراً مسلمان کہا جاوے۔ جیسے حضرت عیسیٰ کے حوارین اپنے آپکو سچا عیسائی ثابت کر کے کروڑ ہا مخلوق خدا کو زرق نار بنایا۔ اور بنا رہے ہیں۔ ایسے ہی اپنی امت کے ساتھ محشر میں خدا کریم کے سامنے مانند اُن گنہگاروں کے پیش ہونگے جیسے کہ مسٹر لاجپت رائے اور مسٹر اجیت سنگھ بجرم بغاوت گورنمنٹ کے سامنے پیش ہوئے۔

بقلم شہزادہ منظور حسین۔ اختر۔ گوجرانوالہ۔

تنبیہ الواعظین

چونکہ زمانہ ماہ صیام قریب ہے مومنین کی طیاریاں ہو رہی ہیں کہ مسجد کے آبادی کے لئے کوئی ممتاز صاحب بلائے جائیں جنسے اقامہ جمعہ و جماعت ہو اور مومنین کو وعظ و پند کیا جا۔ لہذا اسکے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ تو سبکو معلوم ہے اگر اسلام کا وجود ہے۔ اسلام دنیا میں باقی ہے تو صرف شیعوں کی بدولت جو اپنے افعال و اعمال سے حکم خدا و رسول کو زندہ اور قائم رکھتے ہیں ورنہ موجودہ مذاہب سے ایک مذہب بھی ایسا نہیں جسکو حکم خدا و رسول سے تعلق ہو۔ پھر کسقدر حیف کی بات ہے کہ انکی مسجدیں معطل ہوں بلکہ ویران کہ چھتیں انکی چمگادڑوں سے مزین ہوں اور بجائے فرش خاک پر حیوانات نجس کے قدموں کا نشان۔

ہائے جس مقدس مذہب کو رسول اللہ نے اون زحمتوں سے آباد کیا ہو کہ فرماتے ہیں ما اوذی احد من الدین کما اوذیت۔ اوسکے آثار ہمارے ہاتھوں اسطرح محو ہوں جس پاک مذہب کے بقا کیلئے جناب سیدہ نے یہ مصیبتیں اوٹھائیں کہ بعد وفات رسول اللہ ایکروز بھی دنیا میں خوش نہ رہ سکیں جسکے نسبت فرماتی ہیں صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا۔ یعنی مجھپر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر یہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو وہ روز روشن

شب تاریک ہوجاتے۔

آہ اس دین مقدس کے پیرو۔ اس مذہب پاک کے پیرو اپنی غفلت اور کاہلی سے ایسے ذلیل وخوار ہوں کہ نہ انکی مسجدیں آباد ہوں نہ اقامت جمعہ وجماعت کا شوق ہو۔ مسجد میں فرش ہو نہ پانی کہ کوئی راہ چلتا مسافر نماز پڑھلے۔ بلکہ باہر سے دیکھو تو مینارے شکستہ۔ دیواریں ہر طرف سے کھدری ہوئی۔ اندر جاکر دیکھو تو کہیں کوڑا ہے کہیں خس وخاشاک کا ڈھیر۔ نہ کوئی موذن ہے جو اذان دے۔ نہ مومنین کو اتنی توفیق کہ بجائے گھر میں نماز پڑھنے کے مسجد میں تشریف لائیں اور اپنی ہیئت اجتماعیہ سے اسلام کی شوکت۔ اپنی قوت دکھائیں۔

اگر ہمارے تغافل نے ان توفیقات کو سلب کرلیا ہو اور صرف رمضان کے نمازی کا خطاب پایا ہو تو خیر اسی ایک ماہ مبارک میں اس طرح جمعہ وجماعت میں مشغول ہونا چاہئے کہ معلوم ہو سچے وارث اسلام کے ہم ہیں اسلام اگر زندہ ہے تو ہمارے دم سے

ہاں چونکہ اس زمانہ میں اکثر مقامات پر واعظین کاملین حسب استدعائے مومنین تشریف لیجاتے ہیں اور اپنے مواعظ حسنہ سے قوم کو مستفید کرتے ہیں لہذا چند ضروری امور کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ اسکا خیال رکھا جائے تو بہتر ہے کیونکہ سب سے زیادہ ضرورت اسکی ہے۔

(۱) کہ قوم کو عقائد حقہ کے بعد احکام حلال وحرام واجبات ومستحبات اعمال یومیہ سے مطلع کریں کیونکہ تقاضائے زمانہ نہ ہمکو علوم دین کی تعلیم میں مشغول ہونے دیتا ہے نہ علمائے دین کی خدمت میں رسائی ہوتی ہے کہ کچھ احکام وہاں سے حاصل کریں۔ امام معصوم نے عالم دین کی تشبیہ درخت میوہ دار سے دی ہے کہ لوگ اوسکے سایہ میں آرام پاتے رہیں اور منتظر رہتے ہیں کہ کوئی پھل اس سے گرے کہ ہم کھائیں۔ یہ تشبیہ اوس زمانہ کی ہے جب ہم مسلمان تھے اور اسلام کے پابند۔ علما کی قدر کرتے اور اونکے افادات کے مشتاق رہے۔ اب تو سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ یہ عالم دین کیوں کہلاتے ہیں دوچار عزیز تر انسے مصافحہ کیوں کرتے ہیں انکی تعظیم کیوں کی جاتی ہے۔ ہم انسے افضل ہیں بس چونکہ عام طور پر قوم میں جہالت پہیلی ہوئی ہے واعظین کو اسکی سخت ضرورت ہے کہ جہانتک ہوسکے احکام خدا ورسول بیان کریں۔ مگر نہ ایسے تدقیقات فقہیہ کو کام میں لائیں جس سے لوگ عاجز ہوں اور نہ اسطرح تشدد سے کام لیں کہ ہر شخص مایوس ہوکر اسلام کو خیر باد کہدے

شریعت سہلہ سمحہ کے آسانیوں اور مسائل کے سہل العمل ہونے کو اسطرح ذہن نشین کریں کہ عوام وخواص پر احکام کی آسانی ثابت ہو جیسا کہ فی الواقع بھی ہے۔

(۲) قوم پر باخوبی الفت اور اتفاق کو اچھی طرح بیان کرنا چاہئے کہ جس قوم کو قوم بنایا تو اسی اتفاق نے اور نیست ونابود کیا تو اسی نفاق نے دنیا کے جس چیز کو لو اتفاق ہی اوسکی اصل ہے ہم انسان کیونکر بنے حیوانات کا کیونکر وجود ہوا۔ دنیا کیونکر قائم ہوئی۔ اسی اتفاق سے عناصر اربعہ آگ۔ پانی۔ مٹی۔ ہوا اگر متفق ہو جائیں تو اشرف المخلوقات پیدا ہوتے ہیں متفرق ہو جائیں تو دنیا نیست ونابود ہے۔

سب سے پہلے جس چیز کو ہمنے اپنے ہاتھوں برباد کیا وہ اتفاق ہے جسکی اب یہ انتہا ہے کہ بھائی بھائی میں اتفاق نہیں باپ بیٹے میں اتفاق نہیں میاں بی بی میں اتفاق نہیں پھر بتاؤ تم قوم کیونکر بن سکتے ہو تم ترقی کیونکر کر سکتے ہو۔

تمکو خدا نے آنکھ دی ہے دیکھتے ہو کان سے سنتے ہو۔ اخباروں میں پڑھتے ہو کہ کیسی کیسی ذلیل قومیں آج ترقی پر ہیں جو نہ تمہارے قابل خطاب تھے نہ اس لائق کہ تمہارے دربار میں رسائی پائیں۔ مگر اتفاق نے اونکو ایسا معزز بنایا کہ آج تمام عالم میں نام ونشان پیدا کر رہے ہیں کہ بڑے بڑے قوی شوکت اونسے لرزاں ہیں۔ مگر تمہارے نااتفاقی نے تمہارے نفاق نے تمکو ایسا ذلیل کیا کہ نیست ونابود ہوئے جاتے ہو اور تمکو خبر نہیں۔

غور تو کرو تم پہلے کیا تھے اب کیا ہو گئے۔ کیا سلطنت تمہارے آباؤ اجداد کے ہاتھوں میں نہ تھی کیا صاحب حکومت نہ تھے کیا تم مالدار نہ تھے کیا تمہارے املاک نہ تھے تم میں بہادری نہ تھی تم میں سخاوت نہ تھی تم میں فیاضی نہ تھی۔ اب وہ باتیں کیا ہوئیں کیوں گئے وہ ساری نعمتیں جبکہ تمنے اتفاق کی جگہ اختلاف کو اپنا پیشہ قرار دیا محبت ومودت کے بدلے میں بغض وعناد کرنے لگے پھر بتاؤ تم کیونکر زندہ قوم کہلا سکتے ہو۔

دیکھو بنگالی۔ ہندو جہاں کسی سرکاری محکمہ میں داخل ہوئے اور اونہونے اسکی فکر شروع کر دی کہ جہانتک ہو سکے اپنی قوم کو بھرتی کریں سینیوں نے جہاں رسائی پائی اپنی قوم کی ترقی اور دوسروں کی بیخ کنی میں مشغول ہوئے۔ مگر تمہاری ہمت یہی ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنی قوم کو محروم کریں۔ اپنی قوم

کے درپے آزار ہوں یہانتک کہ تم تنہا رہ جاؤ اور یہ سمجھو کہ ہمارا مثل کوئی دوسرا نہیں۔ اور
چند روز کے بعد جن قوموں کی جمعیت بڑھی وہ تمکو اسطرح نکال سکینگے جس طرح مکھی دودھ
سے نکال دی جاتی ہے۔

واعظین کو نہایت ضرورت ہے کہ جہانتک ہو سکے اتفاق و اتحاد کی محاسن کو بیان کریں اور
نفاق و اختلاف سے بچنے کی تدبیریں بتائیں۔ کیونکہ نفس کشی اتفاق کی جڑ ہے۔ اور نفسانیت
نفاق و عناد کی اصل۔ لہذا قرآن سے حدیث سے سیرت آئمہ اطہار سے نفسانیت کے مفاسد
اور ایثار نفس کے فوائد ظاہر کرنا چاہئے تاکہ دلونمیں اتفاق کی محبت قایم ہو اور نفاق سی نفرت
تم تو ایسے آئمہ دین کے پیرو اور تابعدار ہو جنہوں نے اس نفس کشی سی اسلام کو قایم کیا اور
اس ایثار نفس کی ایسی نظیریں قایم کیں کہ رہتی دنیا تک اونکا نام نامی زندہ رہیگا۔ اور جو
قوم آباد ہوگی اونہیں اصول کو اپنا اصل الاصول قرار دیگی۔ کیا تم اسکو بھول سکتے
ہو کہ رسول اللہ نے جب اسلام کا اعلان دیا ہے تو بجز جناب امیرؑ کوئی حضرت کا طرفدار تہا۔
قریش کے اوس جوش و خروش کو خیال کرو جسکے تمام قومیں عرب کی دہلتی تہیں اور وہ مکہ کی سرزمین
جہاں ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں کیونکہ خود مکہ معظمہ کی آبادی پہاڑوں پر ہے۔ مگر صرف ان دو بزرگوں
کے اتفاق نے کیا کیا کہ چند ہی روز میں وہی مکہ ممالک مقبوضہ اسلام میں داخل ہوا۔ اور
جو خانہ کعبہ چند روز پہلے بتخانہ تھا اوسپر بالاعلان اذان ہونے لگی۔

بہائیو اب بھی تم اس اتفاق کی قدر کرو باہم خود ہامیں اتفاق پیدا کرو تو دیکھو تم کہاں سے
کہاں پہونچتے ہو۔ مگر ہائے برا ہو نفاق کا جسنے تم میں ایسا قدم جمایا کہ اگر کوئی نفاق کو ڈہونڈہنا
چاہے تو بجز تمہارے کہیں اسکا نشان نہ پائیگا۔ ہر قوم میں اتفاق ہے معاونت ہے ایک
دوسرے کا معین ہے مددگار ہے مگر ہماری قوم میں ایک گھر کے اندر باپ بیٹے میں بھی اتفاق نہیگا

(۳) اسکے بعد اسکی ضرورت ہے کہ رسوم قبیحہ میں کوشش کرنی چاہئے کہ جہاں جس قسم کی رسم
قبیح جاری ہو اوسکو مٹائیں۔ تم اونکے قصے آئمہ اطہار علیہم السلام کے فضائل جنت کے آرام اور
دوزخ کی تکالیف کو بیان کرکے قوم اپنے محسن بیان کا فریفتہ کرتے ہو ہر طرف سے نعرہ تعریف بلند ہوتا ہے
مگر تمکو نہیں معلوم ہوتا تمہاری قوم میں کیا قبیح رسمیں جاری ہیں۔ شادی میں کتنی بدعتیں

ہوتی ہیں کتنا مال ناجائز صرف ہوتا ہے جس سے بجز خسران دنیا و آخرت کوئی نتیجہ نہیں۔ غمی میں کیسی مصیبت نازل ہوتی ہے کہ صرف وہ جان عزیز ہی نہیں تلف ہوتی جسنے بمقتضائے الٰہی فوت کیا بلکہ تمہارے ہاتھوں وہ جائداد۔ وہ املاک جسکو تمہارے آباواجداد نے کن کن جانکاہیوں سے پیدا کیا تھا وہ کوڑی کے مول بک جاتی ہیں کیوں ؟ صرف اسلئے کہ والد مرحوم کا سوئم اماں کا چہلم ہے دادا کا نیاز سالانہ ہے۔

ہائے یہ کس خدا نے حکم دیا ہے کس رسول نے جائز کیا ہے کہ فاتحہ خوانی میں اپنی تمئیں تباہ کرو جائداد کو مکفول محبوس کر کے اپنی آیندہ نسلوں کو ہمیشہ کیلئے تباہ و برباد کرو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ کل امور ناجائز ہیں۔ نہیں نذر فاتحہ خوانی۔ مجلسیں سب جائز اور بعض مستحب ہیں مگر اسراف فضول خرچی یقیناً ناجائز۔ اطعام کرو بقدر امکان احسان کرو بقدر وسعت نہ یہ کہ قرض پہ قرض کرتے جاؤ جس سے آگے چلکر خود نان شبینہ محتاج ہو جاؤ ہائے تمکو اسکی فکر نہیں والدین کے ذمے نماز باقی ہے۔ وہ مدیون تھے۔ وہ مقروض تھے۔ حج و نیز واجب ہوتا تھا۔ ان باتوں کی فکر نہیں۔ اور فکر ہے تو اسکی اگر ہمنے نیاز میں پورے کھانے نہ تقسیم کئے تو قوم کیا کہیگی۔ ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائینگے۔ جب اگر غور کرو تو ان امور سے تمہارا مطلب اپنی ناموری ہے نہ بزرگوں کی ترویج

(۴) ان رسوم قبیحہ سے سب سے بدتر رسم جو ہماری قوم میں عموماً جاری ہے وہ **عقد بیوگان** کا نہونا ہے جسکو ہمنے اپنی شرافت کا ایسا جزو اعظم قرار دیا ہے کہ اگر کوئی ہمارے سامنے اسکا نام لیتا ہے تو ہم اسکو گالی سمجھتے ہیں اور اسکا جواب دینا زبان سے نہیں مناسب سمجھتے بلکہ ہتہ پیر کے چلانے کی نوبت آتی ہے۔ حالانکہ تمکو معلوم ہے کہ اس سے کیا مفاسد قوم میں پیدا ہو رہے ہیں۔ کتنی نسلیں منقطع ہو گئیں کتنے گھر ویران ہو گئے کتنے فواحش جاری ہیں۔ کتنی بدکاریاں ہو رہی ہیں اور تم سب سے چشم پوشی کرتے ہو میں نہیں کہتا کہ تم واقف ہو تمکو ہر گھر کا کچا چٹھا معلوم ہے تم خود اسکے معین و مددگار رہو مگر تم اسکو خلاف شرافت سمجھتے ہو کہ بیوؤں کا عقد کریں۔

آہ یہ ایسا مظلمہ ہے اور ایسا صریح ظلم جسکی جوابدہی سے شاید ہی کوئی محفوظ ہے

کونسا عالم ہے ہماری قوم کا جسنے بیووں کی امداد کی اور کونسا واعظ ہے
جس نے اپنے پر اثر وعظ سے قوم کو متنبہ کیا۔ کونسا رئیس ہے جس نے اپنی عملی
تدبیر سے اس کے مخل شرافت ہونے کو اوٹھا دیا۔ تم اپنی اولاد پر ایسے حاوی ہو کہ
جسکو چاہتے ہو محروم کرتے ہو اور جو نسا حکم چاہتے ہو نافذ کرتے ہو۔ مگر کیا تمہاری اولاد
ایسی نافرمان ہے کہ اس حکم خدا و رسول کو نہ مانیگی۔ نہیں نہیں تم خود ہی عاصی ہو
سرکش ہو حکم خدا و رسول سے متمرد ہو۔ جو نہیں چاہتے یہ حکم خدا و رسول جاری ہو۔
تم اسکے مدعی ہو کہ رسول اللہ سے بھی زیادہ ہم شریف ہیں کیونکہ رسول اللہ نے معقودہ
بیوہ اونسے عقد کیا مگر تم نہیں کرتے تم آئمہ اطہار سے بھی زیادہ شریف ہو کہ وہ حضرات
خود بیوہ اونسے عقد کرتے مگر تم ایسے شریف ہو کہ اسکو رذالت سمجھتے ہو۔ اسیکا نتیجہ ہے
کہ روز بروز تم پر بلائیں محیط ہیں اور تم کسیطرح بلاؤنسے نہیں نکلتے (باقی آیندہ)

مظہر السلام

حافظان قرآن سے اپیل

ہمارے مخالفوں نے جہاں ہمکو ہزاروں امور میں بدنام کیا ہے۔ وہاں اس امر خاص میں کہ شیعوں میں
بھی حافظ قرآن نہیں ہوتے انکو بیجا غلو ہے کہ باوجودیکہ اصلاح میں اکثر افراد حفاظ
قرآن شیعہ کے اسامی گرامی شایع ہوگئے مگر وہ اپنے اس خیال پر قائم ہیں کہ شیعوں میں کوئی حافظ
نہیں ہوتا چنانچہ میر علمدار حسین صاحب طالب العلم مشن اسکول بہاولپور لکھتے ہیں
کہ اونکے والد ماجد جناب حکیم سید حسین علیشاہ صاحب اور منشی شمس الدین صاحب
صاحب و منشی چراغ الدین صاحب ٹھیکہ داران فاضلکا سے اس بارہ میں ایک خاص
معاہدہ ہوا ہے کہ سہ ۳۱ دسمبر تک اگر حکیم حسین علی شاہ صاحب کوئی حافظ قرآن شیعہ مذہب کا سامنے
پیش کریں تو منشی صاحب تبرا کرے۔ اور پھر قرآن مجید کو حفظ سنانے تو یہ دونوں صاحب مع اہل عیال
شیعہ ہو جائینگے۔ اور پھر کسی قسم کی حجت و تکرار نہ کریں۔ اسلئے اگر کوئی حافظ شیعہ ... راستہ نہ
حکیم حسین علی شاہ صاحب کو ... جلد پہنچا

اس اقرارنامہ پر فریقین کی دستخط ہوگئی ہیں اور اقرار نامہ مرتب ہو چکا ہے لہذا جو حضرات کہ حافظ قرآن ہیں وہ ازراہ ہمدردی دین۔ و خیر خواہی اسلام ہمت فرما کر اس جلسہ میں شرکت فرمائیں آمدورفت کا کرایہ میر حسین علی شاہ صاحب وثیقہ جات بعد تشریف لیجانے کے لیجیئے۔ یا ممدوح سے طلب فرمائیے۔

اون حضرات کی خواہش تو یہ ہے کہ دیگر حضرات مومنین بھی اس جلسہ خیر میں شرکت فرمائیں مگر میں اپنے صرف اون برادران ایمانی سے التماس کرتا ہوں جو حافظ قرآن ہیں کہ وہ اس موقع پر پہلو تہی نہ کرینگے اور تھوڑی سی زحمت سفر گوارا فرما کر اپنے ایک برادر ایمانی کی امداد فرما کر دوسروں کے باعث ہدایت ہونگے۔

جناب حافظ مولوی غلام حسین صاحب مدرس مدرسہ منصبیہ میرٹھ۔ اور جناب حافظ مولوی غلام فرمان علی صاحب مدرس اعلی مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ سے بالخصوص امید ہے کہ آپ حضرات اس زحمت سفر کو گوارا فرما کر صرف اعزاز دین قائم کرینگے۔ بلکہ اپنے مواعظ حسنہ اور افادات مستحسنہ سے قوم کی ہدایت کرینگے کیونکہ اگر یہ جلسہ ہوگا تو البتہ شاندار ہوگا۔ اور پنجاب چونکہ عام طور سے جولانگاہ مذاہب ہے لہذا اگر مذہب حق کی تلقین کی جائے تو انشاء اللہ ضرور مفید ہوگا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب مقدس کے حفاظ قرآن اپنے رایوں سے میر حسین علی شاہ صاحب حاکم و منصرم فیروزپوری محلہ کچل پورہ ریاست بہاولپور کو مطلع کرینگے۔ اور ہمدردان ومومنین سے امید ہے کہ دفتر اصلاح کو بھی اس سے مطلع فرمائینگے۔ اڈیٹر صاحبان شیعہ و اثنا عشری والعوارث سے امید ہے کہ اپنے متبرک اخبار میں اس مضمون کو شایع کرکے ہر طرح کی امداد اس جلسہ کی کرینگے۔

(اڈیٹر)

آل انڈیا شیعہ کانفرنس

اگرچہ پہلے کوئی تاریخ معین نہ کی تھی جناب مولوی علی غضنفر صاحب سکرٹری نے اپنا دورہ شروع کر دیا تھا پہلے وہ پنجاب سندھ وغیرہ کی طرف مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوگئے اب مومنین کو لازم ہے کہ اپنے اس جوان عزیز کا نہایت خوش اسلوبی سے خیر مقدم کریں چونکہ ابھی یہ کانفرنس بالکل ابتدائی حالت میں ہے لہذا قوم کی توجہ ادہر نہایت ضروری ہے کہ یہ تازہ نہال بارآور ہو اور قوم کے لئے آیندہ چلکر ابر رحمت قرار پائے۔

اس کانفرنس کیلئے ابتدا سے یہ خطرہ تھا کہ قوم متوجہ ہوگی یا نہیں کیونکہ ہمکو اپنی قوم کا جہانتک تجربہ ہے اسکی ابتدا نہایت خوش آیند ہوتی ہے کہ اسکی امید و نیز انسان فریفتہ ہوجائے - اور بعد کو پھر ایسی چشم پوشی کیجاتی ہے کہ یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کسی قسم کا تعارف بھی تھا یا نہیں - مگر اب تو دوسرا خطرہ پیدا ہوگیا کہ اختلاف رائے مخالفت کی صورت پیدا کی - اور اسکی پوری کوشش کیجاتی ہے کہ کانفرنس کو شکست دیجائے۔

لھذا جو لوگ پابند اسلام ہیں درد دین دلمیں رکھتے ہیں - قوم سے محبت ہے اونکو بڑی سرگرمی سے کام لینا چاہئے کیونکہ جتنے مخالفین اسلام ہیں وہ سمجھ رہے ہیں یہہ ایک ایسی قوم کی کانفرنس ہے جو حکم خدا و رسول کے مقابلہ میں نہ جان کی پروا کرتی ہے نہ مال کی - اس کی غرض اتباع شریعت ہے - علماء دین کو یہ نائب امام سمجھتی ہے اور انکے اتباع کو موجب فلاح دین و دنیا - اسی سے سب سے بڑا مخالف اس کانفرنس کا وہ نیچری ہے جو سود کو جائز اور تحصیل دنیا کو واجب اور علما کو ناچیز سمجھتا ہے - اسکے بعد اوسکا درجہ ہے جو اس کانفرنس کو نشتر قرار دیتا ہے دیکھو اخبار وکیل اور راوسپر اثنا عشری کا ریمارک پھر وہ فرقہ ہے جو شیعوں کے نام سے چڑتا ہے - اور یہ اعتراض کرتا ہے کہ شیعہ کانفرنس کیوں نام رکھا اسلامی کانفرنس کیوں نہ لقب دیا گیا - ایسی حالت میں آپ کا سکوت اور سرد مہری سے کام لینا کس درجہ مضر ہوگا۔

جو حضرات کہ خیر خواہ ہیں اونکے بھی خیالات مختلف ہیں کہ سکریٹری کو اعلیٰ درجہ کا لائق ہونا چاہئے - انتظام ایسا معقول ہونا چاہئے کہ دنیا بھر کی کانفرنسوں سے اعلیٰ ہو یہ باتیں ایسی نہیں ہیں کہ کسیکو اسمیں عذر ہو - مگر کیا ہر ابتدائی کام میں یہی باتیں ہوتی ہیں - خود گورنمنٹ کے کیسے کیسے اعلیٰ حکام پہلے صرف اردو داں تھے جو انگریزی ایک حرف بھی نہ جانتے تھے حالانکہ گورنمنٹ کی زبان انگریزی تھی تو کیا اس سے کوئی خرابی ہوئی یا تدریج اوسمیں تبدیلی و تغیری نہ ہوئی -

اسیطرح اس کانفرنس کو سمجھنا چاہئے کہ ابھی یہ وہ بچہ ہے جو دایہ کی گود میں پل رہا ہے آگے بڑھکر ہفت اقلیم کا بادشاہ ہوگا لہذا اسوقت اسکی بقا اور نشو ونما کی ضرورت ہے پھر اس سے جو فوائد حاصل ہونگے وہ قابل دید ہونگے -

اسوقت سب سے زیادہ ضروری یہ امر ہے کہ ممبروں کی تعداد جہانتک ہوسکے زیادہ کیجائے اور ملک کے ہر صوبہ ہر طبقہ کے لوگ شریک کانفرنس ہوں کیونکہ تاریخ ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر ہر لحاظ اور ہر صورت سے اس کام کے لئے مناسب ہے فصلی سرما ہوگا - لکھنؤ ایسے شہر میں آنا ہوگا جہاں اون مقدس علما کی

زیارت ہو گی جنکی زیارت کو آنکھیں ترستی ہیں دلمیں آرزوئیں بھری تھیں۔ پھر خود علما آپکے میزبان ہونگے
ہر طرح کا آرام ملیگا۔ مکان۔ فرش پلنگ۔ روشنی کہانا۔ پان حقہ پان سب کانفرنس کے ذمے ہے شب و روز
علماکے وعظ سنئے قوم کی اصلاح و فلاح کیلئے جو تدبیریں آپکے ذہن مین آتی ہوں بیان کیجئے۔ سال بھر کے بعد
صاف عمدہ خوشخط چھپی ہوئی روئداد گھر بیٹھے ملے فیس ممبری صرف ۲ فیس وزیٹری ۱۲

مراسلات بنام سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس پاٹا نالہ لکھنؤ ہونا چاہئے۔

اصلاح کی حالت اگرچہ زمانہ ناموافق ہے۔ قوم کی توجہ رو بتنزل ہے۔ مگر بفضل خدا سے اصلاح کا استقلال اور اسکا ثبات قدم اپنے حال پر ہے۔ اصلاح کی غرض نہ تحصیل دنیا ہے نہ اوسنے اسکو ذریعہ معاش بنایا ہے۔ بلکہ اسکی غرض صرف ترویج دین حق ہے جسمیں نہ کمی خریداران سے اوسکی پالیسی میں تبدیلی ہو سکتی ہے نہ افزایش خریداران سے تغیر جہانتک قوت بشری کام دے سکتی ہے اسکے اجرا و بقا میں کوشش کی جائیگی۔ اور بفضل خدا سے امید بھی ہے کہ وہ میری جانکاہیوں کا نہ صرف آخرت میں بلکہ دنیا میں بھی معاوضہ دیگا چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں اشاعت میں بیچیدگی ہو رہی ہے مگر اسکے انتظام اور پابندی وقت سے اشاعت میں ترقی ہے۔ برعکس اسکے وہ پرچے جو عداوت اہلبیت اطہار میں سرشار تھے وہ کسطرح قعر ذلت میں گر رہے ہیں۔

آپکو اس سے نہایت تعجب ہوگا کہ ایک ہمارا زود رنج دوست یوں لکھ رہا ہے دو و اچھی خبریں۔ رسالہ اصلاح کے پچھلے پرچہ میں اسقدر گھبراہٹ کے ساتھ اڈیٹر عصر جدید کیلئے بددعا کی خواہش تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ کی اشاعت میں ہمارے معتدل اور صلح پسند خیالات سے سخت صدمہ پہنچا ہے مجھے ۲ ماہ کے متواتر سفر میں اکثر ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جنہوں نے اسکی خریداری ترک کر دی تھی" اس لب و لہجہ سے مافی الضمیر آپکا تو ظاہر ہے کہ متواتر ۲ ماہ تک اس غرض سے سفر کرتے رہے کہ اپنے احباب سے اصلاح کی خریداری ترک کرا دیں جسمیں وہ کامیاب بھی ہوئے اور اپنے احباب کو ترک خریداری پر مجبور کیا ہمکو بھی اونکی خوشی سے خوشی ہے کہ کسیطرح ہو وہ کامیاب ہوئے اور اگر سال دو سال اور اسیطرح سفر کرتے رہینگے تو اس سے زیادہ کامیابی کی امید ہے۔ مگر او نہیں لازم ہے کہ اپنے نقصان پر بھی غور کریں کہ لکھنؤ ایسے مردم خیز اور مرجع کملا شہر سے کس نیک نامی سے اونکو نکلکر پھر اوسی میں جا کر رہنا پڑا جہانسے شہرت اور ناموری حاصل کرنے کو لکھنؤ آئے تھے۔

ہمکو اپنے دوست کے اس عبرتناک مس سے ہمدردی ضرور ہوئی کہ بیچارے کس کروفر سے آئے تھے کہ انکی
آمد سے سارا لکھنؤ ہل گیا تھا اور اب وہاں سے اسطرح نکلے کہ فرنیچر وغیرہ معطل پڑا ہے کسیکو خبر بھی نہیں کون گیا
مگر اسوجہ سے کوئی ہمدردی نہیں کرسکتے کہ مومنین بالیقین کی دعا کا اثر ہے۔ اور خدا نے مومنین پر رحم کیا کہ اب
وہ شخص نہ رہا جسنے فرقہ حقہ شیعہ کی ضرر رسانی میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا حکام کا ہر وقت کان بھرا جاتا تھا
علماء کیطرف سے بدظن کئے جاتے۔ سارا الزام شیعوں پر دیا جاتا جس سے ۲۲ شیعوں کو جیل خانہ جانا پڑا۔ اب فضل خدا سے امید
ہے کہ مومنین کو آسائش ملیگی اور ایسے شرور سے محفوظ رہینگے۔

تنقید بخاری کا سلسلہ اسدفعہ اسوجہ سے بند کیا گیا کہ قوم کی توجہ ادہر نہیں معلوم ہوتی۔ پھر کیوں ناحق
ایسی نادر الوجود کتاب ناقدری قوم سے ضایع کی جائے۔ ہاں اگر قوم کو اسکی ضرورت ہو تو مطلع کریگی

العوالم الاسلامیہ

آہ اے اسلام تجھپر کن نااہلوں کا تسلط ہوا کہ رحلت رسول اللہ کے بعد سے کیا کیا مظالم تجھپر ہوئے مگر تو خدای پاک کا
مقدس دین تھا جس سے نہ تیرے حسن و خوبی میں فرق آیا نہ دلآویزی میں۔ خدا نے چاہا تو اس آخری
ظلم کا بھی اوسیطرح جلد خاتمہ ہو جسطرح پہلے سلاطین جور مٹا دے گئے کیونکہ مرزا محمد علی جو اسوقت فرمانروائے
ایران ہی اور جسنے وہ ظلم کئے کہ تمام دنیا میں یزید پلید کی یاد تازہ ہو گئی عنقریب اپنے کیفر کردار کو پہونچا چاہتا ہے
علماء ایران ایدہم اللہ نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ یہ شخص کافر ہے۔

بعض ہواخواہان اسلام نے اسکو یزید ثانی کا خطاب دیا جس سے اہلحدیث ناخوش ہو کر لکھتے
ہیں «بعض شیعہ ہمدردان قوم شاہ ایران کو جسنے ایرانی پارلیمنٹ کو توڑ کر بڑے بڑے علما اور قومی لیڈروں کو
مروایا ہی یزید ثانی کا خطاب دے رہے ہیں مورخہ ۱ اگست»

مگر آپکی یہ ہمدردی دو وجہ سے ہے ایک تو اصول عامہ اہلسنت سے ہے الامام لاینعزل بالفسق
کہ امام کیسا ہی فسق و فجور کرے مگر وہ معزول نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے تو پانچ مہینہ سے آپ اسپر زور دیرہے ہیں
کہ ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے۔ اگرچہ وہ مرزا قادیانی ہی کیوں نہو۔
دوسرے یہ کہ بعض ابن تیمیہ سے مشایخ اہلسنت قائل نبوت یزید تھے۔ اسلئے انکو رنج ہے کہ اونکے
نبی کا نام دوسروں کو کیوں دیا جاتا ہے۔

صورت تلگراف علماء نجف اشرف حجۃ الاسلام جناب آقا مرزا محمد حسین خلیل و آقا محمد کاظم خراسانی و آقا

عبداللہ مازندرانی کے اعاظم علمائے نجف اشرف سے ہیں حسب ذیل ہے مورخہ ۱۹ رجمادی الاول

ہم خدام شریعت کا اہتمام تائید اساس مشروطیت میں صرف بغرض حفظ مذہب اثنا عشری ہے اور دفع مخالفین اسلام کیلئے۔ اور صرف برادران دین کے اقدامات کیلئے ہم لوگوں نے اسقدر سعی اور کوشش کی ابتک جو کچھ خلاف مشروطیت امور ظاہر ہوئے وہ سب کسی دوسرے کی تحریک سے تھا اب جبکہ شاہ نے علانیہ مسلمانوں کو قتل کیا تو ہم بھی بصراحت لکھتے ہیں کہ تائید مشروطیت میں کوشش کرنا چونکہ موجب حفظ دین ہے لہذا یہ بمنزلہ اسکے ہے کہ امام زمان کی ہمرکابی میں جہاد کیا جائے۔ اور ذرہ برابر بھی اس سے مخالفت یا مخالفین کی موافقت منافی شان اسلام ہے اور بمنزلہ اطاعت یزید بن معاویہ

دہلی تلگرافات اخبار لندن یہ تار شایع کرتا ہے کہ مجمع اسلامیہ و روسا مذہب شیعہ نے عام طور سے مرزا محمد علی کی تکفیر کا فتوی دیا۔

حبل المتین کا خاص نامہ نگار تار دیتا ہے کہ تمامی علما اعلام مجمع اسلام نے شاہ کے کفر کا فتوی صادر کیا۔ عقلائے ملت اسطرح تبدیل سلطنت میں کوشاں ہیں کہ خونریزی اور فساد نہو۔ تمامی وزرا پریشان ہیں اور اپنی جان سے خائف۔ خاندان قاچاریہ تبدیل خاندان سلطنت سے مشوش ہیں سفیر روس شاہ ایران کا دست بازو بن رہا ہے۔ زیادہ گمان اسکا ہے کہ ولیعہد شاہ بنائے جائیں اور (غالباً ظل السلطان) نائب السلطنة۔ لشکر حواس باختہ ہیں۔ تمامی بلاد ایران مین انقلاب آثار نمایان ہیں۔ جو ملا شاہ کے دوست بنے تھے نہایت شرمندہ ہیں۔ رشوت کا بازار گرم ہے کہ کسیطرح علما کے فتووں میں اختلاف ڈالا جاے۔ علما سو رشوت لیکر رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

اگر سلطنت میں تبدیلی ہوئی تو خیر ورنہ ایران ہمیشہ کے لئے روس کا ماتحت ہوگا۔ خدا نکرے۔

اڈیٹر حبل المتین کی راے ہے کہ علمائے اعلام مجمع اسلام کے اس فتوی نے مرزا محمد علی کو ہمیشہ کیلئے ایران کے تخت و تاج سے محروم کر دیا کیونکہ جب مرتد قرار پا تو نہ اونکا توبہ قبول ہے نہ بجز قتل انکا توبہ قبول ہو سکتا ہے بلکہ بحکم شرع قتل انکا واجب

اخبار نوور یمیا جو روس کا قدیم ہماری اخبار ہے لکھتا ہے کہ قیصر ہند ڈیوڈ ہفتم اور زار روس سے جو بمقام ریوال ملاقات ہوئی تھی۔ اسیکا نتیجہ تھا کہ اسطرح شاہ ایران نے پارلیمنٹ کو شکست دیا اور اس ظلم و جور سے کام لیا جو تاریخی دنیا میں اپنی آپ نظیر ہے۔ تاکہ کانفرنس ایسا الدول سے اسکا بھی اوسیطرح فیصلہ ہوتا جسطرح مراکو کا فیصلہ جرمن۔ و فرانس نے کیا تھا۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ

اعلام کے اس فیصلہ نے سب پر پانی پھیر دیا کیونکہ جب وہ مرتد قرار پایا تو کسیطرح کا حق سلطنت پر نہ رہا پھر وہ ہزار اقبال کریں تو کیا نتیجہ ہوگا۔

علمائے اعلام حجج اسلام کا یہ فتویٰ بکمال دور اندیشی پر مبنی ہے کیونکہ اونکو بخوبی معلوم ہے اگر یہ شخص بادشاہ ایران قایم رہا تو یقیناً اس سلطنت کو حوالہ روس کر دیگا اور خود امیر بخارا کی طرح ۔ وظیفہ خوار بنیگا

اس حکم محکم نے آج تیرہ سو برس کے بعد اسلام کی ایک ایسی بے نظیر روحانیت ظاہر کی جسکی کوئی نظیر تاریخ دنیا نہیں ملسکتی کیونکہ اس حکم نے بتا دیا۔ اسلام کس کا نام ہے جو ایک ذرہ برابر بھی ظلم وستم کو جائز نہیں رکھتا۔ اسکو نہ جبابرہ کی پرواہ ہے نہ کیا سرہ کی ۔ بلکہ اسکا حکم مساوی ہے سب فقیر و گدا کیلئے۔

اس حکم نے بتا دیا کہ دینا میں اگر کوئی مذہب حق ہے تو یہی مقدس مذہب جو کسیطرح ظلم وستم کو جائز نہیں کہتا۔ بخلاف دیگر مذاہب کے جنکا یہ اصول ہے کہ الامام لا ینعزل بالفسق کہ امام فسق و فجور کرنیسے معزول نہیں ہوتا

اس حکم نے تمام سلاطین اسلامی کو خواہ سلطان روم ہوں یا امیر کابل یا خدیو مصر عدل وانصاف پر مجبور کر دیا۔ اور سبکی آنکھیں کھل گئیں کہ اگر ذرہ برابر بھی اسکے خلاف کرینگے تو محاکم اسلام اپنے اعمال کی بادافرہ پائینگے

اس حکم نے نہ صرف اسلامی سلطنت ایران کو بحیثیت مشروطیت قایم کیا جسکے بعد پھر کسی کو اسکے مخالفت کی جرأت نہوئی۔ بلکہ دول یورپ کے دندان طمع کو قطع کر دیا کیونکہ اونکو معلوم ہوگیا کہ مسلمانونکا حقیقی حاکم اسلام ہے

ہاں ضرور ہے اسکی کہ علما اپنے اس حکم قطعی کو محل اجرا میں لائیں کیونکہ یہ اونکا ذاتی فیصلہ ہے نہ ذاتی رائے بلکہ خدا و رسول کا حکم جسکے اجرا کے وہ ذمہ وار ہیں۔ لہذا اپنی پوری قوت سے اسکو جاری کرنا چاہئے ولو ذہاب الانفس۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو مذہبی فیصلہ کیسا ہوتا ہے مرتد کا حکم بجز قتل دوسرا کچھ نہیں لہذا تمامی اہل اسلام اسکے متوقع ہیں کہ جسطرح انہوں نے مسجد کو خراب کیا ہے علما کو قید و اسیر کیا ہے بڑے بڑے قومی لیڈر ونکو قتل کرکے اونکا گوشت کتونکو کھلایا ہے۔ اوسیطرح ایسے مرتد دین کی سزا سے مسلمانونکی آنکھیں خنک اور قلب و جگر مسرور ہونگے

حبل المتین کی یہ رائے واقعی بہت ہی اہم ہے کہ سلطان احمد مرزا ولیعہد ایران قرار دئے جائیں جو ہنوز دہ سالہ ہیں۔ اور ظل السلطان اونکے نائب السلطنہ مقرر پائیں تاکہ خاندان سلطنت کا تبدل بھی نہو اور بہر انتظام بھی معقول ہو کیونکہ ظل السلطان کا نام نامی بھی امن وامان کیلئے کافی ہے اور اونکی خیر خواہی سلطنت مشروطہ میں ابتدا سے مسلم الثبوت ہے۔ اور اونکی مالداری اور ذاتی ثروت کافی ضمانت ہے متولین داخلہ و خارجہ کے لئے۔

تار رو تر شورخہ ۹ گست مظہر ہے کہ تبریز میں پھر شاہی فوج اور رعایا میں خونریز لڑائی ہوئی جسمیں رعایا کا نقصان زیادہ ہوا۔

سلطنت ترکی اور پارلیمنٹ الحمد للہ کہ سلطنت ترکی بھی ظلم کے پنجوں سے رہا ہوئی سلطان نے شیخ الاسلام کے سامنے حلف اوٹھایا کہ میں نے ترکی رعایا کو حقوق پارلیمنٹ عطا کیا اور ہمیشہ پارلیمنٹ کا معاون و محافظ رہونگا اگرچہ سلطان نے اسکی اجازت سنہ ۱۲۹۳ھ میں دیدی تھی اور ، ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ھ میں اسکا باقاعدہ افتتاح بھی ہوا مگر ، صفر سنہ ۱۲۹۵ھ میں پھر بند بھی کر دیا۔ اوسکے بعد سے جوانان ترکی کو فکر تھی کہ یہ حق پھر ملنا چاہیے اور پارلیمنٹ قایم ہونا چاہیے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ہر ضلع ہر ہر صوبہ میں اس ہوا نے تیزی سے اپنا کام شروع کیا۔ حال میں خود سلطانی فوج نے علم بغاوت بلند کیا اور اپنے چیدہ افسرونکو مار ڈالا کیونکہ اونکا خیال تھا زیادہ خونریزی نہو اور چن چن کر وہ افسر مارے جائیں جو بانی ظلم و ستم ہیں۔ ان واقعات نے سلطان کو کچھ ایسا مجبور کیا کہ شیخ الاسلام کے روبرو اونہونے حلف اوٹھایا کہ میں نے رعایا کو حقوق پارلیمنٹ عطا کیا جسکے احکام حسب ذیل ہیں۔

(۱) ممالک عثمانی میں جتنے رعایا آباد ہیں خواہ وہ کسی قوم یا مذہب کے ہوں سب عثمانی سمجھے جائینگے اور رعایا کے مطابق جو حقوق ہیں اس سب سے فائدہ اوٹھا سکینگے۔

(۲) تمام ترکی رعایا ذاتی آزادی سے فائدہ اوٹھا سکتے ہیں بشرطیکہ کسی دوسرے کو اس سے نقصان نہ پہونچے

(۳) رعایا پر کوئی مقدمہ منشائے قانون کے خلاف دائر نہو گا۔

(۴) اخبارات کو اس شرط پر آزادی دی جاتی ہے کہ قانونی حد سے تجاوز نہ کریں۔

(۵) کوئی افسر مجاز نہیں کہ رعایا کے مکان میں زبردستی داخل ہو بجز اون حالات کے جنکی اجازت قانون دیتی ہے

(۶) ہر پچاس ہزار رعایا کیطرف سے پارلیمنٹ میں ایک ممبر منتخب ہوگا (۷) بوقت ضرورت اگر بذریعہ شاہی فرمان کے پارلیمنٹ توڑی جائے تو جدید پارلیمنٹ قایم کرنیکے لئے ممبرونکا انتخاب چھ مہینے کے اندر ہوگا۔

اخبار وکیل لکھتا ہے یورپ میں یا ایشیا میں موجودہ دنیا میں جتنی لڑائیاں ہوئیں یا ہونگی سبکی بانی اصل محرک یہودی ہیں آج کل روس کا ایک یہودی شاہ ایران کے مزاج میں بہت دخیل ہے وہ شاہ کے لڑکو نکا اتالیق ہے اور سپہ سالاری کا خطاب شاہ نے اسکو عنایت کیا ہے پارلیمنٹ توڑنے پر شاہ کو اوسی نے برانگیختہ کیا۔ موجودہ خونریزی اسی کے اشتعال دینے سے برپا ہوئی ایران کا شاہی خزانہ جسکے جواہرات

عہد صفویہ کے یادگار تھے اور جسمیں وہ گوہر شب چراغ بھی تھا جسے ہندوستان سے بادشاہ لیگئے تھے شاہ نے سبکو اس یہودی کے اشارہ سے روس بھجوا دیا کہ ایسا نہو کہیں انقلاب پسندونکو غلبہ ہو اور وہ لوٹ لیں۔

حیرتناک علمی فیاضی

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا قول ہے کہ ہر چیز کی ایک فصل ہے اور قرآن کی فصل ماہ رمضان المبارک ہے چنانچہ اسی متبرک اور واجب التعظیم مہینے کا استقبال کرتے ہوئے ہم آپکو ایسی

بے نظیر خوشخبری سناتے

سناتے ہین جسے سنکر آپ یقیناً ایک تحیر آمیز مسرت کا اظہار کرینگے - وہ کیا خوشخبری ہے؟ یہ کہ فقط ایک روپیہ مین کلام مجید۔ خوش قلم۔ پیاری تقطیع۔ دلربا کاغذ۔ دلآویز لکھائی۔ آنکھون کو منور کرنے والا چھاپہ۔ عمدہ جلد۔ آپ کو گھر بیٹھے مل جائیگا یعنی محصولڈاک اور فیس وی پی وغیرہ بھی (جو ہم بھرتے ہین) ہمارے ہی ذمہ ہے۔ آپکا فقط اتنا کام ہے کہ ایک کارڈ ہمین تحریر فرمادین اور چٹھی رسان کو فقط ایک روپیہ دیکر نادر تحفہ لے لین -

کیا یہ سستی رعایت نہین

کیا اس سے عمدہ مصحف اس قیمت مین آپکو دنیا مین دستیاب ہو سکتا ہے؟ دیکھئے۔ دیکھئے موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ ایک ضرورتمند تاجران جواہرات کو مفت لٹا رہا ہے۔ ماہ رمضان المبارک کی آخری تاریخون تک یہ رعایت محدود ہے۔ پھر یہ بیش بہا دور روپیہ کو بھی دستیاب نہ ہوگا ضرور فائدہ اٹھائیے اور مہربانی فرماکر اپنے احباب کو بھی خبر کیجئے

آپکی فرمائش کا منتظر — سید فیض الحسن - کشمیری دروازہ - دہلی

کھڑکی ابراہیم علیخان

عرق کمونی اور ملح ثلثین ۔ ان دونوں دواؤں کا تجربہ ہو چکا ہے اب دس سال سے میں خلق خدا کو
بغیر قیمت دیتا ہوں جن کو تخمہ ہچکی نفخ شکم سوزش سینہ بدہضمی تنگی نفس ترش ڈکار شکم بیقراری ضعف معدہ ضعف باہ
ارحم وغیرہ امراض معدہ یا شکم کی شکایت ہو بہت مفید پایا ۔ صرف ان دونوں دواؤں کے متعلق یہ تجربہ کیا اور چونکہ ان
سندیں اور رائیں بعینہ پیش کرتا ہوں دیکھئے اور بغور ملاحظہ فرمائیے ۔ وما علینا الا البلاغ ۔ قیمت عرق کمونی ...
(۰۰ خوراک) عہ ۔ ملح ثلثین (۴۸ خوراک) عہ ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ۔ ... دواخانہ حکیم سید محمد سجاد
حاملین کے نام سے آنی چاہئیں ۔ احقر العباد محمد سجاد ۔

کرامت نامہ جناب سید العلماء حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ فی العالمین مجتہد العصر والزمان مولانا آقا السید محمد باقر صاحب قبلہ
دام ظلہم العالی جناب مستطاب شامخ الالقاب مجامد و مکارم نصاب عوارف و معارف اکتساب ... جناب حکیم
سید محمد سجاد صاحب دام مجدہم الواسع الراحب ۔ بعد اتحاف ہدیہ تحیہ و سلام محفوف بصنوف شوق و عزائم و اعظام و اکرام ...
اولاً معروض مطالب آنکہ استخبار احوال خیر اشتمال سامی ہے ۔ خداوند متعال ہمیشہ اپنے حفظ و حمایت و حراست و کلایت میں
محروس و مصئون رکھے ۔ ہر دو ہدیہ سنیہ سامی منزلت یعنی عرق مرکب کمونی و ملح ثلثین عطیہ آنجناب موجب
کمال تشکر و امتنان و نہایت مسرت و ابتہاج حقیر ہوا ۔ بعض اعزہ و اقارب و نیز اطفال نے حسب ہدایت دونوں کا استعمال
کیا ۔ نفع بین ظاہر ہوا ۔ اور بہت فائدہ محسوس ہوا چنانچہ مکرر دونوں چیزوں کا استعمال کرایا گیا ۔ اور دعا ہے
خداوند عالم جناب سامی کو جزائے خیر کرامت فرمائے اور ہمیشہ موفق و مؤید رکھے اور ترقی مدارج دارین عطا فرمائے
والسلام خیر ختام ۔ محمد باقر الرضوی عفی عن جرائمہ ۔

شیعہ جلد ۔ ہم نہایت خوشی کے ساتھ اس کا اظہار کرتے ہیں اور قوم کے حقوق بھی مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں یہ لکھوں
کہ عرق کمونی اور ملح ثلثین یہ دونوں کیسی مفید اور زود اثر دوائیں حکیم محمد سجاد صاحب نے ایجاد کی ہیں ۔ معدہ کے
تمام امراض میں میرے خیال میں کوئی ایسی دوا اب تک ایجاد نہ ہوئی ہوگی ۔ جن لوگوں کو معدہ کا کسی قسم کا ہیج ہو دوسری کوئی دوا
فائدہ نہ کرتی ہو تو ان ہی کی تاب ایک چیز ضرور استعمال کرکے دیکھیں ۔ امید ہے کہ پوری کامیابی ہو ۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ
عوارض معدہ سے کوئی گھر کم خالی ہوگا ۔ اس صورت میں احتیاطاً ہر گھر میں بے ضرورت بھی ایک ایک یہ دونوں دوائیں
رہنی چاہئیں جو ہر وقت بڑے طبیب یا ڈاکٹر کا کام دے جائیں ۔ وہ لوگ تو ضرور منگوائیں جو بالفعل معدہ کے کسی ہیج
میں مبتلا ہیں ۔ میں خود طرح طرح کے عوارض معدہ میں مبتلا رہا کرتا تھا حکیم صاحب موصوف نے یہ دونوں دوائیں
میرے لئے بھیج دی تھیں ۔ عرق میں نے خود استعمال کیا اور نمک بعض اعزہ کو دیا جس کی اطلاع ...
کو اپریل ۱۹۱۷ء کے پرچہ شیعہ میں دے چکا ہوں ۔ آج تک ہلکو کا معدہ بحمد اللہ ... بہت درست ہے
بلکہ میرے صحیح ہو جانے کے بعد میرے جن جن اعزہ اور احباب نے منگوا کر استعمال کیا ۔ ان کو بھی امید سے
زیادہ کامیابی ہوئی ہے ۔

(ایڈیٹر شیعہ)

رجسٹرڈ بی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لیے ہے

[illegible]

[illegible]

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری | جلد ۱۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگاران	صفحہ
۱	اطلاع ضروری	اڈیٹر	۱
۲	فیصلہ قرآنی	"	۳
۳	فیصلہ امامت و اقتدا	"	۱۷
۴	تبدیل تاریخ شیعہ کانفرنس	جناب سکرٹری صاحب	۵۵
۵	اعلان انجمن جعفریہ مظفرنگر	جناب سکرٹری صاحب	۵۶
۶	تحریر ضروری	جناب مولوی سلطان رضا صاحب عقیل	۵۸
۷	خلیفہ دوم کی مونچھ	جناب سید نصیر احمد صاحب	۶۳
۸	کمیشن تحقیقات منجانب گورنمنٹ	اڈیٹر	۶۳
۹	ایمان ویران	"	۶۶

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

سید ظہیر حسین پرنٹر و پبلشر

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

مظفری منتخانہ

جناب حکیم حاجی حمزہ علی صاحب امین منصفی حیدر دہی مرادآباد اثم حصہ اعم
میزان سنہ ۱۳۷۷ھ سماہی جناب سید اکبر حسین صاحب بلدورہ درگاہ دربھنگہ میزان
سماعتہ ۲۷۹

فطرہ جناب سید محمد حسین صاحب جناب وزیر حسن صاحب یاقوت گنج مگر فطرہ کی رقم داخل منتخانہ نہیں کیجاتی

اعانت مظلومین تبریز جناب سید حامد علی صاحب رئیس یہان ویسیلہ آباد لکھتے ہیں کہ تاثیر تحریر گرمی

جناب سید نظر الحسن صاحب چنار ہند بذریعہ اصلاح سنہ سے متاثر ہو کر مبلغ عہ میں نے اعانت مظلومین تبریز کیلئے

خدمت مین جناب موید الاسلام اڈیٹر حبل المتین کے روانہ کیا ہے صہ اپنی طرف سے اور صہ دیگر خواتین معظمہ سے

جزاہم اللہ فی الدارین خیراً۔ جناب سید موالی حسین صاحب محافظ دفتر انجینئری چھاونی نوگنگ علاقہ بندیلکھنڈ

عصہ مرحمت فرماتے ہین جو بذریعہ دفتر اصلاح خدمت موید الاسلام میں روانہ کیا گیا۔

الحمد للہ کہ ہنوز ہندوستانی مومنین مین خون ہاشمی ایسا اثر دکھاتا ہے۔

رفع اشتباہ چند ممبران انجمن محمدی مٹیابرج کلکتہ نے اسکی شکایت کی کہ بمقدمہ جناب مولوی سید مقبول احمد صاحب دام عزہ مبلغ عصہ انجمن محمدیہ سے آیا اور رسید صہ کی ۲ جلد ۹ مین شایع ہوئی جناب مولوی سید مظہر حسن صاحب زنگی پوری کا بھی اسی مضمون کا خط آیا چونکہ موصوف پریسیڈنٹ تھے۔ اسلئے زیادہ مورد اعتراض بنے۔

حالانکہ اس شبہ کیوجہ یہ ہے کہ وہ حضرات اصلاح کو بغور نہیں ملاحظہ فرماتے۔ انجمن محمدیہ نے دو مرتبہ چندہ بھیجا ایک دفعہ عہ جو ۱۴ جنوری ۱۹۱۰ء کو وصول ہوا اور اوسکی رسید اصلاح ۱۱ جلد ۹ کے آخر صفحہ مین شایع ہوئی۔ دوسرا چندہ صہ جو ۷ مارچ ۱۹۱۰ء کو وصول ہوا اوسکی رسید ۱۲ جلد ۹ مین شایع ہوئی۔ اسیوجہ سے اشتباہ ہوا الحمد للہ کہ دفتر ہی تک ان الزام منتہی ہوا۔

مسجد موضع کھرڑ ضلع انبالہ جس مسجد شیعیان کو یہانکے اہلسنت نے غصب کر لیا تھا اور ماہ اکتوبر ۱۹۰۹ء مین مقدمہ دائر ہوا۔ الحمد للہ شیعوں کے حسب خواہ فیصل ہوا الحمد للہ۔ چونکہ اس مسجد کو اہل خلاف نے بالکل منہدم کر دیا تھا اور از سر نو تعمیر کرنا شروع کیا تھا کہ انکے قبضہ سے واگذار ہوی لہذا ضرورت ہے کہ مومنین اسکی امداد کرین۔

اگرچہ برادران والاشان جناب میر بشیر حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ فیروزپور و جناب میر محمد باقر صاحب سب انسپکٹر تھانہ لٹر سولی۔ اس مسجد کی کافی امداد فرما رہے ہین۔ مگر چونکہ چار یا پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے کہ اسکے ساتھ حوض و امام بارہ بھی طیار کر لیا جائے اسلئے فقیر نے ارادہ کیا ہے کہ خاص خاص حضرات کے پاس جا کر امداد طلب کرون۔

لہذا مین برادران ایمانی کو اس کار خیر مین شرکت منظور ہو بذریعہ منی آرڈر بنام سید ہادی حسن پسر حکیم محمد جعفر صاحب مہتمم مسعود لیتھو میڈیکل ہال کھرڑ انبالہ

نیازمند حکیم محمد جعفر

اصلاح الحمد للہ کہ مومنین کھرڑ اس مسجد کے مقدمہ مین کامیاب ہوئے مومنین پر اسکی امداد لازم ہے اگرچہ بہت سا چندہ خود جناب نواب فتح علیخان بہادر قزلباش سی آئی ای اور خلیفہ سید حامد حسین صاحب کمشنر پٹیالہ اسکے لئے کافی ہین مگر ہر شخص بقدر امکان شرکت کر سکتا ہے۔ دوران مقدمہ مین بھی ہم اصلاح نے ایک اپیل شایع کی تھی

اجلاس دوم شیعہ کانفرنس لکھنؤ

۲۴ - ۲۵ و ۲۶ - ۲۷ - دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء

اس نمبر میں چونکہ چند تحریرین تبدیل تاریخ کی نکتہ چینی مین شائع ہوئی ہین - جو ایک حد تک نہایت واجبی اور ضروری ہے - مگر چونکہ قوم کے یہ اعتراضات اوسوقت شائع ہوئے جب وقت نکل چکا تہا - اور وقت بہت کم رہ گیا تھا - اسلئے مینے ذاتی طور پر جناب صدر نشین صاحب انجمن دامت برکاتہ سے اسبات کی جسمین جناب ممدوح نے بھی اعتراضات کو قبول فرمایا اور اسکی معذرت فرمائی کہ کانفرنس کی اس قسم کے اغلاط پر نظر کرنا چاہیے بلکہ جہانتک ہوسکے اسکی امداد و اعانت مین کوشش کرنی چاہیے -

لہذا یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ ان نکتہ چینونکی غرض کانفرنس کی مخالفت نہین ہے بلکہ اوسکی اصلاح منظور ہے کہ کارکنان کانفرنس ہر پہلو و جوانب پر نظر رکھین - ورنہ یہ کانفرنس جسکی مربی اور سرپرست اور صدر نشین تمامتر علماے دین و حافظان شرع متین ہین - اوس سے کونسا مسلمان مخالفت کرسکتا ہے - اب ہمارا اور تمام قوم کا فرض ہے کہ جہانتک ہوسکے اپنے اس قومی کانفرنس کی امداد کرین اور اسکو بارونق بنائین کہ دوسرونکو بہی معلوم ہو کہ ہم بہی کوئی زندہ قوم ہین اور ہم مین زندگی کے آثار موجود ہین کہ اگر اوس سے کام لین تو ہم اوسی معراج ترقی پر پہونچ سکتے ہین جیسا کہ تحصیل مین تمام قومین کوشان ہین شیعہ کانفرنس کی اعانت نہ کچھ زیادہ دولت چاہتی ہے نہ زیادہ مال فیس ممبری سے ہے جس سے آپکو یہ حق حاصل ہوگا کہ کانفرنس مین رائے دین اور کتاب روئداد چھپ کے آپکے لئے حاضر ہو - یہ رقم ایسی جزئی ہے کہ کسی پر جبر نہین ہوتا اگر شرکت نہ فرمائیے فیس ممبری بہیجدیجئے - اور اگر خود زحمت فرما کر لکھنؤ تشریف لائے شریک کانفرنس ہوجائے ہر قسم کا سامان آسایش و آرام مہیا ہے علماے بہمان ہین تمامی طلبا اور مومنین آپکی خدمت کو حاضر ہین -

فیس وزیٹری عمدہ ہے جسکا فائدہ آپکو یہ ہوگا کہ کانفرنس مین شریک ہو کر وہانکے مواعظ و ہدایات سے مستفید ہون

بہرحال اب موقع دیر کا نہین ہے جہانتک جلد ہوسکے فیس ممبری یا فیس وزیٹری بنام جناب مولوی علی غضنفر صاحب سکرٹری شیعہ کانفرنس لکھنؤ روانہ فرمائین -

اس کانفرنس کی اعانت اور اسمین شرکت یہی قوم اپنے مذہب اپنے دین کو تازہ کرنا ہے اور امداد دینا لہذا موجود تشریف لیجائین اونکو فیس ممبری جلد بہیجدینا چاہیے - اور جو لوگ شرکت چاہین اونہی بہی مناسب کہ اگر ممکن ہو تو ایک ہفتہ قبل تشریف لائین کہ علماے دین کی زیارت سے بھی مشرف ہون اور وقت اجلاس کانفرنس

حادثۂ عظمیٰ

آہ آہ کیونکر یہ خبر بیان کی جائے کہ حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام آقا حاجی مرزا محمد حسین بن ملا خلیل طاب ثراہ اعلم مجتہد نجف اشرف نے ۱۱ شوال ۱۳۲۶ھ کو سو برس کی عمر پاکر زہر دغا سے بمقام مسجد سہلہ جو معنا فاتِ نجف اشرف سے ہے شہادت پائی انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

یوں تو علمائے اعلام کی تعداد ہمیشہ کم رہی ۔ اور سلف آرسے مقابلہ میں علمائے عاملین کی تعداد اور بھی قلیل ۔ حامیان سلطنت مشروطہ میں جناب مرحوم بھی تھے اب صرف حجۃ الاسلام آقا محمد کاظم خراسانی و آقا شیخ عبد اللہ مازندرانی دام ظلہم کی ذوات مقدسہ پر سارا بار ہے خدا رحم کرے ۔

حبل المتین میں زہر خورانی کی تفصیل نہیں درج ہے مگر یہ پوری وثوق سے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ ایران نے زہر دلوایا ۔ مومنین پر لازم ہے کہ جناب مرحوم کیلئے مجالس فاتحہ خوانی منعقد کریں کا جل علمائے نجف اشرف سے تھے اور زہد و تقویٰ اور عبادت میں بے نظیر تھے صائم النہار قائم اللیل کی صفت آپ ہی کیلئے موزون تھی ۔ فقیر بھی زیارت سے مرحوم کی ایکبار مشرف ہوا ہے مجسم تقویٰ تھے رحمہ اللہ و طاب ثراہ

۲۸ شوال کا تار روئٹر مظہر ہے کہ روس نے اعلان دیا ہے کہ ہرگز ہمارا ارادہ نہیں ہے کہ صوبہ آذربائیجان کو اپنے ممالک مقبوضہ سے ملحق کریں (ممکن بھی نہیں ہے)

۳۰ کا تار کہتا ہے سفیر روس و انگریز کے اعتراض پر شاہ نے اپنا یہ اعلان منسوخ کیا کہ ہم ملک کو اختیار پارلیمنٹ نہ دینگے (واہ رے غیرت شاہ کہ دو سفیر کے کہنے پر اپنا حکم منسوخ کیا خدا جلد ملک کو اس وجود سے خالی کرے ۔

۲ ذیقعدہ کا تار مظہر ہے کہ شاہی فوج جو طالش کی تادیب کو گئی تھی جسنے شاہی گورنر کو قتل کر کے علم مشروطیت بلند کیا تھا اوس سے بھی شاہی فوج نے ہزیمت کھائی ہے اور رشت تک فرار کر گئی ۔ اب نواحی رشت کے غارت میں مشغول ہے ۔ شاہی فوج ایل ساہسون بھی جو ایک بڑا قبیلہ ہے ایلات ایران سے یہ بھی مشروطہ خواہ ہوا اور ستار خان سردار مشروطین سے خط و کتابت کر رہا ہے

شہر خوی پر بھی مشروطین کا قبضہ ہو گیا ۔

شہر مراغہ میں مشروطین کو ہزیمت ہوئی ۔

اصفہان میں بھی حاکم شہر مارا گیا اور مشروطہ خواہوں کا تسلط ہے

اعانت مظلومین تبریز کیلئے علمائے اعلام حجج الاسلام نجف اشرف دام ظلہم العالی تار پہ تار دیرہے ہیں اور مومنین ایران امداد کر رہے ہیں ۔ دیکھیں ہندوستانی شیعوں کو کب توفیق ہوتی ہے ۔ حاجی مرزا مہدی اصفہانی نے کلکتہ میں ایک دفتر اسکے لئے قایم کیا ہے ۔ پوسٹ آفس بھوانی پور کلکتہ کے ذریعہ سے جسکو ممکن ہو اپنے برادران ایمانی کی امداد کریں جناب مرزا مہدی صاحب سے رسید با ضابطہ ملیگی ۔

تولیت امام باڑہ ہوگلی کے لئے متولی حال کے فرزند ارجمند منتخب ہوئے ہیں خدا کرے اگر یہ درست ہو تو اندیشہ تمام کن کا مضمون ہوگا ۔ رہا سہا حق بھی شیعوں کا زائل ہوگا ۔ دیکھئے ہماری آنکھ کب کھلتی ہے اور اپنے حقوق کی نگرانی کب کرتے ہیں ۔

۲۵ ذیقعدہ روز یکشنبہ کو امام باڑہ محلہ منصور نگر لکھنؤ میں جناب صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب دام ظلہ موعظہ فرمائیںگے مومنین سے امید شرکت ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ذیقعد ۱۳۲۶ہجری | جلد ۱۱

اطلاع ضروری

(۱) اصلاح کا یہ سال تمام ہو رہا ہے صرف ایک نمبر اور باقی ہے جو کیا عجب ہے کہ قبل رویت ہلال ماہ ذی الحجہ الحرام پہونچ جائے لہذا جن لوگوں کا چندہ وصول ہے اونکے مطالبہ سے اصلاح پاک ہوگا۔ اور جن لوگوں کے ذمہ چندہ اصلاح باقی ہے اونکے ذمہ مطالبہ دفتر باقی رہیگا۔

(۲) بارہ برس کے تجربہ نے اب پوری طور سے ثابت کردیا کہ بلا وصول پیشگی پرچہ جاری رکھنا نہایت خطرناک ہے کیونکہ اس سال ایسے ایسے لوگوں نے ویلیو واپس کیا جنپر دفتر کو اسدرجہ اعتماد تھا کہ ابتک بلا وصول چندہ پرچہ روانہ کیا گیا اختتام سال پر چونکہ عام طور سے دقتیں ہوتی ہیں۔ اسلئے وہ لوگ سرمایہ محفوظ قرار دئے گئے تھے کہ ایسے وقت میں اون سے وصول کر کے کام چلایا جائیگا مگر خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم۔ کا مضمون ہوا نہایت بے دردی سے اون حضرات نے ویلیو واپس کیا جس سے نہایت درجہ نقصان ہوا۔

لہذا اب عام قاعدہ مقرر کیا جاتا ہے۔

(۱) کہ جن حضرات کو آیندہ سال کی خریداری منظور ہو وہ ۱۲ کے بعد سال آیندہ کا چندہ عہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائیں

(۲) اگر خدانخواستہ خریداری سے انکار ہو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائیں مگر ہر حال میں نمبر خریداری ضرور تحریر ہو

(۳) اگر کسی قسم کا چندہ دینے میں ابھی تامل ہو۔ تو اس سے بھی اطلاع دیں۔

ورنہ اگر کسی قسم کی اطلاع نہ ملیگی۔

تو انعامی رسالہ ارسال الیدین یعنی ہاتھ کھولکر نماز پڑھنے والا رسالہ ۱۳۲۶ھ بذریعہ ویلیو عہ چندہ اصلاح کے لئے ہر شخص کے نام بلا استفسار روانہ ہوگا کہ بعد وصول چندہ محرم کا پہلا نمبر روانہ ہو۔ والسلام

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

اسکے متعلق جسقدر عرض کرنا تھا کر چکا کہ اس سے نہ ذاتی منفعت مقصود ہے نہ اپنی آرام و آسایش کی فکر جسکو مدت ہوئی قوم پر نثار کر چکا۔ بذریعہ فن طبابت آرام سے زندگی بسر کرتا۔ غم وزد و غم کا لاسکر قوم کی بے دست و پائی اور بے بسی نے کہ کوئی قومی پرچہ نہ تھا۔ اشاعت اصلاح پر مجبور کیا ہے جو قومی خدمتیں کمپنی کے پیش نظر ہے۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی یہ غرض تھی کہ وہ نایاب کتابیں جنکا نام بھی نہیں سنا جاتا شایع کیجائیں مصنفین عالی قدر کی وہ گرانمایہ کتابیں جنہیں خون جگر سے اپنے لکھا۔ اور شایع نہ ہو سکیں اس ذریعہ سے شایع ہوں معمولی کتابوں کے چھپوا جو دقتیں ہوتی ہیں کہ مالکان مطبع اجرت زیادہ لیتے ہیں۔ کام نہ وقت پر ہوتا ہے نہ اچھا ہوتا ہے صحت کا انتظام وہ بھی قطع کیا جا

سب سے پہلا فرض اپنا اس کمپنی نے یہ قرار دیا تھا کہ ترجمہ قرآن مجید و تفسیر کو شایع کرے جسکی ہر طرف سے طلب ہے اور ترجمہ و شرح نہج البلاغہ شایع کرے جسکا مدت سے قوم سے وعدہ ہے

مگر افسوس کہ قوم نے اسکی قدر نہ کی اور وعدہ کرکے وعدہ خلافی کی ناامید دلا کر محروم رکھا یہ جو عذر پیش کیا جاتا ہے قحط سالی کی شکایت عام ہے۔ ناداری سے کوئی متنفس مطمئن نہیں۔ مگر جب غیروں کو دیکھتے ہیں کہ ان مصائب کے ساتھ سب کام کر رہے ہیں صدہا کمپنیاں قائم ہوتی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں۔ تو پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ شیعوں ہی کی ایسی حالت کیوں خراب ہوئی جنمیں ایک بھی قومی نہیں ہو سکتا۔

آپ پرکونسے کالج کا بار ہے۔ کونسے لیگ کا تاوان ہے۔ کونسے کانفرنس کا چندہ ہے۔ کونسی انجمن کا تقاضا ہے۔ کونسے یتیمخانہ کا مطالبہ ہے کیا دو کروڑ شیعہ آبادی میں پچیس آدمی ایسے نہیں ہیں جو ہزار ہزار روپیہ دیکر پچیس ہزار کی رقم پوری کر دیں۔ یا ہزار آدمی بھی ایسے نہیں ہیں جو فی شخص صرف ۲۵ دیکر اس سرمایہ کو پورا کریں۔

ہیں بفضل خدا سے ہزاروں نہیں۔ بلکہ لاکھوں ہیں۔ مگر اپنے قوم کیلئے نہیں غیروں کیلئے کہ دوسروں کو مالا مال کریں اور اپنی قوم کو سسکتا چھوڑ دیں۔

پھر بتائیے ہمارا کام چلے تو کیونکر۔ ہم کامیاب ہوں تو کسطرح امرا و روسا کو غیروں کی فکر ہے کہ کسطرح آباد ہوں اگرچہ تمام دنیا میں خارجیت کو ترقی ہو ناصبیت کو فروغ۔ اور اپنی قوم سے یہ فرماتے ہیں کہ تم رسالہ بند کر دو اخبار نکالو۔ اس سے خارجیت بڑھتی ہے دشمنی کو ترقی ہوتی ہے۔ ایسوں سے بڑھکر کون دشمن قوم ہو سکتا ہے جو اپنی قوم کو تباہ کرکے دوسری قوم میں مستاصل کیا چاہتا ہے۔ پھر انکو کوئی کیوں نہیں سمجھاتے جو شیعوں کے دشمن ہیں کہ تم ہی سمجھدار ہو سمجھاؤ۔ شیعہ ہمیشہ سے مصیبت زدہ ہیں۔ مگر ہائے صلح پالیسی کی ہوا ایسی زور اور تیز ہے کہ صفحہ دنیا سے آئمہ اطہار علیہم السلام کا نام مٹ جائے۔ یہ کوئی بات سننے نہیں دیتی اور یہی چاہتی ہے نا فقرا ہو رہے۔

مگر انکو مطمئن رہنا چاہیے کہ دین کے حامی ہمیشہ وہی دین حق کی حمایت کرینگے جان دینگے مگر دین کو نہ چھوڑینگے۔ نادار ہیں مگر انکی کوڑی تمہاری مشرقی کو مات کریگی۔ اونکا ایک ایک پیسہ تمہارے لوٹ و پیر فوقیت لیجائیگا۔ اور انہی کی ہمت مردانہ کا یہ اثر ہے کہ آج ان معشری شیعہ۔ اصلاح۔ المنتظر جاری ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں عنقریب اصلاح پرنٹنگ کمپنی کا سرمایہ بھی فراہم کرینگے اور اس خوبی سے یہ کمپنی چلیگی کہ تم منہ تکتے رہ جاؤگے۔ خدا انکا مددگار رہے۔

فیصلۂ قرآنی

اہلحدیث کا تمسک قران سے

گذشتہ سے پیوستہ

آپ تو اہلحدیث سے ہیں محدث بھی ہیں مفسر بھی مورخ بھی کیا آپکو نہیں معلوم کہ
جس روز حضرت کو حکم اظہار نبوت ہوا ہے اُسی روز آپنے اولی الامر پر بھی نص کیا اور بتایا
کہ میرا وصی اور خلیفہ کون ہے اور اسی کے ساتھ سمع اطاعت کا بھی حکم دیا جس سے آپ سمجھ
سکتے ہیں کہ اس آیہ میں اُسی اطاعت کا حکم ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم
یہ واقعہ ایسا نہیں ہے کہ کسی با علم مسلمان سے مخفی ہو کہ جب آیہ انذر عشیرتک الاقربین
نازل ہوا جو اب سورہ شعرا میں موجود ہے کہ اے رسول تم اپنے عزیز و اقربا کو احکام الہی کی تبلیغ کرو۔
تو اُسوقت حضرت نے بنی عبد المطلب کا مجمع کیا ہے اور اس حکم کو پہونچایا ہے اور اسکے ساتھ
جناب امیر کے وصایت اور خلافت پر نص جلی فرمایا چنانچہ یہ مضمون تفسیر ثعلبی خصائص
نسائی اور معالم التنزیل محی السنہ بغوی اور تفسیر و تاریخ و تہذیب الآثار محمد بن جریر طبری اور
دلائل النبوۃ امام ابو نعیم اصفہانی اور دلائل النبوۃ بیہقی اور کنز العمال ملا علی متقی اور تاریخ کامل
علامہ ابن اثیر جزری اور تاریخ ابو الفدا اور کتاب الاکتفا فی فضائل الاربعۃ الخلفا ابراہیم بن عبد اللہ
وصابی یمنی شافعی اور تفسیر محمد بن اسحق اور حبیب السیر و روضۃ الصفا و معارج النبوۃ میں تفصیل مذکور
ہے اور شاہ ولی اللہ نے بھی ازالۃ الخفا میں بالاختصار نقل کیا ہے۔
تاریخ کامل علامہ ابن جزری میں ہے صفحہ ۲۳ جلد دوم وقال علی ابن ابیطالب لما نزلت
وانذر عشیرتک الاقربین دعانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا علی ان اللہ
امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فضقت ذرعا علمت انی متی اباد رھم تبد
الامر اری منھم ما اکرہ فصمت علیہ حتی جاءنی جبرئیل فقال یا محمد الا تفعل

ما تو مربہ یعذ بك دبك فاصنع لنا صاعامن طعام واجعل علیہ رجل
شاۃ واملا لنا عسا من لبن واجمع لی بنی عبد المطلب حتی اکلمھم ابلغھم
ما امرت بہ ففعلت ما امرنی بہ ثم دعوتھم وھم یومئذ اربعون رجلا
اوینقصونہ فیھم اعمامہ ابو طالب وحمزۃ العباس وابو لھب فلما اجتمعوا
الیہ دعانی بالطعام الذی صنعتہ تناول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جزۃ من اللحم فشقھا باسنانہ ثم القاھا فی نواحی الصحفۃ ثم قال خذ وا
باسم اللہ فاکل القوم حتی مالھم بشئ من حاجۃ وما اری الا مواضع ایدیھم
وایم الذی نفس علی بیدہ ان کان الرجل الواحد منھم لیاکل ما قدمت
لجمیعھم ثم قال اسق القوم فجئتھم بذلك العس فشربوا منہ حتی
رووا جمیعا وایم اللہ ان کان الرجل الواحد لیشرب مثلہ فلما اراد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکلمھم بدرہ ابو لھب الی الکلام
فقال لھا ما سحرکم بہ صاحبکم فتفرق القوم ولم یکلمھم صلی اللہ علیہ
وسلم فلما کان الغد قال یا علی ان ھذا الرجل سبقنی الی ما سمعت من
القول فتفرقوا قبل ان اکلمھم فعد لنا من الطعام بمثل ما صنعت
ثم اجمعھم الی ففعلت مثل ما فعلت بالامس فاکلوا وسقیتھم ذلك
العس فشربوا حتی رووا جمیعا وشبعوا ثم تکلم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال یا بنی عبد المطلب انی واللہ ما اعلم شابا فی العرب
جاء قومہ بافضل مما قد جئتکم بہ قد جئتکم بخیر الدنیا والاخرۃ
وقد امرنی اللہ تعالی ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علی ھذا الامر
علی ان یکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاحجم القوم عنھا جمیعا
وقلت وانی لاحدثھم سنا وارمصھم عینا واعظمھم بطنا واحمشھم

سا قالا انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم قال ان ھذا اخی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوا قال فقام القوم یضحکون فیقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک و تطیع ۔ (حاصل ترجمہ)

حضرت علی بن ابیطالب سے مروی ہے کہ جب آیہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوا تو جناب رسول خدا نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اے علی اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے کہ (اسکی نافرمانی سے) اپنے رشتہ داروں کو ڈراؤں مگر (قوم کا حال دیکھکر) میں اس بات میں متامل ہوا نظر برآں کہ انکے سامنے جب اس امر کو پیش کرونگا تو ان سے وہ جواب سنونگا جس سے مجھے کراہت ہے اسلئے مینے سکوت اختیار کیا ۔ حتے کہ اس امر میں پھر نہایت تاکید کے ساتھ مجھپر وحی ہوئی لہذا اب تم ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا مہیا کرو ۔ اور بنی عبد المطلب کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میں جس امر کے پہونچانے کے لئے مامور ہوں انھیں پہونچادوں حضرت علی نے حسب الحکم سب سرانجام کیا اور بنی عبد المطلب کو (جو ایک اوپر یا کم چالیس مرد تھے اور جن میں آپکے اعمام ابو طالب حمزہ عباس اور ابو لہب بھی تھے) جمع کیا جب سب جمع ہوگئے اور کھانا حاضر کیا گیا تو آنحضرت نے پہلے ایک ٹکڑا گوشت کا لیکر اُسے اپنے دانتوں سے پارہ پارہ کیا اور اطراف ظرف میں ڈالدیا اور فرمایا شروع کرو بسم اللہ پس سب نے سیر ہو کر کھایا پیا اور اعجاز نبوی سے طعام و شیر میں کمی نہیں معلوم ہوتی تھی باوجودیکہ وہ طعام و شیر اسقدر تھا کہ ایک شخص اُنمیں سے چاہتا تو وہ سب کھا پی لیتا غرضکہ بعد فراغ اکل و شرب کے حضرت پیغمبر علیہ السلام نے اُن سے کلام کرنے کا قصد کیا لیکن ابو لھب نے مبادرت کی اور کہا تمہارے صاحب نے تم پر جادو کیا ہے یہ سنتے ہی تمام لوگ متفرق ہوگئے اور آنحضرت کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا دوسرا روز ہوا تو آپ نے حضرت علی بن ابیطالب سے فرمایا کہ اے علی چونکہ ابولہب نے سبقت کر کے قبل اسکے کہ میں کچھ کہوں مجمع منتشر کر دیا لہذا اب پھر کل کیطرح سرانجام دعوت کرو اور سب کو بلاؤ چنانچہ حضرت علیؑ نے حکم کے موافق پھر

سب چیزیں مہیا کیں اور لوگوں کو جمع کیا اور **پہلے دن** کیطرح قوم نے سیر ہو کر کھایا پیا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بنی عبد المطلب خدا کی قسم جوانان عرب میں سے ایسا میں کسیکو نہیں جانتا جو اپنی قوم کیلئے مجھ سے بہتر لوئی چیز لایا ہو میں تمھارے پاس دنیا اور آخرت کی نیکی لایا ہوں اور خدا وند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں اسکی طرف بلاؤں پس تم میں کون شخص ہے جو اس امر میں میری وزارت کرے اور میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو قوم نے مطلق اسکا کچھ جواب نہیں دیا لیکن حضرت علی نے باوجود اوصاف صغر سنی کے عرض کی کہ اے رسول برحق آپکی نصرت اور وزارت کو میں موجود ہوں یہ سنکر پیغمبر صاحب نے حضرت علی کی گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے قوم (دیکھو) یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم لوگ اسکا حکم سنو اور اسکی اطاعت کرو اسپر حاضرین ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالب سے کہنے لگے کہ تمھیں حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو اور اسکا حکم سنو تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۳

اس روایت کو دیکھکر یقین ہے کہ آپکا ایمان درست ہوگا اور سمجھے ہونگے کہ واقعاً منصوص خدا و رسول اولی الامر معنی تھا جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

اور اگر آپکو روایات صحیح بخاری سے کسی قسم کا تردد ہو کہ انھوں نے ان واقعات کو حذف کرکے صرف اسیقدر لکھا کہ حضرت کوہ صفا پر یا صباحاہ کہکر چیخے اور لوگ جمع ہوئے تب حضرت نے کہا کہ خدا نے مجھے مبعوث برسالت کیا ہے تو ابو لہب نے تبا لك الهذا جمعتنا کہا جسپر سورہ تبت نازل ہوا۔ تو اسکی تحقیقات آپکو الشمس جلد ۴ سے معلوم ہوگی کہ یہ کارروائی بخاری کی محض از راہ تعصب و عداوت جناب امیر ہے جسکے لئے وہ مجبور ہوئے کہ ایک معجزہ عظیم الشان رسول اللہ کا [illegible] مگر انھوں نے یہ نہ سوچا کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواههم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون [illegible] معجزہ رسول اللہ مخفی رہ سکا نہ وصایت و خلافت جناب امیر۔

[illegible]

یہانتک کہ وقت وفات حضرت نے قلم دوات کاغذ کو طلب کیا اور عمر صاحب مانع ہوئے
تمام عالم کو بتادیا کہ خلیفہ رسول منصوص و معین تھا جسے خدا و رسول نے نص کیا اور
اُسکی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر لا
اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یومن
باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ
اسکے بعد اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں " اب ہم حسب قرار داد قرآن مجید سے اس مسئلہ کا تصفیہ
کرتے ہیں مگر پہلے ہم قرآن شریف سے وہ آیات نقل کرتے ہیں جنسے خلفاے اربعہ کی ایمان داری
اور فضیلت کا ثبوت ہوتا ہے۔
اس میں شک نہیں کہ خلفاء اربعہ (حضرت ابوبکر عمر عثمان علی) رضی اللہ عنہم اجمعین
مکہ کے رہنے والے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرکے مدینہ طیبہ میں
جا رہے تھے اسلئے ان سب کا نام مہاجرین ہے قرآن مجید نے مہاجرین کی بابت جو تمغا دیئے
اور بشارتیں دی ہیں وہ مفصلہ ذیل ہیں۔
(۱) ان الذین آمنوا والذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولئک
یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم (پ ۲ ع) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ ہجرت
اور اللہ کی راہ میں جہاد کئے یہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے
(۲) فالذین ہاجروا واخرجوا من دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا و
قتلوا لاکفرن عنہم سیاٰتہم ولادخلنہم جنات تجری من تحتہا
الانہار ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب (پ ۴ ع)
یعنی جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے راستے میں تکلیف اور ایذا
دیئے گئے اور لڑے اور قتل کئے گئے میں انکے گناہ دور کرکے اُن کو جنت میں داخل کروں گا
جسکے نیچے نہریں جاری ہیں یہ اللہ کے ہاں سے اُنکو ثواب ملیگا اور اللہ کے پاس بہت اچھا ثواب ہے

اور سنئے!

(۳) ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض

یعنی جن لوگوں نے ایمان لاکر ہجرت کی اور اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کئے اور جن لوگوں نے مہاجر ونکو جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

اور سنئے!

(۴) الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجة عند اللہ واولئک ھم الفائزون (پ ۱۰ ع ۸)

جو لوگ ایمان لاکر ہجرت کر آئے اور مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کئے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑے رتبہ والے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اور سنئے!

(۵) ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم (پ ۱۴ ع ۲۰)

یعنی جو لوگ مصیبت کے بعد ہجرت کر آئے جنہوں نے جہاد کئے اور تکلیف کے وقت میں صابر رہے پروردگار انکے حق میں بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اور سنئے!

(۶) والذین ھاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا او ماتوا لیرزقنھم اللہ رزقا حسنا وان اللہ لھو خیر الرازقین (پ ۱۷ ع ۱۷)

یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں ہجرت کر آئے پھر قتل ہو یا اپنی موت سے مرے خدا انکو ضرور رزق حسن دیگا اور اللہ تعالے سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔ اور سنئے!

(۷) لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة

اُن آیات و بشارات سے یقیناً محروم ہیں جو مومنین مہاجرین کے لئے وارد ہیں کیونکہ جن آیات میں مدح مہاجرین وارد ہے اُن سب میں ایمان کی شرط ہے ان الذین امنوا و ھاجروا ۔ ان الذین امنوا و ھاجروا و جاھدوا وغیرہ آیات منقولہ مخاطب پس جبکہ باتفاق اہل اسلام خلفائے ثلثہ صفت ایمان سے معرا تھے۔ تو خود بخود ان آیات سے خارج ہیں کیونکہ ہر جگہ ایمان اور ہجرت اور جہاد کی شرط موجود ہے۔ پس اگر ہم مان لیں کہ مطلق ورود فضائل مہاجرین بحیثیت استحقاق خلافت ہے تو بھی آپکے شیخین اُس سے خارج ہیں کیونکہ مدار اعمال ایمان پر ہے اور جب ایمان نہیں تو پھر کوئی صفت نہیں۔

اور اگر ان سب سے قطع نظر کیجائے تو آپکو یا تو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ لفظ مہاجرین انہیں چار شخصوں میں منحصر ہے یا یہ کہ اور مہاجرین بھی مثل انکے خلیفہ ہوئے جب ان دونوں باتوں کو آپ ثابت کر سکینگے تو بھو رہے آپکو ماننا پڑیگا کہ ان آیات سے خلافت کسیکی نہیں ثابت ہو سکتی جو ایک بدیہی امر ہے۔

بہر حال چونکہ آپ نے سات آیتیں قرآن کی فضائل مہاجرین میں لکھی ہیں ضرور ہوا کہ میں بھی چند آیتیں ایسی یہاں لکھوں جن سے ان لوگوں کی مذمت اور کفر و نفاق ثابت ہو کہ پھر کبھی آپ دعویٰ کرنے کی جرأت نہ کرسکیں کہ قرآن سے فضائل صحابہ ثابت ہیں۔ میں پہلے اُن آیتوں کو یاد دلاتا ہوں جنمیں پہلے لکھ چکا ہوں کہ صحابہ کی کیا حالت تھی وہ صحابہ کیا کیا آرزو کرتے تھے اور رسول اللہ کے فیصلہ پر نہیں راضی ہوتے تھے۔

میں یہاں اُن بارہ آیتوں کو نہیں لکھتا جو شروع سورہ بقرہ میں ہیں اور منافقین کی حالت کو متمیز کر دیا ہے کیونکہ آپ کہینگے یہ منافقین کے بارے میں ہے۔ حالانکہ خلفائے ثلثہ یقیناً منافقین و مرتدین سے ہیں۔ بلکہ میں اُن آیات کو لکھتا ہوں جن سے آپ کسیطرح اپنے ممدوحین خلفاء کو علحدہ نہیں کر سکتے

فیصلہ قرآنی

(۱) ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا و یشھد اللہ علی

ما فی قلبه وهو الد الخصام (۲) واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیها و یهلك الحرث والنسل والله لا یحب الفساد (۳) واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد (۴) ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رءوف بالعباد سورہ بقرہ پارہ سیقول

ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب (اور بعض لوگوں سے وہ شخص ہے کہ خوش لگتی ہے تجکو بات اُسکی بیچ زندگانی دنیا کے اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اوپر اُس چیز کے کہ بیچ دل اُسکے ہے اور وہ بہت جھگڑالو ہے۔ اور جب حاکم ہوتا ہے کوشش کرتا ہے بیچ زمین کے تو کہ فساد کرے بیچ اُسکے۔ اور ہلاک کرے کھیتی کو اور جانوروں کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کرنا اور جب کہا جاتا ہے واسطے اُسکے ڈر اللہ سے پکڑتی ہے اُسکو عزت گناہ کی پس کفایت ہے اُسکو دوزخ۔ اور البتہ بُرا ہے بچھونا۔ اور بعض لوگوں سے وہ ہے کہ بیچتا ہے جان اپنی کو واسطے پانے رضامندی اللہ کے اور اللہ شفقت کرنے والا ہے ساتھ بندوں کے)

شاہ صاحب اسکے حاشیہ پر لکھتے ہیں یہ حال ہے منافق کا اظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میرے دل میں تمہاری محبت ہے اور پیٹھ کے وقت ہچھو کی نکر اور قابو پاوے تو لوٹ اور مار مچاوے اور منع کرنے سے اور ضد بڑھے زیادہ گناہ کرے ایک شخص اخنس بن شریق تھا اُسنے حضرت سے یہی سلوک کئے تھے۔

دوسرے آیہ ومن الناس من یشری نفسه پر لکھتے ہیں یہ حال ہے صاحب ایمان کا کہ اسکی رضا پر جان دیوے

یہ آیت ایسی صریح اور صاف ہے کہ اگر ذرہ برابر غور کیا جاے تو معلوم ہو کہ خدا نے ایسا فیصلہ کیا ہے جسکے بعد پھر کسی قسم کا تردد نہیں رہ سکتا کہ خدا نے اس خلافت کو ناجائز اور موجب فساد قرار دیا ہے۔

چونکہ عام طور سے حضرات اہل سنت اس قسم کی آیتوں کا جن میں صریح مذمت صحابہ و خلفا وارد ہے۔ یہ بات بتا دیتے ہیں کہ یہ آیہ منافقین کی شان میں ہے۔ یا فلاں شخص کے بارے میں وارد ہوا ہے لہذا یہاں تین امر تحقیق طلب ہے۔

اوّل یہ کہ آیہ منافقین کے بارے میں ہے۔ یا عام صحابہ کے بارے میں دوسرے یہ کہ شخص خاص کے بارے میں وارد ہوا یا کیا تیسرے یہ کہ الفاظ آیہ سے کون شخص مراد ہو سکتا ہے اور کس پر یہ آیہ منطبق ہے۔

پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ منافق کسے کہتے ہیں جسکا ایمان خالص نہ ہو سچے دل سے ایمان نہ لایا ہو۔ رسول کو دل سے ہر امر میں صادق نہ جانتا ہو۔ یہ تذبذب اسکا خواہ کسی امر عبادت میں ہو یا امر اطاعت و فرمانبرداری میں یا محبت و مودت میں ہو۔ یا بغض و عداوت میں کیونکہ حضرت کے زمانہ کے لوگ دو ہی قسم کے تھے۔

ایک کافر خواہ یہود ہو خواہ نصرانی خواہ مشرک بت پرست دوسرے مسلمان جو اقرار شہادتین کرتے تھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے زبانی قائل تھے ان سب کا ایک حکم تھا کل احکام کے محکوم۔ ہر امر میں تابع شریعت خواہ دل سے ایمان لائے ہوں یا زبان سے قائل ہوں۔ جو دل سے ایمان لائے تھے وہ مومن کہلاتے جو صرف زبان سے قائل تھے وہ سب مسلمان کہلاتے جسمیں مومن و منافق دونوں داخل تھے یہ کہ منافقوں کی کوئی جماعت علحدہ ہو کوئی انکی علامت خاص ہو۔ کوئی محلہ اُن کا علحدہ بسا ہو۔ کوئی گاؤں علحدہ ہو بلکہ ہر شخص مومن ہو سکتا تھا۔ ہر شخص منافق جب تک اخلاص تھا وہ مومن ہے جب نفاق پیدا ہوا منافق ہو گیا جب اُنکا شک جاتا رہا سچے دل سے وہ ایمان لایا تو پھر مومن ہو گیا۔ پس اگر کسی موقع پر کہا جائے کہ اسکا تعلق منافقین سے ہے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ جنکو یہ لوگ مومن کہتے ہیں وہ درحقیقت منافق تھے۔

غرض منافقین کی کوئی جماعت خاص کسیوقت میں نہ تھی بلکہ وہ مسلمانوں میں مخلوط تھے
اسیوجہ سے خداوند عالم رسول سے فرماتا ہے کہ تم نہیں جانتے۔ ہم جانتے ہیں کیونکہ وہ علام
الغیوب ہے اور عالم بذات الصدور وہی جانتا ہے کہ کون مومن ہے کون منافق کیونکہ ظاہری
حالت سبکی یکساں تھی۔

تحقیق اول۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ اس آیت کا تعلق منافقین سے ہے یا عام مسلمین صحابہ سے
امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں اسکی پوری بحث کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں اختلفوا
فی ان الآیۃ هل تدل علی ان الموصوف بہذہ الصفات منافق ام لا
والصحیح انہا لا تدل علی ذلک لان اللہ تعالیٰ وصف هذا المذکور
بصفات خمسۃ وشیء منہا لا یدل علی النفاق صـ ۲۷ جلد ثانی

یعنی اس میں اختلاف کیا گیا ہے کہ یہ آیہ آیا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جسمیں یہ صفتیں پائی جائیں
وہ منافق ہوتا ہے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ نفاق پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ خدا نے اس شخص کی
پانچ صفتیں بیان کی ہیں ان میں سے کوئی صفت بھی نفاق پر دلالت نہیں کرتی جس سے
بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ جو منافقین اہل سنت کے خیال میں ہیں انکی شان میں یہ
آیہ نہیں نازل ہوا۔ بلکہ [illegible] تو مطلب تمام ہوا۔

اب اسکے بعد وہ تفصیل کرتے ہیں کہ پہلی صفت بیان یہ مذکور ہے کہ اسکا کلام تمکو
خوش کرتا ہے امر زندگانی دنیا میں یہ کوئی صفت مذموم نہیں بلکہ شیریں کلامی صفت
ممدوح ہے۔ ہاں حیوۃ دنیا سے اسکے جلد کی مذمت لگادی ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ ہر بات میں خدا کو اپنی قلبی حالت پر گواہ کرتا ہے۔ اسمیں بھی کوئی دلالت
حالت منکرہ پر نہیں ہے کیونکہ اگر بالفرض کوئی دلسے ایمان نہ لایا ہو اور ایمان ظاہر کرتا ہو تو
اسکو بھی منافق نہیں کہہ سکتے کیونکہ آیت میں کوئی تصریح اسکی نہیں ہے کہ جو اسلام کا اظہار
کرے وہ دل میں اسکے خلاف رکھتا ہو بلکہ شاید مراد یہ ہے کہ دل میں فساد رکھے اور ظاہر

کرے اُسکے خلاف جس سے وہ ریائی مسلمان ہو۔
تیسرے الد الخصام ہونا بھی موجب نفاق نہیں۔ چوتھے اذا تولی سعیٰ فی الارض
بھی موجب نفاق نہیں کیونکہ جو مسلمان مفسد ہو وہ بھی ایسا ہی ہے۔ پانچویں اذا قیل له
اتق اللہ سے بھی نفاق نہیں ثابت ہوتا لہذا معلوم ہوا کہ جو صفتیں اس آیہ میں مذکور ہیں
جیسا کہ منافق میں انکا تحقق ممکن ہے اُسیطرح مرائی میں بھی ممکن ہے۔ پھر کسیطرح یہ نہیں کہہ
سکتے ہیں کہ یہ آیہ منافقین کے بارے میں ہے اگرچہ منافق اس میں داخل ہے کیونکہ جو منافق ہوتا
ہے وہ ان صفات سے موصوف ہوتا ہے۔
پس اگر ہم اس آیہ کو عام رکھیں تو منافق وغیر منافق دونو ہمیں داخل ہونگے کیونکہ غیر منافق
بھی ان صفات سے موصوف ہوتا ہے"
یہانتک تقریر فخر رازی تھی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ اس آیہ کو کوئی خصوصیت خاص
منافق سے نہیں ہے بلکہ عام صحابہ کے بارے میں نازل ہوا۔ تو اب جسپر اسکے اوصاف منطبق
ہوں اُسی کو مصداق آیہ سمجھنا چاہیے۔
جملہ معترضہ اس آیہ میں ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ کو ابن عباس اسطرح پڑھتے
تھے واللہ یشہد علی ما فی قلبہ اور دوسری قراءۃ لیشہد اللہ ہے جیسا کہ تفسیر
ابن مسعود میں ہے صفحہ ۲۷ جلد ۲ برحاشیہ تفسیر کبیر
تحقیق ثانی تحقیق سابق سے معلوم ہوا کہ اہل سنت نے چاہا تھا اس آیہ کو بھی اپنے
خیالی منافقین کے سر لیجائیں مگر جب خود انکے امام نے تحقیقات سے باطل کر دیا تو
دوسری شاخ نکالی کہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوا جیسا کہ کلام شاہ
عبد القادر سے مذکور ہوا اور قریب قریب کل مفسروں نے یہ نام لکھا ہے مگر محض
غلط ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے ثم اختلف المفسرون علی قولین منھم من
قال ھذہ الآیۃ مختصہ باقوام معینین ومنھم من قال انھا عامہ فی حق

لم يكن موصوفا بهذه الصفة المذكورة في الآية اما الاول فقد
اختلفوا على وجوه فالرواية الاولى انها نزلت في الاخنس بن شريق الثقفي
یعنی مفسرین نے اسمیں اختلاف کیا ہے کہ اس آیہ سے مراد قوم معین ہے یا عام ہے ہر شخص کے بارہ میں
جو اس صفت سے موصوف ہو پہلا گروہ جو شخص معین کا قائل ہے وہ اخنس بن شریق
ثقفی کو مراد لیتا ہے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا اُسنے آکر اظہار اسلام کیا۔ اور کلبی وغیرہ
کہتے ہیں نہ بنا میں جب حضرت کے پاس سے نکلا تو اُسنے کچھ مسلمانوں کی کھیتی جلا دی۔
دوسری توجیہ اسکی یہ بیان کی کہ اُسنے بروز جنگ بدر تین سو آدمیوں کو اپنے قبیلہ سے یہ کہکر
حضرت کی جنگ سے باز رکھا کہ محمد تمھاری بہن کے بیٹے ہیں۔ اگر لوگوں نے جنگ
کرکے غلبہ حاصل کیا۔ تو تم اس ننگ سے بچے رہے کہ اپنے خواہر زادہ سے لڑے۔
اور اگر محمد غالب ہوئے تو تم سب سے زیادہ سعادتمند ہو گے۔ اس فقرہ سے اُن سب کو روکا کہ
وہ حضرت سے نہ لڑے جب یہ خبر حضرت کو معلوم ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے اس وجہ سے
یعجبك قوله في الحيوة الدنيا نازل ہوا۔
فخر رازی لکھتے ہیں وعندی ان هذا القول ضعيف وذلك لانه بهذا الفعل
لا يستوجب الذم وقوله تعالى ومن الناس من يعجبك قوله في الحيوة الدنيا
ويشهد الله على ما في قلبه مذكور في محل الذم فلا يمكن حمله عليه صفحہ ۲۷۲
یعنی میرے نزدیک یہ قول ضعیف ہے کیونکہ یہ فعل اُسکا قابل مدح تھا نہ قابل ذم اور آیہ
میں صریح ذم وارد ہے پھر کیونکر ممکن ہے حمل اس آیہ کا اُس شخص پر جسنے لوگوں کو حضرت سے
جنگ سے باز رکھا۔
دوسری روایت یہ بیان کی گئی ہے کہ کفار قریش نے اظہار اسلام کرکے حضرت سے
خواہش کی کچھ لوگوں کو تعلیم کے لئے بھیجئے جب حضرت نے بھیجا تو ان سب کو قتل
کر ڈالا اسپر یہ آیہ نازل ہوا۔

یہ تفسیر اور یہ تاویل حد درجہ مضحک ہے اسی درجہ مبکی بھی ہے کہ خداوند عالم کا کلام اقدس
کس بیدلیل خوار ہو رہا ہے کہ جس آیۂ کریمہ میں اس درجہ کے مواعظ اور حکم ہوں اور ایسے
عظیم الشان واقعات سے متعلق ہو جو قیامت تک مٹنے والے نہیں وہ اسطرح کہیں اخنس
بن شریق ایک مجہول الاسم والحسب سے متعلق کیا جاتا ہے جسکا کوئی وجود نہیں کہیں
کفار قریش سے جسکا کوئی تاریخی ثبوت نہیں۔ اسی لئے امام فخرالدین رازی نے نہایت
خوبی سے اسکی لغویت ظاہر کی

لکھتے ہیں القول الثانی وهو اختیار اکثر المحققین من المفسرین ان هذه
الآیة عامة فی حق کل من کان موصوفا بهذه الصفات المذکورة الخ

یعنی دوسرا قول یہ ہے جو مختار اکثر محققین مفسرین ہے کہ یہ آیہ عام ہے حق میں کل اُن لوگوں کے
جو موصوف ہوں ان صفات مذکورہ سے محمد بن کعب قرظی سے منقول ہے کہ اگرچہ یہ کسی
شخص کے بارے میں نازل ہو مگر ہوسکتا ہے کہ پھر وہ عام ہو جائے اُن لوگوں میں جنمیں یہ صفتیں پائی
جائیں۔ اور تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ من الناس اشارہ ہے بعض کی
طرف تو محتمل ہے کہ واحد مراد ہو یا جمع مراد ہو اور لیشهد الله بھی واحد پہ
نہیں دلالت کرتا کیونکہ ممکن ہے اسکی ضمیر راجع ہو لفظ کیطرف نہ معنی کیطرف جو جمع ہے
رہا یہ کہ نزول اسکا سبب مذکور سے ہوا تو اس حالت میں بھی عموم ممکن ہے۔ بلکہ میں کہتا
ہوں کہ چند وجوہ سے یہ آیہ عام ہے اولاً یہ کہ اس آیہ میں جو حکم ہے وہ سب اوصاف پر مترتب ہے
جس سے معلوم ہوا کہ وہی اوصاف اسکی علت ہے۔ پس جب خدا نے ایک قوم کی مذمت کی اور
انکو موصوف کیا ایسی صفتوں سے جو مستحق ذم ہیں تو معلوم ہوا کہ باعث مذمت وہی اوصاف
ہیں۔ پس جہاں وہ صفتیں پائی جائینگی وہ مستحق ہوگا اس مذمت کا۔ ثانیاً عموم پر رکھنے
میں فائدہ زیادہ ہے کیونکہ اس سے سبکی تنبیہ متصور ہے بخلاف خاص کرنے کے۔
ثالثاً اسمیں احتیاط زیادہ ہے کیونکہ عام قرار دینے میں خاص بھی داخل ہے بخلاف
اسکے کہ ہم اسکو خاص کریں،، تمام ہوا اقتباس کلام فخر رازی ۔ باقی آئندہ

فیصلۂ امامت و اقتدا

سلسلہ کیلئے نمبر ملاحظہ ہو

قبل اسکے کہ میں اس زمانہ کے علما کے اقوال و آرا کو نقل کروں جنھیں اہلحدیث نے اپنی مخالفت میں شائع کیا ہے ایک اثر لطیف عمل صحابہ سے اور بھی دکھاتا ہوں جس سے میرے استدلال کی قوت ظاہر ہو سیرۂ حلبیہ میں ہے جو علامہ علی برہان الدین حلبی شافعی کی مشہور سیرت ہے

ولما وقع القتال بين علي ومعاويه رض كان ابو هريره رض يصلي خلف علي كرم الله وجهه ويحضر طعام معويه وعند القتال يصعد على تل فقيل له في ذالك فقال الصلوة خلف علي اقوم وطعام معاويه ادسم والقعود على هذا التل اسلم ص ۱۲ جلد ۳ مطبوعہ مصر

یعنی جس زمانہ میں جناب امیر اور معویہ سے معرکہ کارزار گرم تھا تو ابو ہریرہ کا یہ معمول تھا کہ نماز تو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے پیچھے پڑھا کرتے اور کھانا دسترخوان پر معویہ کے کھاتے اور جب دونوں میں لڑائی ہوتی تو ایک ٹیلہ پر چڑھ جاتے۔ کسی نے پوچھا تو کہا کہ نماز حضرت علی کے ساتھ اقوم ہے (درست تر) اور معویہ کا کھانا خوب چرب دار ہوتا ہے اور بیٹھنا اس ٹیلہ پر زیادہ موجب سلامتی ہے۔

چونکہ اصل مطلب ہمارا تعامل صحابہ دکھانا ہے کہ اصلی حالت انکی کیا تھی۔ اسکا یہ اس سے بخوبی چلتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ گو خود فی نفسہ کوئی اچھے آدمی نہ تھے بلکہ ایک دنیادار شخص تھے مگر نماز میں انکی یہ حالت تھی کہ معویہ کو چھوڑ کر وہ چلے آتے اور حضرت علیؑ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے مگر کھانے کے وقت معویہ کے پاس حاضر رہتے۔

اگرچہ حضرات اہل سنت معویہ کے حالات سے بخوبی واقف ہیں مگر شیعوں کے چڑانے کو الصحابہ کلہم عدول میں داخل کر کے مدعی عدل ہیں حالانکہ اسکا فسق ایسا ظاہر ہے کہ محض انھیں کے لئے الامام ینعزل بالفسق بنایا گیا جسنے اور بھی انکے فسق کو ظاہر کیا۔ مگر ہمکو اس سے

بحث نہیں بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ ابوھریرہ نماز میں اقتداء جناب امیر کو ترجیح دیتے تھے اقتداء معویہ پر۔ اب اگر اہل سنت معویہ کو فاسق تسلیم کریں تو پھر مسئلہ واضح ہوگیا کہ ابو ھریرہ نے بوجہ فسق اسکی اقتدا ترک کی اور اقتداء جناب امیر کو ترجیح دی۔ اور اگر فسق معویہ کا انکار کریں تو اور بھی زیادہ مسئلہ واضح ہے کیونکہ عادل پر اعدل کو ترجیح دیگئی۔ تو فاسق کی اقتدا بدرجہ اولی باطل قرار پائی۔

دوسرے بخاری سے عبداللہ بن اوس کا یہ قول منقول ہے ما ابالی صلیت خلف الجنبی او خلف الیہودی والنصرانی دیکھو اصلاح ۹ صفحہ ۲۴۔

پھر نہ معلوم مسئلہ امامت فاسقین کی بحث قرآن وحدیث سے کیونکر ثابت ہوسکتی ہے حالانکہ قرآن وحدیث پکار پکار کہہ رہے ہیں کہ تم فاسق کو کسیطرح اپنا مقتدا وپیشوا نہ بناؤ بلکہ جہانتک ہوسکے فاسقین وفاجرین سے علحدہ رہو۔

اب میں حسب عدہ اس زمانہ کے ان علما کے اقوال نقل کرتا ہوں جنھیں خود ایڈیٹر اہلحدیث نے شائع کیا ہے جس سے ایک ایماندار شخص اسکا ضرور فیصلہ کریگا کہ فاسقین کی اقتدا شرعاً مرغوب نہیں ہے

(۱) سب سے پہلے مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری نے کچھ اتفاق کیا ہے اور کچھ اختلاف۔

اختلافی عبارت یہ ہے اور جس شخص کا عمل نہ ظاہری اعتبار سے صحیح ودرست ہے اور نہ واقعی دینی لحاظ سے اسکے پیچھے نماز کسی طرح صحیح نہ ہوگی مورخہ یکم ربیع الاول۔

اڈیٹر صاحب اسکو قبول نہیں کرتے اور حق یہی ہے کیونکہ اسپر کوئی دلیل بھی نہیں دیگئی ہے۔ بلکہ تمام تر اس تقریر کا رُخ مرزا قادیانی کیطرف ہے جو ایک فرد ہے افراد کل سے پس انکا بھی وہی حکم ہونا چاہئے جو کل کا ہے۔

(۲) مولوی غلام مصطفےٰ صاحب حنفی نے بھی اس سے اختلاف ظاہر کیا ہے۔ مگر سب سے مدلل

(۳) تقریر مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی امرتسری کی ہے لکھتے ہیں

"احقر سے توافق وتخالف رائے مسئلہ مذکورہ میں پوچھا اور عہد موکد بشہادۃ اللہ

لکھ بھیجا کہ جو کچھ آپ متعلق مسئلہ امامت و اقتدا کے لکھیں گے بلا کم و کاست درج اخبار کرونگا احقر نے احباب کے اصرار اور مولوی ثناءاللہ کے لکھنے سے اس بارے میں جو کچھ معلوم تھا لکھا۔ فان یک صوابا فمن اللہ وان یک خطا فمنی و من نفسی و اللہ و رسولہ بری منہا خاکسار کو مولوی صاحب کے قواعد محدثہ اور اصول مخترعہ کے رد سے سروکار نہیں۔ علما محققین خود وزن کر سکتے ہیں کہ صحیح ہیں یا غلط فقط مسئلہ کے متعلق کچھ لکھتا ہوں میں نہیں جانتا ہوں کہ اہل سنت میں یا عامہ اہل اسلام میں کوئی صاحب علم اس بات کا قائل ہو کہ اہل بدعت وہوا اگرچہ اسکی بدعت حد کفر و شرک تک پہنچی ہو اور ضروریات دین سے منکر ہو اُسکے پیچھے اقتدا جائز اور نماز پڑھنی صحیح ہے جسقدر اقوال سلف صالحین و کتب فقہیہ اربعہ جو میری نظر سے گذری ہیں کل اس پر متفق ہیں کہ عقائد کفریہ والے کے پیچھے نماز پڑھنی صحیح نہیں اس جگہ بر نمونہ از خروارے ان سے چند نقل کرتا ہوں منصف مزاج و عدالت پسند کو اسقدر کافی ہیں۔

اقوال فقہا حنفیہ

محقق ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔ الاقتداء باھل الاھواء جائز الا الجھمیۃ والقدریۃ والروافض الغالیۃ والقائل بخلق القرآن والخطابیہ والمشبھہ وجملتہ ان من کان من اھل قبلتنا ولم یغل حتی لم یحکم بکفرہ یجوز الصلوۃ خلفہ وتکرہ ولا یجوز الصلوۃ خلف منکر الشفاعۃ والرویۃ وعذاب القبر والکرام الکاتبین لانہ کافر۔ اہل ہوا کے پیچھے نماز جایز ہے سوائے قدریہ و جہمیہ و رافضی غالیہ اور خلق قرآن کے قائل اور خطابیہ اور مشبہہ کے غرض کہ اہل قبلہ کی بدعت اگر حد کفر تک نہ پہونچی ہو تو اُنکے پیچھے نماز مع الکراہۃ جایز ہے اور شفاعت و دیدار الٰہی و کرام الکاتبین و عذاب قبر کے منکر کے پیچھے نماز ناجایز ہے اسلئے کہ وہ کافر ہے۔ محقق زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں لکھتے ہیں۔ قال المرغینانی تجوز

الصلوۃ خلف صاحب ھوی وبدعۃ ولا تجوز خلف الرافضی والجھمی والقدری والمشبہۃ ومن یقول بخلق القران حاصلہ ان کان ھوی لایکفر بہ صاحبہ یجوز مع الکراھۃ والافلا۔

اہل ہوی اور اہل بدعت کے پیچھے نماز مع الکراہۃ جائز ہے۔ اگر اسکی بدعت حد کفر تک پہونچی ہو جیسا کہ رافضی و جہمی و قدری و مشبہہ اور جو خلق قرآن کے قائل ہیں اُن کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

عمدہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔ الکراھۃ فی تقدیم الفاسق تحریمیۃ وکذا المبتدع فانہ اشد من الفاسق من حیث العمل لان فسقہ اعتقادی فان کان اعتقادہ البدعی منجر الی الکفر لم یجز الاقتداء بہ مطلقا۔

فاسق مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور اگر بدعتی کی بدعت کفر تک پہونچتی ہو تو اُسکے پیچھے مطلقا نماز جائز نہیں۔

اقوال علماء شافعیہ

امام نووی منہاج میں لکھتے ہیں۔ لا یصح اقتداءہ بمن یعلم بطلان صلاتہ جسکی نماز کفر یا حدث سے باطل ہو اُسکے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔

شارح منہاج اس عبارت منہاج پر لکھتے ہیں۔ کعلمہ بکفرہ وحدثہ۔

اور منہاج میں ہے۔ ولو بان امامہ (بعد الصلوۃ) امرءۃ او کافرا معلنا قیل او مخفیا وجبت الاعادۃ قلت الاصح المنصوص وقول الجمھور ان مخفی الکفر کالمعلن۔ شیخ محمد رملی شافعی عبارت مذکورہ کی شرح میں لکھتا ہے لان الکافر غیر اھل للصلوۃ بحال۔ اگر امام کے نماز پڑھانے کے بعد معلوم ہو جاوے کہ امام عورت یا کافر معلن تھا تو نماز کا اعادہ واجب ہے کیونکہ کافر نماز کا اہل نہیں۔ قول صحیح و مذہب جمہور یہ ہے کہ کافر معلن ہو یا مخفی اعادہ واجب ہے۔

حافظ ابن قیم جیوش میں لکھتے ہیں۔ قول الشافعیۃ فی وقتہ الامام ابی بکر محمد بن محمود فقیہ نیسابور، لا اصلی خلف من ینکر الصفات ولا خلف من یقول بقول اہل الفساد ولا خلف من لم یثبت القرآن فی المصحف ولا یثبت النبوۃ قبل الماء والطین الی یوم الدین ولا یقر بان اللہ تعالی فوق عرشہ بائن من خلقہ۔ اپنے وقت کے امام محمد بن محمود فرماتے ہیں جو شخص صفات سے منکر ہو یا اہل ہوی کے قول کا قائل ہو یا قرآن شریف کو مصحف میں ثابت نہیں جانتا ہے یا نبوت کو پانی و کیچڑ کے قبل ثابت نہیں کرتا یا اللہ کی فوقیت علی العرش و بینونت عن المخلوقات کا قائل نہیں اسکے پیچھے میں نماز نہیں پڑھتا ہوں۔

قسطلانی شرح صحیح بخاری میں ہے۔ واستثنی الشافعیہ مما سبق منکری العلم بالجزئیات وبالمعدوم ومن یصرح بالتجسیم فلا یجوز الاقتداء بہم کسائر الکفار۔ جو شخص کہے کہ اللہ تعالی کو جزئیات و معدومات کا علم نہیں یا اللہ تعالی کے واسطے جسم ہے شافعیہ اسکے پیچھے نماز کو ناجائز جانتے ہیں جیسا کہ اور کفاروں کے پیچھے ناجائز کہتے ہیں۔

امام مالک اور مالکیہ کا مذہب تو مشہور ہے کہ امامت کیواسطے آپ عدالت کو شرط جانتے ہیں آپ تو فاسق کے پیچھے بھی جائز نہیں جانتے ہیں مبتدع جسکی بدعت حد کفر تک پہونچی ہو اسکا تو کیا ذکر ہے۔

قسطلانی شرح صحیح بخاری میں لکھتا ہے۔ خلافا للمالکیۃ حیث قالوا بعدم صحۃ الصلاۃ خلف الفاسق بالجارحۃ وقال ابن بزیزۃ منہم المشہور اعادۃ من صلی خلف صاحب کبیرۃ واما الفاسق بالاعتقاد کالحروری القدری فیعید من صلی خلفہ فی الوقت علی المشہور۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز صحیح نہیں ابن بزیزہ مالکی نے کہا ہے کہ مالک کے مذہب میں مشہور قول یہ ہے کہ صاحب کبیرہ

اور فاسق اعتقادی کے پیچھے جو شخص نماز پڑھے اُسکا اعادہ کرے۔

اقوال حنابلہ

موفق الدین ابن قدامہ مقدسی مقنع میں لکھتے ہیں۔ وهل تصح امامة الفاسق لحديث جابر مرفوعا لا تؤمن امرأة رجلا ولا اعرابي مهاجرا ولا فاجر مؤمنا الا ان يقهره بسلطان يخاف سوطه وسيفه رواه ابن ماجة ولا فرق بين ان يكون فسقه من جهة الاعتقاد او من جهة الافعال متى كان يعلن ببدعة ويتكلم بها ويناظر عليها لم تصح والثانية يصح مع الكراهية۔

فاسق کی امامت میں حنابلہ کے دو قول ہیں ایک یہ ہو کہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث مرفوع میں ہو کہ عورت مرد کی اور اعرابی مہاجر کی اور فاجر مومن کی امامت نہ کرے مگر جب مجبور کرے اُسکو ایسا بادشاہ کہ جسکی تلوار کا خوف ہو اور فسق عملی و اعتقادی میں فرق نہیں جب بدعتی بدعت کے ساتھ اعلان کرتا ہو اور اُسپر بحث و مناظرہ کرتا ہو اُسکی امامت صحیح نہیں اور ایک قول یہ ہو کہ صحیح مع الکراہتہ ہے۔

اسپر شارح لکھتا ہو لانها تفتقر الى النية والوضوء وهما لا يصحان من الكافر کافر کے پیچھے نماز صحیح نہیں کیونکہ نماز نیت اور وضو کیطرف محتاج ہو اور یہ دونو کافر سے صحیح نہیں۔

علامہ موسیٰ بن احمد مقدسی اقناع میں (جو حنابلہ کی فقہ میں معتبر کتاب ہو) لکھتے ہیں۔ ولا يصح امامة فاسق بفعل او اعتقاد ولو كان مستورا ولو بمثله اذا علم عملی فاسق ہو یا اعتقادی اُسکے پیچھے نماز صحیح نہیں اگرچہ معلن نہ ہو مگر اسکا فسق معلوم ہو۔

شارح لکھتا ہو اذا علم فسق امامه واختار الشيخان البطلان مختص بظاهر الفسق دون خفيه۔ قال في الوجيز لا تصح خلف الفاسق المشهور فسقه لكن ظاهر كلامه وهو المذهب مطلقا قاله في المبدع۔

شیخین نے بطلان نماز کو فاسق معلن کے ساتھ خاص کیا۔ فاسق مخفی کو نکالا ہے
وجیز میں ہے فاسق مشہور کے پیچھے نماز صحیح نہیں مگر مذہب اور آپکے کلام کا ظاہر یہی
کہ ... فاسق کے پیچھے صحیح نہیں اسی طرح کتاب مبدع میں ہے۔

بحر اقناع والا کہتا ہے۔ ولا تصح خلف کافر ولو ببدعة مکفرة ولو اسرہ۔
شارح لکھتا ہے۔ ای الکفر فجهل المأموم کفرہ ثم تبین له لان صلوته لا تصح
لنفسه فلا تصح لغیرہ ولعموم قوله علیه الصلوٰة والسّلام لا یؤمن
فاجر مومنا۔ تقی الدین محمد بن شیخ الاسلام احمد حنبلی منتہی اور اسکا شارح شرح میں
لکھتے ہیں۔ وتصح صلوة خلف اخرس ولو باخرس لانه لم یات بفرض القراءة
ولا بدله ولا تصح خلف کافر ولو مع جهل کفرہ ثم علم لانه لا تصح صلاته
لنفسه فلا تصح لغیرہ سواء کان اصلا او مرتدا من جهة بدعة او غیرھا۔
کافر اگرچہ بدعت مکفرہ سے ہو اگرچہ اپنا کفر پوشیدہ رکھتا ہو اُسکے پیچھے نماز صحیح نہیں
کیونکہ اُسکی نماز اپنی واسطے صحیح نہیں دوسرے کیواسطے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے حدیث
شریف میں ہے کہ فاجر مومن کی امامت نہ کرے گونگے اور کافر کے پیچھے نماز صحیح نہیں گونگے
کے پیچھے اسلئے صحیح نہیں کہ وہ قرارت جو فرض ہے ادا نہیں کر سکتا۔ اور کافر کے پیچھے اسلئے
صحیح نہیں کہ اُسکے واسطے اپنی نماز صحیح نہیں تو غیر کیواسطے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے اصلی
کافر ہو یا بدعت وغیرہ سے کافر ہو گیا ہو۔

یہ روایات تو دریا سے قطرہ ہیں اگر کل نقل کی جاویں تو ایک بڑی کتاب بنجاویگی غرضکہ
احقر کو آجتک معلوم نہیں کہ اہل سنت بلکہ اہل اسلام میں کوئی بھی اہل علم اس بات کا قائل
ہو کہ اہل بدعت (اگرچہ اُسکی بدعت حد کفر اور ارتداد تک پہونچی ہو) اُنکے پیچھے نماز جائز ہے
تعجب ہے کہ اسلام جو صحت نماز وغیرہ اعمال کے واسطے شرط ہے اُسکا تو کچھ اعتبار ہی نہو
اور پاکی بدن وجامہ پر نماز کا دار و مدار ہو۔ نماز کی فرضیت کا اقرار تو صحت نماز کیواسطے

شرط ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید وتقدیس وصفات کا اقرار شرط نہ ہو۔ امام کی نجاست
بدن یا کپڑے سے تو مقتدی کی نماز فاسد اور باطل ہو اور عقیدہ کی نجاست وخباثت
سے جو بحکم آیۃ کریمہ اولئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ موجب حبط
اعمال ہو اُس سے مقتدی کی نماز کو نقصان ہی نہ ہو۔ واللہ خاکسار نے کتب اسلامیہ کی کسی
کتاب میں یہ فرق نہیں دیکھا کہ امام کے اعتقادات اگرچہ کفریہ ہوں مقتدی کی نماز کو ضرر نہیں
دیتے۔ اور اگر افعال شرائط نماز میں قصور کرے تو مقتدی کی نماز نہیں ہوتی بلکہ بالعکس
روایات موجود ہیں فان اصابوا فلکم ولھم وان اخطاوا فلکم وعلیھم۔ یہ حدیث
بھی افعال نماز کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اعتقادیات کا یہاں ذکر ہی نہیں اسیواسطے تو
امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث پر یہ باب وضع کیا۔ باب اذا لم یتم الامام واتم
من خلفہ اور سیاق الفاظ حدیث بھی اسی پر تصریح کرتے ہیں جیسا کہ احمد کی روایت میں ہے
فان صلوا الصلوۃ لوقتھا واتموا الرکوع والسجود فھی لکم ولھم وان اخطاوا
فلکم وعلیھم غرضیکہ یہ حدیث جائز کہنے والے کی دلیل نہیں بلکہ اُنپر رد اور اُنکے اصل
کو توڑنے والی ہے اور آیۃ کریمہ وتعاونوا علی البر والتقویٰ میں بھی مخاطب ایمان والے
ہیں نہ منافق و مشرک۔ یعنی ایمان والے باہم بر وتقویٰ پر معاون رہیں نہ کہ مشرک و مومن باہم
بر وتقویٰ میں شریک ہیں۔ آیۃ کریمہ۔ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ
شاھدین علی انفسھم بالکفر اولئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خالدون
وآیہ فان رجعک اللہ الی طائفۃ منھم فاستاذنوک للخروج فقل لن تخرجوا
معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا انکم رضیتم بالقعود اول مرۃ فاقعدوا
مع الخالفین وحدیث شریف انا لا نستعین بمشرک میں منافق و مشرک
بر وتقویٰ کی شمولیت سے کیوں روکے گئے۔ امام حسن بصری نے جو فرمایا صل وعلیہ
بدعتہ سے یا تو بدعت عملی مراد ہے جیسا کہ عید میں نماز پر خطبہ کو مقدم کرنا اور عید کے

تا عید گاہ پر چہ کو لیجاتا اور اذان کے بعد اعلان قائم کرنا تو درجائز ہے کیونکہ اسکے جماعت
بیکار نا وغیرہ وغیرہ میں بدعت اعتقادی غیر مکفرہ ہے کیونکہ اگر بدعت مکفرہ مراد ہوتی تو کہتے
صلی علیہ کفوہ۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے قول میں اذا احسن معھم میں الف وعید
ہو آپکی مراد ناس سے باغی لوگ ہیں کیونکہ آپ سوال باغیوں کا تھا جن کے پیچھے اُس وقت
کے لوگ نماز مکروہ جانتے تھے مگر عثمان رضی اللہ عنہ جائز جانتے جیسا کہ سیف کتاب الفتوح
میں یوسف انصاری سے روایت کرتا ہے کہ الناس الصلوۃ خلفنا الذین حصروا عثمان
الاعثمان۔ کہاں بادشاہ سے باغی ہونا اور کہاں بدعت مکفرہ میں پھنس جانا۔ وہ
گناہ ہے اور یہ کفر و زندقہ جائز کہنے والے کے پاس بھی چار دلیلیں ہیں جو پیش کرتا ہے مگر
درحقیقت اُسکے دعوے کی کوئی بھی موید و مفید مطلب نہیں۔ اور حدیث صلوا خلف
کل بر و فاجر تو باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ چونکہ مبتدع بہ بدعات اعتقادیہ کے اعمال بحکم
احادیث صحیحہ نبویہ کے غیر مقبول ہیں (حدیث ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیؤمکم
خیارکم رواہ الحاکم مقتدی کی قبولیت نماز کا مدار امام کی خیریت (اہل سنت ہونے) پر ہے
اور حدیث لا یؤمن فاجرا مومنا رواہ ابن ماجۃ وحدیث لا یؤمنکم ذو جراۃ
فی دینہ رواہ ائمۃ اہل البیت فی کتبہم عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعًا
اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت کے دلائل ہیں۔ ہر چند یہ روایات محدثین کے
نزدیک ضعف سے خالی نہیں۔ مگر اہل علم کا اتفاق مبتدع کے پیچھے اقتدا کی کراہت پر دلیل
متن ہے کہ ان احادیث کیواسطے اصل ہے جیسا کہ شوکانی نیل میں لکھتا ہے واعلم ان محل
النزاع انما ھو فی صحت الجماعۃ بعد من لا عدالۃ لہ واما انھا مکروھۃ فلا
خلاف فی ذلک کراہت بھی تحریمی ہے۔ عمدہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔ الکراھۃ فی تقدیم
الفاسق تحریمیۃ وکذا المبتدع فانہ اشد من الفاسق فی العمل۔ ہیں پوچھیو تو
دلائل کے رو سے امام مالک و محققین حنابلہ کا قول کہ اعتقادی مبتدع کے پیچھے نماز صحیح نہیں

آنچہ نہ قال است و نہ قال الرسول فضل بود فضل مخواں اے فضول

ملحوظ رکھکر کون کہہ سکتا ہی کہ مضمون مذکور اہلحدیث کے ایک امام کا لکھا ہوگا۔ میں بھی اس مضمون کو شائد یہی سمجھتا کہ کسی معکلد متبع اقوال الرجال کا ہو۔ مگر ایک تو اسپر مولوی صاحب غزنوی کے دستخط ثبت ہیں۔ دوسرے انکا معتمد آدمی دفتر اہلحدیث میں آنکر خود دیکھ گیا۔ خیر بہرحال مولوی صاحب نے اپنا ما فی الضمیر ظاہر فرمایا ہی میں انکا شکرگزار ہوں مجمل جواب (۲) اسکا یہ ہی کہ مولانا ان سب علماء کو آپ ایک قطار میں کھڑا کر دیں تو میں ان سب سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے یہ حکم لگایا ہی اسکی دلیل قرآن و حدیث سے کیا ہی کیا آپ جانتے نہیں امام دار الہجرت مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ سوائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک پر سوال ہو سکتا ہی کہ یہ بات تمنے کہاں سے کہی۔ خدا فرماتا ہی فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (نزاع کے وقت خدا اور رسول کے حکموں کی طرف رجوع کرو) اب سنئے! مفصل جواب (۳) جناب نے اقوال فقہاء کے اتباع میں بھی محققین کی روش کو اختیار نہیں کیا۔ محققین کی یہ شان نہیں کہ جو کچھ قیل و قال ہو سب کو صحیح مان لیا جائے بلکہ تحقیق کا طریق ہر فن میں یہ ہی کہ ہر بات کو اس فن کے قواعد عامہ سے جانچ کیا جائے۔ اہلحدیث اور محدثین کے اصول عامہ تو بس یہی ہیں کہ ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفٰے بر جان مسلم داشتن

اسی طرح مقلدین کا اصول بھی یہ ہی کہ الفتویٰ علی قول الامام مطلقا (درمختار) یعنی فتویٰ ہمیشہ امام ابوحنیفہ کے قول پر ہونا چاہیے۔ پس اس اصول کو ملحوظ رکھکر ایک حنفی محقق بھی آپ کی اس تحریر کو مان نہیں سکتا۔ آپنے بتقلید یا بحوالہ فتح القدیر بدعت کی دو قسمیں کی ہیں ایک وہ کہ درجہ کفر تک پہونچے۔ دوسری وہ جو درجہ کفر تک نہ پہونچے۔ (متاخرین عموماً ایسا کہتے ہیں) لیکن محققین اس تقسیم کو ہمیشہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہیں علامہ ابن عابدین صاحب رد المختار انہی فرقوں (جہمیہ۔ قدریہ

وغیرہ) کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ:۔

والراجح عند اکثر الفقہاء والمتکلمین خلافہ وانھم فساق عصاۃ ضلال ویصلی خلفھم وعلیھم ویحکم بتوارثھم مع المسلمین منا۔ قال المحقق ابن الہمام فی شرح الھدایۃ ثم یقع فی کلام اھل المذاھب تکفیر کثیر منھم ولکن لیس من کلام الفقہاء الذین ھم المجتھدون بل من غیرھم ولا عبرۃ بغیر الفقہاء والمنقول عن المجتھدین عدم تکفیرھم (رد المختار مصری جلد ۳ صفحہ ۳۱۱)

اکثر فقہاء اور متکلمین کے نزدیک راجح یہ بات ہے کہ یہ فرقے کافر نہیں بلکہ فاسق۔ بے فرمان اور گمراہ ہیں اُنکے پیچھے نماز پڑھنا اور انکا جنازہ پڑھنا جایز ہے۔ انکی وراثت مسلمانوں میں جاری کیجاویگی۔ محقق ابن الہمام نے شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ بعض علماء مذاہب کے کلام میں ان فرقوں میں سے بہتوں کی تکفیر کا ذکر آتا ہے مگر وہ فقہاء مجتہدین کا کلام نہیں بلکہ غیر مجتہدین کا فتوے ہے اور غیر مجتہدین کا اعتبار نہیں۔ مجتہدین انکو کافر نہیں کہتے۔ (عوام بُرے کہیں اُن کا اعتبار نہیں)"

مولانا بغور ملاحظہ فرمائے کہ آپ ہی کے پیش کردہ گواہ علامہ ابن الہمام اس تفریق کو کس حقارت سے رد کرتے ہیں اور علامہ ابن العابدین اُسکو کس فخر سے نقل کرتے ہیں اسی لئے امام ابو حنیفہ صاحب کا عام اصول ہے لا نکفر اھل القبلۃ جن متاخرین نے اس زریں قول کو محدود اور مقید کیا ہے وہ اُنکی اپنی ذاتی رائے ہے امام ممدوح اُس رائے کے پابند نہیں (واضح رہے کہ مجھ اس جگہ مرزائیوں وغیرہ کے کفر اسلام سے بحث نہیں میری یہ غرض ہے کہ میں اُن سے فتوئے کفر کو ہٹاؤں بلکہ یہ سب کچھ مولانا غزنوی کے پسندیدہ طریق کا جواب ہے جو اُنھوں نے اقوال الرجال سے کام لیا ہے ورنہ اگر وہ اصل معیار صاف صاف کوئی آیت یا حدیث پیش کر دیتے تو مجھے کبھی اس ذکر سے مطلب نہ ہوتا)

اسی ایک اصول سے عمدہ شرح وقایہ کا جواب بھی حاصل ہو گیا (ابھی دوسرا

آپ نے سنت جناب ظاہر کیا ہے۔ اور جناب اسی فرق کو واضح کرنے کے لئے تو میں نے کئی ایک
مثالیں پیش کی تھیں کہ (۱) حبشی کی نماز قبول نہیں۔ (۲) ماں باپ کے نافرمان کی قبول نہیں
(۳) دو متہاجرین مسلمانوں کی نماز قبول نہیں وغیرہ وغیرہ مگر ان[۱۹] لوگوں کی اقتدا جائز ہے
تو کیا اس سے یہ نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا کہ امام اور مقتدی کا ربط صحت صلوٰۃ میں ہے
قبولیت میں نہیں۔ صحت سے مراد میری وجود شرعی کا ہے اور قبولیت اُس سے بعد ہے
جناب کو وہ حدیث یاد ہوگی جس میں ذکر ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ حضور! میں جو ایام
کفر میں کوئی کار خیر کیا کرتا تھا اُس کا اجر بھی مجھ کو ملیگا؟ حضور نے فرمایا اسلمت علی خیر
یعنی ملیگا۔ کیوں؟ اسلئے کہ وہ اعمال بوجہ فی سبیل اللہ ہونے کے صحیح وجود پذیر تو
ہو چکے تھے مگر بوجہ مانع شرک کے قبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے تھے لیکن جب
اُس نے شرک چھوڑ دیا تو مانع رفع ہونے سے اصل وجود نے اپنا اثر دکھایا۔

مولانا! اس قسم کی مثالیں تو بکثرت ہیں کہ صحت اعمال اور چیز ہے قبولیت اور چیز۔
اب میں قدرے[۲۰] آپکو آپ کے دعوے کی (کہ فاسق کی اقتدا درست نہیں) نقیض سناؤں
حافظ ابن حزم محدث اپنی کتاب ملل والنحل میں لکھتے ہیں کہ تمام صحابہ۔ تمام تابعین

ذهبت طائفة الصحابة كلهم دون خلاف من احد منهم وجميع فقهاء التابعين
كلهم دون خلاف من احد منهم واكثر من بعدهم وجمهور اصحاب الحديث وهو
قول احمد والشافعي وابي حنيفة وداؤد وغيرهم الى جواز الصلوة خلف الفاسق
الجمعة وغيرها وبهذا نقول وخلاف هذا القول بدعة محدثة فما تاخر
قط احد من الصحابة الذين ادركوا المختار بن عبيد والحجاج وعبيد الله بن زياد
وجيش بن دلجة وغيرهم عن الصلاة خلفهم وهولاء افسق الفساق واما
المختار فكان متهما في دينه مظنونا به الكفر۔

اکثر تبع تابعین اور محدثین امام احمد شافعی۔ ابو حنیفہ اور ابو داؤد وغیرہ اس بات کے قائل

ہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز درست ہے۔ یہی ہمارا (اہلحدیثوں کا) مذہب ہے اور اسکے خلاف کہنا بدعت ہے صحابہ کرام میں سے جس کسی نے مختار بن عبید۔ حجاج۔ ابن زیاد (قاتل امام حسین) ابن دلجہ وغیرہ کو پایا تھا وہ انکے پیچھے نماز پڑھنے سے نہ ہٹتے تھے۔ حالانکہ یہ لوگ دنیا بھر کے فاسقوں سے بدترین فاسق تھے۔ مختار پر تو کفر کا اشتباہ بھی تھا۔"

(جلد ۴ صفحہ ۱۷۶ مصری)

پھر اس دعوے کو حافظ ممدوح نے عقلی اور نقلی دلیلوں سے ثابت کیا ہے آپ کے پاس اگر ملل نہیں ہے تو مجھ سے منگا کر دیکھ لیتے تاکہ ایسا دعوے آپ کے منہ سے نہ نکلتا۔ جسکی تردید صحابہ۔ تابعین بلکہ کل محدثین اور مجتہدین پہلے کر چکے ہیں۔

حافظ ممدوح نے بہت بڑی بسیط تقریر کرکے آخر یہ کہا ہے کہ چونکہ خدا تعالے فرماتا ہے قال تعالیٰ اجیبوا داعی اللہ فوجب بذلک ضرورة ان کل داع دعی الی خیر من صلوٰة او حج او جہاد او تعاون علی بر وتقوی ففرض اجابتہ و عمل ذلک الخیر معہ لقول اللہ تعالیٰ تعاونوا علی البر والتقوی (جلد ۴ صفحہ ۱۷۷)

اللہ کی طرف بلانے والے کی بات کو مانا کرو اسلئے جو کوئی کسی نیک کام نماز حج جہاد وغیرہ کسی نیک امر کیطرف بلائے تو اسکا کہا ماننا فرض ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی بات مانا کرو۔

حافظ ممدوح کے عموم استدلال کو دیکھئے اور اپنی تنگ خیالی کر ملاحظہ فرمائیے دونوں آیتیں تعاونوا علی البر کے مخاطب خاص مسلمان ہیں۔ دلیل میں جو آیات لائے ہیں وہ بھی عجیب نہیں۔ آیت اول کا مطلب تو صاف ہے کہ چونکہ وہ لوگ مشرک تھے اور شرک کو اپنے لئے التزام کرتے تھے اس لئے فرمایا کہ مشرکون

مشرکوں سے مساجد کی آبادی جو منظور الٰہی ہے نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ تو ان مساجد میں شرک ہی کرینگے جو اصل غرض کے مخالف ہے چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً مشرکوں کی نماز بھی کعبہ کے پاس یہی تھی کہ سیٹیاں بجاتے تھے اور تالیاں پیٹتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ مشرکوں کا فعل برّ (نیکی) نہیں تھا اسلئے انکو روکا گیا مگر نماز تو مسلمہ برّ (نیکی) ہے۔ پھر اس سے اسکو کیا تعلق۔

دوسری آیت بھی اصل مطلب سے بالکل اجنبی ہے اور مولانا صاحب نے یونہی جلدی میں لکھ دی اس میں بصیغہ نفی منافقوں کے جہاد کو نہ نکلنے کا ذکر ہے یعنی تم اے منافقو ہمارے ساتھ کبھی نہ نکلو گے کیونکہ اس سے پہلے تمھارا تجربہ ہو چکا ہے اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ مرزائی نیچری وغیرہ کے ساتھ ملکر نماز جائز نہیں۔ ہاں یہ ثابت ہوا کہ جس کسی کا تجربہ ہو چکا ہو کہ وقت پر کام نہیں کیا کرتا اُسکی نسبت یہ کہدیا کریں کہ تم آیندہ کو بھی نہ کرو گے تمھاری یہی شان ہے کہ سے حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے الگ ہر ایک سے چاہت بنائی جاتی ہے ایسا ہی آپ نے جو حدیث سے استدلال کیا ہے وہ تو عجیب تر ہے اُس حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ مشرک چونکہ اپنے ہر ایک عمل میں بوجہ شرک رکھتا ہے کامل اخلاص سے اُسکا کوئی کام نہیں ہوتا چنانچہ مشرک کا لفظ بھی یہی مطلب بتلاتا ہے تو ایسے بے اخلاص آدمی کی ہمراہی میں کوئی کام کرنا گویا اپنے آپ کو بھی آلودہ کرنا ہے اسلئے آں حضرت نے فرمایا ہم مشرکوں سے مدد نہیں چاہتے۔ اس سے کہاں ثابت ہوا کہ مرزائی نیچری وغیرہ (جو نماز کو فرض الٰہی سمجھ کر پڑھیں اُن) کے پیچھے بھی نماز پڑھنی چاہیے۔ ہاں اگر ثابت ہوا تو یہ ہوا کہ جو شخص نماز بھی کسی غیر معبود کے لئے پڑھے یعنی اُسکی نیت یہ ہو کہ اس نماز کے ذریعہ سے میں فلاں نبی یا ولی کی عبادت کرو تو اُسکے ساتھ ملکر پڑھنا ہم بھی نہیں کہتے۔ کیونکہ نیت صحیح نہیں۔

آپ نے جو حضرت حسن بصری کے قول کی تاویل کی ہے اُسکا جواب قسطلانی شارح بخاری کے قول میں آچکا ہے کہ بدعت سے مراد وہ بدعت ہے جو قرآن وحدیث اور اجماع کے خلاف ہو نہ یہ کہ معمولی باتیں جو آپ نے پیش کی ہیں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ آپ

ان تمام مثالوں کو چھوڑ کر صرف خطبہ کے وعظ کو مثال میں پیش کرتے۔ شاید اسلئے نہیں پیش کیا کہ آپ تو ایک زمانہ میں خطبہ میں وعظ کہنے والوں کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری نے علیہ کرھہ کے بجائے علیہ بدعۃ اسلئے فرمایا کہ ایک تو سوال میں بدعت کا لفظ تھا دوم ان بزرگان کے مذہب میں کسی کلمہ گو کی نسبت کفر کا لفظ بولنا بہت بُرا تھا کیونکہ آپ کے نزدیک تبقلید متاخرین بدعت دو قسم پر ہے ایک مفسقہ دوسری مکفرہ۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ مقسم دونوں اقسام کو شامل ہوتا ہے پس حضرت حسن بصری کے جواب میں مزید فائدہ ہے نقصان نہیں۔

باقی رہیں آپ کی پیش کردہ احادیث سوا ایک تو ضعیف ہیں جنکا ضعف آپ بھی تسلیم کرتے ہیں دوم اُنکا حکم انتخاب امام کے وقت ہے جیسا دوسری حدیث میں آیا ہے اجعلوا ائمتکم خیارکم یعنی اپنے میں سے نیک آدمیوں کو امام بنایا کرو۔ اس صورت میں نزاع ہی نہیں نزاع تو اس میں ہے کہ کسی مقام پر ان فرقوں کا امام مقرر ہو یا جماعت کرا رہا ہو تو اُس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں۔ میں اس موقع کو انہی واقع میں سے جانتا ہوں جنکے متعلق فقہائے لکھا ہے ان تقدموا جاز یعنی ایسے لوگ جنکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے امام ہو جائیں یا ہو گئے ہوں تو اُنکے پیچھے بھی جائز ہے۔ آئیے میں آپکو اخیر میں ان روایات کی بابت محدثین کا فیصلہ سناؤں۔

صاحب سبل السلام لکھتے ہیں فلما ضعف الاحادیث من الجانبین رجعنا الی الاصل وهی ان من صحت صلوته صحت امامته وایدہ ذلک فعل الصحابۃ فانه خرج البخاری فی التاریخ عن عبد الکریم انه قال ادرکت عشرة من اصحاب محمد صلی اللہ علیه وسلم یصلون خلف ائمة الجور الخ۔

یعنی دونوں طرف کی روایات تو ضعیف ہیں پس ہم اصل کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ جسکی اپنی نماز صحیح ہے اسکی امامت بھی صحیح ہے اور صحابہ کرام ظالم حاکموں کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں

اسی فیصلے کو جناب مولانا شمس الحق صاحب محدث عظیم آبادی نے عون المعبود میں پسند فرمایا ہے۔ اب صرف یہ امر قابل تحقیق ہے کہ نماز کی صحت کیا ہے۔ میری رائے ناقص میں صحت نماز سے مراد وجود شرعی ہے اور وجود شرعی نیت اور ادا ارکان پر موقوف ہے۔ قبولیت یا عدم قبولیت امر دیگر ہے۔ شریعت میں اسکا ثبوت ملتا ہے کہ بعض دفعہ فعل کا وجود شرعی طور پر متحقق ہو جاتا ہے مگر کسی مانع کی وجہ سے قبولیت کے درجہ کو نہیں پہونچتا۔ پس موضوع بحث صرف یہی ہے جو صاحب چاہیں اسپر دلیل دیں۔

حضرت مولانا ابو عبید احمد اللہ صاحب امرتسری جناب مولوی صاحب غزنوی کے جواب پر تصحیح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

هذا الجواب صواب كيف لا والكافر ليس بمخاطب والصلوة وغيرها من الفروع الا ترى قوله صلى الله عليه وسلم حين امر رسوله وقت توديعه ان علم الكفار التوحيد اولا والصلوة بعده والحديث معروف ولا احفظ لفظه والوقت لا يساعدني۔ (دستخط) احمد اللہ عفی عنہ

یہ جواب ٹھیک ہے کیونکہ بہرحال کافر تو مخاطب ہی نہیں ہے نماز وغیرہ فرعیات سے۔ تو نہیں دیکھتا کہ قول علیہ السلام جب اپنے رسول کو حکم دیا ایک قوم کفار تمکو ملیگی انکو اول توحید کی ہدایت کرو جب وہ مسلمان ہو جاویں تو پھر نماز کی تلقین کرنا۔ حدیث معروف ہے اسوقت مجھے لفظ یاد نہیں ہیں اور وقت تنگ ہے ورنہ کتاب سے نقل کر دیتا۔

جواب۔ مولانا کے اس کلام کو میں تو کیا کوئی بھی اہل علم نہ سمجھ سکیگا۔ کہ امر متنازع سے اسکو کیا تعلق ہے مطلب اسکا تو یہ ہے کہ مرزائی نیچری وغیرہ چونکہ کافر ہیں اسلئے انپر نماز فرض ہی نہیں کیونکہ کافر کو نماز کا حکم نہیں۔ اس صورت میں اگر ہم یہ بات ثابت کر دیں کہ انپر نماز فرض ہے تو غالباً مولانا کو انکی اقتدا میں کلام نہ ہوگا۔ پس مولانا بغور ملاحظہ فرمائیں۔

یہ مسئلہ علم اصول میں عام طور پر معرکۃ الآرا ہے کہ کفار مکلف بالفروع ہیں یا نہیں یعنی انپر

نماز روزہ فرض ہے یا نہیں۔ جمہور اصولی حتیٰ کہ محققین حنفیہ بھی اسکے قائل ہیں کہ کفار مکلف بالفروع ہیں صاحب مسلم الثبوت لکھتے ہیں الکافر مکلف بالفروع عند الشافعیۃ خلافا للحنفیۃ یہ کہکر پھر حنفیوں سے بھی بہت سے علماء کو شافعیوں کا ہم رائے بتلایا ہے اخیر میں اسی رائے کو ترجیح دینے کو لکھا ہے۔

وللمثبت الآیات لم نک من المصلین و لم نک نطعم المسلمین ای الزکوٰۃ و یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم و للہ علی الناس حج البیت الی غیر ذالک والتاویل فی الکل بعید ص۶۹۔ مطبع انصاری دہلی۔

یعنی کفار کو مکلف بالفروع کہنے والوں کی دلیلیں یہ آیتیں ہیں جن میں فرمایا ہے کہ قیامت کے روز کفار کہیں گے کہ ہمیں اسلئے عذاب ہو رہا ہے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور زکوٰۃ نہ دیتے تھے اور دوسری آیت بھی اُن کی دلیل ہے جسمیں عام طور پر ذکر ہے کہ اے لوگو! اللہ کی عبادت کرو یہ دلائل ذکر کر کے صاحب مسلم باوجود حنفی ہونے کے فیصلہ دیتے ہیں کہ ان آیات کی تاویل کرنا بعید از انصاف ہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کفار کو مکلف بالفروع نہ کہنا کوئی اجماعی اصول نہیں بلکہ بعض غیر محققین حنفیہ کا خیال ہے۔

ہاں مولانا صاحب نے جو حدیث پیش کی ہے وہ بھی قابل غور ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ بحکم الاہم فالاہم کفار کو پہلے توحید سکھانی چاہیئے کیونکہ یہ اصل الاصول ہے اور قبولیت اعمال فرعیہ کے لئے شرط ہے جب وہ توحید کو مان جائیں تو اُن کو باقی احکام سکھانے چاہیئے اگر حدیث شریف کے الفاظ کو غور سے دیکھیں تو یہ مدعا بلا تاویل خود اُنہی سے ثابت ہوتا ہے الفاظ حدیث بروایت ترمذی یہ ہیں بعث معاذا الی الیمن فقال انک تاتی قوما اہل کتاب فادعہم الی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان ہم اطاعوا لذالک فاعلمہم اللہ ان افترض علیہم خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ فان ہم اطاعوا لذالک فاعلمہم ان اللہ افترض علیہم صدقۃ اموالہم فان ہم اطاعوا لذالک فایاک و

کہ انہم اموالہم یعنی معاذ کو یمن کیطرف بھیجا تو فرمایا تو اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس پہونچیگا تو پہلے انکو توحید و نبوت کیطرف بلائیو اگر وہ اسکو مان لینگے تو انکو معلوم کرائیو کہ رات دن میں اُنپر پانچ نمازیں فرض ہیں اسکے بعد یہ معلوم کرائیو کہ انپر مال کی زکوٰۃ فرض ہے۔

اِس حدیث سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ کہ توحید اور نبوت کی تصدیق کراکر فروعات کا سبق دیا جاے۔ یہ نہیں کہ فروعات کفار پر واجب ہی نہیں۔ واجب تو ہیں مگر تعلیم موخر ہے۔ اگر اس حدیث کے طرز بیان سے عدم فرضیت فروع نکلتا ہے تو پھر یہ بھی کہنا پڑیگا کہ ایک نو مسلم کے حق میں نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کے درمیان بھی کچھ مدت کا فاصلہ ہے حالانکہ نہیں علاوہ اسکے ابھی مولانا کی تقریر میں ایک سقم اور باقی ہے کہ یہ اصول اگر تسلیم بھی کیا جاے تو اُن کفار کے حق میں جو منکرین نبوت محمدیہ ہیں یعنی ملتزم الکفر قرآن مجید کے منکر توحید سے انکاری۔ نہ یہ کہ وہ بزبان خود تو ان سب باتوں کو مانتے ہوں مگر بوجہ کسی بد اعتقادی کے علما نے اُنپر کفر کا فتوے دیا ہو۔ ایسے کافروں کے حق میں تو کسی کا یہ قول نہیں۔

میرے خیال میں اگر مرزائی۔ نیچری وغیرہ یہ سُن پائینگے کہ مولانا صاحب نے یہ فتوے دیا ہے کہ ہم پر نماز فرض نہیں تو وہ مولانا ممدوح کے بہت شکر گزار ہونگے۔ اور بطور شکریہ مولانا صاحب کو لکھ بھیجینگے کہ۔

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

اصلاح پہلی تقریر مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی کی ہے جو اہلحدیثوں کے مخالف ہیں اور دوسری تقریر مولوی ثناء اللہ صاحب کی ہے جو غیر مقلدین کے سرگروہ ہیں مطابق جسکے مضمون مقرر ہوا ہے صفت حسب ذیل اعتراضات ہیں۔

(۱) آپ نے جو اِس تقریر کو خارج از اصول اہلحدیث قرار دیا ہے۔ تو کیونکر اسلئے کہ آج تک تو آپ اپنے مسئلہ پر کوئی حدیث لائے ہیں نہ آیہ قرآنی پھر دوسرے کو متبع اقوال رجال کہنا کیونکر جائز ہے۔

(۲) جب آپ اِن علماء کو ایک قطار میں کھڑا کرکے سوال کرینگے۔ تو حضرت عثمان اور حسن بصری اس قطار سے کیونکر خارج ہونگے جنکے قول پر آپکے مسئلہ کی بنا ہو کیونکہ حضرت عثمان صحابی ہیں اور قول صحابی باتفاق اہل سنت حجت نہیں۔ اور حسن بصری تو تابعی ہیں وہ یقیناً آپکے ہم قطار ہونگے۔ پس جو اُنکا جواب ہوگا وہی اُن علما کا بھی جواب ہوگا۔

اور جب آپ آیہ فان تنازعتم کو صحیح مانتے ہیں تو پھر اُسکے خلاف کیوں کرتے ہیں جو قول ایک صحابی اور ایک تابعی سے سارے قرآن اور سارے احادیث پر خط نسخ کھینچتے ہیں۔ زیادہ تر تعجب تو یہ ہے کہ اس منصب کیسے حاصل کرنے میں کہ آپکو سب سے سوال کرنے کا حق حاصل ہے آپنے امام مالک کی تقلید کرلی۔ اور عدالت کی شرط اقتدا ہونے کو نہیں مانتے ملتك قسمة ضیزی

(۳) یہاں آپ بازی ضرور لیگئے غزنوی صاحب لاجواب ہیں۔ مگر یہ تقریر مخاصمانہ ہے محققانہ کیونکہ محققانہ جب ہوتی کہ آپ اپنے اصول سے خارج نہ ہوتے۔ اور یہاں بالکل بہک گئے کیونکہ غزنوی صاحب نے صرف اُنھیں علماء کے اقوال نہیں نقل کئے جو مقلد ہیں بلکہ آپ کے امام المحدثین بخاری کا قول بھی نقل کیا جو قائل خلق قرآن کو غیر قابل اقتدا جانتے ہیں اسیطرح خلف الجہمی کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔ تو کیا آپ امام بخاری کو بھی زمرہ محققین سے خارج کرینگے حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے آپکا مذہب صحیح بخاری پر ہے۔

طرہ یہ ہے کہ آپ نے اسکا کوئی جواب بھی نہ دیا کہ آخر امام بخاری کا یہ فتوے غلط ہے یا صحیح کیونکہ آپکو نہ اُنکے اجتہاد میں عذر ہے نہ صحت روایات منقولہ میں اُنکے پھر اُسکو کیوں نہیں قبول کرتے آہ یہ کیسا اندھیر ہے کہ خلق قرآن کے قائل ہونے سے تو آدمی ایسا فاسق ہو جائے کہ اُسکی اقتدا جائز نہ ہو۔ اور سارے ظلم و فسق کے ساتھ وہ اس قابل رہے کہ اُسکی اقتدا کیجائے اسکو جانے دیجئے سنن ابوداؤد کی روایت میں ربیع بن خالد کا قول خود موجود ہے کہ حجاج کی اقتدا انہوں نے ترک کردی تھی۔ پھر اُس سے کیوں روگردانی کرتے ہیں۔

تعامل صحابہ و تابعین سے تو یہ خارج نہیں ہو سکتا پھر اسی پر ایمان لائیے اور اُسی پر عمل کیجیے۔
واقعاً آپکے صحابہ و تابعین کے حالات نہایت عجیب ہیں کہ حجاج نے اتنے ظلم سے تو وہ نہ کافر ہوا نہ فاسق۔ مگر خلیفہ کو قاصد سے افضل کہنے پر وہ ایسا مجرم قرار پایا کہ اُسکے پیچھے نماز ترک کردی گئی۔

جو اقوال علماے ائمہ اربعہ مذکور ہوئے اُنسے صرف اسی مسئلہ پر روشنی نہیں پڑتی کہ مسئلہ امامت و اقتدا واضح ہوتا ہی بلکہ حقیقت مذہب شیعہ مثل آفتاب نمایاں ہو رہی ہو کہ کل علما آپکے اُدھر مبتلا کر رہے ہیں۔

اب آپ کو میں اسکی وجہ بھی بتا دوں کہ ائمہ اربعہ نے کیوں اقتدا ے فاسق کو جائز رکھا اور علماے مابعد نے کیوں اس سے مخالفت کی جس سے غیر محقق ہونے کا اُنھیں خطاب دیا جاتا ہی۔ وجہ اُسکی یہ ہی

ائمہ اربعہ خود کیسے ہی ہوں خلفاے جور کے زمانہ میں تھے جو بخیال سلطنت وخلافت نماز پڑھنا اور پڑھانا جزو خلافت سمجھتے تھے۔ اسلیے یہ مسئلہ گڑھا کہ امام اگر فاسق ہو تو اُسکے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں کیونکہ اگر عدالت کی شرط لگاتے تو پھر کسی خلیفہ کے پیچھے نماز درست نہ ہوتی اور جب وہ قابل امامت نہ رہتے تو ان ائمہ اربعہ کو کب زندہ چھوڑتے لہٰذا مصلحت وقت سے وہ مجبور تھے کہ اسکی اجازت دیں صلوا خلف کل بر و فاجر اس وجہ سے یہ مسئلہ ایسا ضروری قرار پایا کہ اصول دین اہل سنت میں داخل ہوا۔ یہ وجہ تھی انکے اجازت کی۔

متاخرین کا زمانہ چونکہ ان قید بندیوں سے فی الجملہ آزاد تھا اور یہ مسئلہ ایسا نفرت انگیز تھا کہ ذی فہم آدمی ایک منٹ کیلیے بھی اسکو تجویز نہیں کر سکتا۔ اور شیعوں کی طرف سے اسپر اعتراضات بھی ہوتے۔ اسلیے انھوں نے عام طور سے اپنے مذہب کی اصلاح شروع کی اور چاہا کہ اس عیب سے مذہب کو پاک کریں۔

مگر بمصداق لن يصلح العطار ما افسد الدهر کسیطرح اسمیں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ تیسرے طبقہ والوں نے سوچا اگر انکا قول قبول کرتے ہیں تو بزرگوں کے کارنامے سب مٹے جاتے ہیں کیونکہ ماشاء اللہ ابتدائے خلافت سے آجتک ایک متنفس بھی تو ایسا نہیں ملتا جو صفت فسق و فجور سے معرا ہو اور صفت عدل و تقوی سے متصف لہذا انھوں نے بھی مذہب کا اصلی رنگ قبول کیا اور ان لوگونکو غیر محقق کا خطاب دیا اور یہ نہ سمجھے کہ ائمہ اربعہ کا فتوے مصلحت وقت پر تھا نہ حقیقۃً۔

اڈیٹر صاحب آپکو حنفیوں سے چونکہ قلبی عداوت ہے اسلئے انکے رد پر کمربستہ ہوگئے مگر محقق کی یہ شان نہیں علمائے شافعیہ کے اقوال کو بھی دیکھئے اور مالکیہ کے احکام بھی جو عام طور سے عدالت امام کے قائل ہیں اور فاسق کی اقتدا کو کسیطرح جائز نہیں جانتے۔ اسیطرح حنابلہ امامت فاسق کے منکر ہیں۔ پس جب تین امام ائمہ اربعہ سے فاسق کی اقتدا سے مانع ہیں اور خود بخاری کا بھی یہی مذہب کہ قائل خلق قرآن کے پیچھے جائز نہیں جس سے ایک نوع کی تائید اسی مذہب کی ہوتی ہے کہ اقتداے فاسق جائز نہیں۔

میں جہانتک دیکھتا ہوں مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی نے نہایت توضیح سے ائمہ اربعہ کا اتفاق اگر نہیں ثابت کیا تو ائمہ ثلثہ کا اتفاق ضرور ثابت کیا کہ اقتداے فاسق صحیح نہیں اور بخاری کو اگر آپ مقلد شافعی نہیں مانتے بلکہ مجتہد جانتے ہیں تو وہ بھی اسی مذہب کے سالک ہیں تو آپکی رائے ذاتی رائے قرار پائی جو عند العقلا مقبول نہیں۔

(۴) یہ تو بالکل ہماندلی ہے کہ آپ نووی کے قول کو اپنا مخالف نہیں مانتے اور ایسی تاویل کرتے ہیں جو کسیطرح انکے قول سے پیدا نہیں ہوتا وہ تو صاف صاف لکھتے ہیں ان مخفی الکفر هنا کمعلنه کہ کفر کا مخفی کرنیوالا مثل اعلان کرنے والے کے ہے۔

یہ عجب بات ہے کہ شرک جو بدتر از کفر ہے وہ تو آپکے یہاں ایسا ارزاں ہے کہ ہزار درجہ کا کوئی مسلمان اور عامل بالحدیث ہو مگر یا علی یا پیر دستگیر کہنے سے وہ مشرک قرار پاے۔ اور کفر

آپکے یہاں ایسا گراں ہو کہ بجز آریہ وغیرہ کے کسی پر اُسکا اطلاق ہی نہ ہو۔

یہ شرط آپکی کہ قرآن کو کلام خدا نہ مانتا ہو بالکل نرالی شرط ہو کیونکہ آجتک کسی نے یہ شرط نہیں لگائی ہو۔ اگرچہ منکر قرآن کو کافر ضرور کہا ہو۔ مگر شرط اسلام نہیں لکھا ہو۔ اور بالفرض اگر مان لیا جائے تو یہ ایسی شرط ہو کہ پھر کوئی کافر کافر ہی نہ رہے کیونکہ شاید ہی کوئی کافر ایسا ہو جو قرآن کو کلام خدا نہ مانتا ہو ورنہ دل سے سبکو اسکا یقین ہو کہ یہ کلام خدا ہو مگر اپنے اغراض باطلہ کے لئے زبان سے اقرار نہیں کرتے جسطرح توحید خدا کے سب قایل ہیں مگر زبانی منکر ہیں جحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم۔ پس اگر آپکی یہ شرط مان لیجائے تو جملہ کفار کی اقتدا صحیح ہو جائیگی

(۵) یہ دوسرا طرہ ہو کہ آپ ابن قیم کے قول کو بھی نہیں مانتے جو اہلحدیث کے دوسرے امام ہیں اور انکے اور انکے اُستاد ابن تیمیہ پر آپکے مذہب کا دار و مدار ہو۔ پھر کچھ لکھنے پڑھنے کی کیا ضرورت ہو یہی کہیئے کہ میں کسیکا قول نہیں مانتا اپنی رائے پر عمل ہو۔

(۶) یہاں گفتگو شخصی نہیں ہو بلکہ کلی ہو فاسق کی اقتدا یقیناً ناجائز ہو کسے باشد اور انپر کیا منحصر ہو تمامی فرقہ اہل سنت اسی حکم میں ہیں۔

(۷) باب کی تجویز تو عموماً بمناسبت اُسی مسئلہ کے ہوتی ہو جو اُس میں مذکور ہو مگر بخاری کا مسلک آپکے نزدیک یہ ہو کہ جو بات اُنھوں نے مقرر کیا ہو وہی مذہب ہے۔ پس بالفرض اگر ایسا ہی ہو تو ہمارا کیا نقصان کیونکہ اُنکا قول بھی قول الرجال کے تحت میں ہو البتہ اگر وہ کوئی حدیث لائے ہوتے تو بنا بر اصول اہل سنت اُسپر اعتماد ہو سکتا تھا۔ مگر فضل خدا سے اُنکو کوئی حدیث نہ ملی جس سے امامت مبتدع و مفتون کا جواز ثابت ہوتا کیونکہ صرف قول عثمان و حسن بصری لکھا ہو جو بہ اتفاق اہل سنت حجت نہیں۔ پھر اُنکے اس باب سے کیا نفع ہوا اور اُن علما کا کیا جواب ہو سکتا ہو کیونکہ کوئی حدیث نہیں لائے ہیں لہذا علمائے اہل سنت اُنکے جواب میں کہہ سکتے ہیں ھو الرجال و نحن الرجال۔

کیا غضب ہے کہ خود تو آپکے بھی قائل ہیں کہ قول صحابی حجت نہیں اور پھر ایک صحابی کے قول پر جو بہ اجماع صحابہ واجب القتل قرار پایا تمام دنیا کے دلائل کو رد کر رہے ہیں یہ کونسا انصاف ہو۔

(۸) یہ اعتراض کہ آپکے علما خلاف حدیث کرتے ہیں ایسا عام ہے جس سے کوئی مستثنیٰ نہیں کیونکہ یہ سنت خلفا کی قائم کی ہوئی ہے جنہوں نے خلاف حکم خدا و رسول خلافت کی بنیاد ڈالی اور بیعت کے لئے اسلام کو برباد کیا پھر اسکی کیا وجہ کہ خلافت میں تو آپ اُنکی مخالفت کو بالراس والعین قبول کرتے ہیں اور ان مسائل اختلافی میں علما پر آپ معترض ہوتے ہیں۔

کیا وہ علما یہ جواب نہیں دیسکتے کہ جسطرح آپنے ان احادیث کی مخالفت کی جنکے خود ناقل بھی ہیں

(۱) بموجب حدیث شریف بدعتی کی نماز قبول نہیں (۲) دو مسلمان جو آپس میں لڑتے ہوں اُنکی نماز قبول نہیں (۳) جس شخص کی امامت پر مقتدی بوجہ شرعی ناراض ہوں اسکی نماز قبول نہیں ہوتی (۴) جسکا لباس باوجود پاک و صاف ہونے کے حرام کمائی سے ہو اُسکی نماز بھی قبول نہیں۔ (۵) غلام جو مالک سے بھاگا ہو اُسکی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۶) ماں باپ کی بے فرمان کی نماز قبول نہیں ہوتی اہلحدیث مورخہ ۱۳ مارچ

پس جسطرح آپ ان حدیثونکو نہیں ملتے اور ان لوگونکی اقتدا کو جایز جانتے ہیں اسیطرح اُن علمانے بھی اُن حدیثونکو نہیں قبول کیا اور نہیں مانتے۔

بلکہ حق یہ ہے کہ وہ تو ایک طور سے معذور بھی ہیں کیونکہ اُنکے یہاں دلیل شرعی چار ہے کتاب سنت اجماع قیاس لہذا وہ اجماع و قیاس سے کتاب سنت کو رد کرسکتے ہیں۔ اور چونکہ آپ مدعی اہلحدیث ہیں لہذا کتاب و سنت کو اصولاً نہیں رد کرسکتے باایں ہمہ ان حدیثوں سے آپنے چشم پوشی کی اور مخالفت پر آمادہ ہوے۔

دیکھئے مذہب شیعہ کی حقیت اور مطابق کتاب و سنت ہونا کہ ان احادیث سے جتنی حدیثیں اُنکے قواعد سے صحیح ہیں اُنکا پورا اتباع کرتے ہیں اور ہرگز اُسکی مخالفت کو جایز نہیں سمجھتے بخلاف آپکے کہ خود اُن حدیثونکو لکھتے ہیں اور پھر نہیں مانتے۔

(۹) یہ عجیب طرحکا مضمون ہے کہ اُنکو قصداً امام نہ بنانا چاہیے اور نماز پڑھتے ہوں تو ہٹانا چاہیے جسکی نہ کوئی دلیل ہے نہ حجت اگر قول حضرت عثمان و حسن بصری پر مدار ہے تو وہ عام ہے

دونوں حالت کیلئے اور اگر کوئی دوسرا تمسک ہے تو اُسکو پیش کیجئے۔

میرے مخدوم۔ یہ تو سمجھئے امام کب امام بنتا ہے۔ جب ماموم اُسکو امام بنائیں اور اُسکی اقتدا کریں۔ پس اگر فاسق کا امام بنانا ناجائز یا مکروہ ہے تو وہ امام ہی کیونکر بن سکتا ہے جب تک اُسکی اقتدا نہ کیجاوے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ اُسکو عادل سمجھتے ہوں اور اُسکی اقتدا کرتے ہوں تو بے شک جماعت قائم ہو سکتی ہے۔ مگر جو شخص فاسق سمجھ رہا ہے اُسپر اُس کی اقتدا کیونکر جائز ہوگی اور نماز اُسکی کیونکر صحیح ہوگی۔

یہ تقریر آپ کی محض مغالطہ آمیز ہے کہ "انتخاب امام کے وقت اُن لوگونکو منتخب کرنا چاہئے بلکہ میرا دعوے تو صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اگر نماز پڑھا رہے ہوں تو انکے ساتھ ملکر پڑھنے سے نماز ہو جائیگی"۔ کیونکہ مقتدی جب اقتدا کریگا تو اپنا انتخاب ہے خواہ قبل از جماعت انتخاب کرے یا بعد قیام جماعت کیونکہ یہ فعل اُنکا اختیاری ہے۔ ہاں اگر یہ صورت نکالئے کہ بعد اقتدا اُسکا فسق معلوم ہو کہ وہ فاسق ہوا تو ایک صورت ہے

(۱۰) اسکی دلیل لائیے کہ کہیں الگ بیٹھے رہنا جائز نہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ اگر نماز پڑھ چکا ہو تو بھی اقتدا لازم ہو ولا یقول بہ احد

(۱۱) یہی تو بحث ہے آخر کس دلیل سے انکی اقتدا جائز ہے کیونکہ دلیل آپکی تو صرف قول عثمان حسن بصری ہے کسی طرح دلیل نہیں پھر وہ کون سی دلیل ہے جس سے آپ جواز کے قائل ہیں۔

کرما! ایک طرف تو آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں "میرے مذہب میں سوا قرآن و حدیث کے کوئی قول حجت شرعی ثابت نہیں ہے" دوسری طرف آپ یہ لکھتے ہیں "بموجب حدیث شریف بدعتی کی نماز قبول نہیں ہوتی وہ مسلمان جو آپس میں الجھتے ہوں اُنکی نماز قبول نہیں ہوتی وغیرہ" اور پھر کہتے ہیں "ان لوگونکی اقتدا جائز ہے" آخر کسی بات پر تو مستقر ہونا چاہئے اگر حدیث مانتے ہیں تو انکی اقتدا ناجائز اور اگر انکی اقتدا جائز ہے تو دعوی عمل بالحدیث غلط۔

نتیجہ تو یہ چاہئے نکالئے کہ حدیث کا صریح مطلب یہی ہے کہ جب خود انکی نماز صحیح نہیں تو

انکی اقتدا کب جائز ہوگی اور اگر با وصف عدم صحت نماز اقتدا صحیح ہو تو پھر ہر کافر و مشرک کی اقتدا جائز ہوگی کیونکہ عدم صحت نماز میں دونوں مساوی ہیں۔

وجود شرعی بغیر تحقیق شرائط کیونکر ممکن ہے کیا بلا طہارت و بلا ارکان صلوٰۃ نماز صحیح ہوگی جب نماز میں بلکہ کل عبادات میں نیت شرط ہے تو بلا صحت نیت کیونکر انکا وجود ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کفار کے عمل صحیح نہیں۔

(۱۲) دونوں کا قیاس قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مطلق اعمال خیر اور چیز ہیں اور واجبات کا حکم جداگانہ ہے اور قیاس پر تو آپکا عمل نہیں پھر اُس سے کیونکر کام لے سکتے ہیں۔

یہاں گفتگو اسی میں ہے کہ امامت فاسق سے نماز صحیح نہیں ہوتی اور جب صحیح نہیں تو قبول بھی یقیناً نہیں۔

(۱۳) آپنے یہاں کوئی نئی دلیل دی ہے۔ بلکہ وہی قول ابن حزم ہے جسکو آپ پہلے نمبر میں لکھ چکے ہیں اور اُسی کے مقابلہ میں یہ سب تحریریں آپکے مخالفین لکھ رہے ہیں پھر اُسی قول کو مکرر لانا کونسی عقلمندی ہے۔

ابن حزم کچھ اُن علما سے نہیں ہیں جنکی امامت پر اتفاق اہل سنت ہو کل مقلدین انکے خلاف میں کیونکہ وہ امام اہل الظاہر ہیں جنکی مخالفت میں ہزارہا کتابیں ہوچکیں پس انکا قول اور آپکا قول مساوی ہے۔ قول ایسا لانا چاہیے جو مسلم بین الفریقین ہو۔

نقل عبارت میں بھی آپنے خیانت کی ہے کیونکہ قبل اس تقریر کے ابن حزم مذکور لکھتے ہیں

الکلام فی الصلوٰۃ خلف الفاسق والجہاد معہ والحج ودفع الزکوٰۃ الیہ ونفاذ احکامہ من الاقضیۃ والحدود وغیر ذلک قال ابو محمد ذہبت طائفۃ الی انہ لایجوز الصلوٰۃ الا خلف الفاضل وہو قول الخوارج۔ والزیدیہ۔ والروافض۔ وجمہور المعتزلہ وبعض اہل السنۃ۔ وقال آخرون الا الجمعۃ والعیدین وہو قول بعض اہل السنۃ وذہبت طایفۃ الصحابۃ الی اخرہ صفحہ ۱۷۶ جلد ۳ (اہلحدیث نے غلطی سے جلد ۴ لکھا ہے)

یعنی امامت صلوۃ خلف الفاسق کے متعلق کلام ہے۔ ایک طائفہ اسکا قائل ہے کہ نہیں جائز ہے نماز مگر پیچھے فاضل کے۔ یہی قول خوارج۔ زیدیہ۔ روافض اور جمہور معتزلہ۔ اور بعض اہل سنت ہے۔ اور بعض لوگ قائل ہیں کہ بہ استثناء جمعہ وعیدین یہ قول بعض اہل سنت ہے

مقصود میرا نسبت خیانت فی النقل سے یہ ہے کہ اس عبارت منقولہ سے آپکی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی مذہب تمام اہل سنت ہے حالانکہ بہ نقل ابن حزم بہت سے لوگ خود اہل سنت اسکے مخالف ہیں تو یہ مسئلہ اجماعی اہل سنت نہیں ٹھہرا بلکہ اختلافی ہے اور اگر خوارج و معتزلہ و زیدیہ کو بھی اسمیں شامل کرلیں جو درحقیقت اسلامی مذہب کے فرقوں سے ہے تو مخالفین کی تعداد اور بڑھ جاتی ہے۔

اڈیٹر صاحب اگر غور کریں تو ابن حزم کی تقریر آپکے مسلک کے بھی خلاف ہے کیونکہ آپ انتخاب امام میں فاسق کے انتخاب کو منع کرتے ہیں اور ابن حزم عام طور سے اجازت دیتے ہیں۔ تو وہ بھی آپکے پورے موافق نہیں ہیں پھر ابن حزم کا دعویٰ سائر صحابہ کی نسبت غلط ہے کیونکہ سعد بن عبادہ۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام طلحہ زبیر عبد اللہ ابن زبیر اور ہزار ہا صحابہ تارکین صلوۃ خلف العثمان اس ترک کے قطعی مخالف ہیں اسیطرح تابعین میں شعبی وغیرہ کا قول و عمل سابقاً مرقوم ہوا۔ اور جمہور صحاب اہلبیت سے قول بخاری اور اقوال علما ائمہ اربعہ مولوی عبد الجبار غزنوی کی تحریر میں مذکور ہوا پھر انکا قول کیونکر قابل استدلال ہو سکتا ہے جب انکے خلاف اسقدر شہادتیں موجود ہیں۔

ابن حزم صلوۃ خلف الحجاج کے قائل ہیں حالانکہ سنن ابوداؤد میں ربیع بن خالد کا یہ قول موجود ہے کہ انھوں نے اقتدا حجاج اس وجہ سے ترک کی تھی کہ وہ خلیفہ کو پیغامبر سے افضل کہتا تھا۔

(۱۴) یہ بھی غلط ہے کہ انھوں نے کوئی عقلی یا نقلی ایسی دلیل دی ہو جسے دلیل کہہ سکیں کیونکہ وہ عقلی نقلی دلیل انکی یہی ہے۔ احتج من یقول بمنع الصلوۃ خلفھم بقول اللہ تعالیٰ انما یتقبل اللہ من المتقین فیقال لھم کل فاسق اذا نوی بصلوتہ رحمۃ اللہ فھو فی ذلک من المتقین فصلاتہ متقبلہ ولو لم یکن من المتقین الا من لا ذنب لہ ما استحق احد ھذا الاسم بعد رسول اللہ م قال اللہ عزوجل

ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک علیہا من دابۃ و لا یجوز القطع علی الفاسق بانہ لم یرد بصلاتہ وجہ اللہ و من قطع بہذا فقد قفا ما لا علم لہ بہ و قال ما لا یعلم و ہذا حرام و قال تعالیٰ و لا تقف ما لیس لک بہ علم و قال عز و جل و تقولون بافواہکم ما لیس لکم بہ علم و تحسبونہ ہیّنا و ہو عند اللہ عظیم۔ پس یہی دلیل عقلی ہے اُنکی یا نقلی کہ کہتے ہیں جو لوگ منع کرتے امامت فاسقین کو وہ اس سے استدلال کرتے ہیں کہ خدا کہتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین۔

اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ جسنے نیت کی اپنی نماز میں رحمت خدا کا وہ اس مادہ میں متقین سے ہے اور نماز اُسکی مقبول ہے۔ اور اگر صرف وہی متقی ہو جس سے کوئی گناہ نہیں ہوا تو پھر بعد رسول اللہ کوئی اس اسم کا مستحق نہیں۔ اور کسی فاسق کے نسبت یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ اُسنے غیر خدا کی نیت کی ہو۔ اور جو ایسا کہے اُسنے بلا علم دعوے کیا جس سے خدا منع کرتا ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم و تقولون بافواہکم۔

اسی تحریر کو اڈیٹر صاحب نے دلیل عقلی و نقلی کا خطاب دیا ہے حالانکہ یہ ایسی لغو تقریر ہے جسکی کوئی انتہا نہیں کیونکہ مانعین کا تو یہ استدلال ہے کہ خداوند عالم بطور حصر فرماتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین کہ صرف اُنھیں لوگوں سے قبول کرتا ہے جو متقی ہیں جسکا مفہوم یہ ہے کہ غیر متقی کا عمل قبول ہی نہیں ہوتا جواب آپ یہ دے رہے ہیں کہ جب اُسنے نماز پڑھی تو وہ متقی ہو گیا۔ تو خدا کا یہ کلام فما کان صلوتہم عند البیت الا مکاءً و تصدیۃ کیا ہوگا اور آیہ فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون الذین ہم یراؤن و یمنعون الماعون کیا ہوگا کیونکہ اگر نماز اُنکی صحیح ہوتی تو اُنپر ویل کیوں ہوتا اور وہ متقی ہوتے تو اُنکی نماز کیوں نہ مقبول ہوتی۔

رہا یہ امر کہ متقی صرف وہ شخص ہے جو لا ذنب لہ ہو ایسے معنی ہیں جو آپکے ایجادات سے ہیں کیونکہ ایسا شخص تو معصوم کہلاتا ہے متقین کی تعریف قرآن میں دیکھیے المتقین الذین

یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنا ہم ینفقون پھر کون کہہ سکتا ہے کہ متقی وہی شخص ہے جو معصوم ہو اگرچہ وہ بھی متقی ہے مگر درجۂ عصمت اُس سے بالاتر ہے۔

یہ امر اور بھی عجیب ہے ولا یجوز القطع علے الفاسق کہ فاسق کے نسبت یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ اُسکی نیت غیر وجہ اللہ ہے حالانکہ خدا کہتا ہے قل انفقوا طوعا او کرھا لن یتقبل منکم انکم کنتم قوما فاسقین جبکہ معلوم ہوا کہ بوجہ فسق اُنکا انفاق قبول نہ ہوگا تو پھر اُنکی نماز کیونکر قبول ہوگی اور جس دلیل سے انفاق کی عدم مقبولیت پر قطع حاصل ہے اُسی دلیل سے نماز کے عدم قبول پر بھی قطع و یقین حاصل ہے۔

آیہ لا تصف اور تقولون بافواھکم کو تو اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں کیونکہ اُسکا فسق تو معلوم ہے اور آپ بھی اُسکو فاسق کہہ رہے ہیں صرف بوجہ نماز کے متقی بنا رہے ہیں۔

غرض اگر یہ تقریر تسلیم کر لیجائے تو پھر نہ دنیا میں کوئی فاسق رہتا ہے نہ غیر متقی نہ غیر مقیم الصلوٰۃ سب ساوی ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون۔

اسی تقریر مہمل کو اڈیٹر صاحب نے دلیل عقلی و نقلی کا خطاب دے رہے ہیں حالانکہ یہ ایسی تقریر ہے کہ اس سے قائل کا کم ہمایاں ہے چہ جائیکہ وہ قابل التفات ہو۔

(۱۵) بے شک انھوں نے ایک مہمل تقریر اسکے متعلق کی ہے کہ صلوٰۃ ماموم و امام میں کوئی ربط نہیں جو موافق ہے۔ آپکی تقریر کے اور آخر میں یہ بھی لکھا ہے اور اجیبوا داعی اللہ سے استدلال کیا ہے مگر اولاً اس کو ربط نہیں ثانیاً فاسق داعی الی اللہ نہیں ہو سکتا ثالثاً مصلی عام طور سے داعی اللہ نہیں کیونکہ داعی اللہ وہی ہو سکتا ہے جو کسی قسم کی دعوت کرے رابعاً پھر لازم آتا ہے کہ ہر شخص پر بلا تحقق شرائط حج واجب ہے جب کوئی حج کو جائے کیونکہ وہ بھی بقول ابن حزم داعی الی اللہ ہے اور اجابت داعی الی اللہ واجب ہے۔

اور اگر جماعت بایں وجہ اخل تعاونوا علی البر والتقویٰ ہو تو پھر لازم آتا ہے کہ جب کسی طرح کا بِر و تقویٰ ہو تو اُسمیں مشارکت سب پر واجب ہو۔ تو اب کوئی روزہ رکھے اُسکے ساتھ شرکت واجب ہے کوئی کسی قسم کا عمل خیر کرے اُسکی شرکت واجب ہو ولا یقول بہ احد۔

(۱۶) حافظ صاحب کے وسعت خیال سے آپکا خیال صحیح ہے کیونکہ آیت تعاونوا علی البر
مخاطب مسلمان ہونے سے منکر ہیں حالانکہ کوئی بھی اسکا قائل نہیں کہ اسکے مخاطب کفار ہیں اگر
کوئی دلیل ہو تو پیش کیجئے۔

(۱۷) یہان آپنے بالکل مغالطہ سے کام لیا کیونکہ مولوی غزنوی کی پہلی آیت اولئک الذین
حبطت اعمالهم في الدنيا والآخرة ہے جس سے یہ استدلال کیا گیا کہ امام کی نجاست
بدن یا کپڑے سے جو مقتدی کی نماز فاسد اور باطل ہو اور عقیدے کی نجاست خباثت
سے بحکم آیۂ کریمہ مذکورہ موجب حبط اعمال ہے اس سے مقتدی کی نماز کو نقصان ہی پہونچے
اسکو تو آپ بالکل ہضم کر گئے حالانکہ اونہون نے حدیث بخاری اور احمد سے بھی استدلال
کیا تھا جو نہایت مستحکم استدلال ہے۔ اور یہ جو کچھ آپنے آیۂ ماکان للمشرکین ان یعمروا
مساجد الله پر۔ اس قسم کا مغالطہ کسیطرح جائز نہین کیونکہ یہ استدلال اونکا
اگر لاجواب تھا تو تسلیم کرتے اور اگر قابل رد تھا تو رد کرتے یہ کیا کہ بالکل سکوت کیا بہرحال
جب آپنے اسکو تسلیم کیا کہ مشرکون کا فعل برباد (نہین ہوگا) نہین ہوتا۔ اسلئے جو کو رد کیا ۱۱ تو پھر
کس منہ سے آپ یہ کہتے ہین ہر نماز تو مسلہ بر نیکی ہے پھر اس سے اسکو کیا تعلق ہوا
کیونکہ اگر آپکا مطلب یہ ہے کہ نماز خواہ کسیکی ہو اور کیسی ہو بر مسلہ ہے تو غلط ہے کیونکہ
اسی نماز کی نسبت خدا فرماتا ہے وما كان صلوتهم عند البيت الا مكاء وتصدية
تو پھر اونکی نماز کو مسلہ بر نیکی کیونکر کہ سکتے ہین۔ اور اگر آپکا یہ مطلب ہے کہ نماز مومن کی مسلہ بر
ہے تو اسبات کسکو انکار ہے۔ مگر ہمکو اوس سے کیا فائدہ۔

(۱۸) یہ بھی آپنے مجانبت کی دلیل ہے کیونکہ مولوی غزنوی صاحب کا استدلال یہ ہے
کہ حکم اعانت بر و تقوی میں کفار نہین مخاطب ہین اسکے ثبوت مین اونہونے دو وجہ پیش
کیا ایک یہ کہ مشرکین کو حکم نہین کہ تعمیر مسجد کریں۔ دوسرے یہ کہ خدا آنحضرت نے مشرکین سے تعاون
کو بغرض جہاد منع کیا جس سے بصراحت معلوم ہوا کہ معاونت بر و تقوی مین اونسے
تعاون نہین ہے بلکہ مومنین سے ہے پھر کیونکر آپ اسکے مدعی ہوسکتے کہ یہ آیۂ بھی اصل
مطلب اجنبی ہے۔ تیسری دلیل اونکی حدیث ہے کہ ہم مشرکین سے مدد نہین لیتے۔

اس مسئلہ پر میری تحریر کرنا اس غرض سے ہے کہ شیعونکو اسمین کسیطرح کا تردد ہے نہ
اس غرض سے کہ اس مسئلہ کے فیصلہ سے مذہب اہلسنت ثابت و نابود ہو گا بلکہ محض حسبۃً للہ
اپنی خیال کہ شاید حضرات اہلسنت اپنی نماز صحیح کرین - اسی خیال سے دفتر اصلاح نے
رسالہ وضو - رسالہ کلوخ - البسملہ بھی شایع کیا جو صرف حضرات اہلحدیث کو مفت بلا قیمت
دیا گیا - اسیطرح یہ مسئلہ بھی واضح کردیا گیا کیونکہ اسکا تعلق عبادات سے ہے نفسانیت کو
اسمین دخل دینا مناسب نہین -

لیکن نہین معلوم یہ تین آیتین قرآن کی لکھدی گئی ہیں اگر کچھ بھی غور و فکر کیا جائے تو معلوم
ہو سکتا ہے حکم خدا کیا ہے تاویل کرنیکی تو بات ہی دوسری ہے کہ صریح آیہ وامسحوا برؤسکم
وارجلکم الی الکعبین کی ایسی گت بنائی گئی کہ وا سرآدا ہی ضمہ ہو گیا - اسی آیہ پر دو مسح ہٹا
گیا اور پیرونپر غسل کا حکم دیدیا

اسیطرح احادیث رسول اللہ بھی صحاح ستہ سے علیحدہ لکھی گئین کہ اگر اہلحدیث ہونگے
تو اونپر ضرور عمل کرینگے -

اسکے بعد عمل صحابہ بھی دکہا دیا گیا حالانکہ خود قائل ہین قول صحابی حجت نہین مگر ہمارے
ونکے مذہب کا مدار اسی پر ہے کہ حضرت عثمان نے کہا باغیونکے ساتھ نماز پڑہو - مینے اسکے مقابلہ
مین ایسے مقدس صحابہ کا طرز عمل دکہایا کہ کسی سنی کو اونکے تقدس اور احتیاط مین غور ہی
نہین ہو سکتا - سعد بن عبادہ جنہون نے حضرت ابوبکر و عمر کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی
حضرت ابو قتادہ جنہون نے خالد بن ولید کے پیچھے نماز ترک کی - طلحہ - زبیر جنہون نے حضرت
عثمان کی اقتدا ترک کی - اور سعد بن ابی وقاص ابو مسلمہ بن عمر جنہون جناب امیر کی اقتدا
ترک کی - اور عبد اللہ بن زبیر جنہون نے جماعت مسلمین سے علیحدہ کی - کی پھر حضرت
ابوہریرہ کا طرز عمل دکہایا کہ نماز پڑھتے وہ جناب جناب امیر کے ساتھ اسکے لائے کہانے
کے وقت دسترخوان معویہ پر موجود رہتے -

اسکے بعد امام شعبی تابعی کا طرز عمل دکہایا جنہون نے نماز جماعت ترک کردی تھی
اور اوس زمانہ کی مسجدونکو اپنے گھر کے پاخانہ سے بدتر سمجھتے -

اسپر بھی اگر حضرات اہلسنت امام عادل کی اقتدا نہ کرین اور فاسقین ہی کو اپنا مقتدا بنائین تو مجبوری ہے۔
مگر نہین اگر وہ مقلد ہین ائمۂ اربعہ کی تقلید مین تو اونکے فتوی بھی حاضر ہین جو ایک نہین بلکہ چارون امام کے مقلدین کے فتوی ہین۔
اور اگر غیر مقلد ہین تو جناب مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور مولوی ابو الوحید احمد اللہ صاحب امرتسری کے فتوی ملاحظہ کرین جیسپر اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے کچھ شکوک بھی وارد کئے تھے اور مینے اونکو انکی طرف سے ایسا اوسکا دفعیہ کیا ہے کہ انشاء اللہ قیامت تک سر نہ اوٹھا ئینگے۔
بہرحال نماز مومنین کی معراج ہے اور حدیث مین ہے کہ جب نماز قبول ہوئی تو۔ اوسکے سب اعمال قبول ہونگے اور اگر نماز رد کی گئی تو سارے اعمال مردود ہین۔
اب مسلمانونکو اختیار ہے جس روش کو چاہین اختیار کرین۔ کیونکہ ہر عمل کی غرض قبول ہے اور جب نماز فاسق قبول ہی نہین جسکا اقرار خود اڈیٹر صاحب کو بھی ہے تو پھر ایسی نماز سے کیا حاصل۔ اور کیا فائدہ
نماز افضل عبادات ہے مسلمانونکو لازم ہے کہ اسکو سمجھ بوجھ کر ادا کرین کیونکہ نماز فرادا بھی ہو جاتی ہے اور باشرائط وارکان ہو تو ایسی نماز سے جو فاسقین کے پیچھے ہو ہزار درجہ وہ افضل ہے کیونکہ فاسقین کی اقتدا سے کسیطرح نماز صحیح نہین ہوتی۔
اب مجھے اپنے برادران دینی سے اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ آپکے رسولؐ اور آئمہ ہدی علیہم السلام نے ہدایت خلق اللہ مین کیا زحمت اوٹھائی۔ پس اگر مینے رسالہ اصلاح مین اسکی توضیح کی تو کیا مضائقہ۔ بیشک آپکے مال سے یہ رسالہ جاری ہے۔
اور اس مسئلہ سے آپکو کوئی نفع نہین کیونکہ آپ تو پہلے ہی امامت کے لئے عدالت کو۔ ضروری سمجھے ہین۔ مگر کیا آپکے مال سے اگر کسی مسلمان کو نفع پہونچے تو آپکو ناگوار ہوگا۔ حاشا وکلا بلکہ آپ خوش ہونگے کہ عامہ مسلمین کو اس سے نفع پہونچے گا۔
اب مین اپنی تقریر کو ختم کرتا ہون اور خدا سے امیدوار ہون کہ اس سے عامہ مسلمین کی

اصلاح ہو اور راہ حق کی ہدایت کرے جسکے لئے ہر شخص نماز مین اہدنا الصراط المستقیم کی قرارت کرتا ہے ۔

افسوس کہ اصلاح کا سال تمام ہو رہا ہے اسلئے مین اس تحریر کو تمام کرتا ہون ورنہ ہنوز مخالف کے اقوال مین ایسے اسرار مخفی ہین کہ اگر اونکا اظہار کیا جائے تو بھر وضوح حق مین شبہہ نہ رہے کیونکہ اسی تحریر مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی مین آپ دیکھ چکے ہین کہ حدیث صلوا خلف کل بر و فاجر باتفاق محدثین ضعیف ہے مگر حضرات اہلسنت نے اسکو ایسا قوی بنایا کہ اصول دین مین اسکو داخل کیا ۔ ملاحظہ ہو فقہ اکبر وغیرہ

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی محمد وآلہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین من یومنا ھذا الی یوم الدین ۔

تبدیل تاریخ شیعہ کانفرنس واقع لکھنو

سکریٹری صاحب اطلاع دیتے ہین کہ آیندہ شیعہ کانفرنس کا اجلاس لکھنو مین ۲۴-۲۵-۲۶- دسمبر کو ہوگا جسکے وجوہات حسب ذیل ہین -

(۱) مرکزی کمیٹی منعقدہ ۰ مارچ نے ۲۱-۲۲-۲۳- نومبر مقرر کی تھی جسپر بہت سے معزز اصحاب معترض ہوئے اور قوم کی خواہش تھی کہ ماہ دسمبر ہو ۔

(۲) لہذا ۲۶- جون کو یہ رزولیوشن پاس ہوئی کہ اس سال کیواسطے ۲۹-۳۰-۳۱- دسمبر تاریخ جلسہ کانفرنس مقرر ہو جسکا اعلان بھی دیا گیا اور بلا استلاف یہ تاریخین مشتہر ہوئین ۔

(۳) محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس مسلم لیگ کے سکرٹریون نے ۱۳- ستمبر کو یہ تحریک کی کہ چونکہ یہ تاریخین ان دونو جلسونکی ہین اسمین تبدیلی ہونی چاہیئے ممبران شیعہ کانفرنس جناب نواب فتح علی خان صاحب بہادر قزلباش جناب نواب نصیر حسین خان صاحب خیال جناب خلیفہ سید حامد حسین صاحب جناب محمد حامد علیخانصاحب سکرٹری انجمن مرتضوی کلکتہ ۔ و دیگر معززین ممبران نے بھی اسپر زور دیا کہ تاریخ بدلنا چاہیئے

تاکہ وہ جلسوں میں شرکت ہو سکے۔

(۴) اگرچہ اس نازک وقت میں تاریخ کا بدلنا دشوار ہے مگر چونکہ شیعہ کانفرنس کی رفتار بالکل سلیم اور مستقیم اور مصلحانہ ہے کہ کسی سے مخالفت و منازعت نہیں منظور ہے لہذا بعد مراسلات یہ طے پایا کہ شیعہ کانفرنس کا اجلاس بجائے ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر

۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر کو کیا جائے۔

(۵) اگرچہ یہ تاریخیں انجمن جعفریہ مظفر نگر کے اجلاس کی تھیں مگر نہایت شکر گزار ہوں کہ انجمن جعفریہ نے یہ تاریخیں شیعہ کانفرنس کو ہبہ کر دیں۔ اور انجمن جعفریہ کا اجلاس ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر ہوگا۔

اصلاح ہم ملت اتحاد و اتفاق کے خواہان ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ جب تک ہم میں استقلال و ہمت نہ ہوگی کوئی کام ہمارا حل نہیں سکتا۔ ہمارے اخوان ہرگز ہماری اصلاح و فلاح سے خوش ہونگے۔ اگرچہ ہم اونکی خدمت کے لئے جان ہی کیوں نہ دیدیں۔

شیعہ کانفرنس کو اپنی قوم کا زیادہ خیال کرنا چاہئے کہ ابھی اس قسم کے جلسوں کی ہوسکے لئے ابتدا ہے۔ نہایت نازک حالت میں ہے صدہا مخالف ہیں۔ سال گذشتہ کے دو تین جلسوں کو مخالف بنا رہے ہیں۔ لہذا نہایت سمجھ بوجھ سے کام کرنا چاہئے۔ اس قسم کے تذبذب سے موافقین کی ہمت بھی پست ہو جاتی ہے۔ لہذا آیندہ بہت احتیاط سے کام کرنا چاہئے۔ اب مومنین کو مناسب ہے کہ جہانتک جلد ہو سکے بہت مردانہ سے کام لیکر اپنی کانفرنس کو بارونق بنائیں۔ ۲۲ نومبر

اعلان ضروری شیعہ کانفرنس

(۱) جو ممبران و وزیٹران بیرونجات شرکت شیعہ کانفرنس کے واسطے قبل سے لکھنؤ میں تشریف لاسکینگے وہ ایک وقت قبل از جلسۂ اول کانفرنس کے مہمان سمجھے جاینگے۔

(۲) آنے والوں کو لازم ہے کہ جہانتک قبل ممکن ہو اپنی تشریف آوری اور وقت سے مطلع فرمائیں تاکہ اسٹیشن پر تکلیف نہ اوٹھانا پڑے۔

(۳) سال گذشتہ انتخاب ممبران سبجکٹ کمیٹی کے متعلق بعض شکایتیں آئی تھیں اس مرتبہ حضرات

سے التماس ہے کہ دس دسمبر تک اون حضرات کے نام جنکو ممبر سبجکٹ مقرر کرنا منظور ہے دفتر میں بھیجدین تعداد کل ممبران سبجکٹ کمیٹی کی چالیس سے زیادہ نہوگی جسمین دس ممبر لکھنو کے اور تیس بیرونجات کے ہونگے ۔

(۴) حضرات ممبران سبجکٹ کمیٹی کو کچھ زمانہ پیشتر سے لکھنو تشریف لانا ہوگا اور اس امر کی اطلاع دفتر سے دیجائیگی ۔

(۵) تمام تجویزات تقریرین اور نظمین ۱۵ دسمبر تک دفتر ہذا مین آجانی چاہئین ۔

(۶) ممبران مرکزی کمیٹی ایک روپیہ فیس ماہواری اپنی فیاضی سے دفتر کے کام چلانیکے واسطے عطا فرماتے تھے فیس کانفرنس علاوہ ہے ۔

(۷) جن حضرات نے اپنی فیس ممبری کانفرنس قریب اجلاس عطا فرمانیکا وعدہ فرمایا یا جن مقامات پر مجبوری سے ڈیپوٹیشن نہین جاسکا یا دیگر حضرات اپنی اپنی فیس جلد دفتر مین روانہ فرمائین کیونکہ اب وقت بہت کم رہا ہے اور بفضل خدا کام شروع کردیا گیا ہے حضرات مومنین کو چاہیے کہ کانفرنس کی اعانت مین سرگرم ہون ۔ کیونکہ اس مرتبہ بہ نسبت سال گذشتہ کے جلسہ زیادہ عظیم الشان ہوگا ۔ امید نہیں ہے کہ رفاہ عام ہال جلسہ کے واسطے کافی ہوسکے اسلیے ایک پنڈال بنوانیکی ضرورت ہے اسیطرح پر اور بھی ضرورتین ہین جنمین اخراجات کی زیادتی ہوگی لہذا مومنین کو نہایت فیاضی اور دریادلی سے کانفرنس کی اعانت اور مدد کرنی چاہیے مجھکو زیادہ کہنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی کیونکہ خود مومنین ضرورت کانفرنس سے بخوبی آگاہ ہین اور خوب جانتے ہین کہ کوئی کام دنیا مین بغیر روپیہ کے نہین ہوسکتا ۔

اصغر علی غضنفر آنریری سکرٹری

التماس ۔ ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے ہمدردان ایمانی اس تحریر کو بغور پڑھینگے ۔ اور اسپر عمل درآمد بھی کافی طور پر فرمائینگے کیونکہ زمانہ کم رہ گیا ہے ۔ اور کام بہت زیادہ ہے کارکن کم ہین ۔ سال کی حاجت سب سے زیادہ ہے ۔

ایڈیٹر

اعلان انجمن جعفریہ مظفرنگر

بہ تحریک جناب قبلہ وکعبہ مجتہد العصر مولانا سید نجم الحسن صاحب ۔ صدر انجمن جعفریہ مظفرنگر

اپنے جلسہ سالانہ کی تواریخ انعقاد آل انڈیا شیعہ کانفرنس کو دیکر اپنے جلسہ کی تاریخیں ۲۹-
۳۰-۳۱-دسمبر ۱۹۰۸ء مقرر کر دی ہین لہذا عرض ہے کہ اپنے اخبار مین اسکا اعلان
فرماکر انجمن کو مشکور فرمائینگے - دیگر عرض ہے کہ جو حضرات دیگر مقامات سے شریک جلسہ
ہون اونکے لئے مکان و سامان فروش وغیرہ مہیا کیا جاویگا - زیادہ نیاز -
آپکا خادم سید اصغر حسین انزیری سکرٹری انجمن جعفریہ مظفر نگر

تحریر ضروری

جناب من تسلیم - غالباً جناب کو معلوم ہو گیا ہو گا - کہ ایجوکیشنل کانفرنس کی بیجا خواہش پر آل
انڈیا شیعہ کانفرنس کی تاریخین تبدیل ہو گئی ہین - اور ۲۴-۲۵-۲۶- دسمبر مقرر کر دی گئین حالانکہ
ہر سال ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ۲۶-۲۷-۲۸- دسمبر کو ہوا کرتا ہے - انہی تاریخون کو بچاکر
شیعہ کانفرنس نے سالِ گذشتہ ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر مقرر کی تھین - لیکن غالباً جناب کو معلوم ہو کہ ایجوکیشنل کانفرنس
کی بعد گذشتہ چند سال سے آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ہوا کرتا ہے - چونکہ علیگڈھ پارٹی کا مقصود
یہ ہے کہ حقوق مانگتے وقت شیعون کو بھی اپنا شریک رکھین - اور گورنمنٹ پر ظاہر کرین حقوق تمامی
مسلمانان ہند کو ظاہر کرین - اسلئے شیعہ پارٹی کی میلان طبع اور خوش کرنیکی خاطر اسکا مستقل
پریسیڈنٹ سر آغا خان اور سکرٹری سید حسن صاحب بلگرامی کو بنا کر یہ دکھاتے ہین کہ مسلم لیگ
تو تمام تر شیعون ہی کے ہاتھ مین ہے - اور امسال تو سالانہ اجلاس کی صدارت کیلئے مسٹر
امیر علی کو تجویز کیا تھا - انکی عدم تشریف آوری پر مسٹر علی امام صاحب بیرسٹر کو پریسیڈنٹ بنایا
اور شیعہ وکلا و بیرسٹر کو مسلم لیگ کی رسی مین خوب جکڑ رکھا ہے اور شیعہ پبلک پر یہ ظاہر کرتے
ہین کہ مسٹر کرامت حسین مسلم لیگ ہی کی بدولت جج ہائی کورٹ ہوئے ہین - اسی بنا پر
اونہون نے شیعہ کانفرنس سے یہ خواہش کی کہ آپکی کانفرنس کی تاریخین مسلم لیگ کی
تاریخون سے ملتی ہین جو بہت کم زمانہ سے قائم ہے اور اسلامی جلسون کا ایکوقت مین ہونا بالکل زیبا
نہین ہے - اور شیعہ پارٹی ہی مین سے چند سربرآوردگان مثل خان بہادر مرزا شجاعت علیخانصاحب
و نواب فتح علیخان صاحب و نواب نصیر حسین خانصاحب خیال و خلیفہ سید حامد حسین صاحب
و حامد علیخان صاحب بیرسٹر ایٹ لا کو اپنا ہمخیال بنا کر بلکہ انسے عدم شرکت شیعہ کانفرنس کی

دھمکی دلوا کر شیعہ کانفرنس کو تاریخیں بدلنے پر مجبور کیا جو چند وجہ سے قابل اعتراض ہے۔

(۱) ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر کی تاریخیں شیعہ پبلک کی رای سے قرار دی گئی تھیں۔ اور ایجوکیشنل کانفرنس کی تاریخوں کو بچا دیا گیا تھا تاکہ کوئی شکایت نہو۔ البتہ مسلم لیگ چونکہ ایک پولیٹیکل انجمن ہے اور اصولاً شیعہ کانفرنس کو پولیٹیکل امور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلئے شیعہ کانفرنس نے اُسکا کچھ لحاظ نہیں رکھا۔ ۲۴ سے ۲۸ تک وسیع میدان ہے ایجوکیشنل کانفرنس و مسلم لیگ دونو پانچ دونوں مین طے ہو سکتے ہین۔

(۲) ۲۴ دسمبر کو تعطیلات شروع ہوتی ہین پس بیرونجات دور دراز کے مومنین کیونکر شریک کانفرنس ہو سکتے ہین۔ اور جب اس کانفرنس کے نام سے پہلے آل انڈیا یعنی تمامی ہند کا لفظ لگا ہوا ہے تو تمامی ہند کے شیعوں کو شرکت کا موقع دینا اور اس مین سہولت پیدا کرنا فرض ہے ورنہ یہ کانفرنس لکھنؤ یا اودھ شیعہ کانفرنس رہ جائیگی۔

(۳) شیعہ کانفرنس کے سکرٹری صاحب نے اعلان مین اپنا منشا یہ ظاہر کیا ہے کہ آیندہ ایسٹر یا دسہرہ کی چھٹیوں مین انعقاد کانفرنس ہوگا۔ چونکہ ان دونون موقعوں پر تعطیلات قلیل ہوتی ہین اسلئے شیعہ پبلک کے یہ بھی مفید مطلب نہین۔ اور شیعہ پبلک بڑے دن کی تعطیل امیں انعقاد کانفرنس چاہتے ہین جیسا کہ سابقاً معلوم ہو چکا ہے۔ پس ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر کی تاریخین ہم کبھی اپنے ہاتھ سے نہ دینگے۔ ایجوکیشنل کانفرنس بڑے دن کی تعطیلات پر مستقل طور سے قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ پس اگر اسوقت ہم نے اپنی منظور شدہ تاریخوں کے لئے جد وجہد نہ کی تو ایجوکیشنل کانفرنس کے ہاتھون شیعہ کانفرنس کا خاتمہ سمجھیے۔ اسلئے کہ سوا ان دنون کے اور کسی موقعہ پر تمامی ہند کے شیعہ جمع نہین ہو سکتے۔ گویا یہ تاریخین ہمیشہ کیلئے ہم سے چھنتی ہین اور شیعہ کانفرنس کی درست کا سوال درپیش ہے۔

(۴) مانا کہ مسلم لیگ مین ہمارے فرقہ کے چند لوگ شریک ہین۔ مگر ان معدودے چند آدمیون کی خاطر ہم تمام قوم کا خون نہین کر سکتے۔ اور نہ شیعوں کی پالسی اسوقت پولٹکل امور مین پارٹ لینے کی ہے۔ تمام قوم چند آدمیون کی خاطر کیون نقصان گوارا کرے اسکی مثال ایسی ہے جیسی کہ نیشنل کانگریس مین چند مسلمان بھی شریک ہوتے ہین مگر مسلمان بحیثیت

قوم کے اوس سے علیحدہ ہین اور نہ اُن گنتی کے چند مسلمانون کا اثر تمام افراد قوم پر پڑتا ہے اور نہ ایجوکیشنل کانفرنس نیشنل کانگریس کے لحاظ سے اپنی تاریخون کا تقرر و تغیر و تبدل کرتی ہے۔
(۵) چونکہ تمامی علما و مجتہدین شیعہ اس کانفرنس کے ارکان اولیہ و سرپرست خیال کئے گئے ہین۔ اور اُنہین کے ارشاد و ہدایت کے مطابق تمام کارروائی کانفرنس کی ہوتی ہے۔ ایجوکیشنل کانفرنس کی اسقدر پاس و لحاظ سے یہ حرف آتا ہے کہ وہی ہاتھ تھے جنھوں نے ایجوکیشنل کی شرکت کو اور اُسکی مالی امداد کو حرام قرار دیا تھا۔ اور آج در پردہ گویا وہی ہاتھ ایجوکیشنل کانفرنس کی جھولی مین روپیون کا مینہ برسا رہے ہین۔ اور پھر مسلم لیگ کی رعایت سے علما پر نکتہ چینی کا معاملہ زیادہ اہم ہوجاتا ہے یعنی یہ کہ علمائے شیعہ بھی مسلم لیگ کے طرفدار اور شیعون کی اُسمین شریک ہونے کے روادار ہین۔
اگرچہ آپکے سامنے میرا کچھ عرض کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق ہے اسلئے کہ آپسے زیادہ ان امور کو کون سمجھ سکتا ہے مگر دل مین ایک درد ہے رہ رہ کر ٹیس اُٹھتی ہین جنھون نے مجبور کر دیا کہ مین آپکی حضور مین سمع خراشی کرکے آپکی توجہ ان امور کی طرف مبذول کرون۔ آپنے خوب غور فرما لیا ہوگا کہ پردہ مین کونسے ہاتھ کام کر رہے ہین پہلی اجلاس مین کسطرح برہمی پیدا کی اور دوسرے اجلاس کو برباد کرنے کی کوشش کس طرح کیجا رہی ہے آج آپسے تاریخین بدلوالی گئی ہین۔ کل آپسے یہ کہا جائیگا کہ اسلام مین تفرقہ نامناسب ہے ہم تم بھائی بھائی ہین۔ ایک ایجوکیشنل کانفرنس ہی کافی ہے جو بقول ہمارے معزز دوست سید حیدر حسین صاحب کے بنجر صاحب کی گولیون کی خاصیت رکھتی ہے۔
سکرٹری صاحب کی تحریر سے ہمکو اطلاع ہوئی تھی کہ ۱۵ / نومبر کو مرکزی کمیٹی کا جلسہ ہوگا چونکہ اسی خط مین کانفرنس کی تاریخون کے تبدیلی کا ذکر تھا اور ۱۴ / کو یہ خط وصول ہوا تھا اسلئے ہمنے اُسی روز ایک تار اس مضمون کا سکرٹری کو دیا گیا کہ۔ تمام شیعہ ممبران کانفرنس تاریخون مین کسی قسم تبدیلی کی سخت مخالفت کرتے ہین، خیال تھا کہ یہ تار مرکزی کمیٹی کے جلسے مین پیش ہو کر کچھ اثر کریگا مگر نہ کوئی جلسہ ہوا نہ کچھ۔ جھٹ تاریخین بدل دی گئین صرف پاس بیٹھے ہوئے آدمیونکے کہنے سے۔ نہ ملک سے کوئی رائے لیگئی

نہ اظہار رائے کا موقع دیا گیا خیال فرمائیے عجب نادرشاہی کارخانہ ہے۔ اسپر سوائے اسکے کہ یہ شعر پڑھکر کے گر ہمین مکتب است واین ملا - کار طفلان تمام خواہد شد کانفرنس کی فاتحہ پڑھ لی جائے اور کیا ہو سکتا ہے۔ تمام شیعیان دہلی و ممبران کانفرنس جسمین ہمارے برادر مکرم جناب سید حیدر مرزا صاحب موسوی و برادر عزیز سید احسن مرزا صاحب موسوی۔ و محب ولی مرزا مراد شاہ صاحب گورگانی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین اسلئے کہ یہی وہی اشخاص ہین جنہون نے ابتک مثل والنٹیران کے شیعہ کانفرنس کی خدمت کی ہے۔ اور جنکا ذکر خیر اصلاح کے صفحات مین ہو چکا ہے ہرگز ہرگز ان تاریخون کو منظور نہین کرتے اور سختی سے مخالفت کرتے ہین۔ اور متعدد خطوط اس بارہ مین سکرٹری صاحب کو بھیجے گئے ہین۔ اور بھیجے جا رہے ہین۔ اب حقیر حضور کی بہت سی سمع خراشی کر چکا ہے اور معافی مانگ کر رخصت ہوتا ہے۔ آپکے اشفاق بزرگانہ و الطاف کریمانہ سے امید واثق ہے کہ ہم شکستہ دلون کی آواز ممبران کانفرنس کے نقارخانے تک پہونچا کر اور اس کار خیر مین سعی فرما کر عند اللہ ماجور و مثاب ہونگے۔

سلطان رضا عفی عنہ

اصلاح ہم قبل اس تحریر کے ایک نوٹ لکھ چکے ہین جسمین ان باتونکو بالاجمال لکھا تھا بعد ہ یہ مراسلہ پہونچا جو ٹوٹے ہوئے دل کی آواز ہے اسلئے بجنسہ درج کیا گیا تاکہ ممبران و کارکنان شیعہ کانفرنس اسپر غور کرین واقعات کی صحت مین کوئی عذر نہین۔ اور طریقہ علمائے اعلام ایدہم اللہ و ابقاہم سے جانتک ہم سمجھ سکتے ہین۔ وہ بھی خوش نہین معلوم ہوتے۔ کیونکہ یہ اعتراض بہت صحیح ہے جو لوگ کسی طرح کا تعلق محکمہ جات سرکاری سے رکھتے ہین وہ کسطرح ۲۵ دسمبر کو نہین پہونچ سکتے کیونکہ تعطیل کی ابتدا ۲۴ دسمبر سے ہوگی اگرچہ بعض عمائد کی خواہش بغرض شرکت ایجوکیشنل کانفرنس وغیرہ کے یہی ہے۔ کہ ۲۵ تاریخ رکھی جائے۔ مگر اکثر رائے پر بعض رائے کو ترجیح دینا انصاف کے خلاف ہے۔ اور چونکہ پہلے تاریخین مرکزی کمیٹی کی رائے سے منقح ہوین۔ اور ۲۵-۲۶-۲۷- بلا مشورہ و استصواب مرکزی کمیٹی۔ لہذا کارکنان کانفرنس کسطرح اسکے مجاز بھی نہین ہین کہ اپنی ذاتی رائے سے اوس رائے کو بدل دین جو جمہور مومنین کی رائے قرار پا چکی ہے۔

یہاں استقلال و ہمت محالفین قابل ملاحظہ ہے کہ وکیل وغیرہ اخبار ونمین مسلم لیگ
کی نمازین تمام شایع ہو رہی ہین مگر نہ کسی نے یہ لکھا کہ کیون تبدیل کیا گیا شعر اسلامی کا ذکر ہے یہ شیعہ
کا نفرنس کا نام کہ کسیکو معلوم ہو سکے یہ بھی کوئی قومی جلسہ ہے۔ اور ہماری یہ کمزوری ہے کہ اونکی
خاطرداری پر مرے جاتے ہین جس سے سخت نقصان اوٹھانا پڑیگا۔ اوس پر مزہ کہ وہ لوگ اسکا
اعتراف بھی نہین کرتے کہ ہمنے کوئی اونکا خیال کیا نہ کبھی ہمارا نام لیتے ہین۔ (اڈیٹر)

خلیفہ دوم کی موچھ

کتاب مجمع بحار الانوار ملا محمد طاہر گجراتی مین ہے جو کتاب لغت حدیث اہلسنت سے ہے۔
السبالتان طرفا الشارب وح قصہ یدل علی استحباب قصہما لانہما
داخلان فیہ وذکر لہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المجوس یوفرون سبالہم
ویحلقون لحاہم فقال خالفوہم فکان بعضہم یجزہ الغزالی لاباس
بترکہ فعلہ عمر لانہ لا یستر الفم ولا یبقی فیہ غمر ۃ الطعام ص ۹۳ جلد اول
یعنی سبالہ۔ دونطرف کو شارب کہتے ہین (موچھ کے دونو کنارے) اور حدیث جو اس بارے
مین ہے کہ اسکو کاٹ ڈالنا چاہیے۔ دلالت کرتی ہے استحباب پر اوسکے ترشنے کے کیونکہ یہ دونو
بھی اوسمیں داخل ہے۔
کسی نے حضرت کے سامنے بیان کیا کہ مجوس موچھونکو بڑہاتے ہین اور داڑہی منڈاتے ہین حضرت
نے حکم دیا کہ اونکے خلاف کیا کرو لہذا بعض صحابہ اوسکو ترشوا دیتے۔
غزالی کہتے ہین موچھ رکھنے مین کوئی مضائقہ نہین کیونکہ حضرت عمر کا یہ فعل ہے اس سے
نہ منہ چھپ جاتا ہے نہ اوسمین کہانے کا کچھ اثر رہتا ہے۔
دیکھیے سنت رسول کیون ترک کردی گئی فعل حضرت عمر سے کہ چونکہ وہ موچھین بڑہاتے تھے
لہذا ترک سنت رسول جائز ہے۔
اب حضرات اہلسنت فرمائین وہ سنت رسول کے تابع ہین یا سنت حضرت عمر کے کیونکہ رسول
اللہ کا حکم اگر وجوب کے لئے نہین تو استحباب کے لئے تو ضرور ہے اوسکی مخالفت کیون جائز قرار پائی

فعل حضرت عمر سے جو موافق تھا فعل مجوس کے بھرتا ہے یہ مخالف سنت رسول ہیں اور انکے متبع
افسوس کہ شاہ ولی اللہ صاحب کو یہ مضمون نہ ملا ورنہ اسے بھی رسالہ **مذہب فاروقی**
مین داخل کرتے جس سے ازالۃ الخفا مزین کیا گیا ہے

نصیر احمد

کمیشن تحقیقات منجانب گورنمنٹ

دنیا مین ایسی مشکلیان بھی کم سمجھی ہوتی ہونگی جو ہیئے گذشتہ نمبر مین لکھا تھا کہ اس کمیشن مین جو بحکم گورنمنٹ لکھنؤ مین اجلاس کر رہی ہے۔ اسمین دو ممبر یورپین ہین۔ دو ہندو۔ دو سنی۔ دو شیعہ۔ سنیون مین ایک عالم مولوی عبد المجید صاحب جو مشاہیر علماء فرنگی محل سے ہین اور ایک رئیس منشی احتشام علی صاحب تعلقدار۔ اور شیعون مین جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب مجتہد اور نواب سید شہنشاہ حسین صاحب وکیل جنکی نسبت ہر فریق کو اعتماد تھا کہ گورنمنٹ نے نہایت عمدہ انتخاب کیا ہے اور ان آٹھ آدمیونکا فیصلہ ایسا ہوگا کہ کسی کو شکایت کا موقع نہ ملیگا۔

مگر اس انتخاب پر اڈیٹر صاحب النجم نے جسقدر فریاد و واویلا کی اور اس انتخاب کو موجب حق تلفی اپنے سمجھا اوسکی حالت گذشتہ نمبر مین مرقوم ہو چکی۔ اسپر ہمنے عرض کیا تھا کہ آخر اڈیٹر صاحب کو خوف ہے تو کس سے۔ شیعہ تو اونکے مخالف ہی ہین دو انگریز دو ہندو کی نسبت سکتے لہذا جو خوف ہے وہ اپنے ہی فریق سے یعنی جناب مولوی عبد المجید صاحب سے اور منشی احتشام علی صاحب تعلقدار سے کہ یہ لوگ عموماً نہیں تو خصوصاً موقع شہادت مین خلاف واقع کیونکر بیان کرینگے۔ اور اسی شہادت صادقہ سے انکو خوف ہے۔ کہ انکی حق تلفی ہوگی۔

اس پیشین گوئی کی تصدیق ہوگئی اور معلوم ہوا کہ وہ دونو آدمی مجبور کئے گئے یا خود مستعفی ہوئے چنانچہ اخبار النجم مورخہ ۲۴ شوال لکھتا ہے کہ جناب مولوی عبد المجید صاحب فرنگی محل نے استعفا پیش کیا استعفا کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ مین **ضعیف الراے** اور قانون کورٹ سے ناواقف اور رسم و رواج سے بھی ناواقف ہون لہذا مین اس کمیشن مین جج بنائے جانے سے معاف کیا جاؤن،، اور منشی احتشام علی صاحب کی نسبت یہ لکھا ہے "۲۴ شوال کو اونکی والدہ ماجدہ حج کو جانے والی ہین انکے ہمراہ کم از کم بمبئی تک انکو جانا ضرور ہے" جسکا مطلب یہ ہے

کہ اب صلح نہو گی۔ کیونکہ بجائے مولوی عبد المجید صاحب اڈیٹر النجم کا نام لکھوایا گیا۔ اور بجائے منشی احتشام علی صاحب بنی اللہ صاحب بیرسٹر نامزد کرلے گئے ہیں مسٹر بنی اللہ صاحب کی نسبت تو کچھ کہ نہیں سکتا کہ وہ کس دماغ اور کس مزاج کے آدمی ہیں۔ مگر اڈیٹر النجم کے خیالات کا فوٹوگراف تو خود داونکا پرچہ النجم ہے اب یہ اجلاس اس قسم کا ہوگا جو مجرم تحقیقات جرم کے لئے شریک جج کیا جائے کیونکہ اگر یہ اخبار لکھنؤ سے نہ شایع ہوتا تو کوئی فساد بھی نہوتا سارے فسادات تو اس اخبار کے ہیں جسکو طبقہ عوام میں پورا رسوخ ہے اور طبقہ خواص میں کوئی اسے دیکھتا بھی نہیں۔

اس اجلاس کا نمونہ ہم صدر اول میں دیکھ چکے ہیں کہ خلیفہ اول نے جو دعا علیہ تھے معاملہ فدک میں کیا فیصلہ کیا لہذا اس کمیشن سے بہر طور مایوس ہونا چاہئے۔ اور شیعونکو سمجھ لینا چاہئے کہ ہماری آزادی مذہبی سلب ہوگئی۔ کیونکہ کمیشن کا کام بہ اتفاق رائے ہوتا۔ اور یہاں ایک ایسی رائے شریک ہوئی جو کسی سے متفق نہیں ہوسکتی پھر فیصلہ ہوگا تو کیونکر۔

ہاں شیعونکو ابھی سے رسوم مذہبی کے لئے عموماً اور اعمال عشرہ محرم الحرام کے لئے خصوصاً اسپر طیار رہنا چاہیے کہ لکھنؤ میں کیا ہوتا ہے۔ اگر وہ لوگ مثل سابق بہ آزادی اپنے ارکان مذہبی عاشور میں بجالائیں۔ تو دیگر شیعوں کو بھی اونکی متابعت [illegible] چاہئے۔ اگر وہ لوگ آزادی کی مجبوری اس سال اوٹھا رکھیں تو دوسرے شیعونکو بھی اونکی پیروی لازم ہے کیونکہ بظن غالب اس کمیشن کی کارروائی حسب خواہ نہوگی۔

جو فقرات استعفا میں جناب مولوی عبد المجید صاحب نے لکھے گئے ہیں۔ وہ خود بتا سکتے ہیں کہ اڈیٹر النجم کی بھلی غرض [illegible] کیا ہے۔ [illegible] ہم کسطرح ان [illegible] کا وجود [illegible] اسپر کیا انحصار ہے تمامی علمائے اہلسنت اسی خیال کے ہیں چنانچہ جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible] نواب وقار نواز جنگ بہادر کی تحریر شرایط مصالحہ کے متعلق شایع ہوچکی ہے [illegible] حضرات علما حنفیہ اس فتنہ و فساد سے متنفر ہیں۔ اور حقیقۃ معاندین و دشمنان اہلبیت اطہار [illegible] مگر عوام میں وہی چلتا پرزہ ہے جو اس فساد کو [illegible] کرے لہذا۔ اڈیٹر صاحب نے خود اپنا نام لکھوایا [illegible] کمیٹی میں پیش کرے۔

مولوی عبد المجید صاحب کی [illegible] ضعیف الرای ہوں۔ اور [illegible] رواج سے

ناواقف - ایسا فقرہ چست بنا گیا ہے کہ پھر اونکی کوئی شہادت بھی قابل وثوق نہیں کیونکہ جب وہ رسم و رواج سے ناواقف ہیں تو پھر شہادت کیا دے سکتے ہیں -

گورنمنٹ نے درحقیقت کوئی دقیقہ خیرخواہی کا اوٹھا نہ رکھا مگر عین وقت پر اوسے ایسا دھوکہ دیا گیا کہ وہ کسیطرح اپنے اس اولوالعزمانہ ارادہ مین کامیاب نہین ہو سکتی - لہذا اب ضرورت ہے کہ وہ اپنی حاکمانہ کارروائی سے کام لے کیونکہ اصل حال اوسپر واضح ہو چکا ہے - وہ جانتی ہے کون سا فرقہ شریر اور بانی فساد ہے لہذا حسب حاکمانہ کارروائی اوسنے ان مفسدونکا انسداد کیا جو اخبارونکے ذریعہ سے فساد پھیلا رہے تھے - اوسیطرح ان مفسدونکو بھی سزا دینا چاہیے جو قوم مین فساد پھیلا رہے ہین - اور اخبار انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈہ نے اوسکی بخوبی تشریح کی ہے -

تازہ حالات سے معلوم ہوا کہ جناب صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہ علی العالمین ۱۲ نومبر کو شریک کمیشن ہوئے ۱۲ نومبر اور ۱۷ نومبر کے جلسہ مین اسوجہ سے تشریف لائے کہ کوئی عالم اہلسنت کا نہ تہا - مگر پہر اس خیال سے شریک ہوئے کہ شاید بین الفریقین اصلاح ہو جائے اور ایک حد تک امید بھی ہے - کیونکہ معزز ہندو بھی ممبر ہین جو رسم و رواج سے پورے طور پر واقف ہین اور سینونکے اون فسادات سے بخوبی مطلع ہین جو خاص کر ہنود ہی کے ساتہ ہوتا رہتا ہے کہ مدت سے پوری کہچوڑیان بھی اونکی چلتے ہین گاؤکشی مین سب سے زیادہ وہی فساد کرتے ہین - بہرحال قوم کو جناب صدر المحققین دام ظلہ کا حد درجہ شکر گذار ہونا چاہیے کہ آپنے یہ زحمت قبول فرمائی اور اس زحمت کو بھی گوارا کیا - باقی حالات انشاءاللہ آیندہ نمبر مین درج ہونگے ۲۴ نومبر چوتھی اجلاس کی تاریخ مقرر ہے -

بتاریخ ۲۲ نومبر شنبہ عہ **انجمن اثنا عشریہ** دہلی کا ایک غیر معمولی جلسہ شیعہ کانفرنس لکہنؤ کی تبدیلی تواریخ پر غور کرنیکی غرض سے منعقد ہوا سکرٹری نے وجوہات تبدیلی تواریخ بیان کین نیز ظاہر کیا کہ اکثر ممبران کانفرنس دہلی و مضافات دہلی تے جو ملازمت پیشہ ہین - ان تاریخون مین شرکت کی ناقابل ہونیکا اظہار کیا ہے اور عموما اس تبدیلی سے ناراض ہین - لہذا بکثرت راے یہ ریزولیوشن پاس ہوئے -

(۱) انجمن اثنا عشریہ دہلی اراکین شیعہ کانفرنس لکہنؤ کو یہ مفید مشورہ دیتی ہے کہ ۲۴ تاریخ کا اجلاس ملتوی کیا جاے کیونکہ کثیر التعداد ملازمت پیشہ اصحاب بیرونجات اس میں شریک نہین ہو سکتے اور پریسیڈنشل ایڈریس و رپورٹ سکرٹری نہین سن سکتے - لہذا ۲۵ تاریخ کو پہلا اجلاس کیا جائے -

(۲) اس سال کوئی نیا ریزولیوشن پیش و پاس نہو - اگلے سنہ کے ریزولیوشنون کا اعادہ ہو مگر کب تقریرات کیجائین - اس طرح کام ہلکا ہوکر دو دن مین ختم ہو سکتا ہے -

(۳) اجلاس آیندہ کی تاریخین اجلاس امسال سے مقرر کرالیجائین تاکہ بعد مین شکایت و مخالفت کا موقع مطلق

(۴) انجمن اثنا عشریہ دہلی تمام ممبران آل انڈیا شیعہ کانفرنس سے درخواست کرتی ہے کہ وہ آئندہ کی اجلاس کی تاریخون کے متعلق خوب غور و فکر کرکے آئین اور عام سہولت شرکا کو مدنظر رکھین۔

(۵) ان ریزولیوشنونکی ایک ایک کاپی کارکنان کانفرنس کو اخبار اثنا عشری و اصلاح و شیعہ و پیسہ اخبار لاہور واودھ اخبار لکھنؤ و مسلم ہرالڈ و آبزرور لاہور و آئی۔ ڈی۔ کی ہمیں بنابر اشاعت و واقفیت حاضرین بھیجا جائے

سید سلطان رضا متخلص دہلوی سکرٹری انجمن اثنا عشریہ دہلی

ایران ویران

گذشتہ نمبر مین حالات ایران شایع ہو چکے ہین۔ اوسپر کسیطرح اضافہ نہین نظر آتا عملاً احلام حجج الاسلام نجف اشرف دام ظلہم اپنے فتوی سابق مین کسیطرح کی ترمیم نہین کرتے اعانت شاہ کو معصیت اور مالیات کے دینے کو قطعاً حرام فرماتے ہین اور اعانت مظلومین تبریز کو ضروری اور واجب۔

۱۶ شوال کا تار روتر مظہر ہے۔ کہ جنوبی ایرانکی حالت نہایت خطرناک ہے۔ راہ سنابلس قافلہ کا جانا مسدود ہے ہندکا مال تجارت شہر رکا ہے

روسی اخبار جنرل لیاکوف پر سخت معترض ہے جو اسوقت شاہ ایران کی فوج کا افسر اعلی ہے

۱۷ شوال کو روسی اور انگریزی سفیر نے شاہ سے ملاقات کی اور پابندی قانون مشروطیت پر دیر تک گفتگو رہی اور ہر طرح سمجھایا

۱۹ شوال کا تار مظہر ہے کہ شاہ نے ۳ سو سوار اور چھ عدد توپ اور عین الدولہ کے پاس روانہ کیا کہ تبریزیونکو ہلاک کرین

۲۰ شوال کا تار مظہر ہے کہ طہران مین پھر ہیجان نمایان ہے کیونکہ شاہ نے ۱۴ نومبر کو افتتاح پارلیمنٹ کا وعدہ کیا تھا اوسکا بھی ایفا نہوا لہذا عام جوش پھیلا ہے۔ شاہ نے مارشل لا (جنگی قانون) جاری کیا ہے۔

۲۱ شوال کا تار مظہر ہے کہ شاہ نے پھر ہواخواہان پارلیمنٹ کو گرفتار کیا ہے۔ اب شہر مین امن ہے

لندن کے تار سے معلوم ہوا شاہ نے اعلان دیا ہے "کہ چونکہ ہمکو معلوم ہوا ہے اہل ایران سلطنت مشروطہ اور انعقاد پارلیمنٹ کے مخالف ہین لہذا اونکی خواہش پر عمل کیا جائیگا۔ اور چونکہ ملاؤن نے بھی فتوی دیا ہے کہ انعقاد پارلیمنٹ اور سلطنت مشروطہ قوانین اسلام (خاص شاہ کے اسلام) کے مخالف ہے۔ لہذا ہم اعلان دیتے ہین کہ ہرگز سلطنت مشروطہ کی اختیار نہ عطا ہوگی اور مطلقاً پارلیمنٹ منعقد نہوگا۔ مگر دوسرے روز اس حکم کو منسوخ کیا

کرمان شاہ سے بھی شاہی اختیارات سلب کر دیے گئے ۲۶ رمضان سے آزادی کا پھریرا اوڑ رہا ہے

انجمن تبریز نے تمامی سفراء دول خارجہ کو اطلاع دی ہے کہ تمامی رعایائے خارجہ کے جان و مال کے ہم ذمہ دار ہین جہانتک ہم فتح کر چکے اور انجمن کے ماتحت مین حدود آ چکے وہان تک کسی قسم کا فساد نہین ہر طرح امن ہے

ستار خان سردار لشکر ملی نے جنرل کونسل روس کو اطلاع دی ہے کہ ہم کسیطرح قزاقون کو وارد تبریز نہونے دینگے۔ چار سو **قزاق** جو چند عدد توپ کے ساتھ آئے تھے وہ بھی تبریزیونکے شامل ہو گئے۔ شاہ کے مخالف

شاہ چہ طیاری کر رہے ہین اور روسی افسر کے ماتحت فوج بھیجنا چاہتے ہیں مگر سفیر انگریزی اور سفیر عثمانی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ تو صریحی قبضہ روس ہے اسلیے سفیر عثمانی نے اپنی فوج کی واپسی کو ملتوی کر دیا ہے۔ خدا رحم کرے۔

نہایت قیمتی رعایات بھی دیجاتی ہے

دسمبر جنوری فروری۔

صرف ۳ مہینے

باقی ہیں جن میں اگر آپ چاہیں تو محبوب حیات سے ایک خوشگوار جسمانی فائدہ اٹھا سکتے ہیں یہ گولیاں فقط موسم سرما میں تیار کی جاتی ہیں اور ان اصحاب کیلئے ہیں جنہیں نزلہ۔ زکام کی شکایت رہتی ہو۔ قوت حجولیت نے جواب دیدیا ہو۔ زندگی انتہائی بےلطفی پریشانی اور واماندگی میں بسر ہو رہی ہو۔ قوت ہاضمہ خراب ہو۔ معدہ قلیل سے قلیل غذا ہضم کرنے کا عادی نہ رہا ہو۔ دودھ اور گھی بالکل ہضم نہ کر سکتے ہوں۔ قبض کی شکایت رہتی ہو۔ بواسیر کے شاکی ہوں مواد سود اویہ تکلیف پہنچا رہا ہو۔ گئی ہوئی طاقت کا واپس لانا ان گولیوں کا خاص فعل ہے اور مردہ قوتوں کا جِلا دینا۔ ادنیٰ کرشمہ۔ کامل ایک ماہ استعمال کیجئے اور کیفیت شباب معائنہ فرمائیے قیمت ایکماہ کی خوراک صہ۔ رعایتی دو روپیہ۔

طلائی طلا کار۔ اگر ساتھ ہی اس عجیب الفعل اور بےمثل طلا کا۔ استعمال کیا جاوے تو گویا سونے پر سہاگا ہے۔ سرنگونی اعصاب و عروق میں مواد فاسدہ کا بھر جانا رگوں میں نیلاہٹ کا ظاہر ہونا۔ ان عوارض کو دور کرنے میں عجیب اثر دکھاتا ہے۔ اس کے استعمال سے نہ تکلیف ہوتی ہے نہ اوپاڑ۔ نہ آبلہ۔ قیمت ہے۔ رعایتی عہ محصول ڈاک وغیرہ ذمہ خریدار اور دونو چیزوں کی صورت میں ذمہ کارخانہ۔ پرچہ ترکیب ہمراہ استعمال ہوگا۔

المشتہر

ایچ۔ ایس۔ اختر۔ اینڈ۔ کمپنی۔ دہلی

سفوف ابن ماسویہ

ایک ایسی بیش بہا دوا ہی جسے ہر وقت ہر ایک گہر مین موجود رہنا چاہیئے تندرستی ایک عجیب چیز ہی اور تندرستی کیلئے حفظ ماتقدم نہایت ضروری ہی۔ خدا جانے کس وقت مرض کا حملہ ہو جائے اسوقت وہ نہین ہو سکتا کہ آپ کارڈ بہیجین اور شیشی طلب فرمائین۔ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ بود۔ یہ ایک بالکل سچی مثل ہی۔ تخمہ ہیضہ حتی کہ وبائے ہیضہ درد معدہ۔ درد شکم۔ نفخ ریاح۔ بدہضمی ضعف معدہ۔ عدم اشتہا۔ استسقا۔ قولنج برودت جگر۔ برودت گردہ۔ زحیر کاذب۔ اسہال۔ ان امراض کو دور کر دینا تو اس سفوف کا معمولی کرشمہ ہی۔ امراض باردہ مثل برص بہق نسیان فالج سکتہ وجع المفاصل۔ وجع الورک۔ درد زانو عرق النسا اسکے استعمال سے پاس نہین آنے پاتے اور اگر موجود ہون تو چند روزہ باقاعدہ استعمال سے جاتے رہتے ہین۔ مواد فاسدہ بلغمیہ وسوداویہ کو بدن سے خارج کرتا ہے مصفی خون مولد خون صالح ہی۔ مورث منی ہے۔ مہیج ومقوی باہ ہی منقی دماغ ہے مجلی بصر ہی باوجود ان فوائد کے۔

فیصلہ کیجئے تو ایک ایسی اکسیر کہ اسکے ہوتے کسی دوا کی ضرورت ہی نہین رہتی۔ کیونکہ یہ ان رطوبات فاسدہ کو بالکل فنا کر دیتا ہی جو بدن مین متعفن ہو کر بخار کا باعث ہوتی ہین۔ نہ منضج کی ضرورت ہی نہ مسہل کی۔ دن مین تین چار دفعہ آب گرم سے استعمال کیجئے پھر ممکن ہی کہ بخار رہ جائے۔ مین فوائد پر نظر کرکے ایک شیشی کی قیمت ۱ روپیہ جو بالکل اصل لاگت قریب قریب ہے کیا زائد بھی جا سکتی ہی۔ اور کیا کوئی ایسا شخص ہی جو زیادتی قیمت کا عذر کرکے اس اکسیر سے محروم رہ سکتا ہی مگر اسپر بھی ہم ایک زرین موقعہ آپ کو دیتے ہین چونکہ ہماری دلی خواہش ہی کہ یہ سفوف ہر ایک ہاتھ مین پہونچ جائے لہذا تازہ سرٹیفکیٹ ملاحظہ کے لئے درج ہین۔

عالیجناب مولانا مولوی حکیم السید ابو القاسم صاحب قبلہ رئیس اعظم فتحپور دبارہ بنکی) مہربان عالیشان تسلیم۔ دو شیشی سفوف ابن ماسویہ مرسلہ جناب پہنچا اسکے استعمال سے مجھے ونیز اور لوگونکو جید فائدہ ہوا بیشک ایسی بے بہا دوا کی پبلک کو قدر کرنی چاہیئے چھ شیشی اور روانہ کیجئے۔

عالیجناب میر سید محمد صاحب معلمین دربہا) سفوف ابن ماسویہ کی تعریف سے زبان قاصر ہی آٹھ شیشی کا اور خواستگار ہون جلد روانہ کیجئے۔

عالیجناب مرزا محافظت علی بیگ صاحب سب انسپکٹر پولیس بھیرا ضلع مرزاپور چند عدد شیشی سفوف ابن ماسویہ بذریعہ وی پی منگا کر دیکھا اعتبار اثنا عشریہ کا الحسین علی الواقعی سفوف مذکور اپنی تاثیر مین اپنا جواب آپ ہی۔ چار عدد شیشی بذریعہ وی پی اور روانہ فرما دیجئے۔

عالیجناب سید ابو الحسنین صاحب امین جہاز پور میواڑ۔ دو شیشی سفوف پیشتر آپکے یہان سے منگایا تھا۔ اسکے استعمال سے خصوصاً ہاضمہ کو بہت فائدہ ہوا لہذا مکلف ہون کہ دو شیشی روانہ فرمائیے۔

المشتہر

مینیجر ایچ۔ ایس اختر اینڈ کمپنی مالکان دی یونانی مڈیکل ہال شہر دہلی

عرق کموئی و ملح ثلثین ان دونوں دواؤنکا اثر اگرچہ جسنے تجربہ کیا ہے اوسکو خود معلوم ہے کہ ہندوستانی دواؤنمین اسکا کیا درجہ ہے مگر کیونکہ یہ محض دہوکہ بازونکے اشتہار کے مقابلہ مین۔ اسکی اشاعت ضروری تجہا۔ اب تازہ سندین ملاحظہ ہون۔

از جناب مستطاب شیخ الاعاظم البحر الزاخر الطمطام حجۃ الاسلام السید علی الحائری القمی ادام اللہ فیوضہ وجودہ۔ من مبارک حضور دولت معالیکم السامیہ بعد از اتحاف تحیہ سلام باکرام ملتمس می شود کہ عرق کموئی و ملح ثلثین ہر دو ادویہ مرسلہ شما را بیشتر بعض احباب حقیر استعمال کردہ بودند و در افادہ آن رطب اللسان بودند و من بعد بوقت ضرورت خود این قاصر نیز استعمال کرد۔ بعض شکایات چون معدہ وغیرہ کہ عارض حال این مسقت البال بودہ بفضل خدا از ادویہ شما زائل گشت۔ ہر دو دوا مذکور بلاشبہہ قابل قدر میباشد چہ سرعت تاثیر آن در ازالہ عوارض حادثہ موجب آن شد کہ ہر دو ادویہ مذکور را از شما دوبارہ متمنی شوم۔ بنابران خواہشمندم کہ التفات مرحمت نمودہ ایندفعہ قیمتاً ہر دو دوا بقدر مناسب بحمت و نقصان شما نگردد و بمفاد افضل الاستعمال خدمت ایشان موستہ در ہیچ خدمات برادران دینی بکوشند۔ خدا تعالیٰ جزائے این شما را دنیا و آخرت ارزانی فرماید۔ مورخہ ۲۱ ماہ شعبان ۱۳۲۶ھ

لا الہ الا اللہ القوی
عبدہ سید علی حائری
ابن ابو القاسم الرضوی

نمیقہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری بقلمہ

عالیجناب نواب سید حیدر مہدی صاحب تعلقدار علی نگر رئیس اعظم ضلع بہرائچ ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء

..... پارسل ملح ثلثین کا پہونچا۔ ایک سال کے قریب برابر ملح ثلثین (ہر مہینہ دو شیشیان) منگواتا ہون مجھکو تو اسکا عقیدہ ہو گیا ہے۔ سوء ہضم۔ نفخ شکم۔ گرانی۔ درد شکم۔ تخمہ شدید بیضہ مین برابر استعمال کرایا گیا نہایت ہی کامیابی کیساتھ فوراً اثر ہوتا ہے جسکو تیر بہدف کہتے ہین چونکہ عام طور پر اسکی تقسیم ہوتی ہے۔ دو شیشیان ایک مہینہ مین کافی نہین ہوتین حق تعالیٰ آپکو اجر عطا کرے۔ والسلام۔

سید حیدر مہدی تعلقدار علی نگر۔

عالیجناب مولوی سید محمد خلیل صاحب ایم اے انسپکٹر مقیم کلکتہ ۹ اکتوبر ۱۹۰۹ء

..... مینے حالت در دریا حی مین آپکے ۶ عرق مرکب کموئی و ملح ثلثین کو منگایا۔ اور خود استعمال کیا اور اپنے متعلقین مین جسکو ضرورت ہوئی استعمال کرایا۔ مختلف عوارض مین مینے بلا مشورہ حکیم و ڈاکٹر دیا۔ الحمد للہ کہ ہر حالت ان چھوٹے چھوٹے عارضون کیلئے جو ہر گھر مین پیش آتے ہین مفید پایا۔ یہ ایسی چیز ہے جس سے کوئی گھر خالی نہ رہنا چاہئے۔ اسکی موجودگی بمنزلہ ایک معمولی حکیم کے ہے۔ اور ترکیب استعمال اسقدر سہل ہے کہ کوئی دقت ہی نہین مین آپکا نہایت ممنون اور انشاء اللہ ہر وقت ضرورت پھر طلب کرونگا۔

نیازمند سید محمد خلیل

قیمت عرق کموئی (۴۰ خوراک) ۱۲ ملح ثلثین (۲۴ خوراک) ۸

المشتہر

مینجر کارخانہ حکیم مولوی سید محمد سجاد صاحب حاجیگنج پٹنہ عظیم آباد

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کا پہلا رسالہ

تاریخ الاذان حصہ اول

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کا کل تعداد اسوقت تک فراہم ہوا جس سے نہ مشین اسکی جسکے لئے کم سے کم پانچہزار درکار تھا نہ کاغذ و پتھر جسکے لئے پانچہزار کا تخمین تھا کہ دس ہزار کے سرمایہ سے کام چلایا جائے اور پندرہ ہزار سرمایہ محفوظ رہے۔ مگر کمی سرمایہ نے کوئی کام نہونے دیا مگر چونکہ ایک مقدار قلیل فراہم ہو چکی تھی اسلئے خیال ہوا کہ اس سے کچھ کام چلایا جائے۔ لہذا بعض رسائل کی تجویز ہوئی کہ بطور امتحان چھپوائے جائیں۔ شاید قوم کو اس کمپنی کا نفع محسوس ہو۔ لہذا تاریخ الاذان چھپوایا گیا۔ تاریخ الاذان اپنی نوعیت کا خاص رسالہ ہے جسنے ابتدا سے کل واقعات اذان کو یکجا فراہم کیا ہے۔ لہذا پہلا حصہ اسکا اصلاح جلد ۱۳ و ۱۴ کے ساتھ شایع ہوا تھا جسمین اذان کی ابتدا اور ہر خلیفہ کا تغیر و تبدل دکھایا گیا ہے کہ کل خلفائے ۔۔۔ صہ ۱۴ میں وقتاً فوقتاً کس کس طرح تغیر کیا ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سنت رسول اللہ پر کسطرح ظلم کا تسلط انکو حاصل تھا دوسرا حصہ جسمین اذان کا پولیٹکل مسئلہ بننا اور خونریزی کا ہونا۔ اور بغداد و مصر میں انقلاب آنا اور نئی نئی سلطنتوں کا قایم ہونا نہایت صحیح سے درج ہے زیر طبع ہے پہلا حصہ صفحہ ۹۶ پر تمام ہوا جسکی قیمت ۶ر مقرر ہے اگر شایقین نے جلد طلب کیا تو ممکن ہے کہ طبع ثالث کی انتظار کرنی پڑے کیونکہ بہت سی درخواستیں پہلے ہی آچکی ہیں صرف سو نسخے اوس سے زاید چھپوائے گئے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

تاریخ الاذان حصہ اول کے خریداروں کو رسالہ وضو ۲ر ملیگا اور دفع الوثوق جسکی اصلی قیمت ۱۰ر ہے رعایتی قیمت ۸ر پر مل سکتا ہے۔

اصلاح مفت

جیسے اخبار اثنا عشری وغیرہ قومی صحائف میں اسکا اعلان دیا تھا کہ ہر کسی کے ٹکٹ محصول ڈاک آنے پر ۱۲ نمبر مختلف جلدونکے بلا قیمت روانہ ہونگے قوم کی فرمائش سے اس مدت کو عید غدیر ۱۸ ذیحجہ تک وسیع کرتا ہوں۔ اس سے زیادہ رعایت ناممکن ہے نیز ایک سے زیادہ نمبر نہ جاینگے نہ وی پی بلکہ ہر نمبر کا ٹکٹ آنا چاہئے

منیجر اصلاح

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

÷ ÷

رجسٹرڈ سی ۳۷۸

عام مسلمانون کی ہر قسم کی اصلاح

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلیے ہے

فرقہ حقہ شیعہ کی حمایت و ترقی

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذیحجۃ الحرام سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ
۱	بشارات و مبارکباد	اڈیٹر	۱
۲	فیصلہ قرآنی		۹
۳	الآل والاصحاب	/	۱۸
۴	اتمام حجت	جناب قاضی ظہور احمد صاحب جعفی ازشاہ آباد	
۵	سچی خدمت کا مفید نتیجہ	جناب سید راحت حسین صاحب بھیکپوری	۳۱
۶	توسیع اشاعت اصلاح	جناب سید اصغر حسین صاحب پرتابگڈھ	۴۲
۷	مذہبی مناظرہ کو عامیانہ مناظرہ کہا	جناب سید محمد عسکری صاحب از امروہہ	۴۷
۸	التقریظات	اڈیٹر	۴۶
۹	حی علی خیر العمل	جناب مولوی سجاد حسین صاحب جونپوری	۵۶
۱۰	اجلاس کمیشن تحقیقات لکھنو	اڈیٹر	۵۷
۱۱	ایران و یران	//	۵۸

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

سید ظفر حسین پرنٹر پبلشر

مظفری میتمخانہ فنڈ جناب ملک مظفر یزدان صاحب ؁۱۱ جناب لالہ مہدی شاہ صاحب از سنگھا پور میزان ؁۵۲
میزان سابق ؁ میزان کل ؁ بعد تحریر نمبر ۱۰ منشی سید شریف حسین صاحب ؁ میزان کل

کتبخانہ محمدی ۔ اس کتبخانہ کی بنیاد مظفری یتیمخانہ کے ساتھ ہوئی تھی جسکی غرض یہ تھی کہ قدیم کتابیں جو ضائع ہو رہی ہیں وہ یہاں آکر ایک مفید صورت میں رکھی جائیں جس سے مومنین مستفید ہوں مگر افسوس قوم نے توجہ نہ کی ۔ اور جن حضرات نے توجہ کی ہے اونکی رسید شایع کر چکا ہوں ۔ ابھی حسب تحریر گذشتہ بعطیہ جناب اعجاز حسین صاحب رئیس آرہ دو سرشتہ جہیرہ تہا جسکی فہرست مع شکریہ ۔ میں شایع ہو چکی ہے ۔

ہمدرد قوم جناب سید امیر کاظم صاحب و زینا ظم صاحب ساکن نگینہ ضلع بجنور نے ؁ عنایت فرمائی تھے جسکی رسید اصلاح ؁ جلد ۲ میں شایع ہو چکی مگر حساب وسکا باقی تھا کہ کون کونسی کتابیں اس عطیہ سے منگائی گئیں ۔ کیونکہ اصلی غرض عانت و فقیر اور بااول کتابوں کا منگانا ہے جس سے دوسروں کو نفع ہو لہذا بکمال شکریہ آج فہرست اوسکی شایع کیجاتی ہے ضرورت ہے کہ رؤسا قوم اسپر توجہ فرمائیں ۔
تفسیر بیضاوی ۔ تفسیر خازن ۔ دلیل الحیران ۔ الانس المعنوی ۔ طبقات المدلسین ۔ الجواب الصحیح لابن تیمیہ ۔ تلبیس ابلیس ۔ المستصفیٰ للغزالی ۔ عینی علی الکنز ۔ المحصل للرازی ۔ الصلوٰۃ لاحمد ۔ خصائص نسائی ۔ بلغۃ السالک فی فقہ مالک ۲ جلد ۔ لولوء مرصوع ۔ تمییز الطیب من الخبیث سیوطی ۔ تاریخ ابو الفدا ۔ فتوح البلدان ۔ اختلاف الفقہا ۔ تہذیب التہذیب جلد اول ۔ صارم مسلول ۔ فتاوای احمدیہ ۔ صحیح لدارک میزان کل

ایک بیوہ کی فریاد ایک غریب مومنہ کے یتیم لڑکے کی نسبت مقرر ہو گئی ہے مگر عسرت سے انجام نہیں کر سکتی ۔ عقد کی امداد اپنے برادران ایمانی سے چاہتی ہے ۔ از موضع پورہ بازید مومنین موفقین بذریعہ شیخ حامد حسین صاحب رئیس نظام آباد ضلع اعظم گڈھ عنایت فرمائیں ۔

قطعہ تاریخ رحلت جناب حجۃ الاسلام حاجی ملا حسین بن ملا خلیل طاب ثراہ اکبر مجتہدین نجف اشرف از سید محمد یونس حسین صاحب یونس زید پوری ۔ حیف از صدمہ راہی جنت گردید بہ اعظم مجتہدین نجف ان قدسی خو

نامش از اسم نبی ۔ لفظ حسین است عیان   صیت علم و عملش رفت بعالم ہر سو
زد رقم واقعہ و سال وفاتش یونس   جانب خلد شد از مسجد سہلہ حق جو ۔

شیعہ کانفرنس منعقدہ ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ دسمبر میں ایک جلسہ خاص حافظان قرآن شیعہ مذہب کا بھی ہوگا لہذا جہاں جہاں حفاظ قرآن شیعہ مذہب ہوں وہ تشریف لائیں کانفرنس کے مہمان ہونگے اور بطور وزیٹر بھی شریک کانفرنس بھی ہو سکینگے ۔ ایک ہفتہ قبل تشریف آوری سے مطلع فرمائیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذیحجہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

ضروری عرض

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ھنا کم اللہ عید الضحی وعید الغدیر وعید المباھلہ

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اصلاح کا گیارھوان سال بخیر وخوبی تمام ہوا - تحریر کی متانت اور تہذیب کی رعایت نے مخالفین کو بھی مجبور کیا کہ اقرار کرین - اصلاح اب ہر طرح کے مذاق سے پاک ہے سنی شیعہ وہابی نیچری سب اسے نظر شوق سے دیکھتے ہین والحمدللہ۔

سال آیندہ انشاءاللہ اسمین اور جہانتک ممکن ہوگا ترقی کیجائیگی اور ایسے جدید جدید مضامین آپکو نظر آئینگے کہ ہزارون کتاب کے اولٹنے پر بھی وہ مضامین نہ مل سکین

تنقید بخاری کا سلسلہ بھی پہلے ہی نمبر سے شروع کردیا جائیگا اور انشاءاللہ اسی سال ختم کردیا جائیگا

اب میری صرف تین درخواستین ہین جنمین سے ایک کا قبول کرنا ضروری ہے

(۱) اس نمبر کے پہونچنے پر اگر سال آیندہ کی خریداری منظور ہو تو اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین

(۲) اگر کسی وجہ سے توقف ہو تو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین کہ میرا چندہ فلان وقت پہونچے گا۔

(۳) اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آیندہ اصلاح سے علیحدگی منظور ہو تو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین مگر ہر حال مین نمبر خریداری ضرور تحریر ہو۔

اگر آپنے اس تحریر پر توجہ نہ فرمائی تو ۱۰ ذیحجہ کے بعد الغامی رسالہ

ارسال الیدین

(یعنی ہاتھ کھول کے نماز پڑھنا الارسالہ)

بذریعہ وی پی عام طور سے ہر شخص کے پاس روانہ ہوگا۔ اسکے علاوہ کوئی اطلاع نہ دیجائیگی چونکہ اصلاح کا

سال تمام ہوگیا اگرچہ وہ کسی مہینہ مین خریدار ہون کبھی چند عنایت فرمائین کیونکہ اصلاح کا سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور ذیحجہ مین تمام۔ لہذا ہر شخص کا حساب باقی ہوگیا دفتر کو پیشگی مطالبہ کا حق حاصل ہے

رسید اصلاح پرنٹنگ کمپنی

( ) جناب حاجی حکیم سید حمزہ علی صاحب امین منصفی چندوسی ضلع مراد آباد ۴ حصہ	منصفی	عہ
بقیہ جناب جولدار سید مہدی شاہ صاحب توپخانہ جنگی ۲۵ جزیرہ سنگاپور ۱ حصہ ماہ	〃	صہ

بشارت اور مبارکباد

بشارت تو اسکی ہے کہ ہم جس گورنمنٹ کے ظل عاطفت مین بسر کررہے ہین یہ نعمت صرف ہم ہندوستانیونکو حاصل ہے لہذا تمام مومنین پر شکر خداوند عالم لازم ہے اور اس گورنمنٹ کی خیرخواہی سب پر واجب مبارکباد اسپر ہے کہ ہم مین قومی احساس کا مادہ آچلا ہے۔ اور اپنی ضرور تونکو سمجھنے لگے جسمین سب سے پہلے قدم ڈالنے والا اصلاح ہے۔ گو اوسے نہ کسیطرح کا مالی نفع ہوا بلکہ خسارہ۔ نہ کسیطرح کا نام ونمود منظور تھا نہ کسیطرح کی آسایش جو قومی کامو مین ناممکن بھی ہے۔ مگر جو قومی کام اسنے کیا اور جس جانکاہی سے اپنے فرایض کو اسنے انجام دیا۔ وہ کسی سے مخفی بھی نہین ہے۔ لہذا اس خاص قومی کام کے متعلق کچھ مجھے عرض کرنا ضروری ہے جسکا نام اصلاح پرنٹنگ کمپنی ہے۔

اسکی تحریک اصلاح نمبر ۱۹ و ۲۰ پندرہ روزہ بابت ماہ شوال ۱۳۲۵ھ سے شروع ہوئی۔ اور نمبر ۲۱ و ۲۲ ماہ ذیقعدہ مین کچھ قواعد وضوابط بطور کلیات شایع کیے گئے نمبر ۲۳ و ۲۴ بابت ماہ ذیحجہ مین چند تحریرین اسکے اسلوب مین شایع ہوین۔ اور اس کثرت سے مومنین نے وعدے کئے کہ مجھے بھی اوسپر توثیق کی امید تھی جلد امین اون حضرات کے اسمای گرامی بھی درج ہوے جنہونے مستحکم وعدے فرمائے تھے۔ مگر افسوس کہ ایفا اوسکا نہوا اور جن جن حضرات نے امیدین دلائی تھین اونہونے آخر مین نہایت خاموشی سے کام لیا جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ میرے قلب کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اصلاح پندرہ روزہ کا تلخ تجربہ بھی ہوچکا تھا کہ ابتدا مین مومنین نے کسطرح توجہ کی اور آخر نتیجہ کیا ہوا۔

مگر خداوند عالم نے مجھے مایوس نہ ہونے دیا۔ بلکہ کچھ ایسے اشخاص کو اسپر مستعد وآمادہ کیا کہ دفتر کو بعض سے کسی قسم کا تعارف بھی نہ تھا اور بعضو نسے صرف اسقدر تعارف تھا کہ وہ ایک معمولی خریدار اصلاح تھے جنسے کبھی خط وکتابت کی نوبت آئی نہ اور کسی قسم کے ذاتی روابط تھے اور وہ حضرات

آجتک ساکت ہی ہین جنہونے بڑی بڑی امیدین دلائی تہین اور بڑی بڑی رقمونکا وعدہ کیا تہا۔

یہ سچ ہے کہ عام طور سے یہ سال مومنین پر نہایت سخت گذرا۔ کوئی فصل مناسب نہ ہوئی خشک سالی قحط سے نہایت پریشان رہے مگر یہ سب آفات ارضی و سماوی غیرونکو بھی پیش رہے جسمین انہونے کام کیا اور کرتے ہین۔ مگر بات یہ ہے کہ جو فکرین اہل باطل کو ہوتی ہین اہل حق کو نہین ہوتین۔ انکو اپنی مغفرت کا یقین ایسا پختہ ہے کہ پھر کسی تردد کی ضرورت ہی نہیں۔

ہم خدا سے دعا کرتے ہین کہ وہ انکے یقین اور بصیرت کو اور زیادہ کرے مگر عمل کے ساتھ کیونکہ بے عمل علم مفید ہو نہ ایمان بغیر اسکے حاصل ہو سکتا ہے۔

لہذا مین اون مومنین بالیقین اور معاونین دین کے اسمای گرامی سے دوبارہ اپنے پرچہ کو مزین کرتا ہون جنہونے اسوقت تک اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی حصہ داری منظور فرمائی اور اپنے حصہ کا روپیہ دفتر اصلاح مین داخل کیا۔

اسمای حصہ داران اصلاح پرنٹنگ کمپنی

نمبر شمار	اسمای حصہ داران	تعداد حصص	تعداد رقم	نمبر شمار	اسمای حصہ داران	تعداد حصص	تعداد رقم
۱	جناب سید شرف حسین صاحب ہیڈ ماسٹر سیدپور	لہ	عہ	۱۳	جناب مرزا محمد مظفر و مرزا محمد حمید صاحب	۲	عہ
۲	جناب سید سفیر حسین صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مو سیلاؤ	لہ	عہ	۱۴	جناب نجم النسا بیگم صاحبہ بولادہ مرزا ہبیر حسین صاحب	لہ	عہ
۳	جناب فقیر محمد صاحب بہمو رتہ ڈیرہ	لہ	عہ	۱۵	جناب مرزا اثر حسین صاحب	لہ	عہ
۴	جناب منشی مظفر مہدی صاحب نیندرا کرنور	لہ	عہ	۱۶	جناب میر سید محمد صاحب بی اے نونہروی	لہ	عہ نصف
۵	جناب آغا مرزا محمد جواد صاحب شیرازی مینر یلکہ	لہ	صہ نصف	۱۷	جناب سید اولاد علی شاہ صاحب کلارک نہر معلی اصلاح	لہ	عہ
۶	جناب شیخ سید محبوب علی صاحب حکیم لاہور	لہ	عصہ	۱۸	جناب منظر حسین صاحب گرداور قانونگوے	لہ	عہ
۷	جناب قاضی سید رضا حسین صاحب منیجر	لہ	صہ نصف	۱۹	جناب قاضی میر ہدایت حسین صاحب لاہور	لہ	صہ نصف
۸	جناب منشی امانت علی صاحب ایکونٹ	لہ	عہ	۲۰	جناب احمد میان قوم صاحب بمبئی	آدھا حصہ	صہ
۹	جناب سید الطاف حسین صاحب سررشتہ دار	لہ	عہ	۲۱	جناب سید علی جان صاحب شاہ گنج آگرہ	لہ	عہ
۱۰	جناب عاشق حسین صاحب سب انسپکٹر	لہ	عہ	۲۲	جناب فضل حسین صاحب	لہ	عہ
۱۱	جناب سید محمد جعفر صاحب ڈپٹی	لہ	صہ نصف	۲۳	جناب سید ابو الحسین صاحب متعلم	لہ	عہ
۱۲	جناب محمد باقر بیگ صاحب سعید آباد	۵	عہ	۲۴	جناب محمد یوسف خان صاحب راجپوت	لہ	صہ نصف

اگرچہ اس اعتبار سے کہ چھ دہ مہینہ کی تحریرون پر صرف پچیسوان حصہ سرمایہ کا فراہم ہوا مین کوئی خوشی نہین کر سکتا کیونکہ اس سرمایہ سے نہ مشین اسکی جسکے لئے پانچ ہزار درکار ہے نہ کاغذ و چھپائی اسکا جسکے لئے پانچہزار تخمین کیا گیا تہا اور پندرہ ہزار سرمایہ محفوظ قرار دیا گیا تھا۔

مگر یہ امر کیا کم باعث مسرت ہے کہ قوم نے میری آواز سنی۔ اور میرے درد دل پر توجہ کی۔ اپنی ضرورت محسوس کی۔ اور ایک عام خیال پیدا ہوا جس سے امید ہے کہ آیندہ ہم ضرور کامیاب ہونگے۔

کیا آپ نہین جانتے روپیہ کیسا عزیز ہے۔ اور وہ اسطرح اوس دفتر کو دیدیا گیا جسکی عمر روتے ہی بسر ہوئی نہ کبھی وقت پر چہ شایع ہوا نہ خوش انتظامی دکھائی گئی۔ پھر ایسے پرچہ کو جسے دیوالیہ کہنا زیادہ زیبا ہے اس مقدار کا دیدینا کچھ کم مسرت خیز ہے۔

اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ یہ سب چندے اون برادران ایمانی کے ہین جنکے ساتہہ نہ ابتدا مین لفظ راجہ ہے نہ لفظ نواب نہ آخر مین لفظ رئیس۔ بلکہ چند متوسط الحال ہین اور اکثر فقرا و غربا جو اپنے مستقبل زمانہ کا کوئی سہارا نہین رکہتے مگر درد دین اور حمیت اسلامی نے اونکو ایسا جوش دلایا کہ نہایت جوش دل سے وہ اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے حصہ دار نبے اور اوس مال کو جس سے وہ اپنے اطفال خورد سال کی پرورش کرتے داخل سرمایہ کمپنی کیا۔

کس امید پر کہ مذہب حق کی وہ نایاب کتابین شایع ہون جنکی اشاعت کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ترجمہ و تفسیر قرآن مجید شایع ہو جسکی ایک مدت سے آرزو ہے۔ ترجمہ و شرح نہج البلاغہ دیکہین جسکی بہی تمنا ہے۔

اے خداوند تو مدد کر کہ ان غریبونکی آرزو پوری ہو۔ اور دل کی تمنائین بر آئین۔

خداوندا تو مجھے قوم کا خائن نہ بنانا مجھے اونسے شرمندہ نہ کرنا۔ جلد سرخ روئی کا سامان کر کچھ کتابین مذہب حق کی شایع ہون اور یہ لوگ اوس سے مستفید ہون۔ اور دینی و دنیوی منافع حاصل ہون

آہ مین کس زبان سے کہون اور کس قلم سے لکھون کہ اس قلیل سرمایہ سے مین کیا کر سکتا ہون اور کیونکر ان مقاصد مہمہ کو انجام دے سکتا ہون

کبھی تو یہ دل مین آتا ہے کہ ہر شخص کی امانت اوس تک پہونچا دون کہ موت و حیات کا اعتبار نہین کیا ہو کیا نہ ہو۔ کبھی یہ دل مین آتا ہے کہ اس قلیل سرمایہ سے کچھ کام شروع کرون۔ پہلے خیال کا یہ اثر ہوگا کہ قوم بالکل مایوس ہو جائیگی کہ جس اصلاح کو آج گیارہ برس ہوگئے

جب اوس سے بھی ایک قومی کمپنی نہ قایم ہو سکی تو دوسرا کون ہے جس پر قوم کو اعتماد ہو۔

دوسرے خیال میں یہ خرابی ہے کہ اگر کوئی بڑی کتاب شروع کرتا ہوں تو کتاب بھی ناتمام رہیگی اور یہ قلیل سرمایہ بھی صرف ہو جاویگا پھر اس قابل بھی نہ رہونگا کہ قوم سے کہسکوں اپنی امانت واپس لے لے۔ کیونکہ وہ ناقص کتاب تو ردی ہونیکے کام کی ہوگی نہ اس قابل کہ کوئی اوسکو کتاب سمجھے۔

لہٰذا سرِدست یہ تجویز ہوا کہ چند مختصر رسائل مثل تاریخ الاذان حصہ اول و دوم و تصحیح تاریخ وغیرہ ابھی شایع کیجائیں مگر اس اندازسے کہ کم سے کم نصف سرمایہ محفوظ رہے کہ اگر قوم اپنے مال کا مطالبہ کرے تو زیادہ دقت نہو۔

چنانچہ اسی بنیاد پر تاریخ الاذان حصہ اول شایع کیا گیا جو پہلے اصلاح جلد سوم و چہارم کے ساتھ شایع ہوا تھا۔ اور حصہ دوم زیر طبع ہے جو بالکل تصنیف جدید ہے اور مدت سے قوم کو اسکا اشتیاق ہے۔

اب مجھے امید ہے کہ جن جن حضرات نے اس کمپنی میں شرکت کا وعدہ کیا تھا۔ وہ خود بھی توجہ کرینگے اور اپنے احباب کو بھی اسپر آمادہ کرینگے خصوصاً جن حضرات سے نصف حصہ وصول ہو چکا ہے ونکو تو جلد اس کار خیر کیطرف توجہ کرنا چاہیئے خدا اوسکا عالم کا ارشاد ہے۔ تعاونوا علی البر والتقوی

مظفری یتیمخانہ فنڈ

اس فنڈ کی ابتدا ۱۳۲۲ھ جلد ۸ اصلاح سے کی گئی قواعد و ضوابط اسکے شایع ہو چکے قوم کی توجہ سے اسوقت تک ۔۔۔ اس فنڈ میں جمع ہے چند بار قوم سے اپیل کیگئی کہ اب یہ سرمایہ مجھسے لے لیا جائے یہ بار امانت بہت عظیم بار ہے۔ مگر نہ قوم نے مجھے اس سے سبکدوش کیا نہ اتنا سرمایہ فراہم ہوا کہ یتیم خانہ قایم کروں۔ یہ صحیح ہے کہ میرا اسمیں نقصان کیا ہے مگر حیات و ممات کا کیا اعتبار ہے۔ زمانہ کی حالت معلوم لہذا اب مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سال آیندہ میں کچھ اسکا انتظام کیا جائے۔ انجمن رضویہ پٹنہ کے ذریعہ سے کچھ سامان کیا جائیگا۔ کیونکہ جب بیس برس میں یہ رقم فراہم ہوئی تو ممکن ہے کہ کئی سال بعد پورے ہزار ہو جائیں۔ مگر اس سے یتیمخانہ کیونکر قایم ہو سکتا ہے۔ پہلے کچھ قوم نے ہمت کی تھی اور بعض ماہوار کا وعدہ بھی ہو گیا تھا

مگر افسوس کہ جہاں ہماری قوم کا کوئی وعدہ پورا نہیں ہوتا وہاں یہ وعدہ بھی اوسی طرح معرض التوا مین رہا۔

بعض احباب کی رای ہوتی ہے کہ اس مقدار سے کوئی جائداد خریدی جاے جس سے ایک یا دو یتیم کو وظیفہ دیا جائے مگر اس مقدار مین بمشکل کوئی ایسی جائداد مل سکتی ہے جسکا سالانہ منافع ۱۰۰ بھی ہو۔ پھر اوسکے انتظام مین بھی جو دقتین ہونگی ظاہر ہے لہذا یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رقم سے کچھ وظائف مقرر کئے جائین کہ کچھ یتیمونکی پرورش ہو۔

ہان تین مہینہ تک اور قوم کی راے کا انتظار کیا جائیگا کہ شاید کوئی مفید اور معقول تجویز قبل آے کہ اوس پر عمل کرنیسے یتیمونکا کوئی نفع ہو۔ مگر افسوس یہ ہے کہ چند مرتبہ اسکے متعلق تحریکین کی گئین مگر قوم نے اوس پر توجہ نہ کی کاش وہی حضرات متوجہ ہوتے جنہونے ماہانہ وظیفہ کا وعدہ کیا تھا کہ باقاعدہ انتظام ہو سکے

اپیل فنڈ

اسکی ابتدا مقدمات شیعہ و سنی لکھنؤ ۱۳۲۷ سے ہوئی مبلغ سے اس فنڈ مین جمع ہے مگر افسوس اس سے بھی ابھی تک کوئی کام نہین لیا گیا۔ مگر ہان اس فنڈ کی ضرورت شدید ہے

ضرورت تنقید بخاری

سنہ گذشتہ مین وعدہ کیا تھا کہ اس مضمون پر آیندہ نمبر مین کچھ لکھونگا اسلئے امید ہے کہ مومنین اس تحریر پر ضرور غور فرمائینگے اصل یہ ہے کہ اسکی ابتدا محض اس غرض سے ہوئی تھی کہ اہل اسلام کو رسول اللہ کی احادیث صحیحہ معلوم ہون کیونکہ شیعونکے یہان حدیثین آنحضرت کی بتوسط آئمہ اطہار علیہم السلام منقول ہین لہذا اونمین وضعیت کا گمان نہین کیونکہ قائل معصوم تا قل معصوم اگر کچھ خرابی ہو سکتی ہے تو رواۃ مین بخلاف حضرات اہلسنت کے کہ اونکے یہان ناقل ان روایات کے صحابہ ہین جنکے افعال و اقوال تمام عالم کو معلوم ہین کہ وہ کیسے ذات شریف تھے اور اسلامی دنیا مین جو فساد ہوا وہ انھی کی بدولت ہے بہر حال اسی خیال سے تنقید بخاری کی ابتدا کیگئی کہ احادیث صحیحہ رسول مقبول معلوم ہون اور فریقین مین اتحاد و اتفاق کو ترقی ہو۔ قوم نے بھی ابتدا مین کچھ ایسی دلچسپی اس سے ظاہر کی کہ ایک مدت تک اسکا سلسلہ جاری رہا۔ مگر کچھ ایسے اسباب جمع ہوگئے کہ جلد ۱۰ میں اسکا سلسلہ موقوف کر دیا گیا جسپر اسقدر خطوط شکایت آئے کہ مجھے وعدہ کرنا پڑا کہ آیندہ جلد سے پھر اسکی ابتدا کیجائے۔

اسی عرصہ مین دوسری تفسیر فتح مبین کا سلسلہ قایم کیا گیا کیونکہ اصلاح پرنٹنگ کمپنی پہلا ہی عدد
تھا اسلیے کمونہ اسکا پیش کیا گیا جسپر بعقدر اظہار مسرت کیا گیا کہ مین اوسکی تفصیل نہیں عرض کرسکتا -
مگر مجھے سخت تشویش ہوئی کہ کیا کرون اگر سلسلہ تفسیر کو قایم رکہتا ہون تو اوسمین اشتمال کے بعد دوسرا کام نہین ہو سکتا
اور اوسکا ہنوز سرمایہ بہی نہین فراہم ہوا کیونکہ پچیس ہزار کا سرمایہ مطلوب ہے اور ہنوز ہزار کی رقم بہی پوری نہوئی
اور اودہر قوم نے تنقید بخاری کی نہایت بیچینی سے ضرورت ظاہر کی۔ لہذا یہی ترجیح دیا گیا کہ تنقید بخاری کی سیطرح پوری
کیجای کیونکہ تفسیر - تو فضل خدا سے ہماری قوم مین ہر طرح کی موجود ہین - عربی - فارسی - اردو اور اس کام کے
کرنے والے بہی بفضل خدا بہت ہین جو مجھسے نہایت احسن طریقہ پر انجام دے سکتے ہین - بلکہ دیتے ہین -
بخلاف تنقید بخاری کے کہ آجتک اس ضرورت پر کسی نے توجہ نہ کی - ہان کتاب مستطاب استقصاء الافحام مین اسکی
چیدہ چیدہ روایتون پر بحث لکہی گئی تہی - مگر بہت ہی کم روایتون سے بحث کیگئی ہے بخلاف تنقید بخاری کے کہ اسمین صحیح بخاری
کے ایک ایک لفظ سے بحث کیجاتی ہے اور ایسی بحث کہ نہ آجتک ہوئی نہ ہونے کی امید ہے -

مگر اسمین یہ دقت ہے کہ اگر جسطرح یہ سلسلہ آجتک جاری رہا اوسیطرح اگر سلسلہ جاری کیا جاے تو اسکے لیے عمر نوح
درکار ہے کیونکہ خود صحیح بخاری نہایت ضخیم کتاب ہے - اوسکی پوری عبارت لکہنا اور ترجمہ کرنا پہر شرح کرنا
تنقید کرنا کسقدر اہم کام ہے جسکا نتیجہ آپنے دیکہا کہ حصہ دوم کے صفحہ ۵۰۰ شایع اور ہنوز ایک حدیث بہی نہ تمام
ہوئی کیونکہ حدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کی شرح مین یہ دکہانا پڑا کہ خلفاے اہلسنت نے اسکی
کسقدر مخالفت کی اور آیمہ اطہار نے کسقدر اسکی تعمیل فرمائی جسمین وہ ذخیرہ جمع ہوگیا کہ آجتک [illegible]
لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حصہ ثانیہ کا جسطرح اصلاح کیساتھ جاری تہا وہ اصلاح جلد ۱۲ سال آیندہ مین بہی جاری رہے
اور تیسرے حصہ کی ابتدا علیحدہ طور پر کیجاے کہ جلد یہ کتاب تمام ہو - تمام ہونا تو خیر مگر یہ ہوسکتا ہے کہ کچہ زیادہ حصہ
اسکا ملک مین شایع ہوجائے - لہذا یہ مناسب معلوم ہوا کہ اسکا چندہ علیحدہ قایم کیا جاے کہ جو لوگ چندہ
دینگے اونکو ہر سہ ماہی پر ۳ جزو یا ۴ جزو حسب موقع بہیجا جاے - لہذا اسکا چندہ علیحدہ قایم کیا جاتا ہے
جسکے معنے یہ ہین کہ اصلاح سے اس حصہ ثالثہ کو تعلق نہوگا - بلکہ وہ علیحدہ بصورت کتاب شایع ہوگا
اور ماہوار بہی نہوگا بلکہ تین مہینہ پر تین جزو شایع ہوگا سال بہر مین بارہ جزو ملینگے یا اس سے زیادہ جیسا موقع
ہوگا - مگر جبتک پانچ سو خریدار اس حصہ ثالثہ کے نہونگے - اسکی اشاعت نہ شروع ہوگی

اسلیے جو لوگ تنقید بخاری کے زیادہ شایق اور قدردان ہین انہین مناسب ہے کہ بہت جلد آمادہ ہوکر اس
کی خریداری کی درخواست کرین - اور اوسکے ساتہہ چندہ بہی عطا فرمائین کہ بعد حصول چندہ انتظام کیا جا

فیصلہ قرآنی

(ص ۱۱ کے بعد سے)

یہ پوری تقریر امام فخر رازی کی ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مفسرین اہلسنت نے اس آیہ میں کس پیچ سے کام لیا ہے اور کس طرح اوسکو مشتبہ کرنا چاہا کہ اصل مقصود باری تعالی مخفی رہے اور جس شخص کے حق میں یہ آیہ نازل ہو اوہ پوشیدہ ہوجائے۔ اسی وجہ سے کسی نے اخنس بن شریق ایک مجہول الاسم والحال کا نام لکھدیا کسی نے منافقین کی شان میں قرار دیا۔ کسی نے چند کفار قریش کو مورد بنایا۔

حالانکہ یہ ایسا عظیم الشان آیہ ہے اور اسنے اپنے مورد کا ایسا خاکہ اوڑھایا ہے کہ نہ کسی کے چھپائے چھپ سکتا ہے نہ وہ شخص کسی طرح مخفی ہو سکتا ہے جسکی مدحت خدا کو مقصود ہے تحقیق مسئلہ ثالث تعیین آیہ۔ اگر آپ اس آیہ کے کسی لفظ پر غور کریں۔ اوسکے مطالب میں بلکہ صرف اسپر کہ خدا نے پہلے آیہ میں بھی من الناس فرمایا ہے اور آخری آیہ میں بھی من الناس من یشری فرمایا ہے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا نے صحابہ دو شخص خاص کو منتخب کرکے لکھا ہے۔ اس تطابق سے آپکو خود معلوم ہوگا کہ وہ دو تو شخص مخصوص ہیں۔ کیونکہ پہلے آیہ میں اگر اس غرض سے اختلاف کیا گیا ہے کہ اصل شخص مخفی ہو تو دوسرا آیہ اتنے اختلافات سے محفوظ ہے

ورود آیہ و من الناس من یشری نفسہ در حق جناب امیر

اور ایک حد تک وہ شخص معین ہے اگرچہ اوس میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ مگر وہ نہایت کمزور اختلاف ہے جس سے اصل شخص کسی طرح مخفی نہ ہوسکا کیونکہ تفسیر کبیر میں ہے نزلت فی علی بن ابی طالب بات علی فراش رسول اللہ لیلۃ خروجہ الی الغار ویروی انہ لما نام علی فراشہ قام جبرئیل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ وجبرئیل ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابی طالب یباہی اللہ بک الملئکۃ ونزلت الآیۃ ص ۲۸۳ جلد دوم

یعنی یہ آیہ نازل ہوا دربارہ جناب امیر المومنین ع جب حضرت نے خواب کیا فرش رسول اللہ پر شب غار۔ روایت ہے کہ حضرت جبرئیل بالائے سر حضرت کے کھڑے تھے۔ اور میکائیل پیرونکے پاس تھے۔ اور حضرت جبرئیل آواز دیتے تھے کہ مبارک ہو مبارک، ہو کون ہے مثل تمہارے اے پسر ابی طالب کہ خدا تمہارے سبب سے فخر و مباہات کرتا ہے اپنے ملائکہ پر اسکے بعد یہ آیہ نازل ہوا۔ اور تفسیر نیشاپوری مین ہے جو حاشیہ طبری پر مصر مین چھپ گئی ہے

وقیل نزلت فی علی رضہ بات علی فرش رسول اللہ لیلۃ خروجہ الی الغار ویروی انہ لما نام علی فراشہ قام جبرئیل عند راسہ و میکائیل عند رجلیہ وجبرئیل ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابیطالب یباہی اللہ بک الملئکۃ ونزلت الایۃ ص ۲۸۰ جلد دوم

اس حدیث کو اور اس آیہ کو ملائے تو خود بخود دل مان جائیگا کہ واقعًا آیہ اسی محل پر نازل ہوا کیونکہ تاریخ عالم مین کوئی مثال اسکی نہین ملتی کہ کسینے اپنے جان کو اسطرح راہ خدا مین بیچا ہو۔

چونکہ اس واقعہ ہجرت رسول اللہ مین جناب امیر اور خلیفہ اول کا خاص تعلق بھی ہے کہ جناب امیر فرش خواب پر رسول اللہ کے اسطرح سوئے کہ اگر کفار جیسا کہ منصوبہ کرچکے تھے قتل کرتے تو حضرت کی جان کسیطرح نہ بچتی بخلاف حضرت ابوبکر جو رسول اللہ کے ساتھ گئے تھے اور چند دفعہ باعث ایذاے رسول اللہ ہوئے۔ لہذا ان دونو آدمیونکا مراد ہونا نہایت قرین انصاف ہے۔ کیونکہ جیساہی عمل جناب امیر کا خالصًا لوجہ اللہ تھا۔ ویساہی عمل خلیفہ اول محض دنیا طلبی کے لئے تھا اسی لئے خدا نے یون دونو آدمیونکو منتخب کرکے دونون کی حالت کو بتا دیا کہ اگرچہ بظاہر دونو کا عمل نیک معلوم ہوتا ہے اور مخلصانہ مگر خدا جو عالم الغیب ہے اور عالم مافی الضمائر وہ تو خوب جانتا ہے کسکی کیسی نیت ہے اور کیسا عمل اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص کسی سفر مین رفیق ہوتا ہے تو خواہی نخواہی بات بناتا ہے کہ دل خوش ہو خاصکر جب وہ دلکا چور ہو اور ظاہر مین دوست بنا ہو تو خواہی نخواہی باتین بناتا ہے اس لحاظ سے یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا نہایت ہی مناسب لفظ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس امت محمدیہ میں یہ شرف **صرف** جناب امیرالمومنین کو حاصل ہے کہ محض حضرت کے بغض وعناد سے آدمی منافق ہوتا ہے جیسا کہ احادیث متواترہ اہلسنت میں ہے **کنا نعرف المنافقین ببغض علی بن ابیطالب** کہ ہملوگ انصار منافقین کو اسوجہ سے پہچان لیتے کہ وہ جناب امیرؑ سے بغض رکھتے۔

پس اگر بالفرض یہ آیہ منافقین کے بارے میں مانا جائے تو بھی اون صحابہ وخلفا کا نفاق معلوم ہوا جو جناب امیرؑ سے بغض رکھتے جنمین نمبر اول خلیفہ اول کا ہے۔

اب آؤ الفاظ آیات مذکورہ پر تو صاف معلوم ہو کہ بجز **خلیفہ اول** دوسرا کوئی مراد نہین ہوسکتا۔ کیونکہ پہلا جملہ من الناس من یعجبک قولہ فی الحیواۃ الدنیا ہے کہ بعض آدمیوں سے وہ شخص ہے جس کا کلام زندگانی دنیا مین تجھے خوش معلوم ہوتا ہے۔ اسپر تمامی اہلسنت کا اتفاق ہے کہ بہ نسبت خلیفہ دوم وسوم بڑے خوش کلام تھے۔ کیونکہ خلیفہ دوم کی تلخ گوئی تو ایسی تھی کہ تمامی صحابہ نے افظ اغلظ کا خطاب دیدیا تھا۔ اسیطرح خلیفہ سوم بھی کچھ شیرین گفتار نہ تھے۔

آپنے قصہ سقیفہ مین دیکھا ہوگا کہ خود خلیفہ دوم فرماتے ہین درست **مقالۃ اعجبنی** کہ مینے ایک ایسی تقریر گڑہی تھی کہ خود مجھے اوسکی بندش خوش معلوم ہوتی تھی۔ مگر خلیفہ اول نے برجستہ ایسی تقریر کی کہ مین مات ہوگیا۔ اس سے آپکو خلیفہ اول کی خوش بیانی اور چرب زبانی بخوبی معلوم ہوگی۔

دوسرے اس آیہ کے جملہ واذا تولی سعی فی الارض نے بصراحت تمام بتا دیا کہ وہی مراد ہین کیونکہ تولی کے معنی حاکم بننے کے ہین کہ جب حاکم ہون اور ظاہر ہے کہ منافقین اولین مین صرف یہی تین شخص **خلیفہ** ہوئے لہذا بجز انکے دوسرا کوئی مراد نہین ہوسکتا۔ کیونکہ خلافت انہین لوگونکو ہاتھ آئی نہ اون منافقونکو جنکے نفاق کا اہلسنت کو بھی اقرار ہے۔

اگرچہ کہ سکتے ہین کہ معویہ مروان وغیرہ بھی تو خلیفہ تھے۔ مگر درحقیقت وہ لوگ کسی طرح مراد نہین ہوسکتے۔ کیونکہ معویہ کی کسی وقت مین یہ شان نہ تھی کہ وہ مصداق من الناس من یعجبک قولہ فی الحیواۃ الدنیا ہوسکے نہ بروقت نزول اس سورہ کے وہ اسلام لایا تھا۔ کیونکہ

اتنا ہے کہ اسلام ظاہری بعد فتح مکہ ہے اور نزول سورۂ بقرہ کئی سال مقدم ہے۔ اسیطرح
مروان بھی نہیں مراد ہو سکتا کیونکہ وہ تو اوس وقت پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اور عبدالملک
وغیرہ بھی نہیں مراد ہو سکتے کیونکہ وہ صحابی نہ تھے۔

رہا یہ امر کہ تخصیص خلیفہ اول کی کیا وجہ۔ پس اوسکی وجہ ظاہر ہے کہ جو ظاہری امور انکو حاصل تھے
وہ دوسرے لوگوں کو نہ تھے اور نیز الفاظ مابعد بھی قرینہ ہیں ہے کہ خلیفہ اول ہیں کیونکہ فی
فساد الارض جو اونہون نے کیا کسی نے نہیں کیا۔ یعنی اور نسل انسانی کو جو نقصان
انسے پہونچا کسی سے نہیں پہونچا کہ ہزارون ہرے کھیت تاراج کئے ہزارون آدمیون کو جلایا اور خاک کیا
کوئی قوم کوئی قبیلہ کوئی شہر عرب کا ایسا نہ تھا جہان انہون نے قتل و غارت نہ کیا ہو۔

پھر آیہ واذا تولی سعی فی الارض جب حاکم ہوئے تو کوشش کی فساد ارض مین
غیر انکے متعلق ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ خلافت کے دس ہی روز بعد انہون نے تمام آگ
لگائی اور ہزارون آدمیونکو جلا کر خاک کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہلک الحرث والنسل
سے یہی مراد ہے۔

اور آیہ واذا قیل لہ اتق اللہ اسکا کاشف ہے کیونکہ خلیفہ اول ہی وہ شخص ہین کہ
جب انکو نصیحت کی جاتی اور خدا سے خوف دلایا جاتا تو انکا غصہ اور تیز ہو جاتا اور
صحابیون کو بے تحاشا کر دیتے تھے چنانچہ ہر دعوے کے شواہد تاریخی موجود ہیں۔

(۱) تاریخ مروج الذہب مسعودی میں ہے ولما بویع ابوبکر فی یوم السقیفہ وجددت
البیعۃ له یوم الثلاثا علی العامۃ خرج علیؑ فقال افسدت علینا
امورنا ولم تستشر ولم ترع لنا حقا فقال ابوبکر بلی ولکن خشیت
الفتنۃ ص ۱۰ تاریخ کامل جلد ۵

یعنی جب ابوبکر کی بیعت دوبارہ کی گئی بروز سہ شنبہ۔ تو حضرت علیؑ باہر تشریف لائے اور کہا
تونے ہمارے امور کو فاسد کر دیا نہ ہمسے مشورہ لیا نہ ہمارے حق کی رعایت۔ ابوبکر نے کہا ہان
مگر ہم ڈرے فتنہ سے۔

سب اہل انصاف غور کرین کہ بقول جناب امیرؑ ابوبکر نے فساد کیا یا نہیں۔ اور ابوبکر

نے بعد اقرار و جبا اسکی خوف فتنہ قرار دی یا نہین۔ اسی مضمون کی طرف خداوند عالم سورہ بقر مین اشارہ فرما رہا ہے واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون یعنی جب کہا جاتا ہے اونسے کہ نہ فساد کرو زمین مین تو کہتے ہین ہم تو مصلح ہین خدا کہتا ہے یہی لوگ تو مفسد ہین مگر نہین شعور کرتے۔ اب آپ ہی بتائے کہ جناب امیر کے قول اور حضرت ابوبکر کے جواب سے اسکی تصدیق ہوئی یا نہین۔ رہا یہ امر کہ اس کلام مین جناب امیرؑ کی تکذیب کی جاے یا یہ کہا جاے کہ حضرت نے ازراہ نفسانیت کہا۔ تو یہ کلمہ کسی مسلمان کے منہ سے نہین نکل سکتا کیونکہ رسول اللہ فرما چکے ہین الحق مع علی و علی مع الحق تو حضرت کا یہ کلام غلط ہونے سے اور نیز آیہ وجعلنا لھم لسان صدق علیا غلط ہوتا ہے جسمین جناب امیر یقینا داخل ہین۔

اور اس آیہ مین جو اذا تولی سعی فی الارض ہے اوسکی بھی تصدیق ہوئی کہ جب وہ حاکم ہوے تو بقول جناب امیرؑ اونہون نے فساد کیا۔ اسکے ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل کیونکہ اوسی مروج الذہب مین ہے وارتدت العرب بعد استخلافہ بعشرۃ ایام کہ انکی خلافت کے دس روز بعد تمام عرب مین ارتداد پھیل گیا۔

تاریخ اضمحلال اسلام اور تنقید بخاری حصہ ثانی مین بخوبی ثابت کر دیا گیا ہے کہ نہ ارتداد تھا نہ کفر بلکہ بغاوت تھی جو اسوجہ سے پیدا ہوئی کہ وہ دیکھتے تھے جب خاندان رسالت مین خلافت نہین جاتی تو ہم انسے زیادہ مستحق ہین کیونکہ قدیم الایام سے ہم معزز ہین جس سے معلوم ہوا وجہ بغاوت یہی تھی کہ یہ خلیفہ ہوے نہ کہ درحقیقت کوئی مرتد ہو۔ اسی مخالفت کے فرو کرنے مین خلیفہ اول نے خلاف اسلام وہ انتقام لیا ہے کہ تمامی عرب کو آگ مین جھونک دیا جس سے نہ معلوم کتنے خاندان تباہ ہوئے کتنی جائدادین تلف ہوئین اور آگ لگانے کی ترکیب اوسیوقت سے قائم ہوئی جس سے ویھلک الحرث والنسل کی بخوبی تصدیق ہوئی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس آیہ کی تطبیق و تصدیق کیا ہو سکتی ہے کہ لفظ بلفظ آیہ منطبق ہے
رہا یہ امر کہ جب اونسے کہا جاتا ہے خدا کا خوف کرو تو اور بھی اونکی ضد بڑہ جاتی ہے۔
اسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ قتال مرتدین مین صحابہ کا اجماع ہو چکا تھا کہ انسے
جنگ نکرنا چاہیے عمر صاحب بھی یہی رائے رکھتے تھے تو قسم کھا بیٹھے مین تو بغیر جنگ کئے
نہ رہونگا قال عمر يا خليفة رسول تالف الناس وارفق بهم فقال جبار في
الجاهلية وخوار في الاسلام ازالة الخفاء
عمر نے کہا اے خلیفہ رسول تالیف قلوب کرو اور نرمی کرو۔ خلیفہ اول نے کہا کہ جاہلیت
مین تو جبار تھا اور اسلام مین ذلیل و خوار۔
عزل خالد مین خلیفہ دوم نے خوف خدا دلایا اور کہا کہ قتل کرو اسے یا سنگسار یا معزول
تو کہا ہرگز میں غلاف مین نہین کر سکتا اوس تلوار کو جسے خدا نے کھینچا ہے۔
ولیعہدی خلیفہ دوم مین صحابہ نے انہین خوف خدا دلایا تو کہا کیا خدا کا خوف دلاتے
ہو میں نے بعد خلیفہ کر دیا۔ اس سے بڑہکر واذا قيل له اتق الله اخذته العزة بالاثم
کی کیا تصدیق ہو سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے جو ایکروز اسکی تفسیر بیان کی تو خلیفہ دوم
نے پوچھا کیا کہتے ہو اونہون نے انکار کیا جب خلیفہ نے اصرار کیا تو ابن عباس نے
اوسکو دوسرے طریق سے بیان کیا چنانچہ تفسیر طبری مین ہے۔ في هذه الآية
واذا قيل له اتق الله اخذته العزة بالاثم ومن الناس من يشري
نفسه ابتغاء مرضات الله قال ابن زيد هؤلاء المجاهدون في
سبيل الله فقال ابن عباس لبعض من كان الى جنبه اقتتل الرجلان
فسمع عمر قال فقال واي شيء قلت لا شيء يا امير المومنين قال
ماذا قلت اقتتل الرجلان قال فلما راى ذلك ابن عباس قال
ارى ههنا من اذا امر بتقوى الله اخذته العزة بالاثم واري من
يشري نفسه ابتغاء مرضات الله يقوم هذا فيامر هذا بتقوى الله

فاذا لم یقبل واخذ تہ العزۃ بالاثم قال ھذا وانا اشتری نفسی فقاتلہ فاقتتل الرجلان فقال عمر للہ درک یا ابن عباس ص ۱۷۹ جلد ۲

یعنی ایکروز ابن عباس عمر کے پاس تھے تو انہی آیتونکا ذکر ہوا۔ ابن زبیر نے کہا (از راہ تعجب) کیا یہ حال مجاہدون فی سبیل اللہ کا تھا۔ ابن عباس نے ایک شخص سے جو انکی بغل مین تھا کہا وہ دونو آدمی قتال کر چکے۔ عمر نے سن لیا۔ پوچھا کیا کہا؟ ابن عباس کچھ بھی نہین عمر نے کہا یہ کیا کہا اقتتل الرجلان۔ جب ابن عباس نے یہ حال دیکھا کہ عمر نے ہمارا کلام سن لیا تو کہا ہم ایسے دو شخص دیکھتے ہین کہ جب ایک کو نصیحت کی جاتی ہے اور خوف خدا دلایا جاتا ہے تو اوسکو غیرت آتی ہے۔ ناصح بھی آمادہ ہو جاتا ہے اور دونو لڑ پڑتے ہین۔ عمر نے کہا کیا کہنا ہے تمہاری تیزی کا اے ابن عباس۔

میری غرض صرف اصل واقعہ سے ہے کہ وہ کیا بات تھی جو ابن عباس نے کہی اور عمر نے سن لی اور ابن عباس نے انکار کیا پھر ایک بات بنا دیا جسکو حضرت عمر بھی سمجھ گئے۔

تو بتائیے اگر دال مین کچھ کالا نہ تھا تو ابن عباس نے انکار کیون کیا اور حضرت عمر نے اصرار کیون کیا۔ بہرحال چونکہ آیہ ومن الناس من یشری کے متعلق یہ یقینی ہے کہ وہ مہاجرین کی ایک اعلی فرد کی شان مین ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ لہذا معلوم ہوا کہ پہلی آیہ من الناس مین بھی ایسا مہاجر مراد ہے جو بالکل ضد اور مخالف ہو من الناس من یشری نفسہ کے۔ ولیس ہو الا ابوبکر

اڈیٹر صاحب اگر غور سے کام لین تو ایسا فیصلہ ناطق ہے قرآن کا جسکے بعد پھر کسیطرح چون چرا نہین کرسکتے کیونکہ اسمین ایک خبر غیب اسکی بھی ہے کہ اسکو حکومت ملیگی اور حاکم بنیگا اور وہ سعی کریگا فسادفی الارض مین جو بجز حضرت ابوبکر کسی پر صادق نہین آسکتی کیونکہ جن گمنام بلکہ موہومی اشخاص کو حضرات اہلسنت منافق کہتے ہین وہ تو نہ کبھی حاکم ہوئے نہ اونکو حکومت ملی نہ خلافت۔ پھر تصدیق کلام الہی بجز اسکے کیونکر ممکن ہے کہ انہین اشخاص سے کوئی شخص مراد ہو جو بعد حضرت خلیفہ ہوئے۔

دوسرا قرینہ اسکا کہ خلیفہ اول ہی مراد ہین یہ بھی ہے کہ بجز انکے کسی مسلمانون سے جنگ پیش نہ آئی اور نہ ایسی خونریزی بلکہ آتش افروزی کیسینے کی لہذا بجز انکے دوسرا کوئی مراد نہین ہوسکتا

اگرچہ حضرات اہلسنت نہ مانین۔

افسوس یہی ہے کہ حضرات اہلسنت دعوی کرتے ہین قرآن دانی کا مگر افسوس نہ بر
سکو کام لیتے ہین نہ غور و فکر سے بلکہ سطحی باتون پر جاتے ہین اور نہین سمجھتے کہ یہ قرآن ہے جسکا علم
خاص ہے رسول اللہ نے قرآن و اہلبیت سے تمسک کا ساتھ حکم دیا انی تارک فیکم
الثقلین کتاب اللہ و عترتی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ کیون فرمایا
اگر ان مفسرین کی راے سے علم حاصل کرنا چاہو تو تمکو کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ اختلافات کی
گھاٹیون مین پھر کر راستے بھولوگے کچھ نہ معلوم ہوگا۔ آخر خدا نے مذمت کی ہے تو کسی شخص کی۔ سچ کی ہے
تو کس خاص شخص کی۔ اگر ان مفسرین کی راے پر چلوگے تو نہ تمکو یہ معلوم ہوگا اس سے مراد مسلما
مسلمین ہین یا منافقین صحابہ۔ شخص معین ہین یا نام معین ہے تو کون

جیسے ملا بعض مفسرون نے اخنس بن شریق کا ایک قصہ گڑھ دیا۔ مگر تمہاری تجسس نگاہین
یہان خود بخود ڈھونڈھینگی یہ اخنس بن شریق کون ایسا بھاری شخص تھا کس قبیلہ کا سردار
کس ملک کا بادشاہ۔ کون ایسا مجرم جسکے لئے خدا نے ایسے ایسے وزنی الفاظ کو صرف کیا کہ
تمام قرآن مین یہ الفاظ نہین آئے (الد الخصام) تو تمام تواریخ اولٹوگے۔ اسماء رجال
دیکھوگے۔ مگر کہین اس نام کو نہ پاوگے بجز اسکے کہ انہین تفسیرون مین نام دیکھ پڑیگا جس سے
تمکو خود بخود شبہہ ہوگا کہ یہ کونسا بے حقیقت وجود تھا جسکے لئے خدا کو ایسے وزنی الفاظ خرچ کرنے
پڑے۔

پھر تم تفسیر مین جب اوسکے جرائم پر نظر دوڑاوگے تو وہان تمکو سب سے زیادہ حیرت ہوگی کہ اوسنے
کون ایسا جرم کیا تھا جسکے پاداش پر خدا نے ان آیتون کو نازل کیا جس سے تمکو عظمت قرآن مین
شبہہ پڑیگا کہ ایسے بے حقیقت لا وجود اشخاص کے لئے خدا نے ایسی عظیم الشان آیتین نازل کین
اسکے بعد تم اسکو بھی دیکھوگے کہ کب وہ حاکم ہوا کب خلیفہ جسکی خبر خدا نے واذا تولی سے دی ہے
جب کہین پتہ نہ چلیگا تو تم تکذیب کلام خدا پر آمادہ ہوگے۔

برخلاف اسکے جب تم اس تفسیر پر ایمان لاوگے صدق دل سے مانوگے تو تمکو معلوم ہوگا
قرآن کا کہین جواب نہین کہ کب سے مرتکز دین کیسی پر اثر آیتین نازل ہوئی ہین۔ قرآن سے کیسا فیصلہ

کیا ہے جو قیامت تک مٹنے والا نہین - کیونکہ ایک طرف تو خدا اونکے دینا داری اور مکاری
کو بتا رہا ہے کہ کسطرح رسول کو فریب دیتے ہین - دوسری طرف اونکو حکومت ملنے اور فرمانروا
ہونے کی خبر دیرہا ہے کہ وہ بادشاہ ہونگے اونکو حکومت ملیگی تیسرے تیسری طرف اونکے نتایج کو بتارہا
ہے کہ وہ حکومت پاکر کیا کرینگے اونسے کیا ظہور مین آئیگا - چوتھی طرف خدا اوس مرد
مومن کی ایمانداری اور اخلاص کو ظاہر کر رہا ہے کہ اوسنے اپنی جان خدا کی راہ مین
بیچ ڈالی جس سے اسکی طرف بھی اشارہ ہے کہ اہل اسلام کیسے ناقدردان ہین کہ جو ایسا کام
کرے وہ تو یون محروم کیا جائے اور جو لوگ ایسے مفسد ہون وہ اس طرح حکمران ہون -
اگر غور کرو تو اس آیہ نے قیامت تک کا فیصلہ کردیا کہ ہمیشہ یونہی ہوتا رہیگا کہ جو اسطرح چکنی
چپڑی باتین بناکر داخل اسلام ہوگا اوسکی یہ شان ہوگی اور جو درحقیقت اسلام کا سچا
جان نثار ہوگا اوسکی یہ شان ہوگی -

اب تم حضرت ابوبکر - عمر - عثمان - معویہ - یزید - مروان - عبد اللہ بن زبیر - عبد الملک - ولید -
ہشام - یزید وغیرہ خلفائے بنی امیہ - اور بنی عباس کو ایک طرف پھیلاؤ -

اور حضرت علی - امام حسن - امام حسین - امام زین العابدین - امام محمد باقر - امام جعفر صادق
امام موسیٰ کاظم - امام علی بن موسیٰ الرضا - امام محمد تقی - امام علی نقی - امام حسن عسکری - امام مہدی
علیہم السلام کو ایک جگہ جمع کرو -

تو جو نتیجہ حضرت ابوبکر کی دیکھوگے - وہی نتیجہ آخر خلفا تک دیکھوگے - اور جو رفتار جناب
امیر المومنین کی دیکھوگے وہی آخر آئمہ تک پاؤگے - اس سے بڑھکر کونسا قرآنی فیصلہ چاہتے ہو -

یہان یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ خداوند عالم نے سورہ بقر مین جو تناسب قایم کیا بین احوال
کفار و مومنین و منافقین مین کہ مومنون کا حال تین آیہ مین بیان کیا اور کافرون کا حال تین
آیہ مین اور منافقون کا حال بارہ آیہ مین - وہی تناسب یہان بھی قایم رکھا کہ منافق کا حال
تین آیہ مین بیان کیا اور مومن کا حال ایک آیہ و من الناس من یشری نفسہ مین جس سے
کہ سکتے ہین کہ وہان بھی انہین منافقون کا ذکر ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ خدا اون منافقو
کی مذمت مین تو اسقدر رکوشان ہو جنکا ضرر جزئی اور ناپائدار تھا - اور اون منافقو نکو

بالکل چھوڑ دے جو تا بقیامت باعث شر و فساد ہوں جو ایک ایسا الزام ہے کہ اہلسنت تو کسی طرح دفع نہیں کر سکتے۔

دوسرا آیہ (باقی آئندہ)

الآل و الاصحاب

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو)

ترک صلوۃ و سلام بر رسول اللہ ﷺ ابن الزبیر کی عداوت بنی ہاشم سے اسدرجہ ترقی پر تھی کہ اوسنے رسول اللہ پر صلوۃ و سلام بھیجنا خطبہ مین ترک کر دیا تھا اور ایک روز نہین بلکہ چالیس روز تک اس سنت کے تارک رہے۔

تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے ان ابن الزبیر خطب اربعین یوماً لا یصلی علی النبیؐ وقال لا یمنعنی ان اصلی علیہ الا ان تشمخ رجال بانافہا

ص ۱۶۳ حاشیہ تاریخ کامل جلد ۶

یعنی ابن الزبیر نے چالیس روز تک صلوۃ و سلام بھیجنا رسول اللہ پر ترک کر دیا تھا اور کہتا تھا کہ مینے اسلئے صلوۃ و رسول اللہ کو ترک کیا کہ لوگو نکا تکبر ٹوٹے

زیادہ تعجب تو اون صحابہ و تابعین پر ہے جو اس خطبہ مین شریک رہتے اور کیسے کے منہ سے یہ نہ نکلتا کہ تو کیا غضب کر رہا ہے جس رسول کی خلافت کا تو مدعی ہے۔ اوسی رسول پر صلوۃ و سلام کو قطع کرتا ہے۔ مگر ہائے یہ صحابہ وہ تھے جنہونے وقت وفات رسول سے آجتک جو سلوک آل رسول کے ساتھ کیا تمام عالم کو معلوم ہے۔ اگر یہی لوگ صاحب اسلام ہوتے۔ انکے دلمین دین کی محبت ہوتی تو آج اسکی نوبت ہی کیون آتی اور اسلام اسطرح کیون غارت ہوتا

اس سے زیادہ تعجب اہلسنت کے حال پر ہے کہ وہ یہ سب حال لکھتے ہین۔ مگر اون کی اطاعت و فرمانبرداری پر اسطرح جان دیتے ہین کہ اونکے قول و فعل کے مقابلہ مین حکم خدا و رسول کو بھی نہین مانتے اور خلیفہ برحق جانتے تھے

ابن الزبیر کے جسقدر حالات مذکور ہوئے عبرت کو کافی ہے اور اہل فہم کیلئے اس سے

زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ خدا اور رسولؐ سب اس سے بیزار ہیں۔ انکے کرکے حال مین مسعودی لکھتے ہین۔ واظہر ابن الزبیر الزھد فی الدنیا والعبادۃ مع حرص الخلافۃ وقال انما بطنی شبر فما عسی ان یسع ذالک من الدنیا وانا العائذ بالبیت والمستجیر بالرب وکثرت اذیتہ لبنی ھاشم مع شحہ بالعنیا البنی سائرالناس ص ۱۵۱

یعنی ابن الزبیر نے اپنا زہد ظاہر کیا کہ تارک دنیا ہے اور عبادت زیادہ کرنے لگے حالانکہ سب سے زیادہ حریص تھے خلافت پر اکثر کہا کرتے کہ ہمارا پیٹ تو صرف ایک بالشت کا ہے اس میں زیادہ دنیا کو اوسمین کہاں گنجایش ہے۔ اور مین تو خانہ خدا مین پناہ گزین اور خدا کے پناہ مین آیا ہون اسکے ساتھ بنی ہاشم کو بیحد ایذا دیتا کرتا جاتا۔ اور تمامی اہل دنیا کے لئے بخیل تھا۔ حالات کے بعد اب اسکی ضرورت نہین رہی کہ کچھ زیادہ حالات لکھے جائین۔ کیونکہ جس شخص کا برتاو رسول اللہ کے ساتھ یہ تھا کہ صلوٰۃ وسلام کو چالیس روز تک اوسنے ترک کر دیا۔ اور خانہ خدا کو خود اس غرض سے بلایا کہ لوگون سے یہ کہنے کا موقع ملے کہ بنیدیون نے یہ ظلم کیا کہ لوگ اوس سے منحرف ہوکر اسکی طرف مائل ہون۔ اور مان باپ بہائی خالہ کے ساتھ اوسکا یہ برتاو تھا جو مذکور ہوا تو بنی ہاشم کی ایذا دہی اوسکے سامنے کیا وقعت رکھتی ہے۔

حضرت ابن عباس جو کبھی کبھی اسکے فضائح ورذائل کو بیان کرتے تو ایکروز انسے ملاقات ہوئی پوچھا انت الذی توفبنی و تبخلنی قال ابن عباس نعم سمعت رسول اللہ یقول لیس المسلم الذی یشبع ویجوع جارہ فقال ابن الزبیر انی لاکتم بغضکم اھل ھذا البیت منہ اربعین سنۃ وجری بینھم خطب طویل فخرج ابن عباس من مکۃ خوفا علی نفسہ فنزل الطائف فتوفی ھنالک ص ۱۳۳ مروج الذھب

یعنی کہ تم ہی ہمکو ملامت کیا کرتے ہو اور بخیل کہتے ہو ابن عباس نے کہا ہان مینے رسول اللہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے وہ شخص مسلمان نہین جو خود تو سیر ہو اور اوسکے ہمسایہ بھوکے رہین۔ ابن الزبیر نے جواب دیا کہ ہم تو تم اہلبیت کی عداوت آج چالیس برس سے اپنے

دل مین چھپائے ہوئے ہین۔ اسکے بعد نہایت سخت واقعات پیش آئے جسپر ابن عباس نے بخوف ابن الزبیر مکہ چھوڑا اور جاکر طائف مین قیام کیا اور وہین وفات پائی۔ اس عبارت سے نہ صرف چہل سالہ عداوت ابن الزبیر معلوم ہوئی بنی ہاشم سے۔ بلکہ یہ بھی کہ اس عداوت کو چھپاتے تھے۔ مگر یہان کے ماندان رازی کروسا نہ مجھا مگر زیادہ تعجب اسپر ہے کہ یہ کلام ابن الزبیر بمقابلہ اوس حدیث کے ہے جسے حضرت ابن عباس نے رسول اللہ سے بیان کی تھی کہ حضرت نے فرمایا وہ شخص مسلمان ہی نہین جو خود تو سیر ہو اور ہمسایہ اوسکے بھوکے رہین جس سے ابن الزبیر کا خارج الاسلام ہونا بھی ظاہر ہے پھر کیونکر اہلسنت اوسکو خلیفہ برحق مانتے ہین۔

میری غرض ان حالات سے نہ ابن الزبیر کی سوانح عمری لکھنا ہے نہ اوسکے معائب کا بیان کرنا بلکہ چونکہ جناب امام حسین کے حالات مین انکا ذکر ضمناً آگیا تھا اور سیرت آل و اصحاب مجھے لکھنا تھا اسقدر اونکے حالات لکھے گئے تا کہ معلوم ہو۔ آل رسول اور اصحاب رسول کے عادات و اخلاق مین کیا فرق ہے کیونکہ آل رسول کا جو کام ہے خواہ جنگ ہو یا صلح محض رضائے خدا و رسول کے لئے۔ اور اصحاب رسول کا جو کام ہے حصول دنیا کے لئے الا من شذ منہم۔

اب مین اصل مطلب پر آتا ہون کہ جناب امام حسین کو جو یہ رائے دی گئی تھی کہ آپ خانہ کعبہ مین قیام فرمائین۔ اور یہین سے یزید سے مقابلہ کرین اوسے کن مصالح سے حضرت نے نہ قبول کیا اور فرمایا اگر مکہ سے مین ایک بالشت بھی دور مارا جاؤن۔ تو اس سے زیادہ یہ پسند ہے کہ دو بالشت ہٹ کر کیونکہ خود رسول سے مین سن چکا ہون یہان ایک شخص قریش کا مدفون ہوگا جسپر نصف عالم کا عذاب ہوگا۔

یہی پیشین گوئی رسول اللہ کی مانع تھی کہ آپ یہان قیام کرتے اور اپنی خلافت قایم کرتے اور یزیدیون سے مقابلہ کرتے لہذا اپنے نہایت تعجیل سے یہان سے سفر کیا اور جانب کوفہ روانہ ہوئے۔ اسپر بعض نادان بے عقلی کا الزام لگاتے ہین کہ حضرت نے خلاف عقل یہ کام کیا۔ مگر حضرت نے دکھا دیا کہ یہی فعل مقتضائے عقل تھا کہ یہان سے علحدہ ہو جاؤ کہ خانہ خدا

کی بیحرمتی نہو۔ نہ ملحد کا خطاب ملے۔ نہ مقبرہ یہود میں دفن ہوں جو سب باتیں ابن الزبیر
کو نصیب ہوئیں۔

جن حضرات اہلسنت کو اہلبیت طاہرین سے عداوت ہے اور اونکے بغض و عناد سے
اونکی خمیر ہو۔ ۔ اونکو تو کسی امر سے ہدایت نہیں ہوسکتی۔ مگر جنکے دل خارجیت سے پاک ہیں اور
بوجہ صحبت شبہات سے مکدر ہوئے ہیں اونکے سمجھنے کو کافی ہے کہ یہ فعل جناب امام حسین انسب
ترین مصلحت تھا کہ خلیفہ سوم نے بھی یہی کیا تھا۔ چنانچہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ میں ہے

ودخل المغيرة ابن شعبة فقال له يا امير المؤمنين ان هؤلاء قد اجتمعوا
عليك فان احببت فالحق بمكة وان احببت ان نخرق لك بابا من الدار
فتلحق بالشام ففيها معاوية وانصارك من اهل الشام وان ابيت فاخرج
وحاكم القوم الى الله تع فقال عثمان اما ما ذكرت من الخروج الى مكة
فاني سمعت رسول الله يقول يلحد بمكة رجل من قريش عليه نصف
عذاب هذه الامة من الانس والجن فلن اكون ذلك الرجل انشاء الله

ص ۲۶

یعنی مغیرہ ابن شعبہ داخل ہوا عثمان پر اور کہا کہ لوگوں نے اجماع کیا ہے تمہاری مخالفت پر
پس اگر چاہو تو مکہ چلے جاؤ نہیں تو ہم دروازہ ایک توڑ دیتے ہیں تم شام کو چلے جاو کہ
وہاں معویہ ہے اور تمہارے سب ہوا خواہ ہیں۔ نہیں تو نکلو کہ قوم سے لڑیں پھر
جو فیصلہ خدا کر دے۔

عثمان نے کہا کہ تو ہم نہ جائینگے کیونکہ ہم رسول اللہ سے سن چکے ہیں وہاں ایک شخص
قریش سے دفن ہوگا جسپر نصف امت کا عذاب ہوگا جن و انس سے۔ پس میں وہ
شخص نہیں بن سکتا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ایسی مشہور و معروف تھی کہ حضرت عثمان بھی
اسکو جانتے تھے حالانکہ خلفا کو عام طور پر احادیث رسول سے دلچسپی کم تھی۔ تو پھر کیونکر ممکن
تھا کہ جناب امام حسین اسکو قبول فرماتے۔

رہا یہ شبہ کہ جناب امام حسین کو تو اپنی شہادت کا و نجات کا حال معلوم تھا پھر آپکو کیون اسکا خوف ہوا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جہان آپکو وہ حالات معلوم تھے وہان اپنی شہادت گاہ بھی معلوم تھی۔ پھر کیونکر اوسکے خلاف کرتے اور رسول اللہ نے چونکہ یہ پیشین گوئی عام لفظوں مین فرمائی تھی لہذا۔ ان لوگوں کا کیا جواب ہوگا جو اس حدیث سے استدلال کرتے۔

آئمہ اطہار علیہم السلام کا جو فعل ہے وہ بمقتضائے حکمت جو کام ہے مطابق مصلحت سارے مصائب اوٹھاتے ہین تمامی شدائد کو برداشت کرتے ہین۔ مگر وہ کام نہیں کرتے جس سے کوئی الزام آسکے۔ جناب رسول اللہ نے وقت وفات فرمایا تھا قد اقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم ص ۱۲۱ جلد ۲ کامل

یعنی ایسے فتنون نے رخ کیا ہے جنکی تاریکی مثل شب تار ہے۔ جناب امیر سن چکے تھے۔ اسطرح اوس سے بچے رہے کہ جہان یہ فتنے ہوئے یعنی سقیفہ مین آپ تشریف بھی نہ لیگئے چھوڑ دیا کہ وہ لوگ فتنہ کرین۔

کم سے کم یہ ممکن تہا کہ حضرت اوسوقت لڑکر اظہار حق کے لئے جان دیتے۔ مگر خلاف عقل تہا اور مصلحت اسلام کے بالکل خلاف کیونکہ آپ جانتے تھے اگر آج ہم جنگ کرتے ہین تو ہمیشہ کے لئے اسلام برباد ہوتا ہے لہذا اس تحمل و ایثار نفس سے کام لیا کہ تمام جہان پر آپکی حقیت مسلم ہوگئی اگرچہ قبضہ دوسرون ہی کو رہا۔

کیا ممکن تہا کہ جناب امیر اگر اوسوقت شہید ہوتے تو طرفداران خلافت پھر بھی آپکے اسلام ہی اقرار کرتے اور کوئی حکم صحیح اسلام کا جاری ہوتا حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ کیونکہ جو لوگ یہ کہتے ہین کہ اگر جناب امیر کا حق تہا تو تلوار سے کیون نہ فیصلہ کیا۔ وہی لوگ اونکو بھی تو نہین کافر کہتے جنسے حضرت نے بذریعہ تلوار فیصلہ کیا سب تو حضرت عائشہ طلحہ۔ زبیر معویہ عمرو عاص کی حقیت کے بھی اوسیطرح قائل ہین۔

غرض جناب امام حسین نے نہ صرف اس مقام پر بلکہ سفر ۔ ۔ ۔ اور قیام مدینہ دونو موقع پر رسول اللہ کی اون پیشین گویونکا خیال کیا جو حضرت نے مختلف اوقات

مین اونکے نسبت فرمائے تھے جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا۔

ہان ہمارے بعض احباب کی یہ راے بہت قابل قدر ہے کہ خدا نے اون لوگونکا نام ایسا مٹایا کہ اب دنیا مین خواہ سنی ہو یا شیعہ ابن الزبیر وغیرہ کا نام نہین بھی جانتا۔ اور یہ بھی کوئی نہین سمجھتا کہ وہ کون تھے اور کیا ہوئے کیونکہ دنیا مین جہان نام ہے وہان امام حسن و امام حسین علیہم السلام کا کہ شاید ہی کوئی مسلمان جوان نامونسے ناواقف ہو۔

مگر حق یہ ہے کہ جسطرح روز روشن کے بیان مین شب تاریک کا ذکر آنا ضروری ہے مشک و عنبر کے مقابلہ مین گندہ و ناپاک چیزونکا ذکر آہی جاتا ہے۔ اوسیطرح یہان بھی۔ مجبوری تھی۔

اور ہماری غرض صرف عوام کے افہام و تفہیم سے نہین متعلق ہے بلکہ خواص بھی مخاطب کہ شاید ہدایت پائین۔ بیشک جسطرح نور رسالتمآب نے اون لوگونکو چھپا لیا جنھون نے بعد دفن حضرت کو ایذا دینے کے لیئے ناجائز طور پر اپنے کو وہان دفن کرلیا۔ اوسیطرح انوار مقدسہ آئمہ اطہار علیہم السلام نے انلوگونکو مخفی بلکہ معدوم کر دیا۔

مگر جن لوگون نے انھے اوبھارنا چاہا وہ ابتک موجود ہین اور اپنی کوشش مین مصروف ہین۔ آپکو معلوم ہوگا کہ چونکہ شیعہ نواسہ رسول اللہ کے عاشورا اور اقامت عزا کو ضروری سمجھتے ہین۔ اوسکے مقابلہ مین اہلسنت نے بھی خلیفہ اول کے نواسہ مصعب بن زبیر کا عاشورہ قایم کیا تھا اور چند روز تک بڑا زور شور رہا۔ مگر وہی ہوا جو اور اہل ضلالت کی بدعتونکا نتیجہ ہوا
تاریخ کامل مین ہے جلد ۹ صفحہ ۱۵۵ بذیل واقعات ۳۸۹ھ

وفیها عمل اهل البصرة یوم السادس والعشرین من ذی الحجة زینة عظیمة وفرحا کثیرا وکذلک عملوا ثامن عشر المحرم مثل ما یعمل الشیعة فی عاشورا وسبب ذلک ان الشیعة بالکرخ کانوا ینصبون القباب وتعلق الثیاب للزینة الیوم الثامن عشر من ذی الحجة وهو یوم الغدیر وکانوا یعملون یوم عاشورا من المأتم والنوح واظهار الحزن ما هو مشهور ففعل اهل البصرة فی مقابل ذلک بعد یوم الغدیر بثمانیة ایام

مثلهم وقالوا هو يوم دخل النبیؐ وابوبکرؓ الی الغار وعملوا بعد عاشورا بثمانية ايام مثل ما يعملون يوم عاشورا وقالوا هو يوم قتل مصعب بن الزبير —

یعنی ۳۸۹ھ مین اہل بصرہ نے ۲۶ ذیحجہ کو اسکی عید منائی کہ آج کے روز رسول اللہ اور ابوبکر داخل غار ہوئے - یہ عید اونہون نے بمقابلہ عید غدیر قایم کی تھی آٹھ روز بعد۔ اسیطرح ۱۸ محرم کو اونہونے عاشور قایم کیا کہ مصعب بن زبیر اسروز مارے گئے - یہ عاشور بمقابل اوس عاشور کے بنا جو شیعہ ۱۰ محرم کو بوجہ شہادت جناب امام حسینؑ کرتے ہین -
جس سے معلوم ہوا کہ قدیم زمانہ مین اہلسنت نے عید غدیر کے مقابلہ مین عید غار بنایا - اور عاشور کے مقابلہ مین ۱۸ محرم کو اپنا عاشورا الگ قایم کیا جسکی مناسبت بھی ظاہر ہے کہ عید غدیر تو اس خوشی مین ہے کہ خداوند عالم نے رسول اللہ کو حکم دیا کہ تم اپنا قایم مقام مقرر کرو جسپر خدا نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل کیا - لہذا ہر طرح کی مسرت اسرکو زمناسب ہے کا خدا نے رسول اللہ کو تمامی عرب پر تسلط دیا دین اسلام پھیل گیا -

بخلاف عید غار کہ ہجرت کے روز رسول اللہ ظلم کفار سے عاجز آکر غار مین پوشیدہ ہو رہے تھین - لہذا اوسروز عید منانا اہلسنت کو نہایت زیبا تہا کہ آج رسول اللہ اس مصیبت مین مبتلا ہین کہ غار مین بھی انکو آرام نہ ملا - ؎

نہ واشد ہاگر بود یار غار ۔۔۔ ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

آخر ہی نتیجہ اس زور شور کا سکے کہ اوسی آپچ کا مل مین ہے

۳۸۲ھ مین درمیان شیعہ واہلسنت مصالحہ ہوا حالانکہ فریقین مین ایک زمانہ سے جنگ قائم تھی اور خلفا وسلاطین کوشش کرتے کرتے تھک گئے کہ دونو مین صلح ہو مگر نہو - اس سال خود بخود دونو فریق مین صلح ہوگئی جسکی وجہ یہ ہے -
کہ سیف الدولہ صدقہ امیر عرب جو شیعہ تہا جب بصرہ مین قتل ہوا تو شیعیان کرخ بہت خوف زدہ ہوئے کہ اب پھر اہلسنت کا ظلم تیز ہوگا اور کوئی ایسا شخص نہین رہا جو حمایت کرسکے

اہلسنت نے اپر طعن و تشنیع شروع کی کہ صدقہ کے مرنے پر مغموم ہو رہے ہین۔ مگر چونکہ سلطان ہم
خود سنی اور تمام سنیونکا زور تھا لہذا شعیان کرخ اس قسم کے طعن و تشنیع کو سنتے اور ڈر کے
خوف کے خاموش رہتے ماہ شعبان تک اونکی یہی حالت رہی کہ ہر قسم کی باتونکو سنکر خاموش
رہجاتے۔

اہلسنت نے جب دیکھا کہ ان باتوں پر بھی شیعہ نہیں بولتے نہ کچھ تعرض کرتے ہین تو یہ سوچا
کہ اشتعال طبع کے لئے مصعب بن زبیر کی قبر کی (پرمیلہ لگائین) زیارت کو چلیں، حالانکہ ایک
مدت سے بجانب خلافت ممنوع تھی کہ اس سے فریقین مین اشتعال ہوتا ہے اور فتنہ وفسا
پیدا ہوتا ہے لہذا روک دیا گیا تھا اسدفعہ شیعونکے چڑانے کو خاص طور پر اسکا تہیہ کیا جب
اسپر بھی شیعہ خاموش رہے۔
تو اہلسنت نے یہ سوچا کہ کرخ کی راہ سے چلنا چاہئے اور اس ارادہ کو اپنے ظاہر بھی کیا مگر
وہان اہل کرخ نے باخود ہا مشورہ کیا کہ کسیطرح نہ بولنا چاہئے۔
اہلسنت نے ہر ہر محلہ سے علیحدہ علیحدہ اپنا جلوس نکالا اور اوسی راہ سے چلے کہ کبھی تو اہل
کرخ بولینگے مگر وہ خاموش رہے۔
محلہ باب المراتب کے سنیون نے ایک نئی ترکیب نکالی کہ لکڑی کا ایک مصنوعی ہاتھی طیار
کیا جسپر بہت سے سنی ہتھیار بند مسلح و مکمل سوار تھے اور اوسی راہ سے گزرے جو کرخ مین
واقع تھی۔
اہل کرخ نے اونکے لئے یہ سامان کیا کہ ہر طرف سے بخور (خوشبودار چیزین جو جلائی جاتی ہین)
حاضر کی اور عطر و آب سرد ہر طرف سے مہیا کیا اور ہر طرح پر اونکے عیش و سرور مین شریک
رہے اور نہایت خوشی سے ہر محلہ مین اونکا استقبال کیا گیا اور خوش خوش وہ لوگ
چلے گئے کسی قسم کا فساد نہوا۔
شیعون نے بھی ۱۵ شعبان کو قصد زیارت امام موسی کاظم علیہ السلام کیا اور بمعیت
وہ بھی چلے گئے سنیون نے اونسے بھی کوئی تعرض نہ کیا مگر نہ اونکے ساتھ کوئی زینت تھی
نہ آرایش سادہ طریق سے گئے اور واپس آئے جس سے ہر شخص متعجب تہا کہ کیونکر ایسا ہوا

ایسی صلح ہو گئی۔

اہلسنت جب مصعب بن زبیر کی زیارت سے فارغ ہو کر بصرہ سے آئے تو آتے وقت بھی اپنا گرگانا کر
بطایا شیعیان کرخ پھر نہایت فرح و سرور سے پیش آئے اور ہر طرح کی تواضع و خاطرداری کی۔

حاشیہ اہل ارباب المراتب انکسر فیلهم عند قنطرة باب حرب فقرء لهم
قوم الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل الی آخر السورۃ ص ۱۶۲

تو لطف یہ ہوا جو پیش آیا کہ ارباب مراتب والے جنکا وہ مصنوعی ہاتھی باب حرب کے پل پر لوٹ گیا جسے
کچھ لوگوں نے الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل کی تلاوت کی پورا سورہ ترجمہ کیا۔ نہ دیکھا تو نے کہ کیا کیا
تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ

یہاں مجھے وہ شعر یاد آگیا جو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب ہے کہ تھوں نے حضرت عائشہ سے فرمایا تھا

تجملت تبغلت ولو عشت تفیلت

کہ تم اونٹ پر چڑھیں۔ خچر پر سوار ہوئیں اور اگر زندہ رہتیں تو ہاتھی پر بھی سواری کرتیں۔ کیونکہ بقول
شاعر اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اہلسنت نے اپنی مادر نامہربان کے اس حق کو پورا کر دیا۔

شاید یہی وجہ ہے کہ حضرات اہلسنت نماز میں زیادہ تر اسی سورہ فیل کو پڑھتے ہیں جس سے
اونکی مناسبت ظاہر ہے۔

(**نوٹ**) اس مضمون کی ابتدا اس سے ہوئی تھی کہ جب یزید کی بیعت کا مطالبہ ہوا تو جناب
امام حسین کو تین رائے دی گئی تھی۔ کہ مکہ معظمہ میں قیام فرمائیے۔ یا مدینہ منورہ ہی میں قیام فرما کر
یزید کی بیعت سے کنارہ کشی کیجئے۔ یا یمن چلے جائیے کہ وہاں آپکے شیعہ زیادہ ہیں۔ جناب
امام حسین نے ان تینوں رایوں میں سے کسی رائے کو قبول نہ کیا اور راہی کوفہ ہوئے اور
کربلا میں شہید کئے گئے۔ اس مضمون میں صرف پہلی رائے کے مفاسد دکھائے گئے کہ اگر
آپ مکہ معظمہ میں قیام فرماتے تو کیا نتیجہ ہوتا۔ جو بحمد اللہ اس نمبر میں تمام کیا جاتا ہے۔ بقیہ دو رایوں
کے مفاسد آئندہ ظاہر ہونگے بشرطیکہ قوم اسکی قدردان اور خواہاں ہو سکیونکہ اون دونوں
رایوں کے متعلق بھی ایسے اسرار ہیں کہ بعد اطلاع کے پھر ممکن نہیں کوئی اون صحابہ کے ایمان
بلکہ اسلام کا قائل ہو جو اوس زمانہ موجود تھے۔ بخیال اتمام مضمون اس تحریر کو سنیے حد تک

اتمام حجت

عرصہ ہوا کہ میرا ایک مضمون معہ استفتاء اصلاح نمبر ۱۹ و ۲۰ جلد ۱۰ مین بعنوان (خود علمائے اہلسنت اسکے ذمہ دار ہین) شایع ہوا تھا جسمین علمائے اہلسنت سے بکمال ادب یہ استدعا کی گئی تھی کہ اگر دو مہینے کے اندر بذریعہ اصلاح جواب باصواب مرحمت نہ فرمایا جائیگا۔ تو مین اپنی گروہ کے شیعہ ہونے کا اعلان کر دونگا۔ کیونکہ قبل اشاعت مضمون کے پہلے مین نے حصول جواب مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا تھا۔ مگر جب کسیطرح سے نہین ملا تب مجبور ہوکر اشاعت کی آخری تدبیر کی اور اڈیٹر صاحب اصلاح کی خدمت مین ایک مطول فہرست بھیجی کہ علمائے فرنگی محل لکھنو و دیوبند و بنارس و دہلی و الہ آباد و کانپور وغیرہ وغیرہ کی خدمت مین ایک ایک پرچہ اصلاح کا جسمین یعنی معروضات کو شایع فرمائین بھیجدین۔ چنانچہ ممدوح کا نوٹ اوسی استفتا کے نیچے اصلاح مین موجود ہے کہ تمامی علمائے اہلسنت مندرجہ فہرست کے نام ایک ایک پرچہ اصلاح کا بھیجدیا گیا اور جو کچھ وہ حضرات جواب عنایت فرمائینگے وہ بجنسہ اصلاح مین شایع کردیا جائیگا۔

مگر نہایت افسوس ہیکہ باوجود اسقدر کوششون اور امتداد زمانہ کے بھی اتبک وس استفتاء کا جواب کسی عالم صاحب نے صادر و شایع نہین فرمایا جس سے بقول اڈیٹر صاحب اصلاح افسوس کے ساتھ یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ واقعی مذہب اہلسنت و الجماعت اب دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔ کیونکہ جہانتک مجھکو بھی علم ہے۔ اس مذہب مین تبرا بازی سخت مذموم و ممنوع ہے یہانتک کہ یزید ایسے فاسق پر بھی کف لسان کا حکم جاری ہے اور حضرات خلفائے ثلثہ پر تبرا کرنے والے تو فوراً ہی دایرہ اسلام سے خارج کردئے جاتے ہین اور اونپر کفر کا فتوی صادر ہوجاتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نفس رسول زوج بتول پر علانیہ تبرا بازیان اور سب و شتم بلکہ صاف صاف الفاظ مین آنحضرت کو

(معاذ اللہ) خلیفہ ناجائز رسولؐ۔ شعبدہ باز۔ مکار۔ غدار۔ بناہو امسلمان۔ قاتل اصحاب رسولؐ۔ مخرب اسلام۔ دیوث۔ کافر۔ وغیرہ وغیرہ بنایا جاتا ہے اور بعض سنی اخبار دن مین ایسے شرمناک مضامین کی اشاعت روز افزون ترقی کرتی جاتی ہے۔ لیکن مقدس علمائے اہلسنت کا اس طوفان بے تمیزی کے انسداد کیطرف خود توجہ کرنا تو درکنار استفتا کرنے پر اور مزید برآن اخبار مین شایع ہونے پر اور خاصکر وہ پرچہ اونکی خدمتون مین بھیجے پر بھی کچھ خیال نہین ہوتا کہ ایسے مضامین لکھنے یا شایع کرنے والونپر کوئی عالمانہ حکم صادر فرمائین۔

اس موقع پر مجھے جناب مولوی وحید الزمان خانصاحب نواب وقار نواز جنگ بہادر حیدر آباد دکن کی ایک تحریر کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے جو اصلاح نمبر ۹ جلد ۱ صفحہ ۲۶ مین شایع ہوئی تھی۔ اور جسمین ممدوح المناقب نے ایسی گندہ دہن اور بدنام کنندہ قوم کا اسطرح فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ:۔

مین اپنا مسلک آپ پر ظاہر کئے دیتا ہون کہ مین اون سنیون سے نہایت بیزار ہون جو صرف نام کے سنی ہین اور درحقیقت خارجی و ناصبی ہین حضرات اہلبیت آئمہ اطہار کی نسبت جنکی غلامی ہمارے لئے فخر اور باعث سعادت و نجات آخرت ہے کلمات ناشائستہ زبانسے نکالتے ہین یا قید تحریر مین لاتے ہین۔ مثلاً نجم لکھنو کا یہ لکھنا کہ شیعون کے علی کی نسبت معاذاللہ مین اوس کلمہ کو زبان سے نہین نکال سکتا۔ الخ

معلوم ہوتا ہے کہ جناب مولوی صاحب قبلہ کی نظر اقدس سے وہ استفتا نہین گذرا جسمین مین نے پورا حوالہ اوس اخبار النجم کا دیدیا ہے جسمین الفاظ متذکرہ بالا امام علی ابن ابی طالب علیہم السلام کی شان مبارک مین بصراحت استعمال کئے گئے ہین۔ نہ کہ شیعون کے علی کی نسبت جو النجم کی روزمرہ مین داخل ہوگیا ہے۔ کہ اس نئی او عجیب الخلقت منطق کے ذریعہ سے ہزارون مغلظات گالیان آنحضرت کی شان اقدس مین استعمال فرمایا کرتے ہین۔ اور ہونکو خدا اور رسول سے بھی کچھ شرم نہین آتی۔ کہ قیامت قریب ہے اور خدا عالم الغیب ہے وہ اونکے بطون سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس عجیب

الخلافت تفریق کے دہوکہے مین وہ کیونکر آجائیگا کہ شیعون کے علی دوسرے اور سنیون کے علی دوسرے ہین - لہذا شیعون کے علی پر معاذ اللہ تبرا جائز ہے جیساکہ ایڈیٹر صاحب نے اپنے بے نظیر اخبار کے ذریعہ سے عام سنی جہلا کو گمراہ کر رکہا ہے - کاش وہ ۲ استفتا اور مضمون مندرجہ اصلاح یا وہ پرچہ النجم آپکی نظر اقدس سے گذر جاتا تو آپ اوس اخبار کے ایڈیٹر اور نامہ نگارون کی نسبت نہ معلوم کیسا ہر دلعزیز فتوی صادر فرماتے - مگر تعجب اور بالائے تعجب ہے اون حضرات علماء جلیل القدر اہلسنت پر جنکی خدمات مین وہ پرچہ اصلاح خاصکر بطور استفتا بہیجا گیا اور اونہون نے اوسپر بھی کوئی فتوی صادر نفرمایا - اگر یہی حال ہے تو اونکو باور کر لینا چاہیئے کہ آج علی مرتضی علیہ السلام کی شان مین اگر یہ الفاظ ہین تو کل رسول خدا صلعم کے لئے اور پرسون خدائے عزوجل کی شان مین اونکو اپنے ہی گروہ کی زبان سے سننے کے لئے بالکل طیار اور آمادہ ہو رہنا چاہیئے - ورنہ ایسے معمولی لوگون کی تنبیہ و تادیب کے لئے جو صرف روٹی کمانے کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہین اور مذہب کی بدنامی اونکی بربادی کے باعث ہو رہے ہین اونکو علماء اعلام ایران سے سبق حاصل کر لینا کچھ کم نہین ہے - جو نہایت استقلال سے تحفظ مذہب اور قومی بہبودی کے لئے شاہنشاہ ایران ایسے جابر و قاہر بادشاہ کے مقابلہ مین اپنی عزیز جانین تصدق کر رہے ہین اور شہنشاہ [illegible] مرادی کے فتوے صادر کرنے مین بہی [illegible] محفوظ نہین رہتے - آپ حضرات کو کسی سے جنگ و قتال ہم کرنا نہین ہے صرف فتوی پر دستخط کر دینا ہے جو آپکا فرض ہے - اور جس سے آپکو کوئی نقصان بہی نہین پہونچ سکتا - مگر افسوس کہ وہ فرض ہی [illegible] نہین ہوتا - پہر ہم نہین سمجہ سکتے کہ یہ اونٹ کس کل بیٹھے گا - اور ہمارے سنی بہائیو کا کیا حشر ہوگا جبکہ ایک عالم با عمل رکن اعظم مولوی محمد عبد المجید صاحب قبلہ صاحب مسند فتوی و اجتہاد اور دوسرے لیڈر قوم جناب منشی احتشام علی صاحب تعلقدار نے اوس کمیشن کی ممبری سے استعفا دیدیا جو بحکم و تجویز گورنمنٹ عالیہ لکہنؤ مین اصلاح بین الفریقین کے لئے قائم ہوئی تہی اور بجائے اونکے مولوی عبد الشکور صاحب جو اسی اخبار النجم کے ایڈیٹر ہین جنکا ذکر خیر اوپر کیا گیا ہے

اور حشمتی بنی اللہ صاحب بیرسٹر ممبر منتخب کئے گئے جیسا کہ اخبار اڈوکیٹ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۱۶ء مین شایع ہوا ہے۔

افسوس کہ اول الذکر دونو حضرات کے مستعفی ہونے اور آخر الذکر دونون اصحاب کے منتخب ہونے سے باہمی اصلاح کی تو بہت کم امید باقی رہی کیونکہ جس اخبار کے خوف سے اون واجب الاحترام اور صلح کل پالیسی بزرگوار ون نے تمام لیا استعفا داخل کر دیا ہے اوسکا اثر جدید ممبر صاحب پر بھی پڑ ہنے کا احتمال کچھ کم افسوس ناک نہین ہے اگر شمر یا شمری اونہون نے استعفا نہی داخل کیا تو ایڈیٹر صاحب النجم کے زیر اثر اور ہم خیال اونکو بھی غالبًا رہنا پڑیگا - اور ایڈیٹر صاحب موصوف کے خیالات حب علی مرتضی علیہ التحیہ والثنا کے نسبت اوپر ایسے عبرتناک ثابت کر دے گئے ہین تو آنحضرت کے پارہ جگر امام مظلوم حضرت حسین علیہ السلام کے عزاداران سے وہ کیون صلح ہونے دینگے -

الغرض بوجوہات بالا اگر نواب وقار نواز جنگ کے تقویٰ سے مجھے کچھ تسکین نہ ہوگئی ہوتی تو مین معہ اپنے گروہ کے شیعہ ہونے کا اعلان اب تک کب کا کر چکا ہوتا لیکن جہان ہو اون حضرات اہل التشیع کا جنہون نے نواب صاحب ممدوح کے علما اہلحدیث سے ہونیکا مجھکو یقین دلا کر میرے پہلے خیالات کو تازہ کر دیا لہذا اب مین مکرر بطور اتمام حجت اوس استفتا کو عام طور پر علما حنفیہ کی خدمت مین بذریعہ اصلاح پیش کر کے حجت تمام کرتا ہون اگر اس مکرر اشاعت پر بھی وہی قدیم سکوت رہا تو بعد دو مہینہ کے مجھے معہ اپنی گروہ کے مذہب اثنا عشری اختیار کرنے مین کوئی عذر و حیلہ باقی نہ رہیگا اور یہ قطعی طور پر یقین کر لیا جائیگا کہ مذہب اہلسنت والجماعت مین اہلبیت طاہرین پر سب و شتم کرنا جائز بلکہ فرض ہے۔

استفتا یہ ہے

کیا فرماتے ہین علمار کرام و مفتیان عظام حضرات اہلسنت والجماعت حنفی المذہب

اس مسئلہ مین کہ جو شخص حضرت علی ابن ابیطالب کو علیہ السلام کو اپنے عقیدہ فاسدہ کی رو سے خانگش بدہان معاذ اللہ۔ خلیفہ ناجائز رسول۔ شیعہ کے بانی۔ مکار۔ عمداً مسلمان کا خون بہانے والا۔ دیوث۔ مخرب اسلام۔ قاتل اصحاب رسول۔ اسلام کا بیخ کن وغیرہ وغیرہ تصور کرتا ہو یا ایسا عقیدہ رکھنے اور اسکی ترغیب و تحریص اشاعت میں سرگرم ہو وہ دائرہ اسلام یا فرقہ اہلسنت سے خارج ہے یا نہین

بینوا توجروا

راقم چودھری قطب الدین احمد خان حنفی

مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۱۸ء

اصلاح میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور اب بھی لکھتا ہوں کہ علمائے اہلسنت سے ممکن نہین کوئی جواب دے۔ کیونکہ اسوقت ہندوستان مین بجز خارجیت و ناصبیت مذہب اہلسنت کا وجود نہین جو باطنا سنی ہین وہ ایسے دبے ہوئے ہین کہ اونہ کر سکتے۔ آجتک صرف دو شخص نظر آئے ایک جناب مولوی وحید الزمان صاحب نواب وقار نواز جنگ علماء اہلحدیث سے۔ دوسرے مولوی حسن میان صاحب پھلواری حنفیون سے۔ مگر نہ معلوم قوم نے کیا دبایا۔ یا گیا اگر اب یہ بھی خاموش ہین اخبار الفقیہ بند ہی کر دیا گیا۔ جو کوئی کلمہ حق کہ جاتا۔ لہذا ان خوارج سے جو خوارج تھے وان سے پھرتے ہین آپکو انسے کیا امید ہے صدق دل سے کلمہ پڑھے اور اسلام لائے۔ قد تبین الرشد من الغی۔

(اڈیٹر)

سچی خدمتونکا مفید نتیجہ

جس کام کو انسان خلوص نیتی سے کرتا ہے وہ ضرور مفید ہوتا ہے جو خدمت سچی ہمدردی اور اصلی محبت سے ہوگی وہ ظاہر ہے کہ اعلی پیمانہ پر کارگر ہوگی۔ ہمارے بزرگ فخر قوم مولانا فخر الحکما دام ظلہ العالی تیرہ چودہ برس سے جو قوم کی خدمت کر رہے ہین اور جس خلوص نیتی و سچی محبت سے خدمت کرتے ہیں

اس سے بہلا کون انکار کر سکتا ہے اوس بزرگ نے اپنی تئین قوم کی خدمت کیلئے وقف کر دیا مخالفین کے دانت کہٹے کر دئے دس بارہ برس قبل جو شوخی وگستاخی حضرات اہلسنت والجماعت آئمہ معصومین علیہم السلام سے کرتے تھے۔ اب گویا کچھ بھی نہین ہے ورنہ آئمہ معصومین علیہم السلام و نعوذ جناب رسالتمآب کو گالیان دینا تو انکا شیوہ تہا اب بھی بعض حضرات اہلسنت کے یہان ایسے موجود ہین کہ جناب امیر المومنین ع کے ساتھ وہ وہ گستاخیان کرتے ہین اور اون کے شیعون کا اس درجہ دل دکہاتے ہین آون کے بزرگون نے بھی اسقدر جناب رسالتمآب ص و امیر المومنین ع کا دل نہ دکہایا ہوگا ان دشمنان اہلبیت کی اصلاح اصلاح و الشمس کے ذریعہ سے ممکن نہین بلکہ آنحضرت کی اصلاح کوئی اور ہی کریگا جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہے —

اصلاح بابت ماہ رمضان المبارک مین دو تنبیہ الواعظین کے عنوان سے مولانا کے قلم سے مضمون نکلا ہے جو نہایت ہی مفید اور ضروری قابل عمل ہے ایسے مضمون کی ضرورت اور سخت ضرورت تھی جو جو ہدایتین کہ واعظین کو کین ہین اور قوم کو نصائح اور تنبیہ اون اون امرون سے جو اونمین موجود ہین اسطرح سے کی ہین کہ اوسکا قوم پر و واعظین پر خاص اثر پڑا مین قبل ذکر کرچکا ہون کہ جو کام انسان خالص نیت سے کریگا وہ ضرور اچہا ہوگا مولانا نے اپنے اوس مضمون مین بہت سے امرون کیطرف توجہ فرمایا ہے اور تنبیہ کی ہے قوم کی نگرود امرون پر خاص کر جلد اثر ہوا ہے اور وہ بھی لکہنؤ مین۔ مبارک ہو فخر الحکما کو یہ خوشی کہ اون کی تمنا پوری ہوئی وہ کون سے دونون امر ہین۔ یہ ہین۔ ماہ مبارک مین مسجد آصف الدولہ مین جناب قدوۃ العلماء آقائی مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد نے ایک روز شیعون کی نا اتفاقی پر افسوس کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اسی نا اتفاقی کے سبب ہمارے معابد خراب حالت مین ہے اصلی وجہ یہ ہے کہ جسکی مسجد ہے یا امام بارہ اور وہ مفلس ہے بسبب ناداری کے نہین بنوا سکتا ہے

ہے تو وہ لوگ جو غنی ہیں اور صاحب دولت ہیں تو اسکتے ہیں مگر افسوس صد
افسوس کہ ہم میں اتحاد و اتفاق نہیں جسکے سبب ہماری عمارتیں برباد ہو رہی ہیں غیر
قوموںکو ہمارے معابد پر رحم آتا ہے اور وہ اسکی طرف متوجہ ہوئے ہیں چنانچہ لکھنؤ میں
ایک جلسہ ہوا تھا اور کمشنر و ڈپٹی کمشنر صاحبان نے علما کو بھی طلب کیا تھا اور فرمایا تھا کہ
"آپکے معابد میں ہم چندہ دینے کو تیار ہیں" خیر الحمد للہ کہ لکھنؤ میں جابجا مختلف محلوں
میں مسجدوں کی مرمت ہو رہی ہے اور مومنین نہایت کوشش سے چندہ فرما کر مساجد
کی مرمت و درستگی میں کوشاں ہیں جناب شیخ جعفر حسین صاحب اشرف آبادی شرف
پہچکی کے قریب والی مسجد کی مرمت کیلئے چندہ فرما رہے ہیں اور عنقریب اوسکی درستگی ہوگی
اوس مسجد کی حالت بہت خراب تھی الحمد للہ کہ شیخ صاحب کو خدا نے اسکی توفیق دی
ٹاپے والی گلی میں جہم علی خان کی مسجد جو نہایت شکستہ تھی اوسے میر [illegible] حسین
صاحب چندہ [illegible] کرکے درست کرا رہے ہیں۔ الحجیہ خان [illegible] والی مسجد
میں بھی کچھ مرمت کی ضرورت تھی اوسے محمد نواب صاحب [illegible] اوسے درست
کرا رہے ہیں دیانت الدولہ کی کربلا کے قریب جو مسجد تھی اسکی حالت بھی بہت
ہی خراب تھی مومنین اوسکے لئے بھی بڑے اہتمام سے چندہ فرما کر درستگی فرما رہے
ہیں۔ کشمیری محلہ ناکے کے قریب والی مسجد کی بھی مرمت ہو رہی ہے غرضکہ اسیطرح
لکھنؤ کے بہت سے محلوں میں جسقدر مسجدیں ہیں کہ شکستہ ہیں مومنین چندہ سے اونکی درستگی
فرما رہے ہیں خدا اونکو جزائے خیر دے۔

دوسرے عقد بیوگان اسکا بھی لکھنؤ میں و نیز بیرونجات میں خاص طور سے لیکچروں کے سبب
اثر ہوا ہے اور بہت سی بیوؤں کی شادیاں ہوئیں۔ مجھکو معتبر ذرایع سے معلوم ہوا
ہے میں اون حضرات کے نام بھی لکھتا جنہوں نے اسکے متعلق کوشش کی ہے و شادیاں
کی ہیں مگر چند وجوہ سے لکھنا مناسب نہیں سمجھتا واقعی فخر الحکما کا خیال بہت
درست ہے کہ بیوؤں کے عقد سے عوام ناخوش ہوتے ہیں اور جنہوں نے ایسا کیا ہے
رذیل سے تشبیہ دیتے ہیں اور پیغمبر خدا کو ناخوش۔ مگر حق حق ہی ہے کوشش کی

ضرورت ہے جہانتک ہوسکے ایسے مضامین مفیدہ سے قوم کو متنبہ کرنا چاہیئے اور عدم تعمیل سے دل شکستہ نہونا چاہئے۔

(راحت حسین بھیکپوری۔)

توسیع اشاعت اصلاح

اے میرے معزز ناظرین اصلاح میں آپکا گران بہا وقت کسی تمہید کے پڑھنے میں صرف کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس ناچیز کو اسقدر استعداد و قابلیت ہے کہ چلتے پھرتے الفاظ و عبارت آرائی سے اپنی طرف مخاطب کرسکوں اور نہ اس امر کا آرزومند ہوں کہ قومی اسٹیج پر ریفارمری کا کوئی ایکٹ ادا کروں۔ بلکہ نہایت ہی سادہ لفظوں میں اپنی قوم سے توسیع اشاعت اصلاح کی اپیل کرتا ہوں۔

اے برادران دینی و اے پیروان مذہب جعفری نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ وہ پرچہ جو اصلاح قوم کا ساعی مذہب حقہ امامیہ کا حامی مومنین کا ہواخواہ ترقی قوم کا بدل و جان خواہاں اغیار کے حملوں کا روکنے والا گیارہ برس سے اپنے کار منصبی میں نہایت ہی تندہی و انہماک سے بدل و جان مصروف ہے اب مثل ایک چراغ سحری کے ٹمٹما رہا ہے یا ایک مریض کے مانند بستر مرگ پر دم توڑ رہا ہے جسکو معالج قریب قریب جواب دے چکا ہے یا کسی شاعر نے خاص اوسکی صورت کا فوٹو کھینچکر اس شعر میں موزون کر دیا ہے۔ شعر

حسرت پہ اوس مسافر بیکس کی روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

اے باحمیت قوم کیا تو اپنے اغیار کے اس جملہ کے سننے کا تحمل کر سکتی ہے کہ شیعوں کا یازدہ سالہ پرچہ اصلاح قوم کی عدم توجہی سے بند ہو گیا ہرگز نہیں ہرگز نہیں خدا وہ روز بد نہ دکھائے کہ اغیار کچھ کہنے کا موقع پا سکیں۔

پھر کیوں اس قومی پرچہ کی ترقی مسدود ہے سیکڑوں ویلیو واپس ہو رہے ہیں جسکے باعث اڈیٹر کو مجبوراً پندرہ روزہ اشاعت سے ماہانہ اشاعت کر دینے کی

ضرورت محسوس ہوئی - اگر کہا جائے کہ اصلاح میں نقص آگیا اوڈیٹر نے پالسی بدلدی مضامین پھیکے پڑ گئے - اغلب ہے کہ صدہا زمانہ شناس و اہل قلم افراد قوم ان امور کا نفی میں جواب دینے کے لئے ہمہ تن موجود پائے جائینگے - اور نہایت پُر زور الفاظ میں اس اعتراضات کی تردید کرتے نظر آئینگے -

اصلاح میں کچھ نقص ہے تو اسقدر کہ بروقت اشاعت پذیر نہیں ہوتا - انصافاً غور کیجے کہ اصلاح نے جنم لیا تو کہاں جہاں مومنین اپنی ضروریات روزمرہ کے لیے متفکر نظر آتے ہوں وہاں اگر ایک دردمند دل نے قوم کے حالات سے متاثر ہو کر اصلاح قوم کا بیڑا اٹھایا تو وہ بیرنگ کہانتک قابل جرح و قدح ہو سکتا ہے ایسے مقام پر اشاعت کے لئے کافی سرمایہ بڑی اسٹاف کے موجودگی ضروری ہے - سرمایہ کے لئے صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ قوم کے روبرو حقیر کو اس اپیل پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی و نیز پندرہ روزہ دیدار اصلاح کے - اب مومنین ماہانہ زیارت سے مشرف ہوتے ہیں - اسٹاف کا حال یہ ہے کہ اڈیٹر صاحب کوئی عامل زبردست نہیں کہ خیر موکلوں ہی کے ذریعے مطبع کا کام چل جاتا ہو یہاں تو وہی مثل ہے - خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ انصاف پسند طبیعتیں و اہل مطابع بخوبی اندازہ فرما سکتی ہیں -

پھر کیا سبب ہے کہ مومنین ایسے بیدل ہوئے کہ پندرہ روزہ اشاعت سے ماہانہ اشاعت تک نوبت آگئی - سیکڑوں سرپرستوں نے وہابی ویلو کا وطیرہ اختیار کر لیا سیکڑوں حضرات حساد اپنگی چندہ کا سبق پڑھکر فاضل بنگئے - اپنا تو اپنا دوسروں کا چندہ بھی بعض اہلکو مضم ہو گیا ڈکار تک نہ آئی - خدایا جلد ستارۂ اقبال اصلاح کو خوشحالی سے مشرف کر کہ امراض قوم کے لئے وہ مسیحا ثابت ہو - ہماری قوم میں طبقے منقسم ہے - اول امرا دوم متوسطین سوم غربا - ہر سہ طبقات کے حالات یہ ہیں -

امرا میں بھی دو گروہ شامل ہیں اولاً قدیم وضع کے پابند ان میں علی العموم اخبار و رسائل بینی کا چنداں مذاق نہیں - ثانیاً جدید وضع کے شیدائی جنکو دوسرے الفاظ میں فیشن ایبل جنٹلمین کہنا غیر موزوں نہوگا جو فنا فی الیورپ کے درجہ

تک ہوچکے ہیں جبکا صدہا روپیہ سوٹ وفرنیچر کے بھینٹ چڑھنا فرض عین سمجھا گیا ہے اور جنکے دین و دنیا فراموش کرنے کے لئے بتان فرنگ کا سایہ کافی ہے۔
اب رہے متوسطین یہی وہ طبقہ ہے جسکی بغل در دین سے متاثر ہوکر بہت کچھ کر گذرتے ہیں۔ خدا ان کو توفیقات دینی میں روز افزون ترقی یاب کرے۔ آمین
بیچارے غربا جو جناداری کسی شمار و قطار میں نہیں۔
ہمارے تجربہ مجھے یہ کہنے میں ہرگز پس وپیش نہیں ہو سکتا کہ اگر بتعمق دیکھا جائے تو متوسطین حضرات ہی نوے فیصدی اصلاح میں دلچسپی کا پہلو لئے ہوئے نظر آئینگے اسلئے کہ جب اپنی دنیاوی ضرورتوں سے فرصت پاتے ہیں کچھ کرہی گذرتے ہیں مگر قیمت رسالہ کی وہ حالت ہوگئی ہے کہ مشکل سے آرڈر دلی کی شکل نظر آتی ہے یہی باعث ہے کہ صدہا ویلوون کے واپسی کی نوبت آئی کیونکہ یکمشت اور وہ بھی زر چندہ وغیرہ ایک آنہ کی رقم ملازم ڈاک کے حوالہ کرنا ان کے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔
وہ روپیہ ایک آنہ سال کے حساب سے گیارہ پیسے ماہوار ہی ہوئے لیکن پیسے کوئی ایسی رقم نہیں ہے کہ ہر متوسط الحیثیت کو ماہوار دینی گراں گذرے کاش یہی گیارہ پیسے ماہوار جمع کئے جاتے تو آخر سال پوری رقم ہو جاتی اور واپسی ویلو کی نوبت نہ آتی۔
جمع کرنے کا آسان طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ جب مومنین اپنی خانگی ضروریات کے لئے روپیہ خوردہ کرائیں فی روپیہ ایک پیسہ علیحدہ رکھدیا کریں اور یہ خیال فرمائیں کہ یہ پیسہ بھاڑ میں گیا۔ ہر متوسط الحیثیت شیعہ کا ماہوار خرچ ضرور گیارہ روپیہ سے زاید ہوگا اس طریقہ سے نہایت ہی آسانی کے ساتھ ایک ایک پیسہ جمع ہوتے ہوئے آخر سال ایک معقول رقم پس انداز ہو جائیگی جو بروقت آنے ویلو اصلاح فوراً بلا بیرواکراہ دیجا سکتی ہے۔ اور جن حضرات کو علاوہ اصلاح کے دیگر دینی پرچوں مثل اثنا عشری، شیعہ وغیرہ وغیرہ کی سرپرستی منظور ہو وہ حضرات اپنی آمدنی کا لحاظ فرما کر ایک پیسہ یا دو پیسہ فی روپیہ علیحدہ کر دیا کریں میرے خیال میں

اس حساب سے آخر سال پر متوسط الحیثیت شیعہ کم سے کم دو تین پرچون کی مستقل خریداری کیلئے کافی اندوختہ جمع کرسکتا ہے اس طریقہ پر عمل کرنیسے اغلب ہے کہ کل دینی پرچے جنکی عدم اشاعت وناقدری کی شکایت پائی جاتی ہے جو مومنین کی اصلاح و فلاح و نیز مذہب اہلبیت کی حمایت میں اس ہند سے شایع ہو رہے ہیں بخوبی اشاعت پذیر ہوکر دینی و دنیاوی امور میں بہت کچھ نفع بخش ثابت ہوسکتے ہیں

من آنچہ شرط بلاغ است باتو می گویم تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال ۱۲

حررہ الاحقر سید اصغر حسین نقوی محرر اول محکمہ افیون (پرتاب گڈھ)

مذہبی مناظرکو عامیانہ مناظرہ سے تعبیر کئے جانیکا اصلی راز

گذشتہ اجلاس شیعہ کانفرنس سے پہلے اس نو ایجاد اصطلاح "عامیانہ مناظرہ" سے بہت کم لوگونکے کان مانوس ہونگے۔ یہ اصطلاح اس نئی روشنی کے زمانہ ساز اور خود غرض مگر مہذب پارٹی کی طرفسے ایک خاص مذہبی گروہ کے لئے دانائی اور دور اندیشی کے ساتھ وضع کی گئی تھی۔

مگر اس نوطرز اصطلاح کے دانا بینا واضعین اور مجوزین نے تہذیب الاخلاق کے پردہ میں جو خود غرضانہ مطالب پوشیدہ رکھنا چاہے تھے وہ مصداق "دوہ سو پردون مین چھپین پر اوہلین سے علیکی" کا ہو ظاہر و منکشف ہوئے بغیر نہ رہے اور جو صاف طور پر سے بتا گئے کہ اوسکا مفہوم ایک گہری پالیسی پر مبنی ہے جسکا فی الذہن مقصد مذہبی عنصر کو مذہبی فرقون اور خاصکر فرقہ شیعہ سے فرو کر دینا ہے چنانچہ اسی بنیاد پر ایک عالمانہ اور قومی جلسہ مین مذہبی مناظرہ کے انسداد کا گندم نما رزولیوشن پیش کیا گیا۔

اس رزولیوشن پاس ہو جانے پر یہ توقع اونکی غلط یا بے محل نہ تھی کہ انسداد مناظرہ سے رفتہ رفتہ مذہب کیطرف سے مسلمانونکی دلچسپی اور مذہبی پابندی کا لازمی جوش کم ہوکر ویسی ہی کشیدگی اور بے تعلقی ورالمذہبی پیدا ہو جاویگی جیسی کہ اوسی نوخیز پارٹی کے ممبرون مین (جو علیگڈہ کالج کی مخصوص تربیت کے بر اثر مین) مذہب سے آزادی اور مطلق العنانی کی مثالین مشاہدہ کیجا رہی ہین۔ اور یہ کہ انجام کار

علماے مذہب کا اثر بھی فرقہ سے بطرف ہو جاتا ہے یہ امر چنداں دشوار نہ ہوگا کہ وہ دانایان زمانہ اپنا
قومی لیڈر ہونا ہوس فریب میں آئے ہوئے گروہ سے منوا لیں۔

اسبات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ علمی اور مذہبی مناظرہ جو نفس الامر میں نہایت صحیح
بلکہ انسانی زندگی کا اصلی ترین مقصد ہے اوس سے ایک عاقبت اندیش اور ذی تمیز انسان کو جہانتک
کہ وہ مذہبی حدود کے اندر ہے کبھی مفر نہیں بلکہ تجربہ اسبات پر شاہد ہے کہ کوئی قوم جبتک کہ وہ مذہبی بالارادہ
تھی اور مذہبی دائرہ کے اندر رہکر اپنی زندگی بسر کرتی ہے وہ دنیا میں اپنے مذہبی عقیدہ کو بغیر وسیع مناظرہ کے اگر وہ
مناظرہ بھی کسی صحیح اصول پر نہو زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رکھ سکتے جسقدر مذاہب دنیا میں پیدا ہوئے اور پیدا ہو
رہے ہیں سبھی کچھ دلائل اپنی حقیت کی اگرچہ وہ عند التحقیق عقلا کے نزدیک صحیح اصول پر نہ اترتے ہوں یا باطل ثابت
ہوں) اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور ایسا نہیں ہے وہ اپنے علم کلام کی تدوین کر کے ساتھ رکھتے ہوں یا پیش کرتے ہیں۔

یہ سمجھ لینا کہ محض کسی ایک مذہب کا قائل ہو جانا اور اوسکے احکام پر عمل کرنا بغیر اوسکی حقیقت پر غور
و فکر کرنے کے جسکا تعلق مناظرہ اور کلام سے ہے انسان کیلئے کافی ہوگا۔ ایک مجنونانہ خیال ہے مذہب حقیقت میں
ایک خاص شاہراہ کا جسپر چلنے سے انسان اپنے روحانی اور جسمانی تقاضہ کو پورا کرنیکی امید رکھتا ہے لیکن دنیا میں
مختلف راہیں اسی ایک مقصد کے حصول کیلئے پیدا اور رائج ہو گئی ہیں۔ اون مختلف راہوں میں سے ایک
صاف اور سیدھی اور بے خطر راہ کو تلاش کرنا ہر بنی نوع کا سب سے پہلا فرض ہے اور یہ امر بغیر مناظرہ تنگ و تحقیق کے طے نہیں ہو سکتا
مزید براں عقائد میں پختگی اور استحکام نہیں ہوگا تاوقتیکہ وہ مسائل جنپر عمل کرنا مذہب کا لازمی اور
ضروری ٹھہرتا ہے اونکی سچائی اندرونی اور بیرونی دلائل کے ذریعہ سے پوری طور پر دلنشین نہو یا جو شکوک
ناواقفیت کے سبب سے قلوب میں پیدا ہوں وہ مرتفع نہ کئے جائیں۔

کسی مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ بحث کر کے اوسکی حقیت یا عدم حقیت کو دریافت کر لینا ہی مناظرہ ہے
بالجملہ اس مسئلہ کی ضرورت ایک مذہبی آدمی کیلئے ایسی بدیہی اور روشن ضرورت ہے جسپر زیادہ
بحث کرنیکی حاجت نہیں ہے لیکن مزید توضیح کیلئے مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب کی تحریر (جو مصرف انکے
عصر جدید بلکہ اونکے دوسرے ہمخیال مدعیان علم و تہذیب کیلئے قابل قدر ہے) کا اقتباس خرچ ہی اور فائدہ سے خالی نہوگا
وہ فرماتے ہیں ہر ایک پیش نظرے آزادانہ طور پر ضرور رہنے چاہئیں بشرطیکہ تحقیق حق کی غرض سے ہوں
تہذیب کے ساتھ ہوں سنجیدگی سے ہوں۔ مکابرہ و مناقشہ کا پہلو لئے ہوئے نہوں اور آپس میں لوگوں میں

اور بدزبانی و دشنام کی نوبت نہ آئے جیسا کہ بدقسمتی سے آجکل اسلامی فرقوں کی حالت دیکھی جاتی ہے"۔

"پس اسباب کی بڑی ضرورت ہے کہ متشککین کے اعتقاد کو پختہ بنایا جائے۔ کیونکہ اگر مذہبی اعتقاد دلوں سے نکل جائے یا کمزور ہو جائے تو نوع انسان ایک قالب بیجان کے مانند رہ جائیگی کیونکہ سوسائٹی (انسانی جماعت) کی جان مذہب ہی ہے۔ مذہبی عقیدہ کو جسقدر پختہ اور وسیع کیا جائیگا اسیقدر زیادہ خصائل میں قوت پیدا ہوگی اور نیک نیتی میں استواری و پائیداری ہوگی۔ اسمیں شک نہیں کہ آجکل کا زمانہ جہانتک کہ مذہب سے اور خاص نوجوانوں کے اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے ایک سخت آزمائش کا زمانہ ہے۔ آجکل دنیا میں مذہبی مسائل پر آزادانہ بحثیں بکثرت ہوتی ہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی کہتا ہے اسلئے نوعمر اور عام آدمی کو مذہب کی نسبت رائے قائم کرنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ غالباً اکثر اہل مذہب کو بھی یہ حالت دیکھ کر خوف اور اندیشہ پیدا ہوتا ہوگا۔ مگر اسمیں کچھ کلام نہیں کہ مسائل زیر بحث میں بعض ایسے ضروری ہیں جنپر ہر شخص کو سنجیدہ طور پر غور کرنا لازم ہے۔ یہ امر یقینی ہے کہ ہم کسی شخص کو بحث و مباحثہ سے روک نہیں سکتے اور نہ اس اسباب کی ضرورت ہے بھی نہیں کسی خاص مسئلہ میں مختلف اشخاص کے خیالات سے واقفیت ہو کر طالبان حق پر حق منکشف ہو جاتا ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ نکل آتا ہے"۔

"جو خیالات کسی شخص کے دل میں ہوں انکو صفائی اور نیک نیتی سے ظاہر کرنیکا مضائقہ نہیں بلکہ ضرور انکو ظاہر کرنا چاہئیے۔ متشککین کو راہ راست پر لانیکا یہی طریقہ ہے کہ انکے دلی جذبات پر روشنی ڈالی جائے اور خیالات فاسدہ کی اصلاح اسی طریقہ سے کیجائے جو فطرت انسانی کے موافق ہے اور قرآن مجید نے بتایا ہے نہ کہ جابرانہ طریقہ سے جو بدقسمتی سے آجکل مسلمانوں میں رائج ہے جسکا نتیجہ بالعکس نکلتا ہے اگر متشککین کو اظہار خیالات کا موقع نہ دیا گیا اور انکو اندر ہی اندر گھونٹ دیا گیا تو وہ خیالات اندر ہی اندر انکو نہ معلوم کس طرح کھا جائینگے جسکا نتیجہ اور بھی خراب ہوگا۔ تذبذب شک اور بداعتقادی سے گذر کر اس سے بھی بدتر حالت یعنی لادینی اور دہریت تک نوبت پہونچ جائیگی"۔ (عصر جدید نمبر ۹ بابت اگست وستمبر)

مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب نے اپنے اس مضمون میں مناظرہ علمی کی ضرورت اور اسکے محاسن کو جس قابلیت متانت اور لطافت کیساتھ بیان کیا ہے وہ نہایت ہی قابل تحسین ہے اور کوئی ذی عقل اور صحیح الحواس آدمی اسکی بدیہی اور بین خوبیوں اور فائدوں سے انکار کرنیکی جرأت نہیں کرسکتا۔ ہمنے فلسفہ مذہب کے تمام عواقب اور جوانب پر وسیع اور غائر نظر ڈالنے کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ مذہبی مناظرہ کا

روکنے اور بند کرنے اور مشککین کو اظہار خیالات کا موقع نہ دینے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مذہبی اعتقاد دلوں سے نکل جائینگے یا کمزور ہو کر بے دینی اور الحاد کو ترقی ہوگی اور نوع انسان ایک قالب بیجان کی مانند رہ جائیگی جسکی وجہ سے نہ صرف اونکی مذہبی زندگی کا خاتمہ ہوگا بلکہ سوشیل لائف بھی اونکے لئے ایک عذاب دردناک ثابت ہوگی۔

ایسی حالت میں مذہبی بحث و مباحثہ کو بیکار اور اوسکے نتائج کو مضر بتلا کر اوسکے انسداد کی کوشش کرنا اور اسطرح انسان کی قدرتی آزادی کو روکنا ایک محب قوم یا خیر خواہ ملت اور ذی شعور انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔

جو لوگ صلح کل پالیسی کے مدعی ہو کر مذہبی علمی مناظرہ کو جسکا اصل منشاء دو مختلف یا متضاد خیالوں میں سے ایک کو حق اور دوسرے کو باطل ثابت کر دینا ہے بند کرنا چاہتے ہیں وہ ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہیں جو اختلافات مذہبی باہم چند فرقوں کے پڑے ہوئے ہوں تاوقتیکہ وہ دور ہو کر خیالات ایک دوسرے کے متحد نہ ہو جائیں سوشیل زندگی کا وہ لطف جو متحد الخیال افراد میں ہوتا ہے قایم نہیں رہ سکتا اس سے خواہ مخواہ یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اختلافات باہمد گر معاشرت یا منافرت پر منتج ہوں یا انکی انسلی اور مجلسی ہمدردی اور محبت کا مادہ سلب ہو جاوے لیکن کم از کم باہمی اختلافات کا وجود ایک دوسرے کیلئے قابل افسوس کے ضرور رہیگا۔

انہیں اختلافات باہمی کو دبا دینے کیلئے بیشک یہ تدبیر صلح کل والونکی ایک خاص پالیسی پر مبنی ہے کہ اون اختلافات پر قاطبۃً بحث کو ترک کر دیا جاوے اور کسیکو دیگر اظہار خیالات کا موقع نہ دیا جاوے لیکن ایسا کرنیکا نتیجہ اور بھی خراب ہوگا وہ تذبذب۔ شک۔ اور بد اعتقادی سے گذر کر اس سے بھی بدتر حالت یعنی مادیت اور دہریت تک نوبت پہونچ جائیگی؛؛

(راے مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب)

بلاشبہہ ایسی ہی کوشش اور تربیت کا یہ نتیجہ ہے کہ اس زمانہ کے وہ لوگ جنکو فخریہ ؛؛ تعلیم یافتہ؛؛ ؛؛ تہذیب یافتہ؛؛ کے لقب دئے جاتے ہیں وہ مذہب سے روز بروز دور ہوتے جاتے ہیں اور مذہبی مضامین سے اونکو دلی نفرت پیدا ہوتی جاتی ہے۔

یہ دوری اور تنفر مذہب کا ہے اونکا اسقدر جنگ ہو چکا ہے کہ خواجہ غلام الثقلین اڈیٹر عصر جدید جو ملک میں صداقت اور منصف مزاجی کیلئے خیالات اپنے کسی ذاتی منفعت یا شہرت کے خیال سے نہیں بلکہ قوم

کی سچی بہی خواہی اور ہمدردی کی نظر سے پہیلانیکے متمنی ہین وہ صرف اس خوف سے کہ اونکے مقتدر رسالہ کے ناظرین بیشتر تعلیم یافتہ اور مہذب ہین اپنے رسالہ مین مذہبی آرٹیکل نکالنے سے مجبور رہتے ہین اور اگر اتفاقاً کوئی مضمون مذہبی اگر شایع ہو جاتا ہے تو اونکو اپنے معزز ناظرین سے ناگوار معذرت کی تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے۔

اڈیٹر ممدوح اپنے قدردانون اور تعلیم یافتہ گروہ پر اسطرح اپنا افسوس ظاہر کرتے ہین -

"بعض حضرات اسبات پر معترض ہین کہ عصر جدید مین مذہبی مضامین بکثرت ہونے لگے ہین مین نہین سمجہتا کہ مدعیان تہذیب مین سے ایک خاصے بڑے گروہ کو مذہب سے اسقدر کیون دوری ہے کہ اخلاق و تہذیب و معاشرت و خیالات کی اصلاح مین بھی وہ عقائد و مذہب یعنی خدا و رسول کی مدد سے کنارہ کش ہین"

"علاوہ ازین یہ خیال بھی غلط ہے کہ ہمارے یہان مذہب کے متعلق زیادہ بحث ہوتی ہے"

"کیا لوگ یہ چاہتے ہین جسطرح افسران سررشتہ تعلیم نے جب گلستان اور بوستان کا انتخاب مدارس سرکاری کیلئے کیا تو خدا اور رسول و عقائد کا ذکر بالکل نکال دیا اسی طرح عصر جدید سب مذاہب و عقائد کو چھوڑ کر لامذہب ہو جاوے یا مذہب کا عنصر مسلمانون سے نکال لیا جاوے" (عصر جدید بابت اگست ۱۹۱۰)

کچھ شبہہ نہین ہے کہ زمانہ حال کے تعلیم یافتہ مسلمانونکی دین و مذہب سے کشیدگی کا اور لامذہبی کی طرف رجحان کا روز بروز ترقی پر ہونا اوسی تربیت اور تعلیم کا نتیجہ ہے جسمین ہندو و یورپ کے اسلامی مسئلہ حسن و قبح کو پرکہنے اور اسلام کی سچائیون اور خوبیون کو آزادانہ تحقیقات کے ذریعہ دریافت اور تلاش کرنے سے سختی کے ساتہہ روکے گئے ہین -

انکو ابتک پیغمبر اسلام کی حقیقی اور صحیح تعلیم کو اور علم کو اوسکے اصلی اور صحیح ماخذ سے حاصل کرنیکا موقع نہین دیا گیا - قرآن اور حامل قرآن کی واجبی عظمت اور احترام کو عقلاً قبول کرنیکی تعلیم نہین دی گئی - اونکے روبرو مذہب ایک ایسی گمراہ کن لباس مین لایا جاتا ہے کہ جس سے وہ خواہی نخواہی افضل المرسلین کی شان ارفع کو گہٹا کر ایک معمولی ریفارمر کی منزلت سے زیادہ عزت نہ دے سکین اور نجات ابدی کیلئے پیغمبر کی اتباع کو غیر ضروری سمجھکر مذہب کو محض رسم پرستی اور اوسکی پابندی کو ایک فعل عبث تصور کرنے لگین -

اونکو عدالت اور خدا ترسی کے جیسے سبق پڑہائے جاتے ہین اونکا مختصر نمونہ یہ ہے -

(۱) عصر جدید نمبر ۵ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹ء "وہ نجات ابدی کی شرط اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے اِن آیتون سے نص قطعی ہوسکتی ہے ایک تو اِن آیتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نہونا نجات نہونیکے لیے مستلزم نہین ہوتا ہے دوسرے یہ کہنا کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خدا تمکو دوست رکہیگا جو محمود ہے لیکن یہ نہین نکلتا ہے کہ اگر اتباع نہ کروگے تو نجات ابدی نہوگی اور اس اتباع کے نہونیکا سبب خدا کی محبت نہوگی "

(ب) "فرض کیجیے کہ ایک شخص خدا کے ساتھ دلی محبت رکھتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ بغض رکھتا ہے یا نہ بغض رکھتا ہے نہ محبت تو کیفیت دلی محبت خدائے تعالیٰ کی جو اوسکے دلمین موجود ہے کس طرح ساقط ہوجائیگی "

(ج) "آنحضرت صلعم نے خود فرمایا ہے کہ انتم اعلم بامور دنیاکم الحدیث یعنی اپنے دنیوی امور کو تم مجھسے زیادہ جانتے ہو مطلب یہ ہے کہ اُنکے لئے مجھسے پوچھ کچھ کی ضرورت نہین - آنحضرت صلعم نے دنیا مین ہزارون کام کئے ہین مگر ہم پر اونکا اتباع ضروری نہین "

(د) عصر جدید نمبر ۶ بابت سنہ ۱۹۰۶ء "محمد صلعم صرف رسول پیغامبر تھے نہ کہ خدا کے گہر کے پرائم منسٹر آپ نہ وزیر تھے نہ مشیر تھے نہ سفیر تھے نہ وکیل تھے "

(س) "اور اگر بحسب اقتضائے بشریت آپنے اپنی جانب سے کوئی قیاس یا اجتہاد کیا ہے تو خدا تعالےٰ نے اوسکو نہایت تنبیہ کے رد کردیا ہے "

(ص) "وحی الٰہی کے سوا انبیاء و رسل علیہم السّلام کا کچھ لکھنا آیہ مذکورہ کی رو سے سب القائے شیطانی ہو گیا مگر

(ط) الفاظ قرآنی منزل من اللہ نہین ہین بلکہ وہ خود پیغمبر کی تصنیف کئے ہوئے ہیں "

(عصر جدید نمبر ۸ بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۶ء ٹائیٹل پیج)

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

یہ ہے نہایت مختصر نمونہ اوس تعلیم یافتہ گروہ کی تعلیم کا جو مسلمانونکے مذہبی اور قومی لیڈر بننے کے خواہشمند ہین جوانی مقابلہ مین علمی اور نخوت کے ساتھ دنیا کے تمام عقلا اور فضلا کو دیوانہ اور سفیہ اور مفسد اور آپنے آپکو مصلح اور قوم کے سچے بہی خواہ ہمدرد اور خیر اندیش اور نہین معلوم کیا کیا

بتاتے اور کوس لمن الملک کی بجاتے ہین جو مسلمانون کے روحانی پیشوا اون کے مقدس نامون کیساتھ علاما ور قبلہ و کعبہ کے واجبی اور سزاوار القاب کو سنکر طیش مین آتے اور اپنے اور اپنے چھچھا لوگو مولوی اور مولانا اور بالفضل ولانا کہلوانا چاہتے ہین لیکن جاننے والے جانتے ہین او رخوب جانتے ہین

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

لاکلام یہ وہی لوگ ہین جنکی نسبت خدائے علیم نے خبر دی ہے :-

واذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انهم هم المفسدون ولکن لا یشعرون

ایسے عامیانہ اور حقیرانہ خیالات جو اس مہذب کہلائے جانیوالے طبقہ کیطرف سے پیغمبر اسلام اور قرآن مجید کی نسبت شائع ہو رہے ہین کیا انکے نشر سے ایک خدا ترس آدمی ایماناً اور انصافاً ایسا بدعت کو کہ سکتا ہے کہ مسلمان عقائد دین اسلام پر اوس تعلیم کے بعد باقی رہ سکتے ہین ؟ حاشا و کلا ہرگز نہین۔

کیا کچھ تعجب ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو یہ بداندیش اور خود پرست لیڈر مسلمانون مین ایسے مخرب ایمان خیالات کو شائع کرین اور دوسری طرف مذہبی مناظرہ کو جس سے خیالات ذمیمہ کی اصلاح اور اوہام باطلہ کی بیخکنی عقائد مین پختگی اور ایمان مین تر و تازگی اور دوسرے بیشمار فوائد متصور ہین انتہائی مضرت رسان اور بے نتیجہ بتلا کر اونکو اوس سے نفرت دلائی جاوے اور روکا جاوے۔ اور ان تدابیر کے اور ...نہ بعد بھی وہ اسلام کی حقانیت اور قرآن کریم کی عظمت اور بزرگی کو اپنے دلونسے نکالکر مذہب سے بمراحل دور نہ ہو جاوین۔

ہمارے مہذب تعلیم یافتہ علمی اور مذہبی مناظرہ کی ضرورت اور استحسان کو سمجھنے سے قاصر بھی وہ خوب جانتے تھے کہ بظاہر اوس سے انکار نہین کیا جاسکتا اور ضرور اوس سے انکار کرنا قرآنی تعلیم کو پس پشت ڈالدینا ہے لیکن ساتھ ہی اسکے انکے نصب العین یہ امر تھا کہ مناظرہ کا انسداد کسی ایسے طریقہ سے کیا جاوے جس سے وہ بادی النظر مین مورد الزام نہ بن سکین اور انہین امید تھی کہ جب اسکا انسداد کلی طور پر ہو جاویگا تو مذہب اور قومیت کا سچا جوش فرو ہو کر مذہبی طبقہ شدہ شدہ مجمع اسلامیہ کے حلقہ اثر اوس سے نکلکر اونکے ہاتھ پر بیعت کریگا

اسی غرض و غایت کو پیش نظر رکھکر انہون نے شیعہ کانفرنس مین یہ رزولیوشن پیش کیا۔ کہ "اس کانفرنس کو مذہبی عامیانہ مناظرات اور اشتعال آمیز تحریرونسے کوئی تعلق نہین ہے"

ایک ظاہر بین اور کوتاہ فہم انسان ان رزولیوشن کے آبلہ فریب لفظوں سے مغالطہ میں آ کر یہ تو سمجھ سکتا ہے کہ اوسکا مطلب عامیانہ اور اشتعال آمیز تحریروں کے انسداد سے تھا کہ علمی اور مذہبی مناظرہ سے جیسا کہ محرکین رزولیوشن کی طرف سے معذرت پیش کی گئی ہے لیکن حقیقت بین ایسا خیال کرنا خصوصاً جبکہ اوسکے محرک اور مجوز اوسی تہذیب یافتہ پارٹی کے مدمغ سرغنہ اور سر برآوردہ ہوں جنکی مذہب کے متعلق پالیسی اور اسلامی عقائد کا مختصر نقشہ اوپر کھینچا گیا ہے اک سخت ترین غلطی ہو گی

"مناظرہ کے اصلی معنی یہ ہیں کہ کسی مسئلہ کو اس نظر سے دیکھا جاوے کہ کونسا پہلو صحیح ہے اور کونسا غلط اور جونسا پہلو صحیح ثابت ہو اوسکو بلا تامل تسلیم کر لیا جاوے"

لیکن اگر اسکے برخلاف صرف یہ مقصود ہو کہ اپنے مدمقابل کو کسی نہ کسی طرح ہوہاٹ دھرمی یا جاہلانہ اور اشتعال آمیز جھگڑے اور فساد کے ساتھ مغلوب کیا جاوے تو ایسے طرز عمل کیلئے مجادلہ اور مکابرہ کے الفاظ معین ہیں اور اوسکو عامیانہ مناظرہ نہیں کہا جاتا ہے۔ کسی لغت کے رو سے بھی مجادلہ اور مکابرہ کا مترادف عامیانہ مناظرہ نہیں لیا جاتا اور نہ جاہلانہ کج بحثیوں کو کسی لٹریچر میں عامیانہ مناظرہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ایسی صورت میں اگر محرکین رزولیوشن کا مطلب آخر الذکر طرز عمل کے انسداد سے ہوتا تو ضرور وہ اس ایسے اصطلاحی غلط اصطلاح کو چھوڑ کر صحیح لفظ مجادلہ یا مکابرہ کا استعمال کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اسی تعبیر سے یہ امر یا سانی مرکوز فی الذہن ہو سکتا ہے کہ اونکا اصل مطلب بھی مناظرہ کے انسداد سے تھا کیونکہ المعنی فی بطن الشاعر کی وہاں پر ضرورت نہ تھی۔

لیکن ان تمام باتوں سے قطع نظر کر کے جب یہ دیکھا جاوے کہ اس عنصر گروہ میں جو اسے دبی زبان سے مناظرہ کی ضرورت اور اوسکے فوائد چند دلوں سے اقرار کرنے لگا ہے علمی مناظرہ کے بارہ میں اوسکے اندرونی اور اصلی خیالات کیسے ہیں اور آیا وہ دل سے بھی اوسکے جواز اور ضرورت کا قائل ہے تو وہ معذرت جو محترمین کی دار و گیر پر کیگئی ہے محض لفظی اور مصنوعی معلوم ہو گی۔

اگرچہ اسبات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس طبقہ کے بڑے واجب التعظیم لیڈروں میں جنمیں سر سید اور محسن الملک کا نام سب سے اول نمبر میں یکے بعد دیگرے لیا جاتا ہے انہوں نے اُسی مناظرہ میں جسکو اشتعال آمیز ہونیکے الزام پر عامیانہ مناظرہ سے تعبیر کیا گیا ہے کافی سے زیادہ حصہ لیا لیکن اُسی طبقہ کے

جن ہندو گورو نے مذہبی مناظرہ کے مضمون پر بحث کی ہے انہون نے صاف صاف مناظرہ کو مضر کہکے اوسکے انسداد کی کوشش کی ہے جس سے اونکے دلی خیالات کا پتہ لگتا ہے اور یقین کرنا چاہیے کہ جو لوگ ان کے زیر اثر ہیں درحقیقت اونہین کی تقلید کرنیوالے ہین۔

زمانہ حال کے لیڈران قوم مین شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی کا جو درجہ اس تہذیب یافتہ پارٹی مین قبول کیا گیا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے۔ انہون نے جو ایک مضمون "مذہبی مناظرہ" کے متعلق عصر جدید مین نکالا تہا اوسکی یہ عبارت نہایت غور طلب ہے۔

"امام غزالی نے احیاء العلوم مین لکہا ہے کہ مناظرہ سے چند ملیہ خصلتین جو اکثر علماء مین پیدا ہو جاتی ہین جیسے حسد۔ تکبر۔ کینہ۔ غیبت۔ خود پسندی۔ عیب جوئی۔ شماتت۔ نفاق۔ حق بات سے انکار۔ اور باطل پر اصرار وغیرہ وغیرہ۔ اور سفہا و جہلا مین اکثر گالی گلوج اور جوتی پیزار تک نوبت پہونچ جاتی ہے"

"بلا شبہہ جیسی کہ احیاء العلوم مین تصریح کیگئی ہے مناظرہ کرنیوالون مین یہ اور اس قسم کے اور بہت سے رذائل مناظرہ کے متعارف طریقہ سے پیدا ہوتے جاتے ہین لیکن ہمارے نزدیک اگر مذہبی مناظرہ کے مضر نتیجے جو اوپر بیان کئے گئے صرف مناظرہ کرنیوالون ہی تک محدود رہتے اور اوسکی آنچ دور دور تک نہ پہونچتی تو چندان نقصان نہ تہا مگر افسوس یہ ہے کہ یہ نتائج اصل مناظرہ ہی تک محدود نہین رہتے بلکہ وبائی عام کیطرح تمام قوم مین پہیل جاتے ہین۔ قوم مین جدا جدا دہڑے اور فریق بندہ جاتے ہین ہر فریق دوسرے فریق کا دشمن ہو جاتا ہے اسی طرح تمام قوم مین پہوٹ اور نااتفاقی پہیل جاتی ہے"

"پس جو اہل علم اس مضرت رسان سلسلہ کو چہیڑتے ہین درحقیقت ابنائے جنس کے اوس فطری مادہ کو مشتعل کرتے ہین جو ذرا سی اشتعالک سے بھڑک اوٹہتا ہے اور پہر کسی طرح بجہائے نہین بجہتا"

اسبات کے بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ شمس العلماء حالی نے جن مضرتون اور نقصانات سے قوم کو متنبہ کیا ہے وہ اونکے نزدیک "مذہبی مناظرہ" کے استعمال ہی سے منتج ہوتے ہین جو عنوان اونکے مضمون کا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ بے زبان اور خطرناک مناظرہ اونکے نزدیک اوسی طبقہ کا ہے جو "خواص علماء اور اہل علم" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور اونہین کے مناظرہ کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ قوم مین دشمنی نااتفاقی اور اشتعال کا پہیلانے والا ہے۔

مناظرہ کے متعارف طریقہ کو چھوڑ کر خود نفس مناظرہ کے متعلق امام غزالی کی یہ رائے تائید تصریح
دکھلائی گئی ہے کہ اوس سے نہایت کمینہ خصلتین پیدا ہوئی ہین۔

اسی جگہ سے ایک بڑے مسلم الثبوت قومی لیڈر کا اصلی منشا اور اوسکی خواہش ظاہر ہوتی
ہے کہ وہ کلیۃً مناظرہ ہی کا سدباب کرنا چاہتے ہین اور جیسا کہ کانفرنس مین ایک شیعہ عالم نے اپنی
تقریر مین بیان کیا تھا اوسکی تصدیق پورے طور پر ہوتی ہے۔

خواجہ الطاف حسین حالی کی اس رائے کے یہ معنی لینا کہ اونہون نے "اصل مناظرہ" کو مذموم
اور مضر قرار نہین دیا بلکہ اوسکے متعارف طریقہ کو پرزیان اور قبیح بتایا ہے ایک عامیانہ خیال ہوگا۔
اونہون نے امام غزالی کی رائے مندرجہ احیاء العلوم کی فراخدلی کے ساتھ تائید کی ہے اور اسی اعتبار
سے اوسکے متعارف اور جائز دونون طریقون کو ناپسند کیا ہے۔

آگے چلکر شمس العلماء نے اگرچہ اپنے محاکمہ مین دبی زبان سے مناظرہ کا اوسکے اصلی معنون کے
لحاظ سے مفید ہونا قبول کیا ہے لیکن ایسے مناظرہ کی نسبت وہ خود لکھتے ہین کہ اوسکی مثالین اسلام کے
قرآن اوترنے کے بعد بہت ہی کم سننے مین آئی ہین۔ گویا اونکے عندیہ مین اوسکا وجود "النادر کالمعدوم"
کے موافق بمنزلہ عدم کے ہے۔ اسی وجہ سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ مناظرہ کرنا ہی مضر ہے، بیکار ہے، بےسود ہے۔

یہ بالکل ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی پرانی وضع کا ملا کہے کہ "انگریزی تعلیم حاصل کرنا فی نفسہ مفید تو
ضرور ہے لیکن احمد خان نیچری نے جبسے انگریزی تعلیم اپنے مدرسہ مین جاری کرکے بے دینی اور الحاد کو پھیلایا
ہے اوسوقت سے بہت کم سننے مین آتا ہے کہ کوئی مسلمان انگریزی تعلیم پاکر اسلامی عقائد پر مضبوطی
کے ساتھ قایم رہا ہو لہذا انگریزی تعلیم دینا ہی مضر ہے، بیکار ہے، بےسود ہے"۔

اسی مناظرہ کی مثال مین جو قابل ملامت سمجھا گیا ہے اور جسکو آجکل "عامیانہ مناظرہ" کا لقب
دیا جاتا ہے شمس العلماء حالی نے تحفہ اثناعشریہ کا نام لیکر اوسکو تمام قومی مفاسد اور تفرقہ اندازیون کا
بانی اور بادی قرار دیا ہے۔

تحفہ اثناعشریہ کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے گئے ہین وہ صحیح ہون یا غیر صحیح لیکن یہ امر مرجح
ہے کہ شمس العلماء کے نزدیک یونتو قطعی طور پر مناظرہ ایک مضر اور قابل ترک چیز ہے مگر سب سے زیادہ
نامناسب اور ناروا وہ اوس مناظرہ کو سمجھتے ہین جو اسلام کے مختلف فرقون کے باہمی اختلافات

مذہبی پر کیا جاوے خواہ وہ کیسے ہی عنوان سے ہو۔

اسیطرح مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن نے جو ظاہرا اپنا وہی مسلک باور کرانا پسند کرتے ہین اپنی راے کو اسطرح ظاہر کیا ہے:۔

"ولیکن مناظرہ بہرحال مناظرہ ہے جو خواہ کبھی سلامت روی سے کیا جاوے نزاع و اختلاف کو عموماً زیادہ شدید کرنے سے خالی نہین رہتا" (دیکھو کہ الفاروق ازالہ ... اکابر اسنہار دیتے مین اشتہار) ایسے خیالات کے ہوتے ہوے جو اس مہذب طبقہ کے بڑے بڑے اہل الرائے اشخاص نے بعض اوقات مناظرہ کے متعلق ظاہر کیے ہین کیا کچھ شبہہ ہو سکتا ہے کہ شیعہ کانفرنس مین جو بعض مدعیان تہذیب نے مناظرہ رزولیشن پیش کیا تھا وہ مناظرہ کے انسداد کیلیے نہ تھا اور محض عامیانہ اشتعال آمیز جھگڑون کے متعلق تھا جو جہلا اور عوام الناس کی طرف سے ہوتے رہتے ہین ؟ نہین وہ صرف اسی واسطے پیش ہوا تھا کہ مذہبی مناظرات بالکل بند ہو جاوین اور مذہبی اخلاقی مسائل پر کسی فریق کو موقع بحث کرنیکا نہ دیا جاوے۔ اور اسی غرض سے اوسکو عامیانہ مناظرہ سے تعبیر کیا گیا ہے

اگر مناظرہ مجوزین رزولیشن کے نزدیک خصوص اس زمانہ آزادی مین نوع انسان کیلیے ایک ضرورہ اور اصلی مقصد ہے اور اوسکی ضرورت سے اونکو انکار نہین ہے تو مروجہ طریقہ کو ناکافی یا مضر سمجھنے کی حالت مین خود اونکا یہ فرض تھا کہ وہ اسبات کی تصریح کرتے کہ فلان عنوان اوسکا قابل اصلاح کے قابل ہے اور اس طریقہ سے ہونا چاہئے۔ اور مسائل سے قطع نظر کرکے صرف مسئلہ امامت و خلافت پر جو مابہ النزاع درمیان مسلمانون کے ہے اور جسپر فریقین کی طرف سے بحثین ہوتی رہتی ہین بہتر و اعلی احسن طریقہ پر اوسکی بحث اپنی خداداد قابلیت سے لکھکر تمام مسلمانون کیلیے مہذبانہ مناظرہ کی خود ایک نظیر پیدا کرتے اور اسطرح مناظرہ کا صحیح مفہوم جسسے فریقین کے علما اونکے نزدیک نابلد ہین دکھلا کر عامیانہ اور مہذبانہ مناظرہ کا فرق دکھلاتے۔ کیونکہ جو لیڈر کسی سبجکٹ یا مسئلہ مین ریفارم یا اصلاح کا مدعی ہو اوسکے عندیہ مین اگر مروجہ طریقہ اوس مسئلہ کا معیوب اور قابل اعتراض ہو تو اوسپر لازم ہے کہ وہ خود معیوب طریقہ مین ترمیم کرکے صحیح طور پر اوسکے اصلی مفہوم اور نوعیت کو دکھلا دے محض زبان سے اوسکو قابل نفرین بتلانے پر کفایت کرکے اوسکی درستی اور اصلاح کو دوسرون پر چھوڑ دینا ایک ریفارمر یا مصلح کا کام نہین ہو سکتا۔

لیکن وہان تو مطلب یہی دوسرا تھا مولفۃ القلوب اشخاص کو بلا خوف لومۃ لائم کیونکر ایسی حمایت ہو سکتی ہے۔ وہ چاہتے ہین کہ کفر سے بھی مخالفت نہو اور اسلام بھی باقی رہے زبان سے کہتے ہین کہ مناظرہ ہو مگر نزاع و اختلاف بھی نہو یہ عجیب منطق ہے جسکو اڈیٹر وطن نے بھی ناممکن تسلیم کیا ہے۔

درحقیقت اس سچی بات پر کوئی مغالطہ نہین ہو سکتا جو کہا جاتا ہے کہ ہم باہمی نزاع و اختلاف کے مانع اور مخالف ہین لیکن مناظرہ کے حامی ہین اور دونون مین لزوم کا بھی اقرار ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے جیسا کہ شمس العلما حالی نے اپنے مضمون مین صاف دلی قبول کیا ہے کہ ہندوستان کے سنی شیعون مین مذہبی مناظرہ کی ابتدا اہل سنت کیطرف سے ہوئی جبکہ اونکی تصانیف تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ شایع کی گئین

یہی وہ تصنیف ہے کہ جسکو ایک بڑا گروہ مسلمانون کا بمنزلہ وحی آسمانی کے سمجھتا ہے اور زبان سے ایک صاف دل طبقہ کو دہوکا دینے کیلئے کہا جاتا ہے اوس سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا جاوے لیکن قلبًا اعتراف ہے کہ تعلیم یافتہ لوگون کے نزدیک اسکی وقعت اور عظمت ویسی ہی ہے جیسی کہ عوام الناس کو اپنے دلون مین رکھتے ہین۔

اگر ایسا نہین ہے تو کیا وہ مہربان ہمکو بتلا سکتے ہین کہ تحفہ اثنا عشریہ کو اسلامی اتحاد کیلئے مضرت رسان اور تمام مفاسد کی علت غائی مان لینے کے باوجود رسالہ تہذیب الاخلاق مین جو مسلمانون کے دونو فرقون کی بہبود اور اصلاح کے خیالات کیلئے سرسید نے جاری کیا تھا اور جسکا قومی تفریق سے پاک و صاف ہونا بادعا کر دیا گیا تھا کیون اوسکے اشتعال آمیز دو بابون کا ترجمہ کر کے تحفہ حسن کے نام سے شایع کیا گیا؟

اگر یہ تعصب مذہبی کی روشن مثال نہین ہے تو کیون نہین تصانیف احمدیہ کے سلسلہ مین تحفہ حسن کے ساتھ ساتھ تتمہ اثنا عشریہ یا عبقات الانوار یا تشئید المطاعن کے کسی حصہ کا ترجمہ شامل کیا گیا؟

علیگڈہ کالج کے بک ڈپو مین جو اشتعال آمیز اور منافی اتحاد قومی اور مخرب بنیان اتحاد کتابین سرسید کی پالیسی اور تعلیم کے موافق نہونا چاہئے تہا۔ شبلی نعمانی کی اتفاق شکن تصنیف الفاروق " جو اسی التحفہ اثنا عشریہ کے مقصد کے مطابق ہے کیون رکہی گئی حفظ و ما جیسکہ

ایک ڈپو مسلمانون کے لیے عمدہ لٹریچر کا ذخیرہ قومی کالج کے حدود مین جمع کرنیکی غرض سے قائم کیا گیا تھا ؟

اگر اس کتب خانہ سے محض ایک تجارت کا واسطے امداد کالج کے کہولنا منظور رہتا اور اوس سے اصلاح خیالات کا فائدہ مدنظر تھا تو کیا تجارت ایسی ہی اتفاق شکن کتابونسے اہالیان کالج کو کہولنا زیبا تھی ؟

اور اگر اسباب کا خیال ضروری نہ تھا اور کسی فریق کی دل آزاری کرنے سے سر سید اور نیز کالج کی پالیسی کی خلاف ورزی کرنا مقصود تھی تو کیا میر ولایت حسین بی۔ اے منیجر بکڈپو اسکی کوئی وجہ بتلا سکینگے کہ الفاروق کا ریویو دو جلدونمین جو خود کالج کے ایک قدیمی معزز ٹرسٹی اور محب قوم کی تصنیف ہے اور رد الفرق کے نام سے مشہور ہے کیون نہین الفاروق کی طرح اوسکی جلدو سے کالج لائبریری کو زینت دی گئی اور بکڈپو مین الفاروق کیساتھ الفرق کو بھی رکھا گیا ؟

ان تمام قابل غور واقعات اور حالات پر نظر ڈالنے سے شیعہ کانفرنس کے نامہربان دوستونکی ناحق کوشی اور فریب آمیز خود غرضی مین کوئی شبہہ باقی نہین رہتا اور اسی جگہ سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کانفرنس مین جو رزولیشن انسداد مناظرہ پاس نہین کیا گیا اور اوسکے اصلی محرکین کے اس عامیانہ کارروائی پر جو قوم کیطرف سے متفقہ طور پر ملامت کا اظہار ہوا وہ بالکل حق بجانب تھا ۔

العبد القاصر ابو الفاروق سید محمد عسکری امروہوی

التقریظات

لوامع التنزیل جلد چہاردہم

یہ کتاب جس پایہ کی ہے اوسکی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ کلام الہی کی تفسیر ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہوگی ۔

مصنف اس کتاب کے دراصل جناب مستطاب ملا ابو القاسم شاہ صاحب لاہوری اعلی اللہ مقامہ تھے جنہونے بارہ جلدین اسکی تصنیف کین ہر پارہ مین ایک مجلد ضخیم تحریر فرمائی جسمین سے

جلد ۱-۲-۳-۶-۸-۹ جناب مرحوم کی حیات مین شایع ہوین - مگر افسوس کہ جلد ۴-
۵ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ابتک نہ شایع ہو سکین جس سے سلسلہ کتاب کا جاتا رہا اور افسوس
کہ کتاب نامرتب رہی
عالیجناب شامخ الالقاب عزۃ محاسن اللیالی والایام قرۃ عین الاسلام مولوی سید علی صاحب
حائری خلف الصدق جناب مرحوم کی ہمت قابل آفرین ہے کہ بعد وفات جناب مرحوم نہایت
مستعدی اور جانفشانی سے سال گذشتہ جلد ۱۳ شایع کی جسمین صفحہ تک جناب مرحوم کا
تصنیفی حصہ ہے اور باقی جناب مرحوم کے فرزند ارجمند مولوی سید علی صاحب حائری کا ہے
ابھی جلد ۱۳ کی زیارت سے مومنین کو فراغت نہ ہوئی تھی کیونکہ نہایت ضخیم کتاب ہے کہ
جلد ۱۴ ابھی شایع ہوئی جسکے نسبت مین کچھ نہین کہ سکتا بجز اسکے کہ قدرت خدا کہون
کیونکہ سال بھر مین ایسی تصنیف گرانقدر کا شایع ہونا نظر بحالت موجودہ زمان اگر محال
نہین تو مشکل ضرور ہے -
ہان ماشاء اللہ ہنوز جوان ہین بلکہ تازہ جوان خون ہاشمی رگون مین بھرا ہوا ہے جو کچھ نہ
کر گذرین کم ہے کیونکہ صرف یہی ایک مشغلہ نہین ہے - بلکہ اور تصنیفین ہین مسائل کا جواب
دینا ہے مجالس مین احیاد ہین - حاجت روائے ناس بھی تو آپسے متعلق ہے - ان مشاغل
کے ساتھ ایسی گرانقدر تصنیف کا شایع ہونا محض قدرت خدا ہے -
اس کتاب مین یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ کل مفسرین کے اقوال لائے گئے ہین مگر افسوس کہ
اصل عبارت سبکی کتر لکھی گئی زیادہ تر ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ورنہ حجم کتاب اور بہی بڑہ جاتا - پھر
ہر قول پر جرح کی گئی ہے مگر مختصر اور جو مطابق مذہب حق شیعہ اثنا عشری ہے اوسکی بخوبی تائید
کی گئی ہے جس سے یہ کتاب جامع تفاسیر قرار پائی کہ کل اقوال اسمین موجود ہین - اسکے بعد پھر
کسی تفسیر کی ضرورت نہین رہتی -
یہ کتاب زبان فارسی مین ہے مگر سلیس اور عام فہم فارسی ہر جلد کی قیمت بحساب ... ہے
اور بہ استثناء جلد اول کل جلدین موجود ہین جو جناب آقا سید ابو الفضل صاحب سے
بہ نشان مبارک حویلی لاہور مل سکتی ہین -

اس کتاب کی خوبی - اسکی تحقیقات ایسی نہین ہی کہ اس مختصر ریویو مین آسکے کیونکہ کلام اللہ کی تفسیر ہے - اور تفسیر بھی ایسی کہ ہر پارہ کی تفسیر ایک مجلد ضخیم مین - پھر اوسکی خوبیان کیا بیان ہو سکتی ہین -

ہان مین یہ ضرور کہونگا کہ جسنے پہلی جلدین دیکھی ہین اور جناب علامہ سید ابوالقاسم شاہ صاحب مرحوم کی تحقیقات سے مستفید ہوا ہی - وہی رنگ وہی تقریر وہی لب و لہجہ وہی محاورہ ان جلدونمین بھی پائیگا جس سے حدیث الولد سر لابیہ کی پوری تصدیق ہوگی - فرق ہی تو اسقدر کہ پہلی جلدین جناب مرحوم کی آخر عمر کی تصنیفین ہین - یہ دونو جلدین جناب ممدوح سلمہ اللہ کی ابتدائی تصنیفین ہین - جس سے جہان فاضل مصنف کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہی وہان یہ بھی خوش آیند امید بندھتی ہی کہ آیندہ آپ کیا ہونگے اور کسقدر ترقی کرینگے - اگر پدر نتواند پسر تمام کند کی تصدیق تو اسوقت ہو رہی ہے -

خداوند عالم سے ہماری دعا ہے کہ اس کتاب مستطاب کو جلد تمام کرائے اور مع سابق مجلدات کے جلد چھپوائے کہ یہ ایسی خدمت اسلام مین ہو رہی ہی کہ اسپر جہانتک فخر کیا جائے کم ہے -

واقعات انیس

یہ دوسری کتاب ہے سوانح عمری جناب میر انیس صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ مین جو جناب مہدی حسن صاحب احسن کی مفید تصنیفات سی ہے - اسمین صرف سوانح عمری ہی میر صاحب مرحوم کی نہین ہی - بلکہ جناب مولوی امجد علی صاحب اشہری کی حیات انیس پر چند جا تنقید بھی کی ہے - کیونکہ واقعات انیس کا تعلق زیادہ تر خود میر صاحب مرحوم کے خاندان سے ہے -

حق یہ ہے کہ میر انیس صاحب مرحوم ایک ایسے شخص گذرے ہین کہ جسنے اونکو دیکھا ہے اور اونکا پڑھنا سنا ہے وہ اون واقعات وحالات کو نہ حیات انیس مین پاتا ہی نہ واقعات انیس مین - کیونکہ ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ -

مگر سوانح عمری کی غرض ہی یہ ہی کہ جسنے نہ دیکھا ہو وہ اس ذریعہ سے دیکھے اور سمجھے کہ

کس درجہ کے کامل تھے۔

واقعات انیس کے دو حصہ کیے گئے ہین پہلے حصہ مین تو زیادہ تر میر انیس صاحب مرحوم کے تاریخی حالات اور واقعات ہین جسمین لائق مصنف کی محنت قابل کمال تمجید ہے کہ ہر واقعہ کو ایک مستند واقعہ سے اخذ کیا ہے کہ ناقل یا راوی کا پتہ بھی لکھدیا ہے

دوسرے حصہ مین شاعرانہ تنقید ہے جو پہلے حصہ سے زیادہ لطیف ہے اس سے لائق مصنف کے خیالات اور دلی جذبات کا بھی پتہ لگتا ہے کہ شاعری مین خود مصنف کا کیا پایہ ہے کیونکہ میر انیس صاحب مرحوم کے کلام سمجھنے کو بھی لیاقت درکار ہے عوام نہ سمجھ سکتے ہین نہ بتا سکتے ہین۔ مگر یہ بھی میر صاحب مرحوم کا کمال ہے کہ عوام بھی اوسیطرح جان دیتے ہین جسطرح خواص اسپر مرتے ہین۔

جناب مفتی صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ کو جو ولہ و شغف ممدوح سے تھا اوسکا اندازہ تو اوس قطعہ سے ہو سکتا ہے جو واقعات انیس مین درج ہین۔ مگر مجھے جن علماے اعلام لکھنؤ کی خدمت مین باریابی کا موقع ملا اسکی یہی کیفیت تھی کہ میر صاحب مرحوم کے کلام کے عاشق و دلدادہ تھے **واقعات انیس**۔ واقعا ایک ایسی کتاب ہے کہ جس شخص کو کچھ بھی شاعری کا ذوق ہے یا میر انیس صاحب مرحوم کے کلام کا عاشق ہے۔ اسے حرز جان بنا کر کہنا چاہیے کیونکہ واقعات بھی نہایت جانچ کر لکھے گئے ہین۔ اور تنقید بھی اعلی درجہ کی ہے۔ اسپر چھپائی لکھائی کاغذ بھی اعلی درجہ کا جو صفحہ ۲۴۴ پر تمام ہے اور قیمت ؏ اوسکے مقابل مین کوئی چیز نہین۔ جناب سید محمد حسن صاحب احسن بجاری ٹولہ لکھنؤ سے طلب فرمائین ہان افسوس ہے تو اسکا کہ اس کتاب مین نہ بسم للہ ہے نہ الحمد للہ جو شان کتب اسلام ہے غلطیون کی بھی تصحیح نہین ہوئی شاید خود مصنف کو اسکا موقع نہ ملا۔

روئداد جلسہ تقسیم انعام مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ بابت ۱۳۲۵ھ ۔ ۸۶ صفحہ پر چھپکر شایع ہو گئی ہے جس سے اس مدرسہ کی کامیابی اور انجمن رضویہ کی ہمت ہزار گونہ قابل تعریف ہے۔ حق یہ ہے کہ جو کام خلوص نیت سے ہوتا ہے اوسکا اثر بھی بہت جلد نمایان ہوتا ہے۔ تصدیق کے لیے یہی سالانہ روئداد کافی ہے۔

جسطرح شیعونکی مسجد و منبر جابجا اہلسنت قبضہ کر لیتے ہین اوسیطرح کچھ لوگون نے چاہا
تھا کہ اس مدرسہ پر بھی اپنا قبضہ کرین - مگر شکر خدا کہ بانی مدرسہ جناب حاج الحرمین نواب سید
الطاف حسین خانصاحب دام اقبالہ نے بہت جلد تصفیہ کر دیا کہ یہ مدرسہ دینی مدرسہ ہے
جس سے وہ کھٹکا بہت جلد دور ہوگئی - مگر اسکے یہ مطلب نہین ہین کہ ہمکو انگریزی تعلیم کی ضرورت
نہین ہے یا ہونا چاہیئے - نہین ہونا چاہیئے اور ضرور ہونا چاہیئے مگر حقدرین کیساتھ بقدر
ضرورت - جناب نواب بادشاہ نوابصاحب کی یہ فیاضی بھی قابل قدر ہے کہ تین سو روپیہ
سالانہ آمدنی کی جائداد اس مدرسہ کے لئے وقف کیا - قوم بیحد شکر گذار ہے اور خواہان
زیادتی ہے کیونکہ جناب نواب بادشاہ نوابصاحب ہمدردی بھرا دل رکھتے ہین اور حسن چشم
آنکھ - انگریزی تعلیم کے لئے لوگ کیا کر رہے ہین - تعلیم دین کیلئے کتنی ضرورت ہے خود ظاہر ہے
جناب سید عزیز الرحمن صاحب رئیس مظفر پور رجسٹرار کونسنگہ رائے کی یہ فیاضی کہ ایکسو
اسی روپیہ کی جائداد اس مدرسہ کے لئے وقف کیا سب سے زیادہ قابل ستایش ہے خداوند
عالم انحضرات کی نیت و ہمت مین برکت عطا فرمائے -

دین کا حق عزیب ہے بلکہ غریب الغربا جس سے ہوسکے کر لینا چاہیئے کہ پھر وقت ہاتھ آنیوالا
نہین - ہمکو وہ وقت خوب یاد ہے جبکہ جناب فخر الحکما دام ظلہ نے نواب بہادر حاجی
سید ولایت علی خان بہادر مرحوم سے بعد رحلت جناب نواب سلطان مرحوم فرمایا تھا
کہ جو مشاہرہ آپ سلطان صاحب مرحوم کو جیب خرچ کے لئے عنایت فرماتے تھے اوسی مشاہرہ
سے ایک مدرسہ موسوم بہ سلطان المدارس جاری کیجئے کہ مرحوم کا نام بھی زندہ رہیگا اور
ثواب بھی اسکا ملتا رہیگا - اور کتبخانہ اپنا بھی اسی مدرسہ کے ساتھ وقف کر دیجئے جسے آپ
اکثر کہا کرتے ہین کہ سلطان صاحب مرحوم کے برابر ہمکو اسکی بھی محبت ہے - مگر ہائے جناب
مرحوم کو اتنی مہلت نملی کہ اس کار خیر کو انجام دیتے - اور آخر نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ وہ کتبخانہ
رہا نہ وہ جائداد اب کورٹ اف واردس مین ہے -

مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کے طلبہ کی تعداد بجمیع الوجوہ ۱۳۱ ہے جو غنیمت ہے اگرچہ مدارج
اعلی مین تعداد کم ہے مگر یہ امر کسقدر افسوسناک ہے کہ کمی سرمایہ سے غربا کو پورا وظیفہ

نہین مل سکتا جس سے بہت سی غربا محروم رہتے ہین - اور جنکو وظیفہ ملتا ہے وہ بہت کم مقدار مین جسکے وجہ سے نہ اونکا فقر زائل ہوتا ہے نہ عالی ہمتی آتی ہے -

مدرسین مین جناب حافظ حکیم مولوی سید فرمان علی صاحب مدرس اعلی مولوی سید غلام مصطفے صاحب مدرس طب مولوی سید الطاف حسین صاحب مولوی سید حیات علی صاحب دام اعزازہم سے تو مجھے ذاتی واقفیت ہی مدرسہ سلیمانیہ کی خوش قسمتی سے یہ لوگ ہاتھ آگئے ہین خدا انکے مساعی جمیلہ مین برکت عطا فرمائے کہ واقعا بہت کچھ قوم کی خدمت کر رہے ہین -

جناب نواب الطاف حسین خانصاحب دام اقبالہ پر لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے انکو انکی قدر دانی کرین کہ ایسے ہمدردان کا ملنا اگر محال نہین تو مشکل ہے -

معاونین مدرسہ مین ۹۵ نام ہین اور رقم امدادی الـ ؏۱۱ ہے جسکے نسبت ہمکو امید ہے کہ سال آیندہ مین یہ رقم کم سے کم المضاعف ضرور ہو گی -

افسوس کہ اس رقم امدادی کے سے مشنری واعظین کا حصہ صرف ؏۱۱ ہے جس سے پورے ۵ ماہانہ بھی نہین ہوتا حالانکہ یہ ایسا ضروری صیغہ ہے کہ آجکل دوسری قومین اسپر کیا کچھ نہ صرف کر رہی ہین -

جناب مولوی حیات علی صاحب مدرس مدرسہ سلیمانیہ مشنری ہین اور اضلاع قریبہ مین دورہ کرتے ہین جسکی غرض ہدایت و وعظ ہے ۱۳۲۴ھ مین ضلع پلاموں مین آپنے دورہ کیا اور ابواب ہدایت کو مفتوح کیا - مگر رپوٹ کا یہ آخری حصہ نہایت جگرخراش ہے -

(۱) ضلع شاہ آباد کی مفصلہ ذیل بستیان سادات شیعہ کی تہین - آٹھ نو برس مین سب سنی ہو گئین چونکہ جہالت و غربت ہے اسوجہ سے ا ؟ سنے مذہب مین بہی پختہ نہین ہوئے ہین اگر جلد خبر لی جائے تو کیا عجب ہے کہ اپنے سابق مذہب پر واپس آجائین "

ہمنے اون بستیونکا نام عمداً نہین لیا ہے کہ جو قومین بیدار ہین وہ نہ چڑھ دوڑین - لہذا اپنے برادران ایمانی سے ملتمس ہون کہ اگر اس مشن کی امداد فرمائی - تو ممکن ہی ہم بہی کامیاب ہون - اگر زیادہ نہین ہو سکتا تو عید الضحی کے قربانی کی کہال ہی سے امداد کرین ہر سال میں

اس مد سے لعہ وصول ہوئے اور [illegible] خرچ ہوئے ہم امید کرتے ہین کہ اس سال مین
اس رقم پر اضافہ ہوگا اور مشنریوں کی تعداد مین بھی اضافہ ہوگا -
اگرچہ ضرورت تو اسکی ہے کہ یہ صیغہ خاص طور پر مستقل کیا جاوے اور اسمین پوری سرگرمی دکھائی
جائے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا اور ضروری صیغہ ہے -

آخر مین ہم جناب حاجی نواب الطاف حسین خانصاحب بانی مدرسہ و انجمن رضویہ
کی دعا پر اس ریویو کو ختم کرتے ہین اور تمام معاونین مدرسہ و صیغہ مشن کے لئے دعا کرتے ہین
کہ خدا انسبکی توفیقات کو زیادہ کرے کہ واقعا جو کام ہو رہا ہے بہت غنیمت ہے مگر یہ بلحاظ
اسکے کہ شہر عظیم آباد مشرقی شیعونکا صدر مقام ہے یہ ایک مدرسہ اور ایک انجمن رضویہ
بہت ہی ناکافی ہے اور ہرگز وہ ضرورتین اس سے نہین پوری ہو سکتین جنکی قوم کے لئے
ضرورت ہے -
روساء گذری - روساء گلزار باغ - روساء سنگی دالان - روساء کشمیری کوٹھی روساء
مغلپورہ بفضل خدا سے اسد رجہ صاحب اقتدار ہین کہ ایسے ایسے کئی ایک مدرسہ قائم
کر سکتے ہین خصوصا گلزار باغ کی ریاست تو بفضل خدا سے بڑی وسیع ہے اور بہت کچھ کر سکتی
اسکے ساتھ اسکی بھی معذرت کرتا ہون کہ اس مدرسہ کا حق مجھسے ابتک نہ ادا ہو سکا

مدرسہ حسین آباد مبارک

یہ لکھنؤ کا شاہی مدرسہ ہے جو امام باڑہ آصف الدولہ مرحوم مین شاہی شان و عظمت سے قایم ہے
جناب مولانا السید محمد باقر صاحب مجتہد العصر و الزمان اسکے مدرس اعلی ہین اور جناب مولانا
سید عابد حسین صاحب اور جناب مولانا السید جعفر حسین صاحب دامت برکاتہم مدرس
ہین [illegible] اور [illegible] درکار ہین وہ سب یہان موجود
ن - امتحان مین طلبہ کی کامیابی بھی نہایت اعلی درجہ پر ہے خود لفٹنٹ گورنر بہادر
رونق افروز ہوکر اسکے عظمت کو بڑھاتے اور انعام تقسیم کرتے ہین -
افسوس مدرسین کی تعداد بلحاظ ضرورت اس مدرسہ کی بہت کم ہے ہم امید
کرتے ہین کہ متولیان وقف حسین آباد اس ضرورت پر نظر غائر کرینگے - کیونکہ جسقدر

یہ مدرسہ ضروری اور مفید ہے اور بقدر توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر کم سے کم دو مدرس اور بڑھا جائیں تو نہایت مناسب ہے آیندہ نمبر میں ہم اس مدرسہ کے تفصیلی حالات پر بحث کرینگے انشاء اللہ

(اڈیٹر)

حی علی خیر العمل

شہر جونپور میں مسجدیں بکثرت ہیں مگر باستثناء بعض مساجد جنمیں ماہ صیام وغیرہ میں نماز جماعت ہوتی ہے باقی کل مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔ بعض تو بالکل منہدم اور بعض قریب الانہدام اور بعض بالکل بے سقف وحائط ہیں جسکے سبب سے بجائے مصلین اور نماز گذاروں کے ثعالب وکلاب.........

یہ حالت دیکھکر آخر مومنین کو تاب ضبط نہ رہی اور جملہ مومنین خصوصاً غرباے مومنین اہل شہر نے اپنی ایک انجمن مسمی بہ انجمن حیدری خاص اسی غرض کی تکمیل کیلئے قائم کی ہے اور سب نے ملکر چندہ کرکے چند مساجد کی مرمت بھی کی ہے اور کرتے جاتے ہیں لیکن افسوس کہ آمدنی قلیل اور کام بہت ہے اسوجہ سے اب وہ مومنین اپنے تمام برادران ایمانی و اخلاء روحانی سے امیدوار ہیں کہ وہ اس امر خیر میں انکا ساتھ دیں اور جو کچھ قلیل وکثیر چندہ سالانہ یا ششماہہ یا ماہانہ یا غیر مستقل ایک ہی دفعہ جسطرح سے کہ ممکن ہو عطا فرما کر اکتساب ثواب فرمائیں۔

منی آڈر حسب ذیل ارسال فرمائیں۔

جونپور۔ محلہ دریبہ شیخ علی حسین صاحب ممبر انجمن حیدری زاد اللہ توفیقاتہ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جہانتک جلد ممکن ہو اس امر خیر میں اعانت فرمایئے۔ واجرکم علی اللہ انہ لا یضیع اجر المحسنین۔

السید سجاد حسین جونپوری

اجلاس کمیشن تحقیقات شیعہ وسنی

کونفرنس نے جو رزولیوشن اس بارہ میں پاس کیا تھا۔ اصلاح نمبر ۱ میں شایع ہو چکا ہے۔ اجمالی کاروائی اسکی بھی نمبر ۱ میں شایع ہو چکی۔ ان دونوں تحریروں کی بنا انجمن کی تحریر پر تھی جسکا اڈیٹر بہ اخراج